UNIVERSAL LIBRARY

OU_232797
UNIVERSAL LIBRARY

جلد اول

المعلم

مسلم

۱۹۲۳۶۹

فہرست کتاب مستطاب الصراط [illegible] ترجمہ [illegible] اول

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۹	[illegible]	۹۰	[illegible]
۲۰	[illegible]	۹۰	[illegible] کا بیان
	[illegible]	۹۳	[illegible]
	[illegible]		[illegible]
	[illegible]		[illegible]
۴۲	[illegible]		[illegible]
	[illegible]	۹۵	[illegible]
۴۵	[illegible]		[illegible]
۴۷	[illegible]	۹۷	[illegible]
	[illegible]		[illegible]
	[illegible]		[illegible]
۵۰	[illegible]		[illegible]
	[illegible]		[illegible]
	[illegible]		[illegible]
۵۲	[illegible]		[illegible]
	[illegible]	۱۰۵	[illegible]
	[illegible]		[illegible]
	[illegible]		[illegible]
	[illegible]	۱۰۷	[illegible]
	[illegible]		[illegible]
۵۶	کتاب [illegible] ایمان		[illegible]

صفحہ	مضمون	صفحہ	مطلب
	[illegible]		[illegible]
115	[illegible]	[illegible]	[illegible] محبت رسول [illegible]
	[illegible]		[illegible]
	[illegible]		[illegible]
	[illegible]		[illegible]
	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	[illegible]		[illegible]
[illegible]	[illegible]		[illegible]
	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]		[illegible]
	[illegible]		[illegible]
	[illegible]		[illegible]
	[illegible]	[illegible]	[illegible] ایمان میں [illegible]
[illegible]	[illegible]		[illegible]
	[illegible]	[illegible]	[illegible] ایمان [illegible]
	[illegible]		[illegible] لوگوں کا ایمان میں زیادہ
	[illegible]		[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	جنت میں [illegible] اور
[illegible]	[illegible]		[illegible] محبت کرنا ایمان میں داخل
	[illegible]		ہے اور سلام کا رواج دینا سبب ہو محبت کا
	[illegible]	[illegible]	دین خیرخواہی کو کہتے ہیں [illegible] سچائی اور
[illegible]	[illegible]		[illegible]

صفحہ	مطالب کتاب
۱۶۹	ایمان کا گھٹ جانا گناہون سے اور ایمان کا جدا ہونا اس شخص سے جو گناہ کر رہا ہی یعنے کمال ایمان کا نہین رہتا گناہ کرتے وقت ۔
۱۷۱	منافقون کی خصلتون کا بیان ۔
۱۷۴	جس نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہا اس کے ایمان کا بیان ۔
۱۷۶	جو شخص اپنے باپ سے پھر جاوے اور نفرت کرے اور دوسرے کو باپ بناوے جان بوجھکر اس کے ایمان کا حال ۔
۱۷۷	مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہی اور اس سے لڑنا کفر ہے ۔
۱۷۹	نسب مین طعنہ کرنے والے پر اور میت پر چلا کر رونے والے پر کفر کا اطلاق ۔
//	اپنے مولی سے جو شخص بھاگ جاوے اسکی ایمانکا بیان
۱۸۰	کافر ہونا اس شخص کا جو کہے بارش اتری تارون کی گردش سے
۱۸۲	ایمان کا گھٹنا عبادت کی کمی سے اور ناشکری اور فیض سوشی کو کفر کہنا
[illegible]	جو شخص نماز ترک کرے اس کے کفر کا بیان
[illegible]	ایمان باللہ سب کامون سے بہتر ہے
۱۸۳	شرک سب گناہون سے بڑا گناہ ہے اور پھر

صفحہ	مطالب کتاب
	اوس کے بعد کون گناہ ہے اسکا بیان
۱۹۶	باب بیان مین ان گناہون کے جو کبیرہ ہین پھر انمین بڑے کون کون ہین ان کا بیان
۲۰۲	کبر کی حرمت اور اسکا بیان ۔
۲۰۵	جو شخص شرک سے پاک ہو اور مرے تو وہ جنت مین جاویگا اور جو شرک کیحالت مین مرے وہ جہنم مین جاوے گا ۔
۲۰۷	حربی کافر لا الہ الا اللہ کہے پھر قتل اسکا حرام ہے
۲۱۳	جو شخص مسلمان پر ہتھیار اٹھاوے وہ مسلمان نہین ہے
//	جو شخص مسلمانون کو فریب دیوے وہ مسلمان نہین ہے ۔
۲۱۴	گال پیٹنا اور گریبان پھاڑنا اور جاہلیت کی سی باتین کرنا حرام ہے ۔
۲۱۶	چغلخوری سخت حرام ہے
۲۱۷	تہبند ٹخنون سے زیادہ نیچے رکھنے کی اور احسان کر کے جتانیکی اور مال کو جھوٹی قسم کھا کر بیچنے کی سخت حرمت کا بیان اور ان تینون کا بیان جن سے اللہ تعالی قیامت کے دن بات نہ کرے گا نہ ان کیطرف دیکھے گا نہ انکو پاک کریگا بلکہ ان کو دکھ کا عذاب ہوگا ۔
۲۲۰	خودکشی کی سخت حرمت اور خودکشی کرنیوالے

مطالب کتاب	صفحہ	مطالب کتاب
کا عذاب جہنم مین اور بچانا جنت مین سوا مسلمان کے		
مال غنیمت مین چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت مین نہ جاوینگے مگر وہی جو ایمان دار ہین		
جو شخص خودکشی کرے وہ کافر نہ ہوگا۔		
اس ہوا کا بیان جو قیامت کے قریب چلے گی اور لے جاویگی ہر ایک شخص کو جسکے دل مین رتی برابر بھی ایمان ہوگا۔		
فتنوں اور فسادوں کے پھیلنے سے پہلے نیک اعمال کو جلد بجالانے کی ترغیب۔		
مومن کو اپنے اعمال برباد ہو جانے سے ڈرنا چاہیے		
جب کوئی مسلمان ہو جاوے تو کفر کے وقت کے اعمال کا مواخذہ نہ ہوگا		
اسلام سے اور حج سے اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہو جانا		
کافر اگر کفر کی حالت مین نیک کام کرے پھر مسلمان ہو جاوے۔		
ایمان کی سچائی اور خلوص کا بیان		
دل مین جو وسوسے آتے ہین جب تک وہ جم نہ جاوین ان پر مواخذہ نہ ہوگا اور اللہ تعالے اتنی ہی تکلیف دیتا ہے جتنی طاقت ہو اور نیکی		
		اور گناہ کا قصد کرنا کیا حکم رکھتا ہے
	۲۴۸	وسوسے کا بیان اور جب وسوسہ آوے تو کیا کہے
	۲۵۳	جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لیوے اوس کی سزا جہنم ہے
	۲۵۸	جو شخص پرایا مال ناحق چھینا چاہے تو اس کا خون لغو ہے اور جو مارا جاوے تو جہنم مین جاویگا اور جو اپنا مال بچانے مین مارا جاوے وہ شہید ہے
	۲۵۹	جو حاکم اپنی رعیت کے حقوق مین خیانت کرے اس کے لیے جہنم ہے۔
	۲۶۱	بعضے دلوں سے امانت اور ایمان کے اٹھ جانے کا بیان اور فتنوں کا آنا دلوں مین
	۲۶۹	اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ اور پھر غریب ہو جاویگا اور سمٹ آویگا دونون مسجدوں کے بیچ مین۔
	۲۷۲	آخیر زمانے مین ایمان کا مٹ جانا۔
	۲۷۳	جو شخص ڈرتا ہو اپنی عزت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے
	۲۷۴	جو شخص ضعیف الایمان ہو اسکا دل ملانا اور جب تک ایمان کا یقین نہ ہو کسی شخص کو مومن نہ کہنا چاہیے۔
	۲۷۶	جب دلیلین خوب پہونچ جاوین تو دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۲۷۸	ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کا		کچھ کام نہ آویگی ۔
	یقین کرنا اور تمام شریعتون کو آپ کی	۳۹۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش
	شریعت سے منسوخ سمجھنا واجب ہے ۔		ابوطالب کے لیے اور انکا عذاب ہلکا
۲۸۲	حضرت عیسیٰ کے اترنے کا بیان اور		اس سفارش کی وجہ سے ۔
	شریعت محمدی کے موافق چلنے کا	۳۹۶	جو شخص کفر کی حالت مین مرے اسکو
۲۸۷	اُس زمانہ کا بیان جب ایمان قبول نہ ہوگا		عمل کام نہین آویگا ۔
۲۹۱	اب اس بات کا بیان شروع ہوا کہ رسول اللہ	″	باب بیان مین مومنین کے ساتھ دوستی
	صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی کیونکر شروع ہوا ۔		رکھنے مین اور غیرون سے نہ ہونے اور ان سے
۲۹۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانون پر		دوستی قطع کرنا اور ان سے جدا رہنا
	تشریف لیجانا اور نمازون کا فرض ہونا	۳۹۷	مسلمانون کا ایک گروہ جنت مین بغیر
۳۲۶	اس باب مین یہ بیان ہے کہ ولقد راٰہ نزلۃ		اور کتاب کے جاویگا ۔
	اُخرٰی سے کیا مراد ہے اور رسول اللہ صلی	۴۰۱	اس امت سے جنت کو آدھے لوگ ہونگے
	اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ جل شانہ کو معراج کی	۴۰۶	کتاب طہارت کے بیان مین
	رات مین دیکھا تھا یا نہین ۔	۴۰۸	نماز کے لیے طہارت کا ضروری ہونا
۳۳۷	اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنون کو آخرت مین	۴۱۰	وضو کی ترکیب اور اسکے پورا کرنے کا بیان
	ہوگا اسکا ثبوت	۴۱۵	وضو کی اور اسکے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت
۳۵۶	شفاعت کا ثبوت اور موحدون کا جہنم سے	۴۲۰	وضو کے بعد کیا پڑھنا چاہیے
	نکالا جانا	۴۲۱	دوسرا باب وضو کی ترکیب مین
۳۸۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا اپنی	۴۲۳	ناک مین پانی ڈالنا اور اسیطرح استنجا کرنا
	امت کے لیے اور رونا انکے حال پر شفقت سے		طاق بار بہتر ہے
۳۹۱	جو شخص کفر پر مرے وہ جہنم مین جاویگا اور	۴۲۵	پاؤن دھونا واجب ہے
	اسکی شفاعت نہوگی اور نیک لوگون کی قرابت داری	۴۲۷	وضو مین تمام اعضا کو پورا دھونا چاہیے

مطالب	صفحہ	مطالب

منہ زیادہ دھونا یہانتک کہ سر کے سامنے کا حصہ دہل جاوے اسی طرح ہاتھون اور پاؤن کو کہنیون اور ٹخنون کے پار تک دھونا مستحب ہے۔

ا۳ وضو پر وضو کرنے سے کیا ثواب ہے

۳۲ مسواک کرنے کا بیان

۳۳ سنت باتون کا بیان

باب استنجا کے بیان مین

۷ موزون پر مسح کرنے کا بیان

ایک بار مسح کرنے کی مدت کا بیان

۴۴ پانی کے ... نمازین پڑہنا۔

سے پہلے ... ہاتھ ڈالنا اسکو دہونے

۴۷ مکروہ ہے

سا منہ ڈالنا اور پانی پینا کسی برتن

ہے۔

تھمے ہوے پانی مین پیشاب کرنیکی ممانعت

تھمے ہوے پانی مین غسل کی ممانعت

مسجد مین جب پیشاب پڑ جاوے تو اسکو پانی سے دھونا ضرور ہے اور زمین پانی سے پاک ہوجاتی ہے اس کا کھودنا ضرور نہین ہے

شیرخوار بچہ کے پیشاب کو کیونکر دھونا چاہیے

۴۶۸ منی کا حکم

۴۷۱ خون کی نجاست اور اسکے دھونیکا بیان

؍؍ پیشاب کی نجاست کا بیان

۴۷۳ کتاب الحیض

؍؍ تہبند کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنا

۴۷۴ حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر مین لیٹنا

۴۷۵ اس باب مین یہ بیان ہے کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اسکے سر مین کنگھی کرسکتی ہے اسکا جوٹھا پاک ہے اسکی گود مین تکیہ لگا کر بیٹھنا درست ہے اور قرآن پڑھنا۔

۴۷۸ مذی کا بیان

۴۷۹ جنب سو کر اوٹھے تو منہ ہاتھ دھونا

۴۸۰ جنب کو سونا درست ہے لیکن وضو کرنا اور شرمگاہ کا دھولینا کہاتے اور پیتے اور سوتے اور جماع کرتے وقت مستحب ہے

۴۸۱ اگر عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے۔

۴۸۵ عورت اور مرد کی منی کا بیان اور اس بات کا کہ بچہ دونون کے نطفہ سے پیدا ہوتا۔

۴۸۶ غسل جنابت کیونکر کرے

۴۸۹ غسل جنابہ مین کتنا پانی لینا بہتر ہے اور

صفحہ	مطالب کتاب
	غسل کرنا مرد اور عورت کا ایک ہی برتن سے ایک ہی بار ... مین اور غسل کرنا ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے
۴۹۳	سر پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان
۴۹۴	عورتین چوٹیان غسل مین کھولین یا نہ کھولین
۴۹۵	جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑا یا روئی کا مشک لگا کر خون کے مقام پر استعمال کرے تو مستحب ہے
۴۹۷	مستحاضہ کا بیان اور اس کے غسل اور نماز کا حال
۵۰۰	حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب نہین اور روزے کی قضا واجب ہے
۵۰۱	غسل کرنیوالا کپڑے وغیرہ کی آڑ کرے
۵۰۲	دوسرے کے ستر کیطرف دیکھنا حرام ہے
۵۰۴	تنہائی مین ننگے نہانا درست ہے
۵۰۵	ستر ڈھانپنے مین احتیاط رکھنا

صفحہ	مطالب کتاب
۵۰۶	پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا
”	اوائل اسلام مین جماع سے غسل واجب نہ ہوتا جبتک منی نہ نکلے لیکن وہ حکم منسوخ ہوگا اور جماع سے غسل واجب ہوجاتا ہے
۵۱۰	جو کھانا آگ سے پکا ہو اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
۵۱۱	اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا
۵۱۳	جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر حدث مین شک ہو تو وہ اسی طہارت سے نماز پڑھ سکتا ہے
”	مردے جانور کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے
۵۱۶	تیمم کا بیان
۵۲۱	مسلمان نجس نہین ہوتا
۵۲۲	جنابت کی حالت مین اللہ کا ذکر کرنا
”	بے وضو کھانا درست ہے اور ... فی الفور وضو واجب نہین ہے
۵۲۳	پاخانے جاتے وقت کیا کہے
”	بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہین ٹوٹتا

تمت

واضح ہو کہ بعد طبع ہوجانے ہر چہار جلد کتاب ہذا کے غلط نامہ ہر چہار جلد کا اس کتاب کے اخیر جلد کے ساتھ چھپوایا جاوے گا تاکہ علیحدہ علیحدہ جلدون کے خریدارونکو اطلاع دی گئی

صفحه	مطالب
۴۲۸	منہ زیادہ دہونا پہانے تک کہ سر کے سامنے کا حصہ دہل جاوے اسی طرح ہاتہون اور پاؤن کو کہنیون اور ٹخنون کے پار تک دہونا مستحب ہے۔
۴۳۴	وضو پر وضو کرنے سے کیا ثواب ہے
۴۳۵	مسواک کرنے کا بیان
۴۳۷	سنت باتون کا بیان
۴۴۱	باب استنجا کے بیان مین
۴۴۴	موزون پر مسح کرنیکا بیان
۴۵۷	موزون پر مسح کرنے کی مدت کا بیان
″	ایک وضو سے کئی نمازین پڑہنا
۴۵۹	پانی کے برتن مین ہاتہ ڈالنا اسکو دہونے سے پہلے مکروہ ہے
۴۶۰	کتے کا منہ ڈالنا اور پانی پینا کسی برتن سے
۴۶۱	تہمے ہوئے پانی مین پیشاب کرنیکی ممانعت
۴۶۴	تہمے ہوئے پانی مین غسل کی ممانعت
″	مسجد مین جب پیشاب پڑجاوے تو اسکو پانی سے دہونا ضرور ہے اور زمین پانی سے پاک ہوجاتی ہے اسکا کہودنا ضرور نہین
۴۶۷	شیرخوار بچہ کے پیشاب کو کیونکر دہونا چاہیے
۴۶۸	منی کا حکم
۴۷۱	خون کی نجاست اور اسکے دہونیکا بیان
″	پیشاب کی نجاست کا بیان
۴۷۳	**کتاب الحیض**
″	تہبند کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنا
۴۷۴	حائضہ عورت کے ساتہ ایک چادر مین لیٹنا
۴۷۵	ان باب مین یہ بیان ہے کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دہو سکتی ہے اسکے سر مین کنگہی کر سکتی ہے اس کا جوٹہا پاک ہے اسکی گود مین تکیہ لگا کر بیٹہنا درست ہے اور قرآن پڑہنا۔
۴۷۸	مذی کا بیان
۴۷۹	جب سوکر اٹہے تو منہ ہاتہ دہونا
۴۸۰	جنب کو سونا درست ہے لیکن وضو کرنا اور شرمگاہ دہو لینا کہاتے اور پیتے اور سوتے اور جماع کرتے وقت مستحب ہے
۴۸۱	اگر عورت کی منی نکلے تو اوسپر غسل واجب ہے۔
۴۸۵	عورت اور مرد کی منی کا بیان اور اسبات کا کہ بچہ دونون کے نطفہ سے پیدا ہوتا ہے
۴۸۶	غسل جنابت کیونکر کرے
۴۸۹	غسل جنابت مین کتنا پانی لینا بہتر ہے اور

صفحہ	مطالب کتاب
	غسل کرنا مرد اور عورت کا ایک ہی برتن سے ایک ہی حالت میں اور غسل کرنا ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے
۴۹۳	سر پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان
۴۹۴	عورتیں چوٹیاں غسل میں کھولیں یا نہ کھولیں۔
۴۹۵	جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑے یا روئی کا مشک لگا کر خون کے مقام پر استعمال کرے تو مستحب ہے۔
۴۹۷	مستحاضہ کا بیان اور اس کے غسل اور نماز کا حال
۵۰۰	حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں اور روزہ کی قضا واجب ہے
۵۰۱	غسل کرنیوالا کپڑے وغیرہ کی آڑ کرے
۵۰۲	دوسرے کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے
۵۰۴	تنہائی میں ننگے نہانا درست ہے
۵۰۵	ستر ڈھانپنے میں احتیاط رکھنا

صفحہ	مطالب کتاب
۵۰۶	بیٹھتے وقت ستر کو چھپانا
؍؍	اوائل اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا جب تک منی نہ نکلی لیکن وہ حکم منسوخ ہوگیا اور جماع سے غسل واجب ہوجاتا ہے۔
۵۱۰	جو کھانا آگ سے پکا ہو اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
۵۱۲	اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا
۵۱۳	جس شخص کو طہارت کا یقین ہو پھر حدث میں شک ہو تو وہ اسی طہارت سے نماز پڑھ سکتا ہے
؍؍	مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے
۵۱۶	تیمم کا بیان
۵۲۱	مسلمان نجس نہیں ہوتا
۵۲۲	جنابت کی حالت میں اللہ کا ذکر کرنا
؍؍	بے وضو کھانا درست ہے اور فی الفور وضو واجب نہیں ہے
۵۲۳	پاخانے جاتے وقت کیا کہے
؍؍	بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

صحتنامہ کتاب ستطاب المعلم ترجمہ اردو صحیح مسلم جلد اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۳	اَحکام	اِرکام	۵۱	۲	قواری	قواریری	۱۱	۲۰	تعاسے	تعالی نے
〃	۷	آواخر	اواخر	〃	۲۰	خواب ہے	خوب ہے	۱۱۴	۶	الرشاد	ارشاد
۳	۶	بہادرہے	بہادرسے	〃	۲۴	کرر	مقرر	۱۱۹	۲۱	سخص	شخص
〃	〃	والاہے	والا	۵۲	۱۳	سشریح	تشریح	۱۰۰	۱۴	نفقول	منقول
〃	۲۲	لکہا گیا	لکھا گیا	۵۳	۱۴	تدالیس	تدلیس	۱۲۳	۲۲	نام	نام ہے
۵	۱۱	محمدی نے	محمدی کے	۵۵	۲۲	بہی	یہی	۱۲۳	۹	انگرا	انکرا
〃	۱۷	ابوذرعہ	ابوزرعہ	۵۶	۱۵	بن انیسہ	بن ابی انیسہ	۱۲۴	۱۹	ہین بھی	بھی
۶	۷	یہی ہے	یہ بھی ہے	۶۰	۹	اعتقاف	اعتکاف	۱۲۷	۱۳	بنذون پر	بندون پر
〃	۱۹	تینون طرحکی	دوسرے طرحکی بہی	۷۳	۲۱	پڑ بدیسنا	پڑ بدیلے شا	۱۲۲	۷	اجتہسا	اجتہاد
۸	۲۳	محضرمین	مخضرمین	۷۹	۶	نقدی	نفی	۱۳۳	۱۴	تو وہ	وہ تو
۹	۱	توای	توری	۸۰	۱۱	خالق	خالق ہے	〃	۱۳	انکار	انگار
۱۰	۱۱	مقصہ	قصد	۸۱	۱۵	لقول	یہ قول	۱۳۵	۱۵	اس باب	اسباب
۱۲	۱۵	تیک	تک	۸۴	۱۲	فلفیت	فلبیت	۱۳۶	۱۹	مین سے	مین
۱۴	۲۱	اون سے	اس سے	۸۵	۷	یعمرد	یعمر اور	۱۳۸	۱	ہلای ا	ہلائی اور
۱۵	۶	عمدہ ہے	عمدہ	۸۷	۴	پہیرے	پہرلے	۱۴۱	۹	د گے	ڈگے
۱۷	۲۱	الحدیث	الحدیث ہے	۸۸	۳	توجہ	توجی	〃	۱۴	درجے	درجہ ہے
۱۸	۱۰	الحدیث کا	الحدیث ہوگا	〃	۹	نشانی	نشانی ہے	۱۴۲	۴	ہ	کہ
۲۶	۲	گنٹہ ملا	گنٹہ ملا	۹۲	۳	جاہیے	جاہئے	〃	۲۲	اورکہو	اورکہی
۲۷	۲۳	انہون	انہون نے	〃	۸	خیزاب	چیزاب	۱۴۳	۱۰	کافرکا	کا ذکر
۲۸	۱۳	ادحدیث	اورحدیث	۹۵	۱۰	دخل ہو	دخل ہرگز	〃	۱۱	شعاہے	شعار ہے
۳۴	۱۱	ترک	نزک	۹۶	۵	سیحو	سمجہو	〃	۱۹	حدیث ہیہ	حدیث بیش
〃	〃	ترک	نزک	〃	۶	روزدکن	روزدن	۱۴۵	۲	مشترت	مشرت
〃	〃	ترک	نزک	〃	۱۵	فقہا لشافعیہ	فقہاء شافعیہ	۱۴۹	۱۵	کرنیوالاالا	کرنیوالا
۳۹	۱۱	کبرد	گبزرو	〃	〃	نحویون	نحویون کا	〃	۹	مطلب	مطلب اس
〃	۱۴	بوجوسلمہ	ہوا ابوسلمہ	۹۶	۲۱	روہیئہ ہوگی	زردت ہے	۱۵۲	۲	کلام	کام
۴۲	۸	چھوسے کا	چھوٹے	۹۹	۷	لوروپ	یورپ	۱۵۳	۲۲	عنایت	عنایت
۴۴	۱۴	مین نہ عارضہ	مین یہ عارضہ	۱۰۰	۶	بنتی ہے	بنتے مین	۱۵۷	۴	مسلام	کلام
۴۷	۲۲	حمام	ہمام	〃	۷	کرڑاسا	کٹراسا	〃	۱۰	انہون	انہون نے
۴۸	۴	عمارہ	عمارہ نے	۱۰۶	۱۱	آپہے	اپنے	۱۵۹	۸	یورپ	پورب
۴۹	۹	کہنا ہین سے نے	کہا ہین	۱۰۹	۱۹	ماری	ماری ہین	〃	۲۳	ملاکر	طلاکو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۹	۶	پہیر ہے	پہیرا ہے	۲۰۶	۵	چاہیئے	چاہیے	۲۵۵	۱۲	ٹنا	ٹنٹنا
۱۶۰	۲۲	ملتی ہے	ملے مین	۲۰۷	۹	انتہا	انتہا سے	۲۵۷	۹	عبدان	عیدان
۱۶۷	۵	کرسنے سے	کرسے گے	۲۱۰	۱۴	انا اللہ	الا اللہ	״	۹	معلوم ہوا	معلوم ہو
۱۷۴	۱۰	والہ	والا	״	۱۴	ذکر گیا	ذگرگیا	۲۵۹	۲۱	چاہیے	[illegible] ہے
۱۷۳	۱۲	روایت	روایت ہی	۲۱۳	۲۰	سلما	سلمان	۲۶۳	۱۵	خیہنت کرنے	خیانت کرنیے
۱۷۴	۹	ہوتے	ہوئے	۲۱۴	۱۳	پہارنان	پہارٹا	۲۶۲	۹	پہراتہون نے	پہران اترا تہون نے
۱۷۵	۲	خداد شمن	خداکا دشمن	״	۱۹	گ لون	گالون	״	۹	حدیث	حدیث کو
۱۷۹	۴	تہبہ	دہبہ	۲۱۸	۵	نکلتے	نکلتی	۲۶۳	۲۱	کہوچ کر تک کے	کہوج کر کرین کے
״	۳	مستحق کرتے	مستحق تصور کرتے	۲۲۰	۲۳	خودکشیہ کو	خودکشیکو	۲۶۴	۲۰	نام کیا	نام لیا
۱۸۳	۴	ہوتی تو	ہوتی ہے	۲۲۴	۱۳	جتنی	جنتی	۲۶۶	۲۳	بوریا یا	بوریا
״	۹	ہوتے ہے	ہوتے ہین	۲۲۴	۵	ست بنا ہوا	سبا سنا ہوا	۲۶۷	״	دل مین	دل سے
۱۸۴	۶	تیراہ	تیرہ	۲۲۵	۱۷	چھوڑا	کے چھوڑا	۲۶۹	۶	کل	کلمہ
۱۸۵	۱۳	دریا چاند	دریا یا چاند	۲۲۸	۱۲	فرمایا اللہ	فرمایا یا اللہ	״	۹	نہالی	بنالی
״	۱۹	برسانا	برساتا ہے	۲۳۱	۱۲	سوا انسدہ	سوا اقتدہ	״	۱۱	جابی رہی	جاتی رہی
۱۸۶	۴	حصہ بہی	حصّہ بہی	۲۳۳	۲۰	نجبنی والا	بخشنے والا	״	۱۲	وٹہرا وٹہر	وٹہرا دہر
״	۸	بہی لیتے	بہی لیتے	۲۳۶	۴	آخر کا	آخرت کا	۲۶۹	۴	مین نے	مین نے کہا
״	۱۳	یہ ہے	یہ ہے کہ	۲۳۹	۱۳	بہی ہین	بہی ہین	״	۵	اندہا ہوا	اوندہا ہوا
۱۸۸	۲۱	سوال ار	سوال کرنا	۲۴۲	۱۴	کہیں اور سر	کہین اور سر	״	۹	آپ نے	اسے
۱۸۹	۱۹	بہی ہے ہی	بہی ہے	״	۱۰	نفسی نے	نفسی کے	۲۷۰	۱۷	جاہین	جاتے ہین
۱۹۰	۹	براہی	برا کے	۲۴۳	۱۴	صالمین	صاحبین نے	۲۷۱	۲۱	روکر	روس کے
۱۹۱	۱۳	اور اسکو [illegible]	[illegible]	۲۴۴	۱۲	سے	سے	۲۷۲	۱	سوا کہن	سوا کن
۱۹۲	۸	بدرسکون	ذکر سکون	״	۲۰	شنرا حمزہ	شرب خمر	۲۷۸	۱۰	اوکسی کے	کسی کے
۱۹۳	۲	ساتہ [illegible] اور	ساتہہ اور	۲۴۷	۳	کرےگا	کرنے کی	۲۷۸	۶	پنا لیتا	پناہ لیتا
״	۵	اسکو	اسکے	۲۴۹	۱۴	نزا ایمان	نزاایمان	۲۹۰	۶	ادمیرے	اور میرے
۱۹۵	۹	کرنے	کرتے	۲۵۰	۹	خورک	فورک	۲۹۴	۱۳	کسی کا	کسی کا قایل
״	۱۳	[illegible]	ہوتی ہے	״	۱۷	جوجود دین	جوجود قتین	״	۱۲	ہے کو کہتے	ہے تو کہتے
۱۹۸	۱	سبلا دیمان	بتلا دین	۲۵۴	۳	قوسلمانکا	قوم مسلمانکا	۲۹۶	۵	پیغمبر کالایک	پیغمبر لایا ہے
۲۰۲	۹	لڑائی دوح	لڑائی ہکے دن	״	۱۲	اسحد..ث	اسحدیث	۲۹۹	۲	یا وہ تو وہ	یا تو وہ
۲۰۳	۴	بتاتا ہے	بتاتا ہے	۲۵۵	۲	رڈاب	عذاب	״	۸	مشترک	مشرق
۲۰۴	۷	اختلاف	انتلاف	״	۷	علی سلف	علماے سلف	״	۹	دوبہ تو بہ وہ	یا تو وہ
۳۰۴	۲	اوس سے	اوس کے	״	۱	بن قیل	بن قیس	״	۱۴	اس زجو	اس نے تو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹۹	۱۶	شیاطین مین اور	سب شیاطین اور	۳۲۲	۱	ابن عمرو	ابن عمر	۳۵۸	۲۹	جو کہت	جو کہتا ہے
"	۲۰	نکلنی	نکلنے	"	۳	تین ہو جاوین	مین ہو جاوین	۳۵۹	۴	گنہگار ہو کر	گنہگار رہو کر
۲۱۹	۶	دہبرہ	ادہرہ	"	۲	اصل اسکی	اصل	۳۶۰	۸	کہ تون	کہ تو
۲۹۱	۷	یعنی	یعنی یہہ	۳۲۳	۲	مین ادہر	ہمین ادہر	"	۱۲	تون	تو
۲۹۳	۲۱	جس سے تجہکو	جس نے	۳۲۶	۱	کو نترک	کو جو نشتر	۳۶۲	۴	کریگا	کرے گا
۲۹۵	۱۱	کو رکرا	کو کر گرا	۳۲۸	۱	کہ ہماری	ہمارے	۳۶۳	۳	تون	تو
"	۱۵	انجام مین	انجام مین	"	۱۰	روایت	رویت	۳۶۴	۲	دونون جو	دونو جو روین
"	۱۶	ہو جاتی ہے	ہو جاتی	۳۲۹	۷	تر پوچہا	سے پوچہا	۳۶۵	۳	لوگ ہر	لوگ ہین
۲۹۶	۵	مرے	مرنے کے لیے	۳۳۱	۹	روایت	روایت ہے	"	۹	منبر	منبر کو
۲۹۷	۴	چہپانیوالا	چہپانیوالا	۳۳۲	۱۰	فرمایا ہے	فرماتا ہے	"	"	السلام	علیہ السلام
"	۱۱	قسم کی اللہ	قسم اسکی اللہ	"	۱۵	پہونچنا	پہونچتا	"	۲۱	مہ ہوان	مہ ہو گئے
۲۹۸	۸	کہہ گیا	سہم گیا	۳۳۶	۷	لائق	قائل	۳۶۷	۸	پکڑ لیت	پکڑ لین
۳۰۳	۸	ممنوع مین	ممنوع ہین	۳۴۶	۴	انتہا	انتہے	"	۱۴	اور بہتر	اور بہتر کے
۳۰۴	۵	برتنون	برتنون	"	۲۳	مخلوق مین	مخلوق مین سے	۳۶۵	۱۱	کہتے	کہتے ہین
"	۳	دحنا	دخل	۳۴۷	۱	مین ما	مین جا	۳۷۲	۶	السلام	السلام کا
۳۰۵	۱۰	چہوتے	چہوٹے	۳۵۰	۷	تنی ہے	اتنی ہے	۳۷۳	۲۳	عالم	عام
"	۲۳	پیٹہہ کا	پیٹہہ کا	"	۱۱	او خترکین	اور سترکین	۳۷۴	۷	پیغمبر	پیغمبر کو
۳۰۶	۱۹	طاقت	طاقت	"	۱۲	گے	کے	"	۱۶	ستہر	ستعد
۳۰۷	۵	سالون	سالون	"	"	بوجہتے	پوچہتے	"	۱۷	سیاہی	سیاہی
"	۶	جس نے جس نے	جس سے	"	۱۳	نہ بچیگا	نہ بچیگا	۳۷۵	۲۳	شرک	شرک کو
"	۵	نے کہا	سے کہا	"	۱۵	بوجہتے	پوچہتے تہے	۳۷۹	۱۷	بیان کر	بیان کرو
۳۰۸	۲۳	دور ہتے ہوئے	دور رہتے ہوئے	"	۱۶	رسکا	رسکا	۳۸۰	۲	جس نے	جس سے
۳۱۰	۱۳	طشت لائی	طشت لائے	"	۱۹	دینی	دینی	۳۸۱	۲۲	کس کی	کس کی
"	۱۹	گیا اور اپنا	گیا اپنا	"	۲۲	بوجہتے	پوچہتے تہے	۳۸۲	۷	کہین	کہین گے
۳۱۳	۷	لوخوشی	تو خوشی	۳۵۱	۲	جو اس نے	جو اس نے	"	"	تلایش	تلاش
"	۱۴	حدیث مین	حدیث مین	۳۵۲	۱۳	ہم کہین	ہم کہین گے	"	۸	کہین	کہین گے
[illegible]	۳	موتوف	موقوف	"	۲۱	او یہ	اور یہ	"	۲۱	جو دنیا	دنیا
۳۱۸	۱۰	او سوقت	اسوقت اصل	۳۵۳	۱۳	حالانکہ یہ	حالانکہ یہ	۳۸۳	۵	ہیڈولی	ہنڈولی
۳۱۹	۴	سسی جاء	سے جا	۳۵۴	۹	پہچانون	پہچانو	"	۱۴	کیسپت	کیفیت
۳۲۰	۲۲	حضرت آدم	اسمر آدم	"	۱۵	کہین	کہین گے	۳۸۴	۵	عالم	عام
۳۲۱	۲	ہو جاتی ہے	ہوتی	"	۲۱	ایمانکو	ایمان کے	۳۸۶	۱۴	راستبازی	راستبازی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸۶	۲۱	پکڑین سکے	پکڑلین ہوسکے	۴۲۴	۳	دہوتی بنی	دہوتی لینے	۴۵۲	۴	یاده اپنے	یا اپنے
〃	۲۲	گہراتی	گہرائی	۴۲۴	۳۰	اور ہریرہ	ابو ہریرہ	〃	۸	حدیت	حدث
۳۸۸	۱۰	میرارادہ	میرا ارادہ	۴۲۶	۱	عمومن	عمرو بن	۴۵۳	۲۰	اولی ست	اولی ہے
۳۸۹	۲	اور انکے	اور ہونکے	〃	۱۹	روایت	روایت ہی	۴۵۴	۲۲	انکا	اون کا
〃	۱۷	اور مین	اور مین سینے	۴۲۷	۲	بدسنی	بدہنی	〃	〃	پیچے	نیچے
۳۹۰	۲۲	مطابق	مطابق ہی	〃	۱۰	آء	آ	۴۵۵	۱۹	فارع	فارغ
۳۹۴	۲	ہونے	ہوئے	۴۲۹	۲۳	عسیلہ	ایلہ	〃	۲	دہونے	دہوئے
۳۹۷	۴	غزیر	عزیز	۴۳۰	۱۰	یارسول	یا رسول اللہ	۴۵۶	۹	کسیکو اور	کسی اور کو
〃	۲۳	آدمیونکا میز	آدمیون میز	۴۳۳	۱۵	بہائی اپنی	بہائی بیٹے	۴۵۷	۶	سریح بن ہانی	شریح بن ہانی
〃	۲	عرب	ارب	۴۳۵	۳۰	ماوردی	ماوروی	〃	۹	صلی اللہ	صلی اللہ علیہ وسلم
۳۹۹	۳	مازی	مازری	〃	۷	کریگی	نہ کریگی	۴۵۸	۳	نمازیت	نمازین پڑہنے
〃	۷	حدیث مین	حدیث مین ہے	۴۳۶	۳	سکم	حکم	〃	۱۴	اور رسول	رسول
〃	۱۶	اسطرت	استطارت	۴۳۷	۱۳	وسلم کے	وسلم نے	〃	۱۹	وضو	وضوی
〃	۲۲	انہون	انہون نے	〃	۱۲	بہر آمن	پہر امن	۴۵۹	۱	جو بہ	یہ جو
۴۰۱	۱۹	رکہتاہے	ہوتاہے	۴۳۸	۱۹	جبانکرا اور چھوڑ	جان کر چھوڑ	〃	۲	وسلم نے	وسلم
۴۰۳	۸	ساتہی	ساتہ کسی کے	۴۳۹	۱	اپنے	لینے	۴۶۰	۱	گمان	گمان ہو
۴۰۵	۷	تہالی	تہائی	۴۴۰	۱۶	غرضو	غرض	〃	۷	ابوہریرہ	ابوہریرہ سے
۴۰۷	۱۴	پہر دیکی	پہر دیکہینگے	〃	۲۰	حدیث بکو	شمسہ تونکو	〃	۱۰	اسی	ایسی
۴۱۱	۲۱	مسلم	مسلم نے	〃	۲۲	بازیا	یاریا	۴۶۱	۱۰	کتاسمین	کتا اسمین
۴۱۲	۲	ور	اور	۴۴۰	۱۴	داڑہیون	داڑہیون کو	〃	〃	چہیرہ	چہیڑ سے
〃	۴	اس اوپہ	اسکی او پہ	۴۴۱	۴	چاہے	چاہیے	۴۶۲	۱۱	کرہشکاری	شکاری
۴۱۴	۸	تمین بار	تین بار	۴۴۳	۲۱	قبیلے کی	قبلے کیطرف	〃	۱۶	اجازت	اجازت ہی
〃	۱۱	حمین نے	جوینی نے	۴۴۶	۷	حاجت	حاجت کو	〃	۱۹	حفاظت کر	حفاظت کرلی
۴۱۵	۱	داہنے ہاتہ	+	۴۴۷	۲۰	تابئین	بائین	〃	〃	ناوی نے	نووی نے کہا
۴۱۶	۲	کہ ضرور	حضور	۴۴۹	۱۸	السن رض	انس رض	۴۶۶	۱۶	بغیر اجازت کے	بغیر اجازت کے
〃	۲۱	نہاب	آپ	۴۴۶	۱۰	ڈہیلون	ڈہیلون سے	〃	۲۰،۲۱	دکہلادین	دکہلائی دین
۴۱۷	۲۱	ہدیت	حدیث	〃	۲۱	شرع	شرح	۴۶۷	۱	احرام	حرام
۴۱۸	۴	حضرت ز	حضرت عثمان کی	〃	۲۲	گیاہے کہ	گیاہے	〃	۵	چہنانا	چہنکانا
۴۲۰	۲۲	انہون	انہون نے	۴۵۰	۳	ابن ہنید	ابن مسند	〃	۱۳	وسلم	وسلم کے پاس
۴۲۲	۱۴	شریعت محمد	شریعت محمدی	۴۵۱	۱۹	اوڈرنے	اوڑسنے	〃	۱۷	کہاتا	کہاتا تہا
〃	۱۵	تیسرے	تیسرے روز	۴۵۲	۳	پیشابت	پیشاب	〃	۱۸	آپکی میرے	آپکی گود مین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۷۰	۹	حسن	جبس	۴۸۱	۹	اجماع	اجماع ہر	۵۱۵	۸	دیع	ذبیح
〃	۱۹	جانور	جانورکا	〃	۱۷	السن بنا	السن بن	۵۱۶	۴	مین	مین سے
۴۷۱	۳	طپیت	طبیعت	۴۸۲	۲	ٹرا	ٹہرا	〃	۷	ماربن	مارین
〃	۱۳	عینی	عینی ہے	۴۸۴	۴	بین	مین	〃	۸	ہاتہون کے	ہاتہون کے لیے
۴۷۲	۴	درقاضی	اورقاضی	۴۸۶	۵	لی	کی	〃	۱۰	کریں اوراس	کرے اس
〃	۴	ہوتی	ہوئی	۴۹۰	۹	آئیہ	آیہ	۵۱۷	۱	صاف ٹہیر ہوا	صاف پتھر دہریا ہوا
〃	۱۷	شے	شئے	۴۹۱	۴	ایساہی	ایساہی	〃	۱۴	گرکیا	گرگیا
〃	۱۹	کرتا ہے	کرتی ہے	〃	۲۳	نتیج	نتیجہ	〃	۲۱	حصیر	حضیر
۴۷۳	۱۶	بوجہ کرے	بوجہ گرکرے	۴۹۵	۹	فرج اندر	فرج کے اندر	〃	۲۲	یقیون	نقیبون
〃	۱۸	ابوالزنا	ابوالزناد	۴۹۷	۱۶	کپتر	کپڑا	〃	۲۳	اولا	اولاد
〃	۲۰	اسحاق کا	اسحاق سے	۴۹۹	۱۹	کٹرسے	کٹرے سے	۵۱۸	۳	کلا	نکلا
〃	۲۱	احمد کا	احمد کے	۵۰۲	۸	الزلی	آزرکی	〃	۸	اصحابین	اصحابین سے
۴۷۴	۵	حب	جب	۵۰۳	۱۰	ایک کپڑے	ایک کپڑے میں	۵۱۹	۲۲	غبارم	غبارکم
〃	۱۹	باشرت	مباشرت	۵۰۵	۱۳	ترہند	تہبند	〃	۴	الاربہ	اوربہہ
۴۷۵	۱۱	چادرہمن	چادرپہن	۵۰۷	۵	اسلام	اسلام مین	۵۲۰	۸	نشکرکی	شکرکی
۴۷۶	۱۲	قرج	فرج	۵۰۸	۱۱	ست	سنے	〃	[illegible]	تم کہہ	تم کہو
〃	۱۷	بیٹہا	بیٹہتا	۵۰۹	۱۹	سلی ہان	لگے ہان	۵۲۱	۲	درسیح	اورسیح
〃	۲۰	جہکانیز	جہکادینے	۵۱۰	۲۰	فرماتی	فرماتے تہے	〃	۵	مذاہب	مذہب
〃	۲۳	یاوکن	یانون	۵۱۱	۳	صلیہ	علیہ وسلم	〃	۶	تنگ	تنک
۴۷۸	۱۵	سلمان تہی	مسلمان تہے	〃	۵	وسلم	وسلم نے	〃	۱۲	جہنکنے	جہٹکنے
۴۸۰	۹	سرکوئی سونا	سے سونا	۵۱۲	۵	گمرب	گمرجب	〃	۱۳	جہپکنے	جہٹکنے
〃	۱۳	مین سے	نمین سے	۵۱۴	۲۰	ل تہی	ی تہی	۵۲۲	۵	آنسون	آنسو
								۵۲۴	۶	بڑہانی	پڑہائی

التماس

اس کتاب کے شائقین کی خدمت میں گذارش ہے کہ ایک جگہہ پر تو اسکی فہرست جلد اول کے صفحہ ۲ مین اور دو جگہہ پر اسکے صفحہ ۴۲۵ مین بعد ترمذی کے اور ایک جگہہ پر اسی صفحہ کے حاشیہ پر جہان لفظ ربع کا چہپا ہوا ہے وہان لفظ جلد کا قلم سے بنا دین غفلت نہ فرمادین ۔

التماس

خدمت مین ان صاحبون کی جو اس کتاب مقدس
کا ملاحظہ فرماوین یہ ہے کہ پہلے مطابق صحتنامہ ہذا
کے سب اغلاط درست کر لین پھر مطالعہ کرین ایسا
نہ ہو کہ غلطی کی وجہ سے کسی حدیث یا مسئلہ کے
سمجھنے مین خطا واقع ہو اور گنہگار ہون -
اور صحتنامہ بکمال استعجال طیار ہوا ہے - اگر
اسکے علاوہ بھی کوئی اور غلطی معلوم ہو تو بعد غور
یا استفسار درست کرلین اور مورد لعن نہ بناوین -

الملتمس

وحید الزمان مترجم کتاب ہذا

جلد اول

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نهاکم عنه فانتهوا

المعلم

لترجمۃ

صحیح مسلم

بمطبع صدیقی واقع لاهور مطبوع گردید

۱۹۳۳۵
۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی منّ علینا بالهدایة الی دین الاسلام واحکمه فی قلوبنا خیر
احکام وجنبنا عن بواطیل الوساوس والاوهام بالاقتفاء لسنة نبیه خیر
الانام علیه افضل الصلوات ما تکررت اللیالی والایام وتعاقب الانوار والظلام
وعلی آله واصحابه الکرام **بعد** حمد و نعت کے فقیر حقیر سراپا تقصیر وحید الزمان عفا عنه المنان خدمت
مین تمامی برادران مسلمین اور شائقین حدیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کرتا ہے کہ باوجود
ضعف اور ناتوانی اور قلت بضاعت اور بے سروسامانی کے آواخر سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین محض تائید
غیبی اور امداد خداوندی سے چار بڑی بڑی کتابین حدیث کی منجملہ صحاح ستہ کی زبان اردو مین
ترجمہ ہو گئین یعنے موطای امام مالک اور جامع ترمذی اور سنن ابو داود اور سنن نسائی اور اللہ جل
شانہ نے اپنے فضل و کرم سے ان چارون کتابون کو مقبول فرمایا اور صدہا ہزارہا نسخے اون کے طالبین
نے ہر چار طرف ولایت ہند کے خرید فرمائے اب شروع چودہوین صدی یعنی سنہ ۱۳۱۱ ہجری ماہ محرم
مین یہ فکر پیدا ہوئی کہ اگرچہ حیات مستعار کا اعتبار نہین اور زندگانی دنیا محض ایک حباب ہی مگر خیر
جبتک چند نفس باقی ہین وہ بھی اگر خدمت حدیث مین صرف ہون تو اس سے بڑھ کر کون سی نعمت ہی
پس اس خیال سے صرف خداوند کریم کی مدد پر بھروسا کر کے بینے صحیحین کے ترجمے مین وقت کو صرف
کرنا مناسب جانا اور چونکہ صحیح بخاری علیہ الرحمۃ کی شرحین اور ترجمے عربی اور فارسی زبان مین بہت

ہو چکے ہین بلکہ حال ہین ایک ترجمہ اردو زبان مین بہی شہر مدراس مین چہپنا شروع ہو گیا تہا اوس کے علاوہ جناب نواب فیضمآب معلی القاب خادم سنۃ سید المرسلین وارث الانبیاء والمرسلین حامی شریعت مبین ناصر دین متین قامع بدعات ماحی ظلمات مجدد قرن ثالث عشر امام قرن رابع عشر فخر علماء المجتہدین راس الصوفیۃ والمحدثین جناب نواب **والا جاہ امیر الملک مولنا سید محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر** ہین جنکی ہمت والا ہمیشہ ہمیشہ صرف اشاعت دین اور حمایت شریعت متین کے متوجہ رہتی ہے اپنی عالی ہمتی اور اولوالعزمی سے کتاب مستطاب نادر الوجود فتح الباری شرح صحیح بخاری کا چہپوانا مصر مین شروع فرمایا اور ظاہر ہے کہ شروح بخاری مین فتح الباری کی مثل کوئی شرح نہ بنی تہی نہ بنیگی اس لیے ترجمہ بخاری مین اس شرح کے میسر ہونے سے بڑی آسانی کا خیال تہا مین نے ترجمہ صحیح بخاری کو بالفعل ملتوی رکہکہ حسب ایما و اشارت جناب ممدوح صحیح مسلم علیہ الرحمۃ کا ترجمہ شروع کیا صحیح مسلم علیہ الرحمۃ بہی صحت احادیث اور جودت اسناد مین صحیح بخاری سے کم نہین ہے باتفاق علماء یہ کتاب بہی صحیح بخاری کے ہم پلہ ہے اسیوجہ سے ان دونون کتابون کو صحیحین کہتے ہین اگرچہ اکثر علماء نے صحیح بخاری کو ایک درجہ اسپر مقدم رکہا ہے لیکن حافظ ابو علی نیشاپوری نے کہا کہ صحیح مسلم بہ نسبت صحیح بخاری کے بہی زیادہ صحیح ہے اور بعضے مغرب کے علماء نے بہی اس قول سے اتفاق کیا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ مسلم نے اپنی صحیح مین اسبات کا التزام کیا ہے کہ وہی حدیث نقل کرتے ہین جسکو دو ثقہ تابعیون نے دو صحابیون سے روایت کیا ہو اور اسی طرح ہر طبقے مین دو ثقہ یعنے معتبر شخص دو ثقہ شخصون سے نقل کرتے آئے ہون اور بخاری نے اس شرط کا خیال نہین رکہا اور حدیث انما الاعمال بالنیات جو صحیح مسلم مین موجود ہے اگرچہ اس مین یہ شرط نہین پائی جاتی مگر بنظر تبرک اور بخیال صحیح اور مشہور ہونے کے اسکو ذکر کیا ہے اور بعضون نے کہا کہ صرف یہ حدیث مستثنی ہے امام مسلم فرماتے ہین کہ مین نے اس کتاب کو تین لاکہ حدیثون سے انتخاب کیا ہے اور اگر تمام دنیا کے لوگ دو سو برس تک حدیثین لکہین تو پہر ان کا اعتماد آخر اسی کتاب پر رہیگا اور مین نے کوئی حدیث اس کتاب مین داخل نہین کی مگر سمجہہ کر دلیل رکہکر اسیطرح کوئی حدیث نہین نکالی اس مین سے مگر سمجہ کر دلیل سے احمد بن سلمہ نے کہا مین مسلم کے ساتہہ اس کتاب کی جمع ہوتے وقت پندرہ برس تک لکہا گیا اس کتاب مین بارہ ہزار حدیثین ہین مکی بن عبدان نے کہا مین نے مسلم سے سنا وہ کہتے تہے مین نے اس کتاب کو ابو زرعہ رازی کے سامنے

پیش کیا پھر جس حدیث مین اونھون نے کوئی علت بیان کی اوس کو مین نے نکال ڈالا اور جس حدیث
کو انھون نے کہا کہ صحیح ہے اور اوس مین کوئی علت نہین ہے اوس کو مین نے داخل کیا اس روایت
کو خطیب بغدادی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے - اعلی سے اعلی سند امام مسلم کی وہ ہے جس مین
مسلم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چار واسطے ہون اور جیسے امام بخاری کے ثلاثیات ہین
یعنے تین واسطون کی حدیثین وہ صحیح مسلم مین نہین ہین امام نووی نے کہا مسلم نے علم حدیث مین
کئی کتابین لکھین ہین سب مین مشہور یہ صحیح ہے اور یہ کتاب بتواتر مسلم سے نقل کی گئی ہے اس طرح
کہ اس کتاب کو مسلم کی تصنیف یقینا کہہ سکتے ہین اور باسناد متصل مسلم تک روایت کی گئی ہے
اور ایک فائدہ خاص اس کتاب مین ہے وہ یہ ہے کہ مسلم نے ہر ایک حدیث کے لیے ایک خاص مقام
جو مناسب تھا مقرر کیا ہے اور وہین اوس حدیث کے تمام طریقون کو جمع کر دیا ہے اور اس کے
مختلف الفاظ کو ایک ہی مقام پر بیان کیا ہے تاکہ ناظر کو آسانی ہووے اور تمام طریقون سے
وہ فائدہ اٹھاوے اور یہہ بات صحیح بخاری مین نہین ہے امام حافظ عبد الرحمن بن علی یمنی نے
چند اشعار صحیح مسلم کی تعریف مین لکھے ہین جنکا مضمون یہ ہے کہ اے پڑھنے والے صحیح مسلم علم کا
دریا ہے جس مین پانی بہنے کے رستے نہین ہین (یعنے سب پانی ایک ہی جگہہ موجود ہے اور
مسلم کی روایتون کا نہ بکھیرا بخاری کی مکرر روایتون سے زیادہ مزا دیتا ہے حافظ ابن الصلاح
نے کہا مسلم کی شرط یہہ ہے کہ حدیث متصل الاسناد ہو اول سے لیکر اخیر تک ایک ثقہ دوسرے ثقہ
سے نقل کرتا ہو اور اس مین کسی قسم کا شذوذ یا علت نہ ہو سیوطی نے کہا ثقہ سے مراد یہ ہے کہ
وہ راوی مسلم کے نزدیک ثقہ ہو اگرچہ اورون کے نزدیک ثقہ نہ ہو اور اسی وجہ سے مسلم نے چھ سو
پندرہ ایسے لوگون سے روایت کی ہے جن سے بخاری نے روایت نہین کی اسی طرح بخاری نے چار
سو چونتیس ایسے شخصون سے روایت کی ہے جن سے مسلم نے نہین کی تو کتنی حدیثین ایسی نکلین گی جو
مسلم کی شرط پر صحیح ہین اور بخاری کی شرط پر صحیح نہین اس لیے کہ مسلم کے نزدیک ان کے راویون
مین وہ سب شرطین پائی جاتی ہین جو صحت حدیث کے لیے ضروری ہین مگر بخاری کے نزدیک نہین
پائی جاتین پھر مسلم علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مین ایک ایسی راہ پر چلے ہین کہ اسکی وجہ سے اون
کی کتاب کو صحیح بخاری پر فضیلت دی گئی ہے وہ یہہ کہ امام مسلم علیہ الرحمۃ حدیث کے تمام

متنون کو اوس کے سب طریقون کے ساتھ ایک ہی مقام مین جمع کر دیتے ہین اور اسکو مختلف بابون مین جدا جدا نہین لاتے اور پوری عبارت اوس کی بیان کرتے ہین اور باب کے ترجمون کے مین اوس کے ٹکڑے ٹکڑے نہین کرتے اور حتی المقدور الفاظ کی رعایت کرتے ہین اور نقل بالمعنی نہین کرتے یہانتک کہ اگر ایک راوی نے دوسرے راوی سے ایک لفظ مین بہی اختلاف کیا ہو اور معنی دونون لفظون کے ایک ہون تب بہی مسلم ہر ایک راوی کے لفظ کو بیان کر دیتے ہین یہانتک احتیاط ہی کہ اگر ایک راوی نے حَدَّثَنَا کہا ہو اور دوسرے نے اَخبَرَنَا تو وہ لکہدیتے ہین کہ فلان راوی نے حَدَّثَنَا کہا اور فلان نے اَخبَرَنَا اور حدیث کے ساتہہ صحابہ کے اقوال اور تابعین وغیرہ کے اقوال اور باب اور ترجمون کو نہین ملاتے اس لیے کہ انکو حرص تہی اس بات کی کہ حدیث مین اور کوئی چیز ملنے نہ پاوے تو بعد مقدمے کے اس کتاب مین اور کچہ نہین ہے سوا حدیث کے ابن الصلاح نے کہا وہ سب حدیثین جنکی صحت کا حکم کیا مسلم نے اس کتاب مین یقیناً صحیح ہین اور ایسی ہی وہ حدیثین جنکو بخاری نے صحیح کہا ہے اس لیے کہ امت محمدی نے علماء نے ان دونون کتابون کی حدیثون کو قبول کیا ہے اور جو کسی ایک آدہ شخص نے اس مین خلاف کیا ہے اوسکے خلاف کا اعتبار نہین امام الحرمین نے کہا اگر کوئی شخص قسم کہاوے اپنی عورت کی طلاق پر کہ بخاری اور مسلم کی جو حدیثین صحیح ہین وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہین تو اسکی عورت پر طلاق نہ پڑیگا کیونکہ حقیقت مین ان دونون کتابون کی حدیثین صحیح ہین اور علماء نے اجماع کیا ہے ان کی صحت پر اور تمامی امت محمدی نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ جس حدیث کی صحت پر بخاری اور مسلم دونون کا اتفاق ہے وہ صحیح ہے ابن الصلاح نے کہا مسلم ابو ذرعہ رازی کے پاس آئے اور ایک ساعت تک بیٹہے اور باتین کرتے رہے جب اوٹہے تو کسی نے کہا انہون نے چار ہزار حدیثین اپنی صحیح مین جمع کین ہین ابو زرعہ نے کہا پہر باقی حدیثین کس کے لیے چہوڑ دین شیخ نے کہا مراد اس شخص کی یہ تہی کہ صحیح مسلم مین اصل چار ہزار حدیثین ہین سوا مکررات کے اور مکررات کو ملا کر سات ہزار دو سو چہتر حدیثین ہین ۔ امام مسلم نے اس کتاب کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور وہ حقیقت مین باب باب پر مرتب ہے پر باب کے ترجمون کو اوس نے متن کتاب مین داخل نہین کیا تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑہنے پاوے یا کسی غرض سے امام نووی نے کہا لوگون نے مسلم کے ابواب کا ترجمہ کیا ہے بعضے

اچھی بات ہرگز نہین ہے اس وجہ سے کہ ترجمے کی عبارت مین قصور ہے یا الفاظ اوسکے رکیک ہین اور مین اپنی
شرح مین ان ترجمون کو مناسب عبارتون کے ساتھہ بیان کرونگا سیوطی نے کہا کہ یہ جو صحیح مسلم کے
ایک نسخے مین بابون کے ترجمے پائے جاتے ہین تو یہ مسلم کے بنائے ہوے نہین بلکہ لوگون نے ان کو
بعد بنائے ہین اور ان مین اچھے برے سب ہین جیسے نووی نے کہا ہے اور ان لوگون کی غرض
یہہ تھی کہ حدیث نکالنے والے کو آسانی ہووے لیکن بہتر یہی ہے کہ باب کے ترجمے کتاب مین نہ لکھے
جاوین جیسے پرانے نسخون مین نہین لکھے ہین اور جن باتون کی وجہ سے مسلم کی کتاب بخاری کے
کتاب سے ممتاز ہے ان مین سے ایک بات یہی ہے کہ مسلم نے تعلیقات (یعنے بے اسناد روایتین) بہت
کم بیان کی ہین سوا چند مقامون کے برخلاف بخاری کے کہ انکی کتاب مین تعلیقات بہت ہین نووی
نے کہا مسلم نے اپنی کتاب مین عمدہ راہون کو اختیار کیا ہے نہایت احتیاط اور مضبوطی اور معرفت
کے ساتھہ اور اس سے ان کا کمال ورع اور نہایت علم اور انتہا کی تحقیق اور علو شان مستنبط ہے
اور مسلم نے اپنے مقدمے مین لکھا ہے کہ انہون نے حدیث کی تین قسمین کی ہین ایک تو وہ جسکو بڑے
بڑے عمدہ حافظون نے روایت کیا ہو دوسرے وہ جسکو متوسط لوگون نے جنکا عیب ڈھنکا ہوا ہے
روایت کیا ہو۔ تیسرے وہ جسکو ضعیف اور متروک لوگون نے روایت کیا ہو تو مسلم جب پہلی قسم
کی حدیثون سے فارغ ہوتے ہین تو دوسرے قسم کی حدیثون کو لاتے ہین لیکن تیسرے قسم کی
حدیثون کو بالکل نہین لاتے علما نے اختلاف کیا ہے کہ اس تقسیم سے کیا مراد ہے حاکم اور بیہقی نے
کہا کہ مسلم دوسرے قسم کی حدیثون کو بیان کرنا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے ناگہانی موت آگئی اور
فقط پہلی قسم کی حدیثین انکی کتاب مین ہین قاضی عیاض نے کہا غور سے یہ بات صحیح معلوم نہین
ہوتی اور اوسنے اپنی کتاب مین [illegible] طرح کی حدیثون کو بیان کیا ہے ابن عساکر نے کہا کہ مسلم نے
اپنی کتاب کو دو قسمون کی حدیثون پر مرتب کرنا چاہا ایک قسم مین تو عمدہ عمدہ حافظ اور ثقہ لوگون کی
روایتین اور دوسرے قسم مین مستور اور بیچ متوسطین لوگون کی روایتین مگر ان کو موت آگئی اور
یہ آرزو پوری نہین ہوئی اور کتاب کی ترتیب تراجم اور ابواب کے ساتھہ رہ گئی باوجود اسکے انکی کتاب
مشہور اور مقبول ہوئی اور تیسرے قسم کی حدیثون کو انہون نے بالکل بیان نہین کیا پھر مسلم کے بعد
اور لوگون نے کسی ایک کتاب مین مسلم کے صحیح کیطرح نکھین اور عالی سندون کو حاصل کیا

اور ان مین سے بعضون نے مسلم کے مشایخ کو پایا اور مسلم کی احادیث کو اپنی کتابون مین نکالا شیخ ابو عمرو نے کہا یہ جو کتابین صحیح مسلم کے طور پر لکھی گئی ہین اگرچہ اون مین صحت کا ایک نشان ہی ہے مگر تمام باتون مین وہ صحیح مسلم کے برابر نہین ہو سکتین۔ صحیح مسلم پر علما نے بہت سی شرحین لکھی ہین سب مین مشہور وہ شرح ہے جسکو امام حافظ ابو زکریا محی الدین نووی شافعی نے تالیف کیا اور وہی شرح شائع اور مشہور ہے اور صحیح مسلم کے ساتھ ہندوستان مین طبع ہو گئی ہے اور ایک اس شرح کا خلاصہ ہے جسکو شمس الدین محمد بن یوسف قونوی نے مرتب کیا اور ایک شرح ہے قاضی عیاض مالکی کی اسکا نام اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم ہے اور ایک شرح ہے ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی کی اور یہ مقدم ہے نووی سے بھی اور ایک شرح ہے امام عبد اللہ محمد بن خلیفہ مالکی کی چار جلدون مین اور ایک شرح ہے ابو عبد اللہ محمد بن علی مازری کی جسکا نام معلم بفوائد کتاب مسلم ہے اور ایک شرح ہے عماد الدین عبد الرحمن بن عبد العلی مصری کی اور ایک شرح ہے غرائب مسلم کی عبد الغافر بن اسمعیل فارسی کی جسکا نام مفہم فی شرح غریب مسلم ہے اور ایک شرح ہے سبط ابن الجوزی کی اور ایک شرح ہے ابو الفرج عیسی بن مسعود زواوی کی پانچ جلدون مین اور ایک شرح ہے قاضی زین الدین زکریا بن محمد انصاری کی اور ایک شرح ہے مختصر شیخ جلال الدین سیوطی کی جسکا نام دیباج علی صحیح مسلم ہے اور ایک شرح ہے قوام الدین ابو القاسم اسمعیل بن محمد اصفہانی کی اور ایک شرح ہے تقی الدین شافعی کی اور ایک شرح ہے قسطلانی کی اوسکا نام منہاج الدیباج ہے اور ایک شرح ہے ملا علی قاری کی چار جلدون مین صحیح مسلم کی مختصرات بھی بہت ہین ایک مختصر ہے ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن عبد اللہ مرسی کا اور ایک مختصر ہے زوائد مسلم کا بخاری پر حافظ سراج الدین عمر بن علی ملقن شافعی کا اور ایک مختصر ہے حافظ زکی الدین منذری کا اور اس مختصر کی شرحین بھی بہت ہین اور سب سے عمدہ شرح اسکی السراج الوہاج ہے جو ہمارے زمانے مین نواب مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر کی تصنیفات مین سے چھپ بھی ہے اور اس ترجمہ مین اس شرح سے بہت فوائد منقول کیے ہین **امام مسلم کا حال** جو اس کتاب کے مؤلف ہین نام انکا مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری ہے وہ بڑے نامور نیشاپوری ہین امام حافظ ہین علم حدیث کے اور سفر کیا انہون نے حجاز اور شام اور عراق اور مصر کا حدیث حاصل کرنیکے لیے اور مشہور مشایخ اون کے یہ لوگ ہین یحیی بن یحیی نیشاپوری امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی قتیبہ بن سعید ابو بکر بن ابی شیبہ محمد بن

نیشاپور محمد بن المثنی وغیرہم کئی بار بغداد مین آئے اور اہل بغداد نے اونسے روایت کی سب سے آخر وہ بغداد
مین ۲۵۹ ہجری مین تشریف لائے ترمذی نے ان سے روایت کی ہے خطیب بغدادی نے کہا مسلم بخاری کی
پیچ کرتے تھے اور لوگون کے اعتراضون کو ان کے اوپر سے دفع کرتے تھے یہانتک کہ اون مین اور ذہلی
مین اسی وجہ سے رنجش ہوگئی حافظ محمد بن یعقوب نے کہا بخاری جب نیشاپور مین آئے تو مسلم اون کے
پاس بہت آتے جاتے تھے بعد اوسکے بخاری اور ذہلی مین ایک مسئلہ پر نزاع ہوا اور ذہلی نے لوگون کو منع
کیا بخاری پاس جانے سے لیکن مسلم نے نمانا جب ذہلی کو اس کی خبر ہوئی وہ غصے ہوا مسلم مجلس سے اٹھے
اور جو کچھ ذہلی سے حدیثین لکھی تہین وہ اوس کے پاس واپس کردین اسپر ذہلی سے ترک ملاقات
ہوگئی بہرحال امام مسلم علماء اسلام مین سے مین حدیث کے اور حافظ اور امام اور مقتدی ہین اس فن
کے جبکہ امام اہل حدیث نے مسلم کہا ہے اور طلب حدیث کے لیے دنیا کے اطراف اور اکناف مین پہرے
پہرے اور محمد بن مہران اور ابو غسان اور عمر بن سواد اور حرملہ بن یحیی اور سعید بن منصور اور
ابو مصعب سے سنا اور ان سے روایت کیا ایک جماعت نے علماء اور حفاظ کے جیسے ابو حاتم رازی
اور موسی بن ہارون اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن خزیمہ اور بہت لوگون نے جنکا شمار دشوار ہے
ابو عمرو احمد بن حمدان نے کہا مین نے ابو العباس بن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم مین کون
بڑا ہے اونہون نے کہا دونون عالم ہین مین نے پہر پوچھا انہون نے کہا اے ابا عمرو بخاری
سے کبھی غلطی ہوتی ہے اہل شام کی کہ ایک جگہہ کسی کی کنیت بیان کرتے ہین اور دوسری
جگہہ اسکا نام تو خیال ہوتا ہے کہ یہ دو آدمی ہین اور مسلم سے بہت کم غلطی ہوتی ہے خطیب بغدادی
نے کہا مسلم نے پیروی کی ہے بخاری کی اور وہ چلے ہین بخاری کی راہ پر دارقطنی نے کہا اگر
بخاری نہوتے تو مسلم کو بھی یہ راہ نملتی غرض مسلم نے بخاری سے بہت فائدہ اٹھایا ہے
ابو احمد بن حاکم نیشاپوری نے کہا کہ مسلم نے اپنی کتاب مین بہت سی متفرق حدیثین
بخاری کی مشائخ سے لین ہین مگر ان کو بخاری کی طرف نسبت نہین دی اور نہ اپنی صحیح مین
بخاری سے روایت کی ہے مسلم نے سوا اس صحیح کے اور بھی کتابین لکھی ہین جیسے مسند کبیر
جامع کبیر کتاب العلل کتاب الطبقات کتاب اوہام محدثین کتاب التمییز کتاب من لیس له الا راو
واحد کتاب ادہام مخضرمین کتاب الاسماء والکنی کتاب الوحدان کتاب حدیث عمرو بن شعیب ابو عیسی

کتاب مشائخ مالک کتاب مشائخ ثوری اور مسلم کے عجیب حالون مین سے یہہ ہے کہ اونہون نے تمام عمر کسی کی غیبت نہین کی اور نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی اور حدیث کے کہوٹے کہرے پہچاننے مین اپنے زمانہ مین سب پر مقدم تہے یہان تک کہ بعضی امور مین بخاری پر بہی انکو فضیلت دی گئی ہے جیسے اوپر گذرا ٢٠٦ ہجری مین پیدا ہوئے اور وفات پائی اتوار کی شام کو رجب کے پچیسوین تاریخ ٢٦١ ہجری مین عمر اونکی پچپن برس کی تہی اور دوشنبہ کے روز دفن ہوئے اون کی وفات کا قصہ یون لکہا ہے کہ مجلس مین لوگون نے اون سے ایک حدیث پوچہی انکو معلوم نہوئی وہ گہر مین آن کر سب کتابون مین ڈہونڈہنے لگے اور ایک ٹوکرا خرمے کا اون کے سامنے رکہا تہا ایک ایک خرما کہاتے جاتے تہے یہان تک کہ ٹوکرا تمام ہوگیا اور حدیث کی تلاش مین ایسا استغراق تہا کہ انکو خبر نہ ہوئی اور اسی وجہ سے مر گئے ابو حاتم رازی نے مسلم کو مرنے کے بعد خواب مین دیکہا اون کا حال پوچہا اونہون نے کہا اللہ جل شانہ نے جنت کو میرے لیے مباح کر دیا ہے جہان چاہتا ہون رہتا ہون **سند مولف ترجمہ کی امام مسلم تک** اجازت دی مجہکو صحیح مسلم شریف کی میرے شیخ عالم علامہ شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسی شرقی حنبلی نے اون کو اجازت دی شیخ عبد الرحمن بن حسن نے اونکو اجازت دی شیخ حسن قویسنی مصری نے اونکو اجازت دی شیخ سلیمان بجیرمی نے انکو اجازت دی شیخ محمد عشماوی نے انکو اجازت دی شیخ ابو العز عجمی نے انکو اجازت دی شیخ محمد شوبری نے انکو اجازت دی محمد رملی نے انہون نے شیخ الاسلام زکریا انصاری سے انہون نے امام حافظ ابن حجر عسقلانی سے یہہ حافظ ابن حجر روایت کرتے ہین اس کتاب کو صلاح بن ابی عمر مقدسی سے اور وہ علی بن احمد بخاری سے اور وہ موید طوسی سے اور وہ عبد اللہ فراوی سے اور وہ عبد الغافر فارسی سے اور وہ ابی احمد محمد بن عیسی جلودی سے اور وہ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد سے اور وہ امام حافظ مسلم بن الحجاج قشیری سے جو مولف ہین اس صحیح کے رضی اللہ تعالی ان سب بزرگون سے اور انکی طفیل سے مغفرت کرے میری اور میرے والدین اور بہائیون اور سب مومنین کی سو مترجم کتاب سے امام مسلم تک سولہ واسطے ہین اور امام مسلم کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک باعتبار حدیث ہین چار ہین اس حساب سے مترجم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اکیس واسطے ہوئے

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہون مین اللہ جل جلالہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ
سب تعریف لائق ہے اُسی پروردگار کی جو پالتا ہے سارے جہان کو اور بہتر انجام اون ہی لوگون کا ہے
جو پرہیزگار ہین اللہ تعالی اپنی رحمت اوتارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام پیغمبرون کے ختم کرنے
والے ہین (یعنی نبوت کے سلسلہ کو اللہ تعالی نے آپ کی ذات پر ختم کردیا اب دنیا مین آپ کے بعد کوئی پیغمبر
نئی شریعت لیکر نہ آویگا) اور تمام نبیون اور پیغمبرون پر (جو ہمارے پیغمبر سے پہلے گزرے مین جیسے حضرت
آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسی حضرت عیسی علیہم السلام) **اَمَّا بَعْدُ** فَاِنَّكَ يَرْحَمُكَ
اللّٰهُ بِتَوْفِيْقِ خَالِقِكَ ذَكَرْتَ اَنَّكَ هَمَمْتَ بِالْفَحْصِ عَنْ تَعَرُّفِ جُمْلَةِ الْاَخْبَارِ الْمَاْثُوْرَةِ
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُنَنِ الدِّيْنِ وَاَحْكَامِهٖ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ
وَالْعِقَابِ وَالتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ صُنُوْفِ الْاَشْيَاءِ بِالْاَسَانِيْدِ الَّتِيْ
بِهَا نُقِلَتْ وَتَدَاوَلَهَا اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ بعد حمد اور صلوۃ کے خدا تجھپر رحم کرے تونے
اپنے پروردگار کی توفیق سے ذکر کیا تھا (یہ امام مسلم کسی اور کو فرماتے ہین) کہ تیرا قصد یہ ہے کہ
تلاش کرے اون سب حدیثون کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہین دین کے
طریقون اور حکمون مین (یعنے مسائل کی حدیثین جو فقہ سے متعلق ہین) اور اون حدیثون کو جو ثواب
اور عذاب اور خوشخبری اور ڈرانے کے لیے ہین (یعنے فضائل اور اخلاق کی حدیثین) اور ان
کے سوا اور باتون کی سندون کے ساتھ جن کے رو سے وہ حدیثین نقل کی گئی ہین اور جنکو علماے
حدیث نے جاری رکھا ہے اپنے بیچ مین (یعنے مشہور اور معروف سندین) فَاَرَدْتَ اَرْشَدَكَ
اللّٰهُ اَنْ تُوَقَّفَ عَلٰى جُمْلَتِهَا مُؤَلَّفَةً مُحْصَاةً تو تیرا مطلب یہ تھا خدا تجھکو ہدایت کرے کہ تو ان
سب حدیثون پر واقف ہو جاوے اس طرح سے کہ وہ سب حدیثین ایک جگہ جمع ہون وَسَاَلْتَنِيْ
اَنْ اُلَخِّصَهَا لَكَ فِي التَّاْلِيْفِ بِلَا تَكْرَارٍ يَّكْثُرُ فَاِنَّ ذٰلِكَ زَعَمْتَ مِمَّا يَشْغَلُكَ عَمَّا لَهٗ قَصَدْتَ
مِنَ التَّفَهُّمِ فِيْهَا وَالْاِسْتِنْبَاطِ مِنْهَا اور تونے یہ سوال کیا تھا کہ مین ان سب حدیثون کو خلاصا
کرکے تیرے لیے جمع کرون اور اوس مین تکرار نہ ہو کیونکہ اگر تکرار ہوگی (اور طول ہوگا) تو تیرا
مقصد جو حدیثون کو سمجھنا اور اون مین غور کرنا ہے اور اُن سے مسائل نکالنا ہے وہ جاتا رہے
گا وَالَّذِيْ سَاَلْتَ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ حِيْنَ رَجَعْتُ اِلٰى تَدَبُّرِهٖ وَمَا تَؤُوْلُ بِهِ الْحَالُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

تَعَالٰی عَاقِبَةٌ مَحْمُوْدَةٌ وَّمَنْفَعَةٌ مَوْجُوْدَةٌ اور تونے جس بات کا سوال کیا خدا تجھکو عزت دیوے جب مین نے اوسمین غور کیا اور اوسکے انجام کو دیکھا تو خدا چاہے تو اوسکا انجام اچھا ہوگا اور بالفعل بھی اوس مین فائدہ ہے (یعنے حال اور مآل دونون کے فائدے کی بات ہی) وَظَنَنْتُ حِيْنَ سَأَلْتَنِيْ تَجَشُّمَ ذٰلِكَ اَنْ لَّوْ عُزِمَ لِيْ عَلَيْهِ وَقُضِيَ لِيْ تَمَامُهٗ كَانَ اَوَّلُ مَنْ يُّصِيْبُهٗ نَفْعُ ذٰلِكَ اِيَّايَ خَاصَّةً قَبْلَ غَيْرِيْ مِنَ النَّاسِ لِاَسْبَابٍ كَثِيْرَةٍ يَّطُوْلُ بِذِكْرِهَا الْوَصْفُ اِلَّا اَنَّ جُمْلَةَ ذٰلِكَ اَنَّ ضَبْطَ الْقَلِيْلِ مِنْ هٰذَا الشَّاْنِ وَاِتْقَانَهٗ اَيْسَرُ عَلَى الْمَرْءِ مِنْ مُّعَالَجَةِ الْكَثِيْرِ مِنْهُ وَلَا سِيَّمَا عِنْدَ مَنْ لَّا تَمْيِيْزَ عِنْدَهٗ مِنَ الْعَوَامِّ اِلَّا بِاَنْ يُّوَقِّفَهٗ عَلَى التَّمْيِيْزِ غَيْرُهٗ اور مین نے یہ خیال کیا جب تونے مجھے اسبات کی تکلیف دی کہ اگر یہ کام مجھسے ہوجاوے تو سب سے پہلے دوسرون کو تو خیر مجھے خود ہی فائدہ ہوگا کئی سببون سے جنکا بیان کرنا طول ہی مگر خلاصہ یہ ہے کہ اس طور سے تھوڑی حدیثون کو یاد رکھنا مضبوطی اور صحت کے ساتھ آسان ہے آدمی پر بہت سے حدیثون کو روایت کرنے سے (بغیر ضبط اور اتقان کے کیونکہ اوس مین ایک طرح کا خلجان پیدا ہوتا ہے) خاص کر عوام کو بڑا فائدہ ہوگا جنکو تمیز نہین ہوتی کھری کھوٹی حدیث کی سبے دوسرے کے بتلائے ہوئے فَاِذَا كَانَ الْاَمْرُ فِيْ هٰذَا كَمَا وَصَفْنَا فَالْقَصْدُ مِنْهُ اِلَى الصَّحِيْحِ الْقَلِيْلِ اَوْلٰى بِهِمْ مِنَ ازْدِيَادِ السَّقِيْمِ وَاِنَّمَا يُرْجٰى بَعْضُ الْمَنْفَعَةِ فِي الْاِسْتِكْثَارِ مِنْ هٰذَا الشَّاْنِ وَجَمْعِ الْمُكَرَّرَاتِ مِنْهُ لِخَاصَّةٍ مِّنَ النَّاسِ مِمَّنْ رُّزِقَ فِيْهِ بَعْضَ التَّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ بِاَسْبَابِهٖ وَعِلَلِهٖ فَذٰلِكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ يَهْجُمُ بِمَا اُوْتِيَ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى الْفَائِدَةِ فِي الْاِسْتِكْثَارِ مِنْ جَمْعِهٖ تو جب حال ایسا ہوا جیسا ہمنے اوپر بیان کیا تو تھوڑی صحیح حدیثون کا بیان کرنا ان کے لیے بہتر ہے بہت ضعیف حدیثون سے اور بہت سی حدیثین بیان کرنا اور مکررات کو جمع کرنا خاص خاص آدمیون کو فائدہ دیتا ہے جنکو علم حدیث مین کچھ واقفیت ہی اور حدیث کے اسباب اور علتون کو وہ پہچانتے ہین ایسا شخص البتہ بوجہ اپنی واقفیت اور معرفت کے بہت حدیثون کے جمع کرنے سے فائدہ اوٹھاوے گا فَاَمَّا عَوَامُّ النَّاسِ الَّذِيْنَ هُمْ بِخِلَافِ مَعَانِي الْخَاصِّ مِنْ اَهْلِ التَّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ فَلَا مَعْنٰى لَهُمْ فِيْ طَلَبِ الْكَثِيْرِ وَقَدْ عَجَزُوْا عَنْ مَّعْرِفَةِ الْقَلِيْلِ لیکن عام لوگ جو برخلاف ہین خاص لوگون کے جو صاحب واقفیت و معرفت ہین اونکو کچھ حاصل نہین بہت

حدیثون کے طلب کرنے مین جب کہ وہ تہوڑی حدیثون کے پہچاننے سے عاجز ہین (یعنے بقدر کم حدیثیں انہون نے دیکھی ہین اونہی کے پہچاننے کی اور صحیح و ضعیف سے تمیز کرنے کی استعداد اون مین نہین تو بہت حدیثون سے وہ کیا فائدہ اوٹھا سکتے ہین) ثُمَّ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مُبْتَدِؤُنَ فِی تَخْرِیْجِ مَا سَأَلْتَ عَنْهُ وَتَأْلِیْفِهِ عَلٰی شَرِیْطَةٍ سَوْفَ اَذْکُرُهَا لَكَ وَهُوَ اِنَّا نَعْمِدُ اِلٰی جُمْلَةِ مَا اُسْنِدَ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنُقَسِّمُهَا عَلٰی ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ وَّثَلَاثِ طَبَقَاتٍ مِّنَ النَّاسِ عَلٰی غَیْرِ تَكْرَارٍ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیَ مَوْضِعٌ لَا یُسْتَغْنٰی فِیْهِ عَنْ تَرْدَادِ حَدِیْثٍ فِیْهِ زِیَادَةُ مَعْنًی اَوْ اِسْنَادٌ یَّقَعُ اِلٰی جَنْبِ اِسْنَادٍ لِعِلَّةٍ تَكُوْنُ هُنَاكَ لِاَنَّ الْمَعْنَی الزَّائِدَ فِی الْحَدِیْثِ الْمُحْتَاجَ اِلَیْهِ یَقُوْمُ مَقَامَ حَدِیْثٍ تَامٍّ فَلَا بُدَّ مِنْ اِعَادَةِ الْحَدِیْثِ الَّذِیْ فِیْهِ مَا وَصَفْنَا مِنَ الزِّیَادَةِ اَوْ اَنْ تُفَصَّلَ ذٰلِكَ الْمَعْنٰی مِنْ جُمْلَةِ الْحَدِیْثِ عَلَی اخْتِصَارِهٖ اِذَا اَمْكَنَ وَلٰكِنْ تَفْصِیْلُهٗ رُبَّمَا عَسُرَ مِنْ جُمْلَتِهٖ فَاِعَادَتُهٗ بِهَیْئَتِهٖ اِذَا ضَاقَ ذٰلِكَ اَسْلَمُ فَاَمَّا مَا وَجَدْنَا بُدًّا مِنْ اِعَادَتِهٖ بِجُمْلَتِهٖ مِنْ غَیْرِ حَاجَةٍ مِّنَّا اِلَیْهِ فَلَا نَتَوَلّٰی فِعْلَهٗ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی پہر اگر خدا چاہے تو ہم اون حدیثون کے بیان کرنے مین جنکو تو نے فرمایش کی ہے ایک شرط پر چلینگے جو بیان کرتے ہین وہ شرط یہہ ہے کہ ہم اُن سب حدیثون کیطرف قصد کرتے ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسندا یعنے متصلاً ایک راوی نے دوسرے سے سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک روایت کی گئی ہین (سب حدیثون سے مراد اکثر حدیثین ہین اس لیے کہ سب مسند حدیثین اس کتاب مین نہین ہین) پہر انکو تقسیم کرتے ہین تین قسمون پر اور راویون کے تین طبقون پر (پہلا طبقہ تو حافظ اور ثقہ لوگون کی روایتون کا دوسرا متوسطین کا تیسرا ضعفا اور متروکین کا مگر مصنف نے اس کتاب مین پہلی قسم کے بعد دوسری قسم کی حدیثون کو بیان کیا ہے پر تیسری قسم کو مطلق ذکر نہین کیا اور حاکم اور بیہقی نے کہا کہ اس کتاب مین سب پہلی قسم کی حدیثین ہین اور دوسرے قسم کی حدیثین بیان کرنے سے پہلے مسلم گذر گئے) بغیر تکرار کے مگر جب کوئی ایسا مقام ہو جہان دوبارہ حدیث کا لانا ضرور ہو اسوجہ سے کہ اسمین کوئی دوسری بات زیادہ ہو یا کوئی ایسا اسناد ہو جو دوسرے اسناد کے پہلو مین واقع ہو کسی علت کی وجہ سے تو وہان تکرار کرتے ہین (یعنے دوبارہ اوس حدیث کو نقل کرتے ہین) اس لیے کہ جب کوئی بات زیادہ ہوئی

جملہ حدیث جسکی احتیاج ہے تو وہ مثل ایک پوری حدیث کی ہے پھر ضرور ہے اوس سب حدیث کا ذکر کرنا جس مین وہ بات زیادہ ہے یا ہم اس زیادتی کو جدا کر لین گے پوری حدیث سے اختصار کے ساتھہ اگر ممکن ہو (یعنے ایک حدیث مین ایک جملہ زیادہ ہے جس سے کوئی بات کام کی نکلتی ہے اور وہ جملہ جدا ہو سکتا ہے تو صرف اوس جملے کو دوسرا اسناد بیان کر کے نقل کر دین گے اور ساری حدیث دوبارہ نہ لاوینگے مگر ایسا جب کرینگے کہ اوس جملے کا علیحدہ کرنا حدیث سے ممکن ہو (نووی نے کہا کہ اس مسئلے مین علمائی حدیث کا اختلاف ہے یعنے حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنے مین بعضون کے نزدیک مطلقاً منع ہے کیونکہ روایت بالمعنی اون کے نزدیک جائز نہین بلکہ حدیث کو لفظ بلفظ نقل کرنا چاہیے اور بعضون کے نزدیک اگرچہ روایت بالمعنی جائز ہے مگر حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنا اوسی صورت مین درست ہے جب پہلے پوری حدیث کو روایت کر لین اور بعضون کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ مسلم کا یہی قول ہے اور صحیح یہہ ہے کہ علما اور اہل معرفت کو یہ بات درست ہے بشرطیکہ معنی مین خلل واقع نہو) لیکن جب جدا کرنا اوس جملے کا دشوار ہو تو پوری حدیث اپنی خاص وضع سے بیان کرنا بہتر ہے اور جس حدیث کو دوبارہ بیان کرنے کی ہمکو حاجت نہو (یعنے اوسمین کوئی ایسی بات یا وہ نہو جس کی احتیاج ہے) تو اوسکو ہم دوبارہ بیان نکرینگے اگر خدا چاہے فَأَمَّا الْقِسْمُ الْأَوَّلُ فَإِنَّا نَتَوَخَّى أَنْ نُقَدِّمَ الْأَخْبَارَ الَّتِي هِيَ أَسْلَمُ مِنَ الْعُيُوبِ مِنْ غَيْرِهَا وَأَنْقَى مِنْ أَنْ يَكُونَ نَاقِلُوهَا أَهْلَ اسْتِقَامَةٍ فِي الْحَدِيثِ وَإِتْقَانٍ لِمَا نَقَلُوا لَمْ يُوجَدْ فِي رِوَايَتِهِمُ اخْتِلَافٌ شَدِيدٌ وَلَا تَخْلِيطٌ فَاحِشٌ كَمَا قَدْ عُثِرَ فِيهِ عَلَى كَثِيرٍ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَبَانَ ذَلِكَ فِي حَدِيثِهِمْ پہلی قسم کی حدیثون مین ہم اون حدیثون کو پہلے بیان کرینگے جو عیبون سے پاک اور صاف ہین اس وجہ سے کہ اون کے روایت کرنے والے وہ لوگ ہین جو صاحب استقامت اور اتقان (یعنے مضبوطی اور حفظ) ہین اپنی روایات مین نہ اونکی روایت مین سخت اختلاف ہے اور نہ خلط ملط ہے (اس لیے کہ جو راوی اور ثقہ لوگون سے بہت اختلاف کیا کرے یا روایتون مین بہت خلط ملط کرے وہ قابل اعتبار کے نہین رہتا) جیسے بعض محدثین کی کیفیت معلوم ہوگئی ہے اور انکی حدیث مین یہ بات کہل گئی ہے فَإِذَا نَحْنُ تَقَصَّيْنَا أَخْبَارَ هَذَا الصِّنْفِ مِنَ النَّاسِ أَتْبَعْنَاهَا أَخْبَارًا يَقَعُ فِي أَسَانِيدِهَا بَعْضُ مَنْ لَيْسَ بِالْمَوْصُوفِ بِالْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ كَالصِّنْفِ الْمُقَدَّمِ قَبْلَهُمْ

عَلٰی اَنَّھُمْ وَاِنْ کَانُوْا فِیْمَا وَصَفْنَا دُوْنَھُمْ فَاِنَّ اسْمَ السَّتْرِ وَالصِّدْقِ وَتَعَاطِی الْعِلْمِ یَشْمَلُھُمْ پہر جب ہم بیان کرچکے ہین اس قسم کے راویون کی حدیثین (یعنے جو موصوف ہین ساتہہ کمال حفظ اور ضبط اور اتقان کے) تو اوس کے بعد وہ حدیثین لاتے ہین جنکے اسناد مین وہ لوگ ہین جنمین اوتنا حفظ اور اتقان نہین جیسا پہلے قسم کے راویون مین تہا اور یہہ لوگ اگرچہ پہلے قسم کے راویون سے درجے مین کم ہین مگر اون کا عیب ڈہنکا ہوا ہے اور سچائی اور حدیث کی روایت مین وہ بہی شامل ہین (یعنے دوسرے درجے کے راوی بہی سچے اور ٹہیک ہین اور جو کچہ اون مین عیب تہا وہ چہپا یا گیا ہی اہل حدیث نے انکو متہم نہین کیا ہے کذب سے نہ اون سے روایت ترک کی ہے) کَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَیَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ زِیَادٍ وَلَیْثِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمٍ جیسے عطا بن السائب اور یزید بن ابی زیاد اور لیث بن ابی سلیم

ف یہ تینون راوی دوسرے درجے کے ہین جو حفظ اور اتقان مین اعلی نہین ہین مگر اونکی سچائی مین شبہہ نہین عطا بن السائب کی کنیت ابو السائب ہی یا ابو یزید یا ابو محمد یا ابو زید وہ ثقہ ہین مگر اخیر عمر مین انکے حافظے مین فتور آگیا تہا پہر جن لوگون نے اون سے اختلاط کے پہلے سنا ہی اونکی روایت صحیح ہے اور جنہون نے بعد سنا ہی البتہ انکی حدیث مضطرب ہی سفیان ثوری اور شعبہ نے اون سے اختلاط کے پہلے سنا ہے اور جریر اور خالد بن عبد اللہ اور اسمٰعیل اور علی بن عاصم نے بعد اختلاط کے سنا ہے ایسا ہی کہا احمد بن حنبل نے اور یحیے بن معین نے کہا کہ عطا سے سب نے اختلاط کے بعد روایت کی ہے مگر شعبہ اور سفیان نے اور ابو عوانہ نے عطا سے صحت اور اختلاط دونون حالت مین سنا ہے تو انکی روایت کا بہی اعتبار نہین یزید بن ابی زیاد یا یزید بن زیاد قرشی دمشقی حفاظ حدیث نے اسکو ضعیف کہا ہے ابن نمیر اور یحیی بن معین نے کہا وہ کچہ نہین اور ابو حاتم نے کہا ضعیف ہی اور نسائی نے کہا متروک الحدیث ہی اور ترمذی نے کہا ضعیف ہی لیث بن ابی سلیم کو جمہور نے ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مختلط ہوگیا تہا اور اسکی روایتین مضطرب ہین لیکن اوسکی حدیث لکہی جاویگی احمد بن حنبل نے کہا وہ مضطرب الحدیث ہے لیکن لوگون نے اون سے روایت کی ہے دارقطنی اور ابن عدی نے کہا اوسکی حدیث لکہی جاوے گی اور اکثر لوگون نے کہا اوسکی روایت لکہنے کے لائق نہین (نووی) وَاَضْرَابِھِمْ مِنْ حُمَّالِ الْاٰثَارِ وَنُقَّالِ الْاَخْبَارِ فَھُمْ وَاِنْ کَانُوْا بِمَا وَصَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالسَّتْرِ عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ

عطاء بن السائب

یزید بن ابی زیاد

لیث بن ابی سلیم

نعنیهم من اقرانهم ممن عندهم ما ذکرنا من الاتقان والاستقامة فی الروایة
یفضلونهم فی الحال والمرتبة لان هذا عند اهل العلم درجة رفیعة وخصلة سنیة
اور انکی مانند لوگ حدیث کی روایت کرنیوالے اور خبر کے نقل کرنے والے اگرچہ یہ لوگ مشہور ہین علم
مین اور مستور ہین اہل حدیث کے نزدیک لیکن انکے ہمعصر دوسری لوگ جنکی پاس اتقان اور استقامت
ہے روایت مین اون سے بڑھکر ہین حال اور مرتبے ہین سو اسطرح کہ اہل علم کے نزدیک یہ ایک درجہ ہے
بلند اور ایک خصلت ہے عمدہ ہے (یعنے ضبط اور اتقان) الا تری انک اذا وازنت هؤلاء
الثلثة الذین سمیناهم عطاء ویزید ولیثا بمنصور بن المعتمر وسلیمان الاعمش و
اسمعیل بن ابی خالد فی اتقان الحدیث والاستقامة فیه وجدتهم مباینین
لهم لا یدانونهم لا شک عند اهل العلم بالحدیث فی ذلک للذی استفاض
عندهم من صحة حفظ منصور والاعمش واسمعیل واتقانهم لحدیثهم وانهم
لم یعرفوا مثل ذلک من عطاء ویزید ولیث کیا تو نہین دیکھتا اگر تو تولے ان تینون کو
جنکا ہم نے نام لیا یعنے عطا اور یزید اور لیث کو منصور بن معتمر اور سلیمان اعمش اور اسمعیل بن ابی
خالد کے ساتھ (جو ان تینون کے ہمعصر ہین) حدیث کی اتقان اور استقامت مین تو انکو بالکل جدا
پاویگا ہرگز اون کے قریب نہ ہونگے اس بات مین کچھ شک نہین اہل حدیث کے نزدیک اس لیے کہ ان
کو ثابت ہوگیا ہے حفظ منصور اور اعمش اور اسمعیل کا اور اون کا ضبط اور اتقان حدیث مین جو نہین
ثابت ہوا عطا اور یزید اور لیث مین **ف** یعنی عطار اور یزید اور لیث منصور اور سلیمان اور
اسمعیل کے سامنے کچھ نہین اوترتے اس لیے کہ عطار اور یزید اور لیث کا مرتبہ بہت کم ہے جیسے اون کا حال
اوپر گذرا اور منصور اور اعمش اور اسمعیل یہ حدیث کے حافظون اور ثقہ لوگون مین سے ہین اسمعیل بن
ابی خالد تو تابعی مشہور ہین انہون نے انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوع اور عبد اللہ بن ابی اوفی
اور عمرو بن حریث اور قیس بن عابد اور ابو جحیفہ کو دیکھا اور یہ سب صحابی ہین اور سلیمان اعمش بھی تابعی
ہین کیونکہ انہون نے انس کو دیکھا اور اعمش کہتے ہین ضعیف البصر کو جسکی بینائی مین فتور ہو یہ ان
کا لقب ہوگیا تھا اہل حدیث نے اس قسم کے القاب نقل کرنے مین قباحت نہین دیکھی کیونکہ یہ القاب
معرفت کے لیے بیان کیے جاتے ہین نہ ذلت اور توہین کے لیے منصور بن معتمر اگرچہ تابعی نہین ہین مگر حفظ اور

اتقان میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اسلیے مسلم نے انکا نام پہلے رکھا عبد الرحمن بن مہدی نے کہا کہ منصور سب کوفہ والوں میں زیادہ ثقہ ہیں وَفِي مِثْلِ مَجْرَى هٰؤُلَاءِ إِذَا وَازَنْتَ بَيْنَ الْأَقْرَانِ كَابْنِ عَوْنٍ وَأَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ مَعَ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ وَأَشْعَثَ الْحُمْرَانِيِّ وَهُمَا صَاحِبَا الْحَسَنِ وَابْنِ سِيرِينَ كَمَا أَنَّ ابْنَ عَوْنٍ وَأَيُّوبَ صَاحِبَاهُمَا إِلَّا أَنَّ الْبَوْنَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ هٰذَيْنِ بَعِيدٌ فِي كَمَالِ الْفَضْلِ وَصِحَّةِ النَّقْلِ وَإِنْ كَانَ عَوْفٌ وَأَشْعَثُ غَيْرَ مَدْفُوعَيْنِ عَنْ صِدْقٍ وَأَمَانَةٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَلٰكِنِ الْحَالُ مَا وَصَفْنَا مِنَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ اور ایسی ہی کیفیت ہے جب تو موازنہ کرے (یعنے تولے ایک کو دوسرے کے ساتھ) ہمعصروں کو جیسے ابن عون اور ایوب سختیانی کو عوف بن ابی جمیلہ اور اشعث حمرانی کے ساتھ اور یہ دونوں مصاحب تھے ابن سیرین اور حسن بصری کے (جو مشہور تابعین میں سے ہیں) جیسے ابن عون اور ایوب ان کے مصاحب تھے مگر اون دونوں اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے (یعنے ابن عون اور ایوب کا درجہ بہت بڑھکر ہے) کمال فضل اور صحت روایت میں اگرچہ عوف اور اشعث بھی سچے اور امانت دار ہیں (امام احمد نے کہا عوف ثقہ ہیں صالح الحدیث اور یحیی بن معین نے بھی کہا وہ ثقہ ہے اسی طرح اشعث حمرانی کو دارقطنی نے کہا وہ ثقہ ہے) اہل علم کے نزدیک مگر اصل حال وہ ہی درجہ کا اہل علم کے نزدیک جو ہم نے بیان کیا وَإِنَّمَا مَثَّلْنَا هٰؤُلَاءِ فِي التَّسْمِيَةِ لِيَكُونَ تَمْثِيلُهُمْ سِمَةً يَصْدُرُ عَنْ فَهْمِهَا مَنْ غَبِيَ عَلَيْهِ طَرِيقُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَرْتِيبِ أَهْلِهِ فِيهِ فَلَا يُقَصَّرُ بِالرَّجُلِ الْعَالِي الْقَدْرِ عَنْ دَرَجَتِهِ وَلَا يُرْفَعُ مُتَّضِعُ الْقَدْرِ فِي الْعِلْمِ فَوْقَ مَنْزِلَتِهِ وَيُعْطَى كُلُّ ذِي حَقٍّ فِيهِ حَقَّهُ وَيُنَزَّلُ مَنْزِلَتَهُ اور ہم نے مثال کے طور پر بیان کیا ان لوگوں کا نام لیکر تاکہ انکی مثال ایک نشانی ہو اور فرعنت پاوے اسکو سمجھکر وہ شخص جسپر چھپا ہوا ہے رستہ علم والوں کا اہل علم کی ترتیب میں تو کم نہ کیا جاوے بلند درجہ والا شخص اپنے درجہ سے اور بلند نکیا جاوے کم درجہ والا اپنے درجہ پر اور ہر ایک کو اسکا حق دیا جاوے اور اپنا درجہ وَقَدْ ذُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ مَعَ مَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا ہر ایک آدمی کو اوسکے مرتبے پر رکھنیکا اور قرآن سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر علم والے سے بڑھکر دوسرا علم والا ہے

(تو حدیث اور قرآن دونون سے اہل علم کے تفاوت درجات کا ثبوت ہوا) **ف** امام مسلم نے اس حدیث کو معلقًا یعنی بلا اسناد ذکر کیا اور معلق حدیثین مسلم کی کتاب مین بہت کم ہین ایک انمین سے یہ حدیث بہی ہے جسکی صحت مین علمار کا اختلاف ہی حاکم ابو عبد اللہ حافظ نے اپنی کتاب معرفۃ علوم الحدیث مین اسکو صحیح بتلایا ہے اور ابو داود نے اپنی سنن مین اسکو روایت کیا میمون بن شبیب سے اونے عائشہ رض سے مگر میمون نے عائشہ سے نہین سنا تو یہ حدیث منقطع ہوئی حالانکہ مسلم نے شرط کی ہے کہ حدیث متصل اور مسند ہو اسکا جواب یون دیا ہے کہ میمون نے مغیرہ بن شعبہ کو پایا اور مغیرہ حضرت عائشہ سے پہلے مرے ہین اور شرط مسلم کی اتنی ہے کہ ہم عصری ہو اور ملاقات ممکن ہو تو روایت حدیث کی ملاقات پر دلیل ہے البتہ اگر میمون یہ کہتا کہ مین عائشہ سے نہین ملا تو اعتراض درست ہوتا سو اسکو بزار نے اپنی مسند مین اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا کہ مرفوعًا یہ حدیث اسی طرح سے مروی ہے لیکن موقوفًا اور طریقون سے بہی روایت کی گئی ہے واللہ اعلم

فَعَلٰی نَحْوِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْوُجُوْهِ نُؤَلِّفُ مَا سَأَلْتَ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ قَوْمٍ هُمْ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ مُتَّهَمُوْنَ اَوْ عِنْدَ الْاَكْثَرِ مِنْهُمْ فَلَسْنَا نَتَشَاغَلُ بِتَخْرِيْجِ حَدِيْثِهِمْ ترجمہ اوپر ہم نے بیان کیا انہی طریقون پر ہم جمع کرتے ہین حدیثون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنکا تو نے سوال کیا اب جو حدیثین ایسے لوگون سے مروی ہین جن پر سب اہل حدیث نے کذب کی نسبت کی ہے یا اکثر اہل حدیث نے تو انکو ہم نہین روایت کرتے كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِسْوَرٍ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيِّ وَعَمْرِو بْنِ خَالِدٍ وَعَبْدِ الْقُدُّوْسِ الشَّامِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدٍ الْمَصْلُوْبِ وَغِيَاثِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو اَبِيْ دَاوُدَ النَّخَعِيِّ وَاَشْبَاهِهِمْ مِمَّنِ اتُّهِمَ بِوَضْعِ الْاَحَادِيْثِ وَتَوْلِيْدِ الْاَخْبَارِ جیسے عبد اللہ بن مسور بن ابی جعفر مدائنی اور عمرو بن خالد اور عبد القدوس شامی (جو روایت کرتا ہی عکرمہ اور عطا سے عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ اتفاق کیا اہل علم نے اوسکی حدیث کے ترک پر) اور محمد بن سعید مصلوب **ف** دمشقی جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی یا ابو عبد اللہ یا ابو قیس اوسکے نسب اور نام مین بڑا اختلاف ہی حافظ عبد الغنی نے کہا وہ اپنے نام کو سو طرح پر بدلتا ہی احمد نے کہا متروک الحدیث اور قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا بددینی کی وجہ سے محمد بن حنبل نے کہا ابو جعفر نے اسکو قتل کیا زندیق ہونیکی وجہ سے اور اسکی حدیث موضوع ہی اور خالد بن یزید نے کہا مین نے اوس سے سنا کہتا تہا جب مین کوئی عمدہ بات سنون تو اسکی اسناد بنا لینے مین کچھ قباحت نہین احمد بن صالح نے کہا اوسنے چار ہزار

حدیثین بنائیین **ت** اور غیاث بن ابراہیم اور سلیمان بن عمرو اور ابو داؤد نخعی اور ان کی مانند لوگ جن سے حدیث بنانیکی اور زہر تراشی کی نسبت کی گئی ہے (یعنے یہ سب لوگ وضاع اور کذاب اور متروک الحدیث تہے) تو ایسے لوگون کی حدیثین مین نے بالکل نہین لکہین وَكَذَٰلِكَ مَنِ الْغَالِبُ عَلَىٰ حَدِيثِهِ الْمُنْكَرُ أَوِ الْغَلَطُ أَمْسَكْنَا أَيْضًا عَنْ حَدِيثِهِمْ اوسیطرح سمہنی اون لوگون کی روایت بہی نہین لکہی جنکی حدیث اکثر منکر (یعنے ثقات کے خلاف) یا غلط ہوتی ہے وَعَلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِي حَدِيثِ الْمُحَدِّثِ إِذَا مَا عُرِضَتْ رِوَايَتُهُ لِلْحَدِيثِ عَلَىٰ رِوَايَةِ غَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ وَالرِّضَا خَالَفَتْ رِوَايَتُهُ رِوَايَتَهُمْ أَوْ لَمْ تَكَدْ تُوَافِقُهَا فَإِذَا كَانَ الْأَغْلَبُ مِنْ حَدِيثِهِ كَذَٰلِكَ كَانَ مَهْجُورَ الْحَدِيثِ غَيْرَ مَقْبُولِهِ وَلَا مُسْتَعْمَلِهِ اور منکر کی نشان محدث کی حدیث مین یہ ہے کہ جب اسکی روایت کا مقابلہ کیا اور دوسرے لوگون کی روایت سے جو اچہی اور حافظہ والی ہین تو اوسکی روایت انکی روایت کے خلاف پڑے بالکل یا کچہ موافق ہو اور اکثر خلاف جب کسی راوی کی اکثر اس قسم کی روایتین ہون تو وہ مہجور الحدیث کا یعنی اسکی روایت مقبول اور مستعمل نہو گی **ف** تو منکر کے معنے یہی ٹہرے کہ جو روایت اور ثقہ لوگون کی روایت کے خلاف ہو اسکو منکر مردود بہی کہتے ہین اور ایک منکر اسکو بہی کہتے ہین جسکو ایک ہی ثقہ شخص نے روایت کیا ہو مگر یہ مردود نہین ہے جب وہ ثقہ ضابط اور متقن ہو (نووی) فَمِنْ هَٰذَا الضَّرْبِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَرَّرٍ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ وَالْجَرَّاحُ بْنُ الْمِنْهَالِ أَبُو الْعَطُوفِ وَعَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ وَحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ضُمَيْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ وَمَنْ نَحَا نَحْوَهُمْ فِي رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيثِ فَلَسْنَا نُعَرِّجُ عَلَىٰ حَدِيثِهِمْ وَلَا نَتَشَاغَلُ بِهِ لِأَنَّ حُكْمَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالَّذِي نَعْرِفُ مِنْ مَذْهَبِهِمْ فِي قَبُولِ مَا يَتَفَرَّدُ بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنَ الْحَدِيثِ أَنْ يَكُونَ قَدْ شَارَكَ الثِّقَاتِ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ فِي بَعْضِ مَا رَوَوْا وَأَمْعَنَ فِي ذَٰلِكَ عَلَى الْمُوَافَقَةِ لَهُمْ فَإِذَا وُجِدَ كَذَٰلِكَ ثُمَّ زَادَ بَعْدَ ذَٰلِكَ شَيْئًا لَيْسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ قُبِلَتْ زِيَادَتُهُ فَأَمَّا مَنْ تَرَاهُ يَعْمِدُ لِمِثْلِ الزُّهْرِيِّ فِي جَلَالَتِهِ وَكَثْرَةِ أَصْحَابِهِ الْحُفَّاظِ الْمُتْقِنِينَ لِحَدِيثِهِ وَحَدِيثِ غَيْرِهِ أَوْ لِمِثْلِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَحَدِيثُهُمَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَبْسُوطٌ مُشْتَرَكٌ قَدْ نَقَلَ أَصْحَابُهُمَا عَنْهُمَا حَدِيثَهُمَا عَلَى الِاتِّفَاقِ مِنْهُمْ فِي أَكْثَرِهِ فَيَرْوِي عَنْهُمَا أَوْ عَنْ أَحَدِهِمَا الْعَدَدَ مِنَ الْحَدِيثِ مِمَّا لَا يَعْرِفُهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِمَا وَلَيْسَ مِمَّنْ قَدْ شَارَكَهُمْ فِي الصَّحِيحِ مِمَّا عِنْدَهُمْ فَغَيْرُ جَائِزٍ قَبُولُ حَدِيثِ هَٰذَا الضَّرْبِ مِنَ النَّاسِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

اس قسم کے راویون مین سے عبداللہ بن محرر اور یحیی بن ابی انیسہ اور جراح بن منہال ابو العطوف اور عباد بن کثیر اور حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ اور عمرو بن صہبان اور ان کے مثل اور لوگ ہین جو منکر حدیثین روایت کرتے ہین **ف** عبداللہ بن مُحرّر یا عبداللہ بن مُحَرَّز مگر صحیح محرر ہے بصیغہ اسم مفعول اور یہ امین مہملتین اتباع تابعین مین سے ہے روایت کرتا ہی حسن اور قتادہ اور زہری اور نافع وغیرہ تابعین سے روایت کی ہے اس سے ثوری اور ایک جماعت نے اتفاق کیا ہی محدثین نے اوسکی ترک پر امام احمد بن حنبل نے کہا لوگون نے ترک کردیا اوسکی حدیث کو ابو انیسہ جو یحیی کا باپ ہی اسکا نام زید ہی اور ابو العطوف جراح بن منہال روایت کرتا ہے تابعین سے اوس نے سنا ہی حکم بن عتبہ اور زہری سے اور اس سے یزید بن ہارون روایت کرتا ہی بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہی اور عمر بن صہبان اسلمی مدنی ہے اتفاق ہے اوس کے متروک ہونے پر (نووی) **ت**
تو ہم ان لوگون کی حدیثین نہین لاتے نہ اونمین مشغول ہوئے ہین اس لیے کہ اہل علم نے جو حکم کیا ہی اور جو اونکا مذہب معلوم ہوا ہے وہ یہ ہی کہ جس روایت کو ایک ہی محدث نے روایت کیا ہو وہ قبول کی جاویگی اس شرط سے کہ وہ محدث شریک ہو اور ثقہ اور حافظ لوگون کا اون کی بعض روایتون مین یا بالکل موافق ہو اونکا پھر جب یہ حال ہو اُسکا اور کسی روایت مین کچھ عبارت زیادہ کرے جو اسکے ساتھیون کی روایت مین نہو تو وہ قبول کیجاویگی لیکن اگر تو کسی کو دیکھے جو زہری ایسے بزرگ شخص سے روایت کرنیکا قصد کرے جسکے شاگرد بہت ہین اور وہ حافظ ہین اور مضبوطی سے بیان کرتے ہین اوسکی اور اورون کی حدیثون کو یا ہشام بن عروہ سے روایت کا قصد کرے اور ان دونون کی (یعنے ہشام اور زہری کی) حدیثین اہل علم کے نزدیک پھیلی ہوئی ہین اور مشترک ہین اور اُن دونون کے شاگرد اون کی حدیثون کو اتفاق کے ساتھ اکثر بیان کرتے ہین پھر وہ شخص اُن دونون سے چند ایسی حدیثین نقل کرے جو کسی شاگرد کو ان دونون کے شاگردون مین سے معلوم نہون اور وہ شخص اور صحیح حدیثون مین ان شاگردونکا شریک بہو تو اس قسم کی روایتین ایسے لوگون کی ہرگز مقبول نہونگی (بلکہ وہ منکر مردود ہونگی)
وَقَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَذْهَبِ الْحَدِيثِ وَأَهْلِهِ بَعْضَ مَا يَتَوَجَّهُ بِهِ مَنْ أَرَادَ سَبِيلَ الْقَوْمِ وَوُفِّقَ لَهَا وَسَنَزِيدُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى شَرْحًا وَإِيضَاحًا فِي مَوَاضِعَ مِنَ الْكِتَابِ عِنْدَ ذِكْرِ الْأَخْبَارِ الْمُعَلَّلَةِ إِذَا أَتَيْنَا عَلَيْهَا فِي الْأَمَاكِنِ الَّتِي يَلِيقُ بِهَا الشَّرْحُ وَالْإِيضَاحُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى اور ہم نے بیان کیا مذہب حدیث اور اہل حدیث کا اوس قدر جو مقصود ہی اوس شخص کا جو چلنا چاہی اہل حدیث کی راہ پر اور اوسکو توفیق دیجاوے چلنے کی اوس پر اور خدا چاہی تو ہم اُسکو شرح اور وضاحت سے بیان کرینگے اس کتاب کی کئی

مقامون مین جہان وہ حدیثین آوین کی جن مین کچھ علتین ہین اون مقامون مین جہان شرح کرنا اور واضح بیان کرنا مناسب ہوگا وَبَعْدُ يَرْحَمُكَ اللهُ فَلَوْلَا الَّذِي رَأَيْنَا مِنْ سُوءِ صَنِيعِ كَثِيرٍ مِمَّنْ نَصَبَ نَفْسَهُ مُحَدِّثًا فِيمَا يَلْزَمُهُمْ مِنْ طَرْحِ الْأَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ وَالرِّوَايَاتِ الْمُنْكَرَةِ وَتَرْكِهِمُ الْاِقْتِصَارَ عَلَى الْأَخْبَارِ الصَّحِيحَةِ الْمَشْهُورَةِ مِمَّا نَقَلَهُ الثِّقَاتُ الْمَعْرُوفُونَ بِالصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ وَإِقْرَارِهِمْ بِأَلْسِنَتِهِمْ أَنَّ كَثِيرًا مِمَّا يَقْذِفُونَ بِهِ إِلَى الْأَغْبِيَاءِ مِنَ النَّاسِ هُوَ مُسْتَنْكَرٌ وَمَنْقُولٌ عَنْ قَوْمٍ غَيْرِ مَرْضِيِّينَ مِمَّنْ ذَمَّ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ أَئِمَّةُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِثْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ لَمَا سَهُلَ عَلَيْنَا الْاِنْتِصَابُ لِمَا سَأَلْتَ مِنَ التَّمْيِيزِ وَالتَّحْصِيلِ وَلٰكِنْ مِنْ أَجْلِ مَا أَعْلَمْنَاكَ مِنْ نَشْرِ الْقَوْمِ الْأَخْبَارَ الْمُنْكَرَةَ بِالْأَسَانِيدِ الضِّعَافِ الْمَجْهُولَةِ وَقَذْفِهِمْ بِهَا إِلَى الْعَوَامِّ الَّذِينَ لَا يَعْرِفُونَ عُيُوبَهَا خَفَّ عَلَى قُلُوبِنَا إِجَابَتُكَ إِلَى مَا سَأَلْتَ

بعد ان سب باتون کے جو اوپر گذرین خدا تجھپر رحم کرے اگر ہم نہ دیکھتے وہ برا کام جو کر رہا ہے شخص جس نے اپنے تئین محدث بنایا ہی (یعنی لازم ہر ایسے شخص کو کہ ضعیف حدیثون اور منکر روایتون کو نقل نکرے اور صرف اونہی حدیثون کو روایت کرے جو صحیح اور مشہور ہین جنکو ثقہ لوگون نے جنکی سچائی اور امانت مشہور ہے نقل کیا ہے اور وہ جانتا ہی اور اقرار کرتا ہی کہ بہت سی حدیثین جنکو وہ عام لوگون کو سناتا ہی منکر ہین اور اون لوگون سے مروی ہین جنکی مذمت حدیث کے امامون نے کی ہی جیسے مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور سفیان بن عیینہ اور یحیی بن سعید القطان اور عبد الرحمن بن مہدی وغیرہم نے (یہ سب حدیث کے بڑے امام اور پیشوا ہین) البتہ ہمکو یہ تکلیف اوٹھانا تیری خواہش کے موافق جو تو نے صحیح حدیثون کو جدا کرنیکے کی تہی دشوار ہوتی (کیونکہ جب سب لوگ یہی عادت کرتے کہ صرف صحیح حدیثین نقل کیا کرتے تو عوام کے دہوکا کہانیکا ڈر نہوتا اور صحیح حدیثون کے جدا کرنیکی ضرورت بہی نہ پڑتی) لیکن اسی وجہ سے جو ہمنے بیان کی کہ لوگ منکر حدیثونکو ضعیف اور مجہول سندون سے بیان کیا کرتے ہین اور عوام کو سنا دیتے ہین جنکو عیبون کے پہچاننے کی لیاقت نہین تیری خواہش کا قبول کرنا ہمپر آسان ہوگیا (اس لیے کہ جس کام کی ضرورت ہوتی ہے اوسکا کرنا آسان ہوتا ہے)

باب

وُجُوبِ الرِّوَايَةِ عَنِ الثِّقَاتِ وَتَرْكِ الْكَاذِبِينَ اس باب مین یہ بیان ہی کہ ہمیشہ ثقہ اور معتبر لوگون سے روایت کرنا چاہیے اور جن لوگون کا جھوٹ ثابت ہو اون سے روایت نکرنا چاہیے اِعْلَمْ وَفَّقَكَ اللهُ أَنَّ

اَلْوَاجِبَ عَلٰی کُلِّ اَحَدٍ عَرَفَ التَّمْیِیْزَ بَیْنَ صَحِیْحِ الرِّوَایَاتِ وَسَقِیْمِهَا وَثِقَاتِ النَّاقِلِیْنَ لَهَا
مِنَ الْمُتَّهَمِیْنَ اَنْ لَّا یَرْوِیَ مِنْهَا اِلَّا مَا عَرَفَ صِحَّةَ مَخَارِجِهٖ وَالسِّتَارَةَ فِیْ نَاقِلِیْهِ وَاَنْ یَّتَّقِیَ
مِنْهَا مَا کَانَ مِنْهَا عَنْ اَهْلِ التُّهَمِ وَالْمُعَانِدِیْنَ مِنْ اَهْلِ الْبِدَعِ **ترجمہ** جان تو خدا تجھکو توفیق
دیوے جو شخص صحیح اور ضعیف حدیث مین تمیز کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور ثقہ (معتبر) اور متہم (جن پر تہمت
لگی ہو کذب وغیرہ کی) راویون کو پہچانتا ہو اوسپر واجب ہے کہ نہ روایت کرے مگر اوس حدیث کو جسکی اصل
کی صحت ہو اور اسکی نقل کرنیوالے وہ لوگ ہون جنکا عیب فاش نہ ہوا ہو اور بچے اون لوگون کی روایت
سے جن پر تہمت لگائی گئی ہے یا جو عناد رکھتے ہین بدعتی **ف** نووی نے کہا کہ علما نے اتفاق کیا ہے
کہ جو بدعتی ایسا ہو جس کی بدعت نے اوسکو کفر تک پہونچا دیا ہو اوسکی روایت تو بالاتفاق مقبول نہین اور جس
کی بدعت کفر تک نہین پہونچی اوس کی روایت قبول کرنے مین اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اوسکی
روایت مقبول ہے بشرطیکہ وہ روایت اوسکی بدعت کی تائید مین نہ ہو اور صحیحین وغیرہ مین بہت سی حدیثیں
اون لوگون سے منقول ہین جو بدعت مین گرفتار تھے اصل یہ ہے کہ جو بدعتی عناد رکھتا ہو یعنی تعصب کہ
جھوٹی روایت اپنی تائید کے لیے نقل کرنا جائز رکھے جیسے روافض مین سے ایک فرقہ خطابیہ جو اپنی قوم
کے فائدے کے لیے جھوٹی گواہی دینا جائز رکھتا ہے اوسکی روایت قبول نہین ہوگی اور جو بدعتی سچا ہو اور
اوسکی عدالت روایت مین معلوم ہو اوسکی حدیث قبول کی جاوے گی وَالدَّلِیْلُ عَلٰی اَنَّ الَّذِیْ
قُلْنَا مِنْ هٰذَا هُوَ اللَّازِمُ دُوْنَ مَا خَالَفَهٗ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی ذِکْرُهٗ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ
جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ وَقَالَ
جَلَّ ثَنَاؤُهٗ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ وَقَالَ وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ فَدَلَّ
بِمَا ذَکَرْنَا مِنْ هٰذِهِ الْاٰیِ اَنَّ خَبَرَ الْفَاسِقِ سَاقِطٌ غَیْرُ مَقْبُوْلٍ وَاَنَّ شَهَادَةَ غَیْرِ الْعَدْلِ
مَرْدُوْدَةٌ اور دلیل اسپر جو ہم نے کہا یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ای ایمان والو اگر تمہارے پاس
کوئی فاسق خبر لیکر آوے تو ہوشیار رہو ایسا نہ ہو کہ جا پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو پچتاؤ
اپنے کیے ہوئے پر **ف** ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوۃ لینے کو وہ نکلا اسکے استقبال
کو اسلام سے پہلے اوس قوم مین اور اسکی قوم مین بیر تھا یہ ڈرا کہ میرے مارنیکو نکلے اولٹا بھاگا مدینہ مین آکر
مشہور کر دیا کہ فلانی قوم مرتد ہو گئی حضرت انپر فوج بھیجتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی غیر

نہین **ف** دوسرے اللہ تعالی نے فرمایا اور گواہ کر دو دو مردون کو یا ایک مرد اور دو عورتون کو جنکو تم پسند کرتے ہو (گواہی کے لیے یعنی جو سچی اور نیک معلوم ہون) اور فرمایا اللہ تعالی نے گواہ کر دو دو شخصون کو جو عادل ہون تو ان آیتون سے معلوم ہوا کہ فاسق کی بات پر اعتبار نہے اور قبول کے لائق نہین اور جو شخص عادل نہو اوسکی گواہی مردود ہے وَالْخَبَرَانِ فَارَقَ مَعْنَاهُ مَعْنَى الشَّهَادَةِ فِي بَعْضِ الْوُجُوهِ فَقَدْ يَجْتَمِعَانِ فِي أَعْظَمِ مَعَانِيهِمَا إِذْ كَانَ خَبَرُ الْفَاسِقِ غَيْرَ مَقْبُولٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا أَنَّ شَهَادَتَهُ مَرْدُودَةٌ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ اور حدیث بیان کرنے اور گواہی دینے مین اگرچہ کچھ فرق ہے مگر وہ دونون شریک ہین ایک بڑے مطلب مین جب حدیث فاسق کی مقبول نہین علما کے نزدیک جیسے گواہی فاسق کی مردود ہے سب کے نزدیک **ف** یہ جواب ہے ایک اعتراض کا کہ جو آیتین اوپر بیان ہوئین اون سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فاسق کی گواہی مقبول نہین پر حدیث اوسکی مردود ہونا اون سے نہین ثابت ہوتا جواب یہ ہے کہ حدیث اور گواہی دونون درحقیقت ایک ہین اگرچہ بعضی باتون مین کچھ فرق ہے وہ فرق یہ ہے کہ گواہی مین آزادی اور مردیت اور عدد (یعنے دو گواہ) شرط ہے اور حدیث مین یہ شرط نہین تو مقبول ہے حدیث غلام اور عورت اور ایک شخص کی پر دونون مین یہ ضرور ہے کہ اسلام ہو عقل ہو بلوغ ہو عدالت ہو مروت ہو ضبط اور حفظ ہو تحمل اور ادا کے وقت (تحمل وہ وقت جب حدیث سنے یا دیکھے اور ادا وہ وقت جب اوسکو بیان کرے کسی سے اسی طرح گواہی مین ایک تحمل کا وقت ہے یعنے جب واقعہ دیکھے یا سنے اور ایک ادا کا یعنے جب قاضی کے سامنے گواہی دیوے) اندہے کی گواہی مین اختلاف ہے امام شافعی اور ایک جماعت علما کے نزدیک جائز نہین اور امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے اور حدیث اسکی بالاتفاق مقبول ہے اسیطرح بلوغ کی شرط حدیث کے ادا کے وقت ہے نہ تحمل کے وقت تو لڑکپن مین اوسنے جو سنی اور بلوغ کے وقت بیان کرے تو اوسکی روایت مقبول ہے اور یہی قول ہے اکثر علما کا مگر بعضون کا یہ مذہب ہے کہ تحمل کے وقت بھی بلوغ ضرور ہے اور بعضون کا یہ قول ہے کہ بلوغ نہ تحمل کے وقت شرط ہے نہ ادا کے وقت اور یہ دونون مذہب شاذ اور جمہور علما کے خلاف ہین (نووی) وَدَلَّتِ السُّنَّةُ عَلَى نَفْيِ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْأَخْبَارِ كَنَحْوِ دَلَالَةِ الْقُرْآنِ عَلَى نَفْيِ خَبَرِ الْفَاسِقِ وَهُوَ الْأَثَرُ الْمَشْهُورُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ **ترجمہ** اسیطرح حدیث سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منکر روایت کا بیان کرنا —

(جسکے غلط ہونیکا احتمال ہو) درست نہین جیسے قرآن سے معلوم ہوتی ہے اور وہ حدیث وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بشہرت منقول ہے کہ فرمایا آپ نے جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے **ف** یعنی گو اوس نے جھوٹ نہین بنایا پر جب اسکو خیال ہے کہ اس حدیث کی صحت کا یقین نہین ہو سکتا تو اُسکا بیان کرنا کیا ضرور ہے اگر اسپر بھی بیان کیا اور اُسکا عیب ظاہر نکیا تو جھوٹون مین وہ بھی شریک ہو گیا یعنی اوسپر بھی اوتنا ہی وبال ہوگا جتنا جھوٹی حدیث بنانیوالے پر امام مسلم نے اس حدیث کو مشہور کہا کیونکہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے متعدد صحابہ سے مروی ہے بزار نے اپنی مسند مین بیان کیا کہ چالیس صحابیون سے یہ حدیث اُسنے روایت کی ہے اور ابو بکر صیرفی نے لکھا ہے کہ وہ ساٹھ صحابیون سے مروی ہے اور ابن مندہ نے کہا کہ ستاسی ۸۷ صحابیون سے اور بعضون نے کہا باسٹھ ۶۲ صحابیون سے اور اون مین عشرہ مبشرہ بھی ہین اور کوئی حدیث سوا اس حدیث کے ایسی نہین جسکو سب عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو یا ساٹھ صحابیون سے زیادہ نے روایت کیا ہو اور بعضون نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے اور بعضون نے کہا کہ یہہ حدیث دوسو صحابیون سے منقول ہے اور بخاری اور مسلم دونون نے نقل کیا اس حدیث کو۔ اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوتی ہین ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے جیسے آگے کی روایتون مین ہے کہ جو ایسا کریگا اوس نے اپنا ٹھکانا جہنم مین بنایا تو معلوم ہوا کہ وہ ضرور جہنم مین جاوے گا۔ پھر اگر مومن ہے تو جہنم سے نکلیگا کیونکہ اہلسنت کا اتفاق ہے کہ موحد ہمیشہ جہنم مین نرہے گا اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو **دوسرے** یہ کہ جس حدیث کے جھوٹ ہونیکا ظن ہو اُسکو نقل کرنا بھی درست نہین پر جب اوسکے ساتھ یہ بات بھی کہدے یا لکھدے کہ یہ حدیث منکر ہے یا ضعیف ہے یا اس مین یہ علت ہے تو درست ہے اور جائز ہے محدثین کے نزدیک اس لیے کہ محدثین نے اپنی کتابون مین تمام قسم کی حدیثون کو بیان کیا ہے یہانتک کہ موضوعات کو بھی **تیسرے** یہ کہ اگر نقل کرنے والے کے خیال مین غلطی ہو یعنے وہ جھوٹی حدیث کو صحیح سمجھ کر بیان کرے تو اُسپر گناہ نہین جیسے حاکم اور ابن ماجہ نے بعضی حدیثون کو صحیح خیال کر کے روایت کیا ہے **چوتھے** ہر قسم کی حدیث خواہ احکام مین ہو خواہ فضائل یا اخلاق مین سب مین یہی حکم ہے اور کرامیہ کے نزدیک فضائل اور اخلاق مین حدیث بنا لینا درست ہے اور یہ اونکی انتہا سے جہالت ہے (نووی مع زیادہ)

باب

تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ

باندہنا کتنا بڑا گناہ ہے **عن** المُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ **ترجمہ** امام مسلم نے اپنی اسناد سے روایت کیا سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا (یعنی وہی حدیث جو اوپر گذری کہ جو شخص مجھسے حدیث نقل کرے
اور وہ سمجھتا ہو کہ یہہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے **عن** رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلِيًّا يَخْطُبُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ **ترجمہ**
ربعی بن حراش سے روایت ہے اوسنے سنا حضرت علی سے وہ خطبہ پڑہ رہے تہے کہتے تہے فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے مت جھوٹھہ باندہو میرے اوپر جو کوئی میرے اوپر جھوٹھہ باندہیگا وہ جہنم میں جاویگا **ف**
یعنی لائق ہو گیا جہنم میں جانے کے اب اگر خدا معاف کر دیوے تو جہنم سے چہٹکارا ہو سکتا ہے جیسے سب کبیرہ
گناہوں میں ہے بعضوں نے کہا یہ بد دعا ہے جھوٹی حدیث بنانیوالے کے لیے یعنی خدا اوسکو جہنم میں داخل
کرے **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّهٗ لَيَمْنَعُنِيْ اَنْ اُحَدِّثَكُمْ حَدِيْثًا كَثِيْرًا اَنَّ رَسُولَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ **ترجمہ** انس بن
مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا مجہے بہت حدیثیں بیان کرنے سے یہی بات روکتی ہے جو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمائی جو شخص مجہپر قصدًا جھوٹ بولے وہ اپنا ٹہکانا جہنم میں بنالیوے **عن** اَبِيْ
هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ
مِنَ النَّارِ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھپر قصدًا جھوٹ
بناوے وہ اپنا ٹہکانا جہنم میں بنالیوے **عن** عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ الْوَالِبِيِّ قَالَ اَتَيْتُ الْمَسْجِدَ وَ
الْمُغِيْرَةُ اَمِيْرُ الْكُوْفَةِ قَالَ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
اِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى اَحَدٍ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ
ترجمہ علی بن ربیعہ والبی سے روایت ہے انہوں نے کہا میں مسجد میں آیا اور اون دنوں مغیرہ بن شعبہ کوفی
کے حاکم تہے تو مغیرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے میرے اوپر جھوٹ
باندہنا ایسا نہیں ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندہنا (کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندہنے سے جھوٹ بولنے والے
کا نقصان ہوگا یا جسپر جھوٹ باندہا اوسکا بہی یا اور دو تین آدمیوں کا بہی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر جھوٹ باندہنے سے ایک عالم گمراہ ہوگا اور دین کا نقصان پہنچیگا) پہر جو کوئی شخص مجہپر جھوٹ باندہے وہ

اپنا ٹھکانا جہنم مین بنالیوے **عن** المغیرۃ بن شعبۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ولم
یذکر ان کذبا علی لیس ککذب علی احد **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی
ہے اوس مین یہ نہین ہے کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہین ہے جیسے دوسرے کسی پر جھوٹ باندھنا ۔

باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع جو بات سنے اوسکو کہدینا (بغیر تحقیق کیے ہوئے) منع ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا
ان یحدث بکل ما سمع **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کافی ہے آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات کہ جو سنے اُسکو بیان کرے **ف** بغیر تحقیق اور تنقیح
کے اس لیے کہ جھوٹ کہتے ہین خلاف واقع بیان کرنے کو پھر اگر عمدًا ایسا امر کرے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار
نہ ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ عادت جو سنے کہدالے بری ہے بلکہ تحقیق کرنا ضرور ہے کہ یہ خبر سچ ہے
یا جھوٹھ جب سچائی کا یقین ہو اوس وقت اگر موُنہہ سے نکالے تو برا نہین **عن** ابی ھریرۃ رضی اللہ
عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثل ذلک **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت
بھی ویسی ہے **عن** ابی عثمان النھدی قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بحسب
المرء من الکذب ان یحدث بکل ما سمع **ترجمہ** ابوعثمان نہدی سے روایت ہے حضرت عمر رض
نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ کہدالے جو بات سنے **عن** ابن وھب قال قال لی مالک
اعلم انہ لیس یسلم رجل حدث بکل ما سمع ولا یکون اماما ابدا وھو یحدث بکل ما
سمع **ترجمہ** ابن وہب سے روایت ہے امام مالک رح نے مجھسے کہا جان تو اس بات کو جو شخص کہدالے جو سنے
وہ بچ نہین سکتا (جھوٹ سے) اور کبھی وہ شخص امام (پیشوا) نہین ہوسکتا جو بیان کیے ہر ایک بات
کو جسکو وہ سنے **عن** عبد اللہ قال بحسب المرء من الکذب ان یحدث بکل ما سمع **ترجمہ**
عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے اونہون نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ جو سنے وہ کہہ دے
عن عبد الرحمن بن مھدی یقول لا یکون الرجل اماما یقتدی بہ حتی یمسک
عن بعض ما سمع **ترجمہ** عبد الرحمن بن مہدی (جو حدیث کے بڑے امام مین) اُنہون نے کہا آدمی
کبھی امام نہین ہوسکتا (یعنے اس لائق کہ لوگ اوسکی پیروی کرین جب تک کہ وہ نہ کہے بعضی باتون کو
جنکو اُس نے سنا ہو (اس خیال سے کہ شاید یہ باتین غلط ہون تو میرا جھوٹ ثابت ہوگا) **عن**

عن حفص بن عاصم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء [illegible] ان یحدث بکل ما سمع

سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَأَلَنِي إِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ إِنِّي أَرَاكَ قَدْ كَلِفْتَ بِعِلْمِ الْقُرْآنِ فَاقْرَأْ عَلَيَّ سُورَةً وَفَسِّرْهَا حَتَّى أَنْظُرَ فِيمَا عَلِمْتَ قَالَ فَفَعَلْتُ فَقَالَ لِي احْفَظْ عَلَيَّ مَا أَقُولُ لَكَ إِيَّاكَ وَالشَّنَاعَةَ فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّهُ قَلَّمَا حَمَلَهَا أَحَدٌ إِلَّا ذَلَّ فِي نَفْسِهِ وَكُذِّبَ فِي حَدِيثِهِ **ترجمہ** سفیان بن حسین سے روایت ہی مجھسے ایاس بن معاویہ نے کہا مین دیکھتا ہون تم بہت محنت کرتے ہو قرآن کے حاصل کرنے مین (یعنے علم تفسیر مین) تو ایک سورت پڑھو میرے سامنے پھر اسکا مطلب بیان کرو تاکہ مین دیکھون تمہارا علم سفیان نے کہا مینے ایسا ہی کیا ایاس نے کہا یاد رکھو جو مین کہتا ہون تجھسے بچ تو شناعت سے حدیث مین (شناعت کے معنے قباحت یعنی ایسی حدیثین ست نقل کر کہ لوگ انہین برا سمجہین اور جھوٹا بتائین) کیونکہ جس نے شناعت کو اختیار کیا وہ خود بہی ذلیل ہوا اور دوسرونے بہی اسکو جھٹلایا (یعنے اسکا اعتبار جاتا رہا اب سچی بات بہی اسکی جھوٹی سمجھی جاتی ہے **عن** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُهُمْ إِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً عبد اللہ بن مسعود نے کہا جب تو لوگون سے ایسی حدیث بیان کرے جو ان کی عقل مین نہ آوے تو بعض لوگون کے لیے اوس مین فتنہ ہوگا (یعنے وہ گمراہ ہوجاوینگے اسی لیے ہر شخص سے اوسکی عقل کے موافق بات کرنا چاہیے **باب** النَّهْيِ عَنِ الرِّوَايَةِ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَالِاحْتِيَاطِ فِي تَحَمُّلِهَا ضعیف لوگون سے روایت کرنا منع ہے اور روایت کے تحمل کے وقت احتیاط کرنا چاہیے بعضے نسخون مین اس باب کو یون لکہا ہے بَابٌ فِي الضُّعَفَاءِ وَالْكَذَّابِينَ وَمَنْ يُرْغَبُ عَنْ حَدِيثِهِمْ یعنی باب ضعفا اور کذابین یعنے جہوٹون کے بیان مین اور جن کی حدیث سے نفرت کرنا چاہیے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أُنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اخیر امت مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو تم سے وہ حدیثین بیان کرینگے جنکو نہ تم نے سنا نہ تمہارے باپ دادانے تو اون سے بچے رہنا (یعنے اون کے فریب مین نہ آنا اور حدیث کو اچھی طرح جانچ لینا اب اس زمانے مین بھی بہت سے جاہل ادہر اودہر گپہ ملا اپنی بات جمانے کے لیے حدیثین بے سند نقل کرتے ہین اون کا اعتبار نکرنا چاہیے جب تک وہ حدیث صحیح کتابون مین نہ ملے اللہ کے فضل سے اب صحاح ستہ کا ترجمہ

قریب با تمام ہے عوام لوگون کو بھی یہ کتابین فایدہ دے سکتی ہین) **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِّنَ الْاَحَادِیْثِ مَالَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخیر زمانے مین دجّال (یعنی جھوٹ کو سچ بنانے والے) اور کذّاب یعنی جھوٹ بولنے والے پیدا ہونگے وہ حدیثین تمکو سناوینگے جو تمہارے باپ دادا نے نسنی ہونگی تو بچے رہنا اون سے ایسا نہو وہ تمکو گمراہ کردین اور آفت مین ڈالدین **عَنْ** عَامِرِ بْنِ عَبْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَیَاْتِی الْقَوْمَ فَیُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِیْثِ مِنَ الْکَذِبِ فَیَتَفَرَّقُوْنَ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهٗ وَلَا اَدْرِیْ مَا اسْمُهٗ یُحَدِّثُ **ترجمہ** عامر بن عبدہ سے روایت ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا شیطان ایک مرد کے صورت بنکر لوگون کے پاس آتا ہے پھر اُن سے جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے جب لوگ اوس جگہہ سے جدا ہوجاتے ہین تو ایک شخص اون مین سے کہتا ہے مین نے سنا ایک شخص سے جس کی صورت مین پہچانتا ہون لیکن نام نہین جانتا وہ ایسا بیان کرتا تھا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ فِی الْبَحْرِ شَیَاطِیْنَ مَسْجُوْنَةً اَوْثَقَهَا سُلَیْمَانُ یُوْشِكُ اَنْ تَخْرُجَ فَتَقْرَاَ عَلَی النَّاسِ قُرْاٰنًا **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے انہون نے کہا دریا مین یعنے سمندر مین بہت شیطان ہین جنکو قید کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے قریب ہے کہ وہ نکلین اور لوگون کو قرآن سناوین **عَنْ** طَاؤُسٍ قَالَ جَاءَ هٰذَا اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ یَعْنِیْ بُشَیْرَ بْنَ کَعْبٍ فَجَعَلَ یُحَدِّثُهٗ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عُدْ لِحَدِیْثِ کَذَا وَکَذَا فَعَادَ لَهٗ ثُمَّ حَدَّثَهٗ فَقَالَ لَهٗ عُدْ لِحَدِیْثِ کَذَا وَکَذَا فَعَادَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ مَا اَدْرِیْ اَعَرَفْتَ حَدِیْثِیْ کُلَّهٗ وَاَنْکَرْتَ هٰذَا اَمْ اَنْکَرْتَ حَدِیْثِیْ کُلَّهٗ وَعَرَفْتَ هٰذَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا کُنَّا نُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ لَمْ یَکُنْ یُکْذَبُ عَلَیْهِ فَلَمَّا رَکِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُوْلَ تَرَکْنَا الْحَدِیْثَ عَنْهُ **ترجمہ** طاؤس سے روایت ہے بشیر بن کعب ابن عباس پاس آئے اور ان سے حدیثین بیان کرنے لگے ابن عباس نے کہا فلانی حدیث پھر بیان کر انہون نے دوبارہ بیان کی اور کہا مجھے معلوم نہین ہوتا تم نے سب حدیثین میری پہچانین اور اسی کو منکر سمجھا

پھر حدیثین کرنے لگے ابن عباس نے کہا فلانی حدیث پھر بیان کر انہون پھر دوبارہ بیان کیا

یا سب حدیثون کو منکر سمجھا اور اسی حدیث کو پہچانا ابن عباس نے اون سے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے حدیث نقل کیا کرتے تھے جب آپ پر جھوٹ نہین باندھا جاتا تھا پہر جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے
(یعنے سب قسم کی حدیثین صحیح اور غلط نقل کرنے لگے) تو ہم نے حدیث بیان کرنا چھوڑ دیا **عن**
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيثَ وَالْحَدِيثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاَمَّا اِذْ رَكِبْتُمْ كُلَّ صَعْبٍ وَذَلُولٍ فَهَيْهَاتَ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے ہم حدیث یاد اِذْ
کیا کرتے تھے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کرنا چاہیے لیکن جب تم بری اور اچھی ہر طرح کی
راہ چلنے لگے تو اب اعتبار جاتا رہا اور دور ہوگیا **عن** مُجَاهِدٍ قَالَ جَاءَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ
اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ وَيَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَاْذَنُ لِحَدِيثِهٖ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ
مَالِيْ لَا اَرَاكَ تَسْمَعُ لِحَدِيثِيْ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَسْمَعُ فَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ اِنَّا كُنَّا مَرَّةً اِذَا سَمِعْنَا رَجُلًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَدَرَتْهُ
اَبْصَارُنَا وَاَصْغَيْنَا اِلَيْهِ بِاٰذَانِنَا فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَةَ وَالذَّلُولَ لَمْ نَاْخُذْ مِنَ النَّاسِ اِلَّا
مَا نَعْرِفُ **ترجمہ** مجاہد سے روایت ہے بشیر بن کعب عدوی ابن عباس پاس آئے اور حدیث بیان کرنے لگے
اور کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے
ابن عباس نے کان نہ رکھا اون کیطرف نہ دیکھا اونکو بشیر بولے اے ابن عباس تمکو کیا ہوا جو میری بات
نہین سنتے مین حدیث بیان کرتا ہون رسول اللہ علیہ وسلم سے اور تم نہین سنتے ابن عباس نے کہا کہ ایک
وہ وقت تھا جب ہم کسی شخص سے سنتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا تو اوسی وقت اوسطرف
دیکھتے اور کان اپنے لگا دیتے پہر جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے ایسے غلط روایتین شروع ہوگئین
تو ہم نے لوگون سے سننا چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہین (اور ہم کو صحیح معلوم ہوتی ہے تو اوسکو
سن لیتے ہین) **عن** ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبْتُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَسْاَلُهٗ اَنْ يَكْتُبَ لِيْ كِتَابًا
وَيُخْفِيْ عَنِّيْ فَقَالَ وَلَدٌ نَاصِحٌ اَنَا اَخْتَارُ لَهُ الْاُمُورَ اخْتِيَارًا وَاُخْفِيْ عَنْهُ قَالَ فَدَعَا بِقَضَاءِ عَلِيٍّ
فَجَعَلَ يَكْتُبُ مِنْهُ اَشْيَاءَ وَيَمُرُّ بِهِ الشَّيْءُ فَيَقُولُ وَاللّٰهِ مَا قَضٰى بِهٰذَا عَلِيٌّ اِلَّا اَنْ يَكُونَ ضَلَّ
ترجمہ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے مین نے ابن عباس کو لکھا کہ میرے لیے ایک کتاب لکھدو اور چھپا لو

(اون باتون کو چہپین مین کلام ہے تاکہ جہگڑا نہ ہو ابن عباس نے کہا لڑکا اچہی نصیحت کرتا ہی (یعنے ابن ابی ملیکہ کو کہا) مین اسکے لیے چنون گا باتونکو اور چہپاؤن گا (جو چہپانے کی باتین ہین) **ف** یہ ترجمہ جب ہی کہ اس روایت مین تخفی اور اخفی خاے معجمہ سے ہو جیسا اکثر نسخون مین ہے اور بعضے نسخون مین یہ دونون لفظ حاے حطی سے ہین اوس صورت مین ترجمہ یون ہوگا - کہ کم کرین اون باتونکو جو لکہی کے قابل ہین یعنے بہت لمبی کتاب نہ لکہین مختصر لکہین اور ابن عباس نے بہی ایسا ہی کہا کہ کم کرونگا مین یا عمدہ معنون مین علی کے ہے یعنے مین نے یہ خواہش کی کہ خوب اچہی طرح لکہین اور ابن عباس نے بہی ایسا ہی کہا کہ مین خوب انتخاب کرونگا حدیثون کو اور اچہی طرح اسکو لکہون گا **ف** پہر انہون نے حضرت علی کے فیصلون کو منگوایا اون مین سے کچہہ باتین لکہنے لگے اور بعضے فیصلون کو دیکہکر کہتے تہے کہ قسم خدا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا فیصلہ نہین کیا اگر کیا ہو تو وہ بہک گئی (یعنے اون سے غلطی ہوئی) **ف** جب حضرت علی جو خلفای راشدین مین سے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز اور ساتہی اور علم کے دریا تہے اون کے فیصلون مین غلطی ہو تو اور عالمون اور مولویون کے سب حکم کیونکر صحیح ہوسکتے ہین بعضون نے کہا مطلب ابن عباس کا یہ ہے کہ روایت غلط ہے اور حضرت علی گمراہ نہ تہے تو اونہون نے یہ فیصلہ کیونکر کیا ہوگا **عن** طاؤس قال اُتِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِكِتَابٍ فِيهِ قَضَاءُ عَلِيٍّ رض فَمَحَاهُ إِلَّا قَدْرَ وَأَشَارَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِذِرَاعِهِ **ترجمہ** طاؤس سے روایت ہے ابن عباس پاس حضرت علی کے فیصلون کی کتاب آئی انہون نے اُسکو سب کو میٹ دیا مگر ایک ہاتہہ کے برابر چہوڑ دیا جو فیصلہ صحیح تہا اس لیے کہ ان کو معلوم ہوا کہ روایت ان فیصلون کی ٹہیک نہین **عن** أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ لَمَّا أَحْدَثُوا تِلْكَ الْأَشْيَاءَ بَعْدَ عَلِيٍّ رض قَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ رض قَاتَلَهُمُ اللهُ أَيَّ عِلْمٍ أَفْسَدُوا **ترجمہ** ابو اسحاق نے کہا جب لوگون نے ان باتون کو حضرت علی رض کے بعد نکالا (یعنے جہوٹی جہوٹی روایتین اون سے شائع کین) تو حضرت علی رض کے ایک رفیق بولے خدا اُنکو تباہ کرے یا اونپر لعنت کرے کیسا علم کو بگاڑا (یعنے لوگون کو گمراہ کیا اور حدیث کے علم کو ستیاناس کیا) **عن** أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ لَمْ يَكُنْ يَصْدُقُ عَلَى عَلِيٍّ رض فِي الْحَدِيثِ عَنْهُ إِلَّا مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ **ترجمہ** ابو بکر بن عیاش سے روایت ہے مین نے مغیرہ سے سُنا وہ کہتے تہے حضرت علی سے جو لوگ روایت کرتے تہے اونکی روایت نمانی جاتی

جب تک عبداللہ بن مسعود کے ساتھی اوس کی تصدیق نہ کرتے **باب** فی ان الاسناد من
الدین اس باب مین یہ بیان ہے کہ سند بیان کرنا حدیث کی ضرور ہے اور وہ دین مین داخل ہے
عن محمد بن سیرین قال ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم ترجمہ
محمد بن سیرین (جو مشہور تابعی ہین) نے کہا یہ علم دین کا ہے تو دیکھو کس شخص سے تم دین حاصل کرتے ہو
(یعنی ہر شخص کا اس مین اعتبار نکرو جو سچا اور دیندار اور معتبر ہو اوسی سے علم دین حاصل کرنا ضرور ہے)
عن ابن سیرین قال لم یکونوا یسئلون عن الاسناد فلما وقعت الفتنة قالوا
سموا لنا رجالکم فینظر الی اھل السنة فیوخذ حدیثھم وینظر الی اھل البدع فلا یوخذ
حدیثھم ابن سیرین نے کہا پہلے زمانے مین کوئی حدیث بیان کرتا تو اوس سے سند نہ پوچھتے پھر جب
فتنہ پھیلا (یعنے گمراہی شروع ہوئی اور بدعتین رفض اور خوارج اور مرجئہ اور قدریہ کی شائع
ہوئین) تو لوگون نے کہا اب اپنی اپنی سند بیان کرو دیکھین گے اگر روایت کرنے والے اہل سنت
ہین تو قبول کرینگے روایت اونکی اور جو بدعتی ہین تو نہ قبول کرین گے روایت اون کی **عن** سلیمان
بن موسی قال لقیت طاوسا فقلت حدثنی فلان کیت وکیت قال ان کان ملیا فخذ
عنہ **ترجمہ** سلیمان بن موسی نے کہا مین طاوس سے ملا اور مین نے کہا فلان شخص نے مجھ سے
حدیث بیان کی ایسی اور ویسی انہون نے کہا اگر وہ معتبر ہے (یعنے اوسکی دیانت اور امانت پر بھروسا
ہوسکتا ہے جیسے مالدار خوش معاملہ کی بات کا اعتبار ہوتا ہے) تو اوس سے روایت کر حدیث کو **عن**
سلیمان بن موسی قال قلت لطاوس ان فلانا حدثنی بکذا وکذا قال ان کان صاحبک ملیئا
ملیا فخذ عنہ **ترجمہ** وہی جو گذرا **عن** ابی الزناد قال ادرکت بالمدینة مائة کلھم
مامون ما یوخذ عنھم الحدیث یقال لیس من اھلہ **ترجمہ** ابو الزناد (جنکا نام عبداللہ
بن ذکوان ہے اور وہ امام تھے حدیث کے) نے کہا مین نے مدینہ مین سو شخصون کو پایا سب اچھے تھے
مگر اون سے حدیث کی روایت نہین کرتے تھے لوگ کہتے تھے وہ اس لائق نہین ہین **ف** یعنے
اگرچہ وہ لوگ دیندار تھے مگر حدیث مقبول ہونے کے لیے اور شرطین بھی ضرور ہین جیسے حفظ اور اتقان
اور معرفت فقط زہد وریاضت کافی نہین اس لیے اون سے روایت نہین کرتے تھے **عن** سعد
بن ابراھیم یقول لا یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا الثقات ترجمہ سعد

بن ابراہیم نے کہا نہین حدیث قبول کی جاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر ثقہ لوگون کی (جن
کی روایت پر بہروسا ہو سکتا ہے) **عن** عبد اللہ بن المبارک یقول الاسناد من الدین
ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک کہتے تہے اسناد دین مین داخل
ہے اور اگر اسناد نہوتا تو ہر شخص جو چاہتا کہہ ڈالتا (اور اپنی بات چلا دیتا) **عن** عبد اللہ یقول
بیننا وبین القوم القوائم یعنی الاسناد **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہمارے اور لوگون کے
درمیان پائے ہین یعنے اسناد (جیسے جانور بغیر پانون کے تہم نہین سکتا ویسے ہی حدیث بغیر اسناد
کے تہم نہین سکتی) **عن** ابی اسحاق ابراہیم بن عیسی الطالقانی قال قلت لعبد اللہ
بن المبارک یا ابا عبد الرحمن الحدیث الذی جاء ان من البر بعد البر ان تصلی
لابویک مع صلوتک وتصوم لہما مع صومک قال فقال لہ عبد اللہ یا ابا اسحاق
عمن ہذا قال قلت لہ ہذا من حدیث شہاب بن خراش قال ثقۃ عمن قال قلت
عن الحجاج بن دینار قال ثقۃ عمن قال قلت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
یا ابا اسحاق ان بین الحجاج بن دینار وبین النبی صلی اللہ علیہ وسلم مفاوز تنقطع فیہا
اعناق المطی ولکن لیس فی الصدقۃ اختلاف **ترجمہ** ابو اسحاق نے (جنکا نام ابراہیم
بن عیسی طالقانی ہے) کہا مین نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا اے ابو عبد الرحمن یہ حدیث کیسی ہے جو
روایت کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو نماز پڑہے اپنی مان
باپ کے لیے اپنی نماز کے بعد اور روزہ رکہے اون کے لیے اپنے روزہ کے ساتھہ انہون نے کہا ای ابو
اسحاق یہ حدیث کون روایت کرتا ہے مین نے کہا شہاب بن خراش انہون نے کہا وہ تو ثقہ ہے پہر اونہون
نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے مین نے کہا حجاج بن دینار سے اونہون نے کہا وہ بھی ثقہ ہے پہر انہون
نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے مین نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا
عبد اللہ نے کہا ای ابو اسحاق ابہی تو حجاج سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اتنے بڑے بڑے
جنگل باقی ہین کہ اون کو طے کرنے کے لیے اونٹون کی گردنین تہک جا دین البتہ صدقہ دینے مین کسی
کا خلاف نہین۔ **ف** یعنے حجاج تو تبع تابعین مین سے ہے تو ادنے درجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم تک دو ور لوگ ہی یا در ہونگے جنکا پتہ نہین پہر حدیث منقطع ہوئی اور وہ کیونکر قبول ہو سکتی

ہے بڑے بڑے جنگلوں سے یہی غرض ہے کہ کسی راوی جھوٹ کہی ہیں جسکا معلوم ہونا ضرور ہے تو حدیث قابل
اعتبار کی نہ ٹھہری مگر جسکا جی چاہے اپنے والدین کیطرف سے خیرات کرے تو اُسکا ثواب سب علما کے نزدیک پہنچیگا
گا کیونکہ صدقہ کا ثواب میت کو بالاتفاق پہونچتا ہے البتہ نماز روزہ اور عبادات بدنیہ میں اختلاف ہے تو شافعی
اور جمہور علما کا مذہب یہہ ہے کہ ان چیزون کا ثواب میت کو نہیں پہونچیگا مگر جس صورت میں میت پر روزے
واجب ہون اور اُسکا وارث اوس کیطرف سے قضا کرلیوے تو ادا ہو جاوینگے اور ایک قول یہ ہے کہ ادا ہونگے
اور ایک جماعت علما کا مذہب ہے کہ میت کو تمام قسم کی عبادات کا ثواب پہونچ سکتا ہے جیسے نماز روزہ دعا
تلاوت قرآن وغیرہ اور عطاء بن ابی رباح اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے (نووی) **باب**
الکشف عن معایب رواۃ الحدیث ونافلی الاخبار وقول الائمۃ فی ذلک یہ باب اس بیان
مین ہے کہ حدیث کے راویون کا عیب بیان کرنا درست ہے اور وہ غیبت مین داخل نہین کیونکہ دین کی ضرورت
ہے جیسے گواہون کا حال بیان کرنا درست ہے اور حدیث کے اماموں نے ایسا کیا ہے **عن** عبد اللہ بن
المبارک یقول علی رؤس الناس دعوا حدیث عمرو بن ثابت فانہ کان یسب السلف **ترجمہ**
عبداللہ بن مبارک لوگون کے سامنے کہتے تھے چھوڑ دو روایت کرنا عمرو بن ثابت سے کیونکہ وہ برا کہتا تھا اگلے
بزرگون کو **عن** ابی عقیل صاحب بُہَیَّۃ قال کنت جالسا عند القاسم بن عبید اللہ ویحیی
بن سعید فقال یحیی للقاسم یا ابا محمد انہ قبیح علی مثلک عظیم ان تسأل عن شیء من امر
ھذا الدین فلا یوجد عندک منہ علم ولا فرج او علم ولا مخرج فقال لہ القاسم وعم ذاک
قال لانک ابن امامی ھدی ابن ابی بکر وعمر رضی اللہ عنھما قال یقول لہ القاسم اقبح من
ذاک عند من عقل عن اللہ ان اقول بغیر علم او اخذ عن غیر ثقۃ قال فسکت فما اجابہ
ترجمہ ابو عقیل (یحیی بن متوکل ضریر مدنی) سے روایت ہے جو صاحب تھا بہیہ کا (بہیہ ایک عورت کا
نام ہے جو حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہے ابو عقیل اسکے مولیٰ تھے) کہ مین قاسم بن عبیداللہ بن عبداللہ
بن عمرؓ پاس بیٹھا تھا اور وہان یحیی بن سعید بھی تھے تو یحیی نے قاسم سے کہا اے ابو محمد تمہارے ایسے
آدمی کے لیے یہ بات بہت بری ہے کہ تم سے دین کا مسئلہ کوئی پوچھا جاوے پھر تمکو اُسکا علم نہ ہو نہ اُسکا
جواب قاسم نے کہا کس وجہ سے یحیی نے کہا اسوجہ سے کہ تم بیٹے ہو دو بڑے بڑے رہنما اماموں کے یعنی ابوبکر
صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے (قاسم ابوبکر صدیق کے نواسے اور حضرت عمر کے پوتے تھے کیونکہ قاسم کی

عمرو بن ثابت

مان ام عبید اللہ ہین جو بیٹے ہین قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کی) قاسم نے کہا اس سے بھی زیادہ یہ بات
بُری ہے اُس شخص کے نزدیک جس کو خدا نے عقل عنایت فرمائی ہے کہ مین کہون ایک بات اور اس کا
مجہے علم نہو یا مین اس شخص سے روایت کرون جو معتبر نہو یہ سُنکر یحیی چپ ہو رہے اور کچہ جواب نہ دیا
ف یحیی نے قاسم کو غیرت دلائی کہ تمہارے دادا اور نانا اتنے بڑے امام تھے دین کے تم انہی کے
نواسے اور پوتے ہو تمکو بھی چاہیے کہ علم خوب حاصل کرو اور حدیثین بہت جمع کرو کہ ہر ایک مسئلہ کا جواب
تمہارے پاس ہو لیکن قاسم نے وہ جواب دیا کہ یحیی کو سوا سکوت کے کچہ نہ بن پڑا تھوڑا علم جو ضبط اور
اتقان کے ساتہہ ہو طوفان بے تمیزی سے بہتر ہے اور ہر ایک مسئلہ کا جواب تو کسی سے ممکن نہین ہوا
بڑے بڑے مجتہدین اور علما نے بہت سے مسائل مین سکوت کیا ہے - اس روایت مین یحیی بن متوکل جس کی
کنیت ابو عقیل ہے ضعیف ہو جرح کیا ہے اوسپر یحیی بن معین اور علی بن مدینی اور عمرو بن علی اور
عثمان بن سعید دارمی اور ابن عمار اور نسائی نے پہر مسلم نے جو اُس سے روایت کیا اس کا جواب دو طرح
پر ہے ایک یہ کہ مسلم کے نزدیک شاید یہ راوی ثقہ ہو کیونکہ جنہون نے جرح کیا ہے وہ مبہم ہے اور جب تک
جرح کی وجہ بیان نہی کیجاوے تو وہ قبول کے لائق نہین دوسرے یہ کہ مسلم نے اس روایت کو بطور امداد
اور استشہاد کے بیان کیا ہے اور وہ مقصود بالذات نہین (نووی) **عَنْ** اَبِی عَقِیلٍ صَاحِبِ
بُهَیَّةَ اَنَّ اَبْنَاءً لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ سَاَلُوْهُ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ فِیْهِ عِلْمٌ فَقَالَ لَهٗ یَحْیَی
بْنُ سَعِیْدٍ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُعْظِمُ اَنْ یَکُوْنَ مِثْلُكَ وَاَنْتَ ابْنُ اِمَامَیِ الْهُدٰی یَعْنِیْ عُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ
تُسْاَلُ عَنْ اَمْرٍ لَیْسَ عِنْدَكَ فِیْهِ عِلْمٌ فَقَالَ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَاللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعِنْدَ مَنْ
عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ اَقُوْلَ بِغَیْرِ عِلْمٍ اَوْ اُخْبِرَ عَنْ غَیْرِ ثِقَةٍ قَالَ وَشَهِدَهُمَا اَبُوْ عَقِیْلٍ
یَحْیَی بْنُ الْمُتَوَکِّلِ حِیْنَ قَالَا ذٰلِكَ **ترجمہ** ابو عقیل سے روایت ہے جو صاحب تہا بہیہ کا کہ عبد اللہ بن
عمر کے ایک بیٹے سے لوگون نے کوئی بات پوچہی جسکا جواب اُنکو نہ آیا یحیی بن سعید نے اون سے کہا یہ امر
میرے پر بہت گران گذرا کہ تمہارے ایسا شخص جو بیٹا ہے دو بڑے بڑے امامون یعنے حضرت عمر اور عبد اللہ
بن عمر کا اوس سے کوئی بات پوچہی جاوے اور وہ بتلا نہ سکے انہون نے کہا - اور اس سے بڑہ کر اللہ
کے نزدیک اور اسکے نزدیک جسکو اللہ نے عقل دی ہے یہ بات ہے کہ مین کہون اور مجھکو علم نہو یا روایت
کرون اوس شخص سے جو ثقہ نہو سفیان نے کہا یحیی بن متوکل یعنے ابو عقیل اس گفتگو کے وقت موجود تھے

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَشُعْبَةَ وَمَالِكًا وَابْنَ عُيَيْنَةَ عَنِ
الرَّجُلِ لَا يَكُونُ ثَبْتًا فِي الْحَدِيثِ فَيَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيَسْأَلُنِي عَنْهُ قَالُوا أَخْبِرْ عَنْهُ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبْتٍ
ترجمہ یحییٰ بن سعید نے کہا مین نے سفیان ثوری اور شعبہ اور مالک اور ابن عیینہ سی پوچھا (جو حدیث کی بڑے
بڑے امام تھے) کہ اگر ایک شخص معتبر نہو حدیث کی روایت مین اور کوئی اوسکا حال مجھسے پوچھے (تو مین
اوسکا عیب بیان کرون یا چھپاؤن) اون سبھون نے کہا بیان کردے کہ وہ شخص معتبر نہین (اور اس بیان
کرنے مین غیبت کا گناہ نہین بلکہ اجر ہوگا کیونکہ نیت بخیر ہے دین کی حفاظت منظور ہے نہ توہین اوس شخص
کی) **عَنْ** النَّضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ يَقُولُ سُئِلَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَدِيثٍ لِشَهْرٍ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى
أُسْكُفَّةِ الْبَابِ فَقَالَ إِنَّ شَهْرًا تَرَكُوهُ إِنَّ شَهْرًا تَرَكُوهُ قَالَ مُسْلِمٌ بْنُ الْحَجَّاجِ تَرَكُوهُ يَقُولُ
أَخَذَتْهُ أَلْسِنَةُ النَّاسِ تَكَلَّمُوا فِيهِ **ترجمہ** نضر بن شمیل سے روایت ہے ابن عون سے کسی نے پوچھا
شہر بن حوشب کی حدیث کو اور وہ کھڑے تھے دروازہ کی چوکھٹ پر تو اونہون نے کہا شہر کو لوگون نے
ترک کیا شہر کو لوگون نے ترک کیا مسلم نے کہا ترک کرنے سے مطلب یہ کہ لوگون نے اوس مین کلام کیا اور
اوسکے حق مین جرح اور طعن کیا **ف** مگر شہر کی توثیق کی ہے بہت اماموں نے جیسے احمد بن حنبل اور
یحیی بن معین نے احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا وہ تابعی ہے اور ثقہ ہے اور ابو زرعہ نے کہا لا باس بہ اور بخاری
نے کہا شہر حسن الحدیث اور یعقوب بن شیبہ نے کہا شہر ثقہ ہے **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ
قُلْتُ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ إِنَّ عَبَّادَ بْنَ كَثِيرٍ مَنْ تَعْرِفُ حَالَهُ وَإِذَا حَدَّثَ جَاءَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ
فَتَرَى أَنْ أَقُولَ لِلنَّاسِ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ قَالَ سُفْيَانُ بَلَى قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَكُنْتُ إِذَا كُنْتُ
فِي مَجْلِسٍ ذُكِرَ فِيهِ عَبَّادٌ أَثْنَيْتُ عَلَيْهِ فِي دِينِهِ وَأَقُولُ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ **ترجمہ** عبداللہ
بن مبارک نے کہا مین نے سفیان ثوری سے پوچھا تم جانتے ہو عباد بن کثیر کا حال جب حدیث بیان کرتا ہی
تو ایک بلا لاتا ہے (یعنے جھوٹی حدیث روایت کرتا ہے) تو مین کہدون لوگون سے نہ روایت کرو اس سے
سفیان نے کہا ہان کہدو عبداللہ نے کہا پھر جس مجلس مین مین ہوتا اور عباد بن کثیر کا ذکر آتا تو مین تعریف
کرتا اوس کی دینداری کی لیکن کہدیتا کہ مت روایت کرو حدیث کی اوس سے **ف** یہ عباد بن کثیر
ثقفی بصری ہے ترک کر دیا اہل حدیث نے اوسکو امام احمد نے کہا وہ جھوٹی حدیثین روایت کرتا ہے اگرچہ
یہ شخص ظاہر حال مین مرد دیندار اور صالح تھا پر حدیث کی روایت کرنے مین اوسی سلیقہ نتھا وہ غلط روایت

کو صحیح روایت سے تمیز نہین کر سکتا تہا **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلٰی شُعْبَةَ فَقَالَ هٰذَا عَبَّادُ بْنُ كَثِيْرٍ فَاحْذَرُوْهُ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا مین شعبہ کے پاس گیا انہون نے کہا یہ عباد بن کثیر ہے اس سے بچو یعنے اس سے روایت کرنے **عن** الْفَضْلِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ سَاَلْتُ مُعَلَّى الرَّازِيَّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدٍ الَّذِيْ رَوٰى عَنْهُ عَبَّادُ بْنُ كَثِيْرٍ فَاَخْبَرَنِيْ عَنْ عِيْسَى بْنِ يُوْنُسَ قَالَ كُنْتُ عَلٰی بَابِهٖ وَسُفْيَانُ عِنْدَهٗ فَلَمَّا خَرَجَ سَاَلْتُهٗ عَنْهُ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ كَذَّابٌ **ترجمہ** فضل بن سہل سے روایت ہے مین نے معلّی رازی سے پوچہا محمد بن سعید کا حال جس سے عباد بن کثیر روایت کرتا ہے تو انہون نے نقل کیا عیسی بن یونس سے انہون نے کہا مین عباد کے دروازے پر تہا اور سفیان اوس کے پاس تہے جب وہ باہر نکلے تو مین نے پوچہا اون سے عباد کو سفیان نے کہا وہ جہوٹا ہے **عن** مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمْ نَرَ الصَّالِحِيْنَ فِيْ شَيْءٍ اَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ ابْنُ اَبِيْ عَتَّابٍ فَلَقِيْتُ اَنَا مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ فَسَاَلْتُهٗ عَنْهُ فَقَالَ عَنْ اَبِيْهِ لَمْ تَرَ اَهْلَ الْخَيْرِ فِيْ شَيْءٍ اَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ مُسْلِمٌ يَقُوْلُ يَجْرِي الْكَذِبُ عَلٰی لِسَانِهِمْ وَلَا يَتَعَمَّدُوْنَ الْكَذِبَ **ترجمہ** محمد بن یحیی بن سعید قطان نے اپنے باپ سے سنا (یحیی بن سعید قطان سے جو حدیث کے بڑے امام تہے) وہ کہتے تہے ہم نے نیک آدمیون کو (یعنے درویشون اور صوفیون کو) اتنا جہوٹا کسی چیز مین نہین دیکہا جتنا جہوٹا حدیث کی روایت کرنے مین دیکہا ابن ابی عتاب نے کہا مین محمد بن یحیی سے ملا اور ان سے یہہ بات پوچہی انہون نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہون نے کہا تو نیک لوگون کو اتنا جہوٹا کسی بات مین نہ پاویگا جتنا حدیث کی روایت مین۔ امام مسلم نے اس کی تاویل یہی کی ہے کہ جہوٹ حدیث اون کی زبان سے نکل جاتی ہے لیکن وہ قصداً جہوٹ نہین بولتے **ف** اس لیے کہ اگر قصداً جہوٹی حدیث بناوین تو اون سے بدتر کون ہوگا پہر وہ نیک کیون رہین گے۔ اکثر زاہد اور درویشون کی روایت مین غلط اور کذب نکلی ہین اور محدثین نے انکا اعتبار نہین کیا اوسکی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اون لوگون کو عبادت اور استغراق سے اتنی فرصت نہین ہوتی تھی کہ وہ حدیث کیطرف زیادہ توجہ کرین اور اوسکے جانچین صحیح کو سقیم سے جدا کرین وہ لوگ نہایت بہولے بہالے سیدہے سادہے ہوتے تہے جس نے جو حدیث انکے سامنے بیان کی وہ اوسکو سچا سمجہکر اوسکو روایت کرنا شروع کر دیتے تہے اور راویون کے عیب اور

نقصان کیطرف التفات کم کرتے تہے اس جگہہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زہد و ریاضت اور درویشی اور تقدس اور چیز اور علم دوسری چیز ہے ۔ ہر کسی را بہر کاری ساختند بعضی حضرات ایسی بہی گزری ہین جو زہد اور درویشی کے ساتہہ علوم ظاہریہ مین بہی بڑی لیاقت اور دستگاہ رکہتے تہے جیسے امام حسن بصری سفیان ثوری عبد اللہ بن مبارک فضیل بن عیاض وکیع بن الجراح رضی اللہ عنہم ان سب سے یہ اگلی لوگون کا حال ہے تو پچہلے علما کو بہی اسیطرح خیال کرنا چاہیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو علم کلام اور حکمت اور اصول مین بڑے کامل تہے علم حدیث سے بالکل عاری تہے اون کی کتابون مین اکثر بے اعتبار حدیثین موجود ہین **عن** خَلِيفَةَ بْنِ مُوسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى غَالِبِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَجَعَلَ يُمْلِي عَلَيَّ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ فَأَخَذَهُ الْبَوْلُ فَقَامَ فَنَظَرْتُ فِي الْكُرَّاسَةِ فَإِذَا فِيهَا حَدَّثَنِي أَبَانُ عَنْ أَنَسٍ وَأَبَانُ عَنْ فُلَانٍ فَتَرَكْتُهُ وَقُمْتُ **ترجمہ** خلیفہ بن موسی نے کہا مین غالب بن عبید اللہ پاس گیا وہ مجہکو لکہوانے لگا حدیث بیان کی مجہ سے مکحول نے حدیث بیان کی مجہہ سے مکحول نے اتنے مین اسکو پیشاب لگا وہ پیشاب کرنے گیا مین نے اوسکی کتاب کو دیکہا تو اُس مین یون لکہا تہا حدیث بیان کی مجہ سے ابان نے انس اور ابان نے فلانے سے یہ دیکہکر مین نے اوس سے روایت کرنا چہوڑ دیا اور اوٹہکر چلا گیا ۔ امام مسلم نے کہا وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيَّ يَقُولُ رَأَيْتُ فِي كِتَابِ عَفَّانَ حَدِيثَ هِشَامٍ أَبِي الْمِقْدَامِ حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ يَحْيَى بْنُ فُلَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ لِعَفَّانَ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ هِشَامٌ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ إِنَّمَا ابْتُلِيَ مِنْ قِبَلِ هٰذَا الْحَدِيثِ كَانَ يَقُولُ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ادَّعٰى بَعْدُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ **ترجمہ** اور سنا مین نے حسن بن علی حلوانی سے وہ کہتے تہے مین نے عفان کی کتاب مین ہشام ابو المقدام کی حدیث دیکہی جو عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے ہشام نے کہا مجہ سے ایک شخص نے بیان کیا جسکا نام یحیے تہا فلانے کا بیٹا اوس نے محمد بن کعب سے سنا مین نے عفان سے کہا لوگ کہتے ہین ہشام نے اس حدیث کو خود محمد بن کعب سے سنا ہے عفان نے کہا ہشام اسی حدیث کی سبب سے آفت مین پڑ گیا پہلے کہتا تہا مجہ سے حدیث بیان کی یحیی نے اوس نے سنا محمد سے پہر کہنے لگا مین نے خود سنا محمد سے **ف** ہشام یہ بیٹا ہے زیاد اموی کا اسکو ضعیف کہا محدثین نے اتنی بات سے جو بیان ہوئی مگر اسقدر وجہ اوس کے ضعف کے لیے کافی نہین ہو سکتی کیونکہ احتمال ہے اوسنے سنا ہو

غالب بن عبید اللہ

ہشام ابو المقدام

سلیمان بن الحجاج

محمد سے پہر بہول گیا اور یحیی کے واسطہ سے سنا پہر اسکو یاد آیا کہ مین نے محمد سے خود سنا ہی پر یہہ احتمال ہے احتمال ہے اور امیہ حدیث کو معلوم ہو گیا کہ ہشام نے محمد سے نہین سُنا اس لیے اسکا جہوٹ کہل گیا (نووی) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ يَقُوْلُ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ رَوَيْتَ عَنْهُ حَدِيْثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَوْمُ الْفِطْرِ يَوْمُ الْجَوَائِزِ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ انْظُرْ مَا وَضَعْتَ فِيْ يَدِكَ مِنْهُ قَالَ ابْنُ قُهْزَاذَ وَسَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ زَمْعَةَ يَذْكُرُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ قَالَ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ رَأَيْتُ رَوْحَ بْنَ غُطَيْفٍ صَاحِبَ الدَّمِ قَدْرِ الدِّرْهَمِ وَجَلَسْتُ إِلَيْهِ مَجْلِسًا فَجَعَلْتُ أَسْتَحْيِيْ مِنْ أَصْحَابِيْ أَنْ يَرَوْنِيْ جَالِسًا مَعَهُ كُرْهَ حَدِيْثِهِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عثمان بن جبلہ نے کہا مین نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا وہ کون شخص ہے جس سے تم نے عبد اللہ بن عمرو کی حدیث روایت کی عید الفطر اور جوائز کے باب مین **ف** جوائز جمع ہے جائزہ کی یعنے عطا ئین اور انعامات اور وہ حدیث یہہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستون کے ناکون پر آجاتے ہین اور کہتے ہین اے مسلمانون چلو اپنے پروردگار پاس جو رحمت والا ہے حکم کرتا ہے نیک کام کا پہر بدلہ دیتا ہے اُسکا اوس نے حکم کیا تم نے روزہ رکہا اور مانا اپنے پروردگار کا کہنا تو قبول کرو اپنے جوائز یعنے عطاؤن کو پہر جب عید کی نماز پڑہ چکتے ہین تو ایک منادی ندا کرتا ہے آسمان سے جاؤ اپنے اپنے گہرون کو مراد پاکر تمہارے سب گناہ بخشے گئے اور اوس دنکو یوم الجوائز کہتے ہین **ف** انہون نے کہا وہ سلیمان بن الحجاج ہین دیکہو تم نے اون سے کیا حاصل کیا (یعنے وہ عمدہ شخص تہے اور ثقہ تہے یہہ تعریف ہوا اونکی) ابن قہزاذ نے کہا مین نے سنا وہب بن زمعہ سے وہ روایت کرتے تہے سفیان بن عبد الملک سے کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا مین نے روح بن غطیف (یا غطیف) کو دیکہا جس نے درم کے برابر خون کی حدیث روایت کی ہے **ف** زہری سے اوس نے ابو سلمہ سے اوس نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی کو خون لگا ہو درم کے برابر اور وہ نماز پڑہ لیوے تو نماز کو پہر لوٹا دے اس حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا اور یہہ حدیث باطل اور بے اصل ہے محدثین کے نزدیک **ف** مین اوسکی صحبت مین بیٹہا پہر مین شرمانے لگا اپنے دوستون سے کہ وہ کیا کہین گے مجھے اوسکے پاس بیٹہا دیکہکر اسوجہ سے کہ اوس سے روایت کرنا مکروہ معلوم ہوا **ف** کیونکہ روح بن غطیف ضعیف ہے

روح بن غطیف

بقیہ بن ولید

بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے **عن** عبد اللہ بن المبارک قال بقیۃ صدوق اللسان و
لکنہ یاخذ عمن اقبل وادبر **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن ولید بن صائد بن کعب کلاعی
سچا ہے لیکن وہ روایت کرتا ہے سب قسم کے لوگون سے (یعنے ثقہ اور ضعیف کو نہین دیکھتا اسی وجہ
سے اوسکو بہی ضعیف کہا ہے محدثین نے **عن** الشعبی یقول حدثنی الحارث الاعور و ھو
یشھد انہ احد الکاذبین **ترجمہ** عامر بن شراحیل شعبی (جو حدیث کے امام ہین) وہ کہتے تھے مجہ
سے حدیث بیان کی حارث اعور نے اور وہ ایک ہی جہوٹا تہا **ف** یہ حارث بیٹا ہے عبد اللہ یا عبید کا

حارث اعور

اعور اسکو اس لیے کہتے ہین کہ وہ کانا تہا کنیت اسکی ابو زہیر ہے کوفے کا رہنے والا مصاحب تہا حضرت
علی کا مگر اوس نے حضرت علی پر جہوٹ باندہنا شروع کیا اور بہت حدیثین غلط سلط روایت کین آخر اس
کا جہوٹ کہل گیا اور محدثین نے اسکو ترک کر دیا صرف نسائی نے اس سے دو حدیثین روایت کی ہین یہ
بہی کہا گیا ہے کہ یہ شخص رافضیون کا مذہب رکہتا تہا چنانچہ آگے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے **عن**
ابراھیم قال قال علقمۃ قرأت القرآن فی سنتین فقال الحارث القرآن ھین الوحی
اشد **ترجمہ** ابراہیم نخعی کوفی (جو حدیث کے بڑے امام ہین) روایت کرتے ہین کہ علقمہ نے (جو مصاحب
تہے عبد اللہ بن مسعود کے) کہا مین نے قرآن کو دو برس مین پڑہا حارث کہنے لگا قرآن آسان ہے لیکن
وحی مشکل ہے **ف** یہ روایت حارث کی بدمذہبی کا ثبوت ہے کیونکہ اُس نے سوا قرآن کے وحی اور
قرار دی جیسے شیعہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے بہت سی آئندہ کی باتین اور اسرار اور مخفیات حضرت کو
بتلائے تہے جنکو حضرت نے خاص علی بن ابیطالب کو بتلایا اور اونہی کو اپنا وصی کیا **عن** ابراھیم
ان الحارث قال تعلمت القرآن فی ثلاث سنین والوحی فی سنتین او قال الوحی
فی ثلاث سنین والقرآن فی سنتین **ترجمہ** ابراہیم سے روایت ہے حارث نے کہا مین نے قرآن
کو تین برس مین سیکہا اور وحی کو دو برس مین یا یون کہا کہ وحی کو تین برس مین پڑہا اور قرآن کو دو
برس مین **عن** ابراھیم ان الحارث اتھم **ترجمہ** ابراہیم نے کہا حارث متہم ہے (یعنی وہ
منسوب کیا گیا ہے کذب اور بدمذہبی سے **عن** حمزۃ الزیات قال سمع مرۃ الھمدانی
من الحارث شیئا فقال لہ اقعد بالباب قال فدخل مرۃ واخذ سیفہ قال واحس
الحارث بالشر فذھب **ترجمہ** حمزہ زیات سے روایت ہے مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بات سنی تو

اوس سے کہا تم دروازے مین بیٹھو اور مرہ اندر گئی اور تلوار اٹھائی (کہ حارث کو قتل کرین) حارث نے اتنے پائی کہ کچھ بہتر ہونے والا ہی وہ چلدیا **عن** ابن عون قال قال لنا ابراهیم ایاکم و المغیرة بن سعید و ابا عبد الرحیم فانهما کذابان **ترجمہ** ابن عون سے روایت ہے ابراہیم نے کہا ہم سے بچو تم مغیرہ بن سعید اور ابو عبد الرحیم سے وہ دونون جھوٹے ہین **ف** مغیرہ بن سعید کوفی نسائی نے کہا کتاب الضعفاء مین کہ یہ شخص دجال تھا جلایا گیا آگ مین نخعی کے زمانے مین اور اس نے دعوی کیا تھا نبوت کا ابو عبد الرحیم اسکا نام شقیق الضبی ہے جو قاضی تھا اور بعضون نے کہا کہ اسکا نام سلمہ بن عبد الرحمن نخعی ہے اور دونون کی کنیت ابو عبد الرحیم ہے اور دونون ضعیف ہین (نووی) **عن** عاصم قال کنا نأتی ابا عبد الرحمن السلمی و نحن غلمة ایفاع فکان یقول لنا لا تجالسوا القصاص غیر ابی الاحوص و ایاکم و شقیقا قال و کان شقیق هذا یری رأی الخوارج و لیس بابی وائل **ترجمہ** عاصم سے روایت ہے ہم ابو عبد الرحمن سلمی پاس آیا جایا کرتے اور اس زمانے مین ہم جوان لڑکے تھے (یعنے بڑھوانی کے قریب) تو وہ ہم سے کہا کرتے مت بیٹھا کرو قصہ خوانون کے پاس سوا ابو الاحوص کے اور بچو تم شقیق سے اور یہہ شقیق خارجیون کا سا اعتقاد رکھتا تھا یہ ابو وائل نہین ہے **ف** ابو وائل شقیق دوسرے ہین بو سلمہ کے بیٹے ہین اور وہ کبار تابعین مین سے ہین یہ شقیق وہی ہے ضبی کوفی جسکا ذکر اوپر گذرا اور نسائی نے اسکو ضعیف کیا اوسکی کنیت ابو عبد الرحیم ہے جس سے ڈرایا ابراہیم نے اور بعضون نے کہا ابراہیم نے جس سے ڈرایا اوس کا نام سلمہ بن عبد الرحمن نخعی ہے یہ ابن ابی حاتم نے ابن مدینی سے نقل کیا (نووی) **عن** جریر یقول لقیت جابر بن یزید الجعفی فلم اکتب عنه کان یؤمن بالرجعة **ترجمہ** جریر سے روایت ہے مین جابر بن یزید جعفی سے ملا پر مین نے اس سے حدیث نہین لکھی وہ یقین کرتا تھا رجعت کا **ف** اسی وجہ سے محدثین نے جابر بن یزید کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ رافضی تھا رجعت سے مراد یہان یہ ہے جو رافضیون کا اعتقاد ہے کہ حضرت علی زندہ ہین اور ابر مین رہتے ہین جب اونکی اولاد مین سے امام برحق پیدا ہوگا تو وہ اپنے شیعون کو ابر مین سے آواز دینگے کہ اس کے ساتھ شریک ہو یہ ایسی بات ہے کہ جسکو کوئی عاقل قبول نہ کریگا **عن** مسعر قال اخبرنا جابر بن یزید قبل ان یحدث ما احدث **ترجمہ** مسعر سے روایت ہے ہم سے حدیث بیان کی جابر بن یزید نے اوس سے پہلے جو اوس نے نئی بات

بات نکالی (یعنی بدمذہبی سے پہلے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے جابر کا اعتقاد درست تھا پھر فاسد ہو گیا) **عن**
سُفْیَانَ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَحْمِلُوْنَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ اَنْ یُّظْهِرَ مَا اَظْهَرَ فَلَمَّا اَظْهَرَ مَا اَظْهَرَ اتَّهَمَهُ
النَّاسُ فِیْ حَدِیْثِهٖ وَتَرَکَهٗ بَعْضُ النَّاسِ فَقِیْلَ لَهٗ وَمَا اَظْهَرَ قَالَ الْاِیْمَانَ بِالرَّجْعَةِ **ترجمہ** سفیان
سے روایت ہے پہلے لوگ جابر سے حدیثیں روایت کیا کرتے تھے جب تک اوس نے بداعتقادی نہیں ظاہر
کی تھی پھر جب اوس نے اپنا اعتقاد کھولا تو لوگوں نے اسکو متہم کیا حدیث میں اور بعضوں نے اسکو ترک
کر دیا لوگوں نے کہا کیا بداعتقادی اوسکی معلوم ہوئی سفیان نے کہا رجعت پر یقین کرنا **عن** جَابِرٍ
یَقُوْلُ عِنْدِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حَدِیْثٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّهَا **ترجمہ**
جابر بن یزید جعفی نے کہا میرے پاس ستر ہزار حدیثیں ہیں جنکو میں نے روایت کیا ہے ابوجعفر سے (یعنی
امام محمد باقر سے) انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** پر امام محمد باقر نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا تو یہ سب روایتیں منقطع ہوئیں دوسرے روایت کرنیوالا جابر ایسا بد
اعتقاد شخص اس لیے یقین ہوتا ہے کہ وہ سب روایتیں جھوٹی اور جابر کی تراشی ہوئی ہونگی جنکو شیعہ نے
اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے **عن** زُهَیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا یَقُوْلُ اِنَّ عِنْدِیْ لَخَمْسِیْنَ
اَلْفَ حَدِیْثٍ مَا حَدَّثْتُ مِنْهَا بِشَیْءٍ قَالَ ثُمَّ حَدَّثَ یَوْمًا بِحَدِیْثٍ فَقَالَ هٰذَا مِنَ الْخَمْسِیْنَ
اَلْفًا **ترجمہ** زہیر سے روایت ہے جابر کہتا تھا میرے پاس پچاس ہزار ایسی حدیثیں ہیں جنکو میں نے لوگوں سے
بیان نہیں کیا پھر ایک روز ایک حدیث بیان کی اور کہنے لگا کہ یہ اونہی پچاس ہزار میں سے ہے **عن**
سَلَّامِ ابْنِ اَبِیْ مُطِیْعٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ الْجُعْفِیَّ یَقُوْلُ عِنْدِیْ خَمْسُوْنَ اَلْفَ حَدِیْثٍ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ **ترجمہ** سلام بن ابی مطیع سے روایت ہے میں نے سنا جابر جعفی سے وہ کہتا تھا
میرے پاس پچاس ہزار حدیثیں ہیں رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی **عن** سُفْیَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا
سَاَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ اَوْ یَحْکُمَ اللّٰهُ لِیْ وَهُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ
فَقَالَ جَابِرٌ لَمْ یَجِئْ تَاْوِیْلُ هٰذِهٖ قَالَ سُفْیَانُ وَکَذَبَ فَقُلْنَا لِسُفْیَانَ وَمَا اَرَادَ بِهٰذَا فَقَالَ اِنَّ
الرَّافِضَةَ تَقُوْلُ اِنَّ عَلِیًّا فِی السَّحَابِ فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مِنْ وُلْدِهٖ حَتّٰی یُنَادِیَ مُنَادٍ
مِنَ السَّمَاءِ یُرِیْدُ عَلِیًّا اَنَّهٗ یُنَادِیْ اُخْرُجُوْا مَعَ فُلَانٍ یَقُوْلُ جَابِرٌ فَذَا تَاْوِیْلُ هٰذِهِ الْاٰیَةِ وَ
کَذَبَ کَانَتْ فِیْ اِخْوَةِ یُوْسُفَ ع **ترجمہ** سفیان سے روایت ہے میں نے سنا ایک شخص نے جابر

جعفی سے پوچھا اس آیت کو فلن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی او یحکم اللہ لی وھو خیر الحاکمین **ف** یہ
آیت سورہ یوسف مین ہے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بھائی کو چوری ہونے کے بہانے
سے رکھہ لیا تو بڑا بھائی جو قافلہ کے ساتھ آیا تھا بولا مین نہ سرکون گا اس ملک سے جب تک کہ اجازت دے مجھکو
میرا باپ یا فیصلہ کرے اللہ میرے لیے اور وہ سب سے بہتر ہے فیصلہ کرنے والا **ت** جابر نے کہا اس آیت
کا مطلب ابھی ظاہر نہین ہوا سفیان نے کہا جابر جھوٹا تھا حمیدی نے (جو اس روایت کو سفیان سے
نقل کرتے ہین) کہا ہم لوگون نے سفیان سے پوچھا جابر کی کیا غرض تھی اونہون نے کہا رافضی لوگ
یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت علیؓ ابر مین ہین اور ہم اونکی اولاد مین سے کسی کے ساتھ نہ نکلین گے یہان
تک کہ آسمان سے حضرت علی آواز دین گے کہ نکلو اس شخص کے ساتھہ تو جابر نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے
اور جھوٹ کہا اس لیے کہ یہ آیت یوسف علیہ السلام کے بھائیون کے قصے مین ہے **ف** اور اس
آیت کی اول اور آخر اون کے بھائیون کا قصہ ہے یہ تفسیر جو جابر نے کی عقل کے خلاف اور نری بے تکی ہے
رافضی لوگ قرآن کی آیتون کو اسی طرح سے بے تکی ادھر ادھر پھیرتے ہین اور غور نہین کرتے **عن**
سُفْیَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا یُحَدِّثُ بِنَحْوٍ مِّنْ ثَلَاثِیْنَ اَلْفَ حَدِیْثٍ مَا اَسْتَحِلُّ اَنْ اَذْکُرَ مِنْہَا
شَیْئًا وَاِنَّ لِیْ کَذَا وَکَذَا **ترجمہ** سفیان سے روایت ہے مین نے جابر سے سنا تیس ہزار حدیثون کو مین
حلال نہین جانتا اون مین سے ایک حدیث بیان کرنی اگرچہ مجھے یہ اور یہ ملے (یعنے کیسی ہی دولت
ملے پر مین اون حدیثون کو نقل نکرون گا کیونکہ وہ سب جھوٹھہ ہین) **عن** اَبِیْ غَسَّانَ مُحَمَّدِ
بْنِ عَمْرٍو الرَّازِیِّ قَالَ سَاَلْتُ جَرِیْرَ بْنَ عَبْدِ الْحَمِیْدِ فَقُلْتُ الْحَارِثُ بْنُ حَصِیْرَۃَ لَقِیْتَہٗ
قَالَ نَعَمْ شَیْخٌ طَوِیْلُ السُّکُوْتِ یُصِرُّ عَلٰی اَمْرٍ عَظِیْمٍ **ترجمہ** ابی غسان محمد بن عمرو رازی نے
کہا مین نے جریر بن عبد الحمید سے پوچھا تم نے حارث بن حصیرہ کو دیکھا ہے انہون نے کہا ہان ایک بڈھا تھا اکثر
خاموش رہتا لیکن بہت بڑی بات پر اصرار کرتا تھا (یعنے رافضیون کا عقیدہ رکھتا تھا تقریب مین ہے کہ
حارث بن حصیرہ ازدی ہے جسکی کنیت ابو نعمان ہے کوفے کا رہنے والا سچا ہے مگر خطا کرتا ہے اور نسبت کیا گیا
ہے طرف رفض کی) **عن** حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ ذَکَرَ اَیُّوْبُ رَجُلًا یَوْمًا فَقَالَ لَمْ یَکُنْ بِمُسْتَقِیْمِ
اللِّسَانِ قَالَ وَذَکَرَ اٰخَرَ فَقَالَ ھُوَ یَزِیْدُ فِی الرَّقْمِ **ترجمہ** حماد بن زید نے کہا ایوب سختیانی ابن ابی
تمیمہ کیسان ابو بکر بصری جو ثقہ ثبت حجت فقیہ عابد مشہور تھے) نے کہا ایک شخص کا حال کہ اوسکی زبان

درست نہ تھی اور دوسرے کو کہا کہ وہ رقم کو بڑہا دیتا **ف** اکثر بے ایمان سوداگرون کی عادت ہوتی ہے
کہ کپڑون کے تہانون پر جو خرید کی رقم لکھی ہوتی ہے اوسکو بڑہا دیتے ہین تاکہ خریدار کو دہوکا دیکر اپنا نفع
بڑہالین یہان مراد یہ ہی کہ حدیث مین زیادہ کر دیتا اور یہہ دونون لفظ اشارہ ہین کذب کے لیے یعنی دونون
جہوٹے اور کذاب تہے **عن** حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ اَيُّوْبُ اِنَّ لِيْ جَارًا ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَوْ
شَهِدَ عِنْدِيْ عَلٰى تَمْرَتَيْنِ مَا رَاَيْتُ شَهَادَتَهٗ جَائِزَةً **ترجمہ** حماد بن زید سے روایت ہی ایوب
نے کہا میرا ایک ہمسایہ ہی پہر بیان کی اوس کی فضیلت (یعنے اُسکی لیاقت اور علم کی تعریف کی) اور
کہا کہ اگر وہ میرے سامنے دو کہجورون پر گواہی دیوے تو مین اوسکی گواہی درست نہ کہون **ف**
یعنے اُسمین یہی عیب ہی کہ جہوٹ بولتا ہے تو ایسے جہوٹے مقدمے مین بہی اوس کا اعتبار نہین ہو سکتا
عن مَعْمَرٍ مَا رَاَيْتُ اَيُّوْبَ اغْتَابَ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا عَبْدَ الْكَرِيْمِ يَعْنِيْ اَبَا اُمَيَّةَ فَاِنَّهٗ
ذَكَرَهٗ فَقَالَ رح كَانَ غَيْرَ ثِقَةٍ لَقَدْ سَاَلَنِيْ عَنْ حَدِيْثٍ لِعِكْرِمَةَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ
ترجمہ معمر سے روایت ہی مین نے ایوب کو کسی شخص کی غیبت کرتے نہین سنا کبہی مگر عبد الکریم بن ابی
المخارق کی جسکی کنیت ابو امیہ ہی ذکر کیا انہون نے اُسکا اور کہا کہ خدا رحم کرے اوسپر وہ ثقہ نہ تہا الجبار
مجہہ سے ایک حدیث پوچہی عکرمہ کی پہر کہنے لگا مین نے خود سنا ہی عکرمہ سے **ف** مگر صرف اس
بات سے اُسکا ضعف ثابت نہین ہوتا کیونکہ شاید وہ عکرمہ سے سُنکر بہول گیا ہو پہر ایوب سے سُنکر اُسکو
یاد آیا اور روایت کرنے لگا پر دوسرے قرینون سے اوسکا جہوٹ ثابت ہو گیا اور ضعیف کیا ہی اس
عبد الکریم کو سفیان بن عیینہ اور عبد الرحمٰن بن مہدی اور یحیی بن سعید القطان اور احمد بن حنبل اور
ابن عدی نے اور یہ عبد الکریم بصرہ کے فاضلون اور فقیہون مین سے تہا (نووی) تقریب مین ہے
کہ اسکے باپ کا نام قیس یا طارق تہا اور یہ مکے مین آ رہا تہا ضعیف ہے بخاری نے اس سے ایک یا دو
روایتین کی ہین باب قیام اللیل مین اور نسائی نے اس سے روایت کی ہی مگر تہوڑی **عن** هَمَّامٍ
قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الْاَعْمٰى فَجَعَلَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ فَذَكَرْنَا
ذٰلِكَ لِقَتَادَةَ فَقَالَ كَذَبَ مَا سَمِعَ مِنْهُمْ اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ سَائِلًا يَتَكَفَّفُ النَّاسَ زَمَنَ
طَاعُوْنِ الْجَارِفِ **ترجمہ** ہمام سے روایت ہی ابو داود اندہا (نفیع بن حارث) ہمارے پاس آیا
اور کہنے لگا حدیث بیان کی مجہہ سے براء بن عازب نے اور حدیث بیان کی مجہسے زید بن ارقم نے ہم نے

عبد الکریم ابو امیہ

تقریب

ابو داود اعمی

یہ قتادہ سے ذکر کیا انہون نے کہا جہوٹا ہے اوس نے نہین سنا براء اور زید سے **ف** اور کہتا تہا کہ مین
نے اٹھارہ بدریے صحابیون سے سنا ہی یہہ ابوداؤد باتفاق علما ضعیف ہے عمرو بن علے نے کہا وہ متروک
ہے اور یحیی بن معین اور ابو زرعہ نے کہا وہ کچہ چیز نہین اور ابو حاتم نے کہا منکر الحدیث ہی **ت** وہ تو
ایک بہیک منگا تہا لوگون کے سامنے ہاتہہ پہیلاتا تہا سخت وبا کے زمانے مین **ف** یہ وبا (یعنی طاعون) ایک قسم کا
پہوڑا اہتا جس مین جلن ہوتے تھی اور گرداگرد اوسکے سرخی یا سیاہی یا سبزی پہیل جاتی تہی اور اس کے
ساتہہ خفقان اور قے عارض ہوتی - علما نے اس کے زمانے مین اختلاف کیا ہی ابن عبد البر نے کہا کہ ایوب
سختیانی اسی طاعون کے زمانے مین مرے سنہ ۱۳۲ ہجری مین اور ابن قتیبہ نے معارف مین اصمعی سے نقل
کیا ہے کہ یہ طاعون عبد اللہ بن زبیر کے زمانے مین ہوا سنہ ۶۹ ہجری مین اور قاضی عیاض نے کہا کہ یہ
طاعون سنہ ۱۱۹ ہجری مین ہوا اور حافظ عبد الغنی مقدسی نے کہا کہ مطرف بعد طاعون کے مرا اور یہ طاعون
سنہ ۸۷ مین تہا اور احتمال ہے کہ ان سب سالون مین طاعون واقع ہوا ہو اور جارف اسکو اس لیے کہتے
ہین کہ جارف کے معنے جہاڑنیوالا اور یہ طاعون بہی لوگون کو جہاڑ کر لے گیا یعنے بہت لوگون کو ہلاک کیا
ابن قتیبہ نے معارف مین اصمعی سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام مین طاعون عمواس شام مین واقع
ہوا حضرت عمر رض کے زمانے مین اور اسی سے مرے ابو عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل اور اونکی بی بی اور بیٹی
رضی اللہ عنہم اور پہر دوسرا طاعون جارف واقع ہوا عبد اللہ بن زبیر کے زمانے مین پہر طاعون
فتیات کیونکہ یہ واقع ہوا جوان عورتون پر بصرے اور واسط اور شام اور کوفے مین اوس زمانے مین حجاج
ظالم واسط مین تہا عبد الملک بن مروان کی خلافت مین اور اسکو طاعون اشراف بہی کہتے ہین کیونکہ
شریف لوگ بہت اس طاعون سے ہلاک ہوگئے پہر طاعون عدی بن ارطاۃ سنہ ۱۰۰ مین واقع ہوا پہر طاعون
غراب سنہ ۱۲۷ ہجری مین ہوا پہر طاعون سلم بن قتیبہ سنہ ۱۳۱ مین ہوا شعبان اور رمضان مین اور موقوف
ہوا شوال مین اسی مین ایوب سختیانی مرے اور مدینے اور مکہ مین کوئی طاعون واقع نہین ہوا یہ ابن قتیبہ
نے کہا - ابو الحسن مداینی نے کہا اسلام مین پانچ طاعون مشہور ہے ایک طاعون شیرویہ جو مداین مین ہوا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین سنہ ۶ ہجری مین دوسرا طاعون عمواس جو حضرت عمر کے زمانے
مین شام مین واقع ہوا اوس مین پچیس ہزار آدمی مرے تیسرا طاعون جارف عبد اللہ بن زبیر کے زمانے
مین سنہ ۶۹ مین ہوا اوس مین ہر روز ستر ہزار آدمی مرے تین دن تک انس بن مالک رض کی تراسی ۸۳

بیٹے یا ۳۰ بیٹے مرگئے اور عبدالرحمن بن ابی بکر کے چالیس بیٹے جاتے رہے چوتھا طاعون فتیات جو شوال
سنہ ۸۷ ہجری مین واقع ہوا پانچوان طاعون سنہ ۱۳۱ مین ہوا رجب مین اور سخت ہو گیا رمضان مین کئی دن
تک اس طاعون مین ایک ایک ہزار جنازے سکۃ المربد مین آتے تھے پھر شوال مین کم ہو گیا اور ایک طاعون
کوفے مین ہوا سنہ ۵۰ ہجری مین جسمین مغیرہ بن شعبہ مرے اور طاعون عمواس سنہ ۱۸ ہجری مین واقع ہوا
اور ابو زرعہ نے کہا سنہ ۱۷ مین اور عمواس ایک گانون کا نام ہے درمیان رملہ اور بیت المقدس کے تو قتادہ
کی پیدایش سنہ ۶۱ ہجری مین ہے اور انکی وفات ایک سو سترہ مین ہوئی اس صورت مین قاضی عیاض نے
جو اس طاعون کی تاریخ سنہ ۱۱۹ بیان کی ہے غلط ہوتی ہے اور پہلا نہیں ضرور دو طاعونون مین سے ایک
طاعون مراد ہے یا سنہ ۶۷ کا طاعون مگر اسوقت قتادہ کی عمر صرف چھہ برس کی ہوتی ہے یا سنہ ۸۷ کا
اور یہی ظاہر ہے (نووی) طاعون ہمیشہ کچھ ایک قسم کا نہین ہوتا بلکہ بیماریون کی ایک عمر ہے ہر ایک بیماری
اپنی اپنی عمر تک قائم رہتی ہے پہلے آہستہ آہستہ نشو و نما کرتی ہے پھر زور پکڑ جاتی ہے پھر گھٹتی گھٹتی
بالکل دنیا سے مٹ جاتی ہے اگلے زمانے مین طاعون بثورات اور پھوڑون سے ہوتا تھا جیسے اب بھی اگر عام
ہو تو اسی قسم مین ہے پھر بخار کا طاعون ہوا اب ہمارے زمانے مین ایک سو سال ہو کہ سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین
ہی طاعون قے اور دستون کا ہوتا ہے جسکو ہیضہ کہتے ہین یہ بیماری اب زور پکڑتی جاتی ہے ولایت ہند
اور عرب اور گرم ملکون مین تقریباً ہر سال کچھ نہ کچھ رہتا ہے سنہ ۱۳۰۰ کے اخیر مین ولایت مصر مین بڑی
شدت ہوئی تھی اب دیکھو اسکی عمر دنیا مین کب تک ہے **عَنْ** هَمَّامٍ قَالَ دَخَلَ اَبُوْ دَاؤدَ الْاَعْمٰی
عَلٰی قَتَادَةَ فَلَمَّا قَامَ قَالُوْا اِنَّ هٰذَا يَزْعُمُ اَنَّهٗ لَقِيَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ بَدْرِيًّا فَقَالَ قَتَادَةُ هٰذَا
كَانَ سَائِلًا قَبْلَ الْجَارِفِ لَا يَعْرِضُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ
عَنْ بَدْرِيٍّ مُّشَافَهَةً وَّلَا حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيٍّ مُّشَافَهَةً اِلَّا عَنْ سَعْدِ فی شئ
بْنِ مَالِكٍ **ترجمہ** ہمام سے روایت ہے ابو داؤد اعمی قتادہ پاس آیا جب وہ اٹھکر چلا تو لوگون نے کہا
یہ کہتا ہے کہ مین اٹھارہ اور بدریون سے ملا ہون جو بدر کی لڑائی مین شریک تھے قتادہ نے کہا یہ تو
طاعون جارف سے پہلے بھیک مانگا کرتا تھا اسکو حدیث روایت کرنیکا کب خیال تھا نہ کبھی اس نے گفتگو کی
حدیث مین قسم خدا کی حسن بصری نے (جو ابو داؤد سے سن مین زیادہ اور حدیث کے عالم تھے) کوئی حدیث ہم سے
نہین بیان کی کسی بدری صحابی سے سنکر نہ سعید بن المسیب نے مگر سعد بن ابی وقاص سے **ف** تو جب

ان دونو صاحبون نے جو ابو داؤد کی نسبت سن اور علم مین زیادہ تہے کسی بدہری سے نہین سنا سعد اسعد بن مالک یعنی سعد بن ابی وقاص نے ابو داؤد سے
کیونکر تمہارے بدہری صاحبون سے سنا یہ صرف بہتان اور کذب ہے ابو داؤد کا۔ اس جگہ سے یہ بات بہی معلوم ہوئی کہ حسن بصری نے حضرت علی سے سنا
اور انکو دیکہا اور اکثر المحدثین کا اسپر اتفاق ہے اور صوفیہ رحمہم اللہ حال حسن کا حضرت علی رض سے بیان کرتے
ہین اسی بنا پر سلسلہ تصوف قائم کرتے ہین **عَنْ** رَقَبَةَ اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيَّ الْمَدَنِيَّ كَانَ
يَضَعُ اَحَادِيْثَ كَلَامِ حَقٍّ وَلَيْسَتْ مِنْ اَحَادِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَرْوِيْهَا
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** رقبہ بن مسقلہ بن عبد اللہ کوفی نے کہا کہ ابو جعفر ہاشمی مدنی (جسکا
نام عبد اللہ بن مسور مداینی ہے) سچی سچی باتونکو حدیث بنا کر نقل کرتا حالانکہ وہ حدیث نہو تین اور روایت
کرتا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** یعنی بات سچی اور حکمت کی نقل کرتا مگر غضب یہ کرتا کہ اسکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ قرار دیتا **عَنْ** يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كَانَ عَمْرُو بْنُ
عُبَيْدٍ يَكْذِبُ فِي الْحَدِيْثِ **ترجمہ** یونس بن عبید سے روایت ہے کہ عمرو بن عبید حدیث مین جہوٹ
بولتا **ف** یہ عمرو بن عبید وہ شخص ہے جو حسن بصری کی صحبت مین رہتا تہا پہر قدری اور معتزلی ہو گیا
عَنْ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ يَقُوْلُ قُلْتُ لِعَوْفِ بْنِ اَبِيْ جَمِيْلَةَ اِنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عَنِ
الْحَسَنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا قَالَ كَذَبَ
وَاللّٰهِ عَمْرٌو وَلٰكِنْ اَرَادَ اَنْ يَحُوْزَهَا اِلٰى قَوْلِهِ الْخَبِيْثِ **ترجمہ** معاذ بن معاذ سے روایت ہے انہون
نے عوف بن ابی جمیلہ سے کہا عمرو بن عبید نے ہم سے حدیث بیان کی حسن بصری سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتہیار اوٹہاوے (یعنی مسلمانون کے قتل پر بغیر کسی وجہ شرعی کے
مستعد ہو) تو وہ ہم مین سے نہین عوف نے کہا قسم خدا کی عمرو جہوٹا ہے اوسکا مقصد اس حدیث کی روایت
کرنے سے یہ ہے کہ اپنے ناپاک اعتقاد کو اوس سے ثابت کرے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اور کئی طریقون
سے مروی ہے خود مسلم نے آگے اسکو روایت کیا ہے مگر عوف کی جو حسن بصری کا بڑا مصاحب تہا یہ غرض ہے کہ حسن
نے اس حدیث کو روایت نہین کیا تو عمرو بن عبید کا حسن سے روایت کرنا کذب اور غلط ٹہرا۔ عمرو بن عبید چونکہ
معتزلہ مذہب کا پیشوا تہا اوسکا اعتقاد یہ تہا کہ جو مسلمان کبیرہ گناہ کرے وہ نہ مسلمان ہے نہ کافر اور اسلام
اور کفر کے بیچ مین ایک اور واسطہ نکالتا تہا اور کہتا تہا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا بہی مثل کافر کے ہمیشہ
جہنم مین رہیگا اس حدیث کو اوس نے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے روایت کیا

سے یہ بات نکلتی ہے کہ مسلمان پر ہتھیار اٹھانے والا ہم میں سے نہیں ہے یعنی مسلمان نہیں ہے اور مسلمان پر
ہتھیار اٹھانا کبیرہ گناہ ہے تو اس سے یہ نکلا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان نہیں ہے اب کافر بھی نہیں ہے
پھر کیا ہوا نہ مسلمان نہ کافر یہی عمرو بن عبید کا مذہب ہے - اور اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ انسان یا کافر ہے
یا مسلمان اور کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے مگر گنہگار خداوند کریم کو اختیار ہے کہ قیامت کے دن اسکا
گناہ معاف کرے یا چند روز کے لیے جہنم کا عذاب دیوے مگر وہ ایک دن ضرور جہنم سے نکلکر جنت میں جاوے
گا اس لیے کہ ایمان اوسکا قائم تھا پھر وہ ضائع نہ جاوے گا اور آگے کتاب الایمان میں انشاء اللہ تعالی
بہت سی حدیثیں بیان ہونگی جن سے معتزلہ کا مذہب رد ہوتا ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس
شخص نے مسلمان پر ہتھیار اٹھایا وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے اور ہماری راہ پر نہیں ہے جیسے باپ اپنے
نافرمان بیٹے کو غصہ ہو کر کہتا ہے تو میرا نہیں ہے اسیطرح حدیث سے بھی تشدد اور سختی منظور ہے اور مقصود
ہے کہ لوگ مسلمان پر ہتھیار اٹھانے سے بچیں اور نظیر اس کے دوسری حدیثوں میں بہت سی موجود ہیں جیسے
مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا یعنی جو خرید اور فروخت میں دھوکا دیوے وہ ہم میں سے نہیں ہے (نووی)
عن حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ قَدْ لَزِمَ أَيُّوبَ وَسَمِعَ مِنْهُ فَفَقَدَهُ أَيُّوبُ فَقَالُوا
يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ قَدْ لَزِمَ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ قَالَ حَمَّادٌ فَبَيْنَا أَنَا يَوْمًا مَعَ أَيُّوبَ وَقَدْ بَكَّرْنَا إِلَى
السُّوقِ فَاسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَيُّوبُ وَسَأَلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَيُّوبُ بَلَغَنِي أَنَّكَ
لَزِمْتَ ذَاكَ الرَّجُلَ قَالَ حَمَّادٌ سَمَّاهُ يَعْنِي عَمْرًا قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ يَجِيئُنَا بِأَشْيَاءَ ٦٣
غَرَائِبَ قَالَ يَقُولُ لَهُ أَيُّوبُ إِنَّمَا نَفِرُّ أَوْ نَفْرَقُ مِنْ تِلْكَ الْغَرَائِبِ **ترجمہ** حماد بن زید سے
روایت ہے ایک شخص ہمیشہ ایوب سختیانی کی صحبت میں رہا کرتا اور ان سے حدیثیں سنتا ایکبار ایوب
نے اسکو نہ پایا تو لوگوں نے کہا اے ابوبکر (یہ کنیت ہے ایوب سختیانی کی) وہ شخص اب عمرو بن عبید کی صحبت
میں رہتا ہے حماد نے کہا ایک دن میں ایوب کے ساتھ سویرے بازار کو جا رہا تھا اتنے میں وہ شخص سامنے
سے آیا ایوب نے اسکو سلام کیا اور حال پوچھا پھر اوس سے کہا میں نے سنا ہے تم اوس شخص کے پاس رہتے ہو
(عمرو بن عبید کا نام لیا) وہ بولا ہاں اے ابوبکر کیونکہ وہ ہم کو عجیب باتیں سناتا ہے ایوب نے کہا ہم
تو ایسی ہی عجیب باتوں سے بھاگتے ہیں **ف** یعنی نادر اور غریب حدیثوں سے جنکو اور لوگ نہیں
پہچانتے اور عمرو بن عبید اونکو روایت کرتا ہے اس لیے کہ وہ جھوٹے ہیں اور عمرو بن عبید کا اعتبار

نہین عن حماد قال قيل لايوب ان عمرو بن عبيد روى عن الحسن قال لا يجلد السكران
من النبيذ فقال كذب انا سمعت الحسن يقول يجلد السكران من النبيذ ترجمہ حماد
سے روایت ہے ایوب سے کسی نے کہا کہ عمرو بن عبید نے حسن سے روایت کیا ہے جو شخص نبیذ پینے سے مست
ہو جاوے اوسے حد نہ پڑیگی ایوب نے کہا کہ عمرو بن عبید جھوٹا ہے حسن کہتے تھے جو شخص نبیذ سے مست ہو
جاوے اوسپر حد پڑیگی عن سلام بن ابي مطيع يقول بلغ ايوب اني اتي عمرا فاقبل علي
يوما فقال ارايت رجلا لا تامنه على دينه كيف تامنه على الحديث ترجمہ سلام
بن ابی مطیع سے روایت ہے ایوب کو خبر پہونچی کہ مین عمرو بن عبید پاس جاتا ہون تو ایک روز میرے پاس
آئے اور کہنے لگے تو کیا سمجھتا ہے جس شخص کے دین پر تجھے بھروسا نہ ہو کیا اوسکی حدیث پر تو بھروسا
کرسکتا ہے عن ابي موسى يقول ثنا عمرو بن عبيد قبل ان يحدث ترجمہ ابو موسی کہتے
تھے ہمسے حدیث بیان کی عمرو بن عبید نے قبل اس کے کہ اوسنے نکالین نئی باتین دین مین بد اعتقادی سے
پہلے عن معاذ العنبري قال كتبت الى شعبة اساله عن ابي شيبة قاضي
واسط فكتب الي لا تكتب عنه شيئا ومزق كتابي ترجمہ معاذ عنبری نے کہا مین نے شعبہ کو
لکھا کہ ابو شیبہ واسط ایک گاؤن کا نام ہے بصرے کے پاس کے قاضی کا کیا حال ہے انہون نے جواب میں
لکھا کہ مت روایت کر اوس سے کچھ اور میرا خط پھاڑ ڈال ف تاکہ اور کوئی نہ دیکھے ایسا نہ ہو ابو شیبہ
کو خبر پہونچی اور وہ کچھ ایذا دیوے اور فساد پھیلاوے یہ ابو شیبہ دادا ہے ابو بکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن
ابی شیبہ کا متروک ہے محدثین کے نزدیک اور اسکے پوتے معتبر اور ثقہ ہیں خصوصا ابو بکر بن ابی شیبہ
جنکا مصنف مشہور ہے اسی ابو شیبہ نے وہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان
میں بیس رکعت تراویح پڑھین ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث ابو شیبہ کی منکر حدیثون مین سے ہے عن
عفان قال حدثت حماد بن سلمة عن صالح المري بحديث عن ثابت فقال كذب
وحدثت هماما عن صالح المري بحديث فقال كذب ترجمہ عفان سے روایت ہے مین نے
حماد بن سلمہ سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہون نے ثابت سے حماد نے کہا جھوٹا ہے پھر مین نے
ہمام سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہون نے کہا جھوٹا ہے ف یہ صالح مری بشیر کا بیٹا بصرے
کا رہنے والا تھا عابدون اور زاہدون میں سے تھا اور مری اوسکو اس لیے کہتے ہین کہ باپ اسکا عربی تھا اور ماں

اوسکی لونڈی جسکو بنی مرّہ کی ایک عورت نے آزاد کیا تھا صالح مرّی کی حکایتیں صوفیون مین بہت مشہور ہین اور اونکی نہایت عمدہ تھی قرآن بڑی خوش آوازی سے پڑہتی تھی یہانتک کہ بعضے لوگ اونکا قرآن سنکر خوف کے مارے مرگئے ہین یہ خود بھی بہت صالح اسم بامسمّی اور خدا ترس تھی اکثر خدا کے خوف سے رویا کرتے مگر حدیث کی روایت مین انکا اعتبار نہین جیسے اوپر گذر چکا کہ درویشی اور چیز ہے اور حدیث کی روایت اور چیز عن أبي داود قال قال لي شعبة ائت جرير بن حازم فقل له لا يحل لك أن تروي عن الحسن بن عمارة فإنه يكذب قال أبو داود قلت لشعبة وكيف ذاك قال حدثنا عن الحكم بأشياء لم أجد لها أصلا قال قلت له بأي شيء قال قلت للحكم أصلى النبي صلى الله عليه وسلم على قتلى أحد فقال لم يصل عليهم فقال الحسن بن عمارة عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى عليهم ودفنهم قلت للحكم ما تقول في أولاد الزنا قال يصلى عليهم قلت من حديث من تروى قال يروى عن الحسن البصري فقال الحسن بن عمارة حدثنا الحكم عن يحيى بن الجزار عن علي رضي الله عنه **ترجمہ** ابوداود سے روایت ہی مجھسے شعبہ نے کہا تو جریر بن حازم پاس جا اور کہہ تجھکو درست نہین حسن بن عمارہ سے روایت کرنا کیونکہ وہ جھوٹ بولتا ہے ابوداود نے کہا مین نے شعبہ سے پوچھا کیونکر معلوم ہوا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے شعبہ نے کہا اسوجہ سے کہ حسن بن عمارہ حکم سے چند حدیثین نقل کین جنکی اصل کہین مین نے کچھ نپائی مین نے کہا وہ کون سی حدیثین ہین شعبہ نے کہا مین نے حکم سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے شہیدون پر نماز پڑہی تہی حکم نے کہا نہین پھر حسن بن عمارہ نے حکم سے روایت کیا اونسے مقسم سے اونسے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی احد کے شہیدون پر اور دفن کیا انکو اور مین نے حکم سے کہا کہ تم زنا کی اولاد کے حق مین کیا کہتے ہو انہون نے کہا اونپر نماز پڑہی جاوے جنازے کی مین نے کہا کس سے روایت کیا گیا ہے ایسا بیان انہون نے کہا حسن بصری سے حسن بن عمارہ نے کہا مجھسے حکم نے بیان کیا انہون نے یحیی بن الجزار سے سنا انہون نے حضرت علی رض سے **ف** تو ان دونون مقامون مین حسن بن عمارہ کا جھوٹ ظاہر ہوا کیونکہ شعبہ نے خود حکم سے ملکر پوچھا اور انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدون پر نماز نہین پڑہی پھر حکم خود ہی کیونکر روایت کرتے ابن عباس سے کہ آپ نے نماز پڑہی انپر اسیطرح حکم نے

ولد الزنا پر نماز جنازہ پڑھنے کے باب میں حسن بصری کا قول نقل کیا اور حسن نے اونہوں سے حضرت علی کا قول
روایت کیا اگرچہ احتمال ہے کہ اس باب میں حسن اور علی دونوں سے منقول ہو مگر حدیث کے حفاظ راویوں
کا کذب اور دلائل اور قرائن سے پہچان لیتے ہیں یہ حسن بن عمارہ بجلی ابو محمد کوفی ہے قاضی بغداد کا اور
بالاتفاق ضعیف ہو اور متروک **عَنْ** يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ وَذَكَرَ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَقَالَ حَلَفْتُ
أَنْ لَا أَرْوِيَ عَنْهُ شَيْئًا وَلَا عَنْ خَالِدِ بْنِ مَحْدُوجٍ وَقَالَ لَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَسَأَلْتُهُ
عَنْ حَدِيثٍ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ بَكْرٍ الْمُزَنِيِّ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ مُوَرِّقٍ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي
بِهِ عَنِ الْحَسَنِ وَكَانَ يَنْسِبُهُمَا إِلَى الْكَذِبِ قَالَ الْحُلْوَانِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَ الصَّمَدِ وَذَكَرْتُ عِنْدَهُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ
فَنَسَبَهُ إِلَى الْكَذِبِ **ترجمہ** یزید بن ہارون نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا اور کہا میں نے قسم کھائی ہے
کہ اس سے کچھ روایت نکروں گا نہ خالد بن محدوج سے یزید نے کہا میں نے زیاد بن میمون سے ملا اور اس سے ایک
حدیث پوچھی اوس نے روایت کیا اوسکو بکر بن عبد اللہ مزنی سے پھر میں اوسے ملا تو اوس نے روایت کیا
اوسی حدیث کو مورق بن مشمرج سے پھر میں اوس سے ملا تو روایت کیا اوسی حدیث کو حسن سے اور یزید بن
ہارون ان دونوں کو یعنی زیاد بن میمون اور خالد بن محدوج کو جھوٹا کہتے تھے حسن حلوانی نے کہا میں نے
عبد الصمد سے سنا میں نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا انہوں نے کہا جھوٹا ہے **ف** زیاد بن میمون بصری
جسکی کنیت ابو عمار ہے ضعیف ہے بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا کہ ترک کیا اسکو محدثین نے اور خالد بن محدوج
واسطی بھی ضعیف ہے نسائی نے اوسکو ضعیف کیا کنیت اوسکی ابو روح ہے اور اس نے دیکھا ہے انس
بن مالک رضی اللہ عنہ کو نووی **عَنْ** مَحْمُودِ بْنِ غَيْلَانَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي دَاوُدَ الطَّيَالِسِيِّ قَدْ أَكْثَرْتَ
عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ فَمَا لَكَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُ حَدِيثَ الْعَطَّارَةِ الَّذِي رَوَى لَنَا النَّضْرُ بْنُ
شُمَيْلٍ فَقَالَ لِيَ اسْكُتْ فَأَنَا لَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ فَسَأَلْنَاهُ
فَقُلْنَا لَهُ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَرْوِيهَا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ أَرَأَيْتُمَا رَجُلًا يُذْنِبُ
فَيَتُوبُ أَلَيْسَ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَنَسٍ مِنْ ذَا قَلِيلًا وَلَا
كَثِيرًا إِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ النَّاسُ فَأَنْتُمَا لَا تَعْلَمَانِ أَنِّي لَمْ أَلْقَ أَنَسًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ فَبَلَغَنَا بَعْدُ أَنَّهُ
يَرْوِي فَأَتَيْنَاهُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ فَقَالَ أَتُوبُ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ يُحَدِّثُ فَتَرَكْنَاهُ
ترجمہ محمود بن غیلان سے روایت ہے میں نے ابو داود طیالسی سے کہا تم نے عباد بن منصور سے بہت روایتیں کیں

ف تو کیا سبب ہے کہ تم نے وہ حدیث نہیں سنی عطار عورت کی جو روایت کی نضر بن شمیل نے ہمارے لیے
وہ عطارہ کی حدیث یہ ہے کہ ایک عورت تھی مدینہ میں عطار تھی جسکا نام حولاء تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم پاس آئی تو حضرت عائشہ سے ملی اور اپنے خاوند کا حال بیان کیا آپنے خاوند کی بزرگیاں بتلائیں یہ
حدیث بہت طول ہے اور صحیح نہیں ہے۔ ابن وضاح نے اسکو پورا نقل کیا ہے روایت کیا ہے اس حدیث
کو زیاد بن میمون نے انس سے ف انہوں نے کہا چپ رہیں اور عبد الرحمن بن مہدی دونوں زیاد
بن میمون سے ملے اور اس سے پوچھا ان حدیثوں کو جو وہ روایت کرتے ہیں انس سے وہ بولا تم دونوں کیا سمجھتے
ہو اگر کوئی شخص گناہ کرے پھر توبہ کرے تو کیا اللہ تعالی معاف نہیں کرے گا عبد الرحمن نے کہا البتہ
معاف کریگا زیاد نے کہا میں نے انس سے کچھ نہیں سنا نہ بہت نہ کم اگر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تو کیا
تم بھی نہیں جانتے (یعنی تم تو جانتے ہو) میں انس سے ملا تک نہیں۔ ابو داؤد نے کہا پھر ہمکو خبر
پہنچی کہ زیاد روایت کرتا ہے انس سے میں اور عبد الرحمن پھر گئے اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں پھر وہ بعد
اسکے روایت کرنے لگا آخر ہم نے اسکو ترک کیا (یعنی اس سے روایت چھوڑ دی کیونکہ وہ جھوٹا نکلا اور جھوٹا
ہی کیا توبہ کو بھی خیال اسکے چھوڑ دیا) عن شبابة قال كان عبد القدوس يحدثنا
فيقول سويد بن عقلة قال شبابة وسمعت عبد القدوس يقول نهى رسول الله صلى
الله عليه وسلم ان يتخذ الروح عرضا قال فقيل له اي شيء هذا قال يعني يتخذ كوة
في حائط ليدخل عليه الروح قال وسمعت عبيد الله بن عمر القواريري يقول
سمعت حماد بن زيد يقول لرجل بعد ما جلس مهدي بن هلال بايام ما هذه
العين المالحة التي نبعت قبلكم قال نعم يا ابا اسمعيل ف ترجمہ شبابہ بن سوار مدائنی سے
روایت ہے کہ عبد القدوس ہم سے حدیث بیان کرتا تھا تو کہتا تھا سوید بن عقلہ اور کہتا تھا منع کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے روح بنانے سے اور عرض میں لینے سے لوگوں نے کہا اسکا مطلب کیا ہے وہ بولا مطلب
یہ ہے کہ دیوار میں ایک طاق کرنا ہوا آنے کے لیے ف یہ عبد القدوس کی تصحیف اور غلط فہمی ہے
اسنے غلطی کی حدیث کی اسناد اور متن دونوں میں اسناد کی غلطی تو یہ ہے کہ راوی کا نام سوید بن
غفلہ ہے غین اور فا سے نہ عقلہ عین اور قاف سے اور متن کی غلطی یہ ہے کہ روح بضم را ہے بمعنی جان نہ
روح بفتح را جسکے معنی ہوا کے ہیں اور غرض غین سے ہے نہ عرض عین سے اور اصل معنی حدیث کے یہ

عبد القدوس

مہدی بن ہلال

مہدی بن ہلال

ہین کہ آپنے منع کیا جاندار کو نشانہ بناکر مارنے سے جسکو عبد القدوس نے اولٹ پلٹ کرکے کدھر کا کدھر کردیا —

ف امام مسلم فرماتے ہین مین نے سُنا عبید اللہ بن عمر قواریری سے اونہون نے سنا حماد بن زید سے انہون نے کہا ایک شخص نے سبب مہدی بن ہلال کے کئی دن تک بیٹھا یہ کیا کھاری چشمہ ہے جو پہوٹا تمہاری طرف وہ شخص بولا ہان اے ابی اسمعیل **ف** ابو اسمعیل کنیت ہے حماد بن زید کی کھاری چشمہ سے انکی غرض مہدی بن ہلال کو ضعیف کرنا تہا اور اتفاق کیا ہے محدثین نے اوس کے ضعف پر نسائی نے کہا وہ بصرہ کا رہنے والا ہے اور متروک ہے روایت کرتا ہے داؤد بن ابی ہند اور یونس بن عبید سے (نووی) **عن** ابی عوانة قال ما بلغني عن الحسن حديث الا اتيت به ابان بن ابي عياش فقراه علي **ترجمہ** ابو عوانہ سے روایت ہے کہ مجھ کو حسن سے کوئی روایت نہین پہونچی مگر مین نے پوچھا اسکو ابان بن ابی عیاش سے اوس نے پڑہا اسکو میرے سامنے **ف** یعنی ابان کا یہ حال تہا کہ جو بات اوس کے پاس پہنچے وہ اسکو روایت کرتا حسن سے اور یہ دلیل ہے اوسکے کذب اور جہوٹ کی اقرب یہ ہے کہ ابان بن ابی عیاش اسکی کنیت ابو اسمعیل بصری ہے اور متروک ہے **عن** علي بن مسهر قال سمعت انا وحمزة الزيات من ابان بن ابي عياش نحوا من الف حديث قال علي فلقيت حمزة فاخبرني انه راى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام فعرض عليه ما سمع من ابان فما عرف منها الا شيئا يسيرا خمسة او ستة **ترجمہ** علی بن مسہر سے روایت ہے کہ مین نے اور حمزہ زیات نے ابان بن ابی عیاش سے قریب ہزار حدیثون کے سنین علی نے کہا پہر مین حمزہ سے ملا انہون نے بیان کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا اور جو کچھ ابان سے سنا تہا وہ آپکو سنایا آپ نے نہ پہچانا اون حدیثون کو مگر تہوڑی سی کچھ نہین شاید کہ پانچ یا چہہ **ف** نووی نے کہا کہ مقصود اس روایت کے لانے سے تائید ہے اوس امر کی جو اوپر ثابت ہوچکا کہ ابان بن ابی عیاش ضعیف ہے نہ یہ بات کہ خواب سے کوئی امر یقینا ثابت ہوسکتا ہے یا نہ اس سے کوئی سنت جو ثابت ہوگئی ہے باطل ہوسکتی ہے یا جو باطل ہوگئی ہے وہ ثابت ہوسکتی ہے اور اسپر علما کا اجماع ہے کہ خواب کوئی دلیل شرعی نہین ایسا ہی کہا قاضی عیاض نے اور ہمارے اصحاب نے بہی یہی کہا ہے اور اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ خواب سے کوئی بات شرع کی بدل نہین سکتی اور یہ امر اوس حدیث کے خلاف نہین ہے کہ جس نے مجھے خواب مین دیکہا اوس نے مجہکو دیکہا کیونکہ شیطان میری صورت بن نہین سکتا اسلیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے

کہ آپ کو خواب میں دیکھنا صحیح ہے اور مثل اور شیطانی پریشان خیالات کی نہیں ہے مگر حدیث سے یہ بات کہاں نکلتی
ہے کہ خواب میں میں جو کہوں وہ ایک شرعی حکم ہے اور خواب کی حالت غفلت کی حالت ہے نہ ضبط اور تحقیق کی
اور اتفاق کیا ہے علمانے کہ روایت اور شہادت قبول کرنیکے لیے ضرور ہے کہ راوی اور شاہد بیدار اور
ہوشیار صحیح الحفظ قلیل الخطا ہو اور جو شخص سو رہا ہے اُس میں یہ کوئی صفت نہیں پھر اوسکی روایت کیونکر
مقبول ہوگی مگر یہ سب جو بیان ہوا اُس صورت میں ہے کہ خواب میں کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف
کے خلاف ہے پر اگر وہ بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کی رو سے جائز یا ثواب ہو یا آپ کو منع کرتے دیکھے اوس
کام سے جو شرع شریف کی رو سے منع ہو یا اوسکے کرنے کا کام ہو جسمیں کوئی مصلحت ہو تو بالاتفاق اوس خواب
پر عمل کرنا مستحب ہے کیونکہ یہ حکم خواب سے ثابت نہیں ہوا وہ تو پہلے ہی سے ثابت ہو چکا ہے (انتہی) مترجم کہتا ہے
کہ اگر خواب کی باتوں کو ایک دلیل شرعی قرار دیا جاوے تو بڑی قباحت پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ ہر شخص دعوی کریگا
کہ میں نے خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا ہے پھر اسکی تصدیق دشوار ہوگی اور اسمیں شک نہیں کہ
جو لوگ صالح اور دیندار اور خدا پرست عاشق رسول ہیں انکی خواب اکثر صحیح ہوتی ہیں پر انکی صحت شرع ہی
سے معلوم ہو سکتی ہے شرع کی صحت خواب سے **عن** زَكَرِيَّا بْنِ عَدِيٍّ قَالَ قَالَ لِي أَبُو إِسْحَاقَ
الْفَزَارِيُّ اُكْتُبْ عَنْ بَقِيَّةَ مَا رَوَى عَنِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْهُ مَا رَوَى عَنْ غَيْرِ الْمَعْرُوفِينَ
وَلَا تَكْتُبْ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَا رَوَى عَنِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا عَنْ غَيْرِهِمْ **ترجمہ** زکریا بن
عدی نے کہا مجھسے کہا ابو اسحق فزاری (ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسما بن خارجہ کوفی) نے (جو حدیث کے
بڑے امام اور ثقہ اور فاضل تھے) لکھ لے تو بقیہ (بن ولید) کی وہ حدیث . . . جو روایت کرے مشہور
لوگوں سے اور مت لکھ اسکی وہ حدیثیں جو روایت کرے مجہول لوگوں سے اور مت لکھ تو اسمعیل بن عیاش کی حدیث
مگر اگرچہ وہ روایت کرے مشہور لوگوں سے بھی **ف** نووی نے کہا یہ قول ابو اسحاق کا اسمعیل بن عیاش کے
حق میں خلاف ہے اور ائمہ کے عباس نے کہا میں نے یحیی بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسمعیل بن عیاش ثقہ
ہے اور شام والوں کے نزدیک وہ بقیہ سے بہتر تھا ابن ابی خیثمہ نے کہا میں نے یحیی بن معین سے سنا وہ کہتے تھے
اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور عراق کے اسکی روایت کو اچھا نہیں جانتے تھے اور بخاری نے کہا اسمعیل بن عیاش
کی روایت شام کے لوگوں سے صحیح ہے عمرو بن علی نے کہا جب وہ اپنے شہر والوں سے روایت کرے تو اسکی حدیث
صحیح ہے اور جب اہل مدینہ سے جیسے ہشام بن عروہ اور یحیی بن سعید اور سہیل بن ابی صالح سے روایت کرے

ثقہ اسمعیل بن عیاش

تو وہ کچھ نہیں اور یعقوب بن سفیان نے کہا میں اپنے یاروں سے سنتا تہا وہ کہتے تہے شام کا علم اسمعیل بن عیاش
کے پاس ہے یعقوب نے کہا بعضے لوگوں نے اسمعیل کے حق میں کلام کیا ہے اور وہ ثقہ ہے عادل ہے سب سے زیادہ جانتا
ہے شام والوں کی حدیث کو اور اکثر اوسکے حق میں یہ کلام کیا ہے کہ وہ غریب حدیثیں روایت کرتا ہے مکے اور مدینہ
کے ثقہ لوگوں سے یحیی بن معین نے کہا اسمعیل ثقہ ہے شام والوں سے روایت کرنے میں اور اہل حجاز سے اوسکی روایت
معتبر نہیں کیونکہ اوس کے کتاب تلف ہو گئی تہی اور اوسکا حافظہ خراب ہو گیا تہا ابو حاتم نے کہا وہ ضعیف ہے مگر
اوسکی روایت لکہی جاویگی اور میں نہیں جانتا کہ کوئی باز رہا ہو اوسکی روایت سے سوا ابو اسحق فزاری کے ۔ ترمذی
نے کہا وہ بقیہ سے بہتر ہے اور بقیہ کی بہت حدیثیں منکر ہیں احمد بن ابی الحواری نے کہا وکیع نے مجہسے کہا تمہارے
یہاں لوگ روایت کرتے ہیں اسمعیل بن عیاش سے میں نے کہا ہاں ولید اور مروان تو اوس سے روایت کرتے
ہیں اور ہشیم اور محمد بن ایاس روایت نہیں کرتے انہوں نے کہا ہشیم اور محمد بن ایاس کیا ہیں شہر والو میں ولید
اور مروان ہیں (یعنے ولید اور مروان ہی معتبر ہیں اور جب یہ روایت کرتے ہیں تو کافی ہے (نووی)

عبد القدوس

عن عبد الله بن المبارك قال نعم الرجل بقية لولا انه كان يكني الاسامي ويسمي
الكنى كان دهرا يحدثنا عن ابي سعيد الوحاظي فنظرنا فاذا هو عبد القدوس ترجمہ
عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن الولید اچہا آدمی تہا اگر وہ ناموں کو کنیت سے بیان نہ کرتا اور کنیت کو
ناموں سے (یعنے بقیہ کی یہ عادت خراب ہے کہ تدلیس اور تلبیس کرتا ہے راویوں کا عیب چہپانے کے لیے نام کو
کنیت سے بدل دیتا ہے اور کنیت کو نام سے تا لوگ پہچانتے نہیں) ایک مدت تک ہمسے حدیث بیان کرتا تہا
ابو سعید وحاظی سے جب ہم نے غور کیا (کہ وحاظی کون شخص ہے) تو معلوم ہوا کہ وہ عبد القدوس ہے ف
یعنے عبد القدوس بن حبیب کلاعی ابو سعید شامی جسکا بیان اوپر گذرا اوسکا نام مشہور ہے کنیت اسکی مشہور
نہ تہی تو بقیہ اوسکی کنیت سے ذکر کرنا شروع کیا تا کہ لوگ پہچانیں نہیں عن عبد الرزاق يقول ما رأيت
ابن المبارك يفصح بقوله كذاب الا لعبد القدوس فاني سمعته يقول له كذاب
ترجمہ عبد الرزاق سے روایت ہے عبد اللہ بن مبارک کو میں نے نہیں سنا کسی کو صاف جہوٹا کہتے ہوں مگر عبد
القدوس کو وہ کہتے تہے جہوٹا ہے

معلی بن عرفان

عن ابي نعيم وذكر المعلى بن عرفان فقال قال حدثنا
ابو وائل قال خرج علينا ابن مسعود بصفين فقال ابو نعيم اتراه بعث بعد الموت ترجمہ
ابو نعیم نے ذکر کیا معلی بن عرفان کا تو کہا کہ معلی نے کہا ہمسے حدیث بیان کی ابو وائل نے کہ نکلے ہمارے سامنے عبد اللہ

بن مسعود صفین میں ابو نعیم نے کہا شاید مگر یہ پھر قبر سے اٹھے ہونگے **ف** مقصود اس سے عقیلی کا جھوٹ ظاہر کرنا
ہے ابو وائل یہ کہتا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضہ نے وفات پائی ۳۲ یا ۳۳ھ ہجری میں حضرت عثمان کی وفات سے
تین برس پہلے اور صفین کی جنگ حضرت علی کی خلافت کو دو برس بعد ہوئی تو ابن مسعود اسمیں کیسے نکل سکتے ہیں
اگر اس طرح کہ پھر جی اٹھے ہوں اور ابو وائل ثقہ اور فاضل ہیں ان سے یہ جھوٹ صادر نہیں ہو سکتا تو ضرور
ہے کہ عقیلی نے جھوٹ باندھا ہو یہ عقیلی بن عرفان ہمدی کوفی ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے بخاری نے تاریخ میں
کہا کہ منکر الحدیث ہے اور نسائی نے بھی اسکو ضعیف کہا صفین ایک مقام کا نام ہے جہاں حضرت علی رضہ
اور معاویہ میں جنگ عظیم واقع ہوئی تھی **عن** عفان بن مسلم قال کنا عند اسمعیل بن علیۃ
فحدث رجل عن رجل فقلت ان ھذا لیس بثبت قال فقال الرجل اغتبتہ فقال اسمعیل
ما اغتابہ ولکنہ حکم انہ لیس بثبت **ترجمہ** عفان بن مسلم سے روایت ہے ہم اسمعیل بن علیہ کے
پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک حدیث روایت کی میں نے کہا کہ وہ معتبر نہیں
وہ شخص بولا تو نے اسکی غیبت کی اسمعیل نے کہا اس نے غیبت نہیں کی بلکہ حکم لگایا اس پر کہ وہ معتبر نہیں **ف**
یعنے اہل حدیث کا کسی پر جرح کرنا غیبت میں داخل نہیں بلکہ مثل فتوے اور حکم کے ہے **عن** بشر بن
عمر قال سألت مالک بن انس عن محمد بن عبد الرحمن الذی یروی عن سعید بن المسیب فقال لیس بثقۃ وسألت مالک بن
انس عن ابی الحویرث فقال لیس بثقۃ وسألتہ عن شعبۃ الذی روی عنہ ابن ابی ذئب فقال لیس بثقۃ وسألتہ عن صالح
مولی التوأمۃ فقال لیس بثقۃ وسألتہ عن حرام بن عثمان فقال لیس بثقۃ
وسألت مالک بن انس عن ھؤلاء الخمسۃ فقال لیسوا بثقۃ فی حدیثہم وسألتہ عن رجل
اخر نسیت اسمہ فقال ھل رأیتہ فی کتبی قلت لا قال لو کان ثقۃ لرأیتہ فی کتبی
ترجمہ بشر بن عمر سے روایت ہے میں نے امام مالک سے پوچھا محمد بن عبد الرحمن کو جو روایت کرتا ہے سعید بن
المسیب سے انہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے ان سے ابو الحویرث کو **ف** یعنے عبد الرحمن
بن معاویہ بن حویرث انصاری مدنی کو حاکم نے کہا وہ قوی نہیں ہے اور امام احمد نے مالک کے قول کا انکار
کیا اور کہا کہ روایت کیا اس سے شعبہ نے اور بخاری نے ذکر کیا اسکو تاریخ میں اور نہیں کلام لیا اس میں
اور شعبہ نے اسکی کنیت ابو الحویریہ نقل کی ہے اور حاکم نے کہا کہ یہ وہم ہے شعبہ کا تقریب میں ہے کہ عبد الرحمن
سچا ہے مگر حافظہ اسکا خراب تھا اور نسبت کیا گیا ہے ساتھ ارجاء کے یعنے مرجئہ ہونیکی **ف** انہوں نے کہا

محمد بن عبد الرحمن

ابو الحویرث

وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے اون سے شعبہ کو جس سے روایت کرتا ہے ابن ابی ذئب انہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے **ف** یہ وہ شعبہ نہیں ہے جو حدیث کے مشہور امام ہیں وہ تو شعبہ بن حجاج بصری ہیں اور یہ شعبہ بن دینار ہاشمی ہے مولی ابن عباس کا اوسکی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو یحیی ہے اوسکو ضعیف کیا ہے بہت اہل حدیث نے احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے کہا وہ کچھ برا نہیں ابن عدی نے کہا میں نے اوسکی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی تقریب میں ہے کہ شعبہ سچا ہے مگر حافظہ اسکا خراب تھا **ف** اور پوچھا میں نے اون سے صالح کو جو مولی ہے توامہ کا اونہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے **ف** یہ صالح بیٹا ہے نبہان کا مدینہ کا رہنے والا اور اسکو مولی توامہ کہتے ہیں اس لیے کہ جس عورت نے اسکو آزاد کیا تھا وہ اپنی بہن کے ساتھ تھی توام پیٹ سے جدا ان پیدا ہوئی تھی امام مالک نے صالح کو ضعیف کیا لیکن روایت کیا اوس سے ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے یحیی بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور مالک نے اسکو پایا جب وہ بوڑھا ہو گیا تھا اور اسکا حافظہ بگڑ گیا تھا اسی طرح ثوری نے بھی اوسکو جب پایا جب وہ سٹھیا گیا تھا تو سنیں اون سے کئی منکر حدیثیں لیکن جن لوگون نے روایت کیا اوس سے قبل اختلاط اپنے حافظہ بگڑنے کے ان کی روایت صحیح ہے ابن عدی نے کہا ابن ابی ذئب اور ابن جریج اور زیاد بن سعد نے اوس سے سنا ہے قبل اختلاط کے اور ان کی روایت میں کوئی برائی نہیں **ف** اور پوچھا میں نے اون سے حرام بن عثمان کو اونہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے **ف** یہ حرام بن عثمان انصاری سلمی ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے یحیی نے کہا وہ شیعہ تھا روایت کرتا ہے جابر بن عبد اللہ سے نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے **ف** اور پوچھا میں نے امام مالک سے ان پانچون آدمیو کو (جنکا ذکر اوپر گذرا) اونہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہیں اپنی حدیث میں اور میں نے پوچھا اون سے ایک اور شخص کو جسکا نام میں بھول گیا تو انہوں نے کہا تونے اوسکی روایت میری کتابون میں دیکھی ہے میں نے کہا نہیں امام مالک نے کہا اگر وہ ثقہ ہوتا تو اسکی روایت میری کتابون میں دیکھتا **ف** اس قول سے معلوم ہوا کہ جن لوگون سے امام مالک نے اپنی کتابون میں روایت کی ہے وہ سب ثقہ ہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ سب لوگون کے نزدیک ثقہ ہون البتہ امام مالک کے نزدیک ثقہ ہیں اور اختلاف کیا ہے علما نے اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی ثقہ شخص ایک مجہول سے روایت کرے تو اس سے اس مجہول کی توثیق ہو گی یا نہیں اکثر کا یہ قول ہے کہ صرف روایت کرنا اوس سے باعث توثیق کا نہیں اور یہی ٹھیک ہے کیونکہ کبھی ثقہ غیر ثقہ سے روایت کرتا ہے نہ اس سبب سے کہ وہ روایت دلیل اور حجت ہو بلکہ اعتبار اور تائید کے لیے البتہ جب ثقہ ایسا کہے

جیسی مالک نے کہا تو جس سے وہ اپنی کتاب مین روایت کرے وہ اسکے نزدیک ثقہ سمجھا جاویگا اور جو ثقہ اثبات کہے کہ جیسی بیان کیا ثقہ نے تو وہ کافی ہے تعدیل کے لیے (نووی) **عن** ابنِ اَبِی ذِئبٍ عَن شُرَحبِیلِ بنِ سَعدٍ وَکَانَ مُتَّهَمًا ترجمہ ابن ابی ذیب نے روایت کیا شرحبیل بن سعد سے اور وہ متہم تہا **ف** یعنی نسبت کیا گیا تہا طرف کذب کی یہ شرحبیل بڑا عالم تہا مغازی کا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہادون کا) سفیان بن عیینہ نے کہا اس سے بڑہ کر کوئی مغازی کا جاننے والا نہ تہا وہ محتاج ہو گیا لوگ اس فکر سے مارے اسکو دیتے کہ ایسا نہو کہ وہ کہدیوے تیرا باپ بدر کی لڑائی مین حاضر نہ تہا اور یہ شرحبیل مولیٰ ہے انصار کا مدنی کنیت اسکی ابو سعد ہے محمد بن سعد نے کہا جو بڑا پرانا بوڑہا تہا روایت کی ہے اوس نے زید بن ثابت اور اکثر صحابہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ تقریب مین ہے کہ وہ سچا ہے لیکن اخیر مین اسکا حافظہ بگڑ گیا تہا سو برس کا ہو کر مرا **عن** عَبدِ اللّٰهِ بنِ المُبَارَکِ یَقُولُ لَو خُیِّرتُ بَینَ اَن اَدخُلَ الجَنَّةَ وَبَینَ اَن اَلقٰی عَبدَ اللّٰهِ بنَ مُحَرَّرٍ لَاختَرتُ اَن اَلقَاهُ ثُمَّ اَدخُلَ الجَنَّةَ فَلَمَّا رَاَیتُهٗ کَانَت بَعرَةٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنهُ ترجمہ عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے وہ کہتے تہے اگر مجہے اختیار دیا جاتا کہ جنت مین جاؤ یا عبد اللہ بن محرر سے ملو تو مین پہلے اوس سے ملتا پہر جنت مین جاتا (ایسی اسکی تعریف سنتا تہا اور اسقدر اوس سے ملنے کا اشتیاق تہا) پہر جب مین اس سے ملا تو ایک اونٹ کی مینگنی مجہے اوس سے بہتر معلوم ہوئی **ف** یعنی ایسا نکما اور خراب نکلا **عن** زَیدٍ یَعنِی ابنَ اَبِی اُنَیسَةَ قَالَ لَا تَاخُذُوا عَن اَخِی ترجمہ زید بن انیسہ نے کہا مت روایت کرو میرے بہائی سے **ف** یعنی یحییٰ بن ابی انیسہ جو روایت کرتا ہے زہری اور عمرو بن شعیب سے اس لیے کہ وہ ضعیف ہے بخاری نے کہا وہ کچہ نہیں نسائی نے کہا ضعیف ہے متروک الحدیث تقریب مین ہے کہ کنیت اسکی ابو زید جزری ہے اور وہ ضعیف ہے نووی نے کہا اوسکا بہائی زید بن ابی انیسہ وہ ثقہ ہے جلیل ہے حجت کی ہے اوس سے بخاری اور مسلم نے محمد بن سعد نے کہا وہ ثقہ ہے کثیر الحدیث اور فقیہ ہے۔ اہل حدیث کا انصاف اور خلوص اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کا کیا خیال رکہتے تہے یا پہر قرابت کا لحاظ نہ کرتے تہے **عن** عُبَیدِ اللّٰهِ بنِ عَمرٍو قَالَ کَانَ یَحیَی بنُ اَبِی اُنَیسَةَ کَذَّابًا ترجمہ عبید اللہ بن عمرو نے کہا یحییٰ بن ابی انیسہ جہوٹا تہا **عن** حَمَّادِ بنِ زَیدٍ قَالَ ذُکِرَ فَرقَدٌ عِندَ اَیُّوبَ فَقَالَ اِنَّ فَرقَدًا لَیسَ صَاحِبَ حَدِیثٍ حماد بن زید نے کہا فرقد ابن یعقوب سنجی ابو یعقوب کا ذکر آیا ایوب کے سامنے انہون نے کہا وہ صاحب حدیث نہین **ف**

شرحبیل بن سعد

عبد اللہ بن محرر الکبیر

یحییٰ بن ابی انیسہ

فرقد

لیے حدیث کا روایت کرنا اور کام ہے فرقہ کو اس میں دخل نہ تھا اگرچہ وہ تابعی تھا اور عابد اور زاہد تھا جیسے
اور کتنا اکثر ... اور چیز ہے اور حدیث کا علم اور ... یحییٰ بن معین سے منقول ہے کہ انہوں نے ثقہ کہا
تقریب میں ہے کہ روایت کیا اس سے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور وہ سچا تھا مگر حدیث میں ضعیف ہے
میزان الاعتدال میں ہے عن عبد الرحمن بن بشر العبدي قال سمعت يحيى بن سعيد القطان
وذكر عنده محمد بن عبيد الله بن عبيد بن عمير الليثي فضعفه جدا فقيل ليحيى أضعف من
يعقوب بن عطاء قال نعم ثم قال ما ظننت أن أحدا يروي عن محمد بن عبيد الله
بن عبيد بن عمير ترجمہ عبد الرحمن بن بشر عبدی کہا میں نے سنا یحییٰ بن سعید قطان سے تھا
ان کے سامنے ذکر آیا محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر لیثی کا تو انہوں نے بہت ضعیف کہا اس کو پس کسی
نے کہا کیا وہ یعقوب بن عطا سے بھی زیادہ ضعیف ہے انہوں نے کہا ہاں میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی محمد بن عبید اللہ
بن عبید بن عمیر سے روایت کرے گا عن بشر بن الحكم قال سمعت يحيى بن سعيد القطان
ضعف حكيم بن جبير وعبد الأعلى وضعف يحيى بن موسى بن دينار قال حديثه ريح
وضعف موسى بن الدهقان وعيسى بن أبي عيسى المدني ترجمہ بشر بن حکم سے روایت ہے انہوں
نے سنا یحییٰ بن سعید قطان سے وہ امام تھے حدیث کے انہوں نے ضعیف کہا حکیم بن جبیر کو ف حکیم
بن جبیر اسدی کوفی ہے شیعہ تھا ابو حاتم رازی نے کہا غالی شیعہ تھا عبد الرحمن بن مہدی سے
پوچھا گیا کہ تم نے حکیم بن جبیر سے روایت کرنا کیوں چھوڑا انہوں نے کہا میں ڈرتا ہوں جہنم کی آگ سے
... اگر میں اس سے نقل کروں گا تو دوزخ میں جاؤں گا ... تقریب میں ہے کہ وہ ضعیف ہے
اور روایت کیا اس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور ضعیف کہا اس کو بخاری اور مسلم
نے ف اور عبد الاعلی ابن عامر ثعلبی ہے کوفی ف تقریب میں ہے کہ وہ سچا ہے مگر وہم کرتا ہے
ف اور ضعیف کہا یحییٰ ابن موسیٰ ابن دینار کو اور کہا کہ حدیث اس کی مثل ہوا کے ہے ف یعنی لغو اور
بے ثبات ... تمام نسخوں میں یحییٰ کے بعد لفظ ابن کا موجود ہے جو غالبا غلطی ہے اور صواب یہ ہے کہ بن کا لفظ
نہ ہو نووی نے کہا یہ غلطی مسلم کی کتاب کے نقل کرنے والوں سے ہوئی ہے صحیح مسلم سے ... موسیٰ بن دینار مکی ہے جو
روایت کرتا ہے سالم سے ف اور موسیٰ بن دہقان کو ف جو بصری ہے روایت کرتا ہے ابن کعب
سے تقریب میں ہے کہ ضعیف ہے ف اور عیسیٰ بن ابی عیسیٰ مدنی کو ف عیسیٰ بن میسرہ ہے

اسکی کنیت ابو موسی ہے یا ابو محمد غفاری مدنی ہے اصل اسکی کوفی ہے اسکو حناط یا خباط کہتے ہین یا خباط یحیی بن
معین نے کہا پہلے خیاط (درزی) تہا پہر اس پیشہ کو چہوڑ کر حناط ہوا (یعنے گیہوں بیچنے لگا غلہ فروش) پہر اسکو چہوڑ کر
خباط ہوا (یعنی پتے جہاڑنیوالا) تقریب مین ہے کہ یہہ متروک ہے قَالَ مُسْلِمٌ وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عِيْسٰى
يَقُوْلُ قَالَ لِي ابْنُ الْمُبَارَكِ اِذَا قَدِمْتَ عَلٰى جَرِيْرٍ فَاكْتُبْ عِلْمَهٗ كُلَّهٗ اِلَّا اَحَادِيْثَ ثَلٰثَةٍ
لَا تَكْتُبْ حَدِيْثَ عُبَيْدَةَ بْنِ مُعَتِّبٍ وَالسَّرِيِّ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ **ترجمہ** حسن بن
عیسی نے کہا مجھسے کہا عبد اللہ بن مبارک نے جب تو جریر کے پاس جاوے تو اُسکا سارا علم لکھہ (یعنے سب جو حدیثیں
اوسکی روایت کرے) مگر تین آدمیون کی حدیثین مت لکھہ عبیدہ بن معتب اور سری بن اسمعیل اور محمد بن سالم
کی روایتین **ف** کیونکہ یہ سب ضعیف ہین نووی نے کہا یہ تینون کوفی ہین اور متروک قَالَ مُسْلِمٌ وَاَمْثَالُ مَا ذَكَرْنَا مِنْ
الْحَجَّاجِ وَاَشْبَاهُهٗ مَا ذَكَرْنَا مِنْ كَلَامِ اَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ مُتَّهَمِيْ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ وَاَخْبَارِهِمْ عَنْ
مَعَايِبِهِمْ كَثِيْرٌ يَطُوْلُ الْكِتَابُ بِذِكْرِهٖ عَلَى اسْتِقْصَائِهٖ وَفِيْمَا ذَكَرْنَا كِفَايَةٌ لِمَنْ تَفَهَّمَ
وَعَقَلَ مَذْهَبَ الْقَوْمِ فِيْمَا قَالُوْا مِنْ ذٰلِكَ وَبَيَّنُوْا **ترجمہ** مسلم نے کہا اور اسکی مانند جو ہمنے ذکر
کیا اہل حدیث کا کلام متہم راویون مین اور انکے عیبون مین بہت ہے جسکے سب بیان کرنے سے کتاب لمبی ہو
جاویگی اور جس قدر ہمنے بیان کیا وہ کافی ہے اوس شخص کے لیے جو قوم کا مذہب سمجہے بوجہہ جاوے **ف**
یعنے یہ کتاب کچہہ جرح اور تعدیل کی تہوڑی ہے کہ اوسمین سب راویونکا حال بیان کیا جاوے بلکہ جرح اور
تعدیل کی تو جدا بڑی بڑی کتابین بنی ہین جنمین تمام راویونکا اپنے اپنے احوال بیان کیا گیا ہے

بیان اسکا جو راویونکا عیب اہل حدیث کے
اقوال سے بیان کیا گیا صرف اس مقصد کے لیے کہ اہل حدیث کے نزدیک راویون کا عیب اور تہمت بیان کرنا برا
نہین اور اسکو غیبت مین داخل نہین کرتے وَاِنَّمَا اَلْزَمُوْا اَنْفُسَهُمُ الْكَشْفَ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ
الْحَدِيْثِ وَنَاقِلِي الْاَخْبَارِ وَاَفْتَوْا بِذٰلِكَ حِيْنَ سُئِلُوْا لِمَا فِيْهِ مِنْ عَظِيْمِ الْخَطَرِ اِذِ الْاَخْبَارُ
فِيْ اَمْرِ الدِّيْنِ اِنَّمَا تَاْتِيْ بِتَحْلِيْلٍ اَوْ تَحْرِيْمٍ اَوْ اَمْرٍ اَوْ نَهْيٍ اَوْ تَرْغِيْبٍ اَوْ تَرْهِيْبٍ فَاِذَا كَانَ
الرَّاوِيْ لَهَا لَيْسَ بِمَعْدِنٍ لِلصِّدْقِ وَالْاَمَانَةِ ثُمَّ اَقْدَمَ عَلَى الرِّوَايَةِ عَنْهُ مَنْ قَدْ عَرَفَهٗ
وَلَمْ يُبَيِّنْ مَا فِيْهِ لِغَيْرِهٖ مِمَّنْ جَهِلَ مَعْرِفَتَهٗ كَانَ اٰثِمًا بِفِعْلِهٖ ذٰلِكَ غَاشًّا لِعَوَامِّ الْمُسْلِمِيْنَ
اِذْ لَا يُؤْمَنُ عَلٰى بَعْضِ مَنْ سَمِعَ تِلْكَ الْاَخْبَارَ اَنْ يَسْتَعْمِلَهَا اَوْ يَسْتَعْمِلَ بَعْضَهَا وَلَعَلَّهَا

عظم الخطر

آثما

أَوْ أَكْثَرُهَا أَكَاذِيْبُ لَا أَصْلَ لَهَا مَعَ أَنَّ الْأَخْبَارَ الصِّحَاحَ مِنْ رِوَايَةِ الثِّقَاتِ وَأَهْلِ الْقَنَاعَةِ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى نَقْلِ مَنْ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَلَا مُقْنِعٍ خ آحا

ترجمہ اور حدیث کے اماموں نے راویوں کا عیب کھولدینا ضرور سمجھا اور اس بات کا فتوی دیا جب ان سے پوچھا گیا اس لیے کہ یہ بڑا مہم کام ہے کیونکہ دین کی بات جب نقل کیجاویگی تو وہ کسی امر کے حلال ہونے کے لیے ہوگی یا حرام ہونے کے لیے یا اوسمین کسی بات کا حکم ہوگا یا کسی بات کی ممانعت ہوگی یا کسی کام کے طرف رغبت دلائی جاویگی یا کسی کام سے ڈرایا جاویگا بہرحال جب آدمی سچا اور امانت دار نہو پھر اوس سے کوئی روایت کرے جو اسکے حال کو جانتا ہو اور وہ حال دوسرے سے بیان نکرے جو نہ جانتا ہو تو گنہگار ہوگا اور دہوکا دینے والا ہوگا عوام مسلمانوں کو اس لیے کہ بعضے لوگ ان حدیثوں کو سنینگے اور ان سب پر یا بعض پر عمل کرینگے اور شاید وہ سب یا اوسمین سے اکثر جھوٹی ہوں (اور بعضے نسخوں میں یہ ہے کہ اوسمین کم یا بہت جھوٹی ہوں) جنکی اصل نہ ہو حالانکہ صحیح حدیثیں ثقہ لوگوں کی اور جن کے روایت پر قناعت ہوسکتی ہے کیا کم ہیں کہ بے اعتبار اور جنکی روایت پر قناعت نہیں ہوسکتی اونکی روایتوں کی احتیاج پڑے **ف** یعنی روایت کرنے کے لیے صحیح حدیثیں ہزاروں ہیں پھر ضرورت کیا ہے کہ انکو چھوڑکر ضعیف اور منکر اور موضوع حدیثوں کو نقل کرے

وَلَا أَحْسِبُ كَثِيْرًا مِمَّنْ يُعَرِّجُ مِنَ النَّاسِ عَلَى مَا وَصَفْنَا مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ الضِّعَافِ وَالْأَسَانِيْدِ الْمَجْهُوْلَةِ وَيَعْتَدُّ بِرِوَايَتِهَا بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْوَهْنِ وَالضَّعْفِ إِلَّا أَنَّ الَّذِيْ يَحْمِلُهُ عَلَى رِوَايَتِهَا وَالْاِعْتِدَادِ بِهَا إِرَادَةُ التَّكَثُّرِ عِنْدَ الْعَوَامِّ وَلِأَنْ يُقَالَ مَا أَكْثَرَ مَا جَمَعَ فُلَانٌ مِنَ الْحَدِيْثِ وَأَلَّفَ مِنَ الْعَدَدِ وَمَنْ ذَهَبَ فِي الْعِلْمِ هٰذَا الْمَذْهَبَ وَسَلَكَ هٰذَا الطَّرِيْقَ فَلَا نَصِيْبَ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ بِأَنْ يُسَمَّى جَاهِلًا أَوْلَى مِنْ أَنْ يُنْسَبَ إِلَى عِلْمٍ

ن الناس — م بذ — ن العلم

ترجمہ اور میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس قسم کی ضعیف حدیثیں اور مجہول سندیں نقل کی ہیں اور ان میں مصروف ہیں اور وہ جانتے ہیں اون کے ضعف کو تو ان کی غرض یہ ہے کہ عوام کے نزدیک اپنی کثرت علم ثابت کریں اور اس لیے کہ لوگ کہیں سبحان اللہ فلان شخص نے کتنی بہت حدیثیں جمع کی ہیں اور جس شخص کی یہ چال ہے اور اسکا یہ طریقہ ہے اوسکا علم حدیث میں کچھ حصہ نہیں اور وہ جاہل کہلانے کا زیادہ سزاوار ہے عالم کہلانے سے **ف** کیونکہ عالم وہ ہے جسکو عالم لوگ تسلیم کریں اور جاہل ناواقف لوگوں کا کیا اعتبار ہے وہ اگر ایسے شخص کو بڑا عالم خیال کریں تو اون کے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے حدیث کے امام

اور فاضل ہمیشہ ایسے شخص کو جو ہر قسم کی حدیثین نقل کرے اور صحیح اور ضعیف مین تمیز نکرے جاہل اور بیوقوف
جانین گے - امام نووی نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ راویون کا عیب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب
ہے باجماع علما رہ واسطے کہ شریعت کی حفاظت ضروری امر ہے اور یہ غیبت مین داخل نہین جو حرام ہے بلکہ نصیحت
ہے اللہ اور رسول اللہ اور مسلمانون کے لیے یعنی سب کی خیرخواہی ہے اور ہمیشہ امت محمدی کے فاضل اور پرہیزگار
اور تقوی شعار لوگ ایسا کرتے چلے آئے ہین جیسے مسلم نے اس باب مین کتنے ایک بزرگون کے اقوال نقل کیے
ہین اور مین نے بھی بخاری کی شرح کے شروع مین چند اقوال اس قسم کے بیان کیے ہین مگر یہ امر ضروری ہے کہ جو شخص
راویون کا عیب بیان کرے وہ خدا سے ڈرے اور سمجھ سوچ کر کہے اور سستی اور کاہلی سے پرہیز کرے اور اُس شخص
کا عیب بیان نکرے جو عیب سے پاک ہو یا جسکا عیب فاش نہوا ہو اس لیے کہ جرح کرنے سے بھی ایک مفسدہ پیدا ہوتا
ہے وہ یہ کہ اُس راوی کی روایتین قابل اعتبار کے نہین رہتین اور اُسکی حدیثین سب رد ہو جاتی ہین پھر اگر
جرح غلط ہو تو گویا صحیح روایتون اور حدیثون کو رد کیا اسیواسطے جرح اُسی شخص کا مقبول ہے جو خود صاحب معرفت
مقبول القول ہو ورنہ جرح کرنے والے کو جرح کرنا درست نہین اب یہ بات کہ جرح اور تعدیل دونون مین ایک
شخص کا کہنا کافی ہے یا کئی شخص ہونا چاہیین اس مسئلہ مین علما کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک شخص کا
کہنا کافی ہے پھر یہ بات کہ جرح کا سبب بیان کرنا ضروری ہے یا نہین اسمین بھی اختلاف ہے امام شافعی اور اکثر علما کا
یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضروری ہے اور جرح مبہم مقبول نہین اور قاضی ابوبکر باقلانی وغیرہ کا یہہ قول ہے
کہ سبب بیان کرنا ضرور نہین اور بعضون کا یہ قول ہے کہ جو شخص جرح کے اسباب کو پہچانتا ہے اوسکے لیے
سبب بیان کرنا ضرور نہین اور جو نہین پہچانتا اوسکو ضروری ہے پھر جن لوگون کے نزدیک جرح مین سبب کا
بیان کرنا ضروری ہے وہ کہتے ہین کہ جرح مبہم کا اثر صرف اسیقدر ہوگا کہ اوسکی نسبت تحقیق ہونے تک توقف کرینگے جب
تک اُس جرح کا ثبوت یا ابطال نہو اب صحیحین مین جو بعضے ایسے راوی ہین جنپر اگلے لوگون نے جرح کی ہے
تو اوسکی جرح مبہم ہے جو ثابت نہین ہوئی اگر بعضے لوگ جرح کرین اور بعضے تعدیل ایک ہی راوی کی تو قول
مختار جسپر جمہور علما اور محققین ہین یہ ہے کہ جرح قبول کیجاویگی اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اگرچہ تعدیل کرنیوالے
عدد مین زیادہ ہون اور بعضون نے کہا کہ اگر تعدیل کرنیوالے زیادہ ہون تو تعدیل مقدم ہے مگر صحیح پہلا
قول ہے - امام مسلم نے اس باب مین شعبی سے نقل کیا کہ انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حارث اعور نے
اور وہ کذاب تھا اور کئی اور شخصون سے نقل کیا کہ حدیث بیان کی ہم سے فلان نے اور وہ متہم تھا اس مقام پر

یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان اماموں نے ایسے لوگوں سے کیوں روایت کی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وے لوگ کذاب اور متہم ہین اور اسکے کئی جواب ہین ایک یہ کہ انہوں نے روایت کیا لوگوں کو جتانے کے لیے کہ اوس روایت کے ضعف سے آگاہ ہو جاوین دوسری یہ کہ ضعیف شخص سے بطور استشہاد اور تائید کے روایت کرنا درست ہے مگر بالانفراد اُسکی روایت حجت پکڑنے کے لائق نہین تیسری یہ کہ ضعیف شخص کی سب روایتین جھوٹی نہین ہوتین تو حدیث کے امام اوسکی صحیح روایتوں کو پہچان لیتے ہین اور انکو روایت کرتے ہین اور ضعیف اور باطل کو چھوڑ دیتے ہین اور یہہ امر اونپر آسان ہے جیسے کسی نے سفیان ثوری سے کہا جب انہوں نے کلبی (محمد بن سائب) سے روایت کرنیکو منع کیا کہ تم کیوں اُس سے روایت کرتے ہو انہوں نے کہا کہ مین اوسکے جھوٹ اور سچ کو پہچان لیتا ہوں چوتھی یہ کہ اکثر ضعیف شخصوں سے ترغیب اور ترہیب اور فضائل اور قصص اور زہد اور اخلاق کی حدیثین روایت کرتے ہین جو کسی شئی کی حلت یا حرمت سے متعلق نہین اور اہل حدیث نے اس قسم کی ضعیف روایتوں کو جائز رکھا ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہوں لیکن حدیث کے اماموں نے ضعیف لوگوں سے کسی قسم کی روایت کرنا بالانفراد جائز نہین رکھا نہ محققین علماء نے اور یہ جو بعض فقیہوں کی (جیسے صاحب ہدایہ کے) عادت ہے کہ ہر قسم کی روایت نقل کرتے ہین یہ عمدہ بات نہین بلکہ نہایت بری بات ہے اسلیے کہ اگر انکو معلوم تھا کہ یہ روایت ضعیف ہے تو درست نتھا دلیل لانا اُس سے کیونکہ سب علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ضعیف حدیث احکام شرعیہ مین قابل حجت پکڑنے کی نہین ہے اور اگر انکو معلوم نتھا ضعف اُسکا تو بھی درست نتھی یہ بات کہ نقل کرتے اوسکو بغیر جانچے ہوئے یا اور اہل علم سے پوچھکر کے ظاہر ہے یعنے حدیث بنانیوالوں کی دو قسمین ہین ایک تو وہ جنکا جھوٹ صاف کھل گیا ہے وہ کئی طرح ہین بعضے تو ایسے کہ صاف تراش لیتے ہین حضرت پر جو بات آپ نے نہین فرمائی جیسے زندیق بدین لوگ جنکے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہین یا اسکام کو اچھا اور ثواب سمجھتے ہین جیسے بعضے جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور اخلاق مین لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے حدیثین بنا لیتے ہین یا اپنا فخر جتانے کے لیے نئی اور نادر روایتوں سے جیسے فاسق اہل حدیث کرتے ہین یا تعصب سے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے جیسے بدعتی شیعہ اور قدریہ اور جہمیہ خذلہم اللہ تعالی اور اہل علم کے نزدیک ہر ایک طبقے کے لوگ ان مین سے معین اور معلوم ہو گئے ہین اور بعضے ان کذابین مین سے ایسے ہین جو حدیث کے متن کو نہین بناتے لیکن اوسکے لیے ایک صحیح سند تراش لیتے ہین اور بعضے سند کو اولٹ پلٹ دیتے ہین اور بعضے

اوسمین ٹرہا دیتے ہین اور اس سے مقصود اپنا فضل ظاہر کرنا یا اپنی جہالت رفع کرنا ہوتا ہے اور بعضے اس طرح
جہوٹ بولتے ہین کہ جن سے نہین سنا اُنسے کہتے ہین ہم نے سنا ہی یا جن سے نہین ملی اوس سے ملنا بیان کرتے
ہین اور اُس کی صحیح حدیثین نقل کرتے ہین اور بعضے کیا کرتے ہین کہ صحابی یا تابعی یا حکیم کے قول کو بڑہا کر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کر دیتے ہین اس سب قسمون کے لوگ کذاب ہین اور متروک ہین اہلحدیث کے نزدیک
اسی طرح وہ شخص جو حدیث کی روایت پر جرات کرتا ہے بغیر اُسکو تحقیق کیے ہوئے اور جانچے ہوئے تو ایسے لوگون
سے روایت نہین کرتے نہ اونکی روایتین قبول کرتے ہین اگرچہ صرف ایک ہی بار انہون نے ایسا کیا ہو کیونکہ
جب ایک بار بے احتیاطی کی تو انہون کا اعتبار جاتا رہا جیسے جہوٹا گواہ ایک بار جہوٹی گواہی دینے سے اُسکی
گواہی اعتبار کے لائق نہین رہتی پہر اگر ایسا شخص توبہ کرے تو آئندہ بھی اُسکی روایت قبول ہوگی یا نہ ہوگی اس
مین اختلاف ہی لیکن ظاہر یہ ہے کہ قبول ہو اسلیے کہ توبہ سے سب قسم کے گناہ معاف ہوجاتے ہین اور جنہون نے
آئندہ بھی قبول نہ کیا اونکی حجت یہ ہی کہ یہ گناہ نہایت سخت ہی یعنے حضرت پر جہوٹ باندہنا تو اسکی سزا بھی
سخت ہونا چاہیے کیونکہ آپ نے خود فرمایا کہ مجہپر جہوٹ باندہنا ایسا نہین ہے جیسے اور کسی پر جہوٹ باندہنا۔
دوسرے قسم کاذبین کی یہ ہے کہ حدیثون مین تو وہ کسی قسم کا جہوٹ نہین بولتے لیکن اور دنیا کی باتون مین
جہوٹ بولتے ہین ایسے لوگون کی روایت بھی قبول نہین ہوتے نہ اون کی گواہی قبول ہی البتہ اگر
توبہ کرین تو قبول ہوسکتی ہے پر اگر ایک آدہ جہوٹ کسی دنیا کی بات مین نکل جاوے اور وہ معلوم
اور مشہور نہو تو اُسکی روایت قبول ہوگی کیونکہ احتمال ہی کہ اوس سے غلطی ہوئی یا وہم ہوا اور جو وہ خود عمداً جہوٹ بولنے
کا اقرار کرے بشرطیکہ اُسکی جہوٹ سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچا ہو اور پہر توبہ کرے تو بہی اُسکی روایت
قبول ہوگی کیونکہ یہ نادر ہے اور اون گناہون مین نہین جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہین اور اس قسم کی خطائین
اکثر لوگون سے سرزد ہوجاتی ہین ایسا ہی حکم ہے اُس جہوٹ کا جو بطریق تعریض یا ظرافت کے ہو کیونکہ وہ درحقیقت
جہوٹ نہین اگرچہ صورت مین جہوٹ ہی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انو انجشہ کو کہ وہ اپنی [illegible]
سے مین پر نہین کہتا (یعنے اکثر مزاح کیا کرتا ہے) ایسا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہی کیا کہ اپنی
بی بی کو بہن بتلایا یہ توریہ ہے جو بنظر مصلحت درست ہی تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی) **باب**
صِحَّةِ الاحْتِجَاجِ بِالحَدِيثِ المُعَنْعَنِ إِذَا أَمْكَنَ لِقَاءُ المُعَنْعِنِينَ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِمْ مُدَلِّسٌ [illegible]
بیان مین اسبات کی کہ معنعن حدیث سے حجت پکڑنا صحیح ہے جب معنعن راوی کی ملاقات ممکن ہو اور اُن مین

کوئی تدلیس کرنے والا نہ ہو **ف** معنعن اوس حدیث کو کہتے ہین جسکی اسناد مین فلان عن فلان ہو یعنی فلان
نے فلانے سے اور اوسنے فلانے سے روایت کیا چونکہ ایسی اسناد مین راوی یون نہین کہتا کہ مینے فلان سے سنا
یا اوسنے مجھہ سے بیان کیا تو شبہ رہتا ہی کہ ایکنے دوسرے سے سنا ہی یا نہین ایسا نہ ہو کہ بیچ مین کوئی راوی رہ گیا
ہو اسواسطے معنعن حدیث کی حجت ہونے مین علما کا اختلاف ہی بعضون کا یہ قول ہے کہ اگر ایک راوی نے دوسرے
کا زمانہ پایا ہو اور اوسکی ملاقات اوس سے ممکن ہو تو وہ روایت محمول ہوگی اتصال پر اور حجت ہوگی امام مسلم کا یہی
مذہب ہی اور اس باب مین اسیکو ثابت کیا ہی اور بعضے یہ کہتے ہین کہ صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی نہین بلکہ ضرور
ہے کہ کم سے کم ایکبار اوس راوی کے دوسرے راوی سے ملاقات ہو جانا ثابت ہو جاوے امام مسلم نے کہا کہ یہ قول
اعتبار کے لائق نہین اور بالکل نیا مذہب ہے جو اہل علم مین سے کسی نے اختیار نہین کیا اور بدعت ہی پر محققین علما
نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور مسلم کے مذہب کو ضعیف کیا ہی علی بن المدینی اور بخاری اور ایک جماعت علما
مسلم کے خلاف مین ہین بلکہ بعضون نے اس سے زیادہ اور شرطین بھی کی ہین کہ اوس راوی کے دوسرے راوی سے
ملاقات معلوم اور مشہور ہو اور اون مین صحبت رہی ہو مگر ابن مدینی اور بخاری نے جو قول اختیار کیا ہے
وہی صحیح ہے کہ جب کم سے کم ایکبار ملاقات ثابت ہوگئی تو روایت متصل سمجھی جاوے گی کیونکہ راوی کا
حال معلوم ہے کہ اوسکی عادت تدلیس کی نہین تدلیس کے معنے چھپانا اور اصطلاح اہل حدیث مین تدلیس اسکو
کہتے ہین کہ راوی اپنے شیخ کو جس سے حدیث سنی ہے چھپا کر اوس کے اوپر کے راوی کا نام لیوے تا لوگون کو معلوم
ہو کہ اسنے اوس سے سنا ہے اور یہ عادت بعضے اہل حدیث کی تھی جنکا حال معلوم ہو گیا ہے کہ وہ اپنا علو اسناد
جتلانے کے لیے یا کسی ادنے شخص سے روایت کرنے مین شرم کر کے تدلیس کیا کرتے تھے پھر اگر ایسا تدلیس کرنے
والا راوی معنعن حدیث مین ہو تو وہان ایکبار ملاقات ہونا یا ملاقات ممکن ہونا کسی کے نزدیک حدیث کے
متصل ہونے کے لیے کافی نہوگا جب تک صاف معلوم نہ ہو جاوے کہ درحقیقت اس مدلس راوی کی صحبت اور ملاقات
دوسرے راوی سے ہوئی تھی بعضون نے یہ کہا ہے کہ معنعن روایت بالکل کسی صورت مین حجت کے لائق نہین مگر یہ
قول مردود ہی باجماع سلف اسکو کسینے اختیار نہین کیا (نووی مع زیادہ) نووی نے اس باب کے ترجمے کو اسیطرح
قائم کیا ہی جیسے اوپر لکھا گیا لیکن نسخہ مطبوعہ کلکتہ مین یہ باب یون لکھا ہے باب مَا تَصِحُّ بِهِ رِوَايَةُ الرُّوَاةِ
بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ وَالتَّنْبِيهِ عَلَى مَنْ غَلَطَ فِي ذٰلِكَ یعنی باب بیان مین اس بات کے کہ کیونکر صحیح ہوتی ہے
روایت ایک راوی کی دوسرے راوی سے اور بیان اوس غلطی کا جو لوگون نے اسمقام مین کی ہے ۔ اگرچہ یہ ترجمہ

بھی برا نہیں ہے پر نووی نے جو ترجمہ کیا ہے وہ زیادہ مناسب ہے اور اولی ہے اسواسطے ہم نے اوسی کو اختیار کیا اور
وجہ اس اختلاف کی یہی ہے جو اوپر گذری کہ امام مسلم نے خود تو باب کا نام بھی لکھے نہیں لوگوں نے انکے بعد انکے
پھر ہر ایک نے مناسب دیکھکر اپنی رائے سے باب قائم کیے ہم بھی جو ترجمہ زیادہ مناسب ہوگا اوسی کو لکھا کرینگے
وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَحِلِي الْحَدِيثِ مِنْ أَهْلِ عَصْرِنَا فِي تَصْحِيحِ الْأَسَانِيدِ وَتَسْقِيمِهَا بِقَوْلٍ لَوْ ضَرَبْنَا
عَنْ حِكَايَتِهِ وَذِكْرِ فَسَادِهِ صَفْحًا لَكَانَ رَأْيًا مَتِينًا وَمَذْهَبًا صَحِيحًا إِذِ الْإِعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ
الْمُطَّرَحِ أَحْرَى لِإِمَاتَتِهِ وَإِخْمَالِ ذِكْرِ قَائِلِهِ وَأَجْدَرُ أَنْ لَا يَكُونَ ذَلِكَ تَنْبِيهًا لِلْجُهَّالِ عَلَيْهِ
غَيْرَ أَنَّا لَمَّا تَخَوَّفْنَا مِنْ شُرُورِ الْعَوَاقِبِ وَاغْتِرَارِ الْجَهَلَةِ بِمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ وَإِسْرَاعِهِمْ
إِلَى اعْتِقَادِ خَطَأِ الْمُخْطِئِينَ وَالْأَقْوَالِ السَّاقِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَأَيْنَا الْكَشْفَ عَنْ فَسَادِ قَوْلِهِ وَ
رَدِّ مَقَالَتِهِ بِقَدْرِ مَا يَلِيقُ بِهَا مِنَ الرَّدِّ أَجْدَى عَلَى الْأَنَامِ وَأَحْمَدَ لِلْعَاقِبَةِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

من / تسقیمها / اذا / لا تخوفنا / علی الانام

ترجمہ امام مسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں بعضے ایسے لوگوں نے جنہوں نے جھوٹ موٹ اپنے تئیں محدث
قرار دیا ہے اسناد کی صحت اور سقم میں ایک قول بیان کیا ہے اگر ہم بالکل اوسکو نقل نکرین اور اسکا ابطال نہ
لکھیں تو عمدہ تجویز ہوگی اور ٹھیک رستہ ہوگا اس لیے کہ غلط بات کی طرف التفات نہ کرنا اوسکو مٹانے کے لیے
اور اوسکے کہنے والے کا نام کھو دینے کے لیے بہتر ہے اور مناسب ہے جاہلوں کے لیے تا انکو خبر بھی نہو اوس غلط
بات کی مگر اسوجہ سے کہ ہم انجام کی برائی سے ڈرتے ہیں اور یہ بات دیکھتے ہیں کہ جاہل نئی بات پر فریفتہ ہو جاتے
ہیں اور غلط بات پر جلد اعتقاد کر لیتے ہیں جو علما کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوتی ہے ہم نے اوس قول کی غلطی
بیان کرنا اور اسکو رد کرنا جیسا چاہیے لوگوں کے لیے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا اور اسکا انجام بھی نیک ہوگا
اگر خدا عزوجل چاہے وَزَعَمَ الْقَائِلُ الَّذِي افْتَتَحْنَا الْكَلَامَ عَلَى الْحِكَايَةِ عَنْ قَوْلِهِ وَالْإِخْبَارِ
عَنْ سُوءِ رَوِيَّتِهِ أَنَّ كُلَّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ فِيهِ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ وَقَدْ أَحَاطَ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدْ
كَانَا فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ وَجَائِزٌ أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَى الرَّاوِي عَمَّنْ رَوَى عَنْهُ قَدْ
سَمِعَهُ مِنْهُ وَشَافَهَهُ بِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَعْلَمُ لَهُ مِنْهُ سَمَاعًا وَلَمْ نَجِدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ
أَنَّهُمَا الْتَقَيَا قَطُّ أَوْ تَشَافَهَا بِحَدِيثٍ أَنَّ الْحُجَّةَ لَا تَقُومُ عِنْدَهُ بِكُلِّ خَبَرٍ جَاءَ هَذَا الْمَجِيءَ حَتَّى
يَكُونَ عِنْدَهُ الْعِلْمُ بِأَنَّهُمَا قَدِ اجْتَمَعَا مِنْ دَهْرِهِمَا مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ تَشَافَهَا بِالْحَدِيثِ
بَيْنَهُمَا أَوْ يَرِدَ خَبَرٌ فِيهِ بَيَانُ اجْتِمَاعِهِمَا وَتَلَاقِيهِمَا مَرَّةً مِنْ دَهْرِهِمَا فَمَا فَوْقَهَا فَإِنْ

لم يكن عنده علم ذلك ولم يأت رواية تخبر أن هذا الراوي عن صاحبه قد لقيه مرة تأتِ
وسمع منه شيئا لم يكن في نقله الخبر عمن روى عنه علم ذلك والأمر كما وصفنا حجة
وكان الخبر عنده موقوفا حتى يرد عليه سماعه منه لشيء من الحديث قل أو كثر
في رواية مثل ما ورد **ترجمہ** اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے گفتگو شروع کی اور جسکو فکر
اور خیال کو ہم نے باطل کہا یون گمان کیا ہے کہ جو اسناد ایسا ہو جسمین فلان عن فلان ہو اور یہ بات معلوم ہو
گئی ہو کہ وہ دونون ایک زمانہ مین تھے اور ممکن ہو کہ حدیث ایک نے دوسرے سے سُنی ہو اور اس سے ملا ہو مگر ہمکو
یہ معلوم نہین ہوا کہ اوس نے اوس سے سنا ہے نہ ہم نے کسی روایت مین اسبات کی تصریح پائی کہ وہ دونون ملے
تھے اور آپس مین منہ در منہ بات چیت ہوئی تھی تو ایسے اسناد سے جو حدیث روایت کیجاوے وہ حجت نہین ہے
جب تک یہ بات معلوم نہ ہو کہ کم سے کم وہ دونون اپنی عمر مین ایکبار ملے تھے اور ایک نے دوسرے سے بات چیت کی
تھی یا ایسی کوئی حدیث روایت کی جاوے جسمین اس امر کا بیان ہو کہ وہ دونون کی ملاقات ایک بار یا زیادہ ہوئی تھی
اگر اسبات کا علم نہو اور نہ کوئی حدیث ایسی روایت کیجاوے جس سے ملاقات اور سماع کا ثبوت ہو تو ایسی حدیث کا نقل
کرنا جس سے ملاقات کا علم نہ ہو ایسی حالت مین حجت نہین ہے اور وہ حدیث موقوف رہیگی یہانتک کہ اون
دونون کا سماع تھوڑا یا بہت دوسری روایت سے معلوم ہو وهذا القول يرحمك الله في الطعن في
الأسانيد قول مخترع مستحدث غير مسبوق صاحبه إليه ولا مساعد له من أهل العلم
عليه وذلك أن القول الشائع المتفق عليه بين أهل العلم بالأخبار والروايات قديما
وحديثا أن كل رجل ثقة روى عن مثله حديثا وجائز ممكن له لقاؤه والسماع منه لكونهما
جميعا كانا في عصر واحد وإن لم يأت في خبر قط أنهما اجتمعا ولا تشافها بكلام فالرواية كانا
ثابتة والحجة بها لازمة إلا أن يكون هناك دلالة بينة أن هذا الراوي لم يلق من تكون
روى عنه أو لم يسمع منه شيئا فأما والأمر مبهم على الإمكان الذي فسرنا فالرواية
على السماع أبدا حتى يكون الدلالة التي بينا **ترجمہ** اور یہ قول اسناد کے باب مین خدا تجھ پر رحم کرے تكونا
ایک نیا ایجاد کیا ہوا ہے جو پہلے کسی نے نہین کہا نہ حدیث کے عالمون نے اوسکی موافقت کی ہے اس لیے کہ مشہور
مذہب جس پر اتفاق ہے اہل علم کا اگلے اور پچھلون کا وہ یہ ہے کہ جب کوئی ثقہ شخص کسی ثقہ شخص سے جیسا کہ وہ ہے ایک حدیث کو اور
ان دونون کی ملاقات جائز اور ممکن ہو (باعتبار سن اور عمر کے) اسوجہ سے کہ وہ دونون ایک زمانے مین موجود

تھی اگرچہ کسی حدیث مین اسبات کی تصریح نہو کہ وہ دونون ملے تھے یا اُن مین روبرو بات چیت ہوئی تھی تو وہ حدیث حجت ہی اور وہ روایت تابعین ہی البتہ اگر اس امر کی وہان کوئی کھلی دلیل ہو کہ درحقیقت یہ راوی دوسرے راوی سے نہین ملا یا اوس سے کچھ نہین سُنا تو وہ حدیث حجت نہوگی لیکن جب تک امر مبہم رہی (یعنی گول گول اور کوئی دلیل نہ سننے اور نہ ملنے کی نہو) تو صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی ہوگا اور وہ روایت سماع پر محمول کی جاویگی فَيُقَالُ لِمُخْتَرِعِ هٰذَا الْقَوْلِ الَّذِي وَصَفْنَا مَقَالَتَهُ أَوْ لِلذَّابِّ عَنْهُ قَدْ أَعْطَيْتَ فِي جُمْلَةِ قَوْلِكَ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ الثِّقَةِ حُجَّةٌ يَلْزَمُ بِهِ الْعَمَلُ ثُمَّ أَدْخَلْتَ فِيهِ الشَّرْطَ بَعْدُ فَقُلْتَ حَتّٰى يُعْلَمَ أَنَّهُمَا قَدْ كَانَا الْتَقَيَا مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا فَهَلْ تَجِدُ هٰذَا الشَّرْطَ الَّذِي اشْتَرَطْتَهُ عَنْ أَحَدٍ يَلْزَمُ قَوْلُهُ وَإِلَّا فَهَلُمَّ دَلِيلًا عَلٰى مَا زَعَمْتَ فَإِنِ ادَّعٰى قَوْلَ أَحَدٍ مِنْ عُلَمَاءِ السَّلَفِ بِمَا زَعَمَ مِنْ إِدْخَالِ الشَّرِيطَةِ فِي تَثْبِيتِ الْخَبَرِ طُولِبَ بِهِ وَلَنْ يَجِدَ هُوَ وَلَا غَيْرُهُ إِلٰى إِيجَادِهِ سَبِيلًا وَإِنْ هُوَ ادَّعٰى فِيمَا زَعَمَ دَلِيلًا يَحْتَجُّ بِهِ قِيلَ لَهُ وَمَا ذٰلِكَ الدَّلِيلُ ذٰلِكَ

ترجمہ پہر جس شخص نے یہ قول نکالا ہے یا اوسکی حمایت کرتا ہی اوس سے یون گفتگو کرین گے کہ خود تیری ہی سارے کلام سے یہ بات نکلی کہ ایک ثقہ شخص کی روایت دوسرے ثقہ شخص سے حجت ہی جسپر عمل کرنا واجب ہی **ف** اس مقام پر امام مسلم نے ایک بڑا ضروری قاعدہ شرع کا بیان کیا وہ کیا ہے عمل کرنا خبر واحد پر علما نے کہا ہی کہ حدیث یعنی خبر دو قسم کی ہے ایک متواتر ایک احاد متواتر وہ تو ہی جس کے روایت کرنیوالے اتنے آدمی ہون کہ ان سبکا جھوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال معلوم ہو اور ہر طبقے مین اوسکے راوی اتنی کثرت سے ہون اس قسم کی روایت سے تو علم بھی حاصل ہوتا ہے یعنی یقین اور اسپر عمل بھی واجب ہوتا ہے خبر احاد وہ ہی جسکو ہر طبقے مین اتنے راویون نے نقل نہ کیا ہو خواہ ایک ہی راوی نے نقل کیا ہو یا زیادہ نے اگرچہ بعضے طبقون مین اسکے راوی کثرت سے ہون مثلاً ایک ہی صحابی نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے پر بہت سے تابعین نے اوس صحابی سے سنا ہی تو اگرچہ وہ حدیث مشہور ہوگی پر خبر احاد مین داخل ہے۔ خبر احاد کے حکم مین علما کا بہت اختلاف ہی مگر جمہور اہل اسلام صحابہ اور تابعین اور انکے بعد اور محدثین اور فقہا اور علما کا مذہب یہ ہی کہ خبر واحد کا راوی اگر ثقہ ہو تو وہ حجت ہی اور اوس سے ظن حاصل ہوتا ہے اگرچہ یقین جیسا متواتر سے حاصل ہوتا ہے نہین ہوتا اور اوسپر عمل کرنا واجب ہی اور اوسکے مقابلے مین قیاس اور راے کو ترک کرنا چاہیے اور اگر خبر احاد پر عمل واجب نہو تو سارا حدیث کا علم بیکار ہو جاتا ہے کیونکہ حدیثین متواتر ایک یا دو سے زیادہ نہین ہین سب احاد ہین پہر سوا قرآن کے کچھ باقی نہین رہتا اور قدریہ اور رافضہ کا قول یہی ہی کہ خبر واحد پر عمل واجب نہین

ہے اور بعضی اہل حدیث کا قول یہ ہی کہ خبر واحد علم اور عمل دونون کو موجب ہی مثل خبر متواتر کے اس لیے کہ راوی ثقہ اور
معتبر ہے اور بعضون کا قول یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کے احاد حدیثین علم کی موجب ہین اور عمل کو بھی باقی کتابون کی
احاد حدیثین صرف عمل کی موجب ہین مگر یہ سب احتمال ضعیف ہین اور صحیح وہی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ خبر واحد پر عمل واجب
ہوتا ہے اور اس سے علم یقینی حاصل نہین ہوتا اسیواسطے اعتقادات مین خبر واحد پر بھروسا نہین ہوسکتا البتہ اگر خبر
آحاد بہت سی ہون جن سے ایک مشترک مضمون پیدا ہو تو وہ مضمون متواتر ہوجاویگا اور ایسی حدیث کو متواتر المعنی
کہتے ہین اسمین اگرچہ ہر حدیث کے الفاظ متواتر نہین ہوتے پر اون سب کا حاصل مضمون متواتر خیال کیا جاتا ہی اور
اسپر یقین کرنا لازم ہے شفاعت اور علامات قیامت اور ظہور مہدی اور اکثر اعتقادات کے متعلق مضامین اسی
قسم کے ہین جنکے مضامین مختلف حدیثون اور روایتون سے متواتر ہوگئے ہین **ت** پھر تونے خود ایک شرط
بعد کو بڑھا دی کہ جب یہ بات معلوم ہوجاوے کہ وہ دونون اپنی عمر مین ایک بار ملے تھے یا زیادہ اور ایک نے دوسرے
سے سنا تھا اس شرط کا ثبوت کسی ایسے شخص کے قول سے پایا ہے جسکا ماننا ضرور ہو ایسا کوئی قول نہین ہے
تو اور کوئی دلیل اپنے دعوی پر لا اگر وہ یہ کہے کہ اس باب مین سلف کا قول ہے یعنی اس شرط کے ثبوت کے لیے تو کہا
جاویگا کہان ہے لا پھر نہ اسکو کوئی قول ملیگا نہ اور کسیکو اور اگر وہ اور کوئی دلیل قائم کرنا چاہے تو ہم پوچھین گے
وہ دلیل کیا ہے فَاِنْ قَالَ قُلْتُهُ لِاَنِّی وَجَدْتُ رُوَاةَ الْاَخْبَارِ قَدِیْمًا وَحَدِیْثًا یَرْوِیْ اَحَدُهُمْ
عَنِ الْاٰخَرِ الْحَدِیْثَ وَلَمَّا یُعَایِنْهُ وَلَا سَمِعَ مِنْهُ شَیْئًا قَطُّ فَلَمَّا رَاَیْتُهُمْ اسْتَجَازُوْا رِوَایَةَ
الْحَدِیْثِ بَیْنَهُمْ هٰكَذَا عَلَی الْاِرْسَالِ مِنْ غَیْرِ سَمَاعٍ وَالْمُرْسَلُ مِنَ الرِّوَایَاتِ فِیْ اَصْلِ قَوْلِنَا
وَقَوْلِ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْاَخْبَارِ لَیْسَ بِحُجَّةٍ احْتَجْتُ لِمَا وَصَفْتُ مِنَ الْعِلَّةِ اِلَی الْبَحْثِ عَنْ سَمَاعِ الرَّاوِیْ
كُلِّ خَبَرٍ عَنْ رَاوِیْهِ فَاِذَا اَنَا هَجَمْتُ عَلٰی سَمَاعِهٖ مِنْهُ لِاَدْنٰی شَیْءٍ ثَبَتَ عِنْدِیْ بِذٰلِكَ جَمِیْعُ
مَا یَرْوِیْ عَنْهُ بَعْدُ فَاِنْ عَزَبَ عَلَیَّ مَعْرِفَةُ ذٰلِكَ اَوْقَفْتُ الْخَبَرَ وَلَمْ یَكُنْ عِنْدِیْ مَوْضِعَ
حُجَّةٍ لِاِمْكَانِ الْاِرْسَالِ فِیْهِ **ترجمہ** پھر اگر وہ شخص یہہ کہے مینے یہ مذہب اسلیے اختیار کیا ہے کہ مینے حدیث
کے تمام اگلے اور پچھلے راویون کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے حدیث روایت کرتے ہین حالانکہ اوس ایک نے دوسرے کو دیکھا نہ
اوس سے سنا تو جب مینے دیکھا کہ انہون نے جائز رکہا ہے مرسل کو روایت کرنا بغیر سماع کے اور مرسل روایت ہمارے اور
علم والون کے نزدیک حجت نہین ہے **ف** مرسل کہتے ہین اوس روایت کو جسکی اسناد مین اتصال نہ ہو یعنی کوئی راوی
بیچ مین سے چھوٹ گیا ہو مثلاً تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے اور صحابی کو ذکر نکرے جس سے اوس

رفیما

…تابعی نے سنا ہی منقطع اور معضل بھی اسی کی قسمین ہین مگر منقطع اوس روایت کو اکثر کہتے ہین جسمین تبع تابعی صحابی سے روایت
کرے یا بیچ کے راویون مین سے کوئی راوی چھوٹ جاوی اور معضل وہ جسمین دو راوی برابر چھوٹ گئے ہون مرسل حدیث
کے قبول کرنے مین علماء کا بہت اختلاف ہی مشہور مذہب یہ ہی کہ وہ حجت نہین اور یہی قول ہی شافعی اور ایک جماعت
فقہا کا اور مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور اکثر فقہا کا قول یہ ہی کہ مرسل روایت حجت ہی جب اس کا راوی ثقہ ہو۔
ف تو احتیاج پڑے مجھکو راوی کے سماع دیکھنے کی جسکو وہ روایت کرتا ہی دوسرے سے پھر اگر مجھے کہین ذرا
بھی ثابت ہو گیا کہ اوس نے سنا ہی دوسرے راوی سے تو اوسکی تمام روایتین اوس سے درست ہو گئین اگر بالکل مجھے
معلوم نہوا کہ اُس نے اوس سے سنا ہے تو مین روایت کو موقوف رکھونگا اور میرے نزدیک وہ روایت حجت نہوگی اس لیے
کہ ممکن ہی اوسکا مرسل ہونا یہ دلیل ہوئی مخالف کی اب اسکا جواب آگے مذکور ہوتا ہے فَيُقَالُ لَهُ فَإِنْ كَانَتِ الْعِلَّةُ
فِي تَضْعِيفِكَ الْخَبَرَ وَتَرْكِكَ الِاحْتِجَاجَ بِهِ إِمْكَانَ الْإِرْسَالِ فِيهِ لَزِمَكَ أَنْ لَا تُثْبِتَ إِسْنَادًا
مُعَنْعَنًا حَتَّى تَرَى فِيهِ السَّمَاعَ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ وَذَلِكَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْوَارِدَ عَلَيْنَا بِإِسْنَادِ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فَبِيَقِينٍ نَعْلَمُ أَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَأَنَّ أَبَاهُ
قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا نَعْلَمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ يَجُوزُ
إِذَا لَمْ يَقُلْ هِشَامٌ فِي رِوَايَةٍ يَرْوِيهَا عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَوْ أَخْبَرَنِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِيهِ
فِي تِلْكَ الرِّوَايَةِ إِنْسَانٌ آخَرُ أَخْبَرَهُ بِهَا عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ أَبِيهِ لَمَّا أَحَبَّ أَنْ
يَرْوِيَهَا مُرْسَلًا وَلَا يُسْنِدَهَا إِلَى مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُمْكِنُ ذَلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ أَيْضًا
مُمْكِنٌ فِي أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذَلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ سَمَاعِ بَعْضِهِمْ مِنْ
بَعْضٍ وَإِنْ كَانَ قَدْ عُرِفَ فِي الْجُمْلَةِ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهِ سَمَاعًا كَثِيرًا
فَجَائِزٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَنْ يَنْزِلَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ فَيَسْمَعَ مِنْ غَيْرِهِ عَنْهُ بَعْضَ أَحَادِيثِهِ
ثُمَّ يُرْسِلَهُ عَنْهُ أَحْيَانًا وَلَا يُسَمِّيَ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَيَنْشَطَ أَحْيَانًا فَيُسَمِّيَ الرَّجُلَ الَّذِي حَمَلَ عَنْهُ الْحَدِيثَ
وَيَتْرُكَ الْإِرْسَالَ **ترجمہ** اوس سے کہا جاویگا اگر تیرے نزدیک حدیث کو ضعیف کرنیکی اور اسکو حجت نہ سمجھنے کی علت
صرف ارسال کا ممکن ہونا ہے (جیسے اوس نے خود کہا کہ جب سماع ثابت نہ ہوا تو وہ روایت حجت نہوگی کیونکہ ممکن ہے
اسکا مرسل ہونا) تو لازم آتا ہے کہ تو کسی اسناد معنعن کو نہ مانے جب تک اول سے لیکر آخر تک اوس مین تصریح نہ ہو سماع
کی (یعنی ہر راوی دوسرے سے یون روایت کرے کہ مین نے اُس سے سنا) مثلاً جو حدیث ہمکو پہنچی ہشام کی روایت سے

اوس نے اپنے باپ عروہ سے اور اس نے حضرت عائشہ سے تو ہم یقینا جانتے ہین کہ ہشام نے اپنے باپ سے سنا ہے اور انکے باپ عروہ نے حضرت عائشہ سے سنا ہے جیسے ہم اس بات کو بالیقین جانتے ہین کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے باوجود اسکے احتمال ہے کہ اگر کسی روایت مین ہشام یون نکھے کہ مین نے عروہ سے سنا ہے یا عروہ نے مجھے خبر دی (بلکہ صرف عن عروہ کہے) تو ہشام اور عروہ کے بیچ مین ایک اور شخص ہو جس نے عروہ سے سنکر ہشام کو خبر دی ہو اور خود ہشام نے اپنے باپ سے اوس روایت کو نہ سنا ہو لیکن ہشام نے اسکو مرسلاً روایت کرنا چاہا اور جسکے ذریعے سنا اسکا ذکر کرنا مناسب جانا اور جیسے یہ احتمال ہشام اور عروہ کے بیچ مین ہے ویسے ہی عروہ اور حضرت عائشہ کے بیچ مین بھی ہو سکتا ہے اسیطرح ہر ایک اسناد مین جسمین سماع کی تصریح نہین اگرچہ یہ بات معلوم ہو کہ ایک نے دوسرے سے بہت روایتین سنی ہین مگر یہ ہو سکتا ہے کہ بعض روایتین اوس سے نہ سنی ہون بلکہ کسی اور کے ذریعے سے سنکر اوسکو مرسلاً نقل کیا ہو جس کے ذریعے سے سنا اسکا نام نہ لیا اور کبھی اس احتمال کو رفع کرنے کے لیے اوسکا نام بھی لے دیا اور ارسال کو ترک کیا **ف** حاصل جواب یہ ہے کہ جب احتمال ارسال کا حدیث کے صحیح ہونے کے لیے کافی ہوا تو احتمال تو وہان بھی موجود ہے جہان ایک راوی کی ملاقات دوسرے راوی سے ثابت ہو جاوے کیونکہ ملاقات کا ہونا اس بات کو مستلزم نہین کہ تمام حدیثین اسکی روایت کی ہوئین خود اوسی سے سن لی ہون جائز ہے کہ کچھ اس سے خود سنی کچھ اور لوگون کے واسطے سے سنی تو ملاقات کا معلوم ہونا بھی احتمال رفع کرنے کے لیے کافی نہوا پھر اس شرط لگانے سے حاصل ہی کیا ہوا بلکہ اور ضرر پیدا ہوا کہ ہزارون صحیح متصل روایتین جو عن عن کے ساتھ مروی ہین ایک بے بنیاد احتمال سے بیکار ہو گئین مخالف اسکا جواب یہ دے سکتا ہے کہ مطلق احتمال رفع اتصال کے لیے کافی نہین جب ملاقات ثابت ہوگی تو جانب اتصال کو ترجیح ہے اور جانب ارسال مرجوح تو اعتبار اتصال ہی کا ہوگا کیونکہ وہی ظاہر ہے اور ظن غالب بھی اسیکا ہے اس لیے کہ راوی مدلس نہین برخلاف اوس صورت کے جہان ملاقات ایک بار بھی ثابت نہین ہوئی وہان جانب اتصال اور ارسال دونون مساوی ہین اسلیے شک اور تردد ہوا اور وہ مستلزم ہے روایت کے موقوف ہونے کو وَمَا قُلْنَا مِنْ هٰذَا مَوْجُوْدٌ فِي الْحَدِيْثِ مُسْتَفِيْضٌ مِنْ فِعْلِ ثِقَاتِ الْمُحَدِّثِيْنَ وَ اَئِمَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَسَنَذْكُرُ مِنْ رِّوَايَاتِهِمْ عَلَى الْجِهَةِ الَّتِي ذَكَرْنَا عَدَدًا يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلٰى اَكْثَرَ مِنْهَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيَّ وَابْنَ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعًا وَابْنَ نُمَيْرٍ وَجَمَاعَةً غَيْرَهُمْ رَوَوْا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِلِّهِ وَلِحُرْمِهِ بِاَطْيَبِ مَا اَجِدُ فَرَوٰى هٰذِهِ الرِّوَايَةَ بِعَيْنِهَا اللَّيْثُ بْنُ

سَعْدٍ وَّدَاوُدُ الْعَطَّارُ وَحُمَيْدُ بْنُ الْاَسْوَدِ وَوُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ
اَخْبَرَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** امام مسلم فرماتے
ہین کہ احتمال جو ہم نے بیان کیا (صرف فرضی اور خیالی نہین ہے) بلکہ موجود ہے حدیث مین بخاری کے بہت سی
ثقہ محدثین کی روایتون مین ہم تہوڑی سی ایسی روایتین بیان کرتے ہین خدا چاہے تو اون سے دلیل پوری
ہوگی بہت سی روایتون پر۔ **پہلی** روایت وہ ہے جو ایوب سختیانی اور ابن مبارک اور وکیع اور ابن نمیر اور ایک
جماعت نے سوا انکے ہشام سے نقل کے اوس نے اپنے باپ عروہ سے اوس نے حضرت عائشہ سے کہ مین خوشبو لگاتی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کہولتے وقت اور احرام باندہتے وقت جو سب سے عمدہ مجھکو ملتی۔ اسی روایت کو بعینہ
لیث بن سعد اور داؤد عطار اور حمید بن الاسود اور وہیب بن خالد اور ابو اسامہ نے ہشام سے روایت کیا کہا
ہشام نے خبر دی مجھکو عثمان بن عروہ نے اوس نے عروہ سے اوس نے حضرت عائشہ سے **ف** تو ہشام اور عروہ کے
بیچ مین عثمان بن عروہ کا واسطہ نقل کیا اور پہلی اسناد مین عثمان کا واسطہ نہین ہے صرف ہشام عن عروہ ہے
حالانکہ پہلی اسناد کی نقل کرنیوالے حدیث کے بڑے بڑے امام ہین اون سب سے غلطی نہین ہوسکتی تو ضرور ہے
یہ بات کہ اس روایت کو ہشام نے خود عروہ سے بہی سنا بلکہ عثمان کے واسطے سے سنا لیکن کبہی ہشام نے اسکو مرسلاً
عروہ سے نقل کیا اور کبہی مسنداً عثمان سے اگرچہ اس مقام مین یہ احتمال بہی ہے کہ ہشام نے اسکو پہلی عثمان کے واسطے
سے سنا ہو پہر خود عروہ سے بلکر بلا واسطہ بہی اون سے سن لیا ہو **دوسری** هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِيْ اِلَيَّ رَأْسَهٗ فَاُرَجِّلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ
فَرَوَاهَا بِعَيْنِهَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** دوسری روایت ہشام کی ہے اپنے باپ عروہ سے اوس نے عائشہ سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف مین ہوتے تو اپنا سر میری طرف کو جہکا دیتے مین آپکے سر مین کنگہی کر دیتی
اسی روایت کو بعینہ امام مالک نے زہری سے روایت کیا ہے اوس نے عروہ سے اوس نے عمرہ سے اوس نے عائشہ سے
انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** تو امام مالک کی روایت مین عروہ اور عائشہ کے بیچ مین ایک
واسطہ ہے عمرہ کا جو پہلی اسناد مین نہین ہے نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوتی ہین ایک یہ حائضہ
عورت کے اعضا پاک ہین اور اسپر علما کا اتفاق ہے اور ابو یوسف سے جو منقول ہے کہ حائضہ کا ہاتھ نجس ہے وہ
روایت صحیح نہین دوسرے یہ کہ معتکف اپنے بالون مین کنگہی کر سکتا ہے **تیسرے** یہ کہ اپنی عورت سے طہارت و کنگہی وغیرہ

اور اوسکو چوستا ہو بغیر شہوت کی ۔ وَرَوَى الزُّهْرِيُّ وَصَالِحُ بْنُ أَبِي حَسَّانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ فِي هَذَا الْخَبَرِ فِي
الْقُبْلَةِ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُرْوَةَ
أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ ترجمہ
تیسری روایت وہ ہے جو زہری اور صالح بن ابی حسان نے **ف** اور ایک نسخہ مین صالح بن کیسان ہے اور وہ غلط
ہے صحیح صالح بن ابی حسان ہے نسائی نے اسکو روایت کیا ابن وہب سے اوس نے ابن ابی ذئب سے اوس نے صالح بن ابی حسان
سے اوس نے ابو سلمہ سے ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ صالح بن ابی حسان ثقہ ہے اور صالح بن حسان البصری ابو الحارث
دوسرا شخص ہے وہ بھی ابو سلمہ سے روایت کرتا ہے وہ ضعیف ہے (النووی) **ف** ابو سلمہ سے نقل کیا اوس نے عائشہ سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے یحییٰ بن ابی کثیر نے اسی بوسہ کی حدیث کو یوں روایت
کیا خبر دی مجھ کو ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے انکو خبر دی عمر بن عبد العزیز نے اون کو خبر دی عروہ نے انکو خبر دی عائشہ صدیقہ
نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکا بوسہ لیتے اور آپ روزہ دار رہتے **ف** تو یحییٰ بن ابی کثیر نے ابو سلمہ اور عائشہ
کے بیچ مین دو واسطے اور نقل کیے عمر بن عبد العزیز اور عروہ کا اور یہ دونون واسطے پہلے اسناد مین نہین ہین اس اسناد
مین ایک نادر بات ہے وہ یہ کہ چار راوی لگاتار ہیں یعنی یحییٰ اور ابو سلمہ اور عمر بن عبد العزیز اور عروہ تابعین ہین سے ہین
اور ایک دوسرے سے روایت کرتے ہین دوسرا لطف یہ ہے کہ ابو سلمہ یعنی عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف کبار تابعین مین
سے ہین اور عمر بن عبد العزیز انکی نسبت سن اور طبقہ مین کم ہین پر وہ اُن سے روایت کرتے ہین وَرَوَى ابْنُ
عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لُحُومَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ
بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا النَّحْوُ فِي الرِّوَايَاتِ كَثِيرٌ يَكْثُرُ
تَعْدَادُهُ وَفِيمَا ذَكَرْنَا مِنْهَا كِفَايَةٌ لِذَوِي الْفَهْمِ ترجمہ چوتھی روایت وہ ہے جو سفیان بن عیینہ وغیرہ نے
عمرو بن دینار سے کی انہون نے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو کھلایا گھوڑونکا گوشت اور منع کیا گدہون
کے گوشت سے اسی حدیث کو حماد بن زید نے روایت کیا عمرو سے انہون نے محمد بن علی (یعنی امام باقر) سے انہون نے جابر سے
(تو حماد بن زید نے عمرو بن دینار اور جابر کے بیچ مین ایک واسطہ اور نقل کیا محمد بن علی کا جو پہلی اسناد مین نہین) اور
اس قسم کی حدیثین بہت ہین جنکا شمار کثیر ہے اور جتنی ہم نے بیان کین وہ سمجھ والون کے لیے کافی ہین فَإِذَا كَانَتِ

العلة عند من وصفنا قوله قبل في فساد الحديث وتوهينه إذا لم يعلم أن الراوي قد سمع ممن روى عنه شيئا لإمكان الإرسال فيه لزمه ترك الاحتجاج في قياد قوله برواية من يعلم أنه قد سمع ممن روى عنه إلا في نفس الخبر الذي فيه ذكر السماع لما بينا من قبل عن الأئمة الذين نقلوا الأخبار أنه كانت لهم تارات يرسلون فيها الحديث إرسالا ولا يذكرون من سمعوه منه وتارات ينشطون فيها فيسندون الخبر على هيئة ما سمعوا فيخبرون بالنزول فيه إن نزلوا وبالصعود إن صعدوا كما شرحنا ذلك عنهم

ترجمہ پھر جب علت اوس شخص کے نزدیک جسکا قول اوپر ہم نے بیان کیا حدیث کی خرابی اور توہین کی یہ ہوئی کہ ایک راوی کا سماع جب دوسرے راوی سے معلوم نہوا تو ارسال ممکن ہے تو اوسکے قول کے بموجب اوسکو لازم آتا ہے ترک کرنا حجت کا اون روایتوں کے ساتھ جنکے راوی کا سماع دوسرے سے معلوم ہو چکا ہے (پر خاص اُس روایت مین سماع کی تصریح نہین) البتہ اس شخص کے نزدیک صرف وہی روایت حجت ہوگی جسمین سماع کی تصریح ہے کیونکہ اوپر ہم بیان کر چکے کہ حدیث کی روایت کرنیوالے اماموں کا حال مختلف ہوتا کبھی تو وہ ارسال کرتے اور جس سے انہوں نے سنا ہوتا اوسکا نام نہ لیتے اور کبھی خوش ہوتے اور حدیث کا پورا اسناد جس طرح سے انہوں نے سنا ہی بیان کر دیتے پھر اگر انکو اوتار ہوتا تو اوتار بتلاتے اور جو چڑھاؤ ہوتا چڑھاؤ بتلاتے جیسے اوپر ہم صاف بیان کر چکے **ف** اوتار اور چڑھاؤ سے یہ مقصود ہے کہ اگر سند عالی ہوئی اور وسطے کم ہوئے تو چڑھاؤ ہوا اور جو سند عالی نہوئی اور وسطے زیادہ ہوئے تو اوتار ہوا

وما علمنا أحدا من أئمة السلف ممن يستعمل الأخبار ويتفقد صحة الأسانيد وسقمها مثل أيوب السختياني وابن عون ومالك بن أنس وشعبة بن الحجاج ويحيى بن سعيد القطان وعبد الرحمن بن مهدي ومن بعدهم من أهل الحديث فتشوا عن موضع السماع في الأسانيد كما ادعاه الذي وصفنا قوله من قبل وإنما كان تفقد من تفقد منهم سماع رواة الحديث ممن روى عنهم إذا كان الراوي ممن عرف بالتدليس في الحديث وشهر به فحينئذ يبحثون عن سماعه في روايته ويتفقدون ذلك منه كي تنزاح عنهم علة التدليس فما ابتغاء ذلك من غير مدلس على الوجه الذي زعم من حكينا قوله فما سمعنا ذلك عن أحد ممن سمينا ولم نسم من الأئمة

ترجمہ اور ہم نے سلف کے اماموں میں سے جو حدیث کو استعمال کرتے تھے اور اسناد کی صحت اور سقم کو دریافت کرتے تھے جیسے ایوب سختیانی

من

فيه

وإنما يتفقد

اور ابن عون اور مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور یحیی بن سعید قطان اور عبدالرحمن بن مہدی اور جو اُن کے بعد ہین کسیکو نہین سنا کہ وہ اسناد مین سماع کی تحقیق کرتے ہون جیسے یہ شخص دعوی کرتا ہی جسکا قول اوپر ہم نے بیان کیا البتہ جنہون نے اون مین سے راویون کی سماع کی تحقیقات کی ہی تو وہ ان راویون کے جو مشہور ہین تدلیس مین اُسوقت بیشک البسے راویون کے سماع سے بحث کرتے ہین اور اُسکی دریافت کرتے ہین تاکہ ان سے تدلیس کا مرض دور ہووے لیکن سماع کی تحقیق اوس راوی مین جو مدلس نہو جسطرح اس شخص نے بیان کیا تو یہ ہمنے کسی امام سے نہین سنا اون اماموں مین سے جنکا ذکر ہمنے کیا اور جنکا نہین کیا فَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ وَقَدْ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَوَى عَنْ حُذَيْفَةَ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَعَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَدِيْثًا يُسْنِدُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْهُمَا ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنْهُمَا وَلَا حَفِظْنَا فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ شَافَهَ حُذَيْفَةَ وَاَبَا مَسْعُوْدٍ بِحَدِيْثٍ قَطُّ وَلَا وَجَدْنَا ذِكْرَ رُؤْيَتِهٖ اِيَّاهُمَا فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَمْ نَسْمَعْ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ مَّضَى وَلَا مِمَّنْ اَدْرَكْنَا اَنَّهٗ طَعَنَ فِيْ هٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ اللَّذَيْنِ رَوَاهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ بِضَعْفٍ فِيْهِمَا بَلْ هُمَا وَمَا اَشْبَهَهُمَا عِنْدَ مَنْ لَاقَيْنَا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ مِنْ صِحَاحِ الْاَسَانِيْدِ وَقَوِيِّهَا يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ مَا نُقِلَ بِهَا وَالْاِحْتِجَاجَ بِمَا اَتَتْ مِنْ سُنَنٍ وَّاٰثَارٍ وَهِيَ فِيْ زَعْمِ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَاهِيَةٌ مُّهْمَلَةٌ حَتّٰى يُصِيْبَ سَمَاعَ الرَّاوِيْ عَمَّنْ رَوَى **ترجمہ** ازانجملہ کی روایتا مین سے عبداللہ بن یزید انصاری کی روایت ہی (جو خود صحابی ہین) انہون نے دیکھا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کی ہی حذیفہ بن الیمان اور ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری بدری) سے ہر ایک سے ایک ایک حدیث جسکو انہون نے مسند کیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک **ف** ابو مسعود سے انہون نے نفقۃ الرجل علی اہلہ کی حدیث روایت کی ہے جسکو بخاری اور مسلم دونون نے اپنی کتابون مین نقل کیا اور حذیفہ سے وہ حدیث روایت کی ہے اخبرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بما ہو کائن اخیر تک جسکو مسلم نے نقل کیا ہی تو عبداللہ بن یزید صحابی ہین انہون نے روایت کیا حذیفہ اور ابو مسعود سے جو مشہور صحابی ہین **ف** پر اون دونون روایتون مین اس بات کی تصریح نہین کہ عبداللہ بن یزید نے سنا ان دونون سے (یعنی حذیفہ اور ابو مسعود سے) سنا اور نہ کسی روایت مین ہم نے یہ بات پائی کہ عبداللہ حذیفہ اور ابو مسعود سے روبرو ملے اور اون سے کوئی حدیث سنی اور نہ کہین ہم نے پایا کہ عبداللہ نے اون دونون کو دیکھا یا کسی خاص روایت مین (اگرچہ نکہ عبداللہ خود صحابی تھے اور اُنکا سن اتنا تھا کہ ملاقات اونکی

حذیفہ اور ابو مسعود سے ممکن ہے ایسی روایت عن کے ساتھ محمول ہے اتصال پر تو صرف امکان ملاقات کافی ہوا جیسے امام
مسلم کا مذہب ہے) اور کسی علم والے سے نہیں سنا گیا نہ اگلے لوگوں سے نہ اون سے جن سے ہم ملے ہیں کہ انہوں نے طعن کیا ہو ان
دونوں حدیثوں میں جنکو عبد اللہ نے روایت کیا حذیفہ اور ابی مسعود سے کہ یہ ضعیف ہیں بلکہ یہ حدیثیں اور جو انکے مشابہ
ہیں صحیح حدیثوں میں سے ہیں اور قوی ہیں اُن اماموں کے نزدیک جن سے ہم ملے ہیں اور وہ اُنکا استعمال جائز رکھتے ہیں
اور اُن سے حجت لیتے ہیں حالانکہ یہی حدیثیں اوس شخص کے نزدیک جسکا قول اوپر ہمنے بیان کیا (جو ثبوت ملاقات شرط
کرتا ہے) واہی ہیں اور بیکار ہیں جب تک سماع عبد اللہ کا حذیفہ اور ابو مسعود سے متحقق نہو ولو ذهبنا نعدد الاخبار
الصحاح عند اهل العلم ممن يهن بزعم هذا القائل ونحصيها لعجزنا عن تقصي ذكرها واحصائها
كلها ولكنا احببنا ان ننصب منها عددا يكون سمة لما سكتنا عنه منها ترجمہ اور اگر ہم سب ایسی
حدیثوں کو جو اہل علم کے نزدیک صحیح ہیں اور اس شخص کے نزدیک ضعیف ہیں بیان کریں تو انکو ذکر کرتے کرتے ہم تھک
جاوینگے (اسقدر کثرت سے ہیں) لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تھوڑی اون میں سے بیان کریں تاکہ باقی کے لیے وہ نمونہ ہوں
وهذا ابو عثمان النهدي وابو رافع الصائغ وهما ممن ادرك الجاهلية وصحبا اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم من البدريين هلم جرا ونقلا عنهم الاخبار حتى نزلا الى مثل
ابي هريرة وابن عمر وذويهما قد اسند كل واحد منهما عن ابي بن كعب عن النبي صلى الله
عليه وسلم حديثا ولم يسمع في رواية بعينها انهما عاينا ابيا او سمعا منه شيئا ترجمہ ابو عثمان
نہدی (عبد الرحمن بن مل جو ایک سو تیس برس کے ہو کر مرے) اور ابو رافع صائغ (نفیع مدنی) ان دونوں نے
زمانہ جاہلیت کا پایا ہے (لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر نہوئی ایسے لوگوں کو مخضرم کہتے ہیں)
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے سے بڑے بدری صحابیوں سے ملے ہیں اور روایتیں کی ہیں پھر اونسے اوتر کر اور
صحابہ تک یہانتک کہ ابو ہریرہ اور ابن عمر اور انکی مانند صحابیوں سے ان میں سے ہر ایک نے ایک حدیث ابی بن کعب سے روایت
کی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ انہوں نے ابی بن کعب
کو دیکھا یا ان سے سنا کچھ واسند ابو عمرو الشيباني وهو ممن ادرك الجاهلية وكان في زمن النبي
صلى الله عليه وسلم رجلا وابو معمر عبد الله بن سخبرة كل واحد منهما عن ابي مسعود
الانصاري عن النبي صلى الله عليه وسلم خبرين واسند عبيد بن عمير عن ام سلمة زوج
النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم حديثا وعبيد ولد في زمن النبي صلى

اللّٰہ علیہ وسلم واسند قیس بن ابی حازم وقد ادرک زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن
ابی مسعود الانصاری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ اخبار واسند عبد الرحمن بن ابی
لیلی وقد حفظ عن عمر بن الخطاب وصحب علیا عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم حدیثا واسند ربعی بن حراش عن عمران بن حصین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حدیثین وعن ابی بکرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا وقد سمع ربعی من علی بن
ابی طالب وروی عنہ واسند نافع بن جبیر بن مطعم عن ابی شریح الخزاعی عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند النعمان بن ابی عیاش عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ
ثلثۃ احادیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واسند عطاء بن یزید اللیثی عن تمیم الداری
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند سلیمان بن یسار عن رافع بن خدیج عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند حمید بن عبد الرحمن الحمیری عن ابی ہریرۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم احادیث **ترجمہ** اور ابو عمرو شیبانی (سعد بن ایاس) نے جس نے جاہلیت
کا زمانہ پایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین جوان مرد تھا اور ابو معمر عبد اللہ بن سنخبرہ نی ہر ایک
نے ان مین سی دو دو حدیثین ابو مسعود انصاری سے روایت کین انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور عبید بن عمیر نے
ام المؤمنین ام سلمہ سی ایک حدیث روایت کی انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور عبید پیدا ہوئی تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور قیس بن ابی حازم نے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ابو مسعود
انصاری سی تین حدیثین روایت کی اور عبد الرحمن بن ابی لیلے نے جس نے حضرت عمر سے سنا ہی اور حضرت علی کی
صحبت مین رہا ایک حدیث انس بن مالک سی روایت کی اور ربعی بن حراش نے عمران بن حصین سی دو حدیثین روایت کین
انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور ابو بکرہ سی ایک حدیث انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور ربعی
نے حضرت علی سی سنا ہی اور اُن سی روایت کی ہے اور نافع بن جبیر بن مطعم نے ابو شریح خزاعی سے ایک حدیث روایت
کی انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور نعمان بن ابی عیاش نے ابو سعید خدری سی تین حدیثین روایت کین انہون
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور عطاء بن یزید لیثی نے تمیم داری سی ایک حدیث روایت کی انہون نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سی اور سلیمان بن یسار نے رافع بن خدیج سے ایک حدیث روایت کی انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے **ف** ان سب حدیثون کو نووی نے اپنی شرح مین نقل کیا ہے مگر اکثر حدیثین انہین کی مسلم نے آگے

نقل کی ہین اسلیے بخوف طول ہم نے اون کو یہان نہین لکہا اور غرض ان سب راویون کی ذکر کرنے سے یہہ ہی کہ یہہ راوی باعتبار سن اور عمر کے جن لوگون سے روایت کی ہی اون سے مل سکتے ہین مگر انکا سننا اور ملاقات کرنا ثابت نہین ہوا حالانکہ محدثین نے ان روایتون کو قبول کیا ہے اور انکو صحیح کہا ہے تو معلوم ہوا کہ صرف امکان سماع کافی ہے ثبوت سماع ضرور نہین

فَكُلُّ هٰؤُلَاءِ التَّابِعِيْنَ الَّذِيْنَ نَصَبْنَا رِوَايَتَهُمْ عَنِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ سَمَّيْنَاهُمْ لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُمْ سَمَاعٌ عَلِمْنَاهُ مِنْهُمْ فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَا اَنَّهُمْ لَقُوْهُمْ فِيْ نَفْسِ خَبَرٍ بِعَيْنِهٖ وَهِيَ اَسَانِيْدُ عِنْدَ ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْاَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ مِنْ صِحَاحِ الْاَسَانِيْدِ لَا نَعْلَمُهُمْ وَهَنُوْا مِنْهَا شَيْئًا قَطُّ وَلَا الْتَمَسُوْا فِيْهَا سَمَاعَ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ اِذِ السَّمَاعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُمْكِنٌ مِنْ صَاحِبِهٖ غَيْرُ مُسْتَنْكَرٍ لِكَوْنِهِمْ جَمِيْعًا كَانُوْا فِي الْعَصْرِ الَّذِيْ اتَّفَقُوْا فِيْهِ وَكَانَ هٰذَا الْقَوْلُ الَّذِيْ اَحْدَثَهُ الْقَائِلُ الَّذِيْ حَكَيْنَاهُ فِيْ تَوْهِيْنِ الْحَدِيْثِ بِالْعِلَّةِ الَّتِيْ وَصَفَ اَقَلَّ مِنْ اَنْ يُعَرَّجَ عَلَيْهِ وَيُثَارَ ذِكْرُهٗ اِذْ كَانَ قَوْلًا مُحْدَثًا وَكَلَامًا خَلْفًا لَمْ يَقُلْهُ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفَ وَيَسْتَنْكِرُهٗ مَنْ بَعْدَهُمْ خَلَفَ فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِيْ رَدِّهٖ بِاَكْثَرَ مِمَّا شَرَحْنَا اِذْ كَانَ قَدْرُ الْمَقَالَةِ وَقَائِلِهَا الْقَدْرَ الَّذِيْ وَصَفْنَاهُ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى دَفْعِ مَا خَالَفَ مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

كان

وصفت

ترجمہ یہہ سب تابعین جنہون نے صحابہ سے روایت کی ہی جنکا ذکر ہم نے اوپر کیا اون کا سماع ان صحابہ سے کسی معین روایت مین معلوم نہین ہوا نہ ملاقات انکی اون صحابہ کے ساتہہ کسی روایت سے ظاہر ہوئی باوجود اسکے یہہ سب اسنادین حدیث اور روایت کے پہچاننے والون کے نزدیک (یعنے ائمہ حدیث کے نزدیک) صحیح اسناد مین اور ہم نہین جانتے کہ کسینے اون مین سے کسی روایت کو اون مین سے ضعیف کیا ہو یا اسمین سماع کی تلاش کی ہو اسلیے کہ سماع ممکن ہے اسکا انکار نہین ہوسکتا کیونکہ وے دونون ایک زمانے مین موجود تھے اور یہہ قول جسکو اس شخص نے نکالا ہی جسکا بیان اوپر ہم نے کیا حدیث کے ضعیف ہونے کے لیے اس علت کیوجہ سے جو مذکور ہوئی اس لائق بھی نہین کہ اوسکی طرف التفات کرین یا اوسکا ذکر کرین اسلیے کہ یہہ قول نیا نکلا ہوا ہے اور غلط اور فاسد ہی کوئی اہل علم مین سے سلف اوسکا قائل نہین ہوا اور جو لوگ سلف کے بعد گذرے انہون نے اسکا انکار کیا تو اوس سے زیادہ اسکی رد کرنے کی حاجت نہین جب اس قول کی اور اسکے کہنے والے کی یہہ وقعت ہی جیسی بیان ہوئی اور اللہ مدد کرنے والا ہی اوسکو رد کرنے کے لیے جو علما کے مذہب کے خلاف ہی اور اسی پر بھروسا ہی — تمام ہوا مقدمہ کتاب مسلم کا اب شروع ہوتا ہی بیان ایمان کا جو اصل ہی تمام اعمال کا اور جسپر موقوف ہے نجات آخرت کی عذاب سے

كِتَابُ الْاِيْمَانِ

کتاب ایمان کے بیان مین —

ف خطابی نے کہا کہ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اور اسلام ایک ہے اور زہری نے کہا کہ اسلام زبان
سے اقرار کرنا ہے اور ایمان اعمال صالحہ کو کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص تو ہر مومن مسلم ہے لیکن
ہر مسلم کو مومن ہونا ضرور نہیں ایمان کی اصل تصدیق ہے یعنی دل سے یقین کرنا اور اسلام کی اصل فرمانبرداری ہے
یعنی اطاعت کرنا تو کبھی آدمی ظاہر میں مطیع ہوتا ہے پر دل میں اسکو یقین نہیں ہوتا وہ مسلم ہے نہ مومن ہے
ایمان اصطلاح شرع میں یہ ہے کہ دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار کرے اور اعمال کو ہاتھ پاؤن سے ادا کرے
اسی لیے ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور اسکی دلیل بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں اور
مرجیہ کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور اعمال صالحہ ایمان میں داخل نہیں اسی لیے ایمان نہ گھٹتا ہے
نہ بڑھتا ہے اور حنفیہ بھی اس باب میں موافق ہوئے ہیں مرجیہ کے مگر فرق یہ ہے کہ حنفیہ اعمال صالحہ کو عذاب سے بچنے کے
لیے ضرور جانتے ہیں اور مرجیہ کہتے ہیں کہ اعمال کی ضرورت نہیں اور ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور
جو لوگ خلاف احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ کے اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ ایمان میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی
اس لیے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور یقین کو کہتے ہیں انہوں نے غور نہیں کیا اس لیے کہ تصدیق اور یقین دونوں
صفات نفسانی میں سے ہیں اور ہمیشہ صفات نفسانی جیسے رنج اور غصہ اور محبت اور عداوت میں زیادتی اور کمی ہوتی
ہے پس اسیطرح دلائل میں غور کرنے سے یقین میں بھی کمی اور بیشی ہوتی ہے بعضوں نے کہا ہے کہ کمی اور بیشی نہ ہونے سے یہ غرض
ہے کہ کمیت میں کمی بیشی نہیں ہوتی لیکن کیفیت میں تو کمی اور بیشی ہونا ضرور ہے کیونکہ ایمان مقلد کا مرد محقق کے
ایمان کے برابر نہیں ہوسکتا اسیطرح ایمان ادنیٰ عالی آدمی کا اور ایمان انبیا اور اولیا کا کیونکر برابر ہو سکتا ہے
اب علما نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ مومن جسپر حکم کیا جاویگا اہل قبلہ ہونیکا اور جو ہمیشہ جہنم میں نہ رہیگا وہ شخص ہے
جو اپنے قلب سے یقین کرے دین اسلام کے حق ہونے پر اور اس میں شک نہ رکھے اور زبان سے اقرار کرے اللہ جل جلالہ کی
توحید اور آنحضرت کی رسالت کا اب اگر ایک بات کا اقرار کرے یعنی فقط توحید یا فقط رسالت کا تو وہ مومن نہ ہوگا
اور بعضوں نے کہا اگر فقط توحید کا اقرار کرے تو وہ مسلم ہوگا اور اس سے کہا جاویگا رسالت کے اقرار کے لیے پھر اگر وہ انکار
کرے تو مرتد واجب القتل ہوگا اسی طرح جو شخص اہل قبلہ میں سے ہو وہ کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ ہوگا نہ کسی بدعت کی
وجہ سے یعنی اسکی تکفیر نہ کرینگے البتہ اگر اسلام کی کسی ضروری رکن کا انکار کرے جسکا ثبوت متواتر اور اتفاق ہے
جیسے نماز یا روزہ کی فرضیت کا یا خمر کی حرمت کا یا زنا یا ناحق قتل کی حرمت کا تو وہ کافر کہا جاویگا (نووی
باختصار مع زیادہ) قَالَ الْاِمَامُ اَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِعَوْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نَبْتَدِئُ

وَاِیَّاہُ نَسْتَکْفِیْ وَمَا تَوْفِیْقُنَا اِلَّا بِاللّٰہِ جَلَّ جَلَالُہٗ امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج اس کتاب کے مولف فرماتے ہین
کہ ہم شروع کرتے ہین کتاب کو اللہ تعالی کی مدد سے اور اوسی کو کافی سمجھکر اور نہین ہے ہمکو توفیق دینے والا مگر
اللہ تعالی بڑا ہے جلال اوسکا **ف** اب یہان سے کتاب مسلم کی شروع ہوتی ہے مگر ہم نے ترجمہ مین اختصار کیا اور
حدیث کی اسناد کو نہین لکھا کیونکہ اسناد سے وہی لوگ فائدہ اوٹھاتے ہین جو اہل علم اور معرفت ہین اور عامی آدمی
کو صرف یہی کافی ہے کہ علماء حدیث جس حدیث کو صحیح کہتے ہون اوس پر عمل کرے۔ امام مسلم اسناد مین کہین
حدثنا اور اخبرنا کہتے ہین اور کہین حدثنی اور اخبرنی اس سے امام مسلم کی کمال احتیاط حدیث کی روایت مین
معلوم ہوتی ہے حدثنی اور اخبرنی وہان کہا جاتا ہے جہان امام مسلم نے اکیلے کسی شیخ سے حدیث
سنی یا اکیلے پڑھکر سنائی اور حدثنا اور اخبرنا وہان جہان اور لوگون کے ساتھ حدیث سنی یا پڑھکر سنائی **عَنْ**
یَحْیَی بْنِ یَعْمَرَ قَالَ کَانَ اَوَّلُ مَنْ قَالَ فِی الْقَدَرِ بِالْبَصْرَۃِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِیُّ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَ
حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْیَرِیُّ حَاجَّیْنِ اَوْ مُعْتَمِرَیْنِ فَقُلْنَا لَوْ لَقِیْنَا اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاہُ عَمَّا یَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ فِی الْقَدَرِ فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ دَاخِلًا الْمَسْجِدَ فَاكْتَنَفْتُهٗ اَنَا وَصَاحِبِیْ اَحَدُنَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ فَظَنَنْتُ
اَنَّ صَاحِبِیْ سَیَكِلُ الْكَلَامَ اِلَیَّ فَقُلْتُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّهٗ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ یَقْرَءُوْنَ
الْقُرْاٰنَ وَیَتَفَقَّرُوْنَ الْعِلْمَ وَذَكَرَ مِنْ شَاْنِهِمْ وَاَنَّهُمْ یَزْعُمُوْنَ اَنْ لَّا قَدَرَ وَاَنَّ الْاَمْرَ یتقفرون
اُنُفٌ فَقَالَ اِذَا لَقِیْتَ اُولٰٓئِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْهُمْ وَاَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّیْ وَالَّذِیْ یَحْلِفُ بِهٖ قال
عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ لَوْ اَنَّ لِاَحَدِهِمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقَهٗ مَا قَبِلَ اللّٰہُ مِنْهُ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ
ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ
طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُهٗ
مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَیْهِ اِلٰی رُكْبَتَیْهِ وَوَضَعَ كَفَّیْهِ
عَلٰی فَخِذَیْهِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْاِسْلَامُ
اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِیَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ
رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ یَسْاَلُهٗ وَیُصَدِّقُهٗ
قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

امارتہا

وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ اَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ **ترجمہ**

یحیی بن یعمر سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے تقدیر مین گفتگو کی **ف** یعنی تقدیر کی نفی کی اور بدعت نکالی اور مخالفت کی اہل حق کی کیونکہ اہل حق تقدیر کو ثابت کرتے ہین یعنی یون کہتے ہین کہ اللہ جل جلالہ نے ازل مین سب چیزون کا اندازہ کر دیا تھا یعنی وہ جانتا تھا کہ فلان چیز فلان وقت مین فلانی طرح سے واقع ہوگی پھر ویسی موافق جیسے کہ علم خدا مین تہا وہ چیز ظاہر ہوتی ہے اور قدریہ اس امر کا انکار کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ اللہ جل جلالہ نے اون کا اندازہ نہین کیا تہا نہ اسکو انکا علم تہا بلکہ جب چیزین واقع ہوئین تو اسوقت خدا کو انکا علم ہوا اور یہ انکا جہوٹ ہے خدای عز وجل پر اس فرقہ کو قدریہ اس لیے کہتے ہین کہ وہ انکار کرتا ہے قدر کا صاحب مقالات نے کہا کہ یہ فرقہ قدریہ کا تمام ہوگیا اور کوئی اہل قبلہ مین سے اس قول کا قائل نہ رہا اور خیر زمانون مین جو قدریہ کہلاتے ہین وہ تقدیر الٰہی کو ثابت کرتے ہین پر یہ کہتے ہین کہ خیر اللہ کی طرف سے ہے اور شر شیطان اور بندے کی طرف سے ہے اور معتزلہ کو بہی قدریہ کہتے ہین کیونکہ وہ اسباب کی قائل ہوئے ہین کہ بندہ بالکل قادر ہے اور وہ خود اپنے افعال کا خواہ خیر ہون یا شر خالق ہے اور رافضی بہی اس باب مین معتزلہ کے شریک ہوے ہین اور اہل سنت و جماعت یہ کہتے ہین کہ خالق کوئی نہین ہے سوا خدا کے خدا ہی تمام چیزون کا خالق ہے یہان تک کہ انسان کے افعال اور خیالات اور ارادات کا بہی پر خدا نے بندے کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے جس پر عذاب اور ثواب منحصر ہے پر اوس اختیار کو خلق نہین کہتے خود قرآن مجید مین یہ بات موجود ہے واللہ خلقکم وما تعملون یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا اور تمہاری عملون کو اور فرمایا ہل من خالق غیر اللہ یعنی کوئی خالق نہین سوا خدا کے ابو محمد بن قتیبہ نے غریب الحدیث مین اور ابو المعالی امام الحرمین نے ارشاد مین یون لکہا ہے کہ بعض قدریہ کہتے ہین ہم قدریہ نہین مین بلکہ اہل سنت قدریہ ہین کیونکہ وہ قدر اور قضا کو ثابت کرتے ہین اور یہ محض دہوکا اور فریب ہے اسلیے کہ اہل حق تمام کامون کو خدا کے سپرد کرتے ہین اور قدر اور افعال کو خدا کیطرف نسبت کرتے ہین اور یہ جاہلین اپنی طرف نسبت کرتے ہین اور جو شخص اپنی طرف نسبت کرے کسی چیز کی تو وہ اولی ہے کہ نام

بن الخطاب نے کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص آن پہنچا جس کے کپڑے نہایت سفید تھے اور بال بہت کالے تھے نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور کوئی ہم مین سے اوسکو پہچانتا نہ تھا وہ بیٹھ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آنکر اور اپنے گھٹنے حضرت کے گھٹنون سے ملادیے اور دونون ہاتھ اپنے رانون پر رکھے (جیسے شاگرد اوستاد کے سامنے بیٹھتا ہے) پھر بولا اے محمد بتلاؤ مجھکو اسلام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ گواہی دے (یعنے زبان سے کہے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہین سوا خدا کے اور محمد اوسکے بھیجے ہوے ہین اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوۃ کو اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر تجھسے ہوسکے (یعنے راہ خرچ ہو اور رستے مین خوف نہو) وہ بولا سچ کہا تم نے ہم کو تعجب ہوا کہ آپ ہی پوچھتا ہے پھر آپ ہی کہتا ہے کہ سچ کہا (حالانکہ پوچھنے والا لاعلم ہوتا ہے اور سچ کہنے والا وہ ہوتا ہے جسکو علم ہو تو یہ دونون کام ایک شخص کیونکر کرے گا) پھر وہ شخص بولا مجھکو بتلاؤ ایمان کیا ہے آپنے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ اور اسکے فرشتون پر (کہ وہ اللہ کے پاک بندے ہین اور اسکا حکم بجالاتے ہین اللہ نے انکو بڑی طاقت دی ہے) اور اوسکے پیغمبرون پر (جنکو اوسنے بھیجا خلق کو راہ بتلانے کے لیے) اور پچھلے دن پر (یعنے قیامت کے دن پر جس روز حساب کتاب ہوگا اور اچھے اور برے اعمال کی جانچ اور پڑتال ہوگی) اور یقین کرے تو تقدیر پر کہ برا اور اچھا سب خدا کیطرف سے ہے (یعنے سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا سچ کہا تم نے پھر اس شخص نے پوچھا مجھکو بتلاؤ احسان کیا ہے آپنے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو اوسکو دیکھ رہا ہے اگر اتنا نہ ہو تو یہی سمجھے کہ وہ تجھکو دیکھ رہا ہے **ف** اس ایک فقرے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری تصوف اور سلوک کو بیان کردیا خلاصہ تصوف کا یہ ہے کہ بندے کو خدا سے محبت اور الفت پیدا ہو اور خدا کا خیال ہر وقت بندے کے دل مین رہے تو اعلی درجہ اسکا یہ ہے کہ بندہ خدا کی ذات کے تصور مین ایسا غرق ہو جاوے کہ سوا خدا کے کچھ نظر نہ آوے گو ظاہری آنکھون سے دنیا کی چیزون دیکھے اور کانون سے سنے پر دل خدا سے لگا ہے تو آنکھ اور کان مردے کے آنکھ اور کان کیطرح کہنے مین آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے مگر دھیان اور لو مولی کی ہے اسی کو وحدۃ الشہود کہتے ہین جو اعلی درجے کے فقیرون اور صوفیون اور خدا کے پاک بندون کو حاصل ہوتا ہے اور ایک مرتبہ اسسے ادنی ہے جس کے حاصل کرنے کی ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہیے وہ یہ کہ خدا کو ہر وقت حاضر اور ناظر سمجھے اور یہ یقین کرے کہ خدا اوسکی تمام حرکات اور سکنات دیکھ رہا ہے اوسکے قلب کے خطرات اور خیالات کو بھی جانتا ہے پھر اوسکی عبادت کیوقت دوسری چیز مین دل لگانا [illegible] وسوسون کو راہ دینا شیطان کا کام ہے جس سے پناہ مانگنا چاہیے نووی نے کہا مقصود اس کلام سے

یہہ ہی کہ بندہ عبادت مین اخلاص کرے اور دل لگاوے یعنی عبادت بہت خضوع اور خشوع سی کرے قاضی عیاض نے

کہا کہ یہ حدیث ایسی جامع ہے کہ تمام شریعت کی علوم اسسے نکل سکتے ہین **ت** پہر وہ شخص بولا تبلایے مجھکو قیامت

کب ہوگی آپ نے فرمایا اسکو جس سے پوچھتے ہو وہ خود پوچھنیوالے سی زیادہ نہین جانتا **ف** یعنی قیامت کا وقت کسی

کو معلوم نہین سوا خدا کے نووی نے کہا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ مفتی اور عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جاوے

جسکو وہ نہین جانتا تو یون کہنا چاہیے کہ مجھکو معلوم نہین اور یہ کہنا اسکی ذلت اور نقصان کا باعث نہوگا بلکہ دلیل

ہے اسکی کمال علم اور ورع اور تقوی کی بڑے بڑے اماموں نے جیسے ابو حنیفہ اور مالک نے بہت سی مسائل مین سکوت

کیا ہے اور کہا ہی کہ ہم کو معلوم نہین **ت** وہ شخص بولا تو مجھے اسکی نشانیان تبلایے آپنے فرمایا ایک

نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی بی بی کو جنے گی **ف** یہ ترجمہ ہے اِنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا کا جیسے اس روایت

مین ہے اور ایک روایت مین رَبَّتَهَا کے بدلے رَبَّهَا ہے تذکیر کے ساتھہ تو ترجمہ یہ ہوگا کہ جنے گی لونڈی اپنے میان کو

اور ایک روایت مین بَعْلَهَا ہے یعنی جنے گی لونڈی اپنے خاوند کو اس فقرہ کے مطلب مین مختلف اقوال ہین بعضون

نے کہا مطلب یہ ہی کہ لونڈیان بہت پکڑی جاوین گی اور اونکی اولاد بہت پہیلیگی اور ظاہر ہی کہ لونڈی بہی شریعت

کی رو سی ایک مال ہی اور باپ کا مال اوس کے بعد بیٹے کا ہوتا ہے اور بیٹا بیٹی اپنی مان کے میان بی بی اور مالک ہوگے

بعضون نے کہا مراد یہ ہی کہ لونڈیان بادشاہون کی مائین ہونگی کیونکہ اس زمانے کے بادشاہ موافق شریعت کے

نکاح کے پابند نہ ہون گے بلکہ بہت سی نکاح ہی نہ کرینگے لونڈیان اور خواصین رکہینگی پہر اونہی کے لڑکے اور لڑکیان تخت

پر بیٹہکر بادشاہ بنینگی اور اپنی مان کو بہی اپنی رعیت مین شامل کرینگے بعضون نے کہا غرض یہ ہے کہ لوگون کا

حال تباہ ہوگا وہ ام ولد کو بہی بیچنا شروع کردینگے آخر بکتی بکتی کبہی وہ اپنے بیٹے ہی کے ہاتہہ آنکر بکے گی اور اسکو

معلوم نہوگا کہ یہ میری مان ہے اور یہ صورت سوا ام ولد کے اور لونڈیون مین بہی ہو سکتی ہے مثلاً ایک لونڈی

کا لڑکا سوا اسکی مالک کی کسی اور سی ہو نکاح یا شبہ یا زنا سی پہر وہ لونڈی بکتی بکتی اوس لڑکے کے ہاتہہ مین جا پڑے

اور وہ نہ پہچانے اور بعل کے معنی بہی مالک اور سید کی آئی ہین جیسے اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا یعنی تم پکارتے ہو مالک کو اور بعضون

نے کہا کہ بعل سے مراد خاوند ہی یعنی خصم وہ کہتے ہین لونڈیون کی خرید و فروخت اس قدر کثرت سی ہوگی کہ کبہی ایک

شخص اپنی مان سی نکاح کرلیگا اور اسکو معلوم نہوگا بعضون نے کہا مراد یہ ہی کہ لوگ ماؤن کی عزت اور خدمت چہوڑ دینگے

اور مان سی وہ سلوک کرینگے جو لونڈی سے کرتے ہین خدا اپنی پناہ مین رکہے اس زمانے مین بہی بہت لوگ ایسے

نکلینگے جو مان باپ کا ادب نہین کرتے اور انکی اطاعت نہین کرتے بلکہ لونڈی غلاموں کی طرح اونکو گہر کی خدمت میں رکھتے ہین

نے کہا کہ اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلتی کہ ام ولد کی بیع ممنوع یا جائز ہے اور جن لوگون نے استدلال کیا اس امر پر اسمین بیتیہ
سے اون سے تعجب ہوتا ہے اسلیے کہ جو چیز قیامت کی نشانی ہو اوسکا حرام یا مذموم ہونا ضرور نہیں کیونکہ اونچے اونچے مکان بنانا
دولت بہت کمانا پچاس پچاس عورتین رکھنا حرام نہین حالانکہ وہ بہی قیامت کی نشانیان ہین **ف** دوسری
نشانی یہ ہے کہ تو دیکہیگا ننگون کو جنکے پاؤن مین جوتا نہتا تن کو کپڑا نہ تہا کنگال بڑے بڑے عمارتین ٹہونکتے زمین مین
ف یعنی دنیا کی حالت مین ایک بڑا انقلاب ہوگا کہ جو لوگ مفلس قلاچ ہوکے تہے وہ امیر مالدار ہو جاوینگے اور جو
امیر مالدار تہے وہ مفلس محتاج ہو جاوینگے اگرچہ ایسی انقلاب دنیا مین بڑے بڑے غبگون سے کئی بار ہو چکے ہین پر قیامت
کے قریب وہ ساری دنیا مین ہونگے اور اب تک جو ہوئے وہ دنیا کے ایک ایک حصے مین ہوئے جیسے دوسری روایت مین ہے
کہ قیامت کے قریب کشت و خون بہت ہوگا اور فساد عالمگیر ہو جاویگا بعضون نے کہا کہ مراد ان ننگون کنگالون سے عرب کے لوگ
ہین اور یہ ایک پیشین گوئی تہی اون کے لیے کہ اسلام کو ترقی ہوگی اور عربون کی شوکت بڑہیگی اور وہ محتاجی اور غربت
سے نکلکر مالدار اور امیر بن جاوینگے پہر ایسا ہی ہوا کہ آپ کی وفات کی تہوڑی مدت بعد ایران اور روم اور مصر فتح
ہوئے اور عرب کے لوگ مالا مال ہو گئے **ف** راوی نے کہا پہر وہ شخص چلا گیا مین بڑی دیر تک ٹہیرا رہا **ف**
یہ ترجمہ ہے فَلَبِثْتُ مَلِيًّا کا اور بعضے نسخون مین فلبث ملیا ہے یعنی آپ بہت دیر تک چپ رہے اور ابو داؤد اور
ترمذی کی روایت مین ہے تین دن کے بعد حضرت مجہسے ملے لیکن یہ بظاہر مخالف ہے ابوہریرہ کی روایت کے کہ وہ شخص
پیٹہہ موڑ کر چلا آپ نے فرمایا اوسکو بلاؤ لوگ دوڑے تو وہان کسیکو نہ پایا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
یہ جبرئیل تہے اور ممکن ہے توفیق اسطور پر کہ حضرت عمر اوسوقت مجلس سے اوٹہکر چلے گئے ہون تو آپ نے اور لوگون سے
اوسیوقت کہا ہو اور حضرت عمر سے تین دن کے بعد **ف** بعد اوسکے آپ نے مجہہ سے فرمایا اے عمر تو جانتا ہے یہ
پوچہنے والا کون تہا مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ جبرئیل تہے تمکو سکہانے آئے تہے
دین تمہارا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام اور احسان سب دین مین داخل ہے اور یہ حدیث علوم
اور معارف کی بہت قسمون پر مشتمل ہے بلکہ وہ اصل ہے اسلام کی جیسے ہمنے قاضی عیاض سے نقل کیا اور کچہ فائدے اسکی
اوپر مذکور ہوئے ایک فائدہ اسکا یہ بہی ہے کہ جب اہل مجلس کو کسی بات کا علم نہ ہو تو انکو معلوم کرانے کے لیے پوچہنا
درست ہے تاکہ سب واقف ہو جاوین دوسرا یہ ہے کہ عالم کو بہت نرمی کرنا چاہیے پوچہنے والے کو اچہی طرح سے اب
دینا چاہیے کہ اوسکو تشفی ہو جاوے **عن** يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ لَمَّا تَكَلَّمَ مَعْبَدٌ بِمَا تَكَلَّمَ بِهِ فِي
شَأْنِ الْقَدَرِ أَنْكَرْنَا ذٰلِكَ قَالَ فَحَجَجْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَجَّةً وَسَاقُوا الْحَدِيثَ

باب الایمان ما هو وبیان خصاله

بِمَعْنیٰ حَدِیْثِ کَهْمَسٍ وَّاِسْنَادِهٖ وَفِیْهِ بَعْضُ زِیَادَةٍ وَّنُقْصَانُ اَحْرُفٍ **ترجمہ** یحییٰ بن یعمر سے روایت ہی جب معبد نے تقدیر مین گفتگو کی تو ہم نے اُسکا انکار کیا پھر مین نے اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری نے ملکر اکہٹے حج کیا اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اوسیطرح جیسے اوپر گذری اوسی اسناد سے لیکن بعض حرفون مین کمی اور بیشی ہے **عَنْ** یَحْیَی بْنِ یَعْمَرَ وَحُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا لَقِیْنَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ فَذَکَرْنَا الْقَدَرَ وَمَا یَقُوْلُوْنَ فِیْهِ وَاَقْتَصَّ الْحَدِیْثَ کَنَحْوِ حَدِیْثِهِمْ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَفِیْهِ شَیْءٌ مِّنْ زِیَادَةٍ وَّقَدْ نَقَصَ مِنْهُ شَیْئًا **ترجمہ** یحییٰ بن یعمر وحمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے ہم دونون ملے عبداللہ بن عمر سے اور ذکر کیا ہم نے تقدیر کا اور جو لوگ کہتے ہین اُس باب مین اور بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری مگر کچھ زیادہ کیا اور کچھ کم **عَنْ** عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِیْثِهِمْ **ترجمہ** حضرت عمر سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا بَارِزًا لِّلنَّاسِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَلِقَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللهَ وَلَا تُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا وَتُقِیْمَ الصَّلٰوةَ الْمَکْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّیَ الزَّکٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنَّکَ اِنْ لَّا تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ مَتَی السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ وَلٰکِنْ سَاُحَدِّثُکَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا فَذَاکَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا کَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ رُءُوْسَ النَّاسِ فَذَاکَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبَهْمِ فِی الْبُنْیَانِ فَذَاکَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِیْ خَمْسٍ لَّا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ قَالَ ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوْا عَلَیَّ الرَّجُلَ فَاَخَذُوْا لِیَرُدُّوْهُ فَلَمْ یَرَوْا شَیْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا جِبْرِیْلُ جَآءَ لِیُعَلِّمَ النَّاسَ دِیْنَهُمْ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگون مین برآمد تہے اتنی مین ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ ایمان کسے کہتے ہین آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے

اللہ پر اور اس کے فرشتون پر اور اُسکی کتابون پر اور اس سے ملنے پر اور اُسکے پیغمبرون پر اور یقین کرے پچھلے جی اُٹھنے پر **ف** خدا سے ملنا تو مرنے کے ساتھ ہی ہوجاتا ہے اور پچھلے جی اوٹھنے سے مراد قیامت کا اُٹھنا ہے اور بعضون نے کہا خدا سے ملنا حساب کتاب کے بعد ہوگا لیکن اس ملنے سے خدا کا دیدار مراد نہین ہے کیونکہ وہ خاص خاص لوگونکو ہوگا (نووی) **ت** پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے آپنے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کو پوجے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نکرے **ف** یعنی خدا کے برابر کسیکو نہ سمجھے نہ قدرت مین نہ علم مین نہ تصرف مین نہ عبادت مین نہ دعا مین بلکہ پوجے تو خدا ہی کو پوجے مانگے تو خدا سے مانگے سوا خدا کے سب کو عاجز بندہ خیال کرے اگرچہ بعضے بندون اور غلامون کا پروردگار نے بہت درجہ بلند کیا ہے اور اُنکو بہت کچھ سرافراز فرمایا ہے پر خدا کے سامنے وہ بندے اور غلام ہی ہین البتہ بندون مین اُنکو امتیاز ہے **ت** اور قائم کرے تو فرض نماز کو اور دیوے تو زکوۃ کو جسقدر فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے **ف** یہ سب چیزین عبادت مین داخل ہین مگر چونکہ یہ چیزین عبادت مین اعلی درجے کی تہین اسلیے انکو علیحدہ بیان کیا اور بعضون نے کہا کہ عبادت سے مراد معرفت الہی ہے اور اقرار ہے اُسکی وحدانیت کا۔ نماز مین قید لگائی فرض کی اس لیے کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف فرض کا ادا کرنا کافی ہے سنن اور مستحبات کا ادا کرنا لازم نہین اسیطرح نفل صدقات کا دینا لازم نہین اور قائم کرنے سے نماز کے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ پابندی کے ساتھ اسکو پڑھے یا سب شرائط اور ارکان کے ساتھ پورا کرے **ت** پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ احسان کسے کہتے ہین آپ نے فرمایا تو عبادت کرے اللہ کی جیسے تو اُس کو دیکھ رہا ہے اگر تو اُسکو نہین دیکھتا (یعنی اتنا استغراق نہو اور یہ درجہ نہو سکے) تو اتنا تو ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے پھر وہ شخص بولا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپنے فرمایا جس سے پوچھتے ہو قیامت کو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہین جانتا لیکن مین اُسکی نشانیان تجھسے بیان کرتا ہون جب لونڈی اپنے مالک کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب ننگے بدن ننگے پاؤن پھرنیوالے لوگ سردار بنین تو یہ قیامت کی نشانی ہے **ف** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین عرب اور سندھ اور روم اور مصر اور ایران مین ایکطرح کی تہذیب اور شایستگی تہی اور یورپ یعنی فرنگستان کے لوگ بالکل وحشی جاہل گنوار جانورون کیطرح تہے خصوصاً انگلنڈ کے لوگ اور یہ روس کے لوگ تو انسانیت سے بہت تہوڑا حصہ رکہتے تہے اور جانورون کیطرح جہاڑون اور پہاڑون مین رہتے تہے اون مین بادشاہت یا ملکداری کا سلیقہ بالکل نہ تہا اب ہمارے زمانے مین چند روز سے انہی وحشی لوگون نے وہ ترقی کی ہے کہ تمام دنیا کے حاکم اور سردار بن بیٹھے ہین پس شاید یہ بہی قیامت کی نشانی ہو اور یہی مراد ہو حدیث سے **ت** اور جب بکریان یا بھیڑین چرانے والے بڑی بڑی حویلیان بنا دین تو یہ بہی قیامت کی نشانی

ہے قیامت اون پانچ چیزون مین سے ہے جنکو کوئی نہین جانتا سوا خدا کے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی
اللہ ہی جانتا ہے قیامت کو اور اوتارتا ہے پانی کو اور جانتا ہے جو کچھہ مان کے رحم مین ہے (یعنے نر یا مادہ) اور کوئی
نہین جانتا کہ وہ کل کیا کریگا اور کوئی نہین جانتا کہ وہ کس ملک مین مرے گا اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے
راوی نے کہا پہر وہ شخص پیٹھہ موڑ کر چلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکو پہیر لے آؤ لوگ چلے اوس
کے لینے کو لیکن وہان کچھہ نہ پایا (یعنے اس شخص کا نشان بہی نہ ملا) تب آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تہے تمکو دین کی باتین
سکہلانے آئے تہے **عن** ابی حیان التیمی بہذا الاسناد مثلہ غیر ان فی روایتہ اذا ولدت
الامۃ بعلہا یعنی السراری **ترجمہ** دوسری روایت مین بہی ایسا ہی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ جب لونڈی
جنے اپنے خاوند کو (یعنے ربہا کے بدلے بعلہا منقول ہے اور تفسیر اوسکی اور لونڈی) **عن** ابی ھریرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلونی فہابوہ ان یسالوہ فجاء رجل فجلس عند رکبتیہ
فقال یا رسول اللہ ما الاسلام قال لا تشرک باللہ شیئا وتقیم الصلوۃ وتؤتی الزکوۃ وتصوم
رمضان قال صدقت قال یا رسول اللہ ما الایمان قال ان تؤمن باللہ وملئکتہ وکتبہ
ولقائہ ورسلہ وتؤمن بالبعث وتؤمن بالقدر کلہ قال صدقت قال یا رسول اللہ ما الاحسان
قال ان تخشی اللہ کانک تراہ فانک ان لا تکن تراہ فانہ یراک قال صدقت قال یا رسول
اللہ متی تقوم الساعۃ قال ما المسئول عنہا باعلم من السائل وساحدثک عن اشراطہا اذا
رأیت المرأۃ تلد ربہا فذاک من اشراطہا واذا رأیت الحفاۃ العراۃ الصم البکم ملوک
الارض فذاک من اشراطہا واذا رأیت رعاء البہم یتطاولون فی البنیان فذاک من اشراطہا
فی خمس من الغیب لا یعلمہن الا اللہ ثم قرأ الایۃ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث
ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت
الی اخر السورۃ قال ثم قام الرجل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ردوہ علی فالتمس فلم
یجدوہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا جبریل اراد ان تعلموا اذ لم یسألوا **ترجمہ**
ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پوچہو مجہسے (دین کی باتین جو ضروری ہین البتہ
بے ضرورت پوچہنا منع ہے) لوگون نے خوف کیا پوچہنے مین (یعنے اون پر رعب آپکا چہا گیا) تو ایک شخص آیا اور
آپ کے گہٹنون کے پاس بیٹہا اور بولا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھہ کسی کو شریک نکرے

اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکھے وہ بولا سچ کہا آپنے پھر اوسنے کہا یا رسول اللہ ایمان
کیا ہے آپنے فرمایا یقین کرے تو اللہ پر اور اُس کی کتابون پر اور اُس سے ملنے پر اور اُسکے پیغمبرون پر اور یقین کرے
تو جی اوٹھنے پر مرنے کے بعد اور یقین کرے تو پوری تقدیر پر وہ بولا سچ کہا آپنے پھر بولا یا رسول اللہ احسان
کیا ہے آپنے فرمایا اللہ سے ڈرے جیسے تو اُسکو دیکھ رہا ہے اگر تو اُسکو نہین دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے وہ بولا سچ
کہا آپنے پھر بولا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپنے فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہین
جانتا البتہ مین تجھ سے اوس کی نشانیان بیان کرتا ہون جب تو لونڈی کو دیکھے (یا عورت کو) وہ اپنے مالک
اور میان کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے ننگے پاؤن ننگے بدن بہرون گونگون (یعنی احمق
اور نادانون) کو وہ بادشاہ ہین ملک کے تو یہہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے بکریان چرانے والون کو بڑی
بڑی عمارتین بنا رہے ہین تو یہ قیامت کی نشانی قیامت غیب کی پانچ باتون مین سے ہے جنکا علم کسی کو نہین
سوا خدا کے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ اخیر تک یعنی اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم
اور برساتا ہے پانی اور جانتا ہے جو مان کے پیٹ مین ہے اور کوئی نہین جانتا کل کیا کرے گا اور کوئی نہین
جانتا کس ملک مین مرے گا پھر وہ شخص کھڑا ہوا (اور چلا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسکو ملا دو میرے پاس
لوگون نے ڈھونڈھا تو کہین نہ پایا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام تھے اُنہون
نے چاہا تمکو علم ہو جاوے جب تم نے نہ پوچھا (یعنے تم نے سوال نہ کیا ادب مین آگئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام
آدمی کے بھیس مین بنکر آئے اور ضروری باتین پوچھکر گئے تاکہ تمکو علم حاصل ہو جاوے) **باب** بَیَانِ الصَّلٰوۃِ مسلم
الَّتِیْ ھِیَ اَحَدُ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ بیان نمازون کا جو ایک رکن ہے اسلام کا **عَنْ** طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ
نسمع جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَھْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ یُسْمَعُ دَوِیُّ صَوْتِہٖ وَلَا یُفْقَہُ
مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنٰی مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ دنا
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھُنَّ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ قال
تَطَّوَّعَ وَصِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُہٗ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ وَذَکَرَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّکٰوۃَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ
وَھُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ
صَدَقَ **ترجمہ** طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس نجد والون مین سے (نجد ایک

ملک ہی عرب مین اجسکے بال پریشان تھے اوسکی آواز کی گنگناہٹ سنی جاتی تہی لیکن سمجھ مین نہ آتا کیا کہتا ہی یہانتک کہ نزدیک آیا وہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تب معلوم ہوا کہ وہ پوچھتا ہی اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازین ہین رات اور دن مین وہ بولا انکے
سوا اور کوئی نماز بہی ہی مجھپر آپنے فرمایا نہین مگر یہ کہ تو نفل پڑہنا چاہی ف یعنی سوا ان پانچ نمازون کے اور کوئی نماز فرض نہین ہے بلکہ
سنت ہی یا مستحب وتر کی نماز اور عید کی نماز اور گہن کی نماز یہ سب سنت ہین اور جو کوئی انکو واجب کہتا ہی اوسپر یہ حدیث حجت ہی وہ
کہتا ہی کہ شاید اسوقت تک وتر اور عید کی نماز واجب نہی ہوگی مگر یہ صرف احتمال ہی ف اور روزے ہین رمضان کے وہ بولا سوا رمضان کے روزون
کے اور کوئی روزہ مجھپر ہی آپنے فرمایا نہین مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکہنا چاہی ف اور قضا کا روزہ رمضان کا روزہ ہی اور ظہار وغیرہ کی کفارہ
مین روزہ متعین نہین اور چیزون سے بہی کفارہ ادا ہو سکتا ہی ف پہر آپنے اوس سے زکوۃ کو بیان کیا وہ بولا اسکے سوا اور کوئی
مجھپر ہے آپ نے فرمایا نہین مگر یہ کہ تو نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہی ف تو صدقہ فطر واجب نہوا اور جو واجب کہتے ہین وہ خیال کرتی ہین کہ اس وقت تک
واجب نہوا ہوگا ف راوی نے کہا پہر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تہا قسم خدا کی مین نہ ان سے زیادہ کرونگا
نہ ان مین کمی کرونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مراد پائی اسنے اگر سچا ہے ف یعنی اگر بجا
لایا ان سب باتونکو اور کمی نکی اون مین جیسے زبان سے کہتا ہے تو آخرت مین نجات پاویگا اپنی مراد کو پہونچیگا اور
جو زیادہ کیا ان سے تو اور بہتر ہے اسکے لیے اسمقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دین کے ارکان اور اعمال اور بہی ہین
پہر اوس شخص نے یہ کیونکر کہا مین ان سے زیادہ نکرونگا جواب اسکا یہ ہی کہ بخاری کی روایت مین ہی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو شریعت کی باتین بتلادین اور وہ کہتا جاتا تہا قسم خدا کی جسقدر اللہ نے مجھپر فرض
کیا ہی مین اوس مین کمی بیشی نہ کرونگا تو فرض مین اور دین کی باتون مین سب ضروری ارکان اور اعمال آگئے اور
نوافل اور سنن کا ادا کرنا نجات کے لیے ضرور نہین گو ہمیشہ کے لیے سنتون کا ترک کرنا برا ہے اور ایسے شخص
کی گواہی مقبول نہوگی پر وہ گنہگار نہین ہو سکتا اور نجات ضرور پاویگا۔ اور اس حدیث مین حج کا ذکر نہین اور
بعضی روایتون مین روزے کا ذکر نہین ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ یہ راویون کا قصور ہے جیسا کسی کو یاد رہا ویسا
اوسنے بیان کیا اور چونکہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے تو ساری اعمال اور ارکان جو سب روایتون کے دیکھنے سے معلوم
ہوتی ہین ضرور ٹہرے بعضی روایتون مین ناتا ملانا یعنی عزیز دارون سے سلوک اور محبت کرنا اور مال غنیمت مین سے
پانچوان حصہ ادا کرنا بہی اسلام کے ارکان مین سے بیان کیا ہے اور احتمال ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع
اور محل دیکھکر جو ارکان جس قوم کے لیے زیادہ ضروری ہون وہی بیان کیے ہون اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اور ارکان
کو جنکی فرضیت اونکو معلوم ہو جاوے خواہ پیشتر سے معلوم تہی بجا نہ لاوین واللہ اعلم عن طلحۃ بن عبید اللہ

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ نَحْوَ حَدِیْثِ مَالِکٍ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ وَاَبِیْہِ اِنْ صَدَقَ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَاَبِیْہِ اِنْ صَدَقَ **ترجمہ** طلحہ بن عبید اللہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری اتنا فرق ہے کہ جب اوس شخص نے کہا قسم خدا کی میں اسمین بڑھی کرونگا نہ گھٹی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجات پائی اُسنے قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے یا جنت میں جاویگا قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے **ف** اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی اُس کے باپ کی حالانکہ دوسری حدیث میں ہے جو شخص قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھاوے اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی منع کرتا ہے تم کو باپ دادون کی قسم کھانے سے جواب اُسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا بطریق عادت اور تکیہ کلام کے تھا کیونکہ عرب لوگ باتون میں اس قسم کی قسم کھایا کرتے ہیں نہ بطور حلف کے جسمین تعظیم کسی کے نام کی مقصود ہوتی ہے اور مشابہ کرنا اسکا اللہ جل جلالہ کے ساتھہ یہی جواب صحیح ہے اور بعضون نے کہا کہ یہ اوس وقت ہوگا جب خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانا منع نتھا اور صحیح یہ ہے کہ قسم کھانا اسکے سوا اور کسی کی اس لیے منع ہوئی ہے کہ خدا کے ساتھہ کسی اور کو برابر نہ کیا جاوے یعنی جیسے خدا کے نام کی عظمت اور بڑائی دل میں ہے ویسی کبھی اور کی نہو۔ نہ کسی اور کے نام کی قسم کو پورا کرنا ایسا لازم اور ضرور سمجھا جاوے جیسے خدا کے نام کی قسم کو پھر اگر کسی اور کو ایسا بڑا اور بزرگ سمجھکر جیسے خدا کو سمجھتا ہے اوسکی قسم کھاوے تو وہ شخص مشرک ہو جاویگا اور جو ایسا نہ سمجھے صرف بطور تکیہ کلام یا عادت کے بطور لغو کسی کی قسم کھاوے تو وہ مشرک نہیں ہے مگر چونکہ مشابہ ہے مشرکون کے افعال کے اسلیے اس سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے اور یہی مقصد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے کسی اور کی سوا خدا کے اوسنے شرک کیا

باب

السُّؤَالِ عَنْ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ اسلام کے ارکان کو پوچھنے کا بیان **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ نُھِیْنَا اَنْ نَّسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ شَیْءٍ فَکَانَ یُعْجِبُنَا اَنْ یَّجِیْئَ الرَّجُلُ مِنْ اَھْلِ الْبَادِیَۃِ الْعَاقِلُ فَیَسْاَلَہٗ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْبَادِیَۃِ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَتَانَا رَسُوْلُکَ فَزَعَمَ لَنَا اَنَّکَ تَزْعُمُ اَنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَکَ قَالَ صَدَقَ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَالَ فَمَنْ نَّصَبَ ھٰذِہِ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِیْھَا مَا جَعَلَ قَالَ اللّٰہُ قَالَ فَبِالَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْاَرْضَ وَنَصَبَ ھٰذِہِ الْجِبَالَ آللّٰہُ اَرْسَلَکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُکَ اَنَّ عَلَیْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ یَوْمِنَا وَلَیْلَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِیْ اَرْسَلَکَ آللّٰہُ اَمَرَکَ بِھٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُکَ اَنَّ عَلَیْنَا زَکٰوۃً فِیْ اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ

فبالذی ارسلک اللہ امرک بھذا قال نعم قال وزعم رسولک ان علینا صوم شھر
رمضان فی سنتنا قال صدق قال فبالذی ارسلک اللہ امرک بھذا قال نعم قال وزعم
رسولک ان علینا حج البیت من استطاع الیہ سبیلا قال صدق قال ثم ولی قال والذی
بعثک بالحق لا ازید علیھن ولا انقص منھن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لئن صدق
لیدخلن الجنۃ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے ہمکو ممانعت ہوئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ
پوچھنے کی **ف** اللہ جل جلالہ نے فرمایا یا ایھا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم آخیر تک یعنی
اے ایمان والو مت پوچھو بہت چیزیں اگر تم پر کھلیں تو تمکو بری لگیں اور اگر پوچھوگے جس وقت قرآن اترتا ہے
تو کھولی جاوینگی اللہ نے اون سے درگذر کی ہے اور اللہ بخشتا ہے تحمل والا ویسی باتیں پوچھ چکے ہیں کچھ لوگ
تم سے پہلے پھر پوچھکر ہوگئے اون سے منکر ہوگئے ہیں یعنے آپ سے نہ پوچھو کہ یہ چیز روا ہے یا نہیں بس یہ کام کریں
یا نہ کریں بلکہ جو فرمایا اوسپر عمل کرو جو نہ فرمایا اوسکو معاف جانو تا دین آسان رہے اور جو ہر بات کا جواب آوے
تو دین تنگ ہوجاویگا پھر عمل نکرسکوگے جیسے اگلے لوگ نکرسکے پھر کفر کی رسمیں تابئیں کہ پوچھنے کی حاجت
نہیں جو اللہ نے نہ فرمایا وہ بے اصل ہے اور اسیطرح بیفائدہ باتیں پوچھنے کسی نے پوچھا میرا باپ کون تھا یا یہی
عورت گھر میں کس طرح ہے اگر ہمیشہ ہر بات کا جواب وہی تو شاید برا جواب آوے اور پشیمانی حاصل ہو (موضح
القرآن) تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن میں امام عالیجاہ مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر لکھتے
ہیں کہ اللہ تعالی نے کثرت سوال سے منع کیا اسلیے کہ کبھی بے حاجت سوال کرنے سے ایک امر جو واجب نہ تھا
واجب ہوجاتا ہے اور بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا
ایسا کہ کبھی کسی نے ویسا خطبہ نہ سنا تھا ایک شخص بولا میرا باپ کون تھا اوس وقت یہ آیت اتری بخاری نے
ابن عباس سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے ایک روایت میں ہے کہ وہ پوچھنیوالا عبد اللہ بن حذافہ تھا اوسنے
پوچھا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے ابن حبان نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے تمپر فرض کیا ہے حج کو ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا کیا ہر سال یا رسول
اللہ آپ چپ ہو رہے اوسنے تین بار یہی پوچھا جب آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہتا تو حج ہر سال فرض ہوجاتا پھر
تم اوسکو ادا نکرسکتے جو بات میں بیان نکروں تم بھی اوسکو چھوڑ دو یعنے نہ پوچھو اس لیے کہ تم سے پہلے جو لوگ
تھے وہ تباہ ہوئے اپنی بہت پوچھنے کی وجہ سے اور اختلاف کرنے سے اپنے پیغمبروں پر جب میں تم کو کسی بات سے منع

کرون تو اوس سے بچو اور جب کسی بات کا حکم کرون تو اوسکو بجا لاؤ جہانتک تم سے ہو سکے اور یہ آیت اسی باب مین
اتری بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا کہ لوگ ایک چیز کو پوچھتے جو حلال ہوتی پہر پوچھتے پہر پوچھتے
یہانتک کہ وہ شی حرام ہو جاتی جب حرام ہو جاتی تو اوسکو کرنے لگتے ابن منذر نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اوس مسلمان پر ہے جس نے پوچھا ایک شی کو اور وہ حرام نہ تھی پہر اوس کے پوچھنے
سے حرام ہوئی اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے ابو ثعلبہ خشنی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اللہ نے حدین باندہ دین ہین پہر اوس سے آگے مت بڑہو اور فرض تبلا دیے ہین اونکو ادا کرو اور
حرام کر دیا ہے جن چیزون کو انکو مت کرو اور جن باتونکو نہین بیان کیا اونکو بہولا نہین بلکہ رحمت ہے اوسکی
تمہاری اوپر تو چپ ہو رہو اور انکی بحث مت کرو انتہی ف اگرچہ یہ ممانعت بیفائدہ سوال کرنیسے اور بیکار چیزون کے
پوچھنے سے تہی اور یہ مطلب حضرت کا نہ تہا کہ لوگ ایمان کے باتین یا ضروری کام دین کے نہ پوچھین کیونکہ ان باتون
کے تبلانے کے لیے تو خود حضرت بہیجے گئے تہے پر صحابہ ڈر کر بعضے وقت پوچھنے کی بات کو بہی نہ پوچھتے اور منتظر رہتے کہ
کوئی نیا ناواقف شخص آوے اور وہ پوچھے ہم بہی سن لین اور سمجھ لین ت تو ہم کو اچہا معلوم ہوتا کہ
کوئی شخص جنگل کے رہنے والون مین سے آوے مگر سمجھدار ہو آپ سے کچھ پوچھے ہم سنین تو ایک شخص آیا جنگل کے
ضمام بن ثعلبہ ۱۲
رہنے والون مین سے اور کہنے لگا اے محمد تمہارا ایلچی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا تم کہتے ہو کہ اللہ نے تمکو بہیجا ہے آپ نے
فرمایا سچ کہا اوس ایلچی نے وہ شخص بولا تو آسمان کس نے پیدا کیا آپ نے فرمایا اللہ نے پہر اوس نے کہا زمین کس نے
پیدا کی آپ نے فرمایا اللہ نے پہر اوس نے کہا پہاڑون کو کس نے کہڑا کیا اور اوسمین جو چیزین ہین وہ کس نے پیدا
کین آپ نے فرمایا اللہ نے تب اوس شخص نے کہا قسم ہے اوس کی جس نے آسمان پیدا کیا اور زمین بنائی اور پہاڑونکو
کہڑا کیا کیا اللہ نے سچ سچ آپ کو بہیجا ہے آپ نے فرمایا ہان ف پہلی اس شخص نے خدا کو دریافت کیا پہر رسالت
کی تصدیق کی بعد اوس کے اعمال کو دریافت کیا یہ ترتیب نہایت عمدہ ہے اور یہ ایک کافی قرینہ ہے اس بات کا کہ وہ
پوچھنے والا اگرچہ جنگلی تہا پر عاقل اور سمجھدار تہا ابن الصلاح نے کہا کہ اس حدیث مین دلیل ہے اون لوگون کے لیے
جو مقلدین عوام کا ایمان درست جانتے ہین اسلیے کہ عوام کو بہی یقین حاصل ہوتا ہے اور شک اور تزلزل نہین رہتا
برخلاف معتزلہ کے کہ وہ مقلد کے ایمان کو صحیح نہین سمجھتے اور یہ حدیث حجت ہے اون پر کیونکہ آپ نے اس شخص کے
ایمان کو جائز رکہا اور یہ نہین کہا کہ مجھکو ان باتون پر یقین کرنے کے لیے دلیل اور معجزے کا دیکھنا ضرور ہے
معتزلہ یہ کہتے ہین کہ گو مقلد کا اعتقاد مضبوط ہوتا ہے پر اوسکی مضبوطی سے بہروسا نہین ہو سکتا اس لیے کہ اوس نے بغیر

دلیل ہے ایک آدمی کی بات کو مان لیا ہے پھر اگر کوئی دوسرا اوسمین شک ڈالدے تو اوسکا اعتقاد پلٹ سکتا ہے اُسکا جواب یہ ہے کہ جبتک اُسکو شک پیدا نہوا اس وقت تک تو اُسکا ایمان صحیح ہے کیونکہ وہ برابر ہے محقق کے ایمان کے جسنے دلائل مین غور کرکے حاصل کیا ہے اب مقلب القلوب جل وعلا جو چاہے وہ چاہے تو ایمان پر ثابت رکھے چاہے تو ڈگمگا دیوے بڑے بڑے محقق وسوسون مین پڑکر گمراہ ہو گئے ہین اور مقلد کامیاب ہو گئے ہین اگرچہ اسمین کچھ شک نہین کہ اعلی درجہ تحقیق کا ہے اور جہانتک تحقیق ممکن ہو تقلید کی راہ چلنا بہتر نہین ہے تقلید مین کچھ حلاوت اور ذائقہ ہے یہ اس سے ہے کہ وہی سمجھتے ہین جو محقق ہین **ف** پھر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے ہم سے کہا کہ ہمپر پانچ نمازین ہین ہر دن اور رات مین آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اُسکی جسنے آپکو بھیجا کیا اللہ نے اُن نمازونکا آپکو حکم کیا ہے آپنے فرمایا ہان پھر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہمپر زکوۃ ہے ہمارے مالون کی آپ نے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اوس کی جسنے آپ کو بھیجا کیا اللہ نے آپ کو زکوۃ کا حکم کیا ہے آپنے فرمایا ہان پھر وہ شخص بولا آپ کی ایلچی نے کہا کہ ہم پر رمضان کے روزے ہین ہر سال آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اوسکی جسنے آپکو بھیجا کیا اللہ نے آپکو ان روزون کا حکم کیا ہے آپنے فرمایا ہان پھر وہ شخص بولا آپکی ایلچی نے کہا کہ ہمپر حج ہے بیت اللہ کا جو کوئی راہ چلنے کی طاقت رکھے (یعنی خرچ راہ اور سواری ہو اور رستہ مین امن ہو) آپ نے فرمایا سچ کہا اوسنے یہ سنکر وہ شخص پیٹھ موڑکر چلا اور کہنے لگا قسم اوسکی جسنے آپکو سچا پیغمبر کرکے بھیجا مین ان باتون سے زیادہ کرونگا نہ کم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچا ہے یہ تو جنت مین جاوے گا **ف** امام نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایک شخص کی خبر معتبر ہے اور اُسپر عمل کرنا چاہیے جب تو آپ نے دین کی باتین بتلانے کے لیے ایک ایلچی روانہ کیا اور یہ شخص جو آیا تھا اُسکا نام ضمام بن ثعلبہ تھا قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ شخص مسلمان ہوکر آیا تھا مگر اسلام کی باتون کو اچھی طرح تحقیق کرنے کے لیے حضرت سے دوبارہ پوچھا حاکم ابو عبداللہ نے کتاب المعرفۃ مین کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ علو اسناد طلب کرنا جائز ہے کیونکہ اس شخص نے پہلے تمام باتین دین کے ایلچی کے وسطے سے سنی تھین پھر یہ واسطہ نکالکر خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی کو آیا **عَنْ** اَنَسٍ كُنَّا نُهِيْنَا فِي الْقُرْاٰنِ اَنْ نَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے ہمکو قرآن مین منع ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوچھین پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح

باب بَيَانِ الْاِيْمَانِ الَّذِيْ يُدْخَلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَاَنَّ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ باب بیان مین اُس ایمان کے جس سے آدمی جنت مین جاویگا اور یہ کہ اس بات کو جو کوئی حکم بجالاوے وہ جنت مین جاویگا **عَنْ** اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَاَخَذَ بِخِطَامِ نَاقَتِهِ اَوْ بِزِمَامِهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ بِمَا يُقَرِّبُنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ اَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ وُفِّقَ اَوْ لَقَدْ هُدِيَ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ فَاَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ

بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ دَعِ النَّاقَةَ ترجمہ ابو ایوب (خالد بن زید) انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جا رہے تھے اتنے میں ایک جنگلی شخص آیا اور آپ کی اونٹنی کی رسی یا نکیل پکڑے آڑے آنکر اور کہا یا رسول اللہ یا یوں کہا یا محمد مجھے بتلاؤ وہ چیز جو نزدیک کرے مجھکو جنت سے اور دور کرے جہنم سے یہ سنکر آپ رک گئے اور دیکھا آپنے اصحاب کیطرف پھر فرمایا اسکو توفیق دی گئی یا ہدایت کی گئی (یعنے خدا نے اسکی مدد کی اور اسباب کی بوجھ کی اوسکو طاقت دی توفیق کہتے ہیں نیک بات کی قدرت دینے کو اور خذلان بری بات کی قدرت دینے کو) آپ نے فرمایا (اوس جنگلی سے) تو نے کیا کہا اوسنے پھر وہی کہا (یعنے مجھکو وہ بات بتلایئے جو جنت سے نزدیک کرے اور جہنم سے دور) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو پوج اور اوسکے ساتھہ کسی کو شریک نکر اور ادا کر نماز کو اور دے زکوۃ اور ناتے کو ملا دے (یعنے عزیزوں رشتہ داروں کے ساتھہ سلوک کر اگر وہ برائی کریں یا ملاقات ترک کریں تو تو نیکی کر اور ان سے ملتا رہ) چھوڑ دے اونٹنی کو (کیونکہ اب تیرا کام ہو گیا **ف** اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اگر چلتے چلتے بھی کوئی شخص دین کی بات پوچھے تو ٹھہرنا چاہیے اور اسکو بتلانا چاہیے اور دین کی بات بتلانے میں علم ہوتے ساتے سستی کرنا بری بات ہے حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی چپ ہو رہے حق بات سے وہ گونگا شیطان ہے **عن** اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ **ترجمہ** ابو ایوب سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عن** اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اَعْمَلُهٗ يُدْنِيْنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ فَلَمَّا اَدْبَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ اِنْ تَمَسَّكَ بِهٖ **ترجمہ** ابو ایوب سے روایت ہے ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور کہنے لگا مجھکو بتلایئے کوئی ایسا کام جسکو میں کروں وہ نزدیک کر دے مجھکو جنت سے اور دور کر دیوے جہنم سے آپنے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ تو پوجے اللہ کو اور شریک نکرے اسکا کسی کو اور قائم کرے نماز کو اور دیوے زکوۃ کو اور ملا دے ناتے کو جب وہ پیٹھہ پھیر کر چلا آپنے فرمایا اگر یہ چلیگا اون باتوں پر جنکا حکم کیا گیا یا میں نے جسکا حکم کیا تو جنت میں جاویگا **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ

بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا شَيْئًا اَبَدًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھکو بتلایئے کوئی ایسا کام جب مین اسکو کرون تو جنت مین جاؤن آپ نے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ پوجے تو اللہ کو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نکرے اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے تو زکوۃ کو جو فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے وہ شخص بولا قسم اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مین نہ اس سے زیادہ کرونگا نہ اس سے کم جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا آپ نے فرمایا جو خوش ہو اس بات سے کہ وہ ایک جنتی کو دیکھے تو اسکو دیکھے **ف** شاید اللہ جل جلالہ نے آپ کو آگاہ کر دیا ہوگا کہ یہ شخص ضرور جنت مین جاویگا کیونکہ یہ ان کامون کو بجا لاویگا اور ہمیشہ کریگا یہانتک کہ اوسکا خاتمہ بالخیر ہوگا

بَابُ مَنْ قَامَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَالشَّرَائِعِ دَخَلَ الْجَنَّةَ **ترجمہ** باب جو شخص قائم ہوا ایمان پر اور شریعتون پر وہ داخل جنت ہوا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوْبَةَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ اَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ **ترجمہ** جابر رض سے روایت ہے نعمان بن قوقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر مین فرض نماز ادا کرون اور حرام کو حرام سمجھون (اور اس سے باز رہون) اور حلال کو حلال سمجھون (اگرچہ اوسکو نکرون) تو مین جنت مین جاؤنگا آپ نے فرمایا ہان

ن: ءَ اَدْخُلُ

عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمِثْلِهٖ وَزَادَ فِيْهِ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اتنا زیادہ ہے کہ نعمان نے کہا مین اس سے زیادہ کچھ نکرون (یعنے فرض ادا کرون حرام کو حرام حلال کو حلال سمجھون اس سے زیادہ کچھ نکرون)

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا اَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا **ترجمہ** جابر رض سے روایت ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا مین اگر فرض نمازون کو ادا کرون اور رمضان کے روزے رکھون اور حلال کو حلال سمجھون اور حرام کو حرام اس سے زیادہ کچھ نہ کرون تو جنت مین جاؤنگا آپ نے فرمایا ہان وہ شخص بولا قسم خدا کی مین اس سے زیادہ کچھ نہ کرونگا

ن: ءَ اَدْخُلُ

بَابُ بَيَانِ اَرْكَانِ

الاسلام ودعائمہ العظام اسلام کے بڑے بڑے ارکان اور ستون کا بیان **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بنی الاسلام علی خمسۃ علی ان یوحد اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ وصیام رمضان والحج فقال رجل الحج وصیام رمضان قال لا صیام رمضان والحج ھکذا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ سے آپ نے فرمایا اسلام بنا کیا گیا ہے پانچ چیزوں پر یعنی پانچ ستونوں پر اسلام ٹھہرا ہے یہ تشبیہ ہے اسلام کو ایک گھر کی مانند سمجھو یا چھت کی جس میں پانچ کھمبے ہوں کہ اللہ جل جلالہ کی توحید نماز قائم کرنا زکوۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا حج کرنا ایک شخص بولا حج اور رمضان کے روزے یعنی حج کو پہلے کیا اور روزوں کو بعد ابن عمر نے کہا نہیں رمضان کے روزے اور حج میں نے یوں ہی سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** مگر دوسری روایت خود ابن عمر سے تقدیم حج مروی ہے پھر انہوں نے اس شخص پر کیسے انکار کیا اسکا جواب علماء نے یوں دیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو دوبار سنا ہوگا ایک بار بتقدیم صوم اور ایکبار بتقدیم حج پھر اوس شخص کے سامنے وہ روایت نقل کی جو بتقدیم صوم تھی جب اوس نے حج کو پہلے کیا تو ابن عمر نے اوس پر انکار کیا کہ تو اس بات کو کیا جانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ہی فرمایا بتقدیم صوم اور اس سے یہ بات نہیں نکلتی کہ انہوں نے دوسری طرح سے یہ روایت نہیں سنی اور احتمال ہے کہ ابن عمر اس وقت تقدیم حج کی روایت کو فراموش کر گئے ہوں اسلیے انہوں نے اسکا انکار کیا پھر یاد آئی تو اسکو روایت کیا حافظ ابن الصلاح نے کہا ابن عمر کی محافظت اس ترتیب پر دلالت کرتی ہے اسبات پر کہ واو کلام عرب میں ترتیب کے لیے آتی ہے اور یہ مذہب ہے بہت فقہا شافعیہ اور بعض نحویوں کا لیکن جو لوگ واو سے ترتیب نہیں نکالتے جیسے جمہور کا قول ہے اور وہی مختار ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر کا یہ انکار اسلیے نہ تھا کہ واو ترتیب کو مقتضی ہے بلکہ اس لیے کہ رمضان کے روزے سنہ ۲ ہجری میں فرض ہوئے اور حج سنہ ۶ یا سنہ ۹ ہجری میں فرض ہوا تو روزے کو پہلے ذکر کرنا مناسب ہے پھر تقدیم حج کی روایت بالمعنی ہے اور اس میں تصرف ہوا ہے تقدیم اور تاخیر سے نووی نے کہا ابن الصلاح کی یہ تقریر مسلم نہیں کیونکہ دونوں روایتیں صحیح ہیں اور دونوں میں منافاۃ نہیں اور اس قسم کا احتمال روایات میں بے فائدہ قدح پیدا کرتا ہے اور ابو عوانہ اسفرائنی نے کتاب مخرج علی صحیح مسلم میں انکار ابن عمر کا صیام کی تقدیم پر نقل کیا ہے اور یہ برعکس ہے مسلم کی روایت کے لیکن ابن الصلاح نے کہا کہ یہ روایت مسلم کی روایت کا مقابلہ نہیں کر سکتی نووی نے کہا احتمال ہے کہ یہی صحیح ہو اور شاید یہ واقعہ دوبار پیش آیا ہو واللہ اعلم (نووی) **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بنی الاسلام علی خمس

عَلٰی اَنْ یُّعْبَدَ اللّٰہُ وَیُکْفَرَ بِمَا دُوْنَہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَحَجِّ الْبَیْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کھڑا کیا گیا ہے پانچ ستون پر ایک یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کیجاوے اور اسکے سوا کا (تمام جھوٹے خداؤنکا) انکار کیا جاوے دوسرے نماز پڑھنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی بیت اللہ کا حج کرنا پانچوین رمضان کے روزے رکھنا **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَحَجِّ الْبَیْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزون پر ایک تو گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور حضرت محمد اُسکے بندے ہین اور اوسکے بھیجے ہوئے دوسرے قائم کرنا نماز کو تیسری زکوۃ دینا چوتھی حج کرنا خانہ کعبہ کا پانچوین رمضان کے روزے رکھنا **عن** طَاؤُسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَلَا تَغْزُوْا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْاِسْلَامَ بُنِیَ عَلٰی خَمْسَۃٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَصِیَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَیْتِ۔

خمس

ترجمہ طاؤس سے روایت ہے عبداللہ بن عمر سے ایک شخص نے کہا تم جہاد کیون نہین کرتے انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اسلام کے پانچ کھم (ستون) ہین ایک تو گواہی دینا اس بات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے دوسری نماز پڑھنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی رمضان کے روزے رکھنا پانچوین خانہ کعبہ کا حج کرنا **ف** اور جہاد اس قسم کا رکن نہین کہ ہر مسلمان کو اسکا کرنا ضرور ہے بلکہ جہاد فرض کفایہ ہے اگر بعضون نے کیا تو سب کیطرف سے ادا ہو جاتا رہا البتہ اگر کوئی نکرے تو سب گناہ گار ہونگے یہ اُسوقت ہے جب جہاد مین سب مسلمانون کے شریک ہونیکی ضرورت نہو اور جو جماعت جہاد کر رہی ہو وہ دشمن کے مقابلے کے لیے کافی ہو اور جب کافر ہجوم کر آوین اور جہاد کرنے والے مسلمان اُنکے مقابلے سے عاجز ہون تو اُسوقت سب پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد مین شریک ہو چکے تھے پھر یہ واقعہ اُس وقت کا ہوگا جب وہ بوڑھے ہو نگے یا اور کسی عذر سے اُنکو جہاد مین جانیکی طاقت نہ ہوگی یا وہ فتنہ کا وقت ہوگا جب خود مسلمان ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے ایسے وقت مین تو گھر بیٹھ رہنا بہت عمدہ ہے **بَابُ** الْاَمْرِ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ وَشَرَائِعِ الدِّيْنِ وَالدُّعَاءِ إِلَيْهِ وَالسُّؤَالِ عَنْهُ وَحِفْظِهِ وَتَبْلِيْغِهِ مَنْ لَمْ يَبْلُغْهُ ترجمہ
باب حکم کرنیکا اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانے کے لیے اور دین کے احکام کو لوگون کو بلانا اوس طرف اور پوچھنا اور
یاد رکھنا دین کی باتون کو اور پہونچانا دین کا اون لوگون کو جنکو نہین پہونچا **عن** ابن عباس
قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا هٰذَا الْحَيَّ
مِنْ رَبِيْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِيْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا
بِأَمْرٍ نَعْمَلُ بِهِ وَنَدْعُوْ إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ
بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ
وَإِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَأَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَ خمس
الْمُقَيَّرِ وَزَادَ خَلَفٌ فِيْ رِوَايَتِهِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً **ترجمہ** ابن عباس سے
روایت ہے عبد القیس کے وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے **ف** وفد کہتے ہین اُن لوگون کو جو ایک
جماعت یا قوم کیطرف سے منتخب ہوکر بہیجے جاوین کسی ضروری کام کے واسطے بادشاہ یا وزیر یا کسی سردار
کیطرف اور عبد القیس ایک شخص کا نام ہے جسکی اولاد کو عبد القیس کہتے ہین اور یہ ایک شاخ ہے ربیعہ کی جو ایک بڑا
قبیلہ تہا عرب مین یہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تہے چودہ سوار تہے جنکا سردار اشج عصری تہا
اور ان لوگون مین تہے مزیدہ بن مالک محاربی اور عبیدہ بن ہمام محاربی اور صحار بن عباس مری اور عمرو بن مرحوم
عصری اور حارث بن شعیب عصری اور حارث بن جندب اور باقی لوگون کا نام معلوم نہین ہوا اور ان لوگون کے
آنیکا یہ سبب تہا کہ منقذ بن حیان ایک شخص تہا جو اکثر مدینہ منورہ مین تجارت کے لیے آیا کرتا جاہلیت کے زمانے مین ایکبار
وہ چادرین اور کہجورین ہجر (ایک بستی کا نام ہے) سے مدینہ مین لیکر آیا اوس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے
سے مدینے کو ہجرت کرچکے تہے منقذ راہ مین بیٹہا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادہر سے گذرے منقذ ایکبار
دیکہکر اوٹہہ کہڑا ہوا آپ نے فرمایا منقذ تمہاری قوم کے سب لوگون کا کیا حال ہے پہر آپ نے اوسکی قوم کے بڑون
بڑون مین سے ہر ایک کا نام لیا منقذ یہ معجزہ دیکہہ کر حیران ہوا اور اسیوقت اسلام لایا اور سورہ فاتحہ اور اقرا
سیکہا پہر ہجر کیطرف جانے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے ساتہہ ایک خط روانہ کیا عبد القیس کے لوگون کو وہ
خط منقذ نے عبد القیس کے لوگون کو نہین دیا اور اپنے پاس چہپا رکہا ایکبار منقذ کی جورو جو اشج عصری کی بیٹی
تہی (اشج کا نام منذر بن عائذ تہا لیکن حضرت نے اوسکا نام اشج رکہا کیونکہ اوسکی پیشانی مین ایک چوٹ کا

نشان تہا) اور جس کے اپنے خاوند کو نماز اور قرآن پڑہتے دیکہکر اپنے باپ منذر سے اس کا تذکرہ کیا اور یہ کہا کہ میرے
خاوند کا جب سے وہ مدینہ سے لوٹ کر آیا ہے عجب حال ہوگیا ہے ہاتہہ پاؤن دہوتا ہے پہر اسطرف (یعنی قبلہ کیطرف
منہ کرکے کبہی پیٹ جہکاتا ہے (رکوع) کبہی زمین پر گرتا ہے (سجدہ) جب منذر اُس کے خاوند سے ملا اور دونون
کی باتین ہوئین تو اشج کے دل مین اسلام کا خیال جم گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لیکر اپنی قوم پاس
آیا اور پڑہکر سنایا اون سبہون کا دل اسلام کیطرف مائل ہوا اور انہون نے ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کیطرف روانہ کی جس کا سردار اشج کو کیا جب وہ مدینہ سے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے
پاس عبد القیس کے لوگ آتے ہین جو پورب والون مین سب سے بہتر ہین اور اُن مین اشج بہی ہے وہ لوگ پہیر والی نہین
نہ ننگ کرنیوالے **ت** اور کہا یا رسول اللہ ہم ربیعہ کے قبیلہ مین سے ہین اور ہمارے اور آپکے بیچ مین مضر
کے کافر روک ہین مضر (یہی ایک قبیلہ کا نام ہے اوسکے لوگ کافر تہے اور وہ عبد القیس اور مدینہ کے بیچ مین رہتے
تہے عبد القیس کے لوگون کو آنے نہ دیتے تہے) اور ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینون مین (عرب کے نزدیک چار
مہینے حرام تہے (یعنے ذیقعدہ اور ذیحجہ اور محرم اور رجب) ان مہینون مین وہ لوٹ مار نہ کرتے اور مسافرون کو
نہ ستاتے اسوجہ سے ان مہینون مین مسافر سفر کیا کرتے اور بے کہٹکے راہ چلتے) تو بتلا دیجئے ہمکو کوئی ایسی بات جسپر ہم
عمل کرین اور ہماری طرف کے لوگون کو بہی اوس طرف بلادین آپنے فرمایا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور
منع کرتا ہون چار باتون سے پہر بیان کیا اونکو حکم کرتا ہون کہ گواہی دو اس بات کی کوئی برحق معبود نہین سوا خدا کے
اور حضرت محمد اوس کے بہیجے ہوئے ہین اور قائم کرو نماز کو اور ادا کرو زکوۃ کو اور ادا کرو پانچوان حصہ غنیمت کے مال مین سے
ف دوسری روایت مین پانچ باتین مذکور ہین چار تو یہی اور ایک رمضان کے روزے اور بخاری کی روایت مین بہی
پانچ باتین ہین پاس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ آپ نے چار باتین فرمائین اور ذکر کیا پانچ کو علما نے اسکا جواب کئی طرح
سے دیا ہے سب سے ظاہر وہ ہی جو ابن بطال نے کہا کہ اصل مقصود چار ہی باتین تہین یعنی توحید اور نماز اور زکوۃ اور
روزہ مگر ایک بات غنیمت کے خمس کی زیادہ بتلائی اسلیئے کہ وہ لوگ کفار مضر کے قریب رہتے تہے اور انکو جہاد کرنا پڑتا
تہا اور غنیمتین ملتی تہین اور ابن الصلاح نے کہا کہ وان تؤدوا کا عطف شہادۃ ان لا الہ الا اللہ پر نہین ہے تاکہ
پانچ باتین ہون بلکہ اربع پر ہے تو مطلب یہ ہوا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور ایک اور بات کا **ت**
منع کرتا ہون تونبا سے (یعنی کدو کے تونبے) اور حنتم سے **ف** حنتم کی تفسیر مین علما کے کئی اقوال ہین صحیح
یہ ہی کہ حنتم کہتے ہین سبز لاکہی گہڑے کو اور یہ تفسیر خود صحیح مسلم مین کتاب الاشربہ مین ابو ہریرہ سے منقول ہے

اور یہی قول ہے عبداللہ بن مغفل اور اکثر اہل لغت کا اور بعضوں نے کہا کہ حنتم ہر ایک گھڑے (ٹھلیا) کو کہتے ہیں
یہ عبداللہ بن عمر اور سعید بن جبیر اور ابو سلمہ کا قول ہے بعضوں نے کہا کہ حنتم ایک قسم کے گھڑے ہیں جو مصر سے آتے ہیں
وہ اندر سے روغنی ہوتے ہیں اور یہ انس بن مالک اور ابن ابی لیلی سے منقول ہے انہوں نے کہا وہ لال ہوتے ہیں بعضوں
نے کہا کہ حنتم لال رنگ کے گھڑے ہیں اونمیں مصر سے شراب آیا کرتا تھا یہ حضرت عائشہ سے منقول ہے اور ابن ابی لیلی
نے کہا کہ طائف سے اُنمیں شراب آتا تھا اور کچھ لوگ اُنمیں نبیذ بنایا کرتے تھے بعضوں نے کہا کہ حنتم وہ گھڑے ہیں
جو مٹی اور بال اور خون سے بنتے ہیں اور یہ عطا سے منقول ہے (نووی) **ت** اور نقیر سے (یعنی چوبین برتن
سے ایک لکڑی کو لیکر اوسکو کھود کر کڑا سا بنا لیتے تھے) اور مُقیّر سے **ف** مُقیر قار سے نکلا ہے یعنی جس برتن پر
قار چڑھا ہو قار زفت کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا زفت ایک قسم ہے قار کی اور اول قول صحیح ہے کیونکہ ابن عمر سے
بسند صحیح منقول ہے کہ زفت اور مقیر ایک چیز ہے اور قار اور زفت ہندی میں رال کو کہتے ہیں **ت** خلف بن
ہشام نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا کہ گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور اشارہ
کیا آپ نے اونگلی سے ایک کا **ف** یہ جو ان چاروں قسم کے برتنوں سے ممانعت کی اوس سے غرض یہ ہے کہ ان
برتنوں میں شربت نہ بناؤ یعنی کھجور اور انگور اون میں نہ بھگوؤ اس لیے کہ ان برتنوں میں شراب تیار ہوا
کرتا تھا اور نشہ اون میں جلدی پیدا ہو جاتا ہے اور چمڑے میں شربت بھگونے کی ممانعت نہیں کی کیونکہ
چمڑا لطیف ہے اوسمیں نشہ والی چیز نہیں چھپتی بلکہ اکثر چمڑا تیز شراب سے پھٹ جاتا ہے اور یہ ممانعت بھی اول
اسلام میں تھی پھر بریدہ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی اوس میں یہ ہے کہ میں نے تمکو منع کیا تھا شربت بھگونے
سے سوا چمڑے کے اور برتنوں میں لیکن اب بھگوؤ ہر برتن میں اور نہ پیو اوس شراب کو جو نشہ لاوے روایت کیا
اُسکو مسلم نے اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور خطابی نے کہا کہ صحیح یہی ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہو گئی اور ایک جماعت
علما نے اس ممانعت کو قائم رکھا ہے اور یہی قول ہے مالک اور احمد اور اسحاق کا اور یہی منقول ہے عمر اور ابن عباس
سے (نووی) **عَنْ** اَبِیْ جَمْرَۃَ قَالَ کُنْتُ اُتَرْجِمُ بَیْنَ یَدَیِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّبَیْنَ النَّاسِ
فَاَتَتْہُ امْرَاَۃٌ تَسْاَلُہٗ عَنْ نَّبِیْذِ الْجَرِّ فَقَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ الْوَفْدُ اَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا رَبِیْعَۃُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا
النَّدَامٰی قَالَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَاْتِیْکَ مِنْ شُقَّۃٍ بَعِیْدَۃٍ وَّاِنَّ بَیْنَنَا وَبَیْنَکَ ھٰذَا الْحَیَّ
مِنْ کُفَّارِ مُضَرَ وَاِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَّاْتِیَکَ اِلَّا فِیْ شَھْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُّخْبِرُ

به من وراءنا وندخل به الجنة **قال** وامرهم باربع ونهاهم عن اربع **قال** امرهم
بالایمان بالله وحده وقال وهل تدرون ما الایمان بالله قالوا الله ورسوله اعلم قال شهادة
ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله واقام الصلوة وايتاء الزكوة وصوم رمضان
وان تؤدوا خمسا من المغنم ونهاهم عن الدباء والحنتم والمزفت قال شعبة وربما
قال النقير قال شعبة وربما قال المقير وقال احفظوه واخبروا به من ورائكم وقال
ابو بكر بن ابی شيبة فی روايته من وراءكم وليس فی روايته المقير **ترجمہ**

ابو حمزہ (نصر بن عمران) سے روایت ہے مین ابن عباس کے سامنے اون کے اور لوگون کے بیچ مین مترجم تھا (یعنی اور لوگون کی بات کو عربی مین ترجمہ کرکے ابن عباس کو سمجھاتا اور انکی بات فارسی مین ترجمہ کرکے لوگون کو سمجھاتا) اتنے مین ایک عورت آئی جو پوچھتی تھی گھڑے کے نبیذ کو **ف** یعنی مٹی کے مٹھور یا ٹھلوئی یا گھڑے مین جو کھجور یا انگور کا شربت بنایا جاوے اُسکا پینا کیسا ہے نووی نے کہا اس مین دلیل ہے اس بات کی کہ عورت اجنبی اور غیر مردون سے بات کرسکتی ہے اور انکی آواز سن سکتی ہے اور وہ انکی آواز سن سکتے ہین احتیاج کیوقت **ف** ابن عباس نے کہا عبدالقیس کے وفد (وفد کے معنی اوپر گذرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے آپنے پوچھا یہ وفد کون ہین یا یہ کون قوم کے لوگ ہین لوگون نے کہا ربیعہ کے لوگ ہین آپ نے فرمایا مرحبا ہو قوم یا وفد کو **ف** مرحبا ایک کلمہ ہے جسکو عرب کے لوگ ملاقات کیوقت بولتے ہین یعنے جب کوئی ملنے کو آتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ تم اچھی جگہ آئے وسعت اور کشایش کی جگہ مین **ف** جو نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ (کیونکہ خود آکے مسلمان ہونیکو بغیر لڑائی کے اگر لڑائی کے بعد مسلمان ہوتے تو رسوا ہوتے لونڈی غلام بنائے جاتے مال لٹ جاتا تو شرمندہ ہوتے) اون لوگون نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ پاس دور دراز سفر سے آتے ہین اور ہمارے اور آپکے بیچ مین قبیلہ ہے مضر کے کافرون کا تو ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینون مین (جب لوٹ مار نہین ہوتی) اس لیے ہمکو حکم کیجیے ایک صاف بات کا جسکو ہم بتلادین اور لوگون کو بھی اور جاوین اوسکے سبب سے جنت مین آپ نے حکم کیا انکو چار باتون کا اور منع کیا انکو چار باتون سے حکم کیا انکو اللہ کی توحید پہ ایمان لانیکا اور پوچھا اون سے تم جانتے ہو ایمان کیا ہے اُنہون نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا ایمان گواہی دینا ہے اس بات کی کہ کوئی لائق نہین عبادت کے سوا اللہ کے اور بیشک حضرت محمدؐ اوسکے بھیجے ہوئے ہین اور قائم کرنا نماز کا اور دینا زکوۃ کا اور روزے رکھنا رمضان کے (یہ چار باتین ہوگئین اب ایک پانچوین بات اور ہے) اور ادا

کرنا یا نچویں حصہ کا غنیمت کے مال میں سے (یعنی جو کافروں کے لوٹ میں سے مال ملے اوس میں سے پانچواں حصہ خدا اور رسول
کے لیے نکالو) اور منع کیا اونکو کدو کے تونبے اور سبز لاکھی گھڑے اور لکڑی کے برتن کو شعبہ نے کبھی یون کہا اور
نقیر سے اور کبھی کہا مقیر سے (دونون کے معنے اوپر گذر چکے) اور فرمایا یاد رکھو اسکو اور خبر کرو ان باتون کی ان
لوگون کو جو تمہارے پیچھے ہین اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے من وراءکم کہا بدلے من ورائکم کے (اور مطلب ایک ہی)
اور اونکی روایت مین مقیر کا ذکر نہین ہے **عن** ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بھذا الحدیث نحو حدیث شعبة وقال انھاکم عما ینبذ فی الدباء والنقیر والحنتم
والمزفت وزاد ابن معاذ فی حدیثہ عن ابیہ قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للاشج اشج
عبد القیس ان فیک خصلتین یحبھما اللہ الحلم والاناة **ترجمہ** دوسری روایت بھی ابن عباس
سے اسیطرح ہے اسمین یہ ہے مین تمکو منع کرتا ہون اون چیزون سے جو بھگویا جاوے کدو کے تونبے اور چوبین اور سبز
لاکھی اور روغنی برتن مین ابن معاذ نے اپنی روایت مین اپنے باپ سے اتنا زیادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے عبد القیس کے اشج سے (جسکا نام منذر بن حارث بن زیاد تھا یا منذر بن عامر یا منذر بن عبید یا عائذ بن منذر
یا عبد اللہ بن عوف) فرمایا تجھ مین دو عادتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالی پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری دیر
ہیں سہج سے جو کام کرنا جلدی نہ کرنا **ف** یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلیے فرمایا کہ جب عبد القیس کے
لوگ مدینہ مین پہونچے تو جھٹ پٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آگئے مگر اشج سامان کے پاس ٹھہرا اور سب
سامان اکٹھا کیا اور اونٹ کو باندھا پھر اچھے کپڑے بدلے بعد اوسکے آپ پاس آیا آپ نے اسکو نزدیک بلایا
اور اپنی بازو بٹھلایا پھر یہ فرمایا حقیقت مین عقلمندی اور اطمینان یہ دونون صفتین ایسی ہین جو تمام خوبیون
کی جڑ ہین بعض آدمی عقلمند ہوتے ہین لیکن جلد بازی سے بہت سی غلطیان ہو جاتی ہین پھر شرمندہ
ہوتے ہین عمدہ بات یہ ہے کہ جس کام کو کرنا چاہے پہلے اوسمین خوب غور کرے اور اسکی فائدون اور نقصانون پہ
نظر ڈالے جب فائدہ زیادہ معلوم ہون اور اسکام کا انجام بھی اچھا ہو تو اوسکو کرے اگر خود ہی یہ کام نہ ہو
سکے تو اور عقلمند دوستون سے مشورہ لیوے حکما نے کہا ہے کہ جو آدمی ہر کام کو خیال آتے ہی کر بیٹھتا ہے
اوس مین اور جانور مین کچھ فرق نہین جانور کی عقل اسیقدر ہے کہ جو خیال آیا اوس طرف دوڑا فکر و تامل اور انجام
بینی کچھ نہین **عن** قتادة قال حدثنی من لقی الوفد الذین قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من عبد القیس قال سعید وذکر قتادة ابا نضرة عن ابی سعید الخدری فی

حديثه هذا أن أناسا من عبد القيس قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا
يا رسول الله إنا حي من ربيعة وبيننا وبينك كفار مضر ولا نقدر عليك إلا في أشهر
الحرم فمرنا بأمر نأمر به من وراءنا وندخل به الجنة إذا نحن أخذنا به فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم آمركم بأربع وأنهاكم عن أربع اعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا
وأقيموا الصلاة وآتوا الزكاة وصوموا رمضان وأعطوا الخمس من الغنائم وأنهاكم
عن أربع عن الدباء والحنتم والمزفت والنقير قالوا يا نبي الله ما علمك بالنقير قال بلى
جذع تنقرونه فتقذفون فيه من القطيعاء قال سعيد أو قال من التمر ثم تصبون فيه
من الماء حتى إذا سكن غليانه شربتموه حتى إن أحدكم أو إن أحدهم ليضرب ابن
عمه بالسيف قال وفي القوم رجل أصابته جراحة كذلك قال وكنت أخبؤها حياء
من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت ففيم نشرب يا رسول الله قال في أسقية الأدم
التي يلاث على أفواهها فقالوا يا نبي الله إن أرضنا كثيرة الجرذان ولا تبقى بها أسقية
الأدم فقال نبي الله صلى الله عليه وسلم وإن أكلتها الجرذان وإن أكلتها الجرذان وإن أكلتها الجرذان قال وقال نبي الله
صلى الله عليه وسلم لأشج عبد القيس إن فيك لخصلتين يحبهما الله الحلم والأناة

لـ نبي الله

أخبأها

ترجمہ قتادہ سے روایت ہے مجھ سے بیان کیا اس شخص نے جو ملا تھا اس وفد سے جو رسول اللہ صلعم پاس آئے تھے عبد القیس کے قبیلہ میں سے (اور قتادہ نے نام نہ لیا اس شخص کا جس سے یہ حدیث سنی اسکو تدلیس کہتے ہیں) سعید نے کہا قتادہ نے ابو نضرہ کا نام لیا انہوں نے سنا ابو سعید خدری رض (تو قتادہ نے اس حدیث کو ابو نضرہ (منذر بن مالک بن قطعہ) سے سنا انہوں نے ابو سعید خدری سے (سعد بن مالک بن سنان) کہ کچھ لوگ عبد القیس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور کہنے لگے ای نبی اللہ ہم ایک شاخ ہیں ربیعہ کے اور ہمارے اور آپکے بیچ میں مضر کے کافر ہیں اور ہم نہیں آ سکتے آپ تک مگر حرام مہینوں میں تو حکم کیجیے ہم کو ایسے کام کا جسکو ہم بتلا دیں اور لوگوں کو جو ہمارے پیچھے ہیں اور جنت میں جاویں ہم اسکی وجہ سے جب ہم اوس پر عمل کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمکو حکم کرتا ہوں چار باتوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے پوجو اللہ کو اور نہ شریک کرو اسکے ساتھ کسیکو اور قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور روزے رکھو رمضان کے اور ادا کرو پانچواں حصہ غنیمت کے مالوں میں سے اور منع کرتا ہوں میں تمکو چار چیزوں سے کدو کے تونبی اور سبز لاکھی برتن اور روغنی برتن اور نقیر سے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ نقیر آپ نہیں جانتے آپنے فرمایا کیوں

نہین جانتا نقیر ایک لکڑی ہے جسکو تم کہود لیتے ہو پہر اوسمین قطیعاء (ایک قسم کی چہوٹی کہجور اوسکو شہریز بہی کہتے ہین) بہگوتے ہو سعید نے کہا یا تمر بہگوتے ہو پہر اوس مین پانی ڈالتے ہو جب اسکا جوش تہم جاتا ہے تو اوس کو پیتے ہو یہانتک کہ ایک تم مین کا اپنے چچا کے بیٹے کو مارتا ہے تلوار سے (نشہ مین آنکر جب عقل جاتی رہتی ہے تو دوست دشمن کی شناخت نہین رہتی اپنے بہائی کو جسکو سب سے زیادہ چاہتا ہے تلوار سے مارتا ہے شراب کی برائیون مین سے یہ ایک بڑی برائی ہے جسکو آپنے بیان کیا) راوی نے کہا ہماری لوگون مین اُوقت ایک شخص موجود تہا (جسکا نام جہم تہا) اُسکو ایک زخم لگ چکا تہا اُسی نشے کے بدولت لیکن مین اُسکو چہپاتا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی شرم کے مارنے مین نے کہا یا رسول اللہ پہر کس برتن مین ہم شربت پیین آپنے فرمایا پیو چمڑے کے برتنون مین مشکون مین جنکا موںہہ باندہا جاتا ہے (ڈوری یا تسمے سی) لوگون نے کہا ای نبی اللہ کے ہمارے ملک مین چوہے بہت ہین وہان چمڑے کے برتن نہین رہ سکتے آپ نے فرمایا پیو چمڑے کے برتنون مین اگرچہ چوہے اُنکو کاٹ ڈالین اگرچہ چوہے اُنکو کاٹ ڈالین اگرچہ چوہے اُنکو کاٹ ڈالین (یعنی جس طور سے ہو سکے چمڑے ہی کے برتن مین پیو چوہون سے حفاظت کرو اگر نہ ہو سکے تو خیر پر اور برتن مین پینا درست نہین کیونکہ وہ شراب کے برتن ہین) راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے اشج سے فرمایا تجہہ مین دو خصلتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری سہولت اور اطمینان جلدی نکرنا **عن** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ وَتَذِيفُونَ فِيهِ مِنَ الْقُطَيْعَاءِ وَالتَّمْرِ وَالْمَاءِ وَلَمْ يَقُلْ قَالَ سَعِيدٌ أَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ **ترجمہ** دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مگر اُس مین بجائے تقذفون کے تذیفون بانذیفون ہے یعنے ملاتے ہو اوسمین قطیعاء اور کہجور اور پانی **عن** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاءَكَ مَاذَا يَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْأَشْرِبَةِ فَقَالَ لَا تَشْرَبُوا فِي النَّقِيرِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاءَكَ أَوَتَدْرِي مَا النَّقِيرُ قَالَ نَعَمِ الْجِذْعُ يُنْقَرُ وَسَطُهُ وَلَا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْحَنْتَمَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْمُوكَى **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے عبد القیس کے وفد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو کہنے لگے ای نبی اللہ کے اللہ ہمکو آپ پر فدا کرے کون سا شراب ہمکو درست ہے آپ نے فرمایا نقیر مین نہ پیو انہون نے کہا ای نبی اللہ

کے اللہ ہم کو آپ پر فدا کرے کیا آپ جانتے ہین نقیر کو آپنے فرمایا ہان نقیر ایک لکڑی ہے جسکا بیچ مین کہود کر گڈ ہا کر لیتے ہین کدو کے تونبی مین نہ پیو سبز لاکہی برتن مین نہ پیو اور پیو مشکون مین (چمڑی کی) جنکا منہ بندہا ہو ڈوری یا تسمہ سے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی مسائل معلوم ہوئی جو جابجا ذیر مذکور ہوئی اور مین خبقیا سے انکو بیان کرتا ہون ایک تو روسا اور اشراف کی سفارت روانہ کرنا ضروری اور مہم کامون کے لیے دوسری سوال سے پہلے عذر ظاہر کرنا تیسرے مہمات اسلام اور ارکان اسلام کا بیان سوا حج کے اور اوسیوقت حج کا ذکر اوس وقت تک حج فرض نہین ہوا تہا چوتھی عالم کا مدد چاہنا دوسرون کے سمجہانیکے لیے کسی اور شخص سے جیسے ابن عباس کے مترجم ابو جمرہ تہے پانچوین ترجمہ اور فتوی اور خبر مین ایکشخص کا قول کافی ہونا چہٹی مہمان کے لیے مرحبا کہنا اوسکی تعریف کرنا اوس کے خوش کرنے کے لیے ساتوین تعریف کرنا منہ پر جب اوس مین فتنے کا خوف نہو اور مونہہ پر تعریف کرنا یعنے مدح جو منع ہے وہ اسیوقت جب فتنے کا خوف ہو ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مقامون مین مدح ثابت ہی آپ نے ابوبکر رض سے فرمایا ازار لٹکانے کی حدیث مین تو اون لوگون مین سے نہین ہے جو تکبر سے ایسا کام کرتے ہین اور فرمایا ای ابوبکر مت رو سب لوگون سے زیادہ احسان صحبت اور مال کی وجہ سے مجہہ پر تیرا ہے اور جو مین کسیکو دوست بناتا (سوا خدا کے) تو ابوبکر کو بناتا اور ایسی ہی بہت سی حدیثین اور آثار منقول ہین آٹہوین پوچہنے والے پر عتاب نکرنا اگر وہ کہے مجہہ سے کہول کر بیان کرو نوین صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہونا شہر رمضان کہنا ضرور نہین دسوین عالم سے دوبارہ پوچہنا سمجہنے کے لیے گیارہوین تاکید کرنا کلام کے زیادہ اثر ڈالنے کے لیے بارہوین یہ کہنا درست ہی کہ خدا مجہے تمپر قربان اور فدا کرے انتہی مختصراً

باب الدُّعَاءِ اِلَی الشَّهَادَتَيْنِ وَشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ

باب بلانے مین لوگون کو طرف شہادتین کے اور بیان مین اسلام کے ارکان کے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكَ تَاْتِیْ قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ اِلٰی شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِیْ فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے معاذ بن جبل نے کہا مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہیجا (یمن کیطرف حاکم کر کے) تو فرمایا تم ملوگے

کچھ لوگون سی اہل کتاب کے تو بلانا اونکو اس بات کی گواہی کیطرف کوی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور مین اللہ
کا بھیجا ہوا ہون (یعنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ اسکو مان لین تو بتلانا اونکو یہ بات کہ اللہ نے اونپر فرض
کی ہین پانچ نمازین ہر دن اور رات مین پہر اگر وہ مان لین اسکو تو بتلا اونکو یہ بات کہ اللہ نے فرض کیا ہے اون پر
زکوۃ کو جو لے جاویگی اونکے مالدارون سے پہر دیجاویگی اونہی کے فقیرون اور محتاجون کو اگر وہ اسکو مان لین تو خبردار
نہ لینا عمدہ مال اون کے (یعنی زکوۃ مین متوسط جانور لینا عمدہ دودہ والا اور پر گوشت فربہ چہانٹ کر نہ لینا) اور
بچنا مظلوم کی بددعا سی کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہین **ف** یعنی وہ فوراً اللہ تک
پہونچ جاتی ہے اور قبول ہوتی ہے نووی نے کہا اس حدیث سی بہت باتین نکلتی ہین قبول کرنا خبر واحد کا اور
واجب ہونا عمل اوسپر اور وتر کا واجب نہ ہونا اس لیے کہ معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سی چند روز پہلے
یمن کیطرف بھیجے گئے تہے پہر اگر وتر واجب ہوتا تو آپ اونکو بہی نمازون مین شریک کرتے اور مسنون ہونا دعوت کفار کا
طرف توحید کی جنگ سے پہلے اور حکم نہونا اسلام کا جب تک شہادتین کا زبان سی اقرار نکرے اور یہی مذہب ہے اہل
سنت کا اور واجب ہونا پانچون نمازون کا ہر دن اور رات اور گناہ عظیم ہونا ظلم کا اور امام کو نصیحت کرنا اپنے
عاملون کو اللہ سے ڈرنے کے لیے اور ظلم سے بچنے کے لیے اور حرام ہونا زکوۃ وصول کرنیوالے پر عمدہ مال چہانٹ لینا
اسی طرح صاحب مال پر برا مال دینا اور زکوۃ نہ دینا کافر کو نہ مالدار کو اور استدلال کیا ہے اس حدیث سی خطابی
اور ہمارے اصحاب نے کہ زکوۃ کا نقل جائز نہین یعنے ایک ملک کی زکوۃ دوسرے ملک کے فقیرون کو نہ بہیجی جاوے اور یہ
استدلال قوی نہین کیونکہ فقرائہم سے مراد مسلمانون کے فقیر ہو سکتے ہین اور بعضون نے اس حدیث سی یہ استدلال
کیا ہے کہ کافر فروع شریعت جیسے نماز روزہ زکوۃ کے ساتہہ مخاطب نہین ہین یعنے انکو صرف یہی حکم ہے کہ ایمان لاوین
اور یہی امر کے نہ کرنے پر انکو عذاب ہوگا نماز روزہ وغیرہ اونپر واجب فرض ہے کہ وہ مسلمان ہون اور دلیل اس کی
یہ ہے کہ حضرت نے اس حدیث مین یون فرمایا اگر وہ اسکو مان لین تو انکو یہ بتلا تو معلوم ہوا کہ جب وہ شہادتین ہی
کو نہ مانین تو اور ارکان اسلام اونپر واجب نہین اور یہ استدلال ضعیف ہے اس لیے کہ حدیث سی مقصود یہ ہے کہ جب وہ
شہادتین کا اقرار کرین تو انکو بتلا دے کہ نماز کا مطالبہ اون سی ہوگا دنیا مین اور دنیا مین تو ارکان اسلام کا مطالبہ
جب ہی ہوگا جب وہ اسلام لاوین اس سے یہ لازم نہین کہ آخرت مین بہی اونکو ارکان اسلام کے ترک پر عذاب نہو
اور قرینہ اسپر یہ ہے کہ حضرت نے ایک ایک بات بہ ترتیب بتلائی پہلے جو بہت ضروری تہی پہر جو اس سے کم اور
خود اسی حدیث مین یہ بات موجود ہے کہ جب وہ نماز کو مان لین تو بتلا اونکو زکوۃ کی فرضیت حالانکہ اس کا

کوئی قائل نہیں ہوا کہ پہلے انسان پر نماز فرض ہوتی ہے پھر اوس کے بعد زکوۃ فرض ہوتی ہے **عن** ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذا الی الیمن فقال انک ستاتی قوما مثل حدیث
وکیع **ترجمہ** ابن عباس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لما بعث معاذا الی الیمن قال انک تقدم علی قوم اہل کتاب فلیکن
اول ما تدعوهم الیہ عبادة اللہ فاذا عرفوا اللہ فاخبرهم ان اللہ قد فرض علیہم خمس
صلوات فی یومهم ولیلتهم فاذا فعلوا فاخبرهم ان اللہ عز وجل قد فرض علیہم زکوۃ
تؤخذ من اموالهم فترد علی فقرائهم فاذا اطاعوا بها فخذ منهم وتوق کرائم اموالهم
ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ کو یمن بھیجا تو اون سے کہا تم جاؤگے
ایک قوم پاس اہل کتاب ہیں تو سب سے پہلے جس طرف تم اون کو بلاؤ وہ اللہ جل جلالہ کی عبادت ہے پھر جب وہ خدا کو پہچان
لیوین **ف** قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب یعنی یہود اور نصاری خدا کو نہیں پہچانتے
اور یہی قول ہے بڑے بڑے متکلمین کا اگرچہ وہ ظاہر میں خدا کی پرستش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے خدا کو پہچانا
اگرچہ عقل اس بات کو جائز رکھتی ہے کہ جو شخص ایک رسول کو نہ مانے وہ خدا کو پہچان لیوے قاضی عیاض نے کہا جو
شخص خدا کو مشابہ سمجھتا ہے اور مخلوقات کی یا خدا کو جسم جانتا ہے اور اجسام کیطرح یہود دیون میں سے یا خدا کو اولاد ہونا جائز
جانتا ہے یا اوسکی بی بی یا بیٹا ثابت کرتا ہے یا حلول اور انتقال اور امتزاج اجسام کیطرح اوسکے لیے جائز سمجھتا ہے
نصاری میں سے یا اوسکے اوصاف ایسے بیان کرتا ہے جو اسکو لائق نہیں یا اوس کے لیے شریک یا مخالف برابر والا
ثابت کرتا ہے مجوس اور بت پرستوں میں سے ان سب کا معبود درحقیقت خدا نہیں ہے اگرچہ وہ اسکا نام خدا کہیں
تو درحقیقت انہوں نے سچے خدا کو نہیں پہچانا اس نکتے کو سمجھ کر یاد رکھنا چاہیے (نووی) **ف** تو انکو بتلا کہ
اللہ نے اون پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں ہر رات اور دن میں جب وہ یہ کرنے لگیں تو انکو بتلا کہ اللہ نے انپر زکوۃ فرض
کی ہے جو لی جاویگی انکے مال میں سے پھر دی جاویگی اونہی میں کے فقیروں کو جب وہ یہ بھی مان لیں تو زکوۃ نہ لے
اون سے اور بچ انکے عمدہ مالوں سے **ف** یہ جو فرمایا زکوۃ لی جاویگی اون کے مال میں سے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی
مسلمان زکوۃ نہ دیوے تو جبرا اوسکے مال میں سے وصول کیجاوے گی اس میں خلاف نہیں ہے مگر خلاف اسمین
ہے کہ آیا وہ باطنا بینہ وبین اللہ زکوۃ سے بری ہوگا یا نہ ہوگا اوس میں ہمارے اصحاب کے دو قول ہیں (نووی) **باب**
الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ باب بیان میں اس بات کی کہ لوگوں

سے لڑنا چاہیے یہانتک کہ وہ کہیں نہیں کوئی معبود سچا نہیں سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد اوسکے رسول ہیں

عن ابی هریرة قال لما توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم واستخلف ابو بکر الصدیق بعده وکفر من کفر من العرب قال عمر بن الخطاب لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله فقد عصم منی ماله ونفسه الا بحقه وحسابه علی الله فقال ابو بکر والله لاقاتلن من فرق بین الصلوة والزکوة فان الزکوة حق المال والله لو منعونی عقالا کانوا یؤدونه الی رسول الله صلی الله علیه وسلم لقاتلتهم علی منعه فقال عمر بن الخطاب فوالله ما هو الا ان رایت الله قد شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انه الحق **ترجمه**

ابوہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابوبکر صدیق رض خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ جو کافر ہوگئے کافر ہوگئے **ف** خطابی نے کہا جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے وہ دو طرح کے تھے ایک تو وہ جو بالکل دین اسلام کو چھوڑ کر اپنے کفر کی حالت کیطرف پھر لوٹ گئے تھے اور ابوہریرہ نے جو کہا کافر ہوگئے عرب کے لوگ جو کافر ہوگئے اوس سے مراد اسی قسم کے لوگ ہیں اور ایسے لوگوں میں بھی دو گروہ تھے ایک گروہ تو مسیلمہ کذاب کا جو اسکو پیغمبر جانتے تھے اور اسود عنسی کا اور اس کے قبول کرنیوالے یمن کے لوگوں میں سے یہ فرقہ تو بالکل ہمارے پیغمبر کی نبوت کا انکار کرتا تھا اور مسیلمہ یا اسود کو پیغمبر سمجھتا تھا ابوبکر صدیق نے ان سے لڑنا شروع کیا یہانتک کہ مسیلمہ یمامہ میں اور اسود عنسی صنعا میں مارا گیا اور اونکی جماعتیں ٹوٹ گئیں اور اکثر ان میں کے مارے گئے دوسرا گروہ وہ تھا جو دین سے پھر گیا تھا اور شرائع اور احکام دین کا منکر ہو کر نماز روزہ کو چھوڑ دیا تھا اور پھر اوسی جاہلیت کے طریق پر چلنے لگا تھا اور اوس وقت خدا کو سجدہ صرف تین مسجدوں میں ہوتا تھا ایک مکہ کی مسجد دوسری مدینہ کی مسجد تیسری عبد القیس کی مسجد بحرین میں دوسری طرح کے لوگ وہ تھے جنہوں نے نماز اور زکوۃ میں فرق نکالا تو نماز پڑھتے تھے لیکن زکوۃ دینے سے انکار کیا یہ لوگ درحقیقت ایک قسم کے باغی تھے انہی لوگوں کے بارے حضرت عمر کو شبہہ ہوا (السراج الوہاج) **ف** تو حضرت عمر نے ابوبکر سے کہا تم کیونکر لڑوگے ان لوگوں سے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اوس نے بچا لیا مجھ سے اپنا مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا کرے یا خون کرے تو پکڑا جاویگا) پھر حساب اسکا اللہ پر ہے (اگر اوسکے دل میں کفر ہو اور ظاہر میں فریب کے مارے مسلمان

ہو گیا ہو تو قیامت مین اللہ اوس سے سمجھ لیگا پر دنیا مین اس سے کوئی مواخذہ نہو گا ف تو حضرت عمر کا اعتراض بنظر
ظاہر حدیث کے تہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اوس نے بچا لیا اپنے مال اور جان کو
اور یہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہین صرف زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہین پہر ان سے لڑنا اور انکی مال اور جان لینا کیونکر درست
ہو گا ف حضرت ابوبکر نے کہا قسم خدا کی مین تو لڑون گا اوس شخص سے جو فرق کرے نماز اور زکوٰۃ مین اس لیے
کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے ف مطلب حضرت ابوبکر کا یہ تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور جان کی حفاظت
معلق کی ہے دو شرطون پر اور جو حکم معلق ہو دو شرطون پر وہ ایک شرط کے ہونے سے حاصل نہین ہوتا جب دوسری
شرط نہو پہر قیاس کیا اوسکا نماز سے بعد اوسکے زکوٰۃ کو نماز کے مثل قرار دیا اور اس حدیث مین دلیل ہے اس بات
کی کہ جو شخص نماز چہوڑ دے اوس سے لڑائی درست ہے باجماع صحابہ جب ابوبکر نے زکوٰۃ کو جو مختلف فیہ تہی نماز کی مثل
قرار دیا جو متفق علیہ تہی تو اس معاملہ مین حضرت عمر رضہ نے عموم حدیث سے استدلال کیا اور ابوبکر نے قیاس سے
اور معلوم ہوا کہ عام کی تخصیص قیاس سے ہو سکتی ہے ف قسم خدا کی اگر وہ ایک عقال کو روکین گے جو دیا
کرتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مین لڑون گا اون سے اوسکے نہ دینے پر ف مسلم مین عقالا مروی ہے
اور ایسا ہی بخاری مین اور بعضی روایتون مین عقال کے بدلے عناق ہے عناق کہتے ہین بکری کے بچے
کو اور دونون صحیح ہین اور محمول ہین اس امر پر کہ ابوبکر نے دو مرتبہ یہ کلام کہا ہو گا ایک بار عقال کہا اور ایکبار
عناق تو روایت کیے گئے اون سے دونون لفظ تو عناق سے مراد بکریون کے بچے ہین جنکی مائین مر گئی ہون اور
عقال سے مراد ایک سال کی زکوٰۃ ہے اور بعضون نے کہا کہ عقال وہ رسی ہے جس سے اونٹ کو باندہتے ہین اور
نووی نے اسکو صحیح کہا کیونکہ یہ سوق شدت اور مبالغہ کا ہے تو جہانتک عقال کی تحقیر ہو مناسب ہے اور جب
ایک سال کی زکوٰۃ مراد لین تو یہ مطلب حاصل نہین ہوتا (السراج الوہاج) ف حضرت عمر نے کہا قسم خدا
کی پہر وہ کچہ نہ تہا مگر مین نے یقین کیا کہ اللہ جل جلالہ نے ابوبکر کا سینہ کہولدیا ہے لڑائی کے لیے (یعنی اون کے
دل مین یہ بات ڈالدی تب مین نے جانا کہ یہی حق ہے ف نووی نے کہا حضرت عمر نے ابوبکر کی تقلید نہین
کی اس واسطے کہ عمر خود مجتہد تہے اور مجتہد کو درست نہین دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا اور روافض نے یہ خیال کیا ہے
کہ حضرت عمر نے ابوبکر کی تقلید کی اور بنا اسکی اون کے خیال فاسد پر ہے کہ امام کو معصوم ہونا ضرور ہے یہ انکی
کہلی ہوئی جہالت ہے (السراج الوہاج) نووی نے کہا بعض رافضیون نے یہ خیال کیا ہے کہ ابوبکر رضہ نے سب سے
پہلے مسلمانون کو قید اور قتل کیا حالانکہ وہ لوگ زکوٰۃ کے باب مین تاویل کرتے تہے اور کہتے تہے قرآن مین

یہ جو حکم ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً الآیۃ تو یہ خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس واسطے کہ تطہیر یعنے پاک کرنا گناہوں سے اور تزکیہ اور صلاۃ دوسرے سے نہیں ہو سکتا خطابی نے کہا یہ خیال ایسے لوگوں کا ہے جن کو دین سے ذرا بہرہ نہیں اور ان کے عمدہ مقاصد افترا اور بہتان اور سلف کی برائی ہیں اور ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اسلام سے مرتد ہو جانے والے لوگ کئی طرح کے ہیں بعضے تو بالکل دین سے پھر گئے تھے اور مسیلمہ وغیرہ کو پیغمبر جاننے لگے تھے اور بعضوں نے نماز اور زکوۃ اور تمام شرائع کو ترک کر دیا تھا پھر انہی لوگوں کو صحابہ نے کافر سمجھا اور ابو بکر نے ان سے لڑائی کی اور انکی عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنایا اور اکثر صحابہ نے اس بات میں ابو بکر کی موافقت کی خود حضرت علی نے بنی حنیفہ کے قیدیوں میں سے ایک عورت کو لونڈی بنایا جس کے پیٹ سے محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے پھر صحابہ کا زمانہ گذرنے سے پہلے اصحاب پر اتفاق ہو گیا کہ مرتد کو قید نہ کرنا چاہیے بلکہ قتل کرنا چاہیے اور وہ لوگ جنہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا وہ دین پر قائم تھے پر باغی تھے اور اگرچہ ان میں کے بعض زکوۃ دینے پر راضی ہوئے تھے پر اون کے سرداروں نے انکو زکوۃ دینے سے روکا جیسے بنی یربوع وہ زکوۃ دینے پر مستعد ہو گئے تھے اور مال زکوۃ جمع کر کے روانہ کرنے والے تھے کہ مالک بن نویرہ نے انکو روکا پھر ان لوگوں کو خاص کر کے کافر نہیں کہا اگرچہ یہ بھی ایک قسم کے مرتد تھے کیونکہ مرتد لوگوں کے شریک ہو گئے تھے دین کی بعض باتیں موقوف کرنے میں اسلیے کہ ردہ کا اطلاق ہر گمراہ پر ہوتا ہے اور ہر اوس شخص پر جو پہلے ایک کام کیطرف توجہ رکھتا ہو پھر اوس سے پھر جاوے اور یہ لوگ بھی اطاعت سے پھر گئے تھے اور حق کو روکتے تھے تو یہ قبیح لقب مرتد کا اون کے ساتھ بھی لگ گیا اور دینداری جاتی رہی اور یہ جو انہوں نے استدلال کیا تھا قرآن سے کہ قرآن میں خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ میں خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو قرآن کے خطاب تین طرح کے ہیں ایک خطاب عام جیسے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ یعنے ایمان والو جب تم کھڑے ہو نماز کے لیے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ اے ایمان والو فرض ہیں تم پر روزے اور ایک خطاب خاص حضرت کے یعنے جسمیں دوسرا شریک نہیں ہو سکتا وہ خطاب ہے کہ آیت میں صاف اشارہ ہو کہ یہ حکم پیغمبر کے ساتھ خاص ہے جیسے وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ اور جیسے فرمایا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ایک خطاب وہ ہے جو اللہ تعالے اپنے پیغمبر کو مخاطب کیا ہے پر اوس میں پیغمبر اور سب امت کے لوگ برابر ہیں جیسے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ قائم کر نماز کو آفتاب کے ڈھلتے ہی اور جیسے فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنے جب تو قرآن پڑھنے لگے تو پناہ مانگ شیطان مردود سے اور جیسے وَاِذَا كُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ اور یہ سب خطاب ہم جیسے

ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی خاص نہین بلکہ سب امت اوس مین شریک ہے اسی طرح یہ خطاب بہی ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً الآیۃ تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بعد آپ کا قائم مقام ہو وہ اسپر عمل کرسکتا ہے اور اسی کی مثل ہے یہ آیت یَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ کہ خطاب ہی نبی کیطرف اور حکم ہے سب مسلمانون کو بلکہ بعض مقامون مین خطاب ہی پیغمبر کیطرف اور مراد اور لوگ ہین جیسی فَاِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اسلیے کہ حضرت کو شک نہ تہی اوس مین جو آپ پر اوترتا تہا رہا تطہیر اور تزکیہ اور دعا تو یہ ہر ایک امام کرسکتا ہے صاحب صدقہ کے لیے اور جو ثواب جس عمل پر وارد ہوا ہے وہ قائم ہے آپ کی وفات سی موقوف نہین ہوگیا اور امام اور عامل کو مستحب ہے کہ صدقہ دینے والے کے لیے دعا کرے اوس کے مال کی ترقی اور برکت کے لیے اور امید ہی کہ اللہ تعالی اوسکی دعا کو قبول کریگا اور اُسکی سوال کو رد نہ کریگا اگر کوئی یہ کہی کہ جن لوگون نے اوس زمانے مین زکوۃ نہ دینے کے لیے تاویل کی تہی وہ باغی قرار پائی اب اگر اس زمانے مین بہی کوئی زکوۃ کی فرضیت کا انکار کرے اور اسکو ادا نکرے تو کیا اُسکا حکم مثل باغیون کے ہوگا تو جواب اُسکا یہ ہے کہ نہین اس زمانے مین جو کوئی زکوۃ کی فرضیت کا انکار کرے وہ بالاجماع کافر ہے اور وجہ اسکی یہ ہی کہ وہ لوگ معذور تہی کئی وجہون سی ایک تو یہ کہ زمانہ نبوت کا اُن سی قریب تہا جب احکام منسوخ ہوتے رہتے دوسرے یہ کہ وے لوگ نادان تہے اور نئی مسلمان ہوئی تہی اسلیے شبہ مین پڑ گئے اب تو دین اسلام شائع اور مشہور ہوگیا اور دین کی باتین خاص اور عام سب کو معلوم ہوگئین اب عالم کیا جاہل تک جانتا ہے کہ زکوۃ اسلام کا ایک رکن ہے تو اب کوئی معذور نہ ہوگا اوسکے انکار مین اسیطرح حکم ہے ہر ایک شخص کا جو انکار کرے ہر ایک اجماعی کامون مین سی کسی کام کا جو مشہور ہو جیسی پانچون نمازونکا یا رمضان کے روزونکا یا جنابت سی غسل کرنے کا یا زنا کے حرام ہونیکا یا شراب کی حرام ہونیکا یا محرم عورتون سے نکاح حرام ہونیکا البتہ اگر کوئی اس زمانے مین بہی نو مسلم ہو اور ارکان اسلام کو اچہی طرح نہ جانتا ہو وہ اگر انکار کرے نادانستہ تو کافر نہوگا اور اسلام کا اطلاق اسپر باقی رہیگا اور جو باتین امت کی اجماعی ہین پر خاص و عام مین مشہور نہین اون کا انکار کفر نہوگا جیسے پہوپہی اور بہتیجی مین جمع کرنا یا خالہ اور بہانجی مین یا قاتل کو میراث نہ دلانا یا دادی کو چہٹا حصہ ملنا (انتہی باختصار) السراج الوہاج مین ہی کہ ابوبکر صدیق جو دلیل لائے اور عمر نے جو اعتراض کیا اس سی معلوم ہوتا ہے کہ انکو دوسری روایت کی خبر نہین ہوئی جسکو ابو ہریرہؓ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا مجہے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ گواہی دین اسبات کی کوئی معبود برحق نہین

سوا خدا کے اور یقین لاوین میری اوپر اور اس چیز پر جو مین لایا جب ایسا کرینگے تو بچا لیا انہون نے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے پہر حساب اونکا اللہ پر ہی اور ابن عمر کی روایت مین ہے گواہی دین اس بات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور محمد اوسکے رسول ہین اور ادا کرین نماز کو اور دیوین زکوٰۃ کو اور انس کی روایت مین ہے که منہ کرین نماز مین ہمارے قبلے کی طرف اور کہاوین ہمارا ذبح کیا ہوا جانور اور ہماری طرح سے نماز پڑہین اسلیے که اگر حضرت عمر کو ان روایتون کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض ہی نکرتے اور ابوبکر کو اگر خبر ہوتی تو وہ حدیث سے دلیل لاتے قیاس کیون کرتے۔ اس حدیث سے بہت سی باتین معلوم ہوئین ایک تو قیاس کا حجت ہونا اور اوسپر عمل کرنا دوسرے نماز یا زکوٰۃ یا اور فرائض اسلام کو ادا نکرنے والون سے لڑنا تیسری باغیون سے لڑنے کی اجازت چوتھی امام کو اجتہاد درست ہونا ضرورت کے وقت اور بحث کرنا امام سے نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا که لا اله الا الله کہنے پر جان اور مال محفوظ رہنا عرب کے مشرک اور بت پرستون سے خاص ہے اور ان کے سوا اور کافر جو توحید کا اقرار کرتے ہین جیسے اہل کتاب وغیرہ وہ صرف توحید کی وجہ سے بچ نہین سکتے اسلیے دوسری حدیث مین اتنا زیادہ ہی که مجھکو رسول مانین اور نماز پڑہین اور زکوٰۃ دین اور اسکے ساتھ یہ بہی ضرور ہی که جتنے احکام اور مسائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین اون سب کو مانین پہر نووی نے کہا که علما نے اختلاف کیا ہی زندیق کی توبہ قبول کرنے مین یعنی جو بالکل شریعت اور دین کا منکر ہو (جیسے ہماری اس وحالی زمانے مین ایک فرقہ نکلا ہے جسکو نیچری یعنی طبعی کہتے ہین) تو اس مین پانچ قول ہین سب مین صحیح اور صواب یہ ہی که توبہ اوسکی قبول ہی بسبب احادیث صحیحہ مطلقہ کے اور ایک قول یہ ہے که اوس کی توبہ ہرگز قبول نہین بلکہ اوسکو قتل کرنا چاہیے پہر اگر وہ درحقیقت سچا ہوگا تو آخرت مین اسکو نجات ہوگی ایک قول یہ ہے که پہلی بار کی توبہ مقبول ہی پہر اگر کفر اختیار کرے تو مقبول نہین ایک قول یہ ہے که وہ اگر خود توبہ کرے تو قبول ہی اور جو تلوار کے ڈر سے کرے تو قبول نہین ایک قول یہ ہے که وہ اگر دوسرونکو بہی گمراہی کی طرف بلاتا ہو تو اوس کی توبہ قبول نہین ورنہ قبول ہے انتہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک که وہ لا اله الا الله کہین پہر جس نے لا اله الا الله کہا اوس نے بچا لیا مجھ سے اپنے مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب اوسکا اللہ پر ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيُؤْمِنُوْا بِيْ وَ

بِمَا جِئْتُ بِهٖ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى
اللّٰهِ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہان تک کہ
وہ گواہی دین اس بات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور ایمان لاوین مجھپر (کہ مین اللہ کا بھیجا ہوا ہون)
اور اسپر جسکو مین لیکر آیا (یعنی قرآن پر اور شریعت کی تمام احکام پر جسکو مین لایا) جب وہ ایسا کرین تو انہون نے
بچا لیا اپنی جانون اور مالون کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب انکا اللہ پر ہے **ف** نووی نے کہا اس حدیث
مین بیان ہے اوس بات کا جو دوسری روایتون مین اختصار کیا گیا صرف لا اله الا الله کہنے سے یعنی اس حدیث سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایتین جنمین صرف لا اله الا الله کہنے کا بیان ہے مختصر اور مجمل مین جان اور مال بچنے
کے لیے جیسے لا اله الا الله کا اقرار ضرور ہے ویسے ہی محمد رسول اللہ کا بھی بلکہ قرآن اور حدیث اور تمام احکام شریعت
کا ماننا جنکا ثبوت تواتر یقین کو پہونچ گیا ہے ضرور ہے اور اسکا بیان تفصیل سے اوپر گذر چکا اور اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ جب آدمی دین اسلام پر مضبوط عقیدہ رکھے اور شک نکرے تو وہ مومن ہے اور موحد اور یہ ضرور نہین کہ اہل
کلام کے دلائل کو دریافت کرے اور خدا کو ان دلیلون سے پہچانے یہی قول ہے محققین اور جمہور سلف کا اور بعض لوگون
کے نزدیک ایمان پورے ہونیکے لیے دلائل کا بھی جاننا ضرور ہے اور یہ قول ہے معتزلہ اور بعض اشاعرہ کا اور یہ خطا ہے
اس لیے کہ مقصود یقین ہے اور وہ حاصل ہو گیا تقلید سے بھی دوسرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف
یقین کو کافی سمجھا اور دلائل دریافت کرنیکی ضرورت نہین کی **عن** جَابِرٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ
لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ **ترجمہ** جابر اور ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم
ہوا لوگون سے لڑنیکا یہان تک کہ وہ لا اله الا الله کہین پھر جب انہون نے لا اله الا الله کہا تو بچا لیا مجھ سے اپنی جانون اور
مالون کو مگر حق کے بدلے اور حساب انکا اللہ پر ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ
بِمُصَيْطِرٍ یعنی تو نصیحت کرنیوالا ہے لوگون کو تیرا کچھ زور انپر نہین (یہ آیت اسوقت کی ہے جب جہاد فرض نہوا
تھا) **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ
النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ
فَاِذَا فَعَلُوْا عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر رض سے روا

ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہان تک کہ گواہی دین اس بات کی کوئی معبود
برحق نہین سوا خدا کے اور بیشک محمد اوس کے رسول ہین اور قائم کرین نماز کو اور دیوین زکوۃ کو پھر جب کرین تو بچا لیا انہون
نے مجھہ سے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے اور حساب اون کا اللہ پر ہے **ف** السراج الوہاج مین ہے
کہ امام شوکانی سے سوال ہوا وہ لوگ جو جنگل مین رہتے ہین اور کوئی حکم شرعی بجا نہین لاتے نہ نماز نہ روزہ صرف زبان
سے کلمہ شہادت پڑہتے ہین وہ کافر ہین یا مسلمان اور آیا مسلمانون کو اون سے جہاد کرنا چاہیے یا نہین تو جواب
دیا انہون نے ارشاد السائل مین کہ جو شخص ارکان اسلام اور فرائض اسلام کو بالکل ترک کرے اور اسکے پاس کچھہ نہو
سوا زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے تو بیشک وہ کافر ہے اور شدید الکفر اوسکا جان اور مال حلال ہے
اس لیے کہ صحیح حدیثون سے یہ بات ثابت ہے کہ جان اور مال اوسوقت بچیگی جب ارکان اسلام کو ادا کرے تو ایسے کافرون
کے قریب جو مسلمان رہتے ہون اونپر واجب ہے کہ اون کافرون کو اسلام کے احکام بتلاوین اور اونکے بجا لانیکے لیے اون کو
دعوت کرین اور پہلے نرمی اور سہولت سے ثواب کی رغبت دلا کر اور عذاب سے ڈرا کر اونکو سمجھاوین اگر وہ مان
لین اور ارکان اسلام ادا کرنے لگین تو خیر اور جو انکار کرین اور نہ مانین تو مسلمانون کو جہاد کرنا چاہیے اون پر
اور جب تک وہ اعمال اسلام بجا نہ لاوین انکا خون اور مال حلال ہے اور اون کا حکم ایسا ہے جیسے جاہلیت کے لوگون
کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کھول کے بیان کر دیا ہے ان باتونکو جو کافرون کے ساتھہ لڑنے سے متعلق
ہین اور آیات قرآنی اور احادیث نبوی اس باب مین بہت ہین ہر شخص کو معلوم ہین بلکہ خاص اسی امر کے لیے
اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول کو بھیجا اور کتابین اوتارین اور زیادہ اس کا بیان کرنا بیفائدہ طول ہے حاصل کلام یہ ہے
کہ جب اون لوگون نے اصرار کیا کفر پر تو وہ ملک دار الحرب ہو گیا اور بلا شبہہ جو اسکا حکم دار الحرب مین وہی
احکام اون کے ملک کے ہون گے اور اختلاف کیا ہے مسلمانون نے کہ کافرون کے ملک پر جہاد کرنے کے لیے امام کا ہونا
ضرور ہے یا نہین لیکن حق یہ ہے کہ ضرور نہین اور یہ جہاد واجب ہے ہر ایک شخص پر جو مسلمان ہو اور آیات قرآنی
اور احادیث نبوی جو متعلق ہین اون مین کوئی قید نہین تھے **عن** ابی مالک عن ابیہ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من قال لا الہ الا اللہ وکفر بما یعبد من دون
اللہ حرم مالہ ودمہ وحسابہ علی اللہ ترجمہ ابو مالک سے روایت ہے اونہون نے سنا اپنے باپ سے کہا کہ سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا اور انکار کیا اون چیزون کا جنکو لوگ پوجتے ہین
سوا خدا کے (آدمی ہو یا جن اوتار یا جہاڑ پہاڑ یا بت وغیرہ تو حرام ہو گیا مال اسکا اور خون اسکا اور حساب اسکا اللہ

۲۲ – عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ وَحَّدَ
اللهَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ ترجمہ ابو مالک سے روایت ہے اونہوں نے سنا اپنے باپ سے اونہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے آپ نے فرمایا جو ایک جانے اللہ کو پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری **باب** الدَّلِيلِ
عَلَى صِحَّةِ إِسْلَامِ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ مَا لَمْ يَشْرَعْ فِي النَّزْعِ وَهُوَ الْغَرْغَرَةُ وَنَسْخِ جَوَازِ الِاسْتِغْفَارِ
لِلْمُشْرِكِينَ وَالدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الشِّرْكِ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ وَلَا يُنْقِذُهُ مِنْ
ذَلِكَ شَيْءٌ مِنَ الْوَسَائِلِ **باب** بیان میں اس بات کے کہ جو شخص مرتے وقت مسلمان ہو تو اسلام اسکا صحیح ہے
جب تک عالم نزع نہ ہو یعنی جان کنی نہ شروع ہو اور مشرکین کے لیے دعا کرنا منع ہے اور جو مرجاویگا شرک پر وہ جہنمی ہے
کوئی وسیلہ اوسکو کام نہ آویگا ۲۳ – عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ
الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي
أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ
لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدُ لَهُ تِلْكَ
الْمَقَالَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَاللهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ
فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ وَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ
بِالْمُهْتَدِينَ ترجمہ سعید بن مسیب جو مشہور تابعین میں سے ہیں ابن مدینی نے کہا میرے نزدیک اون سے زیادہ علم میں
کوئی تابعی نہیں پایا (فقیہ میں امام ہیں) روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے (مسیب بن حزن بن عمرو بن عائذ بن عمران)
بن مخزوم قرشی مخزومی سے جو صحابی ہیں **ف** اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا حالانکہ مسیب
سے اسکا راوی کوئی نہیں سوائے اون کے بیٹے سعید کے تو رد ہوگیا حاکم کے قول کا کہ بخاری اور مسلم نے کوئی حدیث
ایسی روایت نہیں کی جسکا راوی ایک ہی شخص ہو اور شاید مراد اون کی یہ ہو کہ سوا صحابہ کے اور شخصوں سے روایت
کرنیوالے کم سے کم دو چاہییں (نووی) **ف** انہوں نے کہا جب ابو طالب بن عبد المطلب (رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا اور سرپرستی کرنیوالے) مرنے لگے **ف** یعنی بیماری کی شدت ہوئی اور موت کا
یقین ہوگیا یہ نہیں مراد ہے کہ سکرات شروع ہوگئی کیونکہ نزع اور سکرات کے وقت توبہ قبول نہیں فرمایا اللہ جل جلالہ
نے ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدہم الموت قال انی تبت الآن یعنی نہیں ہے توبہ ان لوگوں
کے لیے جو گناہ کرتے ہیں پھر جب موت سامنے آگئی تو کہنے لگے ہم نے اب توبہ کی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابوطالب نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کی اور مشرکوں نے آپکے خلاف انکو سمجھایا آخر ابوطالب نے مشرکوں کا کہنا مانا تو معلوم
ہوا کہ نزع کی حالت نہ تھی قاضی عیاض نے کہا بعضی متکلمین نے یہاں یہ معنی لیے ہیں کہ نزع کی حالت ابوطالب پر طاری
ہوئی اور یہ صحیح نہیں ہے **ف** تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابوجہل
(عمرو بن ہشام) اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا میرے
تم کہو لا الہ الا اللہ ایک کلمہ میں اللہ کے پاس اسکا گواہ رہونگا تمہارے لیے (یعنی خدا عزوجل سے قیامت کے
روز عرض کرونگا کہ ابوطالب موحد تھے اور انکو جہنم سے نجات ہونا چاہیے انہوں نے آخر وقت میں کلمہ توحید کا
اقرار کیا تھا ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا اے ابوطالب تم اپنے باپ عبدالمطلب کا دین نہیں چاہتے پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر یہی بات ان سے کہتے رہے (یعنی کلمہ توحید پڑھنے کے لیے) (ادھر ابوجہل اور عبداللہ
بن ابی امیہ اپنی بات بکتے رہے) یہانتک کہ ابوطالب نے اخیر بات جو کی وہ یہ تھی میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں **ف**
تو ابوطالب نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم اختیار کیا السراج الوہاج میں ہے کہ اس حدیث
میں دلیل ہے اس بات کی کہ عبدالمطلب بھی کفر پر مرے تھے جیسے ابوطالب اور امام ابوحنیفہ نے فقہ اکبر میں صاف لکھا
ہے کہ ابوطالب کفر پر مرے **ف** اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قسم خدا کی میں تو تمہارے لیے دعا کرونگا (بخشش کی) جب تک مجھکو منع نہ ہو **ف** نووی نے کہا اس
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کھانا خود بغیر اس کے کہ دوسرا قسم کھلاوے درست ہے اور اس جگہ قسم سے
تاکید مقصود ہے کہ میں ضرور استغفار کرونگا تمہارے لیے اور یہ ابوطالب کی خوشی کے لیے آپ نے فرمایا اور انکی
مکے میں ہجرت سے کچھ ہی پہلے ہوئی ابن فارس نے کہا ابوطالب جب مرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف
انچاس برس کی تھی آٹھ مہینے گیارہ دن اوپر اور ابوطالب کی وفات کے تین روز بعد ام المومنین خدیجہ کا انتقال
ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج کے بعد دوسرا رنج ہوا اسیواسطے اس سال کو عام الحزن کہتے ہیں **ف**
تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری ما کان للنبی والذین آمنوا اخیر تک یعنی نبی کو اور مسلمانوں کو درست نہیں

کہ دعا کریں مشرکوں کے لیے اگرچہ وہ ناتے والے ہوں جب معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہیں پھر اللہ تعالی نے ابوطالب کی
شان میں یہ آیت اتاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا انک لا تہدی من احببت اخیر تک یعنے تم راہ پر نہیں لا
سکتے جسکو چاہو لیکن اللہ راہ پر لا سکتا ہے جسکو چاہے **ف** نووی نے کہا مفسرین کا اتفاق ہے اس بات پر
کہ یہ آیت ابوطالب کے باب میں اتری ہے زجاج نے بھی اسپر اجماع نقل کیا ہے **ف** اور وہ جانتا ہے ان لوگوں
کو جن کی قسمت میں ہدایت ہے **عن** الزهري بهذا الاسناد مثله غير ان حديث صالح انتهى
عند قوله فانزل الله فيه ولم يذكر الآيتين وقال في حديثه ويعودان بتلك المقالة
وفي حديث معمر مكان هذه المقالة الكلمة فلم يزالا به **ترجمہ** دوسری روایت بھی اسی طرح
ہے مگر چند لفظوں کا فرق ہے پر مطلب ایک ہے **عن** ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لعمه عند الموت قل لا اله الا الله اشهد لك بها يوم القيامة فابى قال فانزل الله انك
لا تهدي من احببت الاية **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے
مرتے وقت کہا تم لا الہ الا اللہ کہو میں اسکا گواہ ہونگا تمہارے لیے قیامت کے دن انہوں نے انکار کیا
تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری انک لا تہدی من احببت اخیر تک **عن** ابي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم لعمه قل لا اله الا الله اشهد لك بها يوم القيامة قال
لولا ان تعيرني قريش يقولون انما حمله على ذلك الجزع لاقررت بها عينك (عینک)
فانزل الله تعالى انك لا تهدي من احببت ولكن الله يهدي من يشاء **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا کہو لا الہ الا اللہ میں اس بات کی گواہی دوں گا
تمہارے لیے قیامت کے دن انہوں نے کہا اگر قریش مجھے عیب نہ دیتے وہ کہیں گے ابوطالب ڈر گیا
یا دہشت میں آگیا البتہ میں ٹھنڈی کرتا تمہاری آنکھ یہ کہکر یعنے تمکو خوش کر دیتا اور لا الہ الا اللہ کا
اقرار کر لیتا پر قریش کے لوگوں سے مجھے شرم آتی ہے وہ کہیں گے ابوطالب ایسا دل کا بودا اور کچا تھا
کہ مرتے وقت ڈر کے مارے (اپنا دین بدل ڈالا) تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری انک لا تہدی من
احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء آخر تک **باب** الدليل على ان من مات على التوحيد دخل الجنة
قطعا **باب** بیان میں اس بات کے کہ جو کوئی توحید پر مر جائیگا یعنے مشرک نہوگا اور خدا کو ایک جانتا ہوگا اور کسی کو
اسکا ساتھ شریک نکرتا ہوگا) تو جنت میں جاویگا **ف** ایک نہ ایک روز اگرچہ تھوڑے دنوں عذاب پاوے ہی

اور گناہوں پر ہمیشہ وہ جہنم میں نہیں رہ سکتا نووی نے کہا اہل سنت والے اہل حق کا سلف اور خلف میں یہ
اعتقاد ہے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہر حال میں جنت میں جاویگا پھر اگر گناہوں سے پاک ہو جیسے نابالغ یا مجنون جو بالغ ہوتے ہی
مجنون ہو گیا ہو یا اوس نے توبہ صحیح کی ہو تمام گناہوں سے اور پھر توبہ کے بعد کوئی گناہ نہ کیا ہو یا خدا کی طرف سے اوس کو
توفیق ہوئی ہو گناہوں سے بچنے کی وہ تو جنت میں جاویگا اور جہنم میں بالکل نہ جاویگا اور یہ جو آیت میں ہے کہ تم میں سے کوئی
نہیں مگر جہنم پر اوسکا ورود ہوگا علما نے ورود کا مراد مرور ہے یعنی گذرنا اور یہ گذرنا تو سب سے ہوگا کیونکہ صراط یعنی
پل جہنم کی اوپر ہے بچاوے اللہ سبکو جہنم سے اور سب آفتوں سے بچاوے اور اگر اوس نے گناہ کئے ہیں کبیرہ اور بغیر توبہ
کے مر گیا ہے تو وہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر چاہے اوسکا قصور معاف کر دیوے اور اوسکو جنت میں لیجاوے اور اگر چاہے تو تھوڑے
دنوں اسکو قصور کے لائق عذاب دیکر پھر جنت میں لے جاوے پر وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہیگا اور جو شخص کفر پر مرے کیسا ہی
گناہ کرے ہمیشہ جہنم میں رہیگا غرض وہ شخص جو کفر پر مرے ہمیشہ جہنم میں رہیگا اور جنت میں نہ جاویگا اگرچہ کیسی ہی نیکیاں
کرے یہ مختصر بیان ہے عقیدہ اہل حق کا اس مسئلہ میں اور کتاب اور سنت اور اجماع امت کے دلائل ہیں اس اعتقاد کے اور
نصوص متواتر ہیں اس باب میں جن سے یقین حاصل ہو سکتا ہے پھر جب یہ قاعدہ ثابت اور مقرر ہو گیا تو اب جتنی
حدیثیں وارد ہوں اگرچہ ظاہر میں کچھ اس قاعدہ کے خلاف ہوں پر انکو حمل کرنا چاہئے اسی قاعدہ پر تاکہ نصوص
شرعیہ میں تناقض اور مخالفت نہو اور خدا چاہے تو ہم بعض حدیثوں کی تاویل بیان کرینگے جس سے اور حدیثوں کی
تاویل بھی معلوم ہو جاویگی ۔ عن عثمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات
وھو یعلم انہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ ۔ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو شخص مر جاوے اور اسکو یقین ہو اس بات کا کہ کوئی لائق نہیں عبادت کے سوا اللہ جل جلالہ کے تو وہ جنت
میں جاویگا ف نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہے لوگوں نے اوس شخص کے باب میں جو شہادتین کا
قائل ہو یعنی توحید اور رسالت کا لیکن گنہگار ہو کر مرے تو مرجیہ ایک گمراہ فرقہ ہے وہ یہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھہ
کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور خوارج یہ کہتے ہیں کہ گناہ ضرر کرتا ہے اور آدمی گناہ کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے اور معتزلہ
کہتے ہیں کہ اگر اسکا گناہ کبیرہ ہے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہیگا اور نہ اسکو مومن کہیں گے نہ کافر بلکہ فاسق کہیں گے اور اشاعرہ
کے نزدیک جو اہل سنت ہیں وہ شخص مومن ہے اب اگر اسکا گناہ نہ بخشا جاوے اور اسکو عذاب ہو تو ہمیشہ نہوگا ایک نہ
ایک دن وہ جنت میں جاویگا تو اس حدیث سے رد ہو گیا خوارج اور معتزلہ کا اور مرجیہ جو دلیل لاتے ہیں اس حدیث سے اون کا
جواب یہی ہے کہ تمہارا مطلب اس حدیث سے کہاں نکلتا ہے اس حدیث میں تو یہ ہے کہ موحد جنت میں جاویگا پھر ہو سکتا

ہے کہ اوسکا گناہ بخش دیا جاوے یا شفاعت سے نجات ہو جہنم سے یا گناہ کے مقدار عذاب پا کر جنت میں جاوے اور یہ تاویل
ضرور ہے اس لیے کہ بہت سے آیات اور احادیث سے گناہ گاروں کے لیے عذاب نکلتا ہے پھر نصوص شریعت کو ایک دوسرے کے
مطابق کرنا لازم ہے اور یہہ فرمایا اس حدیث میں کہ اوسکو یقین ہو توحید کا تو رد ہو گیا بعض فرقہ مرجیہ کا جو کہتے ہیں صرف
شہادتین کو زبان سے کہنے والا جنت میں جاویگا گو دل سے اوسپر اعتقاد نہ ہو اور دوسری حدیث میں اسکی اور تاکید
مروی ہے یعنے اسکو شک نہو اور یہہ موید ہے ہمارے مذہب کے قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے حجت لاتا ہے وہ شخص جو
کہتا ہے صرف دل سے شہادتین کو پہچاننا کافی ہے زبان سے کہنا ضرور نہیں مگر اہل سنت کا مذہب ہے کہ دل سے یقین کرنا
اور زبان سے اقرار کرنا دونوں ضرور ہیں اور جہنم سے نجات پانے کے لیے صرف ایک کافی نہیں البتہ جب زبان میں کوئی
آفت ہو جیسے گونگا ہو یا مہلت نہ ہو زبان سے کہنے سے پہلے مر جاوے تو دل سے یقین کرنا کافی ہے اور اس حدیث میں
حجت نہیں اوس شخص کی جس نے خلاف کیا اہل سنت اور جماعت کا اس لیے کہ دوسری حدیث میں صاف وارد ہے جس نے
کہا لا اله الا الله اور جس نے گواہی دی لا اله الا الله اور معاذ کی روایت میں ہے جسکی اخیر بات لا اله الا الله ہوگی وہ جنت میں
جاویگا اور ایک روایت میں ہے جو الله سے ملیگا اوسکے ساتھہ کسی کو شریک نکیا ہو تو جنت میں جاویگا اور ایک روایت
میں ہے کوئی بندہ ایسا نہیں جو گواہی دے اس بات کی سوا الله کے کوئی سچا معبود نہیں اور محمد الله کے رسول ہیں مگر
الله حرام کردیگا اسکو جہنم پر اور ایسا ہی ہے عبادہ بن صامت اور عتبان بن مالک کی روایت میں عبادہ کی حدیث میں
اتنا زیادہ ہے کہ اوسکے اعمال جیسے ہوں اور ابی ہریرہ کی روایت میں ہے کہ وہ الله سے ملے اور اسکو شک نہو شہادتین
میں تو جنت میں جاویگا اگرچہ زنا کرے یا چوری کرے ان سب احادیث کو مسلم نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے تو ایک جماعت
سلف سے ان میں سعید بن المسیب بھی ہیں یہ منقول ہے کہ یہ حدیثیں اوس وقت کی ہیں جب فرائض اور اوامر اور نواہی
نہ تھی اور بعضوں نے کہا یہ حدیثیں مجمل ہیں شرح کی محتاج ہیں اور مطلب اونکا یہ ہے کہ شہادتین کا اقرار کرے اور
اون کے حقوق اور فرائض سبکو ادا کرے اور یہہ قول ہے حسن بصری کا اور بعضوں نے کہا کہ یہ اوس شخص کے لیے
ہے جو کفر اور شرک سے شرمندہ ہو کر اسکا اقرار کرے پھر مر جاوے یہ قول بخاری کا ہے اور ان سب تاویلات کی ضرورت
اوسیوقت ہے جب حدیث کو ظاہر پر رکہیں لیکن جب اپنے درجہ اور مرتبے پر لیجاویں تو تاویل مشکل نہیں جیسے محققین علما
نے بیان کیا ہے تو پہلے یہ بات سمجھہ لینا چاہیے کہ تمام اہلسنت سلف صالحین اور محدثین اور فقہا اور متکلمین کا یہ
مذہب ہے کہ گنہگار الله کی مشیت پر ہیں اور جو شخص ایمان پر مرے اور دل سے یقین رکہتا ہو شہادتین کا وہ جنت میں
جاویگا پھر اگر اوسنے گناہوں سے توبہ کرلی ہو یا گناہوں سے پاک ہو وہ تو جنت میں جاویگا اپنے پروردگار کی رحمت اور

حرام کیا جاویگا جہنم پر پھر اگر ان حدیثون کو ہم ایسے شخصون پر محمول کرین مطلب صاف ہوگا اور یہی مراد ہے حسن بصری اور بخاری کی اور اگر وہ شخص گناہون کے ساتھہ آلودہ ہو واجبات کا ترک کیا ہو یا حرام کا ارتکاب تو وہ اللہ کی مشیت پر ہے اوسکا یقین نہین ہو سکتا کہ وہ جہنم مین بالکل نہ جاویگا اور پہلی ہی پہل جنت مین چلا جاویگا لیکن اسکا یقین ہے کہ وہ ایک دن آخر کو ضرور جنت مین جاوے گا اور خدا کو اختیار ہے چاہے اوسکا گناہ معاف کر دیوے اور چاہے اسکو چند روز عذاب دیکر پھر جنت مین لیجاوے اور ممکن ہے کہ سب احادیث اپنی معنے پر قائم رہین اور جمع بھی ہو جاوے اس طرح پر کہ جنت مین جانے سے یہ مراد ہو کہ جنت کا استحقاق اوسی ہو گیا بالفعل بعفو یا آئندہ بعد عذاب اور جہنم حرام ہونے سے یہ غرض ہو کہ ہمیشہ کا جہنم اوسپر حرام ہے اور دونون مسئلہ ان مین خوارج اور معتزلہ کا خلاف ہے اور احتمال ہے کہ حدیث من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ یعنی جسکی اخیر بات لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت مین جاویگا یہ اوس شخص کے لیے ہو جسکی زبان سے مرتے وقت اخیر مین یہ کلمہ نکلے اور پھر بعد اوسکے دوسری بات نکرے اگرچہ اس سے پہلے گناہ کر چکا ہو پر شاید خاتمہ کلام کی وجہ سے خدا کی رحمت شامل حال ہو اور وہ جہنم سے بالکل نجات پاوے برخلاف اون گنہگارون کے جنکی آخری بات یہ کلمہ نہو اسیطرح پر جو عبادہ کی حدیث مین ہے کہ وہ جنت کے جس دروازے مین سے چاہے جاوے وہ خاص ہو اوسکے لیے جو شہادتین کے ساتھہ ایمان اور توحید حقیقی کے ساتھہ متصف ہو اور اسکا ثواب اسقدر ہو جاوے کہ اوسکے گناہون سے بڑھ جاوے اور مغفرت اور رحمت کو واجب کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور یہ نہایت عمدہ ہے لیکن ابن المسیب سے جو تاویل منقول ہے وہ ضعیف اور باطل ہے اس لیے کہ ابوہریرہ بہت بعد مین اسلام لائے تھے جس سال خیبر فتح ہوا سنہ ۷ ہجری مین اور اسوقت تو تمام احکام شریعت جاری ہو چکے تھے اور سب فرائض مثل نماز اور روزے اور زکوۃ کے فرض ہو چکے ہے اور حج بھی فرض ہو گیا تھا اوسکے قول کے موافق جو کہتا ہے کہ حج سنہ ۶ ہجری مین فرض ہوا اور بعضون نے کہا کہ سنہ ۹ ہجری مین فرض ہوا اور شیخ ابن الصلاح نے اس مقام مین ایک اور تاویل بیان کی ہے انہون نے کہا کہ شاید یہ قصور راویون سے حفظ اور قلت ضبط کی وجہ سے ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے آپنے تو پورا پورا بیان دوسری حدیثون مین کیا ہے اور جائز ہے کہ یہ اختصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو بت پرستون کے ساتھہ خطاب کرنے مین کیونکہ توحید انکے لیے دین کی تمام باتون کو لازم کرتی تھی اور جو کافر توحید کا قائل نہ ہو جیسے بت پرست یا پارسی ہو وہ لا الہ الا اللہ کہے اور اسکا وہ حال ہو جو اوپر ہم نے بیان کیا تو حکم کیا جاویگا اوسکے اسلام کا اور ہم وہ نہین کہینگے جو کہا ہے جیسے ہماری بعض اصحاب نے کہا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اسکے اسلام کا حکم کیا جاویگا پھر اس

پر جبر کرینگے اور احکام قبول کرنے کے لیے اس لیے کہ اوسکا حاصل یہ نکلتا ہے کہ اسلام کے پورا کرنے کے لیے اون پر جبر
کرینگے اور اوسکا حکم مثل مرتد کے ہوگا اگر وہ باقی احکام کو بجا نہ لاوے اور نفس الامر مین اور آخرت کے احکام مین وہ
مسلمان نہوگا حالانکہ ہم نے جسکو بیان کیا وہ نفس الامر اور آخرت کے احکام مین مسلمان ہین واللہ اعلم (نووی)

عن عثمان یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ سواء **ترجمہ** حضرت عثمان
سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

باب منہ

عن ابی ھریرۃ رض
قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مسیر قال فنفدت ازواد القوم قال حتی ھم
بنحر بعض حمائلہم قال فقال عمر یا رسول اللہ لو جمعت ما بقی من ازواد القوم فدعوت اللہ
علیہا قال ففعل قال فجاء ذو البر ببرہ وذو التمر بتمرہ قال وقال مجاھد وذو النواۃ بنواہ
قلت وما کانوا یصنعون بالنواۃ قال کانوا یمصونہ ویشربون علیہ الماء قال فدعا
علیہا قال حتی ملأ القوم ازودتہم قال فقال عند ذلک اشھد ان لا الہ الا اللہ وانی
رسول اللہ لا یلقی اللہ عزوجل بہما عبد غیر شاک فیہما الا دخل الجنۃ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے
روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر مین (جنگ تبوک مین) تو لوگون کے توشے تمام ہو
گئے اور آپ نے قصد کیا لوگون کے بعض اونٹ کاٹ ڈالنے کا **ف** حدیث مین حمائلہم ہے حاے حطی سے یا جمائلہم
جیم سے دونون منقول ہین صاحب تحریر اور ابن الصلاح نے دونون کو ذکر کیا ہے لیکن صاحب تحریر نے جمائلہم
جیم کو اختیار کیا ہے اور قاضی عیاض نے حمائلہم حاے حطی سے شیخ ابو عمرو نے کہا دونون صحیح ہین تو جب حاے حطی
سے ہو تو حمائل جمع ہے حمولہ کی یعنے وہ اونٹ جسپر لادا جاوے اسباب وسامان وغیرہ اور جب جیم سے تو جمع ہے جمالہ کی اور جمالہ جمع
ہے جمل کی جمل اونٹ کو کہتے ہین **ت** حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کاش آپ جمع کیجیے لوگون کے سب توشے
کو پھر دعا کیجیے اللہ سے اوسپر (تاکہ برکت ہو اوسمین اور کافی ہو جاوے سب کے لیے) آپ نے ایسا ہی کیا تو جسکے
پاس گیہون تھی وہ اپنی گیہون لیکر آیا اور جسکے پاس کھجور تھی وہ کھجور لیکر آیا اور جسکے پاس گھٹلی تھی وہ گھٹلی لیکر
آیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسافرون کو اپنے اپنے توشے ملا دینا اور ساتھ ملکر کھانا درست
ہے اگرچہ کوئی زیادہ کھاوے کوئی کم اور ہمارے اصحاب نے کہا یہ سنت ہے) **ت** مین نے کہا گھٹلی کو کیا کرتے تھے
انہون نے کہا اوسکو چوستے تھے پھر اوسپر پانی پی لیتے تھے راوی نے کہا آپ نے دعا کی اون سب توشون پر تو لوگون
نے اپنے اپنے توشہ کے برتنون کو بھر لیا **ف** توشے مین آپ کی دعا کی برکت سے ایسی افزائش ہو گئی کہ با تو

نسخہ: یقول
نسخہ: جمائلہم
یمصونہا
اشہد

تمام ہونے کے قریب تہا یا سب کے برتن پہر خوب بہر گئے اور اطمینان حاصل ہوا یہ ایک معجزہ تہا آپکے معجزون مین سے **ف**
اوس وقت آپنے فرمایا گواہی دیتا ہون مین اس بات کی کوئی برحق معبود نہین سوا خدا کے (وہی سچا خدا ہی اور سب
جہوٹے خدا ہین) اور مین اللہ کا بہیجا ہوا ہون جو بندہ اللہ سے ملے اور ان دونون باتون مین اوسکو شک نہو تو وہ جنت
مین جاویگا **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَوْ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ شَكَّ الْاَعْمَشُ قَالَ لَمَّا كَانَ یَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ
اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَاَكَلْنَا وَادَّهَنَّا فَقَالَ رَسُوْلُ منتہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِفْعَلُوْا قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ
وَلٰكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَیْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَ فِیْ ذٰلِكَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَهٗ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ
قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَجِیْءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ قَالَ وَیَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ قَالَ وَیَجِیْءُ الْاٰخَرُ
بِكِسْرَةٍ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ مِنْ ذٰلِكَ شَیْءٌ یَسِیْرٌ قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ خُذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِكُمْ قَالَ فَاَخَذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِهِمْ حَتّٰى مَا
تَرَكُوْا فِی الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَئُوْهُ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا یَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا
عَبْدٌ غَیْرُ شَاكٍّ فَیُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ **ترجمہ** ابو ہریرہ یا ابو سعید سے روایت ہی (یہ شک ہی اعمش کو جو راوی
ہے اسحدیث کا) **ف** دارقطنی نے اسحدیث کے اسناد مین طعن کیا کہ اسمین اختلاف ہی اعمش سے کبہی وہ عن ابی
صالح عن ابی ہریرہ کہتا ہے اور کبہی عن ابی صالح عن ابی سعید اور کبہی عن ابی صالح عن جابر پر یہ طعن حدیث
کی صحت مین کچہ قدح نہین کرتا اس لیے کہ اعمش کو شک صحابی کے نام مین ہے اور صحابہ سب ثقہ ہین نووی
نے کہا جب کوئی راوی نام لیکر یون کہی حدیث بیان کی مجہسے فلانے یا فلانے اور وہ دونون ثقہ ہون تو
روایت بلا خلاف حجت ہی اس لیے کہ غرض یہ ہے کہ روایت ثقہ سے ہو اور وہ حاصل ہے اس قاعدہ کو خطیب بغدادی نے کفایہ
مین اور اور لوگون نے بیان کیا ہے اور یہ غیر صحابہ مین ہے تو صحابہ مین بطریق اولی ہوگا اس لیے کہ صحابہ سب
عادل ہین پہر راوی کی تعیین نہ کرنے سے مقصود فوت نہین ہوتا **ت** جب غزوہ تبوک کا وقت آیا
(تبوک ایک مقام کا نام شام مین) تو لوگون کو سخت بہوک لگی انہون نے کہا یا رسول اللہ کاش آپ ہمکو اجازت
دیتے تو ہم اپنے اونٹون کو جنپر پانی لاتے ہین کاٹ ڈالتے **ف** یہ ایک عمدہ طریقہ ہی ادب کی جگہہ پر سوال

کرینگا اور اس سے معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگون کو اپنے جانور جو لڑائی مین مدد دیتی ہین کاٹنا درست نہین جب تک
امام اجازت نہ دے (السراج الوہاج) ف آپ نے فرمایا اچھا کاٹو اتنے مین حضرت عمر آئے اور انہون نے کہا یا رسول
اللہ اگر ایسا کیجیے گا تو سواریان کم ہوجاوینگی ف اس سے معلوم ہوا کہ امام اور بادشاہ کے حکم مین اعتراض کرنا جائز
ہے اور کم درجے والے کو یہ پہونچتا ہے کہ بالا دست کو عمدہ مشورہ دیوے جب کوئی مصلحت ہو اور اوسکے حکم کے
منسوخ کرنے کے لیے کہے (نووی) ف لیکن سب لوگون کو بلا بھیجے اور کہیے اپنا اپنا بچا ہوا توشہ لیکر
آوین پہر خدا سے دعا کیجیے توشے مین برکت دیوے شاید اللہ اسمین کوئی رستہ نکالدے (یعنے برکت اور بہتری
عطا فرماوے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا پہر ایک دسترخوان منگایا اوسکو بچہا دیا اور سب کا بچا ہوا

بَابٌ مِنْهُ

توشہ منگوایا کوئی مٹھی بہر جوار لایا کوئی مٹھی بہر کہجور لایا کوئی ٹکڑا روٹی یہانتک کہ سب ملکر تہوڑا اوس دسترخوان پر
اکٹھا ہوا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی برکت کے لیے بعد اوسکے فرمایا اپنے اپنے برتنون مین توشہ
بہرو تو سبہون نے اپنے برتن بہر لیے یہانتک کہ لشکر مین کوئی برتن نچہوڑا جسکو نہ بہرا ہو پہر سب نے کہانا شروع
کیا اور سیر ہوئے اوسپر بہی کچہ بچ رہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین گواہی دیتا ہون اس بات کی
کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا بہیجا ہوا ہون جو شخص ان دونون باتون پر یقین کرکے اللہ سے
ملے وہ جنت سے محروم نہوگا عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ مَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ
عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ
وَّاَنَّ النَّارَ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ ترجمہ عبادہ بن صامت سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہین سوا
خدا کے وہ اکیلا ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور بیشک حضرت محمد اوسکے بندے ہین اور بہیجے ہوے ہین
اور بیشک حضرت عیسی اللہ کے بندے ہین اور اوسکی لونڈی (مریم) کے بیٹے ہین اور اوسکی بات سے پیدا ہوے
جو اوسنے مریم مین ڈالدی (یعنی حکم کردیا کن کے ساتھ پہر وہ ہوگئے بن باپ کے) اور رحمت ہین خدا
کی یا روح ہین خدا کی (یعنے حضرت عیسی کو روح اللہ کہتے ہین اسلیے کہ اللہ جل جلالہ نے اونکی روح کو پیدا کیا
اگرچہ سب روحون کو خدا ہی نے بنایا ہے پر حضرت عیسے کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے اسلیے خدا کیطرف
نسبت دی گئی جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہین) اور بیشک جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو لیجاویگا

اوسکو اللہ جنت مین آٹھ دروازون مین سے جسمین سے چاہے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث ایک بہت عمدہ حدیث
ہے عقائد مین جو جامع ہے تمام ضروری باتون کو اور اس سے رد ہوتا ہے تمام کفر کی ملتون کا اختصار کے ساتھ
بعضے لوگ ہمارے زمانے مین یہ شبہ کرتے ہین کہ حضرت عیسی بغیر باپ کے کیونکر پیدا ہوئے حالانکہ فطرت کے قاعدے
سے اور اصول حکمت سے یہ بات محال معلوم ہوتی ہے اونکا جواب یہ ہے کہ تم عالم کو قدیم جانتے ہو یا حادث اگر
حادث مانتے ہو تو ابتدائی آفرینش مین نوع انسان کا ظہور کسی پہلے شخص سے ہوا ہوگا جو نہ باپ رکھتا تھا
نہ مان پھر جب خدا نے بغیر مان اور باپ کے ایک شخص کو پیدا کیا تو بغیر باپ کے پیدا کرنا اوس کے نزدیک کیا دشوار
ہے اگر قدیم جانتے ہو تو قدم سے یہ مراد نہین کہ عالم اسیطرح بوضع خاص قدیم ہے کیونکہ اوضاع اور اطوار
مین ہمیشہ تغیر ہوتا رہتا ہے بلکہ اسی بنا پر کرات کرات متفرق اور پریشان ہو سکتی ہین اور انکے اجزا پھر دوبارہ ملکر ایک
نیا کرہ ظاہر کر سکتے مین اسیوجہ سے ابی قورس اور دیوجانس اور ایک جماعت فلاسفہ نے جو قدم عالم کے قائل تھے یہ
لکھا ہے کہ اوائل ترکیب مین زمین سے اعلی اعلی قسم کے جاندار جیسے انسان اور بہائم خود بخود پیدا ہوتے تھے آخر
زمانہ دراز کے بعد زمین کی قوت گھٹتی گھٹتی اب یہ نوبت پہونچی ہے کہ سوا نباتات اور کم درجے کے حیوانات کے جیسے جوے
گھونس کیڑے مکوڑے وغیرہ کے عمدہ قسم کے جاندار زمین سے خود بخود پیدا نہین ہوتے پھر جس خدا نے زمین مین یہ استعداد
رکھی ہے کہ آدمی اور سب طرح کے جانور اوسمین سے پیدا کر دیوے اوسکے نزدیک خود انسان مین سے ایک دوسرا انسان
پیدا کر دینا کیا مشکل ہے یہ عقل کے خلاف ہے اور تعجب ہے کہ یہی حضرت عیسی کو بن باپ کے نہ ماننے والے لوگ عقل اور فلسفہ کا دم
بھرتے ہین اور حکیمون اور فیلسوفون کے لغویات کو بھی تسلیم کر لیتے ہین اور قرآن و حدیث کی صحیح قرین قیاس باتون
مین شبہ کرتے ہین خود حکیم اور فیلسوف انسان کی ابتدائی خلقت اور عالم کی ابتدائی آفرینش مین اسقدر اختلافات
رکھتے ہین کہ ایک دوسرے کے خیال کو لغو اور باطل سمجھتا ہے **عن** عمیر بن هانئ فی هذا الاسناد
مثله غیر انه قال ادخله الله الجنة علی ما کان من عمل ولم یذکر من ای ابواب الجنة
الثمانیة شاء **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے مگر اوسمین اتنا زیادہ ہے کہ اللہ اوسکو جنت مین لے جاویگا
چاہے جیسے اوسکے اعمال ہون یعنے اگرچہ گناہ اوس نے کیے ہون یہ مراد وہی گناہ ہے جو کفر تک نہ پہونچا وے) اور یہ
اسمین نہین ہے کہ جنت کے آٹھ دروازون مین سے جس سے چاہے **عن** عبادة بن الصامت انه قال دخلت الصنابحی
علیه وهو فی الموت فبکیت فقال لی مهلا لم تبکی فوالله لئن استشهدت لاشهدن
لك ولئن شفعت لاشفعن لك ولئن استطعت لانفعنك

ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ مَا مِنْ حَدِيْثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيْهِ خَيْرٌ اِلَّا وَقَدْ
حَدَّثْتُكُمُوْهُ اِلَّا حَدِيْثًا وَّاحِدًا وَّسَوْفَ اُحَدِّثُكُمُوْهُ الْيَوْمَ وَقَدْ اُحِيْطَ بِنَفْسِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ
اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ **ترجمہ** صنابحی سے روایت ہے **ف** صنابحی نسبت ہے صنابح کی طرف جو ایک شاخ ہے قبیلہ
مراد کی اور نام انکا ابو عبد اللہ عبد الرحمن بن عسیلہ ہے نووی نے کہا یہ تابعی ہیں جلیل القدر چلے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے پھر وفات ہوگئی آپ کی اور یہ راہ میں تھے جحفہ میں آپ کی وفات کے پانچ یا چھ دن بعد
پھر مدینہ میں آئے اور ابو بکر صدیق اور بہت صحابہ سے ملے اور رہے شام میں تقریب میں ہے کہ عبد الملک کی خلافت میں
انہوں نے انتقال کیا نووی نے کہا جسکو حدیث میں اشتغال نہیں ہے وہ اس صنابحی کو صنابح بن اعسر خیال کرتا
ہے حالانکہ صنابح بن اعسر صحابی ہیں **ت** میں عبادہ بن صامت پاس گیا وہ مرنے کے قریب تھے میں رونے لگا انہوں نے
کہا مہلت دے مجھکو (یعنے بات کرنے دے مجھکو) کیوں روتا ہے قسم خدا کی اگر میں گواہ بنایا جاؤنگا تو گواہی دونگا
تیرے لیے (ایمان کی) اور اگر میری سفارش کام آویگی تو سفارش کرونگا تیری اور اگر مجھے طاقت ہوگی تو فائدہ
دونگا تجھکو پھر کہا قسم خدا کی کوئی حدیث میں نے نہیں سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمیں تمہاری بھلائی تھی
مگر میں نے اسکو بیان کر دیا تم سے **ف** قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے چھپایا مگر وہ حدیثیں
جنکے بیان کرنے میں انکو نقصان معلوم ہوا یا فتنہ اس لیے کہ ہر شخص کی عقل اتنی نہیں جو ہر حدیث کا مطلب سمجھے
اور جسمیں کوئی عمل کرنے کی بات نہ ہو نہ کوئی حد ہو کی شریعت کے حدود میں سے اور ایسا بہت صحابہ نے کیا ہے
کہ بے ضرورت حدیث کو بیان نہیں کیا یا اس حدیث کو جس سے خوف تھا لوگوں میں فساد پھیلنے کا اس وجہ سے کہ انکی عقل قاصر
تھی اوسکے سمجھنے سے ایسی ہی وہ حدیثیں جو منافقوں کے بیان میں تھیں اور قیامت کی علامات میں اور کسی
قوم کی بری اوصاف میں یا انکی مذمت اور لعنت میں (نووی) **ت** البتہ ایک حدیث میں نے بیان نہیں
کی اب اوسکو آج بیان کر دیتا ہوں کس لیے کہ میری جان جاتی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
آپ فرماتے تھے جو شخص گواہی دے (یعنے دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار) کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے
اور بیشک حضرت محمد اسکے رسول ہیں تو حرام کر دیگا اللہ اوسپر جہنم کو (یعنے ہمیشہ رہنے کو جہنم میں یا جہنم کے اوس طبقے
کو جسمیں کافر ہمیشہ رہنے والے ڈالے جاوینگے) **عن** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ اِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

کتاب فی منہ

ت ۲ فقط

وسعدیک ثم سار ساعۃ ثم قال یا معاذ بن جبل قلت لبیک یا رسول اللہ وسعدیک ثم سار ساعۃ ثم قال یا معاذ بن جبل قلت لبیک یا
رسول اللہ وسعدیک قال ہل تدری ما حق اللہ علی العباد قال قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فان حق اللہ علی
العباد ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئا ثم سار ساعۃ ثم قال یا معاذ بن جبل قلت
لبیک یا رسول اللہ وسعدیک قال ہل تدری ما حق العباد علی اللہ اذا فعلوا ذلک
قال قلت اللہ ورسولہ اعلم قال ان لا یعذبہم **ترجمہ** معاذ بن جبل سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ پیچھے بیٹھا تھا سواری پر پھرے اور آپ کے بیچ میں کچھ نہ تھا مگر لکڑی پچھلی پالان کی آپ نے فرمایا ای معاذ
میں نے عرض کیا حاضر ہوں آپ کی خدمت میں اور فرمان بردار ہوں یا رسول اللہ پھر آپ چلے تھوڑی دیر بعد
اوسکے فرمایا ای معاذ بن جبل میں نے کہا حاضر ہوں اور فرمان بردار ہوں خدمت میں یا رسول اللہ پھر آپ
چلے تھوڑی دیر بعد پھر فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے کہا حاضر ہوں اور فرمانبردار ہوں خدمت میں یا رسول اللہ آپ نے
فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے میں نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا اللہ کا
حق بندوں پر یہ ہے کہ اوسیکو پوجیں اور اوسکے ساتھ کسیکو شریک نہ کریں پھر آپ چلے تھوڑی دیر اور فرمایا ای
معاذ بن جبل میں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ اور فرمانبردار ہوں آپکا آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق
اللہ پر کیا ہے **ف** صاحب تحریر نے کہا حق کہتے ہیں ہر موجود کو جو پایا جاوے یا پایا گیا یا پایا جاتا آیندہ ضرور رہے اور
اللہ سبحانہ حق ہے موجود ہے ازلی ہے باقی ہے ابدی ہے اور موت اور قیامت اور جنت اور نار حق ہیں کیا
معنے وہ ضرور پائیں جاوینگی اور رہوں گی اور سچ بات کو بھی حق کہتے ہیں یعنی وہ پائی گئی ہے اور اوسکا وجود
ہے اسیطرح حق واجب اور لازم کام کو بھی کہتے ہیں جیسے [illegible] کرنا لازم ہے یا کسی
کا قرض جسکا ادا کرنا لازم ہے یا اور کوئی حق مخلوق میں سے تو جب یوں کہیں اللہ کا حق بندے پر تو اوسکے معنے
یہ ہیں جو بندے پر کرنا لازم اور واجب ہو اللہ کے لیے اور جب یوں کہیں بندوں کا حق اللہ پر تو وہاں حق سے
مراد امر کا تحقق ہے یعنی وہ ضرور پایا جاوے گا نہیں کہ اللہ پر واجب اور فرض ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ پر کوئی
کام واجب اور لازم نہیں اور نہ کوئی اوسپر کسیکا حکم کچھ واجب کر سکتا ہے وہ خود بادشاہ ہے مالک ہے صاحب
ہے سارے جہان کا جو چاہے کرے جو چاہے کرے پر اپنے وعدہ اور قول کا سچا ہے اوسکی بات ٹلنے والی نہیں اوس
نے جیسا فرمایا اوسکے نیک بندے جنت میں ضرور جاوینگے لیکن اگر وہ چاہے تو نیکوں کو بھی دوزخ میں ڈالدے
کسی کی کیا مجال جو اوسکو کچھ بھی کہہ سکے **ف** [illegible] کام کریں [illegible] کسی کو

اوسکے ساتھ شریک نکرین اور مینے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ اون کو عذاب نہ کرے **عَنْ** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ قَالَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا **ترجمہ** معاذ بن جبل سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھا گدہے پر جسکا نام عفیر تھا **ف** بضم عین مہملہ اور فتح فا موحدہ یہی صحیح ہے اور یہی ہے معتبر نسخون مین اور قاضی عیاض نے جو اسکو غین معجمہ سے کہا سہو ہے وہ متروک ہے بعضون نے کہا یہ وہ گدہا تہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا تہا بعضون نے کہا وہ مرگیا حجۃ الوداع مین اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ دوسری بار کا ہے اور پہلی حدیث مین جو مذکور ہی وہ اور بار کا اسلیے کہ پہلی حدیث مین پالان کا ذکر ہے اور پالان اونٹ پر ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ ایک ہی واقعہ ہو اور پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میرے اور آپکے بیچ مین صرف اتنا فاصلہ تہا جیسے پالان کی لکڑی **ت** آپ نے فرمایا ای معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے اور بندون کا حق اللہ پر کیا ہے مینے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا اللہ کا حق بندون پر یہ ہے کہ اوسکی عبادت کرین اور اوسکے ساتھ کسیکو شریک نکرین اور بندون کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک نکرے اللہ اوسکو عذاب نہ دیوے مینے کہا یا رسول اللہ مین خوش کردون لوگون کو یہ سناکر آپ نے فرمایا مت سنا انکو ایسا نہو وہ اسپر بھروسا کر بیٹھین **ف** پہر اور نیک کام کرنا اور گناہون سے بچنا چہوڑ دین اگرچہ توحید نجات دینے کا فی ہے پر بالکل جہنم سے محفوظ رہنے کے لیے اور جنت مین عالی درجہ پانے کے لیے اعمال صالحہ کرنا اور برے کامون سے بچنا ضرور ہے **عَنْ** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ اَتَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَنْ يَّعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا قَالَ اَتَدْرِيْ مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ **ترجمہ** معاذ بن جبل سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے اونہون نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ پوجا جاوے خدا اور شریک کیا جاوے اوسکے ساتھ کوئی **ف** اور بعضے نسخون مین شیئا ہے منصوب تو ترجمہ یہ ہوگا پوجے بندہ اللہ کو اور اوسکے ساتھ شریک کرے کسی کو **ت**

هل تدري
نسخه
ان يعبد والله

فقال اذا

پھر آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندون کا حق کیا ہے اللہ پر جب وے ایسا کرین مین نے کہا اللہ اور رسول اُسکا خوب جانتا
ہے آپ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ انکو عذاب نکرے (یعنے ہمیشہ کا عذاب جیسے مشرکون کو ہوگا) عَنْ مُعَاذٍ قَالَ
دَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَجَبْتُہٗ فَقَالَ ھَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰہِ عَلَی النَّاسِ
نَحْوَ حَدِیْثِہِمْ **ترجمہ** معاذ سے روایت ہے مجھکو بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین نے جواب دیا آپ نے
فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِیْ
ھُرَیْرَۃَ قَالَ کُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَنَا اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ فِیْ نَفَرٍ فَقَامَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ بَیْنِ اَظْھُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَیْنَا وَخَشِیْنَا اَنْ یُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا وفزعنا
فَقُمْنَا فَکُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَتَیْتُ حَائِطًا
لِّلْاَنْصَارِ لِبَنِی النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِہٖ ھَلْ اَجِدُ لَہٗ بَابًا فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِیْعٌ یَّدْخُلُ فِیْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ
بِئْرٍ خَارِجَۃٍ وَّالرَّبِیْعُ الْجَدْوَلُ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ فَقُلْتُ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا شَاْنُکَ قَالَ قُلْتُ کُنْتَ بَیْنَ اَظْھُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ
عَلَیْنَا فَخَشِیْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَکُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَیْتُ ھٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ
کَمَا یَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَھٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِیْ فَقَالَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ وَاَعْطَانِیْ نَعْلَیْہِ فَقَالَ اذْھَبْ
بِنَعْلَیَّ ھَاتَیْنِ فَمَنْ لَّقِیْتَ مِنْ وَّرَاءِ ھٰذَا الْحَائِطِ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ
فَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَکَانَ اَوَّلَ مَنْ لَّقِیْتُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا ھَاتَانِ النَّعْلَانِ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ قُلْتُ
ھَاتَیْنِ نَعْلَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِیْ بِھِمَا مَنْ لَّقِیْتُ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
مُطْمَئِنًّا بِھَا قَلْبُہٗ بَشَّرْتُہٗ بِالْجَنَّۃِ قَالَ فَضَرَبَ عُمَرُ بِیَدِہٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَخَرَرْتُ لِاِسْتِیْ
فَقَالَ ارْجِعْ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ فَرَجَعْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَجْھَشْتُ بُکَاءً وَّرَکِبَنِیْ مستیقنا
عُمَرُ وَاِذَا ھُوَ عَلٰی اَثَرِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لَکَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ قُلْتُ لَقِیْتُ
عُمَرَ فَاَخْبَرْتُہٗ بِالَّذِیْ بَعَثْتَنِیْ بِہٖ فَضَرَبَ بَیْنَ ثَدْیَیَّ ضَرْبَۃً خَرَرْتُ لِاِسْتِیْ فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ لَہٗ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عُمَرُ مَا حَمَلَکَ عَلٰی مَا فَعَلْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ
وَاُمِّیْ اَبَعَثْتَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ بِنَعْلَیْکَ مَنْ لَّقِیَ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ
بَشَّرَہٗ بِالْجَنَّۃِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ یَّتَّکِلَ النَّاسُ عَلَیْھَا فَخَلِّھِمْ یَعْمَلُوْنَ قَالَ

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحلقهم **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے ہم بیٹھے تھے گرد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے اور ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر بھی تھے اور آدمیون میں اتنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھے
(اور تشریف لے گئی باہر) پھر دیر لگائی آپنے ہمارے پاس آنے مین تو ہمکو ڈر ہوا کہین دشمن آپکو نہ ستاوین اکیلا
پاکر ہم گھبرا گئے اور اوٹھ کھڑے ہوئے سب سے پہلے مین گھبرایا تو مین نکلا آپ کو ڈھونڈھنے کے لیے اور بنی نجار کے باغ
پر پہنچا (بنی نجار انصار مین سے ایک قبیلہ تھا) اوس کے چارون طرف پھرا دروازہ کو دیکھتا ہوا کہ دروازہ پاؤن تو
اندر جاؤن (کیونکہ گمان ہوا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے اندر تشریف لے گئے ہون) دروازہ ملا ہی
نہین (شاید دروازہ ہی نہ ہوگا اوس باغ مین یا ہوگا پر ابوہریرہ کو گھبراہٹ مین نظر نہ آیا) دیکھا تو ایک نالی باغ
کے اندر جاتی ہے باہر کے کنوئین سے **ف** تو خارجہ صفت ہے کنوئے کی اور بعضون نے کہا کہ خارجہ ایک شخص
کا نام ہے تو ترجمہ یہ ہوگا خارجہ کے کنوئے سے یعنی وہ نالی ایک خارجہ کے کنوئین سے آتی تھی **ت** مین گھسا
اور مین سمٹ کر جیسے لومڑی گھستی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا آپنے فرمایا ابوہریرہ مین
نے کہا جی ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا کیا حال ہے تیرا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم لوگون مین تشریف
رکھتے تھے پھر آپ تشریف لے گئے اور آپنے دیر لگائی آنے مین تو ہمکو ڈر ہوا کہین دشمن آپکو نہ ستاوین
ہم سے جدا دیکھکر ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے مین گھبرا کر اوٹھا اور اس باغ پر آیا (دروازہ نہ ملا) تو اسی
طرح سمٹ کر گھس آیا جیسے لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گھس جاتی ہے اور یہ سب لوگ آتے ہین میرے پیچھے
آپنے فرمایا اے ابا ہریرہ اور عنایت کین مجھکو اپنی جوتیان (نشانی کے لیے تاکہ اور لوگ ابوہریرہ کی بات
کو سچ جانین) اور فرمایا یہ دونون جوتیان میری لیکر جا اور جو کوئی تجھے ملے اس باغ کے پیچھے اور وہ گواہی
دیتا ہو اس بات کی کہ کوئی برحق معبود نہین سوا اللہ کے دل سے یقین کرتا ہوا اس بات پر تو خوش کر اوسکو یہ سنا کر
کہ اوسکے لیے جنت ہے (ابوہریرہ نے کہا مین جوتیان لیکر چلا) تو سب سے پہلے مین ملا عمر سے انہون نے پوچھا یہ جوتیان کیسی
ہین اے ابا ہریرہ مین نے کہا یہ جوتیان ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپنے یہ مجھکو دیکر بھیجا ہے کہ مین جس سے ملون
اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کرکے تو خوشخبری دون اوسکو جنت کی یہ سنکر حضرت عمر
نے ایک ہاتھ مارا میرے چھاتیون کے بیچ مین مار امین سرین کے بل گرا **ف** حضرت عمر کا یہ قصد نہ تھا کہ ابوہریرہ
کو گرا دین یا ایذا دین بلکہ انکو باز رکھنا مقصود تھا اس کام سے اور ہاتھ سینہ پر اس لیے مارا کہ اونکو تنبیہ ہو اور وہ
کہنے سے باز رہین قاضی عیاض نے کہا کہ حضرت عمر کا یہ فعل اور یہ اعتراض کرنا نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

کیونکہ ابوہریرہ کے پیام مین سوا اسکے کو خوش کرنیکے اور کوئی بری بات نتھی مگر حضرت عمر نے ایسے پیام کو فاش کردینا
خلاف مصلحت کہا نا کیونکہ وہ وقت سعی اور کوشش کا تہا دین مین اور بجالانا تمام احکام الٰہی علی الخصوص جہاد
وغیرہ کا ترقی دین کے لیے اوسوقت نہایت ضرور تہا اور اگر یہ خوش خبری سبکو پہونچ جاتی تو احتمال تہا کہ بہت
لوگ تن آسانی کرنے اور اسپر بہروسا کر کے سست ہو جاتے اور اسی وجہ سے حضرت عمر ابوہریرہ کے ساتھ آئے اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مصلحت بیان کی آپنے انکی رای کو ٹھیک سمجہا اور اوسی پر عمل کیا اور اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ رعیت کو امام کے حکم پر اعتراض کرنا پہونچتا ہے اور امام کو چاہیے کہ یا تو اوس اعتراض کا معقول جواب
دیکر رعیت کو خاموش کرے یا اپنے حکم کو موقوف رکہے (نووی) **ت** پہر کہا لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پاس اے ابا ہریرہ مین لوٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اور تیار تہا رونے پر میرے ساتھ ہی عمر بہی پیچہے آ
پہونچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجہکو اے ابوہریرہ مینے کہا مین عمر سے ملا اور جو پیام
آپ نے مجہے دیکر بہیجا تہا پہونچایا انہون نے میرے چہاتیون کے بیچ مین مارا ایسا کہ مین سرین کے بل گر پڑا
اور کہا کہ لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے کہا تو نے ایسا کیون کیا انہون نے عرض
کیا یا رسول اللہ قربان ہون آپ پر مان باپ میرے آپنے بہیجا تہا ابوہریرہ کو اپنی جوتیان دیکر کہ جو شخص ملے اور وہ
گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کر کے تو خوش خبری دو اوسکو جنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہان حضرت عمر نے کہا تو ایسا نہ کیجیے صدقے ہون آپ پر مان باپ میرے کیونکہ مین ڈرتا ہون لوگ اسی پر تکیہ
کر بیٹہین گے اونکو عمل کرنے دیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچہا اون کو عمل کرنے دے **ف** نووی
نے کہا یہ حدیث بہت سے فائدون پر مشتمل ہے ایک عالم کا بیٹہنا لوگون کو سمجہانے اور دین کی باتین بتانے کے لیے دوسرے
غیر کے ملک کے اندر جانا بغیر اوسکی اجازت کے درست ہے جب یقین ہو اس بات کا کہ وہ ناراض نہ ہوگا کیونکہ ابوہریرہ باغ
کے اندر چلے گئے اور حضرت نے بہی منع نہین کیا بلکہ جائز ہے دوسرے کے ہتہیار سے فائدہ اٹہانا اور دوسرے کا کہانا کہا لینا
اور اوسکے جانور پر سواری کرنا اور کہانا اپنے گہر لے جانا اور اسکے مثل اور باتین جو اوسکو ناگوار نہ ہون لیکن روپیہ پیسہ
لینا درست نہین بالاجماع نووی نے کہا روپیہ پیسہ بہت لینا درست نہین جو ناگوار ہو یہ سب اوس صورت مین ہے کہ
یقین ہو اوسکی رضامندی کا اور جو شک ہو تو بغیر اذن کے تصرف درست نہین تیسرے امام کو نشانی دیکر کسی کو بہیجنا
چوتہے بعضی دین کی باتین چہپانا بنظر مصلحت یا خوف فساد پانچوین تابع کا اعتراض کرنا متبوع پر اور تابع کی راے
قبول کرنا جب راے ٹہیک ہے چہٹے یہ قول درست ہونا فدا ہون آپ پر مان باپ میرے اور بعضے سلف نے

اسکو مکروہ کہا ہے مگر وہ صحیح نہیں **عن** انس بن مالک ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعاذ بن جبل ردیفہ علی الرحل فقال یا معاذ قال لبیک رسول اللہ وسعدیک قال یا معاذ قال لبیک یا رسول اللہ وسعدیک قال یا معاذ قال لبیک رسول اللہ وسعدیک قال ما من عبد یشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ الا حرمہ اللہ علی النار قال یا رسول اللہ افلا اخبر بہا فیستبشروا قال اذا یتکلوا فاخبر بہا معاذ عند موتہ تاثما **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے معاذ بن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے سواری پر آپنے فرمایا اے معاذ انہوں نے کہا حاضر ہوں آپکی خدمت میں اور فرمانبردار ہوں آپکا یا رسول اللہ پھر آپنے فرمایا اے معاذ انہوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ فرمانبردار ہوں آپکا آپنے فرمایا جو بندہ گواہی دیوے اس بات کی سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمد اوسکے بندے اور رسول ہیں تو اللہ حرام کریگا اوسکو جہنم پر معاذ نے کہا یا رسول اللہ میں اسکی خبر کر دوں لوگوں کو وہ خوش ہو جاویں آپنے فرمایا تب تو وہ تکیہ کر لینگے اسپر پھر معاذ نے یہ حدیث بیان کر دی مرتے وقت گناہ سے بچنے کے لیے **ف** کیونکہ علم کا چھپانا اس طرح کہ وہ ضائع ہو جاوے منع ہے معاذ جب تک زندہ تھے تو یہ حدیث ضائع نہیں ہو سکتی تھی اور جب مرنے لگے تو ڈر ہوا کہ یہ حدیث بالکل تلف ہو جاویگی اس لیے انہوں نے بیان کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیان کرنے سے منع کیا تھا وہ بطور تحریم کے نتھا بلکہ بطور مصلحت کے تھا یا ممانعت مشہور کرنے سے تھی نہ خاص لوگوں سے بیان کرنے کی ورنہ آپ معاذ کو کیوں بتلاتے شیخ ابن الصلاح نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو عام خوشخبری دینے سے منع کیا تھا اس ڈر سے کہ کہیں جاہل اور بیخبر آدمی اسکو سنکر دہوکا نکہاویں اور تکیہ کر بیٹھے اور خود آپنے یہ حدیث ان لوگوں کو بتلائی جنکے دہوکے میں پڑنیکا ڈر نہ تہا اور وہ صاحب علم اور معرفت تھے جیسے معاذ بن جبل تو معاذ بہی اوسی راہ پہ چلے اونہوں نے بہی خاص آدمیوں کو جنکو اس لائق پایا یہ حدیث بتلائی اور ابو ہریرہ کی روایت میں جو یہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو عام خوشخبری دینے کے لیے فرمایا تھا تو یہ پہلی رای تھی جسکے بعد رای بدل گئی اور رای دینا یعنے اجتہاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہی درست تہا جیسے اور مجتہدوں کو درست ہے پر آپ کو اور مجتہدوں پر یہ فضیلت ہے کہ آپ خطا پر قائم نہیں رہتے تھے فی الفور وحی سے اوسکی اصلاح ہو جاتی برخلاف اور مجتہدوں کے وہ خطا پر قائم رہتے ہیں اور جس شخص نے دین کی باتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجتہاد جائز نہیں کہا وہ یہ کہتا ہے کہ شاید ابو ہریرہ کو عام خوشخبری دینے کا حکم پہلے اوترا ہو پھر حضرت عمر رض کے سوال کے وقت

دوسرا حکم اوترا ہو جس سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا نووی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد میں تفصیل ہے جو مشہور ہے
لیکن دنیاوی امور میں تو آپ بالاتفاق اجتہاد کرتے تھے اور دین کی باتوں میں علماء کا اختلاف ہے اکثر جائز کہتے ہیں اجتہاد
کو دین کی باتوں میں بھی کیونکہ جب دین میں اجتہاد اوروں کو درست ہے تو آپ کو درست نہ ہونا کیا معنے اور بعضوں نے
کہا جائز نہیں کیونکہ آپ یقین حاصل کر سکتے تھے خدا سے پوچھ کر اور بعضوں نے کہا لڑائی کے کاموں میں اجتہاد
جائز تھا اور باتوں میں نہیں پھر جن علما نے اجتہاد دین کی باتوں میں جائز رکھا ہے انہوں نے اختلاف کیا ہے
کہ آیا اجتہاد آپنے کیا بھی یا نہیں اکثر نے کہا کہ کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں کیا اور بعضوں نے توقف کیا اس
مسئلہ میں پھر جن لوگوں نے کہا کہ اجتہاد کیا ہے انہوں نے اختلاف کیا ہے کہ خطا آپ سے ہو سکتی تھی یا نہیں محققین
کا یہ قول ہے کہ خطا آپ سے نہیں ہو سکتی تھی اور اکثر لوگوں کا یہ قول ہے کہ خطا ہوتی تھی پر آپ اس خطا پر قائم نہیں
رہتے تھے اور یہ مقام اسکی تفصیل کا نہیں ہے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ
عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عِتْبَانَ فَقُلْتُ حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكَ
قَالَ اَصَابَنِيْ فِيْ بَصَرِيْ بَعْضُ الشَّيْءِ فَبَعَثْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اُحِبُّ اَنْ تَأْتِيَنِيْ
تُصَلِّيْ فِيْ مَنْزِلِيْ فَاَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِهِ
فَدَخَلَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ مَنْزِلِيْ وَاَصْحَابُهُ يَتَحَدَّثُوْنَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ اَسْنَدُوْا عُظْمَ ذٰلِكَ وَكِبْرَهُ
اِلٰى مَالِكِ بْنِ دُخْشُمٍ قَالُوْا وَدُّوْا اَنَّهُ دَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ وَوَدُّوْا اَنَّهُ اَصَابَهُ شَيْءٌ فَقَضٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا
اِنَّهُ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَمَا هُوَ فِيْ قَلْبِهِ قَالَ لَا يَشْهَدُ اَحَدٌ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَيَدْخُلَ
النَّارَ اَوْ تَطْعَمَهُ قَالَ اَنَسٌ فَاَعْجَبَنِيْ هٰذَا الْحَدِيْثُ فَقُلْتُ لِابْنِيْ اُكْتُبْهُ فَكَتَبَهُ **ترجمہ**
انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی محمود بن ربیع نے انہوں نے سنا عتبان بن مالک سے۔
ف نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد میں عجیب باتیں ہیں ایک تو ... یہ کہ تین صحابی برابر ایک دوسرے سے
روایت کرتے ہیں وہ انس ہیں اور محمود اور عتبان دوسرے یہ کہ بڑے نے چھوٹے سے روایت کی انس بڑے ہیں محمود سے
سن اور علم اور رتبے میں **ب** محمود نے کہا میں مدینے میں آیا تو عتبان سے ملا اور میں نے کہا ایک حدیث ہے
جو مجھ کو پہنچی تم سے (تو بیان کرو اسکو) عتبان نے کہا میری نگاہ میں فتور ہو گیا (دوسری روایت میں ہے
وہ اندھے ہو گئے اور شاید ضعف بصارت مراد ہو) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بھیجا میں چاہتا ہوں

آپ میرے مکان پر تشریف لاوین اور نماز پڑہین کسی جاے پر تو مین اوس جاے کو مصلی بنالون (یعنے ہمیشہ وہین
نماز پڑہا کرون اور یہ درخواست اس لیے کی کہ آنکہہ مین فتور ہو جانے سے مسجد نبوی مین اون کا آنا دشوار تہا) تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جسکو خدا نے چاہا اپنے اصحاب مین سے ساتھہ لائے آپ اندر آئے
اور نماز پڑہنے لگے اور اصحاب آپکے آپس مین باتین کر رہے تہے (منافقون کا ذکر چہڑ گیا تو اُن کا حال بیان کرنے
لگے اور انکی بری باتین اور بری عادتین ذکر کرتے تہے) پہر انہون نے سب مین بڑا منافق مالک بن دخشم
کو کہا یا مالک بن دخیشم یا مالک بن دخشن یا دخیشن) ف صحابہ نے نفاق مین اول درجے کا اس شخص کو
قرار دیا حالانکہ یہ بدر مین شریک تہا اور اور لڑائیون مین اور نفاق اسکا ثابت نہین ہوا بلکہ خود حضرت نے اسکو
مومن قرار دیا بخاری کی روایت مین ہے وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے خالص خدا کے واسطے ف اور چاہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے لیے بد دعا کرین وہ مرجاوے یا اوسپر کوئی آفت اوترے (تو معلوم ہوا کہ بدکارون کے
تباہ ہونے کی آرزو کرنا برا نہین) اتنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا وہ (یعنے
مالک بن دخشم) گواہی نہین دیتا اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا رسول ہون صحابہ
نے عرض کیا تو وہ اس بات کو زبان سے کہتا ہے پر دل مین اوسکے یقین نہین آپ نے فرمایا جو کوئی گواہی دیوے
لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی پہر وہ جہنم مین نجاویگا یا اوسکو انگار نہ کہاویگی۔ انس نے کہا یہ حدیث مجکو
بہت اچہی معلوم ہوئی تو مین نے اپنے بیٹے سے کہا اسکو لکہہ لے اوس نے لکہہ لیا۔ **عن** انس حدثنی
عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ عَمِيَ فَأَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ فَخُطَّ لِي
مَسْجِدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ قَوْمُهُ وَتَغَيَّبَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ
بْنُ الدُّخَيْشِمِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ **ترجمہ** انس سے روایت ہے حدیث بیان
کی مجہسے عتبان بن مالک نے وہ اندہے ہو گئے تو اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بہیجا میرے مکان
پر تشریف لائیے اور ایک جگہہ مقرر کر دیجیے مسجد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپکے لوگ آئے پر ایک شخص
غائب تہا جسکو مالک بن دخشم کہتے تہے پہر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری **ف** نووی نے
کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین کچہہ اوپر گذرین ایک بات یہ ہے کہ آثار صالحین کے ساتھہ تبرک کرنا درست
ہے دوسرے یہ کہ علماء اور فضلا اور مشائخ کو اپنے مریدون اور شاگردون کے گہر جانا اور اُن سے ملنا بہتر ہے تیسرے
مفضول کو فاضل سے کچہہ درخواست کرنا کسی مصلحت سے درست ہے چوتہے نماز پڑہنے والے کے سامنے باتین کرنا درست

ہے اگر نمازی کو حرج نہ ہو یا نچوین جو شخص ملاقات کو جاوے اسکو امامت درست ہے اگر صاحب خانہ رضامند ہو چھٹی حاکم
اور امام سے کسی شخص کا حال بیان کردینا جب اوسکے ضرر کا خوف ہو درست ہے ساتوین حدیث کا لکھنا درست ہے
کیونکہ انس نے اپنے بیٹے سے کہا لکھ لے اسکو لکھ لینا سنت ہے اور حدیث لکھنے سے ممانعت بھی آئی ہے اور اجازت
بھی ممانعت تو اس کے لیے ہے جو یاد نکرے صرف لکھنے پر بھروسا رکھے حالانکہ اوسکو یاد کرنیکی طاقت ہو اور اجازت
اوس کے لیے ہے جو یاد نرکھ سکے اور بعضون نے کہا ممانعت اسوقت تھی جب حدیث کے ملجانے کا ڈر تھا قرآن کے
ساتھ پھر اجازت ہوئی اور پہلے سلف صحابہ اور تابعین مین اختلاف تھا حدیث کی کتابت مین لیکن بعد
اجماع ہوگیا امت کا کتابت کے درست ہونے پر آٹھوین امام یا عالم کو اپنے لوگ بیاہ شادی میں یا دعوت میں لیجانا درست ہے ملاقات
کے لیے جاوے انتہی باختصار **باب** الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ رَضِيَ بِاللهِ وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَإِنِ ارْتَكَبَ الْمَعَاصِيَ الْكَبَائِرَ **باب** بیان مین اس بات
کے کہ جو شخص راضی ہو اللہ کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر وہ مومن ہے
اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے **عَنِ** الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا **ترجمہ** عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے انہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
آپ فرماتے تھے ایمان کا مزہ چکھا اوس نے جو راضی ہوگیا خدا کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر **ف** نووی نے نقل کیا صاحب تحریر سے رضی کے یہ معنی ہین قناعت کرنا اور کافی
جاننا اور کچھ نہ چاہنا تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سوا اللہ کے اور کسی کو طلب نکرے اور سوا اسلام کے دوسرے کفر کے رستون
پر نہ چلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق رہے پھر جسمین یہ صفات ہونگی بیشک ایمان کی حلاوت
اوسکے دل مین معلوم ہوگی اور اسکا مزہ وہ چکھیگا قاضی عیاض نے کہا مزہ چکھنے سے یہ مراد ہے کہ اسکا ایمان صحیح
ہوگا اور اسکے دلکو اطمینان ہوگا اسواسطے کہ جب وہ راضی ہوا ان چیزون سے تو یہ دلیل ہے اوسکے کمال معرفت
اور نفاذ بصیرت کی اور اسکے ساتھ اسکا دل بھی خوش ہوگا اس لیے کہ جو شخص کسی چیز سے راضی ہوتا ہے تو وہ
اسپر سہل ہوتی ہے اسیطرح جب مومن کے دل مین ایمان بیٹھ جاتا ہے تو تمام عبادتین اور طاعتین اوسپر
آسان ہوجاتی ہین اور لذت دیتی ہین تحفۃ الاخیار مین ہے خدا کی خدائی پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اسکی
قضا اور قدر پر راضی رہے رنج اور تکلیف اور مصیبت مین اسکا گلہ شکوہ نکرے اور دین اسلام سے بھی راضی ہونے

کی یہ علامت ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہو جاوے کفر کے رسومات کے گرد نہ پھٹکے اور حضرت کی پیغمبری پر راضی
ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرت کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکھے اور جسکو یہ بات حاصل نہیں اوسکو ایمان
کے مزے سے خبر نہیں انتہے مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑے مرتبے کیطرف
اشارہ کیا جو عام مومنوں اور مسلمانوں کو حاصل نہیں پھر دنیا میں انکو ایمان کی حلاوت اور لذت کچھ نہیں ہے وہ تمام
عبادتیں اور طاعتیں جو کرتے ہیں تو جہنم کے ڈر سے نفس پر زور ڈالکے کرتے ہیں اور دین کے احکام بجا لانا اون
کے نزدیک ایسی ہی دشوار ہیں جیسے پہاڑ کے پتھر ڈھونا یا اور کوئی محنت شاقہ کرنا جسکو دل نہ چاہتا ہو
پیٹ کی خاطر یا کسی سے ڈر کر انسان کرتا ہے قہر درویش بر جان درویش پہلے ہر مسلمان کو اسی طرح ریاضت
اور محنت کرکے نفس کی بری خواہشوں کو اور تن آسانی اور آرام طلبی کو توڑنا چاہیے پر ان باتوں کا مزہ بہت
آگے چلکر کتنے دنوں کے بعد حاصل ہوگا جب اسکا نفس تکرار عمل سے یعنی بار بار نیک کام کرنے سے اون کاموں کا
عادی ہو جاویگا تو اوسکو ان کاموں میں ایک لذت پیدا ہوگی اور ایک مزہ حاصل ہوگا جیسے انسان پہلی کثرت
ڈنڈ یا مگدر کرتا ہے تو پندرہ روز تک کیسی ناگوار گذرتے ہیں پھر اون میں ایسا مزہ آنے لگتا ہے کہ انکا چھوڑنا دشوار
گذرتا ہے اور بے کثرت کیے چین نہیں پڑتا یہ تو جسمانی قوی اور حرکات کی لذت ہے جو عادت ہونے کے بعد چھٹ نہیں
سکتی پھر ایمان جو روحانی لذت ہے اوسکا مزہ اور ذائقہ کیسا رہیگا قیاس کرنا چاہیے پر اوسکا بیان کیونکر ہو سکتا
ہے اوسکو وہی جانے جس نے اوسکا مزہ چکھا ہو۔ آدمی جب دنیا میں مدت تک بسر کرتا ہے اور دنیا کے انقلابات
اور حرکات اور تغیرات میں غور کرتا رہتا ہے تو اوسکو ایک خلجان اور اضطراب پیدا ہوتا ہے اور چونکہ وہ اس
باب خیر اور راحت اور خوشی کو جمع کرنا چاہتا ہے پر اون اسباب کی تشخیص اور شناخت میں غلطی کرتا ہے تو ہر
مرتبہ اوسکی کوشش رائگان اور اوسکی سعی برباد ہونے سے اوسکو وحشت پیدا ہوتی جاتی ہے اخیر میں ایک ایسا
تشتت اور اضطراب اوسکے دلکو ہو جاتا ہے کہ معاذ اللہ اکثر دنیادار اسی عارضے میں گرفتار ہیں اونکو دم بھر
چین نہیں اون کی زندگی موت سے بدتر ہے انکو دنیا ہی میں وہ عذاب الیم ہے کہ خدا کی پناہ جب کسی شخص
کا یہ حال ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ برائے نام مومن ہے جو کلمات ایمان کو زبان سے توتے کیطرح کہتا ہے
پر دل میں اوسکے نور ایمان بالکل نہیں اور رضا بالقضا کا مرتبہ اوسکو حاصل نہیں جس نے خداوند کریم کو اپنا
مالک پروردگار مربی سرپرست ہر طرح کی حاجتیں بر لانے والا سب طرح کی کام نکالنے والا برے اور اچھے
کی خبر لینے والا تمام ضروریات کا بندوبست کرنیوالا تمام ایذاؤں اور تکلیفوں سے بچانے والا سمجھا اور

دل سے اوسپر یقین کیا اور سب مقاصد اور مطالب کو اوسکی مرضی پر چھوڑ دیا وہ خدا کی خداوندی سے راضی اور خوش ہوا
اب کیا ممکن ہے کہ دنیا کے تغیرات سے اوسکو رتی برابر رنج یا اضطراب پیدا ہو وہ تو اپنے مالک کے ارادون پر اور
اوسکے کامون پر دل سے خوش ہے اور جو انتظام پروردگار قائم کرتا ہے وہی اسکا عین مطلب و مقصد ہے پھر
اوسکو کیا تکلیف اور رنج کیا خفقان کیا ۔ کارسازِ ما بفکرِ کارِ ما ۔ فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما **بَابُ** بَيَانِ
عَدَدِ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَأَفْضَلِهَا وَأَدْنَاهَا وَفَضِيلَةِ الْحَيَاءِ وَكَوْنِهِ مِنَ الْإِيمَانِ **باب** بیان
مین ایمان کی شاخون کے اور کون سی شاخ افضل ہے اور کونسی ادنی ہے اور مذمت اور حیا کی فضیلت اور اسکا
داخل ہونا ایمان مین **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ يَعْنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيمَانُ
بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر پر کئی شاخین ہین اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی **ف** دوسری روایت مین
ساٹھہ پر کئی شاخین ہین مگر اوسمین راوی کو شک ہے کہ ستر پر کئی شاخین کہین یا ساٹھہ پر کئی شاخین اور بخاری
نے بغیر شک کے ساٹھہ پر کئی روایت کین اور ابوداود اور ترمذی نے ستر پر کئی بغیر شک کے اور ایک
روایت مین ترمذی کے چونسٹھہ دروازے ایمان کے منقول ہین اور اسمین اختلاف کیا ہے علما نے کہ صحیح کونسی روایت
ہے قاضی عیاض نے کہا صحیح ساٹھہ پر کئی شاخین شیخ ابن الصلاح نے کہا یہ شک سہیل راوی کیطرف سے
واقع ہوا ایسا ہی کہا بیہقی نے اور سہیل سے ستر پر کئی شاخین بغیر شک کے بھی منقول ہین اور راجح کونسی
روایت ہے یہ مختلف فیہ ہے کسی نے کم کی روایت کو ترجیح دی کسی نے زیادہ کی روایت کو حدیث مین بضع کا
جو لفظ آیا ہے تو اوسکی معنون مین بھی علما کا اختلاف ہے کسی نے کہا بضع تین سے دس تک کو کہتے ہین کسی نے
کہا تین سے نو تک کو خلیل نے کہا بضع سات کو کہتے ہین کسی نے کہا دو سے دس تک کو اور بارہ سے بیس تک کو اور
شعبہ سے مراد ایک ٹکڑا ہے تو معنی حدیث کے یہ ہین کہ ایمان ستر پر کئی خصلتون کا نام ہے قاضی عیاض نے کہا
اور یہ بات گذر چکی کہ ایمان لغت مین یقین کرنے کو کہتے ہین اور شرع مین سے دل سے یقین کرنیکو اور زبان سے
اقرار کرنیکو اور شرع کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اعمال کو کہتے ہین جیسے ایک حدیث مین ہے کہ سب سے
افضل خصلت ایمان کی کلمہ توحید پر یقین کرنا ہے اور سب سے کمتر راہ مین سے ایذا دینے والی چیز ہٹا دینا اور یہ
ہم کہہ چکے ہین کہ کمال ایمان کا اعمال سے ہے اور اتمام ایمان کا عبادات سے ہے اور عبادات کا کرنا اور ان
شاخون کا ملانا تصدیق کا نتیجہ ہے اور دلیل ہے تصدیق کی اور یہ خصلتین اوسکی ہین جو تصدیق رکھتے ہین

تو وہ ایمان سے خارج نہین ہین نہ ایمان شرعی سے نہ لغوی سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کو
بتلایا کہ افضل ان سب خصلتون مین توحید ہے جو ہر شخص پر واجب ہے اور کوئی شاخ بغیر اس کے قائم نہین ہو سکتی
گویا یہ جڑ ہے اور سب سے کمتر خصلت یہ ہے کہ جس چیز سے مسلمانون کو ضرر پہونچنے کا گمان ہو جیسے کانٹا وغیرہ وہ راہ
سے ہٹا دینا اور ان دونون کے بیچ مین بہت سی خصلتین مین جو کوشش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہین اور بعضون
نے اسمین کوشش کی ہے مگر اونپر یقین نہین ہو سکتا کہ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین تہین
اور انکا نہ پہچاننا ایمان مین کچھ نقصان نہین کرتا اسواسطے کہ اصول اور فروع ایمان کے سب معلوم اور محقق
ہو چکی ہین البتہ اجمالا یقین کرنا کہ ایمان کے خصائل اسقدر ہین ضرور ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا
حافظ ابن حبان نے کہا ہے مین نے اس حدیث مین ایک مدت تک غور کیا اور عبادات اور طاعات کا شمار کیا تو وہ ستر کئی
سے بہت زیادہ ہین پہر مین نے حدیثون کیطرف رجوع کیا اور جس عبادتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان مین
شمار کیا ہے اونکو جوڑا تو وہ ستر کئی سے کم ہوتی ہین آخر مین رجوع ہوا اللہ کی کتاب کیطرف اور اسکو غور سے
پڑہا اور جس عبادتون کو اللہ نے ایمان مین داخل کیا ہے اونکو جوڑا تو وہ بہی ستر کئی سے کم ہوتی ہین پہر مین نے
قرآن اور حدیث کو ملایا اور جو عبادتین مکرر تہین اونکو نکال ڈالا تو اللہ اور اس کے رسول کی بیان کی ہوئی عبادتین
ملاکر ستر کئی ہوئین نہ زیادہ نہ کم جب مین نے یقین کیا کہ مراد آپ کی یہ عبادتین ہین اور ابن حبان نے ان سب
عبادتون کو اپنی کتاب شعب الایمان مین بیان کیا ہے اور اس فن مین سب سے عمدہ کتاب منہاج ہے
ابو عبد اللہ حلیمی کی اور کتاب شعب الایمان ہے امام بیہقی کی اور ابن حبان نے کہا کہ ساٹھ پر کئی کی روایت
بہی صحیح ہے اس لیے کہ عرب کے لوگ گنتی بیان کرتے ہین اور اس سے یہ غرض نہین ہوتی کہ اس سے ٹہوکر
اور نہین ہین (انتہے کلام النووی) سراج الوہاج مین مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر فرماتے
ہین کہ شعب الایمان بیہقی کا خلاصہ امام قزوینی نے کیا ہے پہر مین نے قزوینی کی خلاصہ کا خلاصہ کیا ہے اور اسکا نام الروض
الخصیب کہا **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّ سَبْعُوْنَ
اَوْ بِضْعٌ وَّ سِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ
شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر کئی
یا ساٹھ پر کئی شاخین ہین افضل اون سب مین لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور ادنی اون سب مین راہ مین سے ستانے کی
چیز کو ہٹانا ہے اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی **ف** اور ایک روایت مین ہے کہ حیا ایمان مین سے ہے اور دوسری

روایت مین ہے کہ حیا سے نہین ہوتی مگر بھلائی ا۔ ایک روایت مین ہے کہ حیا بالکل خیر ہے واحدی نے کہا کہ حیا اور
استحیا دونون حیاۃ سے نکلے ہین اور حیا انسان کی قوۃ حیات ہے تو جس شخص کا احساس لطیف ہے اور حیاۃ قوی ہے اُسی کو
حیا ہوتی ہے جنید بغدادی رحمہ نے کہا حیا نعمتون کا دیکھنا اور اپنی قصورون پر نظر کرنا ہے یعنی خدا کے احسانات اور
اپنی تقصیرات پر غور کرنا اس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے جسکو حیا کہتے ہین اخلاق مین فضائل نفس تین رکھے ہین عفت
اور شجاعت اور عدالت پھر حیا عفت کا ایک شعبہ ہے ابو علی بن مسکویہ نے کتاب الطہارۃ مین کہا کہ حیا رک جانا ہے
نفس کا بری باتین کرنے سے اور پرہیز کرنا ہے برائی سے قاضی عیاض نے کہا حیا تو ایک خلقی صفت ہے پھر اسکو
ایمان مین داخل کیا اس لیے کہ کبھی حیا پیدا ہوتی ہے ریاضت اور کسب سے جیسے اور اخلاق حسنہ ریاضت سے حاصل
ہوتے ہین اور کبھی خلقی ہوتی ہے لیکن حیا کا استعمال قانون شرع کے موافق محتاج ہوتا ہے کسب اور نیت اور علم کی
طرف تو وہ ایمان مین ہے اور دوسرے یہ کہ حیا نیک کام کراتی ہے اور گناہون سے باز رکھتی ہے لیکن یہ جو فرمایا حیا
بالکل خیر ہے اور نہین ہوتی اوس سے مگر خیر تو ہمین یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض وقت حیا کی وجہ سے انسان حق بات کہنے
سے رک جاتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرتا ہے اور کبھی حیا کی وجہ سے اوس کے حقوق تلف ہو
جاتی ہین تو خیر محض کیونکر ہوئی اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حیا نہین ہے یہ تو عجز اور ناتوانی ہے اسکو حیا بعضون نے مجازاً کہا
ہے لیکن حقیقۃً حیا اوس خلق کا نام ہے جو بری بات سے روکتی ہے اور اچھی بات کیطرف بلاتی ہے اور منع کرتی ہے
کسی حقدار کے حق مین قصور کرنے سے اور جنید کا قول اس پر دلالت کرتا ہے (نووی) **عن** سالم عن
اَبِیهِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَعِظُ اَخَاهُ فِی الْحَیَاءِ فَقَالَ الْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ
ترجمہ سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک شخص نصیحت کرتا
تھا اپنے بھائی کو حیا کے باب مین **ف** یعنی منع کرتا تھا حیا سے اور کہتا تھا حیا بری بات ہے **ف** آپ نے
فرمایا (جانے دے یعنی مت منع کر حیا سے بخاری) حیا ایمان مین داخل ہے دوسری روایت مین ہے مَرَّ بِرَجُلٍ
مِنَ الْاَنْصَارِ یَعِظُ اَخَاهُ یعنی آپ گذرے ایک انصاری پر جو نصیحت کرتا تھا اپنے بھائی کو **عن** عِمْرَانَ
بْنِ حُصَیْنٍ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الْحَیَاءُ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ فَقَالَ
بُشَیْرُ بْنُ کَعْبٍ اِنَّهٗ مَکْتُوْبٌ فِی الْحِکْمَةِ اَنَّ مِنْهُ وَقَارًا وَمِنْهُ سَکِیْنَةً فَقَالَ عِمْرَانُ
اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِیْ عَنْ صُحُفِكَ **ترجمہ** عمران بن حصین
حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا سے نہین ہوتی مگر بہتری بشیر بن کعب نے کہا

حکمت کی کتابون مین لکھا ہے کہ حیا ہی سے وقار ہوتا ہے اور حیا سے سکینہ ہوتا ہے **ف** وقار کہتے ہین سوچ سمجھ کر اپنا کام کرنیکو اور اسکے خلاف چھچھوراپن ہے کہ جلدی سے جو خیال مین آوے کرنے لگے اور اسکا انجام نہ سوچے جیسے جانورون کا حال ہے اور سکینہ بھی وہی وقار کو کہتے ہین یعنے سکون نفس اور ثبات حرکات کیوقت اور اسکے خلاف مین ہے اضطراب اور عجلت **ف** عمران نے کہا مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تجھسے بیان کرتا ہون اور تو اپنی کتابون کی باتین بیان کرتا ہے **ف** یعنی حدیث اور قرآن کے سامنے حکیمون کے اقوال بیان کرنا بیموقع ہے گو حکیم بڑے دانشمند اور عقیل تھے مگر پھر بھی اون سے ہزارون طرح کی غلطیان ہوئین مین حکیم کا رتبہ پیغمبر سے بہت کم ہے اسیطرح حکمت کا رتبہ نبوت سے بہت کمتر ہے پھر پیغمبر کا قول جب مجاوی تو اب حکیمون کی بات ڈھونڈھنا بیکار ہے **عن** اَبِی قَتَادَۃَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ فِی رَھْطٍ وَّ فِیْنَا بُشَیْرُ بْنُ کَعْبٍ فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ یَوْمَئِذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ قَالَ اَوْ قَالَ الْحَیَاءُ کُلُّہٗ خَیْرٌ فَقَالَ بُشَیْرُ بْنُ کَعْبٍ اِنَّا لَنَجِدُ فِی بَعْضِ الْکُتُبِ اَوِ الْحِکْمَۃِ اَنَّ مِنْہُ سَکِیْنَۃً وَّ وَقَارًا لِّلّٰہِ تَعَالٰی وَمِنْہُ ضَعْفٌ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتّٰی احْمَرَّتَا عَیْنَاہُ وَقَالَ اَلَا اَرَانِی اُحَدِّثُکَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتُعَارِضُ فِیْہِ قَالَ فَاَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِیْثَ قَالَ فَاَعَادَ بُشَیْرٌ فَغَضِبَ عِمْرَانُ قَالَ فَمَا زِلْنَا نَقُوْلُ اِنَّہٗ مِنَّا یَا اَبَا نُجَیْدٍ اِنَّہٗ لَا بَاْسَ بِہٖ **ترجمہ** ابو قتادہ سے روایت ہے ہم عمران بن حصین پاس ایک رہط مین تھے ہمارے لوگون مین سے (رہط کہتے ہین دس سے کم مردون کی جماعت کو) اور ہمارے لوگون مین بشیر بن کعب (یہ ابن الحمیری عدوی ابو ایوب البصری) بھی تھے عمران نے ایک دن حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا بہتر ہے بالکل یا حیا بالکل خیر ہے بشیر بن کعب نے کہا ہم نے بعضی کتابون مین یا حکمت مین لکھا ہے کہ حیا کی ایک قسم تو سکینہ اور وقار ہے اللہ تعالی کے لیے اور ایک حیا ضعف نفس ہے **ف** یعنی بودا پن اور ڈرپوک پنا اور جرات جسکے دل مین طاقت نہین ہوتی خون اسمین کم ہوتا ہے اوسکو جبن کہتے ہین اوسکو عربی مین عجز اور خوف اور مہانت بھی کہتے ہین اس صفت کیوجہ سے انسان مین ذلت اور خساست پیدا ہو جاتی ہے وہ اپنے حقوق کو پورا پورا حاصل نہین کرسکتا ڈرتا ہے آخر جو ملجاتا ہے اسی پر قناعت کرتا ہے اور دم نہین مارتا بلکہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے مین کوشش بھی نہین کرتا اکثر ہندوستان کے لوگ اس بری صفت مین مبتلا ہین اور یہ ایک اخلاق ذمیمہ مین سے ہے جس سے حکیم ہمیشہ منع کرتے چلے آئے ہین اور حقیقت مین یہ حیا نہین ہے جو صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ مین سے ہے پر بعضون نے اسپر حیا کا اطلاق

حدثنا

نسخہ: او الحیاء

مغالطہ سے یا مجازاً کیا ہے دیوجانس حکیم جو یونان مین تھا اوس نے بہی کہا ہے کہ حیا ضعف نفس سے پیدا ہوتی ہے
اور اوسکو ترک کرنا چاہیے مراد اوسکی حیا سے یہی صفت رذیلہ ہے نہ وہ حیا جو انسان کو بری باتون سے روکتی ہے
وہ تو بالاتفاق عمدہ صفت ہے **ت** یہ سنکر عمران کو غصہ آیا اونکی آنکہین لال ہوگئین اور انہون نے کہا مین
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہون اور تو اوس کے خلاف بیان کرتا ہے **ف** ہر چند حدیث
مین جو مطلب ہے وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا سے وہی صفت ہے جو اخلاق فاضلہ
مین سے ہے جسکا بیان ابہی ہوا اور جو انسان کو قبائح اور معاصی سے روکتی ہے اور وہ بالکل خیر ہے اور سراسر بہتر ہے
ہے اور حکمت کی رو سے جو امر ثابت ہے وہ بہی صحیح ہے اس لیے کہ حکیمون نے اس حیا کو برا نہین کہا ہے بلکہ ضعف نفس
کو جو درحقیقت حیا مین داخل نہین ہے اور دونون قولون مین کسی قسم کا تعارض یا خلاف نہین ہے پر چونکہ بشیر نے
حیا کا اطلاق اس بری صفت پر بہی کیا اور حیا کو تقسیم کیا دو قسمون پر ایک عمدہ اور ایک بری اور حدیث سے
یہ بات نکلتی تہی کہ حیا بالکل خیر ہے تو بظاہر گویا حدیث کے خلاف مین ایک بات کہی اور حکمت کی بات کو حدیث
کے مقابلے مین بیان کیا اسلیے عمران غصے ہوئے السراج الوہاج مین ہے کہ اکثر سلف بلکہ خلف کی صلحا نے
ایسا ہی غصہ اور انکار کیا ہے اوس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مقابلے مین کسی اور کا
قول بیان کرے اگرچہ وہ کیسے ہی بلند درجے کا شخص ہو اس لیے کہ کسی صحابی یا ولی یا مجتہد کا درجہ اور مرتبہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر نہین ہو سکتا پہر اونکی بات ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف مین محض بے
وقعت اور بے اعتبار ہے اور حاصل یہ ہے کہ سوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جتنے لوگ ہین سب کے اقوال مین
سے کچہ لینے کے قابل ہین اور کچہ چہوڑنے کے قابل بقول خُذ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدِرَ اور مجہے تعجب ہوتا ہے اوس شخص سے
جو ایمان لاوے اللہ پر اور اوسکے رسول پر اور قیامت پر کہ اوسکا دل کیونکر مانتا ہے جب وہ حدیث سن لیوے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر اور کسی کی امت مین سے بات مانے یا سنے اور مقدم کرے اوسکی بات کو جناب
رسالت مآب کی بات پر جنکی شان مین یہ آیت اتری وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى **ت** ابو قتادہ
نے کہا عمران نے پہر دوبارہ اسی حدیث کو بیان کیا بشیر نے پہر دوبارہ وہی بات کہی جب تو عمران غصے ہوئے (اور
انہون نے قصد کیا بشیر کو سزا دینے کا) ہم سب کہنے لگے ای ابا نجید (یہ کنیت ہے عمران بن حصین کی) بشیر ہم مین سے
ہے (یعنی مسلمان ہے) اسمین کوئی عیب نہین (یعنی وہ منافق یا بے دین یا بدعتی نہین ہے جیسے تم نے خیال
کیا) **عن** عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ **ترجمہ**

دوسری روایت بھی عمران کی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری **باب** جامع اوصاف الاسلام یہ باب
جامع ہے اوصاف اسلام کا **عن** سُفیان بن عبد اللہ الثقفی قال قلت یا رسول اللہ قل لی
فی الاسلام قولا لا اسأل عنہ احدا بعدک وفی حدیث ابی اسامۃ غیرک قال قل
اٰمنت باللہ ثم استقم **ترجمہ** سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہے مین نے کہا یا رسول اللہ مجھے اسلام مین
ایک ایسی بات بتا دیجیے کہ پھر مین اسکو نہ پوچھون کسی سے آپکے بعد آپ نے فرمایا کہہ ایمان لایا مین اللہ پر پھر جما
رہ اسپر ابو اسامہ کی روایت مین ہے کسی سے آپ کے سوا **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث جوامع الکلم مین
سے ہے اور یہ مطابق ہے اللہ تعالے کے قول کے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا یعنے جن لوگون نے کہا
پروردگار ہمارا اللہ ہے پھر جمے رہے اسپر یعنی توحید کی اللہ جل جلالہ کی اور ایمان لائے اسپر پھر جمے رہے یعنی
دگے نہین توحید سے اور شرک مین نہ پھنسے اور لازم کرلی اونہون نے اطاعت اللہ جل جلالہ کی یہانتک کہ مرے
اسی حال پر اور یہی تفسیر ہے اس آیت کی موافق اکثر مفسرین صحابہ کرام فمن بعدہم کے اور یہی معنی ہین اس حدیث
کے تمام ہوا کلام قاضی کا ابن عباس نے کہا اللہ تعالی کے اس قول مین فاستقم کما امرت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر سارے قرآن مین کوئی آیت اس سے زیادہ دشوار اور سخت نہین اوتری اور اسی واسطے جب صحابہ نے آپ سے
کہا آپ جلدی بوڑھے ہوگئے تو آپ نے فرمایا مجھے سورہ ہود اور اسکی مانند اور سورتون نے بوڑھا کردیا اوستاد
ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالے مین لکھا ہے استقامت وہ درجہ ہے جس سے سب کام پورے اور کامل ہوتے ہین
اور اسی صفت سے تمام بھلائیان حاصل ہوتی ہین اور انکا انتظام ہوتا ہے اور جس شخص مین استقامت اور استقلال
نہ ہو اوسکی کوشش سب رائگان ہے اور اسکی سعی سب بے نتیجہ ہے بعضون نے کہا استقامت ایسی صفت ہے کہ اسکو
بڑے بڑے ہی لوگ کرسکتے ہین کیونکہ وہ حاصل ہوتی ہے رسومات کی ترک سے اور عادات کے چھوڑنے سے اور خلوص اور
صدق کے ساتھ خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استقامت کرو اور تم ہرگز
سب نیکیان نہ کرسکوگے واسطی نے کہا استقامت وہ خصلت ہے جس سے ساری نیکیان پوری ہوتی ہین اور اسکے نہ ہونے
سے سب نیکیان بری ہوجاتی ہین اور مسلم نے اپنی صحیح مین سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے صرف یہی حدیث روایت
کی ہے اور ترمذی نے بھی روایت کیا اسحدیث کو اور اتنا زیادہ کیا کہ مین نے کہا یا رسول اللہ سب سے زیادہ مجھے کس
چیز سے ڈرنا چاہیے آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس سے (کیونکہ اکثر گناہ زبان ہی سے صادر ہوتے ہین اور
اکثر فتنے اور بلائین انسان پر زبان سے آتی ہین اور شروع تربیت کا حکما مین یہی ہے کہ پہلے انسان اپنی

زبان کو قابو میں کرے اور دیکھتا رہے کہ اوسکی زبان سے جو باتیں نکل رہی ہیں وہ مناسب ہیں یا غیر مناسب اور لازم ہے کہ خلاف مصلحت کے کوئی بات زبان سے نہ نکالے **باب** بَيَانِ تَفَاضُلِ الْإِسْلَامِ وَأَيُّ أُمُورِهِ أَفْضَلُ اسلام کی فضیلت دوسرے اسلام پر اور بیان اس بات کا کہ کون سے کام اسلام کے فضل میں **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ **ترجمہ** عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کون سا اسلام بہتر ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو کھانا کھلا دے (بھوکے کو اور مہمان کو) اور سلام علیک کرے ہر شخص سے خواہ تو اوسکو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو **ف** کون سا اسلام بہتر ہے یعنی کون سی خصلت اسلام کی بہتر ہے اور سنت اسلام یہی ہے جو اس حدیث میں بیان ہوئی کہ ہر مسلمان کو سلام علیک کرے خواہ اوس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور یہ عادت جو بعض لوگوں نے اختیار کی ہے کہ اوسی شخص کو سلام کرتے ہیں جس سے پہچانتے ہوں اوروں کو نہیں **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ **ترجمہ** عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے تھے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا مسلمان بہتر ہے آپ نے فرمایا وہ مسلمان جسکی زبان اور ہاتھ سے بچے رہیں (یعنے نہ زبان سے کسی کی برائی کرے نہ ہاتھ سے کسی کو ایذا دیوے) **عن** جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں **عن** أَبِي مُوسَى قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ **ترجمہ** ابو موسی اشعری سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ کون سا اسلام افضل ہے آپ نے فرمایا جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں **عن** بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ **ترجمہ** ابو بردہ برید بن عبداللہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا مسلمان افضل ہے **ف** نووی نے کہا کبھی حضرت نے افضل اوس مسلمان کو قرار دیا جو کھانا کھلاوے سلام کرے ہر شخص کو اور کبھی اوسکو جسکی زبان اور ہاتھ سے اور مسلمان بچے رہیں یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال سائلین اور حاضرین کے تھا تو ایک مقام میں سلام اور اطعام

فقال

یعنے کہانا کہلانے کی زیادہ ضرورت معلوم ہوئی آپنے اوسی کو بیان فرمایا اور ایک موقع مین ایذا دہی سے
رکنے کی ضرورت معلوم ہوئی تو اُسی کو بیان کیا اور یہ جو فرمایا مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے
مسلمان بچے رہین اسکا مطلب یہ ہے کہ کامل مسلمان وہی ہے جسمین یہ صفت ہو اور یہ غرض نہین کہ جس مین یہ صفت
نہ ہو وہ مسلمان ہی نہین ہے اور ان حدیثون مین بہت سی فوائد ہین ایک تو یہ کہ کہانا کہلانا اور سخاوت کرنا اور
مسلمانون کو فائدہ پہونچانا دین کا بہت ضروری کام ہے دوسرے یہ کہ مسلمانون کو ایذا دینے سے بچنا چاہیے خواہ
زبان سے ایذا ہو یا کسی فعل سے کسی کی توہین یا حقارت کرنا چاہیے تیسری ترغیب ہے اسمین مسلمانون کو یک
دلی اور اتفاق کی اور باہم محبت اور دوستی اور الفت کرنیکی قاضی عیاض نے کہا باہم الفت کرنا اور
اتفاق کرنا دین کے فرضون مین سے ایک فرض ہے اور بڑا رکن ہے شریعت کا اور اسی سے انتظام ہے اسلام کا
چوتھی حکم ہے سلام کا ہر مسلمان پر خواہ اوس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور مراد ہر شخص سے ہر مسلمان ہے تو یہ عام خاص
کیا گیا ہے اور کافر کا سلام کرنا ضرور نہین پانچوین ہدایت ہے اخلاص عمل کیواسطے اللہ تعالی کی چھٹی ارشاد
ہے تواضع اور انکسار کیطرف جو شعار ہے اسلام کا **باب** بَیَانِ خِصَالٍ مَنِ اتَّصَفَ بِهِنَّ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ
بیان اون خصلتون کا جن سے ایمان کا مزہ ملتا ہے **عَنْ** اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَیْهِ
مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ یَّکْرَهَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ
اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ کَمَا یَکْرَهُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا تین باتین جسمین ہونگی وہ انکی وجہ سے ایمان کی مٹھاس اور حلاوت پاویگا ایک تو یہ کہ اللہ اور اُس کے
رسول سے دوسرے سب لوگون سے زیادہ محبت رکھے دوسری یہ دوستی رکھے کسی آدمی سے صرف خدا کے واسطے
(یعنے دنیا کی کوئی غرض نہ ہو نہ اوس سے ڈر ہو) تیسری یہ کفر کو پھر اختیار کرنا بعد اس کے کہ خدا نے اُسکو نجات
دی اوسے اتنا برا جانے جیسے انگار مین پڑنا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث بہت بڑی ہے اور ایک اصل ہے اسلام
کی اصول مین سے علما نے کہا ہے حلاوۃ ایمان کے معنے یہ ہین کہ عبادت مین اور تکلیف اُٹھانے مین خدا اور
رسول کی رضامندی کے لیے لذت اور مزہ پیدا ہو اور دنیا کے فوائد اور منافع پر خدا اور رسول کی رضامندی
کو مقدم رکھے اور خدا کی محبت یہ ہے کہ اُسکا حکم مانے اور اوسکی مخالفت کو ترک کرے ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی محبت ہے قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اوسی مطلب کی ہے جیسے اوپر گذری ایک حدیث کہ ایمان

کا مزہ چکھا اور جس نے جو خدا کی خدائی کے ساتھ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کے ساتھ اور اسلام کے
دین کے ساتھ راضی ہوا اس لیے کہ خدا اور رسول کی محبت اسی طرح خالص خدا کے لیے دوسرے مسلمان سے محبت
اسی طرح کفر کو پھر اختیار کرنے کی نفرت نہین ہوگی مگر اُس شخص کو جسکا ایمان اور یقین زوردار ہے اور اوسکے
دل کو اطمینان ہے اور اوسکا سینہ کشادہ ہے اور ایمان اوسکے گوشت اور خون مین اثر کر گیا ہے یہی وہ شخص ہے کہ جس
نے ایمان کی مٹھاس پائی اور خدا کے لیے کسی سے محبت رکھنا پہل ہے خدا کی محبت کا اور بعضون نے کہا خدا کی محبت
یہ ہے کہ اپنے دل کو موافق کر دیوے خدا کی مرضی کے تو جو خدا کو پسند ہو وہی اُسکو پسند ہو اور جو خدا کو ناپسند ہے
وہی اُسکو ناپسند ہو اور اس باب مین متکلمین کی عبارتین مختلف ہین لیکن مطلب ایک ہی ہے اور حاصل یہ
ہے کہ محبت ایک میل اور خواہش ہے پھر یہ میل کبھی تو اون چیزون کیطرف ہوتا ہے جو بالطبع انسان کو مرغوب
ہین جیسے خوبصورتی خوش آوازی کھانیکا ذائقہ اور کبھی اُن چیزون کیطرف جن کا حسن عقل سے معلوم ہوا ہے
جیسے محبت صالحین اور علماء اور اہل فضل کی اور کبھی یہ میل اسوجہ سے ہوتا ہے کہ کسنے اُسپر احسان کیا ہو یا مصیبت
سے بچایا ہو اور یہ سب باتین ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مین موجود ہین کیونکہ تمام کمالات ظاہری اور
باطنی آپ مین جمع تھے اور تمام فضائل اور محاسن اخلاق آپ مین موجود تھے اور آپکا احسان اور فیض تو اتنا عام ہے کہ
سب مسلمانون کی گردن پر ہے اُنکو ہمیشہ ہمیشہ کا آرام دلوایا جہنم کے عذاب سے بچایا پھر خداوند کریم کا احسان تو
سب سے زیادہ ہے کیونکہ اُسی نے حضرت کو پیدا کیا پھر پیغمبر بنا کر ہمارے پاس بھیجا پس درحقیقت اصل الاصول محبت
ہے اللہ جل جلالہ کی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور اہل بیت اور صالحین اور اولیاء اللہ
اور ائمہ دین کی راجع ہے اللہ کی محبت کیطرف تو اللہ کی محبت بالذات ہے باقی سب کی بالعرض یعنی خدا کی محبت
کی ذیل مین جو کوئی سوا خدا کے کسی اور شے سے بالذات محبت رکھے وہ اہل اللہ کے نزدیک مشرک ہے یُحِبُّونَهُم
كَحُبِّ اللهِ یہ صفت ہے مشرکین کی اور مومنون کی یہ صفت ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ (نووی مع زیادہ) عَنْ
أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ
يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ كَانَ أَنْ
يُلْقَى فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ ترجمہ انس روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتین جسمین ہونگی وہ ایمان کا مزہ پاویگا جو شخص دوستی رکھے کسی سے پھر نرکھتا
ہو دوستی اوس سے مگر خدا کے لیے (خدا کا نیک بندہ سمجھ کر) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے دوستی رکھے دوسرے

اور سب لوگون یا چیزون سے زیادہ اور جو انگار مین ڈالا جانا پسند کرے مگر پھر کفر اختیار کرنا پسند نکرے جب خدا نے
اسکو نجات دی کفر سے **ف** مراد اس سے وہ لوگ ہین جو پہلے کافر یا مشرک تھے پھر خدا نے انکو اسلام سے مشرف فرمایا تو
انکا اسلام انکو جب ہی مزہ دیگا جب وہ کفر کے دین سے اسقدر بیزار ہون کہ انگار مین گرنا قبول کرین پر کفر قبول نکرین **عن**
انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجد حلاوۃ الایمان من ان یقع
یہودیا او نصرانیا **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی مگر اوس مین یہ ہے کہ انگار مین گرنا اوسکو پسند ہو
پر یہودی یا نصرانی ہونا گوارا نہ ہو **باب** وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من
الاھل والولد والوالد والناس اجمعین واطلاق عدم الایمان علی من لم یحبہ ھذہ المحبۃ
ترجمہ باب اس بات کے بیان مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا بی بی اور اولاد اور ماں باپ
اور سب لوگون سے زیادہ واجب ہے اور جسکو ایسی محبت نہو وہ مومن نہین **عن** انس قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن عبد وفی حدیث عبد الوارث الرجل حتی اکون احب
الیہ من اھلہ ومالہ والناس اجمعین **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کوئی بندہ یا کوئی آدمی مومن نہین ہوتا جب تک اسکو میری محبت گھر والون اور مال اور سب لوگون سے زیادہ نہو
ف خطابی نے کہا مراد وہ محبت نہین ہے جو طبعی ہوتی ہے اور غیر اختیاری بلکہ مقصود محبت اختیاری ہے
تو مطلب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپکے ارشاد کی تعمیل دنیا کی سب چیزون پر مقدم رکھے
ماں باپ بی بی اولاد دوست آشنا یہ سب اگر ناراض ہو جاوین تو قبول کرے پر خدا اور اسکے رسول کی نافرمانی ہرگز
اختیار نکرے یہی محبت صادقہ ہے جس پر مدار ہے ایمان کا ابن بطال اور قاضی عیاض نے کہا محبت تین قسم کی ہوتی
ہے ایک تو محبت بزرگی کی وجہ سے جیسے بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے اور شاگرد کو استاد سے دوسری محبت شفقت اور پیار
کی جیسے باپ کو یا ماں کو اولاد سے ہوتی ہے تیسرے محبت ہم شکل اور ہم خیال ہونیکی جیسے دوست آشناؤن سے ہوتی ہے
تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام محبتون کو اپنی محبت مین جمع کر دیا ہے ابن بطال نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے
کہ جس شخص کا ایمان کامل ہو وہ اس بات کو یقین کرے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اوس پر زیادہ ہے اسکے باپ
اور بیٹے کے حق سے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہمکو جہنم سے نجات ملی ہے اور ہم نے گمراہی سے نکلکر
ہدایت پائی ہے قاضی عیاض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین سے یہ بات بھی ہے کہ آپکی سنت کی مدد
کرنا اور آپ کی شریعت پر جو اعتراض کرے اوسکا جواب دینا اور آپ سے ملنے کی آرزو کرنا اگرچہ جان اور مال سے تصدق

ہو جاوی اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو ثابت ہوئی یہ بات کہ ایمان کی حقیقت پوری نہین ہوتی بغیر اس محبت کے اور ایمان صحیح نہین ہوتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر اور منزلت ماں باپ بزرگ محسن سب سے زیادہ دلمین نہو اور جس کا یہ اعتقاد نہو وہ مومن نہین ہے (نووی) **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ و الناس اجمعین **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے مومن نہین ہوتا جب تک اوسکو میری محبت اولاد اور ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ نہو

باب الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب لاخیہ المسلم ما یحب لنفسہ من الخیر ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے یعنے بھلائی **عن** انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ او قال لجارہ ما یحب لنفسہ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے مومن نہین ہوتا جب تک وہ نہ چاہے اپنے بھائی یا ہمسایہ کے لیے جو چاہتا ہے اپنے لیے **ف** علما نے کہا مراد یہ ہے کہ مومن کامل نہین ہوتا ورنہ اصل ایمان تو بغیر اس صفت کے بھی حاصل ہوتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی عبادات اور نیکیاں اور دنیا کی مباح چیزیں جو اپنے لیے چاہتا ہے چاہے نسائی کی روایت مین ہے بھلائی اور خوبی - ابن الصلاح نے کہا بعضوں نے اس صفت حاصل کرنیکو دشوار اور محال سمجھا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہین کیونکہ مراد یہ ہے تم مین سے کسی کا ایمان کامل نہین ہوتا جب تک وہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے یعنے اوس کے لیے بھی نعمتوں کا حاصل ہونا اچھا جانے اگر خود کا کوئی نقصان نہو اور یہ امر بہت آسان ہے قلب سلیم پر یعنے جسکا دل صاف ہو البتہ جس کے دلمین کینہ اور حسد بھرا ہوا ہو اوسپر بہت دشوار ہے خدا بچاوے ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو ایسے خراب دل سے (نووی) حاصل یہ ہے کہ جب کسی بھائی مسلمان کی بھلائی ہوتی ہو اور اپنا اسمین کچھ ضرر نہو تو اوسپر خوش ہونا چاہیے اور ہمیشہ عام خیر خواہی اور عام ہمدردی مین شریک رہنا چاہیے **عن** انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحب لجارہ او قال لاخیہ ما یحب لنفسہ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوس کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کوئی آدمی مومن نہین ہوتا جب تک کہ اپنے ہمسایہ یا بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے

باب بیان تحریم ایذاء الجار ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے **عن** ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل الجنۃ من لا یامن جارہ بوائقہ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہ جاویگا وہ شخص جسکا ہمسایہ اوسکے مکر و فساد سے محفوظ نہیں ہے **ف** یعنی اوسکی بدی اور ظلم سے اوسکو امن نہ ہو اور وہ ہمیشہ ڈرتا ہو کہ کہیں مجھکو صدمہ نہ پہونچے اوس کیطرف سے علماء نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو ہمسایہ کو ستانا درست سمجھے حالانکہ وہ جانتا ہو کہ یہ فعل حرام ہے تو وہ کافر ہے کبھی جنت میں نہ جاویگا یا یہ غرض ہے کہ اوسکو جنت میں جانا جیسا چاہئے نصیب نہ ہوگا بلکہ روکا جاوے گا یہانتک کہ عذاب ہو اس گناہ پر یا معاف کیا جاوے اور ضرورت ان تاویلوں کی یہ ہے جو اوپر گزرا کہ اہل حق کا مذہب یہی ہے کہ جو شخص توحید پر مرے اگرچہ کبیرے گناہ کرتا ہو وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیگا بلکہ چند روز عذاب دیا جاویگا۔ یا معاف کیا جاویگا پھر جنت میں جاویگا۔ بہرحال ہمسایہ کو رنج دینا اور ناحق اوسکو ستانا ایسا حرام ہے کہ بہشت سے محروم رکھتا ہے **باب** الحث علی اکرام الجار والضیف ولزوم الصمت الا عن الخیر وکون ذلک کلہ من الایمان ہمسایہ اور مہمان کی خاطرداری کی ترغیب اور چپ رہنے کی فضیلت اور یہ باتیں ایمان میں داخل ہونا **عن** ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیصمت ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم جارہ ومن کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن (قیامت پر) اوسکو چاہیے یا تو اچھی بات کرے یا چپ رہے **ف** سبحان اللہ کیا عمدہ نصیحت ہے نووی نے کہا غرض یہ ہے کہ جب بات کرنیکا ارادہ کرے تو سوچ لیوے کہ جو بات کہنا چاہتا ہے وہ بہتر ہے ثواب کی بات واجب ہو یا مستحب اوسوقت کہے اور اگر معلوم ہو کہ اس بات کا کہنا کچھ ثواب نہیں تو چپ ہو رہے پھر جانے وہ بات حرام ہو یا مکروہ ہو یا مباح ہو جس میں نہ ثواب ہے نہ عذاب ہر حال میں خاموشی بہتر ہے تو مباح بات کا بھی نہ کہنا بہتر اور اولی ہے کیونکہ مباح باتیں لیجاتی ہیں انسان کو حرام اور مکروہ کیطرف اور ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے اللہ جل جلالہ نے فرمایا ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید یعنی جو بات انسان مونہہ سے نکالتا ہے اوسکے پاس ایک شخص ہے جو راہ دیکھتا ہے طیار ہے (اوسکے لکھنے کو) اور اختلاف کیا ہے سلف اور خلف نے اس مسئلے میں کہ انسان کے سب قسم کی باتیں اگرچہ مباح ہوں لکھی جاتی ہیں یا صرف وہی باتیں جنمیں عذاب یا ثواب ہو ابن عباس کا یہ

قول ہے کہ صرف وہی باتین لکھی جاتی ہین جنکا بدلہ ملیگا ثواب یا عذاب اس صورت مین آیت کو خاص کرنا پڑیگا اور شرع نے ترغیب دی ہے اس طرف کہ بیحاج باتین بہت کرنا اچھا نہین کیونکہ انسان اکثر بہت باتین کرنے سے گو مباح ہون حرام یا مکروہ باتون مین مبتلا ہوجاتا ہے امام شافعی نے اس حدیث کا یہ مطلب کیا ہی کہ انسان کو بات کرنے سے پہلے فکر کرنا چاہیے پہر اگر اوسکو یہ امر متحقق ہو کہ اُس بات سے کچہ نقصان نہین تو اُس بات کو کہے اور اگر یہ امر متحقق ہو کہ اوس سے ضرر ہوگا یا شک ہو ضرر اور عدم ضرر مین تو چپ رہے امام ابن ابی زید مالکی نے کہا تمام آداب اور خصلات حسنہ چار حدیثون سے نکلتی ہین ایک تو یہی حدیث دوسری وہ حدیث کہ آدمی کا اچھا اسلام یہی ہے کہ چہوڑ دے اُس بات کو جو کام نہ آوے (یعنی بیکار اور لغو سے پرہیز کرے) تیسری حدیث لاتغضب یعنی غصہ مت کر چوتھی وہ حدیث جو اوپر گذری کہ انسان کو چاہیے اپنے بہائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے خاص چاہتا ہے اور استاذ ابو القاسم قشیری رہ نے فرمایا کہ چپ رہنا موقع پر صفت ہے مردون کی جیسے بولنا موقع پر نہایت عمدہ خصلت ہے اور مین نے سنا ابو علی دقاق سے وہ کہتے تہے جو شخص چپ ہو رہے حق بات سے (یعنی جہان موقع ہو حق بات بیان کرنیکا) وہ گونگا شیطان ہے لیکن اہل مجاہدہ اور ریاضت نے جو سکوت اختیار کیا ہے وہ اس لیے کہ باتین کرنے مین طرح طرح کی آفتین ہین اور اسمین نفس کو حظ ہوتا ہے وہ اپنی تعریف کرتا ہے اور کبھی اپنی فصاحت اور شیرین بیانی لوگون پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور یہ سکوت اور خاموشی ایک بڑا رکن ہے تہذیب اخلاق کا فضیل بن عیاض نے کہا جو شخص بات کو اپنے اعمال مین سے ایک عمل سمجھیگا وہ بے فائدہ بات کم کریگا اور ذو النون مصری نے کہا سب سے زیادہ اپنی نفس کی حفاظت کرنیوالا وہ شخص ہے جو اپنی زبان کو زیادہ روکے **ت** اور جو شخص ایمان رکہتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطر داری کرے اپنے ہمسائے کی اور جو شخص ایمان رکہتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطر داری کرے اپنے مہمان کی **ف** قاضی عیاض نے کہا مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص شریعت اسلام پر چلنا چاہے اوسکو ہمسائے اور مہمان کے ساتھہ سلوک کرنا ضرور ہے اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین ہمسائے کے ساتھہ سلوک کرنیکا حکم کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ جبرئیل علیہ السلام مجہکو وصیت کرتے تہے ہمسائے کے ساتھہ سلوک کرنیکے لیے یہانتک کہ مین سمجھا جبرئیل اوسکو ترکہ بہی دلادینگے اسیطرح مہمانداری کرنا بہی اسلام کا طریقہ ہے اور خصلت ہے پیغمبرون اور صالحون کی اور لیث نے کہا کہ ایک رات مہمانداری کرنا واجب ہے اور دلیل اونکی وہ حدیث ہے کہ ایک رات مہمانی کرنا حق ہے واجب ہے ہر مسلمان پر اور عقبہ کی حدیث کہ جب تم اترو

کسی قوم پر پہر وہ دیوین تمکو کچہ بطور مہمانی کے تو قبول کرلو اوسکو اور جو نہ دیوین تو لے لو ان سے مہمانی کا حق اور اکثر فقہا اس بات پر ہین کہ مہمانی کرنا اخلاق مین داخل ہے پر واجب نہین اور دلیل اونکی وہ حدیث ہے کہ جائزہ ضیافت کا ایک رات ہے اور جائزہ کہتے ہین عطا اور صلہ اور احسان کو اور یہ اختیاری ہوتے ہین نہ وجوبی اور یہی حضرت نے فرمایا چاہیے کہ احسان کرے اور سلوک کرے اس سے بہی یہ بات نکلتی ہے کہ مہمانی واجب نہین کیونکہ ایسے الفاظ کا استعمال واجب مین نہین ہوتا دوسرے یہ کہ مہمان اور ہمسایہ کو ایک ساتہہ بیان کیا حالانکہ ہمسایہ کے ساتہہ سلوک واجب نہین اور اگلی حدیثون کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ اوائل اسلام کی حدیثین ہین جب دلداری اور خاطر داری واجب تہی پہر اختلاف کیا ہے علما نے کہ مہمانداری بستی والون پر اور جنگل والون پر دونون پر واجب ہے یا صرف جنگل مین رہنے والون پر تو شافعی اور محمد بن حکم کا قول یہ ہے کہ دونون پر واجب ہے اور مالک اور سحنون نے کہا کہ صرف جنگل والون پر واجب ہے اس لیے کہ بستی یا شہر مین مسافر ٹھہرنے کی جگہ ملجاتی ہے سرا وغیرہ مین اور کہانے پینے کی چیزین بہی سب بازار مین ملتی ہین اور ایک حدیث بہی مین آیا ہے کہ ضیافت جنگل کے رہنے والون پر ہے نہ بستی والون پر لیکن یہ حدیث اہل معرفہ کے نزدیک موضوع ہے (نووی) **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِيْ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ نہ ستاوے اپنے ہمسایے کو اور جو شخص یقین رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ خاطر داری کرے اپنے مہمان کی اور جو شخص یقین رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ اچہی بات کہے یا چپ رہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ حَصِيْنٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ **ترجمہ** ابوہریرہ سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مگر اسمین یہ ہے کہ احسان کرے اپنے ہمسایے کے ساتہہ **عَنْ** اَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ **ترجمہ** ابو شریح خزاعی (خویلد بن عمرو یا عبد الرحمن یا عمرو بن خویلد یا ہانی بن عمرو یا کعب) سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ نیکی کرے اپنے ہمسایہ کے ساتہہ اور جو شخص

باب

ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ احسان کرے مہمان کے ساتھ اور جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن
پر وہ اچھی بات کہے (جس میں بھلائی ہو یا ثواب ہو) یا چپ ہو رہے **باب** بَیَانِ کَوْنِ النَّهْيِ عَنِ
الْمُنْكَرِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَاَنَّ الْاِیْمَانَ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ بری بات سے منع کرنا ایمان میں داخل ہے اور ایمان
گھٹتا بڑھتا ہے **عَنْ** طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ اَوَّلُ مَنْ بَدَاَ بِالْخُطْبَةِ یَوْمَ الْعِیْدِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ
مَرْوَانُ فَقَامَ اِلَیْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلٰوةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فقال
اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَیْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ
مُنْكَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ
الْاِیْمَانِ **ترجمہ** طارق بن شہاب سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے شروع کیا خطبہ عید کے دن نماز
سے پہلے وہ مروان تھا (بیٹا حکم کا جو پہلا خلیفہ ہے خلفائے بنی امیہ میں سے) **ف** قاضی عیاض نے کہا
اختلاف ہے اس باب میں بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے خطبہ نماز سے پہلے حضرت عثمان نے پڑھا ہے اور بعضوں
نے کہا حضرت عمرؓ نے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ لوگ نماز تمام ہوتے ہی چلدیتے تھے اور خطبے کے تمام ہونیکا انتظار نکرتے
اور بعضوں نے کہا اسمیں یہ مصلحت تھی کہ دور رہنیوالون کو بھی نماز ملجاوے اور جو لوگ دیر میں آویں اون کو
بھی نماز ملے اور بعضوں نے کہا یہ فعل سب سے پہلے معاویہ رضہ نے کیا اور بعضوں نے کہا عبداللہ بن زبیر نے کیا
(مگر یہ سب روایتیں ثابت نہیں ہیں) اور جو ثابت ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان
اور علی رضی اللہ عنہم سے وہ یہ ہے کہ پہلے نماز پڑھی عید کی پھر خطبہ شروع کیا اور یہی قول ہے تمام ملکوں
کے فقہا کا اور بعضوں نے اسپر اجماع نقل کیا ہے اور یہ اجماع بعد اختلاف کے ہوا یا یہ کہ التفات نہیں کیا
گیا بنی امیہ کے اختلاف کیطرف کیونکہ تمام خلفائے راشدین اور صدر اول کا اتفاق ہوچکا تھا اور اسی روایت میں
ابوسعید نے جو کہا کہ اس شخص نے اپنا حق ادا کردیا سب لوگون کے سامنے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ لوگون کے نزدیک
سنت ثابت ہوچکی تھی برخلاف اسکے جو مروان نے کیا تھا اور یہی ابوسعید نے کہتا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا جو شخص تم میں سے کوئی کام خلاف شرع دیکھے تو اوسکو مٹیوے اور خلاف شرع وہی کام ہوگا جو سنت
کے خلاف ہوگا اور اوسپر عمل نہوا ہوگا زمانہ سابق میں اور یہ دلیل ہے اس امر کی کہ سوا مروان کے اور کسی خلیفہ نے
ایسا نہیں کیا تھا اور عثمان اور عمر اور معاویہ سے جو منقول ہے وہ صحیح نہیں ہے (نووی) **ف** اوسوقت
ایکشخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا نماز پڑھنا چاہیے خطبے سے پہلے مروان نے کہا یہ بات موقوف کردی گئی **ف** اس مقام

پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابوسعید خدری نے خود کیون نہین منع کیا اس برے کام سے یہانتک کہ ایک دوسرا شخص اوٹھا اور اوسنے کہا اوسکا جواب یہ ہی کہ شاید ابوسعید خطبہ شروع ہوتے وقت نہ ہونگی تو اس شخص نے اعتراض کیا پہر ابوسعید آگئے ہون گے اور احتمال ہے کہ ابوسعید پہلے سے موجود ہون لیکن انہون نے خوف کیا ہو ضرر کا اپنے لیے یا کسی اور کے لیے یا فتنے کا تو ساقط ہو گیا ان سے انکار جو واجب تہا اور اس شخص نے خوف نکیا کسی قوت کی وجہ سے یا خوف کیا ہو صرف اپنی نفس پر اور یہ جائز ہے ایسی صورت مین بلکہ مستحب ہی اور احتمال ہے کہ ابوسعید نے انکار کا قصد کیا ہو اتنے مین اس شخص نے جلدی سے کہدیا پہر ابوسعید نے اوسکی تایید کی اور دوسری روایت مین جسکو بخاری اور مسلم دونون نے نکالا باب صلوۃ العید مین یہ ہے کہ ابوسعید نے خود مروان کا ہاتہہ کہینچا جب اوسکو منبر پر جاتے دیکہا اور مروان اور ابوسعید ساتہہ آئے تہے پہر مروان نے ابوسعید کی بات کو نہ مانا تو احتمال ہی کہ یہ موقع دوبار ہوا ہو —

ت ابوسعید نے کہا اس شخص نے تو اپنا حق ادا کر دیا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص تم مین سے کسی منکر (یعنے خلاف شرع کام کو دیکہے تو اوسکو میٹ دیوے اپنے ہاتہہ سے اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے اگر اتنی بہی طاقت نہ ہو تو دل ہی سے سہی (یعنے دلمین اوسکو برا جانے اور اوس سے بیزار ہو) یہ سب سے کم درجہ ہے ایمان کا اگر یہ بہی نہ ہو اور دلمین بہی خلاف شرع کام سے نفرت نہ آوے تو سمجہنا چاہیے کہ ایمان رخصت ہو گیا اور کفر جم گیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ نووی نے کہا یہ جو حضرت نے فرمایا ہے اور خلاف شرع کام کو میٹی اور بگاڑے ہاتہہ یا زبان سے یہ امر وجوب کے لیے ہی باجماع امت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے پر دلیل ہے کتاب اور سنت اور اجماع امت سے اور یہ نصیحت مین داخل ہے جو خود دین ہے اور نہین خلاف کیا اسمین کسی نے سوا چند رافضیون کے اور اون کے خلاف کا اعتبار نہین امام الحرمین نے بہی کہا کہ اون کے خلاف کا اس مسئلے مین اعتبار نکرنا چاہیے اس لیے کہ مسلمانون کا اتفاق ہو چکا تہا اس کے وجوب پر رافضیون کے پیدا ہونے سے پہلے اور وجوب اسکا شرع سے ہی نہ عقل سے اور معتزلہ کے نزدیک عقل سے ہی اور یہ جو فرمایا اللہ تعالی نے لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ یعنی اے ایمان والو تم اپنے تئین سمہالو تمہین دوسرے کی گمراہ ہونے سے کچہ نقصان نہو گا جب تم ہدایت پاوگے یہ ہمارے مذہب کے خلاف مین نہین کیونکہ آیت کے معنی مذہب صحیح پر یہ ہین کہ جب تم اپنا کام کو جو تم پہ واجب ہین بجا لاوگے تو دوسرون کی تقصیر سے تمکو ضرر نہوگا جیسے دوسری جگہہ فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ یعنی ایک کا بوجہہ دوسرا نہ اوٹہاویگا پہر سب نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیا تو اوس پر سے مواخذہ جاتا رہا اب گناہ اوسی پر رہیگا جس نے برا کام کیا ۔ یہ بہی جاننا چاہیے کہ اچہی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا فرض کفایہ ہی اگر بعضون نے کر دیا تو سب کے

ذمہ سے یہ فرض ادا ہوگیا ورنہ سب گنہگار ہونگے اور بعض مقاموں مین یہ فرض عین ہوتا ہے کسی خاص شخص پر جیسے
اُس مقام مین کوئی نہ ہو سوا اُس کے یا اوسی کے حکم سے وہ کام مٹتا ہو یا جیسے کوئی اپنی بی بی یا بچے یا غلام کو کوئی برا کام
کرتے یا فرض کو ترک کرتے دیکھے ۔ علما نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو گمان ہو کہ میرے منع کیے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جب
بھی منع کرنا چاہیے اس لیے کہ نصیحت سے کچھ نہ کچھ فائدہ مسلمانون کو ضرور ہوگا اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اس شخص کا کام حکم
کر دینا ہے اچھے کام کا اور منع کر دینا ہے بُرے کام سے اب چاہے وہ مانے یا نہ مانے منوانا اس کا فرض نہین ہے جیسے
اللہ جل جلالہ نے فرمایا رسول پر کچھ نہین ہے مگر پہونچا دینا ۔ علما نے کہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین یہ
شرط نہین ہے کہ حکم کرنے والا یا منع کرنے والا خود تمام شریعت کے احکام پر چلتا ہو اور بری باتون سے بچتا ہو بلکہ اگر وہ
خود تقصیر وار ہو جب بھی امر اور نہی کرنا چاہیے کیونکہ یہ دوسرا فرض ہے ہر ایک مین خلل ہونے سے دوسرے کو بھی
ضائع کرنا ضرور نہین اور یہ کام کچھ حاکمون سے خاص نہین ہے بلکہ ہر ایک مسلمان اسکو کرسکتا ہے امام الحرمین نے کہا
دلیل اسپر اجماع ہے مسلمانون کا اس لیے کہ صدر اول مین اور اوس کے قریب کے زمانے مین ادنے ادنے مسلمان خود
حاکمون کو بُری باتون سے منع کرتے اور اچھے کامون کا حکم کرتے حالانکہ اور مسلمان اُنکو اس کام سے نہ روکتے اور اُسپر خبر
نہ کرتے پھر اگر حکومت شرط ہوتی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے تو البتہ اور مسلمان اُنکو سمجھا دیتے کہ تمہارا
یہ عہدہ نہین ہے ۔ یہ بات ضرور ہے کہ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ خود اُس مسئلے کو جانتا ہو اگر وہ بات
مشہور واجبات یا محرمات سے ہو جیسے نماز روزہ زنا شرب خمر تو ہر ایک مسلمان کو ان باتون کا علم ہے وہ حکم اور منع کرسکتا
ہے اور جو کوئی دقیق مسئلہ ہو تو عوام کو اُسمین مداخلت نہین پہونچتی اور نہ انکو انکار پہونچتا ہے بلکہ یہ منصب
علما کا ہے پھر علما کو بھی اُسی کام کا انکار کرنا یا حکم کرنا چاہیے جو اجماعی ہو اور جو کام اختلافی ہو اوسمین کسی فریق کو دوسرے
فریق سے جھگڑا کرنا درست نہین اسلیے کہ ہر مجتہد مصیب ہے بعضون کے نزدیک اور یہی مختار ہے اور بعضون کے نزدیک
ایک مصیب ہے اور باقی مخطی لیکن مخطی معین نہین ہوسکتا اور جو معین بھی ہو تو اُسپر گناہ نہین بوجہ خطاے اجتہادی کے پر اگر
نصیحت کے طور پر اوسکو نرمی سے سمجھاوے تو وہ بہتر ہے اسلیے کہ علما کا اتفاق ہے اس بات پر کہ اختلاف سے نکل جانا
چاہیے جہان تک ہوسکے جب کسی سنت مین خلل نہ آوے یا اور کسی دوسرے اختلاف مین نہ پڑ جاوے قاضی القضاۃ
ابو الحسن ماوردی بصری شافعی نے اپنی کتاب احکام سلطانیہ مین لکھا ہے کہ علما کا اختلاف ہے اس مسئلہ مین کہ
اگر بادشاہ کسی کو محتسب بناوے اور وہ مجتہد ہو تو وہ لوگون کو اپنے مذہب کیطرف لا سکتا ہے اختلافی مسائل مین یا
نہین لیکن صحیح یہی ہے کہ محتسب نہین لا سکتا اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ فقہا کے اختلافی مسائل مین جس فقیہ کا چاہے

مذہب اختیار کرے) اور ہمیشہ فروعات مین صحابہ اور تابعین اور جو ان بعد ہم کا اختلاف تھا تو نہ محتسب پر کوئی انکار کرے
نہ محتسب دوسرے پر نہ اور کوئی دوسرے پر اصطلاح علما نے کہا ہے کہ مفتی اور قاضی کو نہیں پہونچتا کہ اپنے مخالف پر
اعتراض کرے جب وہ نص یا اجماع یا قیاس جلی کی مخالفت نہ کرے اور جان تو کہ یہ باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کا بہت ضائع ہوگیا مدت دراز سے اور اس زمانے مین جو کچھ باقی ہے وہ نہایت کم ہے حالانکہ یہ ایک بڑا باب تھا جس پر
مدار تھا دین کا اور جب برائیان بہت پھیلین گی تو عذاب الہی عام ہوگا نیک اور بد پر اور جب لوگ ظالم کو ظلم سے
نہ روکین گے تو خدا تعالی سبکو عذاب مین مبتلا کریگا اللہ تعالی نے فرمایا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ
الآیۃ یعنی بچین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین اللہ کے حکم سے پہونچیگا اونکو ایک فتنہ یا دکھ کا عذاب تو جو شخص آخرت کا
طالب ہو اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہو اوسکو چاہیے کہ اس باب کا خیال رکھے یعنے امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کا اس لیے کہ فائدہ اسکا بڑا ہے خاص کر اس حالت مین جب وہ موقوف ہوگیا ہے اور اپنی نیت
خالص رکھے اور جس شخص کو حکم کرے یا منع اوس سے خوف نکرے اس خیال سے کہ وہ بڑا آدمی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے
فرمایا البتہ خدا مدد کریگا اوسکی جس نے خدا کی مدد کی اور فرمایا جو شخص بہروسا کرے اللہ پر اوسکو سیدھی راہ ملی
اور فرمایا جن لوگون نے کوشش کی ہماری راہ مین ہم اونکو اپنی راہ بتلاوینگے اور فرمایا لوگ خیال کرتے ہین کہ
وہ چھوڑ دیے جاوینگے اتنی بات پر کہ ہم ایمان لائے اور انکی آزمایش نہ ہوگی اور ان سے پہلے جو لوگ گذر گئے اونکو بہی ہمنے
آزمایا تو البتہ اللہ تعالی جانیگا ان لوگونکو جو سچے ہین اور ان لوگونکو جو جھوٹے ہین اور یہ بات خیال کرلینا چاہیے کہ ہمیشہ ثواب اوتنا ہی زیادہ ملتا ہے
جتنی تکلیف زیادہ ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے خوف سے ترک نکرنا چاہیے ویسے ہی دوستی اور محبت اور آشنائی کی وجہ سے بہی ترک نکرنا چاہیے اور
اپنی سرخروی اور مرتبہ بڑہانیکے لیے بہی نہین اسلیے کہ دوستی اور محبت سے تو اوسکا حق ہے گیا اور وہ حق یہ ہے کہ اوسکو نصیحت کرے
اور آخرت کی بہلائی بتلا دے اور مضر اور مہلک باتون سے بچا دے اور دوست اور عزیز آدمی کا وہی ہے جو اوس کی
آخرت کی بہلائی مین کوشش کرے اگرچہ دنیا مین اوس کی وجہ سے نقصان واقع ہو اور دشمن وہ ہے جو اوسکی آخرت
کو تباہ کرے اگرچہ دنیا کا فائدہ اوس سے حاصل ہو اور شیطان جو ہم لوگون کا دشمن گنا جاتا ہے وہ اسی وجہ سے اور بعضے
جو مومنون کو دوست سمجھے جاتے ہین وہ اسی سبب سے کہ وہ کوشش کرتے ہین اونکی آخرت کو درست کرنے مین یا اللہ
تو ہمکو اور ہمارے دوستون کو اور سب مسلمانون کو توفیق دے کہ وہ تیری خوشی حاصل کرنے مین کوشش کرین اور
اپنی رحمت اور عنایت ہم سب پر تمام کردے اور جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اوسکو چاہیے کہ نرمی
کرے تاکہ لوگ جلدی اوس پر عمل کرین امام شافعی رح نے فرمایا جس شخص نے اپنے بہائی کو پوشیدہ نصیحت کی اوس نے

اوسکو درست کیا اور آراستہ کیا اور جس نے کہلم کہلا فضیحت کی اوس نے اپنے بہائی کو رسوا کیا اور اس بات مین ایک
کام وہ ہی جسمین اکثر لوگ سستی کرتے ہین وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو دیکہتے ہین عیبدار چیز بیچتے ہوئے پہر اوسکو منع نہین کرتے
اور خریدار کو آگاہ نہین کرتے اوس عیب سے اور یہ ایک بڑی خطا ہے اور علما نے صاف تصریح کر دی ہے کہ جو شخص اس امر کو
جانتا ہے کہ اوس چیز مین یہ عیب ہے اوس پر واجب ہے کہ بیچنے والے کو منع کرے اور خریدار کو اوس عیب سے آگاہ کر دے
لیکن طریقہ منع کرنیکا تو وہ خود حضرت نے بتا دیا کہ اوسکو یعنی برے کام کو ہاتہہ سے بگاڑے اگر یہ نہو سکے تو زبان سے
اگر یہ نہو سکے تو دل سے دل سے بگاڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اوسکو برا جانے اور اگرچہ برا جاننا اوسکا بگاڑنا نہین ہو سکتا مگر
کیا کرنا چاہیے کہ اوسکا اختیار اسیقدر ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے سب سے کم درجہ ایمان کا یہ ہے یعنی یہ ایک ادنی ثمرہ ہے ایمان
کا کہ دل سے برے کام کو برا جانے اور اوس سے نفرت کرے قاضی عیاض نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے بری کام کے بگاڑنے
مین تو بگاڑنیوالے پر واجب ہے کہ جس طرح سے ہو سکے بگاڑے قول سے یا فعل سے تو جو حرام کام کے آلات اور اسباب ہون
انکو ہاتہہ سے توڑے اور شراب اور مسکرات کو بہا دیوے یا دوسرے سے کہے وہ بہا دے اور زبردستی جو چیزین چہین لی ہون
کر خود اوسکی مالک کو واپس کر دیوے یا دوسرے کو حکم کرے اور چاہیے کہ بگاڑنے مین نرمی کرے جاہل پر اور اوس ظالم پر جس سے
شر کا خوف ہو مگر یہ جب ہے کہ اوسکو اپنی بات چلنے کا خیال ہو جیسے مستحب ہے یہ بات کہ بگاڑنیوالا خود صالح اور صاحب فضیلت
ہو اور جو شخص انتہا درجہ کا گمراہ ہو یا اپنے کام مین اصرار کرتا ہو دوسرے سختی بہی کرے جب یہ بات معلوم ہو کہ اوسکی سختی
سے فائدہ ہوگا اور خوف نہو دوسرے مفسدہ کا اگر اوسکو گمان غالب ہو کہ ہاتہہ سے بگاڑنے مین اور کوئی بڑا مفسدہ
پیدا ہوگا جیسے کسیکا خون ہوگا خود بگاڑنیوالے کا یا اور کسی کا تو باز رہے اور صرف زبان سے نصیحت کرے اور ڈرا دے
خدا کے عذاب سے اور اگر گمان غالب ہو کہ زبان سے کہنے مین بہی ایسی قسم کا شر ہوگا تو صرف دل سے اوسکو برا سمجہ کر
چپ ہو رہے اور یہی مقصود ہے حدیث سے اگر خدا نے چاہا اور جو اسکو کوئی مددگار ملے تو اوس سے مدد لیوے پر ہتہیار نہ
اوٹہا دے اور لڑائی شروع نکرے اور چاہیے کہ اطلاع کرے اسکی حاکم کو اگر یہ کام سوا حاکم کے اور کوئی کرتا ہو یا
صرف دل سے اوسکو برا سمجہے یہی مسئلہ ہے اور یہی ثواب ہے محققین علما کے نزدیک اور بعضون نے کہا کہ ہر حال مین زبان سے
کہہ دیوے پہر اگر قتل کیا جاوے یا ایذا دیا جاوے تو صبر کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا امام الحرمین نے کہا رعیت
مین سے ہر شخص کو یہ بات پہونچتی ہے کہ کبیرہ گناہ کرنیوالے کو روکے اوس گناہ سے پر لڑائی شروع نکرے اور ہتہیار نہ
اوٹہا دے اگر وہ نہ مانے تو بادشاہ وقت کو اطلاع کرے پہر اگر بادشاہ بہی ظلم پر مستعد ہو اور شریعت کی مخالفت سے
باز نہ آوے اور سمجہانے سے نہ سمجہے تو سب مسلمان جو صاحب الرای ہون ملکر اوس بادشاہ کو تخت سے اوتار دین اگرچہ

اسمین ہتہیار اوٹہانیکی ضرورت پڑے اور خونریزی اور لڑائی ہو یہ کلام ہے امام الحرمین کا اور اتارنا بادشاہ کا عجیب ہے اور محمول ہے اُس صورت پر جب بادشاہ کے اوتارنے سے دوسرے کسی فساد کا ڈر نہو جو اُس سے بھی بڑا ہو اور امر بالمعروف کرنیوالے کو تجسس اور خانہ تلاشی کا اختیار نہین بلکہ جب وہ کوئی بری بات دیکھے تو اُسکو بگاڑے یہ کلام ہے امام الحرمین کا اور قاضی القضاۃ ماوردی نے کہا محتسب کو تجسس کرنا نہین چاہیے اون گناہون سے جو ظاہر نہ ہون پھر اگر گمان غالب ہو کہ بعضے لوگ ایسے کام پوشیدہ کیا کرتے ہین تو اُسمین دو قسمین ہین ایک قسم تو یہ جسکا تدارک بعد وقوع کے دشوار ہو جیسے کوئی شخص محتسب کو خبر کرے کہ فلان شخص فلان عورت کے ساتھ تنہائی مین زنا کرنا چاہتا ہے یا فلان کو قتل کرنا چاہتا ہے تو فوراً محتسب کو تجسس کرنا چاہیے اور اس واقعے کا بندوبست کرنا چاہیے اسی طرح اگر محتسب کے سوا اور لوگون کو خبر ہو انکو بھی بندوبست کرنا چاہیے دوسری قسم وہ جو اس سے کم ہے اسمین تجسس اور کھوج جائز نہین جیسے کسی مکان سے باجے بجانیکی آواز آوے تو باہر سے پکار کر منع کر دے اور گھر کے اندر نہ گھسے اور ماوردی نے احکام سلطانیہ کے آخر مین ایک عمدہ باب احتساب کے باب مین لکھا ہے جو مشتمل ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قاعدون پر اور ہم نے اس مقام مین اوسکے مطالب بیان کر دیے اور کلام کو طول دیا اس لیے کہ مفید ہے اور یہ باب اسلام کا ایک بڑا باب ہے اور اسکی بہت حاجت پڑتی ہے (نووی) **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَعَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِہَابٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ فِیْ قِصَّۃِ مَرْوَانَ وَحَدِیْثِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ وَسُفْیَانَ **ترجمہ** ابو سعید سے دوسری روایت بھی ایسی ہے **ف** سراج الوہاج مین ہے کہ مسلمانون نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اور کہا ہے کہ یہ دونون دین کے بڑے ستون ہین اور یہ واجب ہین ہر مسلمان پر قول الجمیل مین ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ادب یہ ہے کہ نرمی اور ملائمت کے ساتھ ہو اور سختی اور شدت بادشاہون کو زیبا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَجَادِلْہُمْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ بحث کرو ان سے اچھی طور سے وضو اور نماز مین امر بالمعروف کا یہ طریقہ ہے مثلاً کسیکو دیکھے وہ پاؤن اچھی طرح نہین دہوتا تو یہ حدیث سنا دے خرابی ہے کونچون کی جہنم کے عذاب سے یا نماز اچھی طرح نہین پڑہتا تو یہ حدیث سنا دے پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نہین پڑھی اور لباس اور کلام وغیرہ مین اسیطرح سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی تم مین ہونا چاہیے کچھ لوگ جو بلاوین نیکی کیطرف حکم کرین اچھی بات کا اور منع کرین بری بات سے اور وہی لوگ ہین چھٹکارا پانے والے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من نبی بعثہ اللہ فی امۃ قبلی الا کان لہ من امتہ حواریون
واصحاب یاخذون بسنتہ ویقتدون بامرہ ثم انہا تخلف من بعدہم خلوف یقولون ما
لا یفعلون ویفعلون ما لا یؤمرون فمن جاہدہم بیدہ فہو مؤمن ومن جاہدہم
بلسانہ فہو مؤمن ومن جاہدہم بقلبہ فہو مؤمن ولیس وراء ذلک من الایمان حبۃ
خردل قال ابو رافع فحدثتہ عبد اللہ بن عمر فانکرہ علی فقدم ابن مسعود
فنزل بقناۃ فاستتبعنی الیہ عبد اللہ بن عمر یعودہ فانطلقت معہ فلما جلسنا سألت
ابن مسعود عن ہذا الحدیث فحدثنیہ کما حدثتہ ابن عمر قال صالح وقد تحدث
بنحو ذلک عن ابی رافع ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی مجھ
سے آگے اللہ تعالی نے ایسا نہیں بھیجا جس کے حواری نہوں اسکی امت میں سے **ف** حواری کے معنی مخلص اور برگزیدہ
لوگ جو ہر ایک قسم کے عیب سے پاک ہوں یا مددگار یا جہاد کرنیوالے یا جو مستحق ہوں خلافت کے پیغمبر کے بعد **ت** اور
اصحاب جو اسکے طریقہ پر چلتے ہیں اور اوسکے حکم کی پیروی کرتے ہیں پھر اون لوگوں کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے
ہیں جو زبان سے کہتے ہیں اور کرتے نہیں اور کرتے ہیں اُن کاموں کو جنکا حکم نہیں پھر جو کوئی ان نالائقوں سے
لڑے ہاتھ سے وہ مومن ہے اور جو کوئی لڑے زبان سے (انکو برا کہے انکی باتوں کا رد کرے) وہ بھی مومن ہے اور جو
کوئی اُن سے لڑے دل سے (انکو برا جانے) وہ بھی مومن ہے اور اسکے بعد رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں (یعنی
اگر دل سے بھی برا نجانے تو اُس میں ذرہ برابر بھی ایمان نہیں) ابو رافع (جنہوں نے روایت کیا اس حدیث کو ابن
مسعود سے اور نام ان کا اسلم یا ابراہیم یا ہرمز یا ثابت یا یزید تھا مولی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) نے کہا
میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عمر سے بیان کی انہوں نے نہ مانا اور انکار کیا مجھ پر اتفاق سے عبداللہ بن مسعود آئے
اور قناۃ (ایک وادی کا نام ہے مدینہ کے وادیوں میں سے) **ف** نووی نے کہا قناۃ بفتح قاف ایسا ہی ذکر
کیا اوسکو حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین میں اور اکثر نسخوں میں یہی ہے اور مسلم کے اکثر روایت کرنیوالوں نے
لفظ قناۃ روایت کیا ہے فا سے اور فنا کہتے ہیں اوس میدان کو جو گھر کے سامنے ہوتا ہے ایسا ہی روایت کیا ابوعوانہ
اسفرائنی نے قاضی عیاض نے کہا سمرقندی کی روایت قناۃ قاف سے ٹھیک ہے اور جمہور کی روایت بفناۃ خطا ہے اور تصحیف
ف میں اترے تو عبداللہ بن عمر مجھے اپنے ساتھ لے گئے عبداللہ بن مسعود کی عیادت کو میں اون کے ساتھ گیا
جب ہم بیٹھے تو میں نے عبداللہ بن مسعود سے اس حدیث کو پوچھا انہوں نے اسیطرح بیان کیا جیسے میں نے ابن عمر سے بیان کیا

کیا تھا صالح بن کیسان نے کہا اسی طرح یہ حدیث ابو رافع سے روایت کی گئی ہے **ف** یعنی صالح بن کیسان نے کہا
کہ یہ حدیث ابو رافع سے اونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اس مین عبد اللہ بن مسعود
کا ذکر نہین اور بخاری نے اپنی تاریخ مین اسیطرح باختصار ابو رافع سے اونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث
کو نقل کیا ہے ابو علی جیانی نے کہا امام احمد بن حنبل نے کہا یہ حدیث محفوظ نہین ہے اور یہ کلام ابن مسعود کی کلام
سے نہین ملتا وہ تو یہ روایت کرتے ہین کہ صبر کرو ایسے وقت مین یہانتک کہ مجھسے ملو یہ کلام ہے قاضی عیاض کا اور
شیخ ابو عمرو نے کہا کہ اس حدیث کا انکار کیا ہے امام احمد نے اور اسکی اسناد مین حارث بن فضیل انصاری ہے
ابو عبد اللہ مدنی یحیی بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور روایت کیا اس سے ایک جماعت ثقات نے اور کسی نے اسکا ذکر ضعفا
کی کتابون مین نہین پایا علاوہ اسکے حارث متفرد نہین ہے اس حدیث کے ساتھ بلکہ متابعت کی ہے اوسکی دوسرے نے جیسے صالح
بن کیسان کی کلام سے معلوم ہوتا ہے دارقطنی نے کتاب العلل مین کہا کہ یہ حدیث اور طریقون سے بھی مروی ہے انہین
سے ایک روایت ہے ابو واقد لیثی کی ابن مسعود سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ جو ابن مسعود سے مروی
ہے کہ صبر کرو تم یہانتک کہ ملو مجھسے تو یہ اوس موقع پر ہے جہان قتل اور خون ریزی اور فتنون کا ہو اور اس حدیث مین
جو حکم ہے نافرمانون سے جہاد کرنیکا ہاتھ سے اور زبان سے وہ اوس موقع پر ہے جہان کسی فتنے کے اوٹھ کھڑے ہونے
کا ڈر نہ ہو علاوہ اسکے اس حدیث مین اگلی امتون کا بیان ہے اور اس امت کا ذکر نہین ہے تمام ہوا کلام ابو عمرو کا
اور وہی ظاہر ہے اور امام احمد کا قدح اس حدیث مین بہت عجیب ہے (انتہی ما قال النووی) سراج الوہاج مین ہے
کہ اگرچہ اس حدیث مین اس امت کا ذکر نہین لیکن حضرت نے اشارہ کیا کہ ایسا ہی آپ کی امت مین بھی ہوگا
اس قول سے کہ نہیں ہے بعد اس کے ایمان یعنی جو کوئی ان سے جہاد کرے تو کوئی وجہ نہین کہ یہ امت شامل ہو اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا
ہے دوسرے یہ کہ مضمون اس حدیث کا دوسری حدیثون مین بھی منقول ہے آپنے فرمایا خیر القرون قرنی اخیر حدیث تک
نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد مین چار تابعی ہین ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے صالح اور حارث اور جعفر اور
عبد الرحمن اور اسکی نظیر کا بیان اسکے پہلے گذرچکا ہے اور مین نے ایک رسالہ بنایا ہے اسی قسم کے رباعی اسنادون
مین اون مین سے بعض اسناد ایسے بھی ہین جنمین چار صحابی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہین اور چار تابعی ایک دوسرے
سے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا کَانَ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا
وَقَدْ کَانَ لَہٗ حَوَارِیُّوْنَ یَھْتَدُوْنَ بِھَدْیِہٖ وَیَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِہٖ مِثْلَ حَدِیْثِ صَالِحٍ وَلَمْ یَذْکُرْ
قُدُوْمَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاجْتِمَاعَ ابْنِ عُمَرَ مَعَہٗ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

سلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہین گذرا جس کے حواری نہون وہ چلتے ہین اوسکی راہ پہ اور عمل کرتے ہین اُسکی سنت پر یہ بیان کیا روایت کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری مگر اسمین ابن مسعود کے آنیکا اور ابن عمر کے ملنے کا اون سے ذکر نہین ہے

باب تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِيْهِ وَرُجْحَانِ اَهْلِ الْيَمَنِ فيه ایمانداروں کا ایمان ایکدوسرے سے کم زیادہ ہونا اور یمن کے لوگون کا ایمان زیادہ ہونا **عَنْ** اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْاِيْمَانَ هٰهُنَا وَاِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ **ترجمہ** ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے یمن کیطرف (جو ایک ملک ہے جزیرہ عرب مین جنوبی مشرقی جانب مدینہ سے اوسمین بہت سے شہر اور بستیان ہین صنعا وہان کا مشہور شہر ہے) اور فرمایا کہ خبردار رہو کہ ایمان ادہر ہے اور کڑاپن اور دلون کی سختی اون لوگون مین ہے جو چلایا کرتے ہین اور اونٹون کی دم کی جڑ کے پاس جدہر سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہین یعنی قوم ربیعہ اور مضر مین **ف** غیاث اللغات مین ہے کہ یمن ایک ملک ہے مشہور اقلیم اول اور دوم مین اور یہ ملک مکہ معظمہ سے داہنی طرف واقع ہے اسواسطے اسکو یمن کہتے ہین کیونکہ کعبہ کو عربون نے ایکشخص قرار دیا ہے جسکا مونہ پورب کیطرف ہو اور پیٹ اوسکی پچہان کیطرف اول حضرت نے یمن کیطرف اشارہ کرکے اُن کی تعریف کی اسواسطے کہ وہان کے لوگ بہت جلد ایمان لائے اور پورب کیطرف اشارہ کیا اور اُنکی مذمت کی یعنی قوم ربیعہ اور مضر جنکے پاس اونٹ بہت تہے اسواسطے کہ وے اسلام کے بہت مخالف تہے شیطان کے دو سینگ سے مراد سورج ہے اسواسطے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دونون سینگ (یعنی سر کے دونون کونے) اوس پر رکہدیتا ہے تاکہ کافرون کا سجدہ اوسیکو ہو (تحفة الاخیار) نووی نے کہا شیطان کے دونون قرن سے مراد اُسکے سر کے دونون کونے ہین اور بعضون نے کہا اوسکی دونون جماعتین جنکو وہ بہیجتا ہے لوگون کے گمراہ کرنے کے لیے اور بعضون نے کہا اوس کے دونون گروہ کافرون مین سے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ مشرق یعنی پورب کیطرف شیطان کا تسلط زیادہ ہے جیسے دوسری حدیث مین ہے کفر کا سر مشرق کیطرف ہے اور حضرت کے زمانے مین یہی حال تہا کیونکہ اُسوقت پورب کی جانب جو ملک واقع تہے جیسے ہند اور چین اور خود عرب کے ملک مین سے نجد وغیرہ وہان ایمان بالکل نہ تہا اور نرا کفر ہی کفر تہا اور جسوقت دجال نکلے گا تو وہ بہی مشرق سے نکلے گا اوسوقت بہی کفر کا زور مشرق ہی کیطرف ہوگا اور بڑے بڑے فتنے اور فساد اسیطرف سے واقع ہوئے اور یہی جانب ہے جاہل وحشی ترکون کا جو انتہا کے جنگی اور فسادی تہے ہین اور فتنہ ان ترکون کا ہلاکو کے زمانہ مین اور غارت کرنا اونکا بغداد کو اور مٹا دینا خلافت عباسی کو اور قتل

ہوتا لاکہون مسلمانون کا اون کے ہاتھہ سے تاریخ مین مشہور ہے اور یہ ایک ایسا بڑا فتنہ تہا جسکی مثل اسلام مین بہت
کم ہوا ہے پہر فتنہ تیمور لنگ کا اور ان فتنون کی خبر دوسری حدیثون مین بہی حضرت نے دی ہے **عن** اَبِی
هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَ اَھْلُ الْیَمَنِ ھُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَۃً اَلْاِیْمَانُ
وَالْفِقْہُ یَمَانٍ وَّالْحِکْمَۃُ یَمَانِیَّۃٌ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کے
لوگ آئے (خود مسلمان ہونے کو) وہ لوگ نرم دل ہین ایمان بہی یمن کا ہے اور فقہ بہی یمن کی اور حکمت بہی یمن
کی **ف** نووی نے کہا یہ جو فرمایا ایمان یمن کا ہے اسکو علما نے ظاہر سے پہیر دیا ہے اس لیے کہ ایمان کا شروع
مکے سے ہوا پہر مدینہ سے ابو عبید معرب کے امام نے اس باب مین چند قول بیان کیے ہین ایک تو یہ کہ یمن سے مراد مکہ ہے
کیونکہ تہامہ مین ہے اور تہامہ ملک یمن مین داخل ہے دوسرے یہ کہ یمن سے مراد مکہ اور مدینہ دونون ہین اس لیے کہ یہ
حدیث آپنے تبوک مین فرمائی اور مکہ اور مدینہ تبوک اور یمن کے درمیان ہین تو اشارہ کیا آپنے یمن کیطرف یعنی یمن کے
سمت کیطرف اور مراد آپکی مکہ اور مدینے سے تھی اس لیے آپنے فرمایا ایمان یمن کا ہے کیونکہ اُسوقت مکہ اور مدینہ دونون
یمن کے سمت مین تہے اور اس کی نظیر یہ ہی کہ رکن یمانی مکہ مین واقع ہے اور اوسکو یمانی کہتے ہین اسلیے کہ وہ یمن کیجانب
واقع ہے تیسرے یہ کہ یمن سے مراد انصار کے لوگ ہین اسلیے کہ انصار اصل مین یمن کے رہنے والے تہے پہر ایمان نسبت
دیا گیا انصار کیطرف کیونکہ وہ ایمان کے مددگار تہے اور یہ اختیار کیا ہے بہت لوگون نے اور یہی قول اچہا ہے سب مین
شیخ ابوعمرو نے کہا اگر ابو عبید اور جو اوس کے تابع ہوئے حدیث کے الفاظ کو دیکہتے اور اُسمین تامل کرتے اور ظاہر حدیث کو
نہ چہوڑتے اور یہی کہتے کہ مراد یمن کے لوگ ہین اسلیے کہ ایک روایت مین ہے تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے اور یہ
خطاب ہے انصار کیطرف تو ضرور یمن والون سے انصار کے سوا اور لوگ مراد ہون گے اسیطرح پر اس روایت مین جو ہے
کہ یمن کے لوگ آئے تو ظاہر ہے کہ اوسوقت انصار نہین آئے تھے دوسرے یہ کہ حضرت نے پہلے انکی عمدہ صفات بیان کیے کہ وہ
نرم دل ہین پہر اوس کے بعد بیان کیا کہ ایمان بھی یمن کا ہے تو یہ اشارہ ہے اون لوگون کیطرف جو یمن سے آئے تہے
نہ مکہ اور مدینہ کیطرف اور حدیث کو ظاہر پر رکہنے سے کوئی مانع نہین ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی وصف سے موصوف ہوتا
ہے اور اچہی طرح اوسپر قائم ہوتا ہے اور اوسکو نسبت دیتے ہین اوس شخص کیطرف اور یمن والون کا ایسا ہی حال
تہا اوس وقت ایمان مین اور اُن لوگون کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تہے یمن والون مین سے اور
آپ کی وفات کے بعد بہی بعض یمن والے ایمان مین ایسے ہی کامل گذرے ہین جیسے اویس قرنی اور ابو مسلم خولانی رضی
اللہ عنہما اور ان کی مانند اور لوگ جن کے قلب سلیم تہے اور ایمان قوی تہا تو ایمان کی نسبت اون کیطرف

اس معنی کر ہے کہ وہ کامل تہی ایمان مین اور اسسے یہ غرض نہین ہے کہ اون کے سوا اور لوگ مومن نہین ہین اس صورت
مین اس حدیث مین اسد اس حدیث مین کہ ایمان حجاز مین ہے منافاۃ نہ ہوگی پہر مراد اس حدیث مین یمین والون سی وہی یمن
والے ہین جو اوسوقت مین موجود تہے نہ ہر زمانے کے یمن والے اس لیے کہ لفظ سی یہ نہین نکلتا اور یہی حق ہے اور ہم اللہ
کا شکر کرتے ہین کہ اوسنے ہمکو سیدہی راہ تبلائی انتہی سراج الوہاج مین ہے کہ لفظ سی نہ نکلتا کچہہ یمن والون سی خاص
نہین بلکہ یہ حکم ہر حدیث مین چل سکتا ہے جسمین کسی ملک والون کی فضیلت بیان ہوئی ہے لیکن صحیح صحیح روایتین
جو یمن والون کی فضیلت یا اور کسی ملک کی فضیلت مین آئی ہین اونمین روایتون سی ابتک لوگ اوس ملک والون
کی فضیلت نکالتے ہین اس لیے کہ اصول کی تاثیر فروع مین ضرور ہوتی ہے پہر تجربے سی بہی یہ بات معلوم ہوئی
ہے کہ جیسی ایمان اور حکمت اور فقہ یمن مین رہا ہے ہر زمانہ مین ویسا اور کسی ملک مین نہین رہا جیسی اس کیطرف آیندہ
اشارہ ہوگا اور اسی قدر کافی ہے حدیث کی مضمون کی صحبت کر لیے اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی رحمت سی جسکو چاہتا ہے
توکوئی وجہ نہین کہ حدیث کو خاص کرین اون لوگون سی جو موجود تہے اوس زمانے مین اور اللہ کی رحمت اس سے زیادہ
وسیع ہے انتہی ۔ یہ جو فرمایا فقہ بہی یمن کے ہے تو فقہ سی مراد یہان دین کی سمجہ اور بوجہ ہی پہر اصطلاح شرع مین اہل اصول
نے فقہ کے معنے یہ قرار دیے کہ وہ علم ہے احکام شرعیہ عملیہ کا اون کے دلائل کے ساتہہ پہر فرمایا کہ حکمت بہی یمن کی ہے
حکمت کے باب مین کئی قول ہین لیکن عمدہ قول یہ ہے کہ حکمت عبارت ہی اس علم سے جو مشتمل ہے اللہ کی معرفت پر اور
اوسکی وجہ سی بصیرت کہل جاتی ہے اور نفس درست ہو جاتا ہے اور حق معلوم ہو جاتا ہے اور عمل کی توفیق ہوتی ہے
اور خواہش نفسانی سے بچاؤ ہوتا ہے اور حکیم وہ ہے جسمین یہ سب باتین موجود ہون ابو بکر بن درید نے کہا جو کلمہ نصیحت
کا ہو یا زجر کا اور جو بات بہتری کیطرف لیجاوے اور برائی سے بچاوے وہ حکمت ہی اور حکم ہے اور یہی مقصود ہی اس حدیث
مین ان الشعر لحکمۃ یعنے بعضی شعر حکمت ہوتی ہے کذا قال النووی اور السراج الوہاج مین ہے کہ حکمت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کہتی ہین جو اللہ کے کلام کے بعد ہے اور ایک جماعت سلف نے آیہ یعلمہم الکتاب والحکمۃ
کی تفسیر یون ہی کی ہے اسیطرح اس آیہ کی اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کی تو صاف حدیث کے معنون
مین یہی ہے کہ حکمت سی حدیث نبوی مراد ہے جسپر حدیث کی کتابین مشتمل ہین اور یہ جو فرمایا کہ بعضی شعر حکمت ہے اسکا
مطلب یہ ہے کہ بعضی شعر حدیث کے موافق ہوتی ہے وہ اچہی ہے اور حدیث کے خلاف ہو وہ قبیح ہے اور وہ جو ابن الصلاح
وغیرہ نے حکمت کے معنے بیان کیے ہین وہ فلاسفہ کی تعریف سی ملتی ہے اور اوس کے قریب ہین اور ایک دلیل اس
بات کی کہ حکمت سی مراد حدیث شریف ہی یہ ہے کہ اوسکو ساتہہ وصف کے بیان کیا اور یہ حدیث ایک نشانی ہی نبوت کی نشانیون

مین سے اور اس مین شہادت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے یمن اور اہل یمن پر کہ اون مین ایمان ہے اور حدیث ہے اور فقہ ہے اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہی کہ اس سے بڑھکر دوسری فضیلت نہین اور کئی ایک آیتین اور حدیثین اُن کی شان مین اور اُنکے ایمان کی صفت مین وارد ہوئی ہین اُنکو علامہ شوکانی نے اپنی تصانیف مین بیان کیا ہی اور مین نے اُنکو سلسلۃ العسجد وغیرہ مین ذکر کیا ہے اور یمن اور صنعا کا بیان کئی کتابون مین لکھا ہے اون مین سی حظیرۃ القدس ہے اور ریاض المرتاض اور مین نے اہل یمن مین سی چند علما کا حال جو کتاب اور سنت پر چلنے والے تھے کتاب اتحاف النبلا اور التاج المکلل مین ذکر کیا ہے اور شکر ہے خدا کا اس بات پر جو قرآن اور حدیث اور فقہ کے علم سے ہمکو اہل یمن سی توسل ہے انتہی

ب أبو القاسم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَہٗ ترجمہ ابوہریرہ سی دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاکُمْ اَهْلُ الْیَمَنِ هُمْ اَضْعَفُ قُلُوْبًا وَّاَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْفِقْهُ یَمَانٍ وَّالْحِکْمَةُ یَمَانِیَةٌ

ب باب منہ

ترجمہ ابوہریرہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئے تمہارے پاس یمن والے اونکے قلب ضعیف ہین اور فواد نرم ہین ف فواد اور قلب دونون ایک ہین بنا بر مشہور کے اور بعضون نے کہا فواد مغائر ہے قلب کے اور عین ہے قلب کے اور بعضون نے کہا فواد باطن قلب ہی اور بعضون نے کہا پردہ ہی قلب کا اور قلب ضعیف ہونے سی یہ مراد ہے کہ اوسمین خوف ہی خدا کا اور تواضع ہے اور وہ قابل ہے نصیحت پانیکے اور سالم ہے سختی اور قسوت سی جیسے اور لوگون کے دلمین ہے اور وہ ضعف قلب مراد نہین ہے جو عیب ہے حکیمون کے نزدیک ت فقہ بہی یمنی ہے اور حکمت بہی یمنی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاْسُ الْکُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَهْلِ الْخَیْلِ وَالْاِبِلِ الْفَدَّادِیْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّکِیْنَةُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ ترجمہ ابوہریرہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوٹی کفر کی مشرق کیطرف ہی اور بڑائی مارنا اور گہمنڈ کرنا گہوڑے والون اور اونٹ والون مین ہے جو چلّاتے ہین ف حدیث مین فدادین کا لفظ ہے اس کے معنون مین اختلاف ہی ابوعمرو شیبانی نے کہا یہ جمع ہے فدّاد کی بہ تشدید دال اور فداد گائے بیل کو کہتے ہین جن سے کہیتی کیجاتی ہے تو مراد کاشتکار اور زمیندار اور ملکی لوگ ہین لیکن انکار کیا ہے اسکا اوروں نے اور کہا فدادین فدید سے ہی جسکے معنے ہی چلانا اور شور کرنا اور مراد وہی لوگ ہین جو اونٹون اور گہوڑون اور کہیتون مین چلّایا کرتے ہین اور حد درجہ کے بدخلق اور سخت ہوتے ہین ابوعبیدہ نے کہا فدادین سے مراد وہ لوگ ہین جنکے پاس بہت اونٹ ہین دوسو سی لیکر ہزار تک (نووی) تحفۃ الاخیار مین ہے کہ جانورون

کی صحبت کی بھی تاثیر ہوتی ہے سائیں اور شتربان اکثر بدخلق ہوتے ہین اور بکری چرانے والی بیشتر مسکین ہوتے
ہین آپ سے سوا سبھی پیغمبرون نے بکریون کو چرایا ت اور وبر والو مین ف وبر کہتے ہین اونٹ کی بالون کو
اور مراد اونٹ والون پاس ہین نہ گہوڑے والون پاس اور شاید مراد وہ لوگ ہون جن کے پاس گہوڑے اور اونٹ
دونون ہون ت اور غریبی اور نرمی بکری والون مین ہے عن ابی هریرة ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال الایمان یمان والکفر قبل المشرق والسکینة فی اهل
الغنم والفخر والریاء فی الفدادین اهل الخیل والوبر ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یمن مین ہے اور کفر پورب کی طرف ہے اور غریبی اور اطمینان بکری والون
مین ہے اور گہمنڈ اور دکہاوا شور کرنیوالون مین ہے جو گہوڑے اور اونٹ رکہتے ہین عن ابی هریرة
قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الفخر والخیلاء فی الفدادین اهل الوبر
والسکینة فی اهل الغنم ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بانگ بلند
سے آپ نے فرمایا بڑائی کرنا اور گہمنڈ شور کرنیوالون مین ہے جو اونٹ رکہتے ہین اور غریبی اور سکینی بکری والون
مین ہے عن الزهری بهذا الاسناد مثله وزاد الایمان یمان والحکمة یمانیة ترجمہ
زہری سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اتنا زیادہ ہے کہ ایمان بہی یمن کا ہے اور حکمت بہی یمن کی ہے —
عن ابی هریرة قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول جاء اهل الیمن هم ارق
افئدة واضعف قلوبا الایمان یمان والحکمة یمانیة والسکینة فی اهل الغنم والفخر
والخیلاء فی الفدادین اهل الوبر قبل مطلع الشمس ترجمہ اوپر گذر چکا عن ابی هریرة
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتاکم اهل الیمن هم الین قلوبا وارق
افئدة الایمان یمان والحکمة یمانیة راس الکفر قبل المشرق عن الاعمش
بهذا الاسناد ولم یذکر راس الکفر قبل المشرق عن الاعمش بهذا الاسناد مثل حدیث
جریر وزاد والفخر والخیلاء فی اصحاب الابل والسکینة والوقار فی اصحاب الشاء
ترجمہ ان سب حدیثون کا اوپر گذرا اخیر کی روایت مین یون ہے کہ گہمنڈ اور بڑائی کرنا اونٹ والون مین ہے اور
سکینہ اور وقار بکری والون مین ہے عن جابر بن عبد الله یقول قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم غلظ القلوب والجفاء فی المشرق والایمان فی اهل الحجاز ترجمہ

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دلوں کی سختی اور کھرکھرا پن پورب والوں میں ہے اور ایمان حجاز والوں میں **ف** یعنی مشرق کی طرف مضر کے کافر رہتے تھے جو نہایت سخت لوگ تھے اور حضرت کے پاس آنے والے لوگوں کو ستاتے تھے اور حجاز عرب کا ایک قطعہ ہے جس میں مکہ اور مدینہ اور طائف داخل ہیں اور قصہ میں کہا السراج الوہاج میں ہے کہ اس حدیث میں مذمت ہے مشرق کی اور تعریف ہے حجاز کی اور یمن حجاز میں داخل ہے اور ہندوستان مشرق میں ہے اور یہ حکایت ہے ایک گذشتہ زمانہ کی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا ہندوستان پر اور اس میں اسلام اور مسلمانوں کو پھیلایا اور بہت سے ہند کے لوگ اسلام سے مشرف ہوئے اور یہ فضل ہے اللہ کا وہ جس کو چاہے دیتا ہے اور ہندوستان میں بہت بڑے بڑے علما اور فضلا گذرے ہیں اور بہت سے محدث جو عمل کرتے تھے کتاب اور سنت پر اور وہ جو بعضے کم بختی ہند کے رہنے والے اس حدیث سے یہ بات نکالتے ہیں کہ مشرق سے مراد نجد کے لوگ ہیں اور یہ حدیث نجد والوں پر صادق آتی ہے اور اسی بنا پر تکفیر کرتے ہیں شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی جو نجد سے مکہ کے علاقہ میں آئے تھے اور انہوں نے توحید کو پھیلایا اور شرک کو مٹایا تھا تو یہ انکا تعصب اور عناد ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفر کی چوٹی پورب میں ہے اور نجد کو خاص نہیں کیا اور مشرق عام ہے تمام ان ملکوں کو شامل ہے جو پورب کی جانب ہیں مدینہ منورہ سے اور عراق ہند ہو یا سندھ اور شیخ محمد بن عبدالوہاب مسلمان عالم تھے حق بات کی دعوت کرتے تھے وہ کافر نہ تھے نہ اسلام سے خارج تھے پھر وہ اس حدیث سے کیونکر مراد ہونگے حالانکہ بعض احادیث صحیحہ میں نجد والوں کی فضیلت موجود ہے ایک شخص کے باب میں آپ نے فرمایا جو نجد کا رہنے والا تھا کہ نجات پائی اس نے اگر سچا ہے اور حدیث سے مراد وہی شخص ہے جو اس صفت کا ہو یعنی سخت دل اور کافر ہو اور جس میں یہ صفت نہیں وہ حدیث میں داخل نہیں ہے خواہ مشرقی نجدی یا ہندی ہو یا مغربی اندلسی ہو اور یہی مفہوم ہے حدیث کا اور مترجم نے مولانا محمد بشیر الدین صاحب مرحوم قنوجی سے سنا فرماتے تھے کہ مشرق سے مراد بدایون کا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے پورب کی جانب واقع ہے اور وہاں سے قرن شیطان کا نکلا جس نے دنیا میں بدعت کا رواج دیا اور علما موحدین کو کافر اور فاسق قرار دیا اللہ تعالیٰ اس کے شر سے تمام مسلمانوں کو بچاوے آمین یارب العالمین

باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون وان محبۃ المؤمنین من الایمان وان افشاء السلام سبب لحصولہا جنت میں وہی جاوینگے جو مومن ہیں اور مومنوں سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے اور سلام کا رواج دینا سبب ہے محبت کا

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخلون الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا اولا

اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بہشت مین نہ جاؤگے جب تک ایمان نہ لاؤگے اور ایمان دار نہ ہوگے جب تک آپسمین
ایک دوسرے سے محبت نہ رکہوگے اور مین بتلا دون تمکو وہ چیز جب تم اوسکو کرو تو آپس مین محبت ہوجاوے رائج کرو سلام
کو آپسمین **ف** ایمان دار نہ ہوگے یعنی پورے ایماندار نہ ہوگے جب تک محبت نہ رکہوگے ایکدوسرے سے اور سلام
کے رائج کرنے سے یہ معنی ہین کہ ہر ایک مومن کو سلام کرے خواہ اوس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور سلام پہلا سبب ہے الفت
کا اور کنجی ہے دوستی پیدا کرنے کی اور سلام کے رائج کرنے مین الفت مسلمانون کے دلون مین جمتی ہے اور انکی علامت
ظاہر ہوتی ہے کیونکہ سلام نشانی ہے مسلمانون کی جو تمیز دیتی ہے اونکو اور قومون سے اور اوسمین ریاضت ہے نفس کے
اور تواضع ہے اور تعظیم ہے دوسرے مسلمانون کی بخاری نے اپنی صحیح مین عمار بن یاسر سے روایت کیا انہون نے
کہا تین باتین ہین جسنے انکو حاصل کیا تو ایمان کو حاصل کیا ایک تو انصاف اپنے نفس سے دوسرے سلام کرنا
سبکو تیسری خرچ کرنا تنگی کے وقت اور سوا بخاری کے اور لوگون نے اس قول کو مرفوعًا روایت کیا اور سلام مین
ایک اور فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اوس سے عداوت اور دشمنی دور ہوتی ہے اور آپس کا بغض رفع ہوتا ہے جو مٹانے والا ہے
نیکیون کو مگر سلام خالص خدا کے واسطے کرے کسی خواہش نفسانی سے اور نہ خاص کرے اپنے دوستون اور احباب کو کذا
ذکرہ النووی تحفۃ الاخیار مین ہے کہ بہشت کا ملنا ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف تو معلوم ہوا کہ بہشت محبت
پر موقوف ہے پہر حضرت نے محبت حاصل کرنیکا آسان طریقہ بتلایا یعنی السلام علیک کرنا سلام سے اسواسطے محبت حاصل
ہوتی ہے کہ دعا ہے خیر ہے یعنی خدا تمکو ہر بلا سے سلامت رکہے اور معمول ہے کہ آدمی اپنے خیر خواہ دعا مانگنے والیکو اپنا
دوست جانتا ہے تو آپ بہی اوس سے محبت کرتا ہے ہرچند سخاوت اور احسان بہی محبت کا سبب ہے لیکن احسان اور
سخاوت تمام عالم کے مسلمانون سے نہین ہو سکتی اور سلام آسان بات ہے کہ ہر ایک کر سکتا ہے اسواسطے حضرت نے اسی
کو خاص کرکے بتلایا لیکن افسوس عجب اولٹا زمانہ ہو گیا ہے کہ جہالت اور غرور کے سبب سے اب بعضے لوگ سلام علیک کرنے
سے ناخوش ہوتے ہین اور عداوت پہ کمر باندہتے ہین محبت اور خیر خواہی کی چیز اون الٹون کے نزدیک عداوت کا سبب
ہوگئی انتہی مترجم کہتا ہے کہ مین نے جن لوگون کو سلام علیک کرنے سے ناراض ہوتے دیکہا ہے وہ لوگ ہین جو انتہا کے
جاہل اور وحشی ہین جنکو یہ بہی نہین معلوم کہ سلام علیک کے معنے کیا ہین اگر اونہی لوگون سے کوئی ہندی زبان مین
کہے خدا آپ کو سلامت رکہے جو بعینہ سلام علیک کے معنی ہین تو خوش ہوتے ہین پس ایسے جاہلون کا علاج یہ ہے کہ اون کو
سلام علیک کے معنے بتلا دیے جاوین اور یہ سمجہا دیا جاوے کہ صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین اور دنیا دونون کے

بادشاہ نے سلام علیک کہا کرتے تھے اور یہ شعار ہے اسلام کا پھر تمہاری حقیقت کیا ہے جو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ناراض ہوتے ہو اور تمہارا درجہ ہی کیا ہے اور تم کو کون پوچھتا ہے اگر اس برے خیال کو ترک نہ کروگے تو اسلام سے خارج ہو جاؤ گے اور اس غرور اور جہالت کی بدولت دین اور دنیا دونوں تباہ ہوں گے **عن** الاعمش بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِىْ مُعٰوِيَةَ وَوَكِيْعٍ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اور اس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بہشت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اخیر تک **باب** بَيَانِ اَنَّ الدِّيْنَ النَّصِيْحَةُ دین خیر خواہی کو کہتے ہیں اور سچائی اور خلوص کو **عن** تَمِيْمٍ الدَّارِىِّ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ ترجمہ تمیم داری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے ہم نے کہا کس کی خیر خواہی آپ نے فرمایا اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور اوس کے رسول کی اور حاکموں کی مسلمانوں کی اور سب مسلمانوں کی **ف** نووی نے کہا یہ حدیث عظیم الشان ہے اور اسی پر مدار ہے اسلام کا اور وہ جو بعضوں نے کہا ہے کہ یہ اون چار حدیثوں میں سے ایک حدیث ہے جو جامع ہیں اسلام کی تمام باتوں کو تو یہ صحیح نہیں بلکہ صرف اسی حدیث پر مدار ہے اسلام کا اور یہ حدیث مسلم کے افراد میں سے ہے اور تمیم داری سے صحیح بخاری میں کوئی روایت نہیں اور نہ مسلم میں کوئی اور روایت ہے اوس کے سوا اس روایت کے امام ابو سلیمان خطابی نے کہا نصیحت ایک ایسا جامع لفظ ہے جسکی مثل دوسرا لفظ زبان عرب میں نہیں ملتا ہے اور معنی اُس کے یہ ہیں کہ اٹھا کرنا سب بھلائیوں کا جس کے لیے نصیحت کی جاوے ایسے ہی فلاح کا لفظ ہے عربی زبان میں جو جامع ہے دنیا اور آخرت سب قسم کی بھلائیوں کو بعضوں نے کہا نصیحت ماخوذ ہے نَصَحَ الرَّجُلُ ثَوْبَهٗ سے یعنی سیا فلانے نے کپڑا اپنا تو نصیحت کرنیوالے کے فعل کو مشابہت دی سینے سے جیسے سینے سے کپڑا درست ہوتا ہے ایسے ہی نصیحت سے دوسرے کے خلل رفع ہوتے ہیں اور وہ درست ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا وہ ماخوذ ہے نَصَحْتُ الْعَسَلَ سے یعنی صاف کیا میں نے شہد کو موم سے تو مشابہت دی صاف بات جس میں کھوٹا پن نہ ہو اوس شہد کے ساتھ جو موم اور چرک سے صاف کیا جاوے لیکن نصیحت کی تفسیر تو خطابی اور اور علما نے اوس باب میں ایک نفیس کلام کہا ہے اور میں سب کو ملا کر مختصر طور پر بیان کرتا ہوں اللہ کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اوس پر ایمان لاوے اور اوس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اوس کی صفات میں بے دینی اختیار نہ کرے جتنی صفات کمال اور جلال کے ہیں وہ سب اوس

لیے ثابت کرے اور اوسکو پاک سمجھے تمام عیبون اور نقصانات سے اوسکی عبادت کے لیے مستعد رہے اوسکی نافرمانی سے بچتا رہے
اوسکے لیے دوستی رکھے اور اوسی کے لیے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا فرمانبردار ہو اوس سے محبت رکھے اور جو شخص خدا کی نافرمانی
کرے اوس سے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا انکار کرے اوس سے جہاد کرے اوسکے احسان کا اقرار کرے اوسکا شکر گذار رہے
(یعنی خدا کی ۱۲)
تمام کامون مین سچا اور مخلص رہے لوگون کو بلاوے ان باتون کیطرف اور رغبت دیوے اونکی سب لوگون کو یا جن پیہ
اوسے قدرت ہے خطابی نے کہا ان صفات سے بندے کو نفع حاصل ہوتا ہے نہ اللہ تعالی کو کیونکہ اللہ بے پرواہ ہے ہر ناصح
کی نصح سے ۲ خدا کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ یقین کرے اس بات پر کہ وہ اللہ کا کلام ہے اوسنے اوتارا ہے کسی مخلوق
کا کلام اوسکی مثل نہین ہوسکتا اور نہ کوئی مخلوق اوسکی مثل بنا سکتا ہے پھر اوس کی بڑائی دلمین رکھے اوسکی تلاوت
کرے جسطرح تلاوت کا حق ہے اوسکو خوش آوازی سے پڑھے درد اور رقت کے ساتھہ اوسکے حروف اچھی طرح سے ادا کرے
جو لوگ اوسمین تحریف کرنا چاہتے ہین تاویلات سے اون کا رد کرے جو اوسپر اعتراض اور طعنہ کرتے ہین اون کا جواب
دیوے جو مضمون اوسمین ہین اون کی تصدیق کرے اوسکے احکام سے خبردار ہو اوسکے علوم اور مثالونکو سمجھے اوسکی نصیحتون
پہ غور کرے اوسکے عجائب اور غرائب مین فکر اور خوض کرے اوسمین جو آیتین محکم ہین اونپر عمل کرے (یعنی حلال
حرام کی آیتین اور احکام کی آیتین) اور جو آیتین متشابہ ہین (یعنی اعتقاد کی آیتین) اونکو تسلیم کرے (یعنی
اون کے ظاہری معنی پہ یقین کرکے اوسکی حقیقت کو خدا کے سپرد کرے اوسمین تاویل یا تحریف یا انکار نکرے)
اوسکے عام اور خاص اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانے اوسکے علوم کو پھیلاوے اوس طرف دعوت کرے —
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نصیحت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا بھیجا ہوا سمجھے اور اوسپر یقین کرے اور جتنی باتین
آپ لیکر آئے ہین اون سب پر ایمان لاوے آپ کے حکم کو مانے آپ نے جس سے منع کیا اوس سے باز رہے آپ کی مدد
کرے گو آپ وفات پا چکے ہین (جیسے زندگی مین آپ کی مدد کرتا اگر آپ دنیا مین تشریف رکھتے ہوتے) جو شخص آپ
کا دشمن ہو اوس سے دشمنی رکھے جو شخص آپ کا دوست ہو اوس سے دوستی رکھے آپ کا درجہ بڑا سمجھے آپ کے حق کی
توقیر کرے آپ کے طریقہ کو زندہ کرے آپ کی سنت کو چلاوے آپ کی دعوت کو پھیلاوے آپ کی شریعت کو مشہور
کرے آپ کی شریعت پر جو کوئی تہمت کرے اوسکی تہمت کو دور کرے آپ کی شریعت کے علم پھیلاوے آپ کی شریعت
کے مضامین مین غور کرے اوس طرف لوگون کو بلاوے اوسکے سیکھنے اور سکھانے مین کوشش اور نرمی کرے اوسکی
عظمت اور بزرگی کرے اوسکے پڑھتے وقت ادب سے رہے لغو باتین نکرے بغیر جانے بوجھے اوسمین گفتگو نکرے جو لوگ
شریعت کا علم رکھتے ہون یعنی قرآن اور حدیث کا اونکی عظمت اور بزرگی کرے آپ کے اخلاق و عادات کو اختیار کرے

آپ کی آداب پر چلے آپ کے اہل بیت اور اصحاب سے محبت رکھے جو شخص آپ کی شریعت مین بدعت نکالے اوس سے علاحدہ
رہے (یعنی اوس کا شریک نہو اور اوسکی مدد نکرے) جو شخص آپ کے آل یا اصحاب سے بغض رکھے اوس سے جدا رہے مسلمان
حاکمون کے لیے نصیحت یہ ہے کہ حق بات مین اونکی مدد کرے اور اونکی اطاعت کرے اور انکو حکم کرے حق بات کا اور
یاد دلادے اور نصیحت کرے نرمی اور ملائمت سے اور جس بات سے وہ غافل ہون انکو بتادے اور مسلمانون کے کسی حق کی انکو
خبر نہو تو اوس سے جتادے اور ان سے بغاوت اور سرکشی نکرے اور لوگون کا دل اون کی اطاعت کیطرف مائل کرے
خطابی نے کہا یہ بھی اون کے لیے نصیحت ہے کہ اون کے پیچھے نماز پڑھے اون کے ساتھ کافرون سے جہاد کرے
زکوٰۃ انکو ادا کرے تلوار اونپر نہ اٹھاوے جب وہ کچھ ظلم کرین یا بدخلقی کرین اور جھوٹی خوشامد سے اونکو مغرور نکرے
اور انکے واسطے دعا کرے نیکی کی اور یہ سب اوس صورت مین ہے کہ مسلمانون کے امامون سے خلفا وغیرہ مراد ہون
جو مسلمانون کے کامون کا انتظام کرتے ہین حکومت والے ہین سے اور یہی مشہور ہے اور خطابی نے اسیکو نقل کیا
پھر کہا کبھی مراد لی جاتی ہے اماموں سے دین کے علما اور اُن کے لیے نصیحت یہ ہے کہ انکی باتون کو مانین
جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہون لیکن عام مسلمانون کے لیے نصیحت وہ یہ ہے کہ انکو بتلاوے
وہ بات جسمین اون کے آخرت کا فائدہ ہو اور دنیا کا اور انکو ایذا نہ دلوے اور سکھلادے انکو وہ بات دین کی جو
وہ نہین جانتے اور مدد کرے انکی زبان سے اور ہاتھ سے اور انکی عیبون کو چھپادے اور اُن کے ضرر کو دور کرے
اور انکی منفعت کے لیے کوشش کرے اور انکو حکم کرے نیک بات کا اور منع کرے بری بات سے نرمی اور ملائمت اور
شفقت سے اور اُن مین جو بزرگ بوڑھا ہو اوسکی بزرگی کرے اور جو بچہ چھوٹا ہو اوسپر شفقت کرے اور انکو ہمیشہ
پند کرتا رہے اور اُن سے فریب نکرے نہ اون سے حسد کرے اور اُن کیواسطے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور برا
جانے اون کیلیے جو اپنے لیے برا جانتا ہے اور انکی مال یا عزت کی محافظت کرے اسی طرح جتنی باتین ہم نے
نصیحت کی بیان کین اُن سب کی انکو دعوت دیوے اونکی ہمت کو عبادت کیطرف لگادے اور سلف صالحین
مین بعضے ایسے بزرگ تھے کہ وہ نصیحت کیلیے اپنی دنیا کا نقصان گوارا کرتے یہ خلاصہ ہے اُسکا جو بیان کیا گیا
نصیحت کی تفسیر مین ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نصیحت کو دین اور اسلام کہتے ہین
اور دین کا اطلاق اعمال پر بھی ہوتا ہے جیسے اقوال پر ہوتا ہے اور نصیحت فرض کفایہ ہے اگر بعضے کرینگے تو کافی
ہے باقی لوگون کے اوپر مواخذہ نہ رہیگا اور نصیحت لازم ہے اپنی طاقت کے موافق جب یہ بات معلوم ہو کہ اوسکی
نصیحت قبول کیجاویگی اور اُسکی حکم کی اطاعت کیجاویگی اور اُسکی جان پر کوئی آفت نہ آویگی اگر کسی آفت یا

مصیبت کا خوف ہو تو مختار ہے چاہے تو نصیحت چھوڑ دیوے **عَنْ** تَمِیْمِ الدَّارِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ **ترجمہ** تمیم داری سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** تَمِیْمِ الدَّارِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِہٖ **ترجمہ** تمیم داری سے تیسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** جَرِیْرٍ قَالَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ **ترجمہ** جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے پر اور زکوٰۃ دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر **ف** خاص کیا نماز اور زکوٰۃ کو کیونکہ یہ دونوں بڑے رکن ہیں دین کے بعد شہادتین کے اور روزے کو ذکر نہیں کیا اس لیے کہ دوسری روایت میں ہے بیعت کی سننے اور مان لینے پر اور روزہ اسمیں داخل ہے بلکہ دین کے تمام احکام اوسمیں آگئے **عَنْ** جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی النُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ **ترجمہ** جریر بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کی خیر خواہی کے لیے **عَنْ** جَرِیْرٍ قَالَ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فَلَقَّنَنِیْ فِیْمَا اسْتَطَعْتَ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ **ترجمہ** جریر سے روایت ہے میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لینے اور مان لینے کی (یعنی جو حکم آپ فرماوینگے اوسکو سنونگا اور بجا لاؤنگا) پھر آپ نے مجھے سکھلا دیا اتنا اور کہہ جہانتک مجھ سے قدرت ہو (یہ آپکی کمال شفقت تھی اپنی امت پر کہ شاید کوئی حکم دشوار ہو اور نہ ہو سکے تو بیعت میں خلل آوے اسلیے اتنا اور بڑھا دیا کہ جہانتک مجھ سے ہو سکے) اور بیعت کی اس بات پر کہ خیر خواہ رہوں گا ہر مسلمان کا **ف** پھر جریر نے اپنی بیعت پر ایسا عمل کیا کہ ایک بار اپنے غلام کو بھیجا گھوڑا خریدنے کو وہ تین سو درہم کو ایک گھوڑا چکا لایا اوسکا مالک بھی ساتھ آیا دام لینے کو جریر نے گھوڑے کے مالک سے کہا تیرا گھوڑا تین سو درہم سے زیادہ کا مال ہے تو چار سو درہم کو بیچ اوسنے کہا میں نے تمکو اختیار دیا جو دام مناسب ہوں دیدو جریر نے کہا وہ چار سو درہم سے بھی زیادہ کا مال ہے پانسو درم کو بیچ اسیطرح سو سو درم بڑھاتے گئے اور مالک راضی تھا یہانتک کہ آٹھ سو درم تک لگائے اور خرید آٹھ سو درم کو لوگوں نے کہا تم نے یہ کیا کیا جریر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ہر مسلمان کی خیر خواہی پر تو گھوڑے کا بیچنے والا بھی مسلمان تھا اور یہ بات خیر خواہی کی نتھی کہ میں اوسکا مال کم کو خریدوں اور اوسے نقصان دوں روایت کیا اسکو طبرانی نے

بَابٌ بَیَانِ نُقْصَانِ الْاِیْمَانِ بِالْمَعَاصِیْ وَنَفْیِہٖ عَنِ الْمُتَلَبِّسِ بِالْمَعْصِیَۃِ عَلٰی اِرَادَۃِ نَفْیِ کَمَالِہٖ **ترجمہ** ایمان کا گھٹ جانا گناہوں سے اور ایمان جدا

[illegible]

... اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... بات ... زنا ... اور کوئی گناہ پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تم میں سے پورا کرے اپنی بیعت کو اس کا ثواب اللہ پر ہے اور جس نے کوئی خطا ان
خطاؤں میں سے کر ڈالی پھر اسکو دنیا ہی میں سزا مل جاوے تو یہی اسکا کفارہ ہے اور جو دنیا میں سزا نہ ملے
تو آخرت میں خدا کو اختیار ہے چاہے اسکو معاف کرے چاہے عذاب دیوے تو یہ دونوں حدیثیں موافق ہو
گئے اور اللہ تعالی کے اس قول کے إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ یعنے
اللہ تعالی نہیں بخشیگا شرک کو اور سوا شرک کے اور گناہ بخشدیگا جسکے چاہے اور اجماع اہل حق کا اس بات پر ہے
کہ زانی اور چور اور قاتل اور سوا ان کے اصحاب کبائر جو شرک اور کفر میں مبتلا نہوں مومن ہیں مگر ایمان انکا
ناقص ہے اگر توبہ کرینگے تو گناہ معاف ہوجاوے گا اور جو گناہ کرتے کرتے مرینگے تو خدا کے اختیار پر ہے

چاہے انکو بخش دیوے اور جنت مین لیجاوے اور چاہے گناہ کے برابر عذاب دیکر پہر جنت مین لیجاوے تاجابہ کہتے مین ہمکو اس حدیث کی تاویل پہ اور جو حدیث اسکی مشابہ آئی ہے یہہ تاویل ظاہر ہے لغت سے بعید نہین نہ استعمال سے اور جب دو حدیثین ایسی وارد ہون کہ بظاہر ان مین اختلاف ہو تو انکی تاویل کرنا ضرور ہے اور جمع کرنا واجب ہے اور بعضے علماء نے اس حدیث کے معنے یون بیان کیے ہین کہ جو شخص زنا کرے اسکو حلال جانکر یا چوری کرے اسکو حلال جانکر تو وہ مومن نہین کیونکہ حلال جاننا شرعی حرام کو باتفاق علماء کفر ہے اور حسن اور ابو جعفر طبری نے کہا مومن نہونے سے یہہ مراد ہے کہ وہ تعریف کے قابل نہین رہتا کہ مومن اللہ کا دوست اوسے کہین اور مستحق ہوتا ہے بری لقب کا جیسے زانی یا چور یا لٹیرے یا شرابی کا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ اوسکے دل سے ایمان کا نور جاتا رہتا ہے اور اس باب مین ایک حدیث مرفوع بہی آئی ہے اور مہلب نے کہا اسکی بصیرت اللہ کی عبادت مین جاتی رہتی ہے اور زہری نے کہا یہ حدیث اور جو حدیثین اسکی مثل آئی ہین انپر ایمان لانا چاہیے اور جس مطلب پر آئین مین اوسی پر رواں کرنا چاہیے اور اُسکے معنے مین زیادہ غور نکرنا چاہیے کیونکہ ہمین اوس کے معنے معلوم نہین اور کہا انہون نے چلاؤ ان حدیثون کو اوسیطرح جیسے اگلے لوگون نے چلایا انکو اور بعضون نے اس حدیث کے معنے مین اور اقوال بیان کیے ہین جو ظاہر نہین ہین بلکہ بعضے غلط ہین اس لیے مین نے انکو نقل نہین کیا اور یہ اقوال جو بیان ہوئے سب محتمل ہین اور صحیح وہی معنے ہے جو ہمنے سب سے پہلے بیان کیا۔ امام بخاری نے اپنی صحیح مین اس حدیث کے معنے یہی بیان کیے ہین کہ وہ مومن کامل نہین ہوتا اور اُسمین ایمان کا نور نہین رہتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ وَاقْتَصَّ الْحَدِیْثَ یَذْكُرُ مَعَ ذِكْرِ النُّهْبَةِ وَلَمْ یَذْكُرْ ذَاتَ شَرَفٍ قَالَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بمثلہ الْمُسَیَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ بَكْرٍ هٰذَا اِلَّا ذِكْرَ النُّهْبَةِ **ترجمہ** یہ روایت ہے ابی ہریرہ سے ایسی ہی جیسے اوپر گذری اس مین یہ نہین کہ لوٹ عمدہ یعنی بہاری ہو اور دوسری روایت مین ابن شہاب کی لوٹ کا بالکل ذکر نہین ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ عُقَیْلٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَذَكَرَ النُّهْبَةَ وَلَمْ یَقُلْ ذَاتَ شَرَفٍ **ترجمہ** اس روایت مین بھی لوٹ کا ذکر ہے یعنی عمدہ اور بہاری کا لفظ نہین ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ بِمِثْلِ حَدِیْثِ الزُّهْرِیِّ غَیْرَ اَنَّ الْعَلَاءَ وَصَفْوَانَ بْنَ سُلَیْمٍ

لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ
أَعْيُنَهُمْ فِيهَا وَهُوَ حِينَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ وَزَادَ وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِينَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَإِيَّاكُمْ إِيَّاكُمْ **ترجمہ** اس روایت میں یہ نہیں کہ لوگ اپنی آنکھیں اٹھاویں اوس لوٹ کی طرف اور ہمام کی
روایت میں ہے مومن اپنی آنکھیں اٹھاویں جسوقت وہ لوٹ رہا ہو اوس لوٹ کیطرف تو وہ مومن نہیں ہے اور اتنا
زیادہ ہے کہ نہ چوراوے کوئی تم میں سے غنیمت کے مال میں اور جسوقت چراوے تو وہ مومن نہیں تو بچو تم بچو تم
اس چوری سے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي
وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ
مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا
کرنیوالا جسوقت زنا کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب
شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور توبہ قبول ہوگی بعد اسکے **ف** نووی نے کہا اجماع کیا علما نے
کہ توبہ قبول رہتی ہے جب تک جان کنی نہ شروع ہو اور توبہ کے تین رکن ہیں ایک تو یہ گناہ سے جدا ہو جاوے
دوسرے اس کے کرنے پر شرمندہ ہو تیسرے قصد کرے کہ پھر کبھی نہ کرونگا پھر اگر توبہ کی ایک گناہ سے اور دوبارہ کیا
اوسکو تو توبہ باطل نہ ہوگی اور جو توبہ کی ایک گناہ سے پھر دوسری قسم کا گناہ کیا تو پہلی توبہ صحیح ہے یہی مذہب ہے
اہل حق کا اور معتزلے نے دونوں مسئلوں میں خلاف کیا ہے قاضی عیاض نے کہا کہ بعض علما نے یہ کہا ہے کہ اس
حدیث میں اشارہ ہے تمام گناہوں کیطرف اور ذکر کیا گیا ہے زنا تو زنا اشارہ ہے ان تمام گناہوں کیطرف جو
خواہش نفسانی سے ہوتے ہیں اور چوری اون تمام گناہوں کیطرف جو دنیا کے طمع سے ہوتے ہیں اور حرام کی حرص سے
اور شراب اون تمام گناہوں کیطرف جو خدا کی یاد سے روکتے ہیں اور اوسکے حقوق سے غافل کرتے ہیں اور لوٹ ان
تمام گناہوں کیطرف جنمیں اللہ کے بندوں پر ظلم ہوتا ہے اور انکی بے عزتی ہوتی ہے اور دنیا اکٹھا کی جاتی
ہے ناجائز طریقوں سے **باب** بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ منافق کی خصلتوں کا بیان **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا
كَانَ وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ
وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَإِنْ
خَلَّةٌ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

چار خصلتیں ہیں جس میں ہوں [illegible]

[illegible]

تو بات کہے اور جھوٹ بولے ف [illegible]

تو خیانت کرے نووی نے کہا ہے یہ حدیث کو علما نے مشکل کہا ہے اس وجہ سے کہ یہ خصلتیں کبھی [illegible]
پائی جاتی ہیں جو تصدیق رکھتا ہے ارکان ایمان پر اور اجماع کیا ہے علما نے اس بات پر کہ جو شخص دل سے
یقین رکھے اور زبان سے اقرار کرے ایمان کے ارکان کا پھر یہ چاروں کام کرے تو وہ کافر نہیں منافق نہیں
جو ہمیشہ جہنم میں رہیگا کس لیے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں میں [illegible]
موجود تھیں تو محققین علما نے یہ کہا ہے کہ وہی صحیح اور مختار ہے کہ یہ خصلتیں نفاق کی ہیں اور حدیث کا
مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں یہ خصلتیں ہوں وہ مشابہ ہے منافقوں کے ان خصائل میں اور اخلاق میں
نفاق یہی ہے کہ ظاہر باطن کے خلاف ہو اور جس شخص میں یہ خصلتیں ہونگی اوس کا ظاہر باطن کے خلاف
ہوگا اور اس کا نفاق اوسی لوگوں کے حق میں اثر کریگا کہ جس سے وہ وعدہ کریگا یا گفتگو کریگا یا جھگڑیگا
یا امانت لیگا اور اسلام کے حق میں یہ نفاق اثر نہ کریگا کیونکہ اسلام میں اس کا ظاہر باطن کے خلاف نہیں
نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان خصلتوں کا رکھنے والا ایسا منافق ہے جو
کافر ہے [illegible] جس کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے اور یہ فرمانا کہ وہ پورا منافق ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ بہت مشابہ
ہوگا منافق کے ان خصلتوں کے سبب سے بعض علما نے کہا ہے یہ حدیث اوس شخص کے باب میں ہے جس پر یہ خصلتیں غالب ہوں
وقوع میں آتی ہوں [illegible] اور یہی مختار ہے حدیث کے
معنے میں اور امام ابو عیسی ترمذی نے علما سے ایسا ہی نقل کیا ہے کہ مراد حدیث میں عمل کا نفاق ہے نہ اعتقاد
کا نفاق اور ایک جماعت علما نے کہا ہے کہ مراد اس حدیث سے وہ منافق ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں تھے اور انہوں نے جھوٹ بولا [illegible] اور دین کی امانت میں خیانت کی تھی اور وعدہ کیا [illegible]
[illegible] کی پیروی کی [illegible] قول ہے سعید بن جبیر اور عطا
[illegible]
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قاضی عیاض نے کہا

[illegible] کیا ہے یہ کہ مقصود اس حدیث سے ڈرانا
[illegible] ہو جاویگا اور حکایت کی خطابی نے
[illegible] آپ کے زمانے میں تھا آپ ہی کے زمانے میں تھا فرماتے فلاں
[illegible] کہتا ہے اس جل
[illegible] ضرورت ہی نہیں کہ جس شخص میں
[illegible] موافق ہوئے جیسے کہ پہلے تو تو اسے لڑتے وقت
[illegible] منافق ہوگا اس پر پنچ دین کی باتوں میں بہی وہ غلطی کرے گا زبان
[illegible] کرینگا اس لیے کہ اوسکا تو یہ قاعدہ ہو گیا ہے
[illegible] اس حدیث میں اذا حدث کذب و
[illegible] قاعدہ ہو مومن نہیں ہو سکتا تخریج الا خبار
[illegible] اسلام کا اقرار کرے حضرت کیوقت میں جو
[illegible] اسلام سے لیکر بے ست اعتقاد اور فسق و
[illegible] ایمان کے ساتھ تو یہ تھا کہ آدمی ان بد کاموں
[illegible] اوس میں کچھ ظاہر ہوا اسے ساتھ اوسکو منافق فرمایا
[illegible] عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال آية المنافق ثلاث
اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان ترجمه [illegible] حضرت رسول
الله صلى الله عليه وسلم نے فرمایا منافق کی [illegible] بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو خلاف
[illegible] عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه و
سلم من علامات المنافق ثلاثة اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان [illegible] علاوه
عن العلاء بن عبد الرحمن بهذا الاسناد وقال آية المنافق ثلاث وان صام
وصلى وزعم انه مسلم [illegible] ہو کہ منافق کی نشانیاں تین ہیں اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے
[illegible] عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثل حديث
يحيى [illegible] عن العلاء [illegible] وان صام وصلى وزعم انه مسلم [illegible]

گذرا **باب** بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر **ترجمہ** جس نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر
کہا اوسکے ایمان کا بیان **عن** ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اکفر الرجل
اخاہ فقد باء بھا احدھما **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
کسی مرد نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ بات دونوں میں سے کسی پر ضرور پلٹے گی **ف** یعنی اگر وہ کافر ہے حقیقت
میں جسکو کافر کہا تو بجا ہوا اور اگر وہ کافر نہیں تو اسوقت کفر کہنے والے پر پلٹ پڑیگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی
اپنی زبان کو روکی رکھے ہر ایک کو بے دلیل یقینی کافر نہ کہے شاید اسی پر پلٹ پڑے اور خدا کے غضب میں گرفتار
ہو ہاں یوں کہنا مضایقہ نہیں کہ فلان شخص کافرون کے سے کام کرتا ہے اگر اوس کے عمل دین کے خلاف ہوں اور
اگر کسیکا کفر بدلیل قطعی ثابت ہوگیا ہو اور ضروریات دین کا وہ انکار کرتا ہو تو اسکو بے شوق سے کافر کہے تاکہ کوئی اسکی راہ
پر نہ چلے اور شریعت محمدی میں خلل نہ پڑے جیسے کہ اس زمانے میں ملحد فقیر ظاہر ہوتے ہیں کہ شریعت محمدی سے منکر ہیں
بیشک وہ کافر ہیں انتہے **مترجم** کہتا ہے ہمارے زمانے میں ایک نیا فرقہ مسلمانوں میں پیدا ہوا ہے جن
کو نیچری کہتے ہیں وہ گو عقل کے تابع اپنے تئیں کہتے ہیں پر عقل سلیم سے بہرہ نہیں کہتے وہ تمام ضروریات دین سے
فرشتوں کا شیطان کا وحی کا معجزات کا انکار کرتے ہیں نماز روزہ کو لغو اور بیکار خیال کرتے ہیں وہ بلاشبہ
کافر ہیں اور کافر بھی کیسے سخت کہ اگر کوئی مسلمان اون کے کفر میں شبہ کرے تو میں ڈرتا ہوں کہیں وہ خود بھی
کافر نہ ہوجاوے۔ امام نووی نے فرمایا کہ اس حدیث کو بھی بعض علماء نے مشکلات میں سے خیال کیا ہے اس لیے کہ اس کے
ظاہری معنے مراد نہیں کیونکہ اہل حق کا مذہب ہے کہ مسلمان گناہ کرنے سے جیسے قتل یا زنا کرنے سے کافر نہیں ہوتا پس
اسیطرح اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہنے سے بھی کافر نہوگا جب تک دین اسلام کے باطل ہونیکا اعتقاد نکرے اور جب یہ
معلوم ہوا تو حدیث کی تاویل کئی صورتوں سے کی گئی ہے ایک یہ مراد وہ شخص ہے جو اس بات کو درست جانے اس
صورت میں کفر پلٹنے سے یہ مراد ہوگا کہ وہ کہنے والا خود کافر ہوجاویگا کیونکہ مسلمان کو کافر کہنا درست جانتا ہے دوسرے
یہ کہ مراد کفر پلٹنے سے یہ ہو کہ اس کا گناہ اور عیب کہنے والے پر لوٹ جاویگا تیسرے یہ کہ حدیث محمول ہے اون خوارج پر
جو مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں اور اس تاویل کو قاضی عیاض نے امام مالک سے نقل کیا ہے اور یہ ضعیف ہے اس
لیے کہ اہل حق کے نزدیک خوارج بھی اور اہل بدعت کیطرف کافر نہیں ہیں یہی مذہب صحیح اور مختار ہے چوتھی
تاویل یہ ہے کہ مراد پلٹنے سے یہ ہے کہ انجام اوسکا کفر ہوگا اس لیے کہ گناہ گویا کفر کا قاصد ہے اور جو شخص گناہ بہت
کرتا ہے تو ڈر ہے کہ گناہوں کی نحوست اوسکو کفر تک لیجاوے اور موید ہے اس تاویل کی وہ روایت جو ابو عوانہ اسفرائنی

نیچری

نے اپنی کتاب مخرج علی صحیح مسلم مین نکالی کہ پھر اگر وہ شخص جسکو اسنے کافر کہا حقیقت مین کافر ہو تو خیر ورنہ کفر لوٹ
آویگا اسپر اور ایک روایت مین ہی جب اپنے بہائی کو کافر کہا تو دونون مین سی ایک پر کفر واجب ہوگیا یا تحقیق
تاویل یہ ہی کہ مراد پلٹنے سی اوسکی تکفیر کا پلٹنا ہے یعنی اوس شخص نے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہین تو گویا اس
نے خود اپنی تکفیر کی اس لیے کہ کہنے والا بہی مثل اسکی ایک مسلمان ہو انتہے ما قال النووی **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ
يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا
اَحَدُهُمَا اِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ اِلَيْهِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم نے فرمایا جو شخص اپنے بہائی کو کافر کہکر پکارے تو کفر آجاویگا دونون مین سی ایک پر اگر وہ شخص جسکو اسنے
پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اوسپر رہیگا) ورنہ لوٹ آویگا پکارنے والے پر **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهٗ اِلَّا كَفَرَ وَ
مَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ
اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ **ترجمہ** ابو ذر غفاری (جندب بن جنادہ یا بریر) سے روایت ہی انہون
نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص اپنے تئین بیٹا کہے کسی کا اور جانتا ہو کہ اسکا بیٹا نہین ہی
(یعنے اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتلاوے جان بوجھکر) تو وہ کافر ہوگیا **ف** نووی نے کہا اسکی تاویل دو
طرح ہے ایک تو یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس امر کو حلال اور جائز جانے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد کفر شرعی نہین ہے
جو مقابل ہی اسلام کے بلکہ کفر سے مقصود کفران ہی یعنے ناشکری اور احسان فراموشی اس لیے کہ باپ کا حق اوس نے
فراموش کیا اور غیر کو باپ بنایا اور اسکی نظیر دوسری حدیث مین ہی آپنے فرمایا عورتون کو وہ کفر کرتی ہین یعنی ناشکری
کرتی ہین خاوند کی انتہے **ف** اور جس شخص نے دعوی کیا اوس چیز کا جو اوسکی نہین ہی وہ ہم مین سی نہین ہے
اور بنا لیوے وہ ٹہکانا اپنا جہنم مین **ف** اوسکی نہین ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ یہ شی میری نہین ہی خواہ وہ دوسری
کسی کی ہو یا نہ ہو اسپر دعوی کرے کہ میری ہے تو وہ ہم مین سے نہین ہی یعنی ہماری راہ اور طریقے پر نہین ہے کیونکہ
اسلام کی شان سی جہوٹا دعوی کرنا بہت بعید ہے جیسے باپ بیٹے سے کہتا ہے تو میرا نہین ہے یعنی میری وضع اور
چال پر نہین ہے اور جہنم مین ٹہکانا بنانے سی یہ غرض ہے کہ سزا اس قصور کی جہنم ہے پھر اگر خدا چاہے تو معاف
کردیوے اور توبہ سی بہی معاف ہو سکتا ہے (نووی) **ف** اور جو شخص کسیکو کافر کہکر بلاوے یا خدا کا دشمن کہکر
پھر وہ (جسکو اس نام سی پکارا) ایسا نہو (یعنے کافر نہو) تو وہ کفر پلٹ آویگا پکارنیوالے پر **باب** بیان

بابُ بیانِ حالِ ایمانِ مَنِ ادّعٰی اِلٰی غیرِ اَبیهِ وهو یعلمُ

[illegible] ترجمہ [illegible] ...قَالَ إِيمَانٍ مَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ

[illegible] عن [illegible] ...درباب بنا وی جان بوجھکر اوس کے ایمان کا حال

[illegible] ...سلم قَالَ لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ

[illegible] ...لمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت نفرت کرو اپنے باپون سے

[illegible] ...بنا وجو شخص نفرت کرے اپنے باپ سے وہ کافر ہو گیا

[illegible] ...اُدْعِيَ زِيَادٌ لَقِيتُ أَبَا بَكْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا الَّذِي صَنَعْتُمْ

[illegible] ...يَقُولُ سَمِعَ أُذُنَايَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ

[illegible] ...غَيْرَ أَبِيهِ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ ابو عثمان (نہدی عبد الرحمن بن مل) سے روایت ہے جب زیاد کا دعوی کیا گیا [illegible]

بیٹا تھا عبید ثقفی کا اور یاروں میں سے تھا حضرت علی کے پھر معاویہ نے اسکو اپنے باپ ابو سفیان کا نطفہ ٹھرایا

اور زیاد نے قبول کر لیا اور معاویہ کا بھائی بن بیٹھا **ف** تو میں ابو بکرہ سے ملا (زیاد ابو بکرہ کا مادری بھائی

تھا) اور میں نے کہا یہ تم نے کیا کیا (یعنے تمہارے بھائی نے) میں نے سعد بن ابی وقاص سے سنا وہ کہتے تھے میرے

کان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس نے اسلام میں اپنے باپ کے سوا اور کسی کو

باپ بنایا تو جنت اوس پر حرام ہے **ف** اگر وہ اس امر کو درست جانکر کرے یا اوس کے فعل کی جزا یہ ہے کہ جنت

حرام ہو گی اوس پر اوس وقت جب اچھے لوگ جنت میں داخل ہونگے پھر خدا چاہے تو جزا اوسکو دیوے یا معاف کر دے

(نووی) **ف** ابو بکرہ نے کہا میں نے خود سنا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** پھر ابو بکرہ نے اس گناہ

کی وجہ سے زیاد سے ملنا چھوڑ دیا اور قسم کھالی کہ زیاد سے کبھی بات نکرونگا (نووی) سراج الوہاج میں ہے کہ لوگوں نے

اس باب میں بڑی ڈھیل کی ہے یہانتک کہ بعض لوگ دوسروں کی اولاد بن بیٹھے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ

ہم انکی اولاد میں نہیں اور بادشاہوں اور امیروں اور نوابوں میں حرام کی نسل بہت پھیلی ہے اور باوجود اسکے وہ

اپنے تئیں نسبت دیتے ہیں باپوں کیطرف حالانکہ وہ اولاد ہیں اپنی ماؤں کی اور باپ کی اولاد نہیں ہیں اور بعضوں

نے اپنے تئیں سید بنا لیا ہے دنیا کے طمع سے حالانکہ وہ بنی فاطمہ نہیں ہیں اور وہ جانتے ہیں اس بات کو لیکن دنیا

کی وجاہت اور عزت کے خیال سے یہ طوفان جوڑتے ہیں اور اکثر ایسی ہلاکت اور تباہی میں امیر اور مفلس پڑ جاتی ہیں

امیر تو اپنی شان بڑھانے کے لیے اور مفلس پیسہ کمانے کے لیے اور یہ نہیں ہے مگر شیطان کے تسلط سے جس نے

اُن کے عقلون کو سیٹ دیا ہے اور گمراہ کر دیا ہے خدا نیک اونکی ہدایت کرے **عَنْ** سَعْدٍ وَّاَبِیْ بَکْرَۃَ
کِلَیْہِمَا یَقُوْلُ سَمِعَتْہُ اُذُنَایَ وَوَعَاہُ قَلْبِیْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی
غَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ غَیْرُ اَبِیْہِ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ **ترجمہ** سعد اور ابو بکرہ دونون سے روایت
ہے ہمنے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کانون نے سنا اور دل نے یاد رکہا آپ فرماتے تھے جو شخص باپ بناوے کسی
اور کو اپنے باپ کے سوا تو جنت اسپر حرام ہے یعنی روکا جاویگا وہ جنت سے) **ف** مراد یہ ہے کہ اپنا نسبی باپ یا دوسرے
کو بتاوے یعنی اس کے نطفہ سے اپنے تئین کہے اور شفقت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے **باب** بیانِ
قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُہٗ کُفْرٌ مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور
اُس سے لڑنا کفر ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ
الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُہٗ کُفْرٌ قَالَ زُبَیْدٌ فَقُلْتُ لِاَبِیْ وَائِلٍ اَنْتَ سَمِعْتَہٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ یَرْوِیْہِ
عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ قَوْلُ زُبَیْدٍ لِاَبِیْ وَائِلٍ
ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا (یا اوسکا عیب بیان
کرنا) فسق ہے (یعنے گناہ ہے اور ایسا کرنیوالا فاسق ہو جاتا ہے) اور اُس سے لڑنا کفر ہے **ف** نووی نے
کہا مسلمان کو ناحق برا کہنا حرام ہے باجماع امت اور اسکا مرتکب فاسق ہے لیکن مسلمان سے لڑنا کفر نہین ہے
اہل حق کے نزدیک جیسے ہم اوپر کئی جگہہ بیان کر چکے تو حدیث کی تاویل کئی طرح ہے ایک یہ ہے کہ حلال سمجھکر
لڑے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کفر شرعی تیسرے یہ کہ انجام اوسکا کفر ہے چوتھے یہ کہ یہ فعل ہے کافرون کا
السراج الوہاج مین ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے روافض کے فسق کی اور جو اُنکی مثل ہین اہل بدعت اور منکر اور اتقیا
مین سے جو برا کہتے ہین صحابہ اور علما سلف اور اہل حدیث کو اور دلیل ہے اُن لوگون کے کفر کی جو مسلمانون سے
لڑتے ہین جیسے خوارج اور نواصب اور شیعہ اور مقلدین اپنے اپنے مذہب کی حمایت مین مترجم کہتا ہے اس
حدیث پر مسلمانون کو التفات کرنا چاہیے اور ذری ذری بات پر جو وہ مسلمانون سے لڑائی پر مستعد ہو جاتے
ہین تو دیکہنا چاہیے کہ یہ لڑائی اونکا درجہ کہانتک پہونچاتی ہے ایک امر مستحب یا سنت کے لیے لڑکر ایسے تئین
کافر بنانا انتہا کا جہل اور غلو ہے خدا بچاوے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
بِمِثْلِہٖ **ترجمہ** دوسری روایت بھی عبد اللہ بن مسعود سے ایسی ہی ہے **عَنْ** جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ لِیَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا

حال ایمان من رغب عن أبيه وهو يعلم ترجمہ جو شخص [illegible]

کو باپ بناوے جان بوجھکر اوسکے ایمان کا حال عن أبي [illegible]

وسلم قال لا ترغبوا عن آبائكم فمن رغب عن أبيه [illegible]

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت نفرت کرو اپنے باپوں سے (یعنے [illegible]

بناوے جو شخص نفرت کرے اپنے باپ سے وہ کافر ہوگیا [illegible]

ادعي زياد لقيت أبا بكرة فقلت له ما هذا الذي صنعتم إني [illegible]

يقول سمع أذناي من رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يقول من ادعى [illegible]

غير أبيه يعلم أنه غير أبيه فالجنة عليه حرام فقال أبو بكرة وأنا سمعته من رسول الله صلى الله [illegible]

ترجمہ ابو عثمان (نہدی عبد الرحمن بن مل) سے روایت ہے جب زیاد کا دعوی کیا گیا ف [illegible]

بیٹا تھا عبید ثقفی کا اور یاروں میں سے تھا حضرت علی کے پھر معاویہ نے اسکو اپنے باپ ابو سفیان کا نطفہ قرار دیا

اور زیاد نے قبول کر لیا اور معاویہ کا بھائی بن بیٹھا ت تو میں ابو بکرہ سے ملا (زیاد ان کا مادری بھائی

تھا) اور میں نے کہا یہ تم نے کیا کیا (یعنے تمہارے بھائی نے) میں نے سعد بن ابی وقاص سے سنا وہ کہتے تھے میرے

کان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس نے اسلام میں اپنے باپ کے سوا اور کسی کو

باپ بنایا تو جنت اوسپر حرام ہے ف اگر وہ اس امر کو درست جانکر کرے یا اوس کے فعل کی جزا یہ ہے کہ جنت

حرام ہوگی اوسپر اوسوقت جب اچھے لوگ جنت میں داخل ہونگے پھر خدا چاہے تو یہ جزا اوسکو دیوے یا معاف کردے

(نووی) ت ابو بکرہ نے کہا میں نے خود سنا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ف پھر ابو بکرہ نے اس گناہ

کی وجہ سے زیاد سے ملنا چھوڑ دیا اور قسم کھائی کہ زیاد سے کبھی بات نکرونگا (نووی) سراج الوہاج میں ہے کہ لوگوں نے

اس باب میں بڑی ڈھیل کی ہے یہانتک کہ بعض لوگ دوسروں کی اولاد میں بن بیٹھے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ

ہم انکی اولاد میں نہیں اور بادشاہوں اور امیروں اور نوابوں میں حرام کی نسل بہت پھیلی ہے اور باوجود اسکے وہ

اپنے تئیں نسبت دیتے ہیں باپوں کیطرف حالانکہ وہ اولاد ہیں اپنی ماؤں کی اور باپ کی اولاد نہیں ہیں اور بعضوں

نے اپنے تئیں سید بنا لیا ہے دنیا کے طمع سے حالانکہ وہ بنی فاطمہ نہیں ہیں اور وہ جانتے ہیں اس بات کو لیکن دنیا

کی وجاہت اور عزت کے خیال سے یہ طوفان جوڑتے ہیں اور اکثر ایسی ہلاکت اور تباہی میں امیر اور مفلس پڑ جاتی ہیں

امیر تو اپنی شان بڑھانے کے لیے اور مفلس پیسہ کمانے کے لیے اور یہ نہیں ہے مگر شیطان کے تسلط سے جس نے

اُنہکے عقلون کو سیٹ دیا ہے اور گمراہ کر دیا ہے خدا انکے ا کی ہدایت کرے **عَنْ** سَعْدٍ وَّ اَبِیْ بَکْرَةَ
كِلَيْهِمَا يَقُوْلُ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعَى اِلٰى
غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ **ترجمہ** سعد اور ابو بکرہ دونون سے روایت
ہے کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کانون نے سنا اور دل نے یاد رکھا آپ فرماتے تھے جو شخص باپ بناوے کسی
اور کو اپنے باپ کے سوا تو جنت اسپر حرام ہے یعنی روکا جاویگا وہ جنت سے) **ف** مراد یہ ہے کہ اپنا نسبی باپ دوسرے
کو بتاوے یعنی اس کے نطفے سے اپنے تئین کہے اور شفقت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے **باب** بَیَانِ
قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور
اُس سے لڑنا کفر ہے **عَنْ** عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ
الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ قَالَ زُبَيْدٌ فَقُلْتُ لِاَبِيْ وَائِلٍ اَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ يَرْوِيْهِ
عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ قَوْلُ زُبَيْدٍ لِاَبِيْ وَائِلٍ
ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا (یا اوسکا عیب بیان
کرنا) فسق ہے (یعنی گناہ ہے اور ایسا کرنیوالا فاسق ہو جاتا ہے) اور اُس سے لڑنا کفر ہے **ف** نووی نے
کہا مسلمان کو ناحق برا کہنا حرام ہے باجماع امت اور اسکا مرتکب فاسق ہے لیکن مسلمان سے لڑنا کفر نہیں ہے
اہل حق کے نزدیک جیسے ہم اوپر کئی جگہہ بیان کر چکے تو حدیث کی تاویل کئی طرح پر ہے ایک یہ ہے کہ حلال سمجھکر
لڑے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کفر شرعی تیسرے یہ کہ انجام اوسکا کفر ہے چوتھے یہ کہ یہ فعل ہے کافرونکا
السراج الوہاج مین ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے روافض کے فسق کی اور جو انکی مثل ہین اہل بدعت اور مشرک اور تقلید
مین سے جو برا کہتے ہین صحابہ اور علماء سلف اور اہل حدیث کو اور دلیل ہے اُن لوگون کے کفر کی جو مسلمانون سے
لڑتے ہین جیسے خوارج اور نواصب اور شیعہ اور مقلدین اپنے اپنے مذہب کی حمایت مین **مترجم** کہتا ہے اس
حدیث پر مسلمانون کو التفات کرنا چاہیے اور ذری ذری بات پر جو وہ مسلمانون سے لڑائی پر مستعد ہو جاتے
ہین تو دیکھنا چاہیے کہ یہ لڑائی اونکا درجہ کہانتک پہونچاتی ہے ایک امر مستحب یا سنت کیلیے لڑکر اپنے تئین
کافر بنانا انتہا کا جہل اور غلو ہے خدا بچاوے **عَنْ** عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِمِثْلِهِ **ترجمہ** دوسری روایت بھی عبد اللہ بن مسعود سے ایسی ہی ہے **عَنْ** جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ لِيْ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ **ترجمہ** جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھسے فرمایا حجۃ الوداع میں (یعنے آخری حج میں وداع کا حج اسکو اسلیے کہتے ہیں کہ آپنے لوگون کو رخصت کیا اس
حج مین اور دین کے احکام بتلائے اور دوسرے سال آپ کی وفات ہوئی) چپ کرو لوگون کو (تاکہ وہ سنین
اس ضروری بات کو) پہر فرمایا میرے بعد (یعنے اس موقف کے بعد یا وفات کے بعد) کافر نہ بن جانا ایک دوسرے
کی گردنین مار کر **ف** یعنے اتفاق سے رہنا اور سب ملکر کافرون سے لڑنا تاکہ اسلام کو ترقی ہو اور جو پہوٹ کرو
گے اور آپس ہی مین ایک دوسرے کو مارو گے تو خود کافر ہو جاؤ گے امام نووی نے کہا اس حدیث کی تفسیر مین سات قول
ہین ایک یہ مراد وہ لوگ ہین جو آپس مین لڑنا درست جانین ناحق وہ تو بلا شبہ کافر ہین دوسرے یہ کہ مراد کفر سے ناشکری ہے اسلام کے حق کی تیسرے
یہ کہ وہ کفر سے قریب ہو جاوینگے اور یہ فعل انکو کفر تک پہونچا دیگا چوتہے یہ کہ یہ فعل کافرونکا سا ہے پانچوین یہ کہ مراد کفر ہے حقیقۃً اور غرض آپ
کی یہ ہے کہ میرے بعد کافر نہو جانا اسلام پر قائم رہنا چہٹے وہ جو حکایت کیا خطابی وغیرہ نے کہ مراد کفار سے سلح پوش
ہین یعنے ہتیار بند ہوکر ایک دوسرے کی گردن نہ مارنا اور کافر سلاح پوش کو بہی کہتے ہین ساتوین یہ کہ مت کافر
ہو جانا ایک دوسرے کو پہر گردنین مارو کفر کے بہانے سے اور سب مین ظاہر چوتہی تاویل ہے اور اسکو اختیار کیا ہے قاضی
عیاض نے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی روایت کیا ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَيْحَكُمْ أَوْ قَالَ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ
بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حجۃ الوداع
مین وَيْحَكُمْ یا وَيْلَكُمْ **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ دونون کلمے عرب کے لوگ تعجب اور درد مین استعمال کرتے
ہین سیبویہ نے کہا ویل اوسکے لیے کہتے ہین جو تباہی مین پڑ جاوے اور ویح رحم کے لیے اور منقول ہے اوس سے
کہ ویح زجر ہے اوس شخص کے لیے جو ہلاکت کے قریب ہو اور ان کلمون سے بد دعا مقصود نہین ہے فقط رحم اور تعجب
مقصود ہے اور حضرت عمر سے مروی ہے کہ ویح رحمت کا کلمہ ہے اور ہروی نے کہا کہ ویح اوس شخص کے لیے کہتے
ہین جو آفت مین پڑ جاوے اور اوس کے سزاوار نہو اور ویل اوس کے لیے جو سزاوار ہو تو ویح سے رحم مقصود ہوتا ہے
اور ویل سے نہین (نووی) **ت** مت ہو جانا میرے بعد کافر گردنین مارنے لگو ایک دوسرے کی **عَنِ**
ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدٍ **ترجمہ** ابن عمر
نے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے **بَابُ** إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ

نسب مین طعنہ کرنے والے پر اور میت پر چلا کر رونے والے پر کفر کا اطلاق **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اثْنَتَانِ فِی النَّاسِ ھُمَا بِھِمْ کُفْرٌ اَلطَّعْنُ فِی النَّسَبِ وَالنِّیَاحَۃُ
عَلَی الْمَیِّتِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو باتین لوگون مین موجود مین اور
وہ کفر ہین ایک طعنہ کرنا نسب مین **ف** یعنی کسی کی ذات پر تہمت لگانا کہ وہ شریف نہین ہین یا اون کا خاندان
برا ہے یا لونڈی کے جنے ہین یہ سب کافرون کی تقلید ہے کیونکہ عرب کے کفار زمانہ جاہلیت مین اپنے حسب نسب پر
بڑا فخر کیا کرتے تھے اور دوسرون کی نسب پر طعن تشنیع کرتے تھے مسلمانون کو ہرگز یہ بات سزاوار نہین اسلیے کہ سب
بنی آدم ہین اور فضیلت اور بزرگی علم اور اعمال صالحہ سے ہے اور قیامت مین بھی ہر شخص کو اسکے عمل کام آوینگے ذات
اور نسب کچھ کام نہ آویگا جیسے دوسری حدیث مین صاف مصرح ہے **ت** دوسری چلا کر رونا میت پر اوسکے
اوصاف بیان کرکے جسکو نوحہ کہتے ہین) **ف** نووی نے کہا ان دونون کے کفر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ
کافرون کے فعل ہین اور جاہلیت کی عادات ہین یا وہ موذی ہوتے ہین طرف کفر کی یا مراد کفران نعمت ہے اور
ناشکری یا حلال جانکر کرنا ان کامون کو وہ بلاشبہ کفر ہے اور اس حدیث سے بڑی برائی نکلی نوحہ کی اور نسب
مین طعن کرنیکی اور ہر ایک کے باب مین مشہور حدیثین آئی ہین **بَابُ** تَسْمِیَۃِ الْعَبْدِ الْاٰبِقِ
کَافِرًا غلام اپنے مولی کے پاس سے بھاگ جاوے اوسکو کافر کہنا **عَنْ** مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ
الشَّعْبِیِّ عَنْ جَرِیْرٍ اَنَّہٗ سَمِعَہٗ یَقُوْلُ اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَوَالِیْہِ فَقَدْ کَفَرَ حَتّٰی یَرْجِعَ
اِلَیْھِمْ فَقَالَ مَنْصُوْرٌ قَدْ وَاللّٰہِ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنِّیْ اَکْرَہُ اَنْ یُّرْوٰی
عَنِّیْ ھٰھُنَا بِالْبَصْرَۃِ **ترجمہ** منصور بن عبد الرحمن (اشل غدانی بصری ثقہ کہا اوسکو احمد بن حنبل اور
یحیی بن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو ابو حاتم نے ، سُنا شعبی سے انہون نے سنا جریر سے وہ کہتے تھے جو غلام
اپنے مالکون کے پاس سے بھاگ جاوے وہ کافر ہوگیا (یہان کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اس نے اپنے مالک کا حق
ادا نکیا) جبتک لوٹ کر پھر آوے اونکے پاس منصور نے کہا قسم خدا کی یہ حدیث تو مرفوعًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سے مروی ہے (پر مین نے یہان موقوفًا بیان کی جریر کا قول) لیکن مجھ برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مجھ سے روایت
کی جاوے اس جگہ بصرہ مین **ف** یہ منصور نے خاص خاص لوگون سے کہدیا اور مرفوعًا روایت کرنا انہون
نے اسلیے برا جانا کہ بصرے مین اُن دنون مین خوارج کا زور تھا جو گناہ کبیرہ کرنیوالے کو کافر کہتے اور ہمیشہ کے
جہنم کا مستحق کرتے تو منصور کو ڈر ہوا کہین خوارج اس حدیث سے سند نہ پکڑین اور اوپر ہم خوارج کا مذہب اور

اثنتان

تقلید

روَاہ عن رسولِ اللہ

اوسکا بطلان بیان کر چکے ہین (نووی) **عن** جریر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما عبد ابق فقد برئت منہ الذمۃ **ترجمہ** جریر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام بہاگ جاوے اوس سے ذمہ اتر گیا (یعنی اسلام کی پناہ جاتی رہی یا پہلے جو اوسکی رعایت ہوتی تہی وہ نہ ہوگی اور مالک کو اختیار دیا جاویگا اوسکی ضرب اور حبس کا) **عن** جریر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا ابق العبد لم تقبل لہ صلوۃ **ترجمہ** جریر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غلام بہاگ جاوے تو اوسکی نماز قبول نہ ہوگی **ف** امام مازری نے اسکی تاویل کی ہے اور قاضی عیاض نے انکی پیروی کی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اُس غلام پر جو بہاگنے کو حلال سمجھے وہ تو کافر ہے اوسکی توبہ قبول نہین اور شیخ ابو عمرو نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ خواہ وہ حلال سمجھے یا نہ سمجھے اوسکی نماز قبول نہین اور قبول نہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ نماز درست نہ ہو کیونکہ قبول نہ ہونا باعث ہے سقوط ثواب کا اور صحیح نہ ہونا باعث ہے وجوب قضا کا نووی نے کہا یہ کلام بیشک عمدہ ہے اور ہمارے جمہور علما نے کہا ہے کہ مغصوب گھر مین نماز صحیح ہے مگر ثواب نہ ہوگا اور فتاوی ابی النصر مین ہے مین نے دیکہا کہ عراق کے اصحاب کا یہ قول محفوظ ہے کہ مغصوب گھر مین نماز صحیح ہے اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جاویگی پر ثواب نہ ہوگا ابو منصور نے کہا کہ خراسان کے علما نے اسمین اختلاف کیا بعضون نے کہا نماز ہی صحیح نہ ہوگی انتہے

باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء

کافر ہونا اُس شخص کا جو کہے پانی پڑا تارون کی گردش سے **عن** زید بن خالد الجہنی قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الصبح بالحدیبیۃ فی اثر سماء کانت من اللیل فلما انصرف اقبل علی الناس فقال ھل تدرون ماذا قال ربکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال قال اصبح من عبادی مؤمن بی وکافر فاما من قال مطرنا بفضل اللہ ورحمتہ فذلک مؤمن بی کافر بالکوکب واما من قال مطرنا بنوء کذا وکذا فذلک کافر بی مؤمن بالکوکب **ترجمہ** زید بن خالد جہنی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی صبح کی ہمارے ساتہہ حدیبیہ مین (جو ایک مقام کا نام ہے قریب مکہ کے) اور رات کو پانی پڑ چکا تہا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگون کیطرف مخاطب ہوے اور فرمایا تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا اونہون نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے کہا اللہ تعالی نے فرمایا میرے بندون مین سے بعضون کی صبح ایمان پر ہوئی اور بعضون کی کفر پر تو جس نے کہا پانی

اللہ کی فضل اور رحمت سی وہ ایمان لایا مجہپر اور کافر ہوا تارون سی اور جس نے کہا پانی پڑا تارون کی گردش سی وہ کافر
ہوا مجہپر سے ساتھہ اور ایمان لایا تارون پر **ف** نووی نے کہا اختلاف کیا علما نے اوس شخص کے باب مین
جو کہی پانی پڑا تارون کی حرکت سی بعضون نے کہا وہ درحقیقت کافر ہو گیا اور اسلام سی نکل گیا اور یہ اوس
صورت مین ہی جب کہنیوالا تارون کو فاعل اور مؤثر سمجہتا ہو پانی برسانے کے لیے جیسے جاہلیت کے لوگون کا
اعتقاد تہا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکہے اوسکے کفر مین کچہ شک نہین اور اسی قول کیطرف جمہور علما گئے
ہین اون مین سی ہین امام شافعی اور یہی ظاہر ہی حدیث سی اور ان لوگون نے کہا ہی اگر کوئی کہے کہ تارون
کی گردش سے پانی پڑا لیکن اوسکا اعتقاد یہ ہو کہ پانی برسانیوالا اللہ ہی اور اُسی کی رحمت سی پانی پڑتا ہی
اور تارہ اگر کچہ ہو تو ایک نشانی ہے پانی پڑنیکی تو وہ کافر نہوگا گو ایسا کہنا مکروہ تنزیہی ہے پر گناہ نہین
اسمین اور سبب کراہت کا یہ ہی کہ یہ کلمہ متشابہ ہی کافرون کے کلمے کے اور شعار ہے جاہلیت کا اور بعضون
نے کہا کہ کفر سے مراد ناشکری ہی اور مطلب یہ ہی کہ اوس نے ناشکری کی خدا کی لیکن یہ اُسی صورت مین ہے
جب کہنیوالا تارے کو فاعل مؤثر نہ جانتا ہو اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ جو دوسری روایت مین ہی کہ صبح
کی بعضون نے شکر پر اور بعضون نے کفر پر اور ایک روایت مین ہی کہ مین نے کوئی نعمت اپنے بندون کو نہین
دی پر بعضے اون مین کے صبح کو کافر ہوئے اور ایک روایت مین ہی کہ آسمان سی کوئی برکت اللہ نے نہین اوتارے
پر بعضے کافر ہوئے اوسکے ساتھہ تو مراد اس سے کفران نعمت ہی ہے اور نوء کا لفظ جو حدیث مین آیا ہے اس
مین بڑی گفتگو ہے خلاصہ بیان کیا ہی اسکا شیخ ابو عمرو بن الصلاح نے انہون نے کہا نوء تارے کو
نہین کہتے بلکہ نوء کے معنے ڈوبنا یا نکلنا اور اصل یہ ہی کہ اٹھائیس تارے ایسے ہین جنکا نکلنا تمام سال مین معین
اور معروف ہی اور وہی اٹھائیس منازل ہین قمر کی یعنے چاند کی ہر تیرہ رات کے بعد ایک تارہ ان مین
سے مغرب کیطرف ڈوب جاتا ہے اور دوسرا مقابل اوسکے اوسیوقت مشرق مین نکلتا ہے تو جاہلیت
کے لوگ یہ اعتقاد رکہتے تہے کہ جب پانی پڑتا تو اُس تارے کیطرف نسبت دیتے جو ڈوب جاتا اور اصمعی نے
کہا کہ اوس تارے کیطرف جو نکلتا مشرق سی ابو عبید نے کہا نوء سی ڈوبنا اسی مقام پر مراد ہے پہر کبھی نوء خود
تارے کو کہتے ہین زجاج نے کہا جو تارے مغرب کیطرف ڈوبتے ہین انکو نوء کہتے ہین اور جو مشرق کیطرف نکلتے ہین انکو
بارح کہتے ہین انتہے ما قال النووی **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَوْا اِلٰی مَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالَ مَا اَنْعَمْتُ عَلٰی عِبَادِیْ مِنْ نِّعْمَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ

کافر بالکوکب و مؤمن بالکوکب

مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِيْنَ يَقُوْلُوْنَ الْكَوَاكِبُ وَبِالْكَوَاكِبِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہین دیکھتے جو فرمایا تمہارے رب نے فرمایا اُس نے مین نے کوئی نعمت نہین دی اپنے بندون کو مگر ایک فرقے نے اُن مین سے صبح کو اوسکا انکار کیا اور کہنے لگے تارے **ف** یعنی تارون کے پھیرنے کو اُس نعمت کی علت قرار دی ابتک دنیا مین ایسے ضعیف الاعتقاد ناسمجہ لوگ موجود ہین جو ہر شخص کی بھلائی برائی کو اوس کے ستارے کیطرف منسوب کرتے ہین اور قمر او شمس اور سبعہ سیارہ کی حرکات کو خاص انسان اور آدمیون کے لیے مفید اور مضر سمجھتے ہین انہین شک نہین کہ اللہ تعالی نے ان بڑے بڑے جسمون کو بیکار پیدا نہین کیا اور چاند اور سورج کی وجہ سے منجملہ ہزارون فائدون کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اون سے نباتات اور حیوانات کی پرورش ہوتی ہے پر یہ تاثیر سب نباتات اور حیوانات پر بطور عموم ہے جیسے انگار یا پانی کی تاثیر انگار اور پانی کیطرح آفتاب اور چاند کو بھی سمجھنا چاہیے کچہ آفتاب یا چاند انسان کیطرح عقل نہین رکھتے نہ جان کہ بعضون کو نفع پہونچاوین اور بعضون کو نقصان اور جو اجرام علویہ کو طاقت دار اور صاحب قوت خیال کرتے ہو تو زمین بیچاری نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ کسی کو نفع اور ضرر نہین پونچا سکتی حالانکہ بنا بر ہیات جدیدہ کے زمین اور اور سیارون مین کوئی امتیاز نہین ہے ۔ اصل یہ ہے کہ زمانہ سابق مین جب آلات اور دوربینین ایسی نہ تہین تو لوگون نے صرف آنکھون سے کام لیا تہا اور جہانتک اونکی آنکھون نے کام کیا وہ یہ تہا کہ انہون نے سات تارے سیارے نکالے اور باقی ثوابت اور چاند اور سورج کو بھی ایک ایک سیارہ خیال کیا اسی طرح پانچ سیارے اور یعنی عطارد اور زہرہ اور مشتری اور مریخ اور زحل اور چونکہ یہ اجسام نہایت بلند اور اونچے اور چمکتے ہوئے نظر آئے اور انکی دورات ہمیشہ مختلف منازل مین زمین کے گرد پائی گئے اس سے عوام کیا بہت سے خواص فلاسفہ اور حکما کو بھی یہ خیال گذرا کہ یہ اجسام عقل اور نفس رکھتے ہین اونہون نے زمین کے مختلف واقعات اور حادثات کو جنکی اسباب پوشیدہ تہے ان سیارون کیطرف منسوب کیا پھر یہ خیال بڑہتے بڑہتے یہانتک بڑہا کہ صابئین اور کلدانی اور مصری لوگون نے چاند اور سورج اور اور سیارون کی پرستش شروع کر دی اور شرک مین گرفتار ہوئے اللہ تعالی نے جب اسلام کی روشنی دنیا مین پہیلائی اور یہ اعتقاد مٹنا شروع ہوا اور حضرت نے صاف فرمایا کہ منجمین جہوٹے ہین بعد اوس کے جب ہیأت کی زیادہ تحقیقات ہوئی اور بڑے بڑے آلات اور دوربینین ایجاد ہوئین تب سے تو اس اعتقاد کی جڑ اوکہڑ گئی کیونکہ سوا ان سیارون کے اور کئی سیارے نظام شمسی مین معلوم ہوئے جیسے سیرس اور پالس اور جونو اور وسٹا اور

یورانس اور آفتاب مرکز عالم ٹھہرا اور زمین بھی ان سیاروں کیطرح ایک سیارہ قرار پایئے اور چاند زمین کے تابع قرار پایا پھر سارا کارخانہ جو ہزاروں برس سے منجمین نے قائم کیا تھا اولٹ پلٹ اور چوپٹ ہوگیا اور محال ہو کہ مشتری اور مریخ اور زحل وغیرہ کی تاثیر تو خاص خاص آدمیوں پر ہو اور سیرینز اور پالس اور یورینس وغیرہ کی نہ ہوتی تو حالانکہ وہ بھی اون کیطرح سیارے زمین پر محال ہو کہ نہین پھر ہم سب بستی مین اور وہ بھی ایک سیارہ ہے اسکی تاثیر ہم پر نہ ہو اور ان سیاروں کی بابت اسقدر بعید ہے ہمارے اوپر نہ قدرت اور طاقت ہو دور کے ڈھول سہاونے زمین بیچاری گھر کی مرغی ہے اوس کی کوئی قدر اور منزلت نہین اوسکو کہودتے ہین کوٹتے ہین مارتے ہین اوس پر چلتے ہین پاؤن سے روندتے ہین پھر دور کے تارے چمکتے اور اونچے دیکھکر مقدس اور پاکیزہ خیال کیے جاتے ہین حالانکہ ان سیاروں پر اگر جانا ہو سکے تو صاف معلوم ہوجاوے کہ بعضے ان مین سے زمین سے بھی میلے اور کیچیلے اور غار اور پہاڑ دار ہین خود چاند مین دوربین سے اتنی بڑی بڑی غار معلوم ہوتی ہے کہ ہزارہا صدہا میل کی اونکی گہرائی ہے معاذ اللہ وہ کیسی مہیب اور تاریک ہونگی اور دوسری چاند کا وہ حسن ہے کہ معشوقوں کے منہ کو اس سے تشبیہ دیتے ہین یہی حال ہر انسان کا وہ بغیر غور اور فکر کیے ہوئے اور بغیر اپنے فکر کو میزان مقررہ سے جانچے ہوئے ایک خیال کر جاتا ہے اور اسکا پیرو ہو جاتا ہے خیر یہ تارے تو بڑے بڑے اجسام ہین اور چمکتے اور روشن ہین خدا کی مار ان لوگوں کی عقل پر جو پتھروں اور دریاؤں اور پہاڑوں اور درختوں اور جانوروں کو پوجتے ہین اور انکو اپنا معبود و مالک اور متصرف خیال کرتے ہین بلکہ اپنے ہاتھ سے ایک بیجان پتلا مٹی یا تانبے یا چاندی یا سونے کا بناکر اوسکو پوجتے ہین خدا کو اپنی خواہش کے موافق گڑہا کرتے ہین اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ اور بعضے جو اونکی نسبت ذرا عاقل ہین وہ آدمیوں اور جنوں کو پوجتے ہین اور آدمی کی سی بے ثبات اور ناپائدار ہستی کو معاذ اللہ خدا بنا دیتے ہین آدمی کو خدا کا بیٹا یا محبوب خیال کرکے اوسکو مقدس اور لائق عبادت کی جانتے ہین حالانکہ وہ آدمی جب زندہ تھے تو دنیا کی کسیفات مین اور آدمیوں سے ممتاز نہ تھے کہاتے وہ تھے پیتے وہ تھے ہگتے موتتے وہ تھے جیسے اور آدمی مرے وہ بھی مرگئے یا مرنیوالے ہین پھر اونکو خدائی سے کیا علاقہ وہ تو ہماری طرح خدا کی ایک مخلوق ہین اور اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اب تک سچے خدا کو نہین پہچانا اور اوسکی عظمت اور بڑائی اور تقدس پر غور نہین کیا ورنہ ایسی ناپاک بات کہتے ہوئے اونکو شرم آتی اور وہ سچے مقدس خداوند کی درگاہ مین ایسی بے ادبی نہ کرتے خداوند کریم کی عظمت اوسکی مخلوقات مین غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے زمین اوسکی ایک ادنیٰ مخلوق ہے جسکا محیط چوبیس ہزار میل اور قطر قریب آٹھ ہزار میل کے ہے پھر مشتری جو ہمارے نظام

شمسی مین ایک سیارہ ہے وہ ہماری اس زمین سے ہزار حصے بڑا ہے اور اسکا قطر نوے لاکہہ میل ہے اسی طرح زحل ہین ہی
قریب چہ سو درجے کے بڑا ہے اوسکا قطر اناسی ہزار میل ہے اسی طرح اور سیارے کچہ زمین سے بڑے کچہ چہوٹے کچہ
زمین کے برابر مین ہماری زمین کو ایک چاند روشنی کے لیے عنایت ہوا ہے وہ بھی اس قدر بڑا ہے کہ اوسکا قطر
دو ہزار میل سے زیادہ ہے اور مشتری کو چار چاند اور زحل کو سات چاند اور یورنس کو چہ چاند بوجہ اسکے کہ آفتاب
سے بہت دور ہین عنایت ہوئے ہین پہر آفتاب جو ان سب سیارون کا مرکز ہے اوسکی بڑائی اسقدر ہے کہ وہ
اکیلا ہماری زمین سے تیرہ لاکہہ حصے بڑا ہے اور زمین سے نو کروڑ پچیس لاکہہ میل بقدر کہتا ہو اگر آفتاب
کی قدر کو برابر ایک کہڑے کی سمجہو تو زمین کی قدر ایک مٹر کے برابر ہوگی اگر آفتاب کی قریب سے توپ چہوڑی
جاوے تو زمین تک اسکا گولہ اونیس برس مین بھی نہین پہونچیگا اب یہ سب سیارے اس آفتاب کے گرد پہرتے ہین
اور اُس سے گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہین زمین کی حرکت اسقدر تیز ہے کہ ایک سو بیس گنا جلد توپ کے گولے
سے پہر رہی ہے اور اٹہاون ہزار میل ایک گہنٹے مین چلا کرتی ہے اسی طرح اور تارے بھی اپنی اپنی مدار پر بڑے
سرعت اور تیزی سے گہوم رہے ہین پہر آفتاب ان سب بڑے بڑے جسمون کو لیے ہوئے معلوم نہین کسکے گرد
گہوم رہا ہے اسوا ان سیارون کے خود ہمارے نظام مین بڑے بڑے دمدار تارے ہین جنکی عظمت پر
خیال کرنے سے خدا کا خوف دل مین آجاتا ہے ایک دمدار تارے کی دم دس کروڑ میل سے بہی زیادہ لمبی حساب
کی گئی تہی اور یہ دمدار تارے ایسے تیز رو ہین کہ انکی تیز روی خیال سے باہر ہے یہ آفتاب پاس آتے ہین
اور چکر لگاتے ہین پہر اپنے دور دراز رستون مین نہایت جلد چلے جاتے ہین ۱۸۶۱ع مین ایک دمدار
تارہ ایسا زمین کے نزدیک آگیا تہا کہ چاند اور زمین کے بیچ مین ہوگیا تہا اور چاند کو نظر سے چہپا دیا تہا
وہ دمدار جو ۱۸۳۲ع مین نمودار ہوا تہا زمین کے ایسا نزدیک آیا کہ زمین کی قوت جاذبہ نے اوسکی چلنے پر اثر
کیا تہا اگر وہ دمدار ہماری اس زمین سے رگڑا کہا کر ایک صدمہ پہونچاتا تو زمین مع تمام سمندرون اور
پہاڑون کے پانی کی ایک بوند کیطرح یا پتہر کی ایک ٹہیکری کیطرح کسی زبردست اور بڑے تارے پر جا پڑتی لیکن
وہ اپنی تیزروی سے مشتری کے چاندون کے بیچ مین سے ہوکر نکل گیا اگر ان چاندون مین سے کوئی آپ
نہایت تیز رو مین اسکو اس تیز رو دمدار سے ٹکر لگ جاتی تو ایک یا دونون ٹوٹ جاتے پر خدا کی نظر اپنی سب
مخلوقات پر ہے اور وہ سب کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے اب یہ سارا ہمارا نظام شمسی مع اپنے سب سیارون
اور دمدار ستارون وغیرہ کے خدا کے اون مصنوعات کے مقابلے مین جو آسمان پر بکثرت معلوم ہوتی ہین

بیقدر ہی اسلیے کہ یہ جو بیستاری صدہا ہزار ہا آسمان پر چمکتے نظر آتے ہین ہر ایک ان مین سے بمنزلہ ایک ایک آفتاب
کے ہے اور اسی طور پر ہر ایک کو ان میں سے سیارے عنایت ہوئے ہین پس کیا کیا عجیب قدرت خدا کی ہے رات
کو آسمان کیطرف دیکہکر غور کرو کہ جتنے ستارے دوربین سے نظر آتے ہین وہ آٹھہ کروڑ ہین ان مین سے ایک ایک امر
آفتاب کی مانند روشن ہے اور خیال مین یون آتا ہے کہ ایک ایک ان مین سے اس آفتاب کے موافق اپنے اپنے
علو مین سیارون کو رکہتا ہے اور انکو گرمی اور روشنی دیتا ہے اسلیے شہنشاہ بے پرواہ قادر مطلق سچے خداوند
کی قدرت انسان کے فہم اور ادراک اور قیاس کو پریشان کرتی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر لحظہ مین اور دم دار ستارون
اور سیارون اور لاکہون کروڑ ہا آفتابون اور سیارون کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی بے انتہا قدرت اور
اختیار سے ان بیشمار عالمون کو اپنے مقررہ راہون پر چلاتا ہے اور ایک دوسرے کو لڑنے اور ٹکرانے نہین دیتا
پھر ان ثوابت کا ہماری زمین سے فاصلہ اس قدر دور ہے کہ سمجھہ مین نہین آتا کوئی آدمی انکے بعد کا حساب نہین کرسکتا
ستر لاکھہ برس مین جتنی دور توپ کا گولہ جاویگا نزدیک ترین ستارہ اس سے بھی زیادہ دور ہے پھر کون جستجو کر کے
اسکی قدرت کو پاسکتا ہے اور کون خدا کے کمالات کو دریافت کرسکتا ہے اب ایسے خداوند عظیم الشان کی جلال
اور بزرگی کے سامنے انسان کا کیا رتبہ ہے جو اسکی ایک ادنی مخلوق یعنی زمین کا کیڑا ہے اور وہ کس منہ سے خدائی
کا دعوی کرتا ہے یا جھاڑ یا پہاڑ یا دریا چاند یا سورج یا آدمی یا جن یا قبر یا ولی یا نبی کی پرستش کرتا ہے اور اپنے
ایسے خداوند عظیم الشان کیطرف اپنے دلکو متوجہ نہین کرتا اور اسکو چھوڑ کر اور ون سے مدعا چاہتا ہے اور اورون
سے اپنی حاجتین مانگتا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَکَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ مِّنَ النَّاسِ بِهَا
کَافِرِیْنَ یُنَزِّلُ اللّٰہُ الْغَیْثَ فَیَقُوْلُوْنَ الْکَوْکَبُ کَذَا وَکَذَا وَفِیْ حَدِیْثِ الْمُرَادِیِّ بِکَوْکَبِ بنزول
کَذَا وَکَذَا **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے آسمان سے کوئی برکت
نہین اتاری مگر صبح کو ایک فرقہ اسکا انکار کرنے لگا اللہ پانی برساتا پھر لوگ کہتے ہین فلان فلان تارہ (نکلا
یا ڈوبا اوس کی وجہ سے پانی برسا) یا فلان تارے فلان تارے کے سبب سے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
مُطِرَ النَّاسُ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَ رسول ا
مِنَ النَّاسِ شَاکِرٌ وَّمِنْهُمْ کَافِرٌ قَالُوْا هٰذِهٖ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ کَذَا
وَکَذَا قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ فَلَا اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ حَتّٰی بَلَغَ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَکُمْ اَنَّکُمْ تُکَذِّبُوْنَ

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے پانی برسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو آپ نے فرمایا صبح کی لوگوں نے بعضوں
نے شکر کیا اور بعضوں نے کفر کیا جنہوں نے شکر کیا انہوں نے کہا یہ اللہ کی رحمت ہے اور جنہوں نے کفر کیا انہوں
نے کہا فلانی نوء فلانی نوء سچ ہوئی پھر یہ آیت اتری فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ اخیر تک **ف** یعنی میں قسم کھاتا
ہوں تارے ڈوبنے کی یا نکلنے کی اور یہ قسم اگر سمجھو تو بڑی قسم ہے اخیر تک یہانتک کہ فرمایا تم اپنا حصہ بھی لیتے
ہو کہ جھٹلاتے ہو شیخ ابو عمرو نے کہا یہ مقصود نہیں کہ یہ سب آیتیں نوء کے باب میں اتریں کیونکہ تفسیر اسکا انکار
کرتی ہے بلکہ یہ آیت وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ نوء کے باب میں اتری اور باقی اور باب میں اور ابن
عباس سے ایک روایت میں صرف یہی آیت مذکور ہے اور اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تم اپنا شکر یا اپنے رزق
کا شکر یا اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو خدا کی رحمت کو اور نسبت کرتے ہو رزق کی تاروں کی طرف **باب**
الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ حُبَّ الْاَنْصَارِ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنَ الْاِيْمَانِ وَعَلَامَاتِهٖ وَبُغْضَهُمْ مِنْ عَلَامَاتِ
النِّفَاقِ انصار سے اور حضرت علی رضی سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی ہے یعوذ
عن اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ الْمُؤْمِنِ
حُبُّ الْاَنْصَارِ **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے دشمنی
رکھے اور مومن کی نشانی یہ ہے انصار سے محبت رکھے **ف** کیونکہ انصار وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں بلوایا پھر ہر طرح سے آپ کی مدد کی گویا اسلام کو جمانے والے اور قائم کرنے والے انصار
ہی ہیں تو ان سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے **عن** اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ
حُبُّ الْاَنْصَارِ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ وَبُغْضُهُمْ اٰيَةُ النِّفَاقِ **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور ان سے دشمنی رکھنا نفاق کی نشانی ہے **عن**
عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِي
الْاَنْصَارِ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ مَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ
اَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَدِيٍّ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ قَالَ اِيَّايَ حَدَّثَ **ترجمہ** عدی
بن ثابت سے روایت ہے میں نے براء بن عازب سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
آپ فرماتے تھے انصار کے باب میں کہ انکا دوست مومن ہے اور ان کا دشمن منافق ہے اور جس نے ان سے محبت
کی اللہ اس سے محبت کریگا اور جس نے ان سے دشمنی کی اللہ اس سے دشمنی کریگا شعبہ نے کہا میں نے عدی سے

پوچہا تم نے یہ حدیث براء سے سُنی انہوں نے کہا براء نے مجہی سے یہ حدیث بیان کی **عَنْ** اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے کبہی دشمنی نرکہیگا وہ شخص جو
ایمان رکہتا ہے اللہ پر اور اللہ قیامت پر **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ لَایُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا یہ روایت مابہ منہ
ابو سعید سے **عَنْ** زِرٍّ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رضہ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبَرَأَ النَّسَمَۃَ اِنَّہٗ لَعَھْدُ النَّبِیِّ
الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ **ترجمہ** زر بن
حبیش (اسدی کوفی جو ایکسو بیس یا تیں یا ستائیس برس کا ہو کر مرا اور اُس نے جاہلیت کا زمانہ دیکہا تہا) نے
کہا حضرت علی نے فرمایا قسم ہے اوسکی جس نے دانہ چیرا (پہر اوس میں سے گہانس اوگائی) اور جان بنائی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہہ سے عہد کیا تہا کہ نہین محبت رکہیگا مجہکو مومن اور نہین دشمنی رکہیگا مجہہ سے
مگر منافق **ف** حضرت علی رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بہائی اور آپکے داماد تہے اور بچپنے ہی
ایمان لائے تہے اور آپ اُن سے بہت محبت رکہتے تہے جب بڑے ہوئے تو بہت مدد کی انہوں نے آپ کی اور
لڑائیوں مین بڑی بہادری اور جانبازی کی اور بہت کافرون کو مارا تو اُن کا احسان ہر ایک مسلمان پر ہے
اور ہر ایک مسلمان کو اون سے محبت رکہنا ضرور ہے **باب** بَیَانِ نُقْصَانِ الْاِیْمَانِ بِنَقْصِ الطَّاعَاتِ
وَبَیَانِ اِطْلَاقِ لَفْظِ الْکُفْرِ عَلٰی غَیْرِ الْکُفْرِ بِاللّٰہِ کَکُفْرِ النِّعْمَۃِ وَالْحُقُوْقِ ایمان کا گہٹنا عبادت کی کمی سے
اور ناشکری اور احسان فراموشی کو کفر کہنا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ وَاَکْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَ فَاِنِّیْ رَاَیْتُکُنَّ اَکْثَرَ
اَھْلِ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَۃٌ مِّنْھُنَّ جَزْلَۃٌ وَّمَا لَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ قَالَ تُکْثِرْنَ
اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ مَا رَاَیْتُ مِنْ نَّاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِیْنٍ اَغْلَبَ لِذِیْ لُبٍّ مِّنْکُنَّ
قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّیْنِ قَالَ اَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَھَادَۃُ امْرَاَتَیْنِ
تَعْدِلُ شَھَادَۃَ رَجُلٍ فَھٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْکُثُ اللَّیَالِیَ مَا تُصَلِّیْ وَتُفْطِرُ فِیْ رَمَضَانَ
فَھٰذَا نُقْصَانُ الدِّیْنِ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتو
کی جماعت تم صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ مین نے دیکہا اکثر جہنم میں عورتین ہین ایک عقلمند عورت

بولی یا رسول اللہ کیا سبب عورتیں کیوں زیادہ ہیں جہنم میں آپ نے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہیں اور خاوند کی ناشکری کرتی ہیں میں نے عقل اور دین میں کم اور عقلمند کو بے عقل کرنے والی تم سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا وہ عورت بولی ہمارے عقل اور دین میں کیا کمی ہے آپ نے فرمایا عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین کی کمی یہ ہے کہ عورت کئی دن تک (مہینے میں) نماز نہیں پڑھتی (حیض کی وجہ سے) اور رمضان میں روزہ نہیں رکھتی (حیض کے دنوں میں) ف نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو ترغیب صدقہ اور نیک کاموں کی اور استغفار بہت کرنے کی دوسرے یہ کہ نیکیوں سے گناہ مٹ جاتے ہیں جیسے قرآن سے ثابت ہے تیسری یہ کہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی بڑا گناہ ہے اور جہنم کا وعدہ اسی گناہ میں ہوتا ہے جو کبیرہ ہو چوتھی یہ کہ لعنت کرنا بھی ایک گناہ ہے مگر کبیرہ نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا وہ لعنت کرتی ہیں اور صغیرہ کو بہت کرنا کبیرہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر لعنت کرنا اسکے قتل کرنے کے برابر ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے لعنت کے حرام ہونے پر اور لعنت کہتے ہیں لغت میں دور کر دینے اور نکال دینے کو اور شرع میں اللہ کی رحمت سے دور کرنے کو تو درست نہیں ہے یہ بات کہ دور کریں اللہ کی رحمت سے کسی کو جب تک اوسکا حال اور اسکے خاتمہ کا حال یقیناً معلوم نہ ہو اسی لیے علماء نے کہا ہے کسی شخص خاص پر لعنت کرنا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر درست نہیں ہے یہانتک کہ جانور پر بھی جب تک کسی کا حال شرع سے یہ بات معلوم نہ ہو کہ وہ کفر پر مرا یا کفر پر مریگا جیسے ابوجہل یا ابلیس لیکن لعنت کرنا اوصاف کے ساتھ حرام نہیں ہے خود حدیث میں لعنت آئی ہے اوس عورت پر جو بال جوڑے یا جو گودے یا گدواوے سود کھانیوالے پر اور تصویر بنانے والوں پر ظالموں پر فاسقوں پر کافروں پر جو زمین کی نشانی بدلے جو غلام اپنے مالک کے سوا اور کسی کو مالک بناوے جو اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بناوے جو اسلام میں بدعت نکالے یا بدعتی کی مدد کرے وغیرہ وغیرہ بہت لوگوں پر پانچویں یہ کہ کفر کا اطلاق سوا کفر شرعی کے ناشکری اور احسان فراموشی پر بھی ہوتا ہے چھٹی یہ کہ ایمان میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے ساتویں یہ کہ امام اور عالم کو نصیحت کرنا اچھی بات ہے اور ان کو ڈرانا گناہوں سے اور رغبت دلانا عبادتوں کی درست ہے آٹھویں یہ کہ شاگرد کو استاد اور رعیت کو امام سے پوچھنا اور سوال کرنا درست ہے جب اوسکی سمجھ میں کوئی بات نہ آوے نویں یہ کہ صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہے ماہ رمضان یا شہر رمضان کہنا ضرور نہیں امام ابو عبداللہ مازری نے کہا یہ جو عورتوں کی عقل کی کمی اونکی گواہی سے نکالی یہ اشارہ ہے اوس آیت

ف بیان ملعونان

ف اطلاق کفر

کیطرف اون نقصان عقل کے اوپر خبر کے یعنی اگر ایک عورت بھول جاوے تو دوسری اسکو یاد دلاوے اوس سے معلوم ہوا کہ عورتون
مین ضبط اور حفظ کم ہے اور اختلافات کیا ہی لوگون نے عقل مین بعضون نے کہا عقل علم کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا علوم
ضروریہ کو اور بعضون نے کہا عقل ایک قوت ہے جس کی وجہ سے تمیز ہوتی ہے معلومات کی حقائق مین اور عقل کی حقیقت اور
اوسکے اقسام مین بہت اختلافات ہے جو مشہور ہے اور اوس کی حاجت اوسکے بیان کرنیکی اس مقام پر نہین ہے پہر اختلاف
کیا ہی لوگون نے عقل کی جگہ مین متکلمین نے کہا کہ عقل کی جگہ دل ہے اور بعضی علما نے کہا ہے کہ عقل کی جگہ
دماغ ہے نووی رحمہ اللہ کہتا ہی کہ حال کے حکیمون نے بہت دلائل سے یہ بات ثابت کی ہی کہ عقل اور تمام قوی مدرکہ کا
ظرف دماغ ہے اور جس شخص کو یہ دلائل دیکھنا ہو وہ حکمت کی کتابون کیطرف رجوع کرے اور عمدہ معنی عقل کا
یہی ہی کہ وہ ایک حالت نورانیہ ہے اور موافقات کی جو قوت مدرکہ کو ایک حالت حاصل ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ تمیز کر لیتا ہے
بیچ اون امور صحیح اور فاسد مین پہر امام نووی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورتون کے دین کی کمی
حیض کے دنون مین نماز نہ پڑہنی اور روزہ نہ رکہنے سے بیان کی اسکو بعض لوگون نے مشکل سمجھا ہے حالانکہ یہ مشکل
نہین کیونکہ دین اور اسلام اور ایمان کا ایک ہی معنی ہے اور عبادات کو ایمان اور دین کہتے ہین اور جب یہ
ثابت ہوا تو جس کی عبادات زیادہ ہین اوسکا ایمان اور دین بہی زیادہ ہی اور جس کی عبادات کم ہین اوسکا دین
اور ایمان بہی کم ہے پہر نقصان دین کا کبھی تو اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اوسکی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے جیسے کوئی
نماز یا روزہ ترک کرے بغیر عذر کے اور کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ اوسکی وجہ سے گنہگار نہو جیسے کوئی جہاد یا جمعہ
ترک کرے کسی عذر سے اور کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ وہ مکلف ہو اوسکے ساتھ جیسے حائضہ روزہ یا نماز ترک کرے اگر
کوئی کہے کہ حائضہ بسبب معذور رہنے کے تو چاہیئے کہ حیض کی حالت مین اسکو نماز کا ثواب ہو اگرچہ وہ اوسکو قضا نہین کرتے
جیسے مریض یا مسافر کہ نوافل کا جنکو وہ حالت صحت اور اقامت مین ادا کرتے تھے ثواب ہوتا ہے تو جواب اسکا یہ ہی
کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کو ثواب نہ ہوگا اور فرق یہ ہی کہ مریض اور مسافر نوافل کو بہ نیت دوام ادا
کرتے تھے اور اون کے لائق ہین برخلاف حائضہ کے اوسکی تو نیت یہی ہے ہی کہ حیض کی حالت مین نماز ترک
کریگی بلکہ نماز کی نیت حیض کی حالت مین حرام ہے تو حائضہ کی نظیر وہ مریض یا مسافر ہے جو بعض وقت نوافل ادا کرتا تھا
اور بعض وقت نہین ایسے مریض یا مسافر کو نوافل کا ثواب نہ ملیگا اپنی مرض یا سفر مین جب وہ اون کو ادا نکرے
انتہی ما قال النووی وَعَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ مَعْنٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ

ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے جیسے ابن عمر سے

باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوٰۃ جو شخص نماز ترک کرے اُس کے کفر کا بیان

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرء ابن آدم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی یقول یا ویلہ وفی روایۃ ابی کریب یا ویلی امر ابن آدم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت بالسجود فابیت فلی النار وفی روایۃ فعصیت فلی النار **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی سجدے کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور کہتا ہے خرابی ہو اوس کی یا خرابی ہو میری آدمی کو سجدے کا حکم ہوا اوس نے سجدہ کیا اب اُسکو جنت ملیگی اور مجھے سجدے کا حکم ہوا میں نے انکار کیا یا نافرمانی کی پھر میرے لیے جہنم ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم کا مقصود احادیث کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ بعضے افعال کی ترک سے کفر ہو جاتا ہے یا حقیقۃً یا برائے نام اور شیطان کا کفر سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ ہے اس آیت سے واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین یعنی یاد کر اوس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم کو پھر سجدہ کیا انہوں نے پر ابلیس نے نہ مانا اور غرور کیا اور وہ تھا کافروں میں سے جمہور علماء نے یہ کہا ہے معنی اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم میں وہ کافر تھا اور بعضوں نے کہا کہ کان بمعنی صار ہے یعنی ہو گیا کافروں میں سے جیسے وحال بینہما الموج فکان من المغرقین **عن** جابر یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوۃ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے آدمی اور شرک اور کفر کے بیچ میں نماز کا ترک ہے **عن** جابر بن عبد اللہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوۃ **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا **ف** نووی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ کفر سے مانع نماز کا ترک نہ کرنا ہے پھر جب نماز کو ترک کیا تو بندے اور شرک و کفر کے بیچ میں کوئی روک نہیں اور شرک و کفر ایک ہے اور کبھی شرک خاص کیا جاتا ہے بت پرستوں سے تو کفر عام ہوگا شرک سے اور جو شخص نماز کو ترک کرے اگر اُسکی فرضیت کا انکار کرے تو کافر ہے باجماع اہل اسلام اور ملت اسلام سے خارج ہے لیکن اُس صورت میں جب وہ نو مسلم ہو اور اہل اسلام کو دیکھا نہ ہو تو کافر نہوگا اور جو شخص نماز کو ترک کرے سستی اور کاہلی سے اُسکو فرض جانکر تو اس کے باب میں علما کا اختلاف ہے امام مالک اور شافعی اور جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہوگا بلکہ فاسق ہوگا اور اس سے توبہ کرائی جاویگی پھر اگر وہ توبہ کریگا اور نماز پڑھنے لگے تو خیر ورنہ اسکو قتل کریں گے حداً جیسے زانی محصن کو سنگسار کرتے ہیں پر تارک صلوۃ کو تلوار سے قتل کرین گے اور ایک جماعت سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اور یہی منقول ہے حضرت علیؓ سے بعضے یہی مروی ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو

اور اسیطرف گئی ہین عبداللہ بن مبارک اور اسحاق بن راہویہ سراج الوہاج مین ہے کہ ظاہر حدیث اس مذہب کی تائید کرتی ہے اور اسی کو ثابت کیا ہے علمائے حدیث نے اور علامہ ابن قیم کی ایک جدا کتاب ہے اس باب مین جسمین انہون نے مخالفون کی سب دلیلون کا جواب دیا ہے اور امام شوکانی نے نیل الاوطار مین اسی کو اختیار کیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کوئی قصداً نماز ترک کرے وہ قتل کے لائق ہوگیا اور مسلمانون کے حاکم پر واجب ہے اسکو قتل کرنا اور اس سے کہا جاویگا کہ نماز پڑھ پھر اگر اوسنے انکار کیا تو قتل کیا جاویگا فوراً اور کوئی ضرورت نہین کہ مہلت دی جاوے اوسکو تین روز کی بلکہ انکار کرتا ہے اوسکو قتل کرینگے اور مین نے اسکو تفصیل سے بیان کیا ہے ہدایۃ السائل مین انتہے نووی نے کہا ابو حنیفہ اور ایک جماعت اہل کوفہ مین سے یہ قول ہے کہ وہ کافر نہوگا اور نہ قتل کیا جاوے گا بلکہ اوسکو سزا دینگے اور قید کرینگے یہانتک کہ نماز پڑھے اور جو شخص کفر کا قائل ہوا ہے اوسکی دلیل ظاہر حدیث ہے اور جسنے کہا کہ اسکو قتل نکرینگے اوس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ نہین حلال ہے مسلمان کا خون مگر ایک بات سے تین باتون مین سے اور اسمین نماز کا ترک نہین ہے اور جمہور نے جو کہا وہ کافر نہوگا تو دلیل لائے مین اس آیت سے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنے اللہ نہین بخشیگا مشرک کو اور بخشدیگا اوسکے سوا جسکو چاہے اور اس حدیث سے کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین جاویگا اور جو شخص جاوے لا الہ الا اللہ پر یقین رکھکر وہ جنت مین جاویگا اور اسکو قتل کرنا چاہیے اوسکی دلیل یہ آیت ہے فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَہُمْ یعنے اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو اون کو چھوڑ دو یعنے جان بخشی کرو اور یہ حدیث ہے کہ مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین پھر جب وہ ایسا کرین تو بچا لیا اونہون نے اپنا خون اور مال — اور اس حدیث کی تاویل یہ کی ہے کہ بندہ نماز کی ترک سے مستحق ہوگا اُس سزا کا جو کافر کو ہوتی ہے یعنی قتل کا یا حدیث محمول ہے اُس پر جو نماز کو ترک کرنا درست سمجھے یا اوسکا انجام کفر ہے یا اوسکا فعل کافرون کا سا ہے انتہی

بَابُ

بَیَانُ کَوْنِ الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی اَفْضَلَ الْاَعْمَالِ ایمان لانا اللہ پر سب کامون سے بڑھکر ہے

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا کام افضل ہے یعنے سب سے بڑھکر آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا پھر پوچھا گیا اسکے بعد کیا ہے آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین پھر پوچھا گیا اُس کے بعد کیا ہے آپ نے فرمایا حج مبرور **ف** نووی نے کہا حج مبرور وہ ہے

جسمین کوئی گناہ نہو اور بعضون نے کہا حج قبول ہو جاوے خدا کو یا جو صادق ہو خالصًا لله ہو پھر قبول ہونے
کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد نیک کام زیادہ کرے اور گناہون سے بچتا رہے **عن** اَبِی ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الْاِیْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِهٖ قَالَ قُلْتُ اَیُّ الرِّقَابِ
اَفْضَلُ قَالَ اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا وَاَکْثَرُهَا ثَمَنًا قَالَ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تُعِیْنُ صَانِعًا
اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ تَکُفُّ
شَرَّکَ عَنِ النَّاسِ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ مِّنْکَ عَلٰی نَفْسِکَ **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے مین نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا ایمان لانا اللہ پر **ف** اس سے معلوم ہوا کہ عمل کا
اطلاق ایمان پر بھی ہوتا ہے اور مراد اس سے وہ ایمان ہے جس کے سبب سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور وہ دل سے یقین
کرنا ہے اور زبان سے کہنا ہے شہادتین کا تو یقین دل کا ہے اور کہنا زبان کا عمل اور یہان ایمان مین اور
اعمال داخل نہین ہین جیسے نماز روزہ جہاد حج وغیرہ کیونکہ انکو آگے بیان کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا
کہ اون اعمال کو ایمان نہ کہین (السراج الوہاج) **ت** اور جہاد کرنا اوسکی راہ مین مین نے کہا کون سا
بردہ آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جو بردہ اوس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو اور جسکی قیمت بہاری ہو **ف**
سبب یہ کہ ایک ہی بردہ آزاد کرنا چاہے اور جو اوس کے پاس کچھ روپیہ ہون اور اون کے بدلے دو
بردے ایسی ملسکتی ہون پر اعلیٰ بردہ ایک ہی آتا ہو تو دو کو لیکر آزاد کرنا افضل ہے ایک عمدہ کے آزاد کرنے
سے اور یہ قربانی کے خلاف ہے قربانی مین ایک موٹی تازی بکری دو دبلی بکریون سے بہتر ہے السراج الوہاج
ت مین نے کہا اگر مین یہ نکر سکون آپ نے فرمایا تو مدد کر کسی صانع کی السراج الوہاج مین ہے کہ بعضی نسخون
مین بجای صانع کے ضائع ہے یعنے گلانے والا اور بعضی نسخون مین ضائع ہے مگر صحیح صانع ہے صاد مہملہ سے جس
صورت مین صانع ہو صاد مہملہ اور نون سے تو معنے یہ ہونگے کہ مدد کر کسی کاریگر کی جو بناتا ہو کچھ صنعت اور مزدوری کرتا
ہو جیسے بڑہی یا لوہار یا درزی وغیرہ کیونکہ یہ کمایان حلال ہین اور مراد وہ پیشہ والا ہے جسکو اوسکی کمائی بسر
نہوتی ہو اور اوس کے بچے بالے بہت ہون جنکی پرورش اوس کی کمائی مین دشوار ہو تو اوسکی مدد کرنا بڑا ثواب
ہے اور جس صورت مین ضائع ہو ضاد معجمہ سے تو وہ ضیاع سے ہے جس کے معنے عیال کے ہین یعنے جو عیالدار ہو اور
مفلس ہو اوسکی مدد کر اور جس صورت مین صائغ ہو صاد مہملہ اور غین معجمہ سے تو معنے نہین بنتے کیونکہ صائغ سونے
چاندی کے گلانے والے کو کہین گے پھر اوسکی خصوصیت کی کوئی وجہ نہین ہے اور امام نووی نے اس مقام پر دو

نسخہ ثمنا

ضائعا

ہی لفظون کو نقل کیا ہے ایک صانع صاد مہملہ اور نون سے اور دوسرے ضائع ضاد معجمہ اور عین مہملہ سے پھر یہ کہا کہ
صحیح علماء کے نزدیک صانع ہے صاد مہملہ اور نون سے اور قرینہ اسپر یہ ہے کہ مقابلہ کیا اسکا اخرق سے اور اخرق اوسکو
کہتے ہین جسکو کوئی ہنر اور پیشہ نہ آتا ہو اور ابن طاہر نے مجمع البحار مین بھی صرف دو لفظون کو نقل کیا ہے پھر یہ
کہا ہے کہ بعضون نے صانع صاد مہملہ اور نون سے صحیح کہا ہے اور بعضون نے دونون کو صحیح کہا ہے تو معلوم
نہین کہ سراج الوہاج مین تیسیر اللفظ صانع صاد مہملہ اور غین معجمہ سے کہان سے نقل کیا ہے اور شاید یہ
سہو ہو واللہ اعلم **ت** یا مزدوری کر اوس کے لیے جو بے ہنر ہو (یعنی کوئی کام اور پیشہ نہ جانتا ہو اور روٹی
کا محتاج ہو) مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مین خود نا توان ہون یعنی کام نکرسکون یا کوئی سبب نکرسکون آپنے فرمایا تو کسی سے برائی نکر
یہی تیرا صدقہ ہے اپنے نفس پر **ف** جیسے صدقہ دینے سے دوسرے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے ایسطرح برائی نکرنے
سے نفس کو فائدہ حاصل ہوتا ہے دنیا مین آرام ملتا ہے اور آخرت مین ثواب ملیگا **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ
بابٌ منہ — النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِہٖ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ فَتُعِیْنُ الصَّانِعَ اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ **ترجمہ**
ابوذر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
الاَعمالِ — صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِہَا قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ
قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَمَا تَرَکْتُ اَسْتَزِیْدُہٗ اِلَّا اِرْعَاءً عَلَیْہِ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت
ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا کام افضل ہے (یعنی سب سے بڑکر ہے ثواب مین)
آپ نے فرمایا نماز پڑہنا اپنے وقت پر مین نے کہا پھر کون سا آپنے فرمایا نیکی کرنا مان باپ سے (یعنی انکو خوش اور
راضی رکھنا اور اون کے ساتھ احسان کرنا اور اونکے دوستون کے ساتھ بھی سلوک کرنا) مین نے پھر کون سا
آپنے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین پھر مین نے زیادہ پوچھنا چھوڑ دیا آپ کی رعایت کرکے (تاکہ آپ
پر بار نگذرے) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَقْرَبُ اِلَی
الْجَنَّةِ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی مَوَاقِیْتِہَا قُلْتُ وَمَاذَا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ وَمَاذَا
والجہادُ — یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے مین نے کہا اے نبی اللہ کے
کون سا کام زیادہ نزدیک کرتا ہے جنت کے آپ نے فرمایا نماز پڑہنا اپنے وقت پر (یعنے اول وقت)
مین نے کہا اور کیا اے نبی اللہ کے آپنے فرمایا نیکی کرنا مان باپ سے مین نے کہا اور کیا اے نبی اللہ کے آپنے
فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین **عَنْ** اَبِیْ عَمْرٍو الشَّیْبَانِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ صَاحِبُ هٰذِہِ الدَّارِ

وَاَشَارَ اِلٰی دَارِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی
الصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِہَا قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ
اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِھِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّہٗ لَزَادَنِیْ **ترجمہ** ابوعمرو شیبانی سے روایت ہے مجھسے بیان کیا اس گھر
والے نے اور اشارہ کیا عبداللہ بن مسعود کے گھر کیطرف کہا پوچھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کونسا کام
بہت پسند ہے اللہ تعالیٰ کو آپ نے فرمایا نماز پڑہنا اپنے وقت پر مین نے کہا پھر کونسا آپ نے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ
سے مین نے کہا پھر کون سا آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین بیان کیا آپ نے انہی کامون کو اور جو مین زیادہ
پوچھتا تو آپ اور زیادہ بتلاتے **عن** شُعْبَۃَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہٗ وَزَادَ وَاَشَارَ اِلٰی دَارِ عَبْدِ اللّٰہِ
وَمَا سَمَّاہُ لَنَا **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اوسمین یہ ہے کہ ابوعمرو شیبانی نے اشارہ کیا عبداللہ
بن مسعود کے گھر کیطرف اور اُن کا نام نہ لیا **عن** عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَوِ الْعَمَلِ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِھَا وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے او افضل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کامون سے بڑہ کر یا سب سے بڑھکر کام نماز پڑہنا ہے اپنے وقت پر اور نیکی
کرنا ہے ماں باپ سے **ف** نووی نے کہا اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ بعضی روایتون مین سب
سے افضل ایمان کو قرار دیا پھر جہاد کو پھر حج کو اور بعض مین ایمان اور جہاد کو اور بعض مین نماز کو پھر ماں باپ سے سلوک
کرنے کو پھر جہاد کو اور بعض مین کھانا کھلانیکو اور ہر ایک کو سلام کرنیکو اور بعض مین اپنی زبان اور ہاتھ سے مسلمانون
کو بچانے کو اور بعض مین قرآن سیکھنے اور سکھانے کو اور اسکی مثل بہت سی صحیح حدیثون مین مذکور ہے تو اختلاف
کیا ہے علماء نے کہ کیونکر جمع ہوگا ان اختلافون کا حلیمی نے قفال شاشی کبیر سے نقل کیا کہ دو طرح سے جمع ہو سکتا ہے
ایک تو یہ کہ یہ اختلاف باعتبار اختلاف احوال اور اشخاص کے ہے اور کبھی کہتے ہین یہ بات سب سے بہتر ہے
اور مراد نہین ہوتی کہ ہر طرح یا ہر شخص کے لیے بہتر ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج نہین کیا اوس کے لیے حج چالیس جہاد سے بہتر ہے اور جس نے
حج کیا اسکے لیے ایک جہاد چالیس حج سے بہتر ہے دوسرے یہ کہ افضل الاعمال کے پہلے من کا لفظ محذوف
ہے تو ترجمہ یہ ہوگا کہ افضل کامون مین سے ایمان ہے اور جہاد ہے اس صورت مین کوئی اشکال نہین جیسے کہتے ہین
فلانا شخص اونمین کا عاقل ہے یا افضل ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ اُن کے عاقلون یا افضلون مین سے ہے
اور ایسے ہی قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر تم مین کا وہ ہے جو بہتر ہو اپنے گھر کے لوگون کے لیے اور

معلوم ہے یہ بات کہ گھر والون کے لیے بہتر ہونے سے سب لوگون سے بہتر نہین ہو سکتا اور ایسے ہی لوگ کہتے ہین سب سے زیادہ عالم سے نفرت کرنیوالے اوسکی ہمسایے ہوتے ہین حالانکہ ممکن ہے کہ اور کوئی شخص اوسکے ہمسایون سے بہی زیادہ اوسکی پرواہ نرکہتا ہو یہ کلام ہے قفال کا اس صورت مین یہان سب سے افضل ہوگا اور باقی اعمال برابر ہونگے فضیلت مین پر بعض خاص صورتون مین یا خاص شخصون مین ایک عمل دوسرے سے زیادہ فضیلت رکہیگا اور ثم کا لفظ جو بعضی روایتون مین ہے اوس سے کمی ایک عمل کی دوسرے سے فضیلت مین بیان مقصود نہین بلکہ محض ترتیب ذکری کے لیے ہے جیسے ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا اور قاضی عیاض نے جمع کے لیے دو وجہین بیان کی ہین ایک تو وہی وجہ جو پہلے مذکور ہوئی انہون نے کہا کہ جواب مین اختلاف بوجہ اختلاف احوال کے ہے تو بتلایا آپ نے ہر ایک قوم کو وہ کام جو بہت ضروری تہا اون کے لیے یا جسکو انہون نے حاصل نہین کیا تہا یا پہچانا نہ تہا دوسرے یہ کہ آپنے مقدم کیا جہاد کو حج پر اسلیے کہ جہاد کی بہت ضرورت تہی اوس زمانے مین بوجہ شروع زمانہ اسلام کے اور صاحب تحریر نے ایک وجہ بیان کی ہے اور دوسری یہ کہ ثم کلام عرب مین ترتیب کو مقتضی نہین اور یہ قول شاذ ہے اہل عربیت اور اصول کے نزدیک پہر صاحب تحریر نے کہا صحیح یہ ہے کہ جہاد کو آپنے مقدم کیا اس لیے کہ مراد آپکی وہ زمانہ ہے جب جہاد کی بہت ضرورت ہو اور کافرون کا ہجوم ہو جاوے اوسوقت تو جہاد سب پر فرض ہو جاتا ہے اور جہاد مین فائدہ ہے تمام مسلمانون کا اور حج تو دوسرے وقت مین بہی ادا ہو سکتا ہے انتہی ما قال النووی مختصرا

باب بَيَانِ كَوْنِ الشِّرْكِ اَقْبَحَ الذُّنُوْبِ وَبَيَانِ اَعْظَمِهَا بَعْدَهٗ

شرک سب گناہون سے بڑا گناہ ہے اور پہر اوسکے بعد کون سا گناہ ہے اوس کا بیان عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ قُلْتُ لَهٗ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کونسا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک یا برابر والا کسی اور کو بنادے حالانکہ تجہے اللہ نے پیدا کیا (پہر تو اپنے صاحب پیدا کرنیوالے کو چہوڑ کر دوسرے کو مالک بنادے یہ کتنا بڑا اندہیر ہے اور مالک اس کام سے کیسا ناراض ہوگا) مین نے کہا یہ تو بڑا گناہ ہے اب اسکے بعد کون سا گناہ ہے آپ نے فرمایا تو اپنی اولاد (لڑکا یا لڑکی) کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتہ روٹی کہا دیگا **ف** یعنے تو مفلس ہو اور تجہے خود اپنی اور اپنی بی بی کے کہانیکی تکلیف ہو پہر تو یہ خیال کرکے کہ

اولاد کو کہان سی کہلاؤنگا انکو مار ڈالے تو یہ بڑا گناہ ہی جو شرک کے بعد ہی پر اور سب گناہون سے بڑھکر ہے کس
لیے کہ یہ گناہ کبیا ہے مجموعہ ہی گناہون کا اول تو ناحق خون کرنا دوسرے خدا کی نسبت بد اعتقاد ہونا وہ جسکو پیدا کرتا
ہے اسکا رزق بھی اوتارتا ہے تیسرے حرص کہانے کی چوتھی بخیلی پانچوین بے رحمی چھٹی کمینہ پن اور باجی پن
اور بہتی خدا بچاوے ایسی خیالون سے **ت** مین نے کہا پھر کونسا گناہ آپنے فرمایا تو زنا کرے اپنی ہمسایہ
کی عورت سے **ف** اوسکی بی بی یا لونڈی سے ہر چند زنا کرنا مطلقا کسی عورت کے ساتھہ ہو بڑا گناہ ہی پر ہمسایہ
کی بی بی کے ساتھہ بڑا اور بھی بڑا گناہ ہے کیونکہ ہمسایہ کو توقع ہوتی ہے کہ اوسکا ہمسایہ اوسکی مدد کرے گا اوس کے
بال بچون کی ضرورت کیوقت حفاظت کرے گا پہر ایسے موقع مین اوسی کی بی بی کے ساتھہ زنا کرنا کتنی بڑی
بیحیائی اور خیانت ہے خدا بچاوے **عن** عبد اللہ قال رجل یا رسول اللہ ای الذنب اکبر
عند اللہ قال ان تدعو للہ ندا وھو خلقک قال ثم ای قال ان تقتل ولدک مخافۃ
ان یطعم معک قال ثم ای قال ان تزانی حلیلۃ جارک فانزل اللہ تصدیقھا والذین
لا یدعون مع اللہ الھا اخر ولا تقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن
یفعل ذلک یلق اثاما **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کون سا گناہ
بڑا ہے اللہ کے نزدیک آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک کرے کسی کو حالانکہ پیدا کیا تجھے اللہ نے اوس نے کہا پہر
کیا آپ نے فرمایا یہ کہ تو قتل کرے اپنی اولاد کو اس ڈر سے کہ وہ کہاویگی تیرے ساتھہ اوس نے کہا پہر کیا آپ
نے فرمایا یہ کہ تو زنا کرے اپنی ہمسایہ کی عورت سے پہر اللہ تعالی نے قرآن مین اسیکو موافق اوتارا والذین
لا یدعون مع اللہ الھا آخر اخیر تک یعنی اللہ کے خاص بندے وہ ہین جو نہین پکارتے اللہ کے ساتھہ کسی دوسرے
خدا کو اور نہین قتل کرتے اوس جان کو جسکا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا مگر کسی حق کے بدلے اور نہین زنا کرتے
اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اسکی سزا پاویگا

باب الکبائر و اکبرھا

اب بیان مین اون گناہون کے جو کبیرہ ہین پہر ان مین بڑے کون کون گناہ ہین اونکا بیان **عن** ابی بکرۃ انہ قال کنا
عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الا انبئکم باکبر الکبائر ثلثا الاشراک
باللہ وعقوق الوالدین وشھادۃ الزور او قول الزور وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا
فجلس فما زال یکررھا حتی قلنا لیتہ سکت **ترجمہ** ابو بکرہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپنے فرمایا کیا نہ بتلاؤن مین
تمکو بڑے کبیرہ گناہ تین بار آپ نے یہ فرمایا **ف** نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہے کبیرہ گناہ کی تعریف مین ابن عباس

سے مروی ہے جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے اوسکا کرنا کبیرہ ہے اور یہی اختیار کیا ہے اُستاذ ابو اسحق نے اور
قاضی عیاض نے یہ مذہب محققین کا لکھا ہے اور دلیل اُن کی یہ ہے کہ ہر ایک مخالفت اللہ جل جلالہ کے نظر کرنے
کبیرہ ہے اور جمہور سلف اور خلف اس طرف گئے ہین کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک کبیرہ ایک صغیرہ اور یہ بھی
ابن عباس سے مروی ہے اور کتاب اور سنت اور سلف اور خلف کے اقوال سے اس پر بہت دلیلین ہین امام
غزالی نے بسیط مین لکھا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ مین جو فرق ہے اوسکا انکار کرنا فقہ سے بعید ہے کیونکہ شرع کے
مضامین سے یہ امر ثابت ہے اور اور لوگون نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور بیشک اللہ جل جلالہ کی مخالفت خواہ کیسی
چھوٹی ہو نہایت بُری ہے بہ نسبت اللہ کی جلال اور بزرگی کے پر بعضی مخالفت بعض سے بڑھکر ہے اور اسیوجہ
سے بعضی گناہ ایسے ہین جو معاف ہوجاتے ہین نماز اور روزے اور حج اور عمرے اور وضو وغیرہ عبادات سے جیسے احادیث
صحیحہ مین وارد ہے اور بعض ایسے ہین جو معاف نہین ہوتے پہر اول قسم کے گناہ صغائر ہین اور دوسرے قسم کے
کبائر اب جب یہ ثابت ہوا کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک صغائر اور ایک کبائر تو اختلاف کیا علما نے اونکے
ضبط مین بڑا اختلاف ابن عباس رض سے مروی ہے کبیرہ وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے جہنم یا غضب یا لعنت یا
عذاب یا اور کوئی لفظ مانند اسکے فرمایا ہے اور حسن بصری سے بہی ایسا ہی منقول ہے اور بعضون نے کہا
کبیرہ وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے آخرت مین جہنم کا وعدہ کیا یا دنیا مین کسی سزا (حد) کا امام غزالی نے بسیط
مین کہا کہ عمدہ تعریف یہ ہے کہ جو گناہ انسان کرتا ہے اوسکو ہلکا سمجھکر اور اُس سے ڈرتا نہین نہ شرمندہ
ہوتا ہے وہ کبیرہ ہے اور جس سے اوسکو ندامت ہوتی اور آیندہ بچنے کا خیال ہوتا ہے وہ کبیرہ نہین ابن الصلاح
نے کہا کبیرہ کہتے ہین بڑے گناہ کو اور اُسکی کئی نشانیان ہین ایک یہ اوس مین حد ہو (جیسے زنا یا چوری یا
شراب خواری یا تہمت زنا یا زنا انہی) دوسرے یہ کہ اوسپر وعدہ ہو جہنم کے عذاب کا تیسرے یہ کہ اوسکی کرنے
والی کو فاسق کہا ہو چوتھی یہ کہ اوسپر لعنت کی ہو جیسے لعنت کی ہے اللہ نے اوسپر جو زمین کی نشانیان
مٹاوے - امام ابو محمد بن عبد السلام نے کہا جب تو صغیرہ اور کبیرہ کو پہچاننا چاہتا ہے تو اُس گناہ کی برائی مین
غور کر اگر اوس کی برائی اون گناہون کی برائی سے جنکو حدیث مین کبیرہ کہا ہے برابر یا زیادہ ہو تو وہ
کبیرہ ہے ورنہ وہ صغیرہ ہے تو جسنے خداوند کریم کو برا کہا یا اوسکے رسول کو برا کہا یا توہین کی کسی پیغمبر کی یا جھٹلایا
کسی پیغمبر کو یا کعبے مین نجاست لگائی یا قرآن کو اٹھاکر نجس جگہہ مین پہینک دیا تو اوسنے برا کبیرہ گناہ کیا
حالانکہ شرع نے ان افعال کو کبیرہ نہین کہا اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک پاکدامن عورت کو پکڑ لیا زنا کیلئے

کے نہ لیے یا کسی مسلمان کو پکڑا خون کرنے کے لیے تو کچھ شک نہین کہ اوسکی برائی یتیم کے مال کھا جانے سے بڑھ گئی اور وہ کبیرہ ہے پس یہ بھی کبیرہ ہے ہوئے اسی طرح اگر کافرون کو مسلمانون کے بال بچے عورتین بتلا دین اور وہ جانتا ہے کہ کافر انکو ستاوینگے اور عورتون کو بےعزت کرین گے تو اسکی برائی میدان جنگ مین بھاگنے سے زیادہ ہے پس یہ بھی کبیرہ ہوا اسیطرح اگر کسی آدمی پر ایسا جھوٹ باندھا جس کی وجہ سے جانتا ہے کہ وہ مارا جاویگا تو یہ ایک کبیرہ ہوا البتہ اگر اوسکی وجہ سے ایک کھجور اُس کی جاتی رہی گی تو وہ کبیرہ نہین ہے اور شرع نے تصریح کردی کہ جھوٹی گواہی اور یتیم کا مال کھا جانا دونون کبیرہ گناہ ہین پھر اگر ان دونون کامون سے بڑا نقصان ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کبیرہ ہین اور جو نقصان بہت قلیل ہو جب بھی وہ کبیرہ ہین تا کہ ان گناہون کی جڑ بند ہو جاوے اور لوگ باز آوین جیسے شراب کا ایک قطرہ پینا کبیرہ ہے اگرچہ اُس سے کوئی فتنہ نہین ہوتا اسی طرح ناحق فیصلہ کرنا بھی کبیرہ ہے کیونکہ جھوٹی گواہی سبب ہے ناحق فیصلہ کی پھر جب جھوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہے تو فیصلہ اور حکم ناحق کرنا ضرور کبیرہ ہوگا اور بعضے علما نے یہ تعریف کی ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جسکے ساتھ کوئی وعید یا حد یا لعنت مذکور ہو پھر جو گناہ برائی مین ایسے گناہ کے برابر ہو وہ بھی کبیرہ ہوگا۔ امام ابو الحسن واحدی نے کہا صحیح یہ ہے کہ کبیرہ کی کوئی تعریف نہین بلکہ بعضے گناہون کو شرع نے کبیرہ کہا اور بعضون کو صغیرہ اور بعض گناہون کا ذکر شرع نے نہین کیا اون مین کبیرہ بھی ہین اور صغیرہ بھی اور حکمت بیان نکرنیکی یہ ہے کہ آدمی اون سب گناہون سے بچے اس ڈر سے کہ کہین کبیرہ نہ ہون اور یہ ایسا ہی جیسے شرع نے شب قدر کو اور ساعت جمعہ کو چھپایا۔ علما نے کہا ہے کہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے اور حضرت عمر اور ابن عباس سے منقول ہے کہ توبہ اور استغفار کے ساتھ کوئی گناہ کبیرہ نہین اور اصرار (یعنی بار بار کرنا) کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہین اسکا مطلب یہی ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ اور استغفار سے معاف ہو جاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے ابن عبد السلام نے کہا کہ اصرار کی حد یہ ہے کہ اتنی بار اوس گناہ کو کرے جس سے اوسکی بے پرواہی معلوم ہو اسیطرح جب کئی صغیرہ گناہ ہون کہ وہ سب ملاکر کبیرہ کی برائی کو پہنچ جاوین۔ ابن الصلاح نے کہا اصرار یہ ہے کہ گناہ کو کرکے اوس سے باز آنیکا قصد نہ کرے بلکہ پھر کرنے کا یا ہمیشہ اوسکو کرتا رہے مترجم کہتا ہے کہ اصرار کی تعریف یہی صحیح ہے ورنہ بار بار کرنا اصرار نہین گر بار بار توبہ یا ندامت ہو ایک حدیث مین ہے کہ جس نے استغفار کیا اوس نے اصرار نہین کیا اگرچہ دن مین ستر بار وہی گناہ کرے +

ت شرک کرنا اللہ کے ساتھ یہ تو ظاہر ہے کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے) دوسرے نافرمانی کرنا مان باپ کی ف

حدیث مین عقوق کا لفظ ہی جس کے معنے کاٹنا اور نہ ماننا اور عاق اوسکو کہتے ہین جو اپنے باپ کی اطاعت چھوڑ دے نووی نے کہا جو عقوق شرع مین حرام ہے اوسکی تعریف کم لوگون نے کی ہے شیخ امام ابو عبد السلام نے کہا مین نے عقوق والدین اور اُن کے حقوق مین کوئی عمدہ قاعدہ نہین پایا اسلیے کہ باتفاق علما ہر ایک امر اور نہی مین والدین کی اطاعت ضرور اور وجب نہین البتہ جہاد و بغیر مان باپ کی اجازت کے درست نہین کیونکہ ماں باپ پر جہاد بہت گران گذرتا ہے وہ ڈرتے ہین لڑکے کے زخمی ہونے یا مارے جانے سے اور اس سے اُنکو بہت رنج ہوتا ہے اسی پر ہر ایک شے کو قیاس کر لینا چاہیے جسمین جان جانیکا یا اور کسی صدمے کا خوف ہو ابن الصلاح نے کہا جو عقوق حرام ہے وہ یہ ہے کہ کوئی کام ایسا کرے جس سے والدین کو رنج ہو اور رنج بہی کیسا سخت بشرطیکہ وہ کام اس پر شرع کے رو سے واجب اور فرض نہ ہو اور بعضون نے کہا ہے کہ والدین کی اطاعت ہر ایک امر مین واجب ہے بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو اور اُن کا خلاف کرنا عقوق ہے اور مشتبہ کامون مین بہی اون کی اطاعت بعض علما نے وجب کی ہے اور ہمارے علما نے طلب علم یا تجارت کے لیے سفر جائز کہا ہے بغیر مان باپ کی اجازت کے وہ ہمارے اوس کلام کے خلاف نہین ہو جو ہم نے بیان کیا ۔ مترجم کہتا ہے کہ والدین کی اطاعت فرض ہے مثل اور فرائض کی مگر خدا کی اطاعت اونکی اطاعت پر مقدم ہے تو نہ ترک کیا جاوے فرض خدا کا اُن کے کہنے سے اور ترک کیا جاوے مباح اور مسنون اور مستحب کیون کہ فرض کا کرنا مقدم ہے اور جہاد کو جانا فرض عین نہین ہی اسلیے ماں باپ کی اجازت کے جانا حرام ہے اور طلب علم فرض عین ہے اسی طرح کسب معیشت واسطے پرورش اہل و عیال کے تو اُس مین اجازت اونکی ضرور نہین پر جہانتک ہوسکے اگر اون کی خوشی کے ساتھ علم حاصل کرے اور روٹے کماوے تو بہتر ہے **ت** تیسری جہوٹی گواہی دینا یا جہوٹ بولنا **ف** نووی نے کہا ہرچند والدین کی نافرمانی اور جہوٹی گواہی دونون کبیرہ گناہ ہین پر وہ شرک کے برابر نہین ہوسکتی اس صورت مین تاویل کرنا ہوگی کہ مراد وہ جہوٹا گواہ ہے جو کافر ہی ہو یا مراد وہ شخص ہے جو اس کام کو درست سمجھکر کرے یا من کا لفظ محذوف ہی یعنے یہ چیزین کبیرہ گناہون مین سے ہین اور یہی تیسری تاویل ٹہیک ہے اس لیے کہ جہوٹی گواہی کو بیان کرنے سے یہ مقصود ہی کہ لوگ اس سے باز رہین اور کفر کی برائی تو ہر ایک شخص کو معلوم تہی پہر حدیث کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہوٹی گواہی ہر طرح سے کبیرہ گناہ ہے خواہ بڑے حق کے لیے ہو یا چہوٹے حق کے لیے انتہی **ت** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے تہے آپ بیٹھ گئے اور بار

بار یہ فرمانے لگے (تاکہ لوگ خوب آگاہ ہو جاوین اور ان کامون سے باز رہین) ہمنے اپنے دل مین کہا کاش آپ
چپ ہو رہین (تاکہ آپ کو زیادہ رنج نہ ہو ان گناہون کا خیال کر کے کہ لوگ انکو کیا کرتے ہین) **عن**
انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکبائر قال الشرک باللہ وعقوق الوالدین و
قتل النفس وقول الزور **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہو
ن کے باب مین وہ شرک کرنا ہے اللہ کے ساتھہ اور نافرمانی کرنا ماں باپ کی اور خون کرنا (ناحق) اور
جھوٹ بولنا **عن** انس بن مالک قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکبائر
او سئل عن الکبائر فقال الشرک باللہ وقتل النفس وعقوق الوالدین وقال الا
انبئکم باکبر الکبائر قال قول الزور او شہادۃ الزور قال شعبۃ واکبر
ظنی انہ قال شہادۃ الزور **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان
کیا کبیرہ گناہون کا یا آپ سے پوچھا کسی نے کبیرہ گناہون کو آپ نے فرمایا شرک کرنا اللہ کے ساتھہ اور ناحق خون
کرنا اور نافرمانی ماں باپ کی اور آپ نے فرمایا مین تمکو بتلاؤن سب کبائر مین بڑا کبیرہ وہ جھوٹھہ بولنا
ہے یا جھوٹی گواہی دینا شعبہ نے کہا میرا گمان غالب یہی ہے کہ جھوٹی گواہی کو فرمایا **ف** امام نووی سے
جو فائدہ اوپر نقل ہوا وہ اس مقام سے متعلق ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے جھوٹی گواہی کو شرک
سے کیونکر ملایا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اوس محل پر جھوٹی گواہی سے ڈرانا زیادہ منظور تھا کیونکہ خوف ہوگا
لوگون کے پڑجانے کا اس گناہ مین اگرچہ جھوٹی گواہی یا جھوٹ بولنا شرک کے برابر نہین کیونکہ شرک
سب گناہون سے بڑا گناہ ہے اور ایک بھید یہ بھی ہے کہ شرک درحقیقت ایک قسم ہے جھوٹ کی یا جھوٹی
گواہی کی کیونکہ شرک جھوٹی گواہی ہے اللہ پر یا جھوٹ ہے جیسے ایک جھوٹ ہوتا ہے بندون پر ویسے ہی
شرک ایک جھوٹ ہے اللہ پر پھر جس شخص نے جھوٹ بولنا روا رکھا یا جھوٹی گواہی دی وہ شرک کرنے مین
بھی باک نہ کریگا اور اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ جھوٹی گواہی وہی لوگ دیتے ہین جنکے دل مین اللہ کی
عظمت مطلق نہین ہوتی تب تو اسکا نام لیکر معاذ اللہ جھوٹ بولتے ہین اور جھوٹی قسم کھاتے ہین دو
پیسے کے طمع مین ایمان کھو دیتے ہین پس ایسے شخص شرک کرنے مین یا شرک کی بات کہنے مین کب رکینگے
اگر انکو ایک ذرا سی بھی طمع دکھاوے **عن** ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال اجتنبوا السبع الموبقات فقیل یا رسول اللہ وما ہن قال الشرک باللہ

أنبئكم

وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَاَکْلُ الرِّبٰوا وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم سات گناہوں سے جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں اصحاب نے کہا یا رسول اللہ وے کون سے گناہ ہیں آپ نے فرمایا خدا کے ساتھ شرک کرنا اور جادو **ف** نووی نے کہا یہ دلیل ہے اوس ہمارے مذہب کی جو صحیح اور مشہور ہے کہ جادو حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے یعنی جادو کا کرنا اور چلانا اور سیکھنا اور سکھانا حرام ہے اور ہمارے بعض علما نے کہا کہ جادو کا سیکھنا حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے تاکہ جادوگر کی شناخت ہو اور جادو کو توڑنے کے لیے اور جادوگر کو اولیاء اللہ سے تمیز دینے کے لیے اور ان لوگوں کے نزدیک حدیث محمول ہے جادو کی چلانے پر **ت** اور اس جان کو مارنا جسکا مارنا خدا نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور بیاج کھانا اور یتیم کا مال کھا جانا اور لڑائی دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خاوندوالی ایمان دار پاک دامن عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں عیب لگانا **ف** یعنی اونپر تہمت کرنا زنا کی نووی نے کہا اس حدیث میں سات گناہ مذکور ہیں اور ایک روایت میں تین اور ایک روایت میں چار اس لیے کہ یہ بڑے سخت گناہ ہیں اور اکثر واقع ہوتے ہیں خاصکر جاہلیت کے زمانے میں یہ گناہ بہت واقع ہوتے تہے اور اسکے بعد کی حدیث میں ایک اور گناہ مذکور ہے اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور ایک حدیث میں چغل خوری اور پیشاب سے پاکی نہ کرنا مذکور ہے اور مسلم کے سوا اور کتابوں میں جھوٹی قسم کھانا اور بیت اللہ کی حرمت توڑنا بھی آیا ہے اور علما نے کہا ہے کہ کبیرہ گناہ ان میں منحصر نہیں ہیں بلکہ اور بہت گناہ کبیرہ ہیں ابن عباس سے منقول ہے ان سے کسی نے پوچھا کبیرہ گناہ سات ہیں انہوں نے کہا سات سے ستر تک ہیں بلکہ سات سو تک اور تحقیق کبیرہ کی گذر چکی **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْکَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَیْہِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَھَلْ یَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ قَالَ نَعَمْ یَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَیَسُبُّ اَبَاہُ وَیَسُبُّ اُمَّہٗ فَیَسُبُّ اُمَّہٗ **ترجمہ** عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے ہے گالی دینا اپنے ماں باپ کو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا کوئی گالی دیتا ہے اپنی ماں باپ کو آپ نے فرمایا ہاں دیتا ہے کوئی گالی دیتا ہے دوسرے کے باپ کو پھر وہ گالی دیتا ہے اسکے باپ کو اور یہ گالی دیتا ہے اوسکی ماں کو وہ گالی دیتا ہے اسکی ماں کو **ف** تو جس نے پہلے گالی دی وہی سبب ہوا اپنے ماں باپ کو گالی کھلانیکا تو گویا اوسنے

خود گالی دی اپنی ماں باپ کو انسان کی حرمت اور عزت خود اوسکے ہاتھہ مین ہے کسی کو گالی دینا پھر آپ
گالی کہانا کتنی بڑی حماقت ہے نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سبب ہو کسی کام کا تو وہ
کام اوسکی طرف منسوب ہوسکتا ہے اور بد کام کا جو ذریعہ ہو وہ بھی بد ہے تو شیرہ انگور کا بیچنا اس شخص کے
ہاتھہ جو اوسکی شراب بناتا ہے یا ہتہیار بیچنا اوس شخص کے ہاتھہ جو ڈاکہ مارتا ہے ناجائز ہوگا **باب**
تحریم الکبر وبیانہ کبر (یعنے غرور اور خود پسندی) کی حرمت اور اوسکا بیان **عن** عبد اللہ
بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال
ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا ونعلہ حسنۃ قال قال
ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمط الناس **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین نہ جاویگا وہ شخص جسکے دل مین رتی برابر بھی غرور
اور گھمنڈ ہوگا ایک شخص بولا ہر ایک آدمی چاہتا ہے اوسکا کپڑا اچھا ہو اوسکا جوتا اچھا ہو (اوروں سے
تو کیا یہ بھی غرور اور گھمنڈ ہے) آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے دوست رکھتا ہے جمال کو **ف** یعنے اللہ جل جلالہ
سب سے زیادہ پاکیزہ اور خوش اور خوبصورت ہے تو وہ پسند کرتا ہے خوبصورتی اور پاکیزگی اور ستھرائی کو
عمدہ کپڑے عمدہ جوتی جسقدر حلال ہین وہ پہننا اور زینت کرنا اور خوشبو لگانا یہ امر شرع کے رو سے حلال بلکہ
بہتر ہین اور یہ چیزین کبر اور غرور مین داخل نہین اگر کسی آدمی کو شوق ہو لباس کا وہ دوسرون سے بہتر کپڑا پہننا
چاہتا ہے یا جوتا پہننا تو برا نہین بلکہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ صفائی اور ستھرائی اور پاکیزگی اور حسن و جمال یہ
سب صفات ہین اللہ جل جلالہ کے اور انسان کو بالطبع یہ امر مرغوب ہین پس انکا حاصل کرنا یا انکا شوق رکھنا
کسی طرح برا نہین ہوسکتا اور انکا شوق کبر اور غرور نہین ہوسکتا بلکہ کبر کے وہ معنی ہین جو آگے بیان ہونگے
نووی نے کہا یہ جو آپنے فرمایا اللہ جمیل ہے پسند کرتا ہے جمال کو تو علما نے اسکے معنون مین اختلاف کیا ہے بعضون
نے کہا اسکا معنے یہ ہے کہ اللہ کی ہر ایک صفت جمیل ہے اور ہر ایک کام جمیل ہے یعنے عمدہ اور بہتر ہے اور اسکے
تمام نام بہتر ہین اور تمام صفات جمال اور کمال اوسمین موجود ہین ابو القاسم قشیری نے کہا جمیل کے معنے جلیل
یعنے بزرگ اور خطابی نے نقل کیا کہ جمیل کے معنے نورانی اور روشن یعنے وہ مالک ہے رونق اور تازگی کا
اور بعضون نے کہا اوسکے افعال جمیل ہین کہ وہ نظر کرتا ہے اپنی بندون پر رحمت کے ساتھہ اور تکلیف دیتا
ہے تہوڑے آسان کامون کی اور ثواب دیتا ہے بہت اور جمیل ایسا اسم ہے جو صحیح حدیث مین خدا کے

لیے آیا ہے پر یہ حدیث خبر واحد ہے اور اسما حسنی کی حدیث مین بہی یہ اسم موجود ہے لیکن اسکی اسناد مین گفتگو ہے اور مختار یہ ہی کہ اسہ کو جمیل بول سکتے ہین اور بعضی علما نے اوس سے منع کیا ہے امام الحرمین نے کہا کہ اسہ جل جلالہ کے جو اسما اور صفات شرع مین وارد ہوے ہین ہم اون کا اطلاق کرینگے اور جن سے شرع نے منع کیا ہے اون کے اطلاق سے باز رہین گے اور جو اسما اور صفات شرع مین نہین آئے اون کی جواز اور عدم جواز کسی کا ہم حکم نہ کرینگے اس لیے کہ شرع کے احکام نص سے معلوم ہوتے ہین اور اگر ہم جواز یا عدم جواز کا حکم کر دینگے تو ہم نے ایک حکم کیا بغیر شرع کے پہر اطلاق کے جائز ہونیکے لیے یہ ضرور نہین کہ وہ دلیل قطعی ہو (یعنی آیت یا حدیث متواتر) بلکہ وہ دلیل کافی ہے جو موجب ہوتی ہے عمل کو اگرچہ علم کو موجب نہو (یعنے خبر واحد کافی ہے) البتہ قیاس کو اسمین دخل نہین ہو سکتا تمام ہوا کلام امام الحرمین کا اور اُن کا درجہ اور رتبہ ہر ایک علم مین خصوصًا اس فن مین یعنے علم کلام مین تو انتہا درجہ کا ہے اور یہ جو اونہون نے کہا کہ ہم جواز اور عدم جواز کسیکا حکم نہ کرین گے جب تک دلیل شرعی نہ ہو تو بنا اوسکی اوس مذہب پر ہے جو مختار ہے اور صحیح ہے محققین کے نزدیک کہ اصل اشیا مین یہ ہے کہ کوئی حکم نکیا جاوے جب تک شرع وارد نہ ہو نہ حلت نہ حرمت نہ اباحت کا کیونکہ اہل سنت کے نزدیک حاکم شرع ہے اور ہمارے بعض علما نے کہا کہ اصل اشیا مین اباحت ہے اور بعضون نے کہا کہ اصل حرمت ہے اور بعضون نے کہا کہ اصل توقف ہے اور مختار وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا اور اہل سنت نے اختلاف کیا ہے کہ اسہ تعالی پر اون اسما اور صفات کا جو شرع مین وارد نہین ہوئے اطلاق کیا جاوے یا نہ کیا جاوے بشرطیکہ وہ اسما اور صفات جمال اور جلال اور کمال اور مدح کے ہون تو بعضون نے اُن کا اطلاق جائز کہا ہے اور بعضون نے منع کیا ہے جب تک کوئی دلیل قطعی جیسے آیت یا حدیث متواتر یا اجماع نہو اور خبر واحد سے جو اسم یا صفت ثابت ہو اوسکے اطلاق مین اختلاف ہے قاضی نے کہا صحیح یہ ہے کہ اوسکا اطلاق جائز ہے انتہی ما قال النووی سراج الوہاج مین ہے کہ اسہ جل جلالہ کے اسما اور صفات مین وقوف صحیح ہے یعنے جو اسما اور صفات شرع مین وارد ہوئے ہین اونہی کا اطلاق کرنا چاہیے اور اپنی طرف سے نئے نام اور صفات تراشنا بہتر نہین گو اون کے معنے عمدہ ہون امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات اس باب مین نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے

ف غرور اور گہمنڈ یہ ہے کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنی اپنی بات کی پچ سے یا نفسانیت سے ایک بات جو سچی ہو اور صحیح ہو اوسکو رد کرے اور نہ مانے) اور لوگون کو حقیر سمجہے **ف** اور اپنے

اصل اشیا مین اباحت ہے

اسہ جل جلالہ کے اسما اور صفات مین توقف ہے

نیکین عالی اور بلند اور معزز خیال کرے یعنی نفس پروری کرے یہ صفت ایسی بری ہے کہ انسان کو بہت
ذلیل کرتی ہے اور لوگ اُس سے ناراض ہو جاتے ہین اور اُس سے دشمن ہو جاتے ہین اس کم بخت صفت کی
وجہ سے کچھ صرف یہی عذاب نہین کہ جنت سے محروم ہوگا بلکہ دنیا مین بھی بڑی تکلیف اور مصیبت ہوگی جو
شخص گھمنڈ کرتا ہے اور جو دوسری لوگ اوسکی نگاہ مین رہتے ہین اور کسی سے دقعت ہو اوسکو ایسا ذلیل کرتے ہین
کہ اُسکا سارا غرور ناک کی راہ نکل جاتا ہے حدیث مین غمط الناس طا مہملہ سے مروی ہے جسکے معنے لوگون
کو حقیر جاننا اور صحیح مسلم کے سب نسخون مین یہ لفظ یون ہی ہے اور ابوداود نے بھی اُسکو اسی طرح
نقل کیا ہے لیکن ترمذی نے غمص صاد مہملہ سے نقل کیا ہے اور معنی اسکا بھی یہی ہے **عن**
عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ
مِنْ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ وَّلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ
ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم مین نہ جاویگا (یعنی ہمیشہ
کے لیے) وہ شخص جسکے دل مین رائی کے دانے برابر ایمان ہو اور جنت مین نہ جاویگا وہ شخص جسکے
دل مین رائی کے دانے برابر گھمنڈ اور غرور ہو **ف** نووی نے کہا اسکی تاویل مین علما کا اختلاف
ہے خطابی نے دو وجہین بیان کی ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو ایمان لانے مین اتنا ذرا سا
بھی غرور کرے اور ایمان نہ لاوے وہ تو جنت مین ہرگز نہ جاویگا جب اسی حالت پر مرے دوسری یہ
کہ جب لوگ جنت مین جاوینگے تو ان کے دلون مین رائی کے دانے برابر بھی غرور نہ ہوگا اس لیے
کہ اللہ نے فرمایا ہمنے نکال لیا جنتیون کے دلون مین سے جو کچھ کھوٹ تھی ان مین اور یہ دونون تاویلین
بعید مین اسلیے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کبر کی ممانعت مین لوگون کو اس بری بات سے بچانے کے لیے
اور ان دونون تاویلون کی وجہ سے وہ مطلب فوت ہو جاتا ہے تو ظاہر وہ ہے جو قاضی عیاض اور اور
محققین نے اختیار کیا ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ وہ جنت مین نہ جاویگا جب تک اُسکو اس کبر کا بدلہ نہ ملے یا اگر
اوسکو بدلہ ملے تو یہی بدلہ ہے کہ وہ جنت مین نہ جاوے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ پرہیزگارون کے ساتھ
پہلی بار مین جنت نہ جاویگا **عن** عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین نہ جاویگا وہ شخص جسکے دل مین رتی برابر غرور ہو **باب**

الدلیل علی ان من مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ وان مات مشرکا دخل النار

جو شخص شرک سے پاک ہو اور مرے تو وہ جنت میں جاوے گا اور جو شرک کی حالت میں مرے وہ جہنم میں جاوے گا۔

عن عبد اللہ قال وکیع قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابن نمیر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من مات یشرک باللہ شیئا دخل النار وقلت قلت انا ومن مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ایک روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم میں جاویگا عبداللہ ابن مسعود نے کہا میں کہتا ہوں جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جاوے گا **ف** ایسا ہی ہے صحیح مسلم کے اکثر نسخوں میں اور صحیح بخاری میں اور قاضی عیاض نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور بعض نسخوں میں اس کے برعکس ہے یعنے پہلے جملہ کو ابن مسعود کا کلام نقل کیا ہے اور دوسرے جملے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین میں ایسا ہی نقل کیا ہے اور ابو عوانہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ دونوں جملے مرفوعا جابر سے ثابت ہیں پھر ابن مسعود نے جو ایک جملہ حضرت کیطرف نسبت کیا اور ایک اپنی طرف تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انہوں نے حضرت سے ایک ہی جملہ سنا ہوگا اور دوسرا جملہ قرآن یا حدیث سے انہوں نے خود نکالا مگر اسمیں یہ خرابی ہوتی ہے کہ ابن مسعود نے خود دوسری روایت میں دونوں جملوں کو حضرت سے نقل کیا تو شاید ابن مسعود کو اس روایت کے وقت ایک جملہ یاد رہا ہوگا اور دوسرا یاد نہ ہوگا اس لیے انہوں نے اپنی طرف نسبت دیا واللہ اعلم۔

عن جابر قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل فقال یا رسول اللہ ما الموجبتان فقال فقال من مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ ومن مات یشرک باللہ شیئا دخل النار **ترجمہ** جابر سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ وہ دو باتیں کون سی ہیں جو واجب کرتی ہیں جنت کو اور جہنم کو آپ نے فرمایا جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جاویگا اور جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم میں جاویگا **ف** نووی نے کہا اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا لیکن مشرک کا جہنم میں جانا وہ عموما ہے وہ جہنم میں جاویگا اور ہمیشہ اسمیں رہیگا اور یہودی اور نصرانی اور بت پرست اور سب قسم کے کافروں کا یہی حکم ہے ان میں کوئی فرق نہیں یعنی

وے سب ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین رہین گے اسیطرح جو کافر ہو عناد سے یا بغیر عناد کے یا جو مخالف ہو ملت اسلام
کے یا جو اسلام کیطرف منسوب ہو یعنی مسلمان کہلاوے پہر حکم کیا جاوے اوسکے کفر کا کسی امر کے
انکار سے اور جو مشرک ہو سو جو موحد ہوا وسکا جنت مین جانا ہی یقینی ہے پہر اگر اوس سے کبیرہ گناہ پر اصرار
نہین ہوا وہ تو پہلے ہی دفعہ مین جنت مین جاویگا اور جو کبیرہ پر اصرار رہا ہے تو وہ خدا کی مشیت پر
ہی چاہے اوسے معاف کرے اور سیدہا جنت مین لیجاوے اور چاہے چند روز عذاب کرکے پہر جنت
مین لے جاوے لیکن وہ ہمیشہ جہنم مین نرہے گا **عن** جابر بن عبد الله قال سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول من لقي الله لا يشرك به شيئا دخل الجنة ومن
لقيه يشرك به شيئا دخل النار **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اللہ سے ملے اوس کے ساتھ کسی کو شریک نکرتا ہو وہ جنت مین جاوے
گا اور جو اُس سے ملے اور کسی کو اُس کے ساتھ شریک کرتا ہو وہ جہنم مین جاوے گا **عن** ابي ذر
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال اتاني جبريل عليه السلام فبشرني انه من
مات من امتك لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة قلت وان زنى وان سرق قال وان
زنى وان سرق **ترجمہ** ابوذر غفاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے
اور مجھکو خوشخبری دی کہ جو شخص تمہاری امت مین سے مریگا اور وہ اللہ کے ساتھ شرک نکرتا ہوگا تو جنت مین جاویگا مین نے کہا اگرچہ
وہ زنا کرے یا چوری کرے اُنہون نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اہل سنت کے مذہب کے
کہ کبیرہ گناہ کرنیوالا ہمیشہ جہنم مین نہین رہیگا بلکہ جہنم مین یا تو بالکل نجاویگا یا جاویگا تو چند روز کے بعد وہان سے نکلکر پہر جنت
مین جاویگا اور اوپر اسکا بیان بتفصیل گذر چکا ہے انتہی زنا اور چوری کو اس لیے خاص کیا کہ یہ دونون بڑے کبیرہ گناہ ہین اور زنا
حق اللہ ہے اور چوری حق العباد تو معلوم ہوا کہ جو شخص موحد ہو اور اُس گناہ مین مبتلا ہو جو حق العباد ہو تب بھی وہ ہمیشہ جہنم مین
نہین رہیگا بلکہ کبھی نکبھی وہان سے نکلکر آخر کو جنت مین ضرور جاویگا **عن** ابي ذر قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم وهو
نائم عليه ثوب ابيض ثم اتيته فاذا هو نائم ثم اتيته وقد استيقظ فجلست اليه فقال ما من عبد قال لا اله
الا الله ثم مات على ذلك الا دخل الجنة قلت وان زنى وان سرق قال وان زنى وان سرق قلت وان زنى وان
سرق قال وان زنى وان سرق ثلاثا ثم قال في الرابعة على رغم انف ابي ذر قال فخرج ابو ذر وهو يقول وان رغم انف
ابي ذر **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ سو رہے تھے ایک سفید کپڑا اوڑہے ہوے پہر مین آیا تو آپ سو رہے تھے پہر مین آیا

تو آپ جاگتے تھے مین بیٹھا آپ کے پاس آپنے فرمایا جو بندہ لا الہ الا اللہ کہے پھر مرجاوے اسی اعتقاد پر (یعنے
اللہ کی توحید پر) تو وہ جنت مین جاویگا مین نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپنے فرمایا اگرچہ وہ زنا
اور چوری کرے مینے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپنے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے تین بار
ایسا ہی فرمایا چوتھی بار مین آپنے فرمایا اگرچہ ابوذر کی ناک مین خاک لگے **ف** یعنے ابوذر کی ذلت
ہو اس لیے کہ یہ امر اون کی رائے اور مرضی کے خلاف تھا وہ گناہون سے بڑی نفرت کرتے تھے اور
گنہگارون کو اللہ کی رحمت سے دور سمجھتے تھے اور یہ امر اون کی بار بار پوچھنے سے معلوم ہوا کہ زنا اور چوری
کرنے پر بھی وہ جنت مین نجاویگا گویا اُن کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنے بڑے بڑے گناہ کرنے پر بھی اسکو
جنت ملے گی **ت** پھر نکلے ابوذر اور وہ کہتے تھے اگرچہ ابوذر کی ناک مین خاک لگے **ف** یعنی
یہ لفظ حضرت نے فرمایا تھا اوسکو کہتے جاتے تھے اور یہ انتہا محبت تھی ابوذر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم کے ساتھ **باب** تحریم قتل الکافر بعد قولہ لا الہ الا اللہ جب کافر لا الہ الا اللہ کہے پھر قتل
اوسکا حرام ہے **عن** المقداد بن الاسود انہ قال یا رسول اللہ ارأیت ان لقیت — اخبرہ
رجلا من الکفار فقاتلنی فضرب احدی یدی بالسیف فقطعها ثم لاذ منی بشجرة
فقال اسلمت للہ افاقتلہ یا رسول اللہ بعد ان قالہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا تقتلہ قال فقلت یا رسول اللہ انہ قد قطع یدی ثم قال ذلک بعد ان قطعہا
افاقتلہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقتلہ فان قتلتہ فانہ بمنزلتک — قال فقال
قبل ان تقتلہ وانک بمنزلتہ قبل ان یقول کلمتہ التی قال **ترجمہ** مقداد بن اسود سے روایت
ہے انہون نے کہا یا رسول اللہ اگر مین ایک کافر سے بھڑون وہ مجھسے لڑے اور میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے
پھر مجھسے بچکر ایک درخت کی آڑ لیوے اور کہنے لگے مین تابع ہوگیا اللہ کا کیا مین اوسکو قتل کرون جب وہ
یہ کہہ چکے آپ نے فرمایا مت قتل کر اوسکو مینے کہا یا رسول اللہ اوسنے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ایسا کہنے لگا
کیا مین اوسکو قتل کرون آپنے فرمایا مت قتل کر اوسکو (اگرچہ تجھکو اوس سے صدمہ پہونچا اور زخم لگا)
اگر تو اوسکو قتل کرے گا تو اوسکا حال تیرا سا ہوگا قتل سے پہلے اور تیرا حال اُسکا سا ہوگا جبتک اوسنے
یہ کلمہ نہین کہا تھا **ف** ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو اوسکو قتل کریگا تو وہ تیری مثل ہوجاویگا
یعنی وہ مسلمان ہوگا اور تو اوسکی مثل ہوجاویگا یعنی جیسے وہ تھا اسلام لانے سے پہلے یعنی

کافر ہوجاویگا اسمین یہ اشکال ہے کہ مسلمان جہاد کرنے والا اس گناہ سے کافر نہین ہوسکتا خصوصاً اُس صورت مین جب اوسکو احتمال ہو کہ یہ دل سے مسلمان نہین ہوا ہے بلکہ جان بچانے کے لیے بہانہ کرتا ہے اور اُس نے مسلمان کو زخمی بھی کیا ہو نووی نے کہا اُس حدیث کے مطلب مین علما نے اختلاف کیا ہے سب عمدہ معنی یہ ہین جو امام شافعی اور ابن قصار سے منقول ہے کہ جب اوس نے لآ اِلٰہ اِلا اللہ کہا اور اسلام قبول کیا تو وہ تیری مثل ہوگیا یعنے جان کی حرمت اور حفاظت مین جیسے تو تہا اوس کے قتل سے پہلے اور تو نے جب اُسکو قتل کیا تو تو اوس کی مثل ہوگیا یعنے تیری جان کی حرمت نرہی اور تیرا خون حلال ہوگیا جیسے اسکا حال تہا اسلام لانے سے پہلے قاضی عیاض نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ تو اسکی مثل ہوگیا حق کی مخالفت مین اور گناہ کے ارتکاب مین اگرچہ تیری مخالفت اور گناہ اور اوسکی مخالفت اور گناہ مین فرق ہے اُسکا گناہ تو کفر تک پہونچا تہا اور تیرا گناہ فسق تک پہونچیگا۔ پھر علما نے اختلاف کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جہاد مین ایسا کرے یعنے کسی کافر کو لآ اِلٰہ اِلا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالے تو اسکا کیا حکم ہے بعضون نے کہا اوسپر کچھ نہین نہ قصاص ہے نہ دیت نہ کفارہ کیونکہ آگے کی حدیث مین آویگا کہ اسامہ نے یہ فعل کیا تہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اون کو قتل کیا نہ دیت لی اون سے نہ کفارہ اونپر واجب کیا اور بعضون کے نزدیک کفارہ واجب ہے لیکن قصاص ساقط ہے بوجہ شبہ کے کیونکہ اُسکو کافر سمجھکر مارا اور یہ خیال کیا کہ وہ کلمہ توحید کہنے سے مسلمان نہین ہوسکتا ایسی حالت مین اور دیت کے وجوب مین امام شافعی کے دو قول ہین پھر یہ لوگ اسامہ کی حدیث کا جواب دیتے ہین کہ کفارہ فوراً واجب نہین اور دیت بہی اسواسطے نہ لی گئی کہ اسامہ مفلس ہونگے ١

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا الْاَوْزَاعِيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ فِيْ حَدِيْثِهِمَا قَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَاَمَّا مَعْمَرٌ فَفِيْ حَدِيْثِهٖ فَلَمَّا اَهْوَيْتُ لِاَقْتُلَهٗ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ترجمہ دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ وہ کہے اسلام لایا مین اللہ کے لیے اور معمر کی روایت مین ہے کہ جب مین جھکون اوسکے قتل کے لیے تو وہ کہے لآ اِلٰہ اِلا اللہ

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْاَسْوَدِ الْكِنْدِيِّ وَكَانَ حَلِيْفًا لِبَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ ترجمہ مقداد بن عمرو بن اسود کندی سے روایت ہے وہ حلیف تہے بنی زہرہ کے (یعنی ان کے امان مین آگئے تہے اور اُن سے عہد کرچکے تہے) اور بدر

کی لڑائی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے انہون نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین اگر مین بڑوں
ایک کافر سے پہر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری **عن** اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَهٰذَا حَدِيثُ
ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ
مِنْ جُهَيْنَةَ فَأَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ
فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَالَ
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ قَالَ أَفَلَا
شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ
يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ سَعْدٌ وَأَنَا وَاللّٰهِ لَا أَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتّٰى يَقْتُلَهُ ذُو الْبُطَيْنِ يَعْنِي أُسَامَةَ
قَالَ قَالَ رَجُلٌ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ فَقَالَ
سَعْدٌ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَأَنْتَ وَأَصْحَابُكَ تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتّٰى تَكُونَ
فِتْنَةٌ **ترجمہ** اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک سریہ مین بھیجا (سریہ
کہتے ہین لشکر کے ایک ٹکڑے کو جسمین چار سو آدمی تک ہوتے ہین) ہم صبح کو پہنچے حرقات پر جو جہینہ مین
سے ہے (حرقات بضم حا و فتح را ایک قبیلہ ہے) پھر مین نے ایک شخص کو پایا اوس نے لا الٰہ الا اللہ کہا
مین نے برچھہ سے اوسکو مار دیا بعد اوس کے میرے دل مین وہم ہوا (کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے پر مارنا درست تھا)
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کیا اوس نے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا اور تو نے
اُسے مار ڈالا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اوس نے ہتیار سے ڈر کر کہا تھا آپ نے فرمایا کیا تو نے اسکا
دل چیر کر دیکھا تھا تا تجھے معلوم ہوتا کہ اُس کے دل نے یہ کلمہ کہا تھا یا نہین (مطلب یہ ہے کہ دل کا حال تجھے
کہان سے معلوم ہوا) پھر آپ بار بار یہی فرماتے یہانتک کہ مین نے آرزو کی کاش مین اسیدن مسلمان
ہوا ہوتا (تو اسلام لانے کے بعد ایسے گناہ مین مبتلا نہوتا کیونکہ اسلام لانے سے کفر کے اگلے گناہ معاف
ہو جاتے ہین) سعد بن ابی وقاص نے کہا قسم خدا کی مین کسی مسلمان کو نہ مارونگا جب تک اسامہ ذو البطین
یعنی اسامہ نہ مارے (بطین تصغیر ہے بطن کی اور بطن کہتے ہین پیٹ کو اسامہ کو ذو البطین اس لیے
کہتے ہین کہ اون کا پیٹ بڑا تھا) ایک شخص بولا اللہ تعالی فرماتا ہے لڑو ان سے جبتک کہ فساد نہ رہے
اور دین سب اللہ کے لیے ہو جاوے سعد نے کہا ہم نے لڑے (کافرون سے) اس لیے کہ فساد نہ ہو اور

تو اور تیرے ساتھی اس لیے لڑتے ہین کہ فساد ہو **ف** اللہ تعالی نے فرمایا سورۂ انفال مین وَقَاتِلُوا هُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ لڑو کافرون سے یہانتک کہ فساد نہ رہے یعنے اونکا زور ٹوٹ جاوے اور وہ ایمان مین خلل نڈال سکین) اور ہو جاوے دین اللہ کا اُس شخص کا مطلب اس ایت کے پڑہنے سے یہ تہا کہ مسلمان بہی اگر فساد کرین تو اون سے لڑنا جائز ہے سعد نے اوسکو الزام دیا کہ یہ تو اور فساد بڑہانا ہے آپس مین لڑنا اور ہماری لڑائیان فساد مٹنے کے لیے تہین **عن** اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْاَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهٗ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهٗ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ يَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ فَقَالَ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حرقہ کیطرف بہیجا جو ایک قبیلہ ہے جہینہ مین سے پہر ہم صبح کو وہان پہونچے اور اون کو شکست دی) مین نے اور ایک انصاری آدمی نے ملکر ایک شخص کو پکڑا جب اوسکو گہیرا تو وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے لگا انصاری تو یہ سنکر اُس سے ہٹ گیا اور مین نے بہالے سے اوسکو مارا یہانتک کہ وہ مرگیا جب ہم لوٹ کر آئے تو یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی (اور پہلی روایت مین ہے کہ اسامہ نے خود ذکر کیا تو شاید آپکو پہلے خبر پہونچ گئی ہوگی پہر اسامہ نے بہی ذکر کیا ہوگا اوسوقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسامہ تو نے اسکو مارڈالا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے کے بعد مین نے کہا یا رسول اللہ اوس نے اپنے تئین بچانے کے لیے کہا آپنے فرمایا تو نے اوسکو مارڈالا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے کے بعد پہر آپ بار بار یہی فرماتے رہے یہانتک کہ میرے آرزو کی کاش مین مسلمان نہوا ہوتا اوس دن سے پہلے (تو یہ گناہ مجہسے نہوتا) **عن** صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ اَنَّهٗ حَدَّثَ اَنَّ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيَّ بَعَثَ اِلٰى عَسْعَسِ بْنِ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ اجْمَعْ لِيْ نَفَرًا مِّنْ اِخْوَانِكَ حَتّٰى اُحَدِّثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُوْلًا اِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَ جُنْدَبٌ وَعَلَيْهِ بُرْنُسٌ اَصْفَرُ فَقَالَ تَحَدَّثُوْا بِمَا كُنْتُمْ تَحَدَّثُوْنَ بِهٖ حَتّٰى

دَارَ الْحَدِيْثُ فَلَمَّا دَارَ الْحَدِيْثُ اِلَيْهِ حَسَرَ الْبُرْنُسَ عَنْ رَاْسِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ اَتَيْتُكُمْ وَلَا
اُرِيْدُ اَنْ اُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا مِّنَ
الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاِنَّهُمُ الْتَقَوْا فَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِذَا شَاءَ
اَنْ يَّقْصِدَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ لَهٗ فَقَتَلَهٗ وَاِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ غَفْلَتَهٗ
قَالَ وَكُنَّا نُحَدَّثُ اَنَّهٗ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
فَقَتَلَهٗ فَجَاءَ الْبَشِيْرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ وَاَخْبَرَهٗ حَتّٰى اَخْبَرَهٗ خَبَرَ
الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَدَعَاهُ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ لِمَ قَتَلْتَهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ
وَقَتَلَ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّسَمّٰى لَهٗ نَفَرًا وَّ(اِنِّيْ) حَمَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَى السَّيْفَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَقَتَلْتَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ
وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَجَعَلَ لَا يَزِيْدُهٗ عَلٰى اَنْ يَّقُوْلَ كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ **ترجمہ** صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ جندب بن عبد اللہ
بجلی نے عسعس بن سلامہ کو کہلا بھیجا جب عبد اللہ بن زبیر کا فتنہ ہوا کہ تم اکٹھا کرو میرے لیے اپنے
چند بھائیوں کو تا مین ان سے باتین کرون عسعس نے لوگون کو کہلا بھیجا وے اکٹھے ہوئے تو جندب
آئے ایک زرد برنس اوڑھے تھے (صراح مین ہے برنس وہ ٹوپی جسکو لوگ شروع زمانہ اسلام مین پہنتے
تھے اور نووی نے کہا برنس وہ کپڑا ہے جسکا سر اوسی مین لگا ہوا ہو کرتہ یا جبہ۔ جوہری نے کہا برنس
ایک لنبی ٹوپی تھی جسکو لوگ ابتدائے اسلام مین پہنتے تھے) انہون نے کہا تم باتین کرو جو کرتے تھے
یہانتک کہ جندب کی باری آئی جب جندب کی باری آئی (یعنی ان کو بات کرنا ضرور پڑا) تو انہون
نے برنس کو اپنے سر سے ہٹا دیا اور کہا مین تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کرون تم سے
حدیث تمہارے پیغمبر کی **ف** حدیث مین یون ہے وَلَا اُرِيْدُ اَنْ اُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ جسکا لفظی ترجمہ یہ
ہوتا ہے کہ میرا ارادہ نہ تھا تم سے حدیث بیان کرنے کا تمہارے پیغمبر کی اور یہ بنتا نہین نووی نے کہا
تمام نسخون مین یہ عبارت اسی طرح ہے اور مین نے بھی جہانتک نسخے میرے پاس موجود تھے ان مین
یہی پایا نسخہ مطبوعہ مصر اور مطبوعہ دہلی اور مطبوعہ کلکتہ سب مین ایسا ہی ہے پر نسخہ مطبوعہ کلکتہ کے
حاشیہ مین یہ لکھا ہے کہ بعض نسخون مین الا کا لفظ اوپر لکھا ہوا ہے یعنی یون ہے وَلَا اُرِيْدُ اِلَّا اَنْ

فقال

اُخْبِرُكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ اوس صورت مین تو مطلب صاف ہی یعنے میرا ارادہ کچھ تھا سوا اسکی کہ حدیث بیان کرون تم سے تمہارے پیغمبر کی اور نووی کی کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نسخے مین الا کا لفظ نہین ہے تو شاید مراد اون کی وہ نسخے ہین جو اونکو دمشق مین دستیاب ہوئے - نووی نے کہا یہان پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ جندبنے خود عسعس سے کہلا بھیجا کہ تم لوگون کو جمع کرو - مین اُن سے حدیث بیان کرون گا پہر جب آئے تو خود کیسے کہنے لگے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تہا اور اس کا رفع دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ لا کا لفظ زائد ہو اس صورت مین ترجمہ یہ ہوگا جو اوپر مذکور ہوا یعنی مین تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کرون تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی اور مطلب صاف ہوجاوے گا جیسے قرآن مین لا کا لفظ لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ - اور مَا مَنَعَكَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ مین زائد ہے دوسرے یہ کہ لا کا لفظ زائد نہ ہو اور مطلب یہ ہو کہ مین تمہارے پاس آیا اور میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تہا بلکہ اپنی طرف سے باتین کرنیکا پر مین اب اپنے ارادے سے زیادہ حدیث بہی بیان کرتا ہون اور کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بہیجا اخیر تک خیر جاری مین ہے کہ شاید لا سے پہلے ہمزہ استفہام محذوف ہو یعنے مین تمہارے پاس آیا اور یہ ہو سکتا ہے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ ہو (یعنے میرا ارادہ ہے) واللہ اعلم

ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کا ایک لشکر مشرکون کی ایک قوم پر بہیجا اور وہ دونون ملے (یعنے آمنا سامنا ہوا میدان جنگ مین) تو مشرکون مین ایک شخص تہا وہ جس مسلمان پر چاہتا اوسپر حملہ کرتا اور مار لیتا آخر ایک مسلمان نے اوسکی غفلت کو تاکا اور لوگ ان نے ہم سے کہا کہ وہ مسلمان اسامہ بن زید تھے پھر جب اونہون نے تلوار اوسپر سیدہی کی تو اوس نے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ لیکن انہون نے مار ڈالا اوسکو بعد اوس کے قاصد خوشخبری لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپنے اُس سے حال پوچہا اوس نے سب حال بیان کیا یہانتک کہ اس شخص کا بہی حال کہا (یعنی اسامہ بن زید کا) آپ نے اُنکو بلایا اور پوچہا تم نے کیون اسکو مارا اسامہ نے کہا یا رسول اللہ اوس نے بہت تکلیف دی مسلمانون کو تو مارا فلانے اور فلانے کو اور نام لیا کئی آدمیون کا پہر مین اُسپر غالب ہوا جب اوس نے تلوار کو دیکہا تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اوسکو قتل کیا اونہون نے کہا ہان آپ نے فرمایا تم کیا جواب دو گے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ کا جب وہ آویگا قیامت کے دن انہون نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے میرے لیے بخشش کی آپنے فرمایا تم

کیا جواب دو گے لا الٰہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا قیامت کے دن پھر آپ نے اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے کہ تم کیا جواب دو گے لا الٰہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا قیامت کے روز

باب قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا جو شخص مسلمانوں پر ہتیار اٹھا وے وہ مسلمان نہیں ہے

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اوٹھا وے وہ ہم میں سے نہیں ہے

ف نووی نے کہا جو شخص مسلمانوں پر ہتیار اوٹھا وے ناحق بغیر کسی قسم کے تاویل کے لیکن اس فعل کو حلال نہ جانے وہ تو گنہگار ہے اور کافر نہ ہوگا اور جو حلال جانے وہ کافر ہے اور یہ حدیث محمول ہے حلال جاننے والے پر یا مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے عمدہ طریقے پر نہیں ہے انتہے

عَنْ سَلَمَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَلَّ عَلَیْنَا السَّیْفَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر تلوار کھینچے وہ ہم میں سے نہیں ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** ابو موسےٰ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے

باب قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** جو شخص مسلمانوں کو فریب دیوے وہ مسلمان نہیں ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اُٹھا وے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص

ہم کو دہوکا دیوے وہ ہم مین سے نہین ہے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی صُبْرَۃِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فِیْھَا فَنَالَتْ اَصَابِعُہٗ بَلَلًا فَقَالَ مَا ھٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ فَقَالَ اَصَابَتْہُ السَّمَآءُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَہٗ فَوْقَ الطَّعَامِ کَیْ یَرَاہُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ

غشّی

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دیکہا ایک ڈہیر اناج کا راہ مین آپ نے اپنا ہاتہہ اُس کے اندر ڈالا تو انگلیون پر تری آگئی آپ نے پوچہا اسے اناج کے مالک یہ کیا ہے وہ بولا پانی پڑ گیا تہا اوس پر یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پہر تو نے اوس بہیگی ہوئی اناج کو اوپر کیون نہ رکہا کہ لوگ دیکہہ لیتے جو شخص فریب کرے دہوکا دیوے وہ مجہہ سے کچہ علاقہ نہین رکہتا

بَابُ تَحْرِیْمِ ضَرْبِ الْخُدُوْدِ وَشَقِّ الْجُیُوْبِ وَالدُّعَآءِ بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ گال پیٹنا اور گریبان پہاڑنا اور جاہلیۃ کی سی باتین کرنا حرام ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ اَوْ شَقَّ الْجُیُوْبَ اَوْ دَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ ھٰذَا حَدِیْثُ یَحْیٰی وَاَمَّا ابْنُ نُمَیْرٍ وَاَبُوْبَکْرٍ فَقَالَا وَشَقَّ وَدَعَا بِغَیْرِ اَلِفٍ

اھلّ

ترجمہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہم مین سے نہین ہے وہ شخص جو گالون کو پیٹے یا گریبانون کو پہاڑے یا جاہلیت (کفر) کے زمانے مین کی باتین کرے اور دوسری روایت مین اَوْ کے بدلے وَ ہے **ف** یعنی یون ہے جو شخص گالون کو پیٹے اور گریبانون کو پہاڑے اور جاہلیت کی سی باتین کرے (یعنی مصیبت کے وقت ہماری شریعت مین یہ سب کام حرام ہین اِنَّا لِلّٰہِ

وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہنا چاہیے اور صبر کرنا اگر آنسو بے اختیار نکل آویں تو مضایقہ نہین جاہلیت کی سے باتین یہ ہین کہ خدا کی ناشکری کرے پکارے چلاوے نوحہ کرے واویلا کرے زبان سے اور کوئی بے صبری یا بے ادبی کی بات نکالے **عَنْ** الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ وَشَقَّ وَدَعَا **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وَجِعَ اَبُوْ مُوْسٰی وَجَعًا فَغُشِیَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهٗ فِیْ حِجْرِ امْرَأَةٍ مِّنْ اَهْلِهٖ فَصَاحَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ اَهْلِهٖ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّا بَرِیَٔ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِیْءٌ مِّنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ **ترجمہ** ابو بردہ بن ابی موسی سے روایت ہے ابو موسی اشعری بیمار ہوئے اونکو غش آگیا اون کا سر ایک عورت کی گود مین تہا اون کے گہر والون مین سے تو ایک عورت چلائی اون کے گہر والون مین سے ابو موسی کو طاقت نہوئی اوسکو منع کرنے کی جب ہوش آیا تو کہا مین بیزار ہون اوس سے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہین آپ بیزار ہوئے ہین چلانیوالی سے (یعنی جو عورت مصیبت مین چلاکر رووے) اور بال منڈانے والی سے (یعنے جو عورت غمی مین بال منڈاوے) اور کپڑا پہاڑنیوالی سے **ف** نووی نے کہا ظاہر اور مشہور معنے یہی ہے اور قاضی عیاض نے ابن اعرابی سے نقل کیا کہ صالقہ منہ پیٹنے والی کو کہتے ہین **عَنْ** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ وَاَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَا اُغْمِیَ عَلٰى اَبِیْ مُوْسٰى فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ تَصِيْحُ بِرَنَّةٍ قَالَا ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِیْ وَكَانَ يُحَدِّثُهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ **ترجمہ** عبد الرحمن بن یزید اور ابی بردہ سے روایت ہے ابو موسی اشعری بیہوش ہوگئے تو انکی عورت ام عبد اللہ آئی چلا رہی تہی رو رو کر پہر انکو ہوش ہوا تو کہا کیا تو نہین جانتی اور حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین بیزار ہون اوس شخص سے جو بال منڈاوے اور چلاکر رووے اور کپڑے پہاڑے (مصیبت مین کیونکہ یہ کافرون کی رسمین ہین) **عَنْ** اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ غَيْرَ اَنَّ فِیْ حَدِيْثِ عِيَاضٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ لَيْسَ مِنَّا وَلَمْ يَقُلْ بَرِیْءٌ **ترجمہ** ابو موسی سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اوسمین یون ہی

صلقو

ہم مین سے نہین ہے وہ شخص جو یہ کام کرے **باب** بیانِ غلظِ تحریمِ النمیمۃ چغلخوری سخت
حرام ہے **عن** حذیفۃ انہ بلغہ ان رجلاً ینم الحدیث فقال حذیفۃ سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یدخل الجنۃ نمام **ترجمہ** حذیفہ کو خبر پہونچی
کہ فلان شخص بات لگا دیتا ہے (یعنی چغلی کہاتا ہے) انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا آپ فرماتے تہے چغل خور جنت مین نہ جاویگا **ف** نووی نے کہا چغلی کہتے ہین لوگون کی بات
دوسرون کو پہونچانا لڑانے اور فساد کرانے کے لیے امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہا اکثر چغلی اُسکو
کہتے ہین کہ ایک کی بات دوسرے سے لگا دینا یعنے اُس شخص سے کہنا کہ فلانا تجھے ایسا کہتا تہا اور حالانکہ
چغلی کچھ یہی امر نہین بلکہ ہر بری بات کا بیان کرنا چغلی ہے خواہ اُس سے اُس بات کہنے والے کو رنج ہو یا
جسکے لیے کہی جاوے اوسکو رنج ہو یا اور کسی تیسرے کو رنج ہو اور یہ بیان خواہ زبان سے ہو یا اشارے
اور کنایے سے سب چغلی مین داخل ہے تو حقیقت چغلی کی راز کا کہولنا ہے اور پردہ فاش کرنا جو کسیکو
ناگوار ہو پہر اگر کسی شخص کو دیکہا اپنا روپیہ گاڑتے ہوئے اور ذکر کیا اسکا دوسرون سے تو چغلی کی پہر
امام غزالی نے کہا اب جس شخص کے پاس کوئی چغلی کہاوے اوسکو چھ باتین ضرور ہین ایک تو یہ کہ اس
کی بات سچ نہ جانے کیونکہ چغل خور فاسق ہے دوسرے یہ کہ اس کام سے اسکو منع کرے اور برا کہے اوسکو
تیسرے یہ کہ اس شخص کو برا جانے کیونکہ وہ اللہ تعالی کے نزدیک برا ہے (یعنی چغلی کہانے والا) چوتہی یہ کہ
اپنے بہائی پر جسکی چغلی اوس نے کہائی ہے بدگمانی نکرے پانچوین یہ کہ اُس بات کا زیادہ تجسس نکرے
اوسکو دریافت نکرے چہٹی یہ کہ خود چغلی خور نہ بنے یعنے اوس بات کو کسی اور سے نقل نکرے ورنہ خود
اوسی گناہ مین پہنسیگا جس سے چغل خور کو منع کرتا تہا انتہی۔ امام نووی نے کہا یہ سب اس صورت مین
ہے جب اوس بات مین کوئی مصلحت شرعی نہ ہو لیکن اگر اوس کے فاش کرنے مین کوئی مصلحت ہو تو
منع نہین مثلاً کوئی کسیکو قتل یا عزت ریزی کا ارادہ رکہتا ہو تو اوسکو مطلع کر دیوے یا امام یا حاکم سے
کسی شخص کے فساد یا ظلم کو بیان کرے جس مین اور لوگون کا فائدہ ہو تو یہ حرام نہین ہے بلکہ بعضی صورت
مین واجب ہے یا مستحب ہے **مترجم** کہتا ہے اُس بات کو دیکہنا چاہیے اگر اوسکے فاش کرنے مین یا امام
یا حاکم سے کہنے مین عام کی بہلائی اور منفعت ہو تو بیشک کہنا چاہیے اور جو کسیکا فائدہ نہین صرف
اوس شخص کا ضرر ہے تو اسکا کہنا ضرور نہین ہے پہر نووی نے کہا یہ جو فرمایا چغل خور جنت مین نہ جاویگا

تو دوسرے معنی یہ ہوتا ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو چغلی کو حرام نہ سمجھے دوسرے یہ کہ مراد یہ ہے کہ
چغل خور اول مرتبہ ہی جنتیوں کے ساتھ بہشت میں نہ جاوے گا۔ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ
رَجُلٌ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ قَالَ وَكُنَّا جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هَذَا مِمَّنْ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ
إِلَى الْأَمِيرِ قَالَ فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ ترجمہ ہمام بن حارث سے روایت ہے
ایک شخص لوگوں کی باتیں حاکم سے بیان کیا کرتا تھا ہم مسجد میں بیٹھے تھے لوگوں نے کہا یہ شخص حاکم
تک باتیں پہنچاتا ہے پھر وہ آیا اور ہمارے پاس بیٹھ گیا حذیفہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ فرماتے تھے بہشت میں نہ جاوے گا چغل خور۔ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا
مَعَ حُذَيْفَةَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقِيلَ لِحُذَيْفَةَ إِنَّ هَذَا يَرْفَعُ
إِلَى السُّلْطَانِ أَشْيَاءَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ إِرَادَةَ أَنْ يُسْمِعَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ ترجمہ ہمام بن حارث سے روایت ہے ہم
حذیفہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور ہمارے پاس آ بیٹھ گیا لوگوں نے حذیفہ سے
کہا یہ بادشاہ تک باتیں لگاتا ہے حذیفہ نے اسکو سنانے کی نیت سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے بہشت میں نہ جاوے گا چغل خور۔ بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ إِسْبَالِ الْإِزَارِ
وَالْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَتَنْفِيقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلِفِ وَبَيَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی اور احسان کر کے جتا
نے کی اور مال کو جھوٹی قسم کھا کر بیچنے کی سخت حرمت کا بیان اور ان تین آدمیوں کا بیان جن سے اللہ تعالیٰ
قیامت کے دن بات نہ کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دکھ کا عذاب ہوگا۔ عَنْ أَبِي
ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا
يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ (نقال)
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْمُسْبِلُ (مرار)
وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا قیامت کے دن نہ ان کی طرف دیکھے گا

(رحمت کی نگاہ سے) نہ انکو پاک کریگا گناہون سے اور انکو دکھ کا عذاب ہوگا آپ نے تین بار یہ فرمایا تو ابوذر نے کہا برباد ہوگئے وہ لوگ اور نقصان مین پڑے وہ کون ہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ایک تو لٹکانے والا **ف** یعنی تہ بند یا پاجامے کو یا کرتے کو ٹخنون سے نیچے غرور اور تکبر کے راہ سے جیسے دوسری حدیث مین صاف آیا کہ اللہ تعالی نہ دیکھیگا اوس شخص کیطرف جو کپڑا اپنا لٹکا دے غرور سے اور یہ غرور کی قید خاص کرتی ہے ازار لٹکانے والے کے عموم کو اور اس سے یہ بات نکلی ہے کہ وعید اسی کے لیے ہے جو غرور سے لٹکا دے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی حضرت ابوبکر کو کپڑا لٹکانے کی کیونکہ ان کا یہ فعل غرور کی راہ سے نہ تھا امام محمد بن جریر طبری نے کہا دوسری حدیث مین حضرت نے صرف ازار لٹکانیوالے کو بیان کیا اس لیے کہ اکثر لباس اسوقت کا ازار ہی تھا اور قمیص کا بھی یہی حکم ہے اور ایک حدیث مین صاف آگیا ہے جسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بسند حسن سالم سے روایت کیا اونہون نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لٹکانا ازار مین ہے اور قمیص مین اور عمامے مین اور جو کوئی ان مین سے کسیکو لٹکا دے غرور سے تو قیامت کے روز اللہ تعالی اوس کیطرف نہ دیکھیگا (نووی) **ف** دوسری احسان کرکے اسکو جتا نیوالا **ف** یعنے اوچھا مثل مشہور ہے خدا اوچھے کا احسان نہ کرا دے جب کسی شخص سے کسی قسم کا سلوک کرے یا احسان تو تہذیب یہی ہے کہ اوس کا ذکر نہ کرے کسی جلسے مین اپنا احسان اوسپر نہ جتا دے ورنہ نیکی برباد گناہ لازم ہوگا۔ **ف** تیسری جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی نکاسی کرنے والا **ف** جیسے بے ایمان تاجرون کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے مال کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہین اگر خریدار کو اوس کی قیمت مین یا خریدنے مین تردد ہو تو قسم کھا بیٹھتے ہین اور خریدار دھوکے مین آکر خرید لیتا ہے **عن** اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الْمَنَّانُ الَّذِیْ لَا یُعْطِیْ شَیْئًا اِلَّا مَنَّہٗ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلِفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ اِزَارَہٗ۔ **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے اللہ تعالی بات نہ کریگا قیامت کے روز ایک تو احسان جتانیوالا جو دیکر احسان جتا دے دوسرا اپنا مال چلانے والا جھوٹی قسم کھا کر تیسرے ازار لٹکانیوالا **عن** سُلَیْمَانَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ ثَلَاثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ **ترجمہ** اس روایت

تین آدمیون سو اسد بات نکریگا نہ اونکی طرف دیکھیگا نہ انکو پاک کریگا اور انکو دکھہ کا عذاب ہے
عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ
ب عائل مستکبر اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ قَالَ اَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ
زَانٍ وَمَلِكٌ کَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ **ترجمہ** ابوہریرہ سو روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تین آدمیون سو خدا بات نکریگا قیامت کو اور نہ انکو پاک کرے گا نہ اونکی طرف دیکھے
گا اور انکو دکھہ کا عذاب ہی ایک تو بوڑہا زنا کرنیوالا دوسرا بادشاہ جھوٹا تیسرے محتاج مغرور **ف**
بڑہیکا حرام کاری اور جہوٹھ اور غرور سب کے حق مین برا ہے لیکن ان تینون شخصون کے حقمین نہایت
بے موقع ہے کہ ماوجود بڑہاپے کے جب عقل کامل ہوتی ہے اور شہوت کم ہوجاتی ہے زنا اور حرام کاری
کرنا سراسر شقاوت ہی اور باوجود پادشاہی اور حکومت کے جب کسی کا خوف اور ڈر نہین ہوتا جہوٹھ
بولنا بالکل بدبختی ہے اور باوجود کنگالی اور محتاجی کے گھمنڈ کرنا اور فرعون بے سامان بننا نہایت نامناسب
ہے۔ قاضی عیاض نے کہا وجہ انکی تخصیص کی یہ ہے کہ ان لوگون کو ان گناہون کی کوئی ضرورت اور
احتیاج نہین اگرچہ گناہ کرنے مین کوئی معذور نہین پر ان لوگون کو تو بالکل کسیطرح کا عذر نہین ہو سکتا
تو اب گناہ کرنا گویا عمداً خدا کی نافرمانی کرنا ہے اور ضد اور ہٹ دھرمی ہے اور ذلیل سمجہنا ہے خدا کے
ب ثلاث احکام کو **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ
اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ رَجُلٌ عَلٰی فَضْلِ
مَاءٍ بِالْفَلَاةِ یَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِیْلِ وَرَجُلٌ بَایَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ
بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِکَذَا وَکَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ وَرَجُلٌ بَایَعَ اِمَامًا لَا یُبَایِعُهُ
اِلَّا لِدُنْیَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰی وَاِنْ لَمْ یُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ یَفِ **ترجمہ** ابوہریرہ سی روایت ہی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہین جن سی خدا قیامت مین نہ بولے گا نہ اونکو دیکھیگا نہ انکو گناہ سی
پاک کرے گا اور انکی لیے بڑے درد کا عذاب ہی ایک تو وہ جو جنگل مین حاجت سی زیادہ پانی رکہتا ہو پہر مسافر
کو اس پانی سے روکے **ف** اور اور کہین پانی نہو کہ مسافر کے کام آوے نووی نے کہا اس فعل
کی حرمت نہایت سخت ہی اور بہت برا کام ہے اس لیے کہ جانور تک کو اس پانی سے نہ روکنا چاہیے جو
ضرورت سی زیادہ ہو پہر آدمیون کو روکنا کیونکر درست ہوگا البتہ اگر کافر مسافر حربی یا مرتد ہو تو اوسکو

پانی دینا واجب نہیں (انتہیٰ) ف نووی نے کہا مطلب یہ ہے کہ کسی نے اپنا مال بیچا عصر کے بعد
اور خدا کی قسم کہائی کہ میں نے اتنے کو مول لیا ہے اسکو اور خریدار نے سچ سمجہا اسکی بات کو حالانکہ
اسنے اتنے کو نہیں لیا تہا (یعنی جہوٹی قسم کہائی اور عصر کے بعد کی تخصیص اسوجہ سے کہ وہ شریف
وقت ہے فرشتوں کے جمع ہونیکا یا وہ اصل وقت ہے خرید اور فروخت کا) تیسرے وہ جس نے بیعت کی امام
سے دنیا کے طمع سے پہر اگر امام نے اسکو کچہہ دیا دنیا کا مال تو اسنے اپنی بیعت پوری کی اور جو نہ دیا تو
پوری نہ کی (تو اس شخص نے گویا دہوکا دیا مسلمانوں کو بیعت کرکے کہ وہ اس بیعت سے بجز فتنہ اور
دنیا کے کچہہ نہیں چاہتا تہا جو دین کی پرواہ نہیں) **عن** الاعمش بهذا الاسناد مثله غير انه قال
حتى بعث ... ورجل ساوم رجلا بسلعة **ترجمہ** دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اس میں
یہ ہے کہ جس نے نرخ کیا ایک مال کا **عن** ابي هريرة قال اراه مرفوعا قال ثلاثة لا يكلمهم
الله يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولهم عذاب اليم رجل حلف
على يمين بعد صلاة العصر على مال مسلم فاقتطعه وباقي حديثه نحو حديث
الاعمش **ترجمہ** یہ روایت بہی اسی طرح ہے اسمین یہ ہے کہ جس نے قسم کہائی عصر کی نماز کے بعد ایک
مسلمان کے مال پر پہر لیا اسکو (یعنی جہوٹی قسم کہا کر) **باب** بيان غلظ تحريم قتل
الانسان نفسه وان من قتل نفسه بشيء عذب به في النار وانه لا يدخل الجنة
الا نفس مسلمة خودکشی کی حرمت اور خودکشی کرنے والے کا عذاب جہنم میں اور جنت میں صرف
مسلمان جائیگا **عن** ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل نفسه بحديدة فحديدته في يده
يتوجأ بها في بطنه في نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا ومن شرب سما فقتل نفسه فهو يتحساه في نار جهنم
خالدا مخلدا فيها ابدا ومن تردى من جبل فقتل نفسه فهو يتردى في نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا **ترجمہ**
ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے تئیں آپ لوہے کے ہتیار سے مارے تو وہ ہتیار
اسکے ہاتہہ میں ہوگا ہونکتا رہیگا اسکو اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اسمیں اور جو شخص زہر پیکر اپنی
جان لیوے وہ زہر پیتا رہیگا اسکو جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اسمیں رہیگا اور جو شخص پہاڑ سے گر کر اپنے تئیں مار ڈالے تو وہ ہمیشہ
گرا کریگا جہنم کی آگ میں سدا اسکا یہی حال رہیگا اسکا (یعنی ہمیشہ اسی مقام میں رہیگا) **ف** نووی نے کہا اس مقام
پر کئی قول ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو خودکشی کو حلال جان کرے کیونکہ وہ کافر ہو جائیگا اور کافر تو

کافر ہو تو ہمیشہ جہنم مین رہیگا اگر مؤمن ہو تو مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ سے مراد بہت مدت تک رہنا ہے یا تفسیر یہ کہ اوسکے قتل
کا بدلہ یہی ہوتا کہ ہمیشہ جہنم مین رہے مگر خدا نے احسان کیا اور یہ حکم دیا کہ جسکا خاتمہ اسلام پر ہوگا وہ ہمیشہ
جہنم مین نہ رہیگا عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ اَنَّهٗ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ بِمِلَّةٍ
غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَلَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْ شَيْءٍ لَا يَمْلِكُهٗ ترجمہ ثابت بن ضحاک سے روایت ہے انہون نے
بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شجرہ رضوان کے تلے اور آپ نے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسی بات
پر اسلام کے سوا اور دین کی یعنی یون کہے اگر مین ایسا کام کرون تو نصرانی ہون یا یہودی ہون یا
ہندو ہون اور جھوٹی قسم ہو تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا اوسنے کہا ف یعنی کافر ہو گیا یہ زجر اور تغلیظ
کے طور پر ہے نووی نے کہا اگر اوسکے دل مین اسلام کے سوا اور دین کی عظمت ہے وہ تو بلا شبہ کافر
ہے اور جو اور دین کی عظمت نہین بلکہ اسلام اوسکے دل مین راسخ ہے تو وہ کافر نہ ہوگا اس صورت
مین کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اسلام کا مقتضی یہ تھا کہ ایسی بد قسم نہ کہاتا ف اور جسنے
قتل کیا اپنے تئین کسی چیز سے تو وہ اسی سے عذاب دیا جاویگا قیامت کے دن اور کسی آدمی پر وہ نذر پوری
کرنا واجب نہین جو اوسکے اختیار مین نہین یا اوسکے ملک مین نہین (جیسے نذر کرے اور کسی کا
بردہ آزاد کرنے کی) عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ احمد
فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوٰى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ
اللّٰهُ اِلَّا قِلَّةً وَمَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ ترجمہ ثابت بن ضحاک سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی پر وہ نذر پورا کرنا واجب نہین جو اوسکے ملک مین نہین اور
مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسے اوسکو قتل کرنا ف نووی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
مسلمان پر لعنت کرنا بڑا سخت گناہ ہے امام غزالی نے کہا کسی مسلمان پر یا کسی جانور پر لعنت کرنا درست
نہین اسیطرح اوس مسلمان پر جو فاسق ہو اسی طرح کسی معین کافر پر چاہے وہ زندہ ہو یا مر گیا ہو مگر اوس کافر پر
جسکا کفر پر مرنا نص سے ثابت ہو لعنت کرنا درست ہے جیسے ابو لہب اور ابو جہل وغیرہ اور لعنت کرنا کافرون

کے گروہ پر درست ہے جیسے لعنت اللہ کی کافروں پر یا یہودیوں پر یا نصاری پر اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ لعنت
اور قتل دونوں حرمت میں برابر ہیں اگرچہ قتل بہت سخت ہے یہی اختیار کیا ہے مازری نے **ف**
اور جو شخص اپنی جان لیوے دنیا میں کسی چیز سے وہ اوسی سے عذاب دیا جاویگا قیامت کے دن اور جو شخص
جھوٹا دعوی کرے اپنا مال بڑھانے کے لیے تو خدا اوسکا مال اور کم کر دیگا اور جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے جھوٹی
ف اوسکا مال بھی اللہ تعالی کم کر دیگا نووی نے کہا یہاں پر عبارت محذوف ہے اور وہ معطوف ہے جملے
کے مبتدا پر اور یہ مطلب دوسری روایت میں پورا آیا ہے جو شخص جھوٹی قسم کھاوے حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال
دبا لینے کو تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ اوس پر غصے ہوگا **عن** ثابت بن الضحاک الانصاری قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف بملۃ سوی ملۃ الاسلام کاذبا متعمدا فھو
کما قال ومن قتل نفسہ بشیء عذبہ اللہ بہ فی نار جھنم وھذا حدیث سفیان
واما شعبۃ فحدیثہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حلف بملۃ سوی
الاسلام کاذبا فھو کما قال ومن ذبح نفسہ بشیء ذبح بہ یوم القیامۃ **ترجمہ** ثابت
بن ضحاک انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے کسی اور دین کی سوا اسلام
کے جھوٹ موٹ قصدا تو وہ ویسا ہی ہوگیا اور جو شخص قتل کرے اپنے تئین کسی چیز سے تو خدا عذاب کریگا اوسکو اوسی
چیز سے جہنم کی آگ میں یہ روایت ہے سفیان کی اور شعبہ کی روایت میں ہے جو شخص قسم کھاوے کسی دین
کی سوا اسلام کے جھوٹ موٹ تو وہ ویسا ہی ہوگیا جیسا اوس نے کہا اور جو شخص ذبح کرے اپنے تئین کسی چیز
سے تو وہ اوسی چیز سے ذبح کیا جاوے گا قیامت کے دن **عن** ابی ھریرۃ قال شھدنا مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنینا فقال لرجل ممن یدعی بالاسلام ھذا من اھل النار
فلما حضرنا القتال قاتل الرجل قتالا شدیدا فاصابتہ جراحۃ فقیل الرجل الذی قلت یا رسول اللہ
لہ انفا انہ من اھل النار فانہ قاتل الیوم قتالا شدیدا وقد مات فقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم الی النار فکاد بعض المسلمین ان یرتاب فبینما ھم علی ذلک اذ قیل فانہ لم یمت وبینا
ولکن بہ جراحا شدیدا فلما کان من اللیل لم یصبر علی الجراح فقتل نفسہ
فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلک فقال اللہ اکبر اشھد انی عبد اللہ و
رسولہ ثم امر بلالا فنادی فی الناس انہ لا یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ ان اللہ یؤید ھذا

الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جنگ
حنین میں (قاضی عیاض نے کہا صحیح خیبر ہے بجای حنین کے) آپ نے فرمایا ایک شخص کو جو دعوی کرتا تھا
اسلام کا (یعنے اپنی تئین مسلمان کہتا تھا) یہ جہنم والوں میں سے ہے جب لڑائی کا وقت آیا تو یہ شخص خوب
لڑا اور زخمی ہوا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا وہ تو آج خوب لڑا اور مر گیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں گیا بعض مسلمانوں کو اس میں شک ہونے کو تھا (کیونکہ ظاہر حال
سے اوسکا جنتی ہونا پایا جاتا تھا) اتنے میں خبر آئی کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے لیکن بہت سخت زخمی ہے
جب رات ہوئی تو وہ زخموں کی تکلیف پر صبر نہ کرسکا اور اس نے اپنے تئیں آپ مار لیا جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ میں
اللہ کا بندہ اور اسکا بھیجا ہوا ہوں (اسلیے کہ اللہ تعالی نے جو بات آپکو بتلا دی تھی وہ سچ نکلی) پھر آپ نے
حکم کیا بلال کو انہوں نے منادی کردی لوگوں میں کہ جنت میں نہ جاویگا کوئی شخص مگر وہی جو مسلمان ہو اور
اللہ مدد کرے گا اس دین کی برے آدمی سے **ف** یہ شخص منافق تھا ظاہر میں مسلمان و باطن میں کافر اگرچہ
اوس نے اسلام کے لیے بہت کوشش کی لڑا اور زخمی ہوا پھر ایمان نہونے سے کوئی کوشش اوسکی کام نہ آئی
معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کے انسان کتنی ہی نیک باتیں کرے مسلمانوں کی مدد کرے اسلام کو فائدہ پہنچا
پر نجات نہیں ہو سکتی عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْتَقٰى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَسْكَرِهِ
وَمَالَ الْآخَرُوْنَ إِلٰى عَسْكَرِهِمْ وَفِيْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ
لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقَالُوْا مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ
أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ
فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ أَبَدًا قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا
أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ نصل
بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلٰى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلٰى
رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ
الَّذِيْ ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ

في طلبه حتى جرح جرحا شديدا فاستعجل الموت فوضع نصل سيفه بالارض و
ذبابه بين ثدييه ثم تحامل عليه فقتل نفسه فقال رسول الله صلى الله عليه و
سلم عند ذلك ان الرجل ليعمل عمل اهل الجنة فيما يبدو للناس وهو من اهل النار
وان الرجل ليعمل عمل اهل النار فيما يبدو للناس وهو من اهل الجنة ترجمہ سہل بن
سعد ساعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین ملے اور لڑے پہر جب
آپ اپنی لشکر کیطرف جہکے اور وہ لوگ اپنی لشکر کی طرف اور آپ کے اصحاب میں ایک شخص تھا اسکا
نام قزمان تھا اور وہ منافق تھا نہ چھوڑتا تھا کسی اکیلے دکیلے کافر کو مگر اسکا پیچھا کرکے تلوار سے مار ڈالتا
یعنی جسکو دیکھتا پیچھا کرتا اسکو قتل کرتا لوگوں نے کہا آج جیسا کام اس نے کیا ایسا کوئی نہ آیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو دوزخی ہے ایک شخص بولا میں اسکے ساتھ رہونگا
(اور اسکی خبر لیونگا کہ کیونکر دوزخی ہوگا حالانکہ ظاہر میں اسنے یہ کام کیا
تھا) پہر وہ شخص اسکے ساتھ نکلا جہاں وہ ٹہرتا یہ بھی ٹہرتا اور جہاں وہ دوڑتا یہ بھی اسکے ساتھ دوڑتا
آخر وہ شخص (یعنی قزمان) سخت زخمی ہوا اور زخم کی تکلیف پر صبر نہ کرسکا) جلدی مرنا چاہا اور تلوار
کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اسکی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں رکھ کر زور دیا اور اپنے تئیں مار ڈالا
تب وہ شخص (جو اسکے ساتھ گیا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں اس
بات کی کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں آپ نے فرمایا کیا ہوا وہ شخص بولا آپ نے ابھی جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا
اور لوگوں نے اسپر تعجب کیا تھا تو میں نے کہا تھا میں تمہارے واسطے اسکی خبر لیونگا پہر میں اسکی
تلاش میں نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنا چاہا اور تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اسکی اپنی
دونوں چھاتیوں کے بیچ میں رکھ کر زور دیا اور اپنے تئیں مار ڈالا اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ فرمایا آدمی جنتیوں کے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور
جہنمیوں کے سے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جنتی ہوتا ہے ف تو انسان کو چاہئے کہ اپنے
اعمال پر غرہ نہ کرے اور ہمیشہ ڈرتا رہے اور ہمیشہ خدا سے حسن خاتمہ کے لیے دعا کرتا رہے اسیطرح
گنہگار کو نا امید نہ ہونا چاہئے اسکی رحمت سے شاید خدا اسکا خاتمہ بخیر کر دیوے عن الحسن
يقول ان رجلا ممن كان قبلكم خرجت به قرحة فلما اذته انتزع سهما

مِن كِنَانَتِهِ فَنَكَأَهَا فَلَمْ يَرْقَأِ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ
ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِي وَاللَّهِ لَقَدْ حَدَّثَنِي بِهَذَا جُنْدَبٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ **ترجمہ** حسن سے روایت ہو وہ کہتے تھے اگلے لوگون مین ایک
شخص کے پھوڑا نکلا اوسکو جب بہت تکلیف ہوئی تو اپنے ترکش مین سے ایک تیر نکالا اور پھوڑے کو چیر دیا
اوس سے پھر خون بند نہ ہوا یہانتک کہ وہ مر گیا تب اللہ تعالی نے فرمایا مین نے حرام کیا اوس پر جنت کو پھر
اپنا ہاتھ حسن نے مسجد کیطرف بڑہایا اور کہا قسم خدا کی یہ حدیث مجھ سے جندب نے بیان کی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے اس مسجد مین **ف** قاضی عیاض نے کہا شاید یہ شخص خودکشی کو حلال جانتا ہوگا یا مراد
یہ ہے کہ اوس پر جنت حرام ہے اوس وقت جب اچھے اور نیک لوگ جاوینگے یا اوس کے حساب مین طول ہوگا یا وہ
رکا رہے گا اعراف مین نووی نے کہا احتمال ہے کہ اوس وقت کی شرع مین کبیرہ گناہ کرنیوالا کافر ہوجاتا
ہو اور یہ حدیث محمول ہے اسپر کہ اوس نے جان مارنے کے لیے یا بغیر کسی مصلحت کے ایسی حرکت کی اسلیے کہ دوا
اور علاج کے لیے پھوڑا چیرنا درست ہے جب گمان غالب ہو فائدے کا **عَنِ** الْحَسَنِ يَقُولُ حَدَّثَنَا
جُنْدَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيُّ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَا وَمَا نَخْشَى أَنْ يَكُونَ كَذَبَ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِرَجُلٍ
فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خُرَاجٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ **ترجمہ** حسن سے روایت ہے ہم سے جندب بن عبد اللہ
بجلی نے اس مسجد مین حدیث بیان کی پھر ہم اسکو نہین بھولے اور نہ ہمکو ڈر ہے کہ جندب نے جھوٹ باندھا
ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پہلے ایک شخص
کے پھوڑا نکلا پھر بیان کیا قصہ اوسیطرح جیسے اوپر گزرا **باب** غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ وَأَنَّهُ
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ مال غنیمت مین چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت مین نجاوینگے
مگر وہی جو ایماندار ہین **عَنْ** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ
صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ وَفُلَانٌ شَهِيدٌ حَتَّى مَرُّوا
عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ
فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ
اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ أَلَا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ

الجنة الا المؤمنون **ترجمہ** حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے جب خیبر کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ آئے اور کہنے لگے فلانا شہید ہوا اور فلانا شہید ہوا یہانتک کہ گذرے ایک شخص پر تو کہا یہ شہید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں مین نے اسکو جہنم مین دیکھا ایک چادر یا عبا کی چوری مین (یعنے چوری کی وجہ سے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے اوٹھ اور پکار دے لوگون مین کہ جنت مین وہی جائینگے جو ایماندار ہین (اور چور نجاوین گے) حضرت عمر نے کہا مین نکلا اور مین نے پکار دیا لوگون مین خبردار ہو جاؤ جنت مین وہی جاوینگے جو ایماندار ہین

عن ابی ھریرۃ قال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی خیبر ففتح اللہ علینا فلم نغنم ذھبا ولا ورقا غنمنا المتاع والطعام والثیاب ثم انطلقنا الی الوادی ومع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد لہ وھبہ لہ رجل من جذام یدعی رفاعۃ بن زید من بنی الضبیب فلما نزلنا الوادی قام عبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحل رحلہ فرمی بسھم فکان فیہ حتفہ فقلنا ھنیا لہ الشھادۃ یا رسول اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلا والذی نفس محمد بیدہ ان الشملۃ لتلتھب علیہ نارا اخذھا من الغنائم یوم خیبر لم تصبھا المقاسم قال ففزع الناس فجاء رجل بشراک او شراکین فقال یا رسول اللہ اصبت ھذا یوم خیبر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراک من نار او شراکان من نار **ترجمہ** ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے خیبر کیطرف پھر اللہ نے فتح دی ہمکو تو نہین لوٹا ہم نے چاندی اور سونا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھ نہین آیا) بلکہ لوٹا ہم نے اسباب اور اناج اور کپڑے پھر ہم چلے وادی کیطرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکا ایک غلام تھا (جسکا نام مدعم تھا) جو بخشا تھا آپ کو ایک شخص نے جذام مین سے جسکا نام رفاعہ بن زید تھا بنی ضبیب مین سے جب ہم وادی مین اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کھڑا ہوا آپکا کجاوہ کھولنے لگا اتنے مین ایک (غیبی) تیر اسکو لگا جسمین اوسکی موت تھی ہم لوگون نے کہا مبارک ہو وہ شہید ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہرگز نہین قسم اوس شخص کی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے وہ شملہ اوسپر انگار کیطرح سلگ رہا ہے جو اوسنے مال غنیمت مین سے خیبر

سکے دن لے لیا تھا اور اس وقت تک غنیمت تقسیم نہیں ہوئی تھی یہ سنکر لوگ ڈر گئے اور ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے لیکر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے خیبر کے دن انکو پایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تسمہ یا تسمے انگار کے ہیں (یعنی اگر تو انکو داخل نہ کرتا تو یہ تسمے انگار ہو کر قیامت کے دن تجھ پر لپٹتا یا تجھے عذاب ہوتا ان تسموں کی وجہ سے) **ف** نووی نے کہا ان دونوں حدیثوں سے یہ احکام نکلتے ہیں ایک تو غلول یعنے چوری کا حرام ہونا مال غنیمت میں دوسرے کوئی فرق نہ ہونا قلیل اور کثیر میں یہانتک کہ ایک تسمہ کی چوری بھی اتنی ہی حرام ہے تیسرے یہ کہ جس نے غلول کیا اوسکو شہید نہ کہیں گے چوتھے یہ کہ کفر پر مرے وہ جنت میں نہ جاویگا اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا پانچویں یہ کہ بغیر ضرورت کے قسم کھانا درست ہے کیونکہ حضرت نے خود قسم کھائی چھٹے یہ کہ جس نے کچھ چوری کی غنیمت کے مال میں تو اوسکو وہ چیز پھیر دینا اور داخل کر دینا واجب ہے اور جب وہ پھیر دے تو اسکو لے لیں اور اسکا مال نہ جلاویں خواہ وہ پھیرے یا نہ پھیرے کیونکہ حضرت نے شملہ کے چور کا اور تسمے کے چور کا مال نہ جلایا اور جو یہ واجب ہوتا تو آپ ایسا کرتے اور وہ جو حدیث منقول ہے کہ جو شخص غنیمت کے مال میں چوری کرے اوسکا اسباب جلا دو اور اوسکو مار دو یا اسکی گردن مارو تو ضعیف ہے اوسکے ضعف کو ابن عبد البر نے بیان کیا ہے طحاوی نے کہا اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تو منسوخ ہوگی اور یہ اوس وقت کا حکم ہے جب مالی سزا جائز تھی یعنے ابتدا شریعت میں مال کی سزا دینا جیسے جرمانہ ضبطی جائداد وغیرہ نہیں رہی ۔

باب الدلیل علی ان قاتل نفسہ لا یکفر

جو شخص خودکشی کرے وہ کافر نہوگا

عن جابر ان الطفیل بن عمرو الدوسی اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ہل لک فی حصن حصین ومنعۃ قال حصن کان لدوس فی الجاہلیۃ فابی ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم للذی ذخر اللہ للانصار فلما ہاجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ ہاجر الیہ الطفیل بن عمرو وہاجر معہ رجل من قومہ فاجتووا المدینۃ فمرض فجزع فاخذ مشاقص لہ فقطع بہا براجمہ فشخبت یداہ حتی مات فراٰہ الطفیل بن عمرو فی منامہ فراٰہ وہیئتہ حسنۃ وراٰہ مغطیا یدیہ فقال لہ ما صنع بک ربک فقال غفر لی بہجرتی الی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما لی اراک مغطیا یدیک قال قیل لی لن نصلح منک ما افسدت فقصہا الطفیل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہین (اوس قلعے کے لیے کہا جو دوس
کا تھا جاہلیت کے زمانے مین) آپ نے قبول نکیا اوس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے انصار کے حصے مین یہ بات لکھ
دی تھی (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس ہین اون کی حمایت اور حفاظت مین) تو جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کیطرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو نے بھی ہجرت کی اور انکے ساتھ انکی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت
کی پھر مدینہ کی ہوا انکو ناموافق ہوئی (اور انکے پیٹ مین عارضہ پیدا ہوا) وہ شخص جو طفیل کے ساتھ آیا تھا بیمار
ہوا اور تکلیف کے مارے اوس نے چوڑی کانسیان لیکر اپنی انگلیون کے جوڑ کاٹ ڈالے اور خون بہنا شروع
ہوا دونون ہاتھ سے یہانتک کہ وہ مر گیا پھر طفیل بن عمرو نے اوسکو خواب مین دیکھا اور اوسکی شکل اچھی تھی
مگر اپنے دونون ہاتھون کو چھپائے ہوئے تھا طفیل نے پوچھا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اوس نے
کہا بخشدیا مجھکو اس لیے کہ مین نے ہجرت کی تھی اوسکے پیغمبر کیطرف طفیل نے کہا کیا وجہ ہے مین دیکھتا ہون
تو دونون ہاتھ اپنے چھپائے ہوئے ہے وہ شخص بولا کہ مجھے حکم ہوا ہم اسکو نہین سنوارین گے جسکو تو نے
خود بگاڑا پھر یہ خواب طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا یا اللہ اوس کے دونون
ہاتھونکو بھی بخشدے یعنی جیسے تو نے اوس کے سارے بدن پر کرم کیا اوس کے دونون ہاتھون کو بھی درست کر دے
ف نووی نے کہا اس حدیث مین دلیل ہے اوس بڑے قاعدے کی جو اہل سنت نے قرار دیا ہے کہ جو شخص
اپنے تئین مار ڈالے یا اور کوئی گناہ کرے پھر بغیر توبہ کے مر جاوے تو وہ کافر نہین ہے اور نہ یہ ضرور ہے
کہ وہ جہنم مین جاوے بلکہ وہ خدا کی مشیت پر ہے اور اوپر یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے
کہ گنہگارون کو عذاب ہوگا اور گناہون سے نقصان پہونچتا ہے اور رد ہے مرجیہ کا جو کہتے ہین ایمان کے
ساتھ گناہون سے ضرر نہوگا تحفة الاخیار مین ہے کہ اس حدیث سے بڑی فضیلت ہجرت کی ثابت ہوئی
اوس شخص کو اپنے مارنیکی نیت نہوگی کہ حرام موت ہوتی اضطراب سے یہ حرکت ہوئی ہوگی یا شاید بلا کی
نیت ہو مگر ہجرت کی برکت اور حضرت کی دعا سے اوس کی مغفرت ہو گئی **باب** فِی الرِّیْحِ الَّتِیْ
تَکُوْنُ فِیْ قُرْبِ الْقِیَامَةِ تَقْبِضُ مَنْ فِیْ قَلْبِهٖ شَیْءٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ اوس ہوا کا بیان جو قیامت کے قریب
چلے گی اور لے جاویگی ہر ایک شخص کو جس کے دل مین رائی برابر بھی ایمان ہوگا **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ رِیْحًا مِّنَ الْیَمَنِ اَلْیَنَ مِنَ الْحَرِیْرِ

فَلَا تَدَعُ اَحَدًا فِیْ قَلْبِہٖ قَالَ اَبُوْ عَلْقَمَۃَ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِیْزِ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ اِیْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْہُ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ خدا چلاویگا ایک ہوا یمن کے ملک سے جو ریشم سے بھی زیادہ ملائم ہوگی پھر یہ ہوا نہ چھوڑیگی اس شخص کو جس کے دل میں دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا یعنے مار ڈالیگی اسکو **ف** تو کوئی ایماندار دنیا میں باقی نرہیگا اوسوقت قیامت ہوگی نووی نے کہا اس مضمون کی حدیثیں اور بھی آئی ہیں جیسے قیامت قائم نہوگی مگر اسوقت جب کوئی اللہ اللہ کہنیوالا بھی نرہیگا یا قیامت قائم ہوگی مگر بدترین خلق پر اور یہہ سب حدیثیں اپنے ظاہر پر محمول ہیں اور وہ جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک گروہ میرے امت کا حق پر قائم رہیگا قیامت کے دن تک اسکے مخالف نہیں کیونکہ مراد اوس سے یہ ہے کہ وہ گروہ قائم رہیگا یہانتک کہ یہ ہوا اوسکو تمام کریگی پھر قیامت قائم ہوگی اور یہہ جو فرمایا جس کے دل میں دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا تو اس سے وہ مذہب ثابت ہوا جو صحیح ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور ریشم سے زیادہ ملائم ہونے سے یہ غرض ہے کہ وہ ہوا نرم اور لطیف ہوگی اور ایک دوسری حدیث میں یوں ہے کہ وہ ہوا شام کیطرف سے چلیگی اسکا جواب یہ ہے کہ شاید اوسوقت دو ہوائیں چلیں ایک یمن کیطرف سے اور دوسری شام کیطرف سے یا ایک ہی ہوا شروع ہو یمن سے پھر پھیل جاوے شام تک واللہ اعلم

بَابُ الْحَثِّ عَلَی الْمُبَادَرَۃِ بِالْاَعْمَالِ قَبْلَ تَظَاهُرِ الْفِتَنِ

فتنے اور فساد پھیلنے سے پہلے نیک اعمال کو جلد بجا لانے کی ترغیب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَیُمْسِیْ کَافِرًا اَوْ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَیُصْبِحُ کَافِرًا یَبِیْعُ دِیْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی جلدی نیک کام کرلو ان فتنوں سے پہلے جو اندھیری رات کے حصوں کیطرح ہونگی صبح کو آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو ایماندار اور صبح کو کافر ہوگا اور اپنے دین کو بیچ ڈالیگا دنیا کے مال کے بدلے **ف** یعنے دنیا کی طمع اوسوقت ایسی غالب ہوگی کہ ایمان کی محبت دل میں نرہیگی ذرا سے دنیاوی فائدے کے لیے انسان ایمان کو چھوڑ دیگا اور کفر اختیار کریگا یہ بات ہمارے زمانے میں بہت پھیل گئی ہے کہ ایمان کی قدر اور منزلت بالکل نرہی اور جسکو دیکھو دنیا کا طلب گار ہے بہت لوگون کو دیکھا جو پہلے مسلمان دیندار تھے پھر دنیا کے طمع سے بے ایمان ہوگئے اور کفر اختیار کیا کوئی نصرانی بنگیا کوئی دہریہ خدا محفوظ رکھے نووی نے کہا اور یہ

کہ اوس زمانے مین ایسے پے در پے فتنے ہونگے کہ ایمان بچانا مشکل ہوگا ایک ہی دن مین ایسا انقلاب ہوگا
کہ صبح کو آدمی مومن ہو تو شام کو کافر ہوگا تحفة الاخیار مین ہے کہ اس حدیث مین ان فسادون کی خبر ہے جو
یزید اور سلطنت مروانیہ کے زمانے مین واقع ہوئی اس حدیث مین ارشاد ہے کہ فرصت کو آدمی غنیمت
جانے اور پریشانی سے پہلے جو نیک عمل ہوسکین سو کر لیوے **باب** مخافة المؤمن ان یحبط
عمله مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سے ڈرنا چاہیے **عن** انس بن مالك انه لما نزلت
هذه الاية يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي الى اخر الاية
جلس ثابت في بيته وقال انا من اهل النار واحتبس عن النبي صلى الله عليه وسلم
فسال النبي صلى الله عليه وسلم سعد بن معاذ فقال يا ابا عمرو ما شان ثابت اشتكى
فقال سعد انه لجاري وما علمت له بشكوى قال فاتاه سعد فذكر له قول
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ثابت انزلت هذه الاية ولقد علمتم اني
من ارفعكم صوتا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فانا من اهل النار فذكر
ذلك سعد للنبي صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بل هو
من اهل الجنة **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے جب یہ آیت اوتری یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا
اصواتکم فوق صوت النبی اخیر تک **ف** یعنی اے ایمان والو اونچی نہ کرو اپنی آوازین نبی کی آواز سے
اوپر اور نہ بولو اس سے زور سے جیسے بولتے ہو ایک دوسرے سے کہین اکارت نہو جاوین تمہارے عمل اور
تم کو خبر نہو۔ تو ڈرایا مومنون کو بے ادبی سے حضرت کی صحبت مین ایسا نہو کہ بے ادبی تمام نیک عملون کو
مٹا دے **ف** تو ثابت بن قیس بن شماس اپنے گھر مین بیٹھ رہے اور کہنے لگے مین جہنمی ہون کیونکہ اون
کی آواز بہت بلند تھی اور وہ خطیب تھے انصار کے اس لیے وہ ڈر گئے اور نہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس
آپ نے سعد بن معاذ سے پوچھا کہ ای ابا عمرو ثابت کا کیا حال ہے کچھ بیمار ہوگیا ہے سعد نے کہا وہ میرا ہمسایہ ہے
مین نہین جانتا کہ وہ بیمار ہے پھر سعد ثابت کے پاس آئے اور ان سے یہ بیان کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تھا ثابت نے کہا یہ آیت اوتری اور تم جانتے ہو کہ تم سب مین میری آواز اونچی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر تو مین جہنمی ہون پھر سعد نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا نہین
وہ جنتی ہے **ف** کیونکہ آواز بلند ہونا کچھ برا نہین بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز

نسخہ: انّه قال

نسخہ: وانا

سے باتین کرنا اور چلانا منع ہے نووی نے کہا اس حدیث سے ثابت بن قیس کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی کیونکہ
اون کا جنتی ہونا ثابت ہوا اور اس سے یہ بات بھی نکلی کہ امام یا سردار کو اپنے لوگون کا حال پوچھنا چاہیے جو غائب
ہو جاوین **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا
نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ بِنَحْوِ حَدِيثِ حَمَّادٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِ ذِكْرُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ **ترجمہ**
دوسری روایت مین یون ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس انصار کے خطیب تھے پھر جب یہ آیت اوتری اخیر تک
اور اسمین سعد بن معاذ کا ذکر نہین ہے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا — اَنَسٍ
لَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيثِ **ترجمہ** وہی — اٰيَةُ
جو اوپر گزرا **عَنْ** اَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ
سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ وَزَادَ فَكُنَّا نَرَاهُ يَمْشِي بَيْنَ اَظْهُرِنَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ — وَزَادَ رَجُلاً
ترجمہ اس روایت مین بھی سعد بن معاذ کا ذکر نہین اتنا زیادہ ہے کہ انس نے کہا ثابت ہم لوگون کے بیچ
مین چلتے تھے ہم اونکو دیکھتے تھے ایک شخص جنتی ہم مین جا رہا ہے **باب** هَلْ يُؤَاخَذُ بِاَعْمَالِ
الْجَاهِلِيَّةِ جب کوئی مسلمان ہو جاوے تو کفر کے وقت کے اعمال کا مواخذہ نہو گا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ
قَالَ قَالَ اُنَاسٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي
الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ اَمَّا مَنْ اَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْاِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِهَا وَاَمَّا مَنْ اَسَاءَ اُخِذَ
بِعَمَلِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْاِسْلَامِ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کچھ لوگون نے کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ کیا ہم سے پوچھ ہو گی اون کامون کی جو ہم نے جاہلیت کے زمانے مین
کیے ہین آپ نے فرمایا تم مین سے جو اچھی طرح اسلام لایا (یعنے سچا مسلمان ہوا دل سے) اوس سے تو پوچھ نہو گی
جاہلیت کے کامون کی اور جو برا ہے (یعنے صرف ظاہر مین مسلمان ہوا اور دل مین اوسکے کفر رہا) اوس
سے پوچھ ہو گی جاہلیت اور اسلام دونون وقت کے کامون کی **ف** کیونکہ وہ کفر پر قائم رہا اور در
حقیقت مسلمان ہی نہین ہوا بلکہ منافق رہا نووی نے کہا دوسری حدیث صحیح مین ہے کہ اسلام گرا دیتا
ہے پیشتر کے گناہون کو یعنے کفر کے زمانے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہین اسلام لانے سے اور
اسپر اجماع ہے مسلمانون کا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا
فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ اَحْسَنَ فِي الْاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ اَسَاءَ

فِی الاسلَامِ اُخِذَ بِالاَوّلِ وَالاٰخِرِ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے ہم نے عرض کیا یارسول
اللہ کیا ہم سے مواخذہ ہوگا اون کاموں کا جو جاہلیت کے وقت میں کیے ہیں آپ نے فرمایا جس نے نیکی کی اسلام
مین اوس سے جاہلیت کے کاموں کا مواخذہ نہوگا اور جس نے برائی کی اسلام مین اوس سے مواخذہ ہوگا اگلے (یعنی
کفر) اور پچھلے (یعنے اسلام) دونوں وقت کے کاموں کا **عَن** الاَعمَشِ بِھٰذَا الاِسنَادِ مِثلَہٗ
ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** کَونِ الاِسلَامِ یَھدِمُ مَا قَبلَہٗ وَکَذَا
الحَجُّ وَالھِجرَۃُ اسلام سے اور حج سے اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہوجانا **عَن** ابنِ شِمَاسَۃَ
المَھرِیِّ قَالَ حَضَرنَا عَمرَو بنَ العَاصِ وَھُوَ فِی سِیَاقَۃِ المَوتِ یَبکِی طَوِیلًا وَحَوَّلَ وَجھَہٗ
اِلَی الجِدَارِ فَجَعَلَ ابنُہٗ یَقُولُ لَہٗ مَا یُبکِیکَ یَا اَبَتَاہُ اَمَا بَشَّرَکَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیہِ وَسَلَّمَ بِکَذَا اَمَا بَشَّرَکَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ بِکَذَا قَالَ فَاَقبَلَ بِوَجھِہٖ فَقَالَ
اِنَّ اَفضَلَ مَا نُعِدُّ شَھَادَۃُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ اِنِّی قَد کُنتُ عَلٰی
اَطبَاقٍ ثَلَاثٍ لَقَد رَاَیتُنِی وَمَا اَحَدٌ اَشَدَّ بُغضًا لِرَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مِنِّی
وَلَا اَحَبَّ اِلَیَّ اَن اَکُونَ قَدِ استَمکَنتُ مِنہُ فَقَتَلتُہٗ فَلَو مُتُّ عَلٰی تِلکَ الحَالِ لَکُنتُ مِن — نقتلتہ نسخہ
اَھلِ النَّارِ فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ الاِسلَامَ فِی قَلبِی اَتَیتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ — من ان
فَقُلتُ ابسُط یَمِینَکَ فَلِاُبَایِعکَ فَبَسَطَ یَمِینَہٗ قَالَ فَقَبَضتُ یَدِی قَالَ مَا لَکَ یَا عَمرُو
قَالَ قُلتُ اَرَدتُّ اَن اَشتَرِطَ قَالَ تَشتَرِطُ مَاذَا قُلتُ اَن یُّغفَرَ لِی قَالَ اَمَا عَلِمتَ اَنَّ — بماذا / تشترط بماذا
الاِسلَامَ یَھدِمُ مَا کَانَ قَبلَہٗ وَاَنَّ الھِجرَۃَ تَھدِمُ مَا کَانَ قَبلَھَا وَاَنَّ الحَجَّ یَھدِمُ مَا کَانَ
قَبلَہٗ وَمَا کَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِن رَّسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَلَا اَجَلَّ فِی عَینِی
مِنہُ وَمَا کُنتُ اُطِیقُ اَن اَملَاَ عَینَیَّ مِنہُ اِجلَالًا لَّہٗ وَلَو سُئِلتُ اَن اَصِفَہٗ مَا اَطَقتُ
لِاَنِّی لَم اَکُن اَملَاُ عَینَیَّ مِنہُ وَلَو مُتُّ عَلٰی تِلکَ الحَالِ لَرَجَوتُ اَن اَکُونَ مِن اَھلِ
الجَنَّۃِ ثُمَّ وَلِینَا اَشیَاءَ مَا اَدرِی مَا حَالِی فِیھَا فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَصحَبنِی نَائِحَۃٌ
وَّلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنتُمُونِی فَسُنُّوا عَلَیَّ التُّرَابَ سَنًّا ثُمَّ اَقِیمُوا حَولَ قَبرِی قَدرَ مَا — سنّا
تُنحَرُ جَزُورٌ وَّیُقسَمُ لَحمُھَا حَتّٰی اَستَاْنِسَ بِکُم وَاَنظُرَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِہٖ رُسُلَ رَبِّی — فسنّوا
ترجمہ ابن شماسہ (عبد الرحمن بن شماسہ بن ذیب) مہری سے روایت ہے ہم عمرو بن عاص پاس گئے اور

وہ مرنے کے قریب تھے تو روئے بہت دیر تک اور منہ پھیر لیا اپنا دیوار کیطرف اُنکے بیٹے کہنے لگے ابا جان کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری نہین دی تب انہون نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتون
یہ خوشخبری نہین دی
مین افضل ہم سمجھتے ہین اس بات کی گواہی دینے کو کہ کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور محمد اوس
کے بھیجے ہوئے ہین اور میرے اوپر تین حال گذرے ہین ایک حال یہ تھا جو تونے دیکھا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مین کسیکو برا نہین جانتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسیطرح مین قابو پاؤن اور
آپکو قتل کرون (معاذ اللہ) پھر اگر مین مرجاتا اس حال مین تو جہنمی ہوتا دوسرا حال یہ تھا کہ اللہ تعالی
نے اسلام کی محبت میرے دل مین ڈالی اور مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا مین نے کہا اپنا داہنا
ہاتھ بڑھائیے تاکہ مین بیعت کرون آپ سے آپ نے ہاتھ بڑھایا مین نے اوسوقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجھکو اے عمرو مین نے کہا مین شرط کرنا چاہتا ہون
آپ نے فرمایا کیا شرط مین نے کہا یہ شرط کہ میرے گناہ معاف ہون (جو اب تک کیے ہین) آپ نے فرمایا
اے عمرو تو نہین جانتا کہ اسلام گرا دیتا ہے پہلے کے گناہون کو اسیطرح ہجرت گرا دیتی ہے پہلے گناہون
کو اسیطرح حج گرا دیتا ہے پہلے کے گناہون کو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھکو کسی کی محبت
نہ تھی اور نہ میری نگاہ مین آپ سے زیادہ کسی کی شان تھی اور مین آنکھ بھر کر آپ کو نہ دیکھ سکتا تھا
آپ کے جلال کی وجہ سے اور اگر کوئی مجھسے آپ کی صورت کو پوچھے تو مین بیان نہین کرسکتا کیونکہ مین
آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ نہین سکتا تھا اور اگر مین مرجاتا اس حال مین تو امید تھی کہ جنتی ہوتا بعد اوسکے
یہ تیسرا حال ہے
چند اور چیزون مین ہم کو پھنسنا پڑا مین نہین جانتا میرا حال کیا ہوگا اوسکی وجہ سے تو جب مین مرجاؤن
میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو اور جب مجھے دفن کرنا تو مٹی ڈالدینا
مجھپر اچھی طرح اور میری قبر کے گرد کھڑے رہنا اتنی دیر تک جتنی دیر مین اونٹ کاٹا جاتا ہے اور اسکا
گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ میرا دل بہلے تم سے (اور مین تنہائی سے گھبرا نہ جاؤن) اور دیکھ لون پروردگار
کے وکیلون کو مین کیا جواب دیتا ہون **ف** یعنی منکر نکیر کو۔ نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین
معلوم ہوئین ایک تو یہ جو مرنے کے قریب ہو اوسکو تسلی اور تشفی دینا چاہیے اور امید اور عفو اور خوشی
کی آیتین اور حدیثین سنانا چاہیے جیسے عمرو کے بیٹے نے کیا اور یہ مستحب ہے بالاتفاق دوسرے یہ کہ صحابہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر عزت اور حرمت کرتے تھے تیسرے یہ کہ جنازے کے ساتھ رونے

والی اور انگار لیجانا منع ہے اور علما نے اسکو مکروہ کہا ہے لیکن نوحہ کرنا وہ تو حرام ہے اور انگار لیجانا مکروہ ہے
بوجہ دوسری حدیث کے اور سبب کراہت کا یہ ہے کہ وہ عادت ہے جاہلیت کے زمانے کی اور ابن حبیب مالکی نے
کہا کہ انگار رکھنے مین شگون بد ہے مردے کے لیے چوتھی یہ کہ مٹی ڈالنا قبر پر مستحب ہے پانچوین یہ کہ قبر پر بیٹھنا
نہین چاہیے جیسے بعضے ملکون مین دستور ہے چھٹی یہ کہ قبر مین مردے کا امتحان ہوتا ہے اور فرشتے اوس سے
سوال کرتے ہین اور یہی مذہب ہے اہل حق کا ساتوین یہ کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا چاہیے
اور یہ مستحب ہے آٹھوین یہ کہ مردہ اپنی قبر پر حاضر ہونیوالون کی آواز سنتا ہے نوین یہ کہ مشرک گوشت کا
بانٹ لینا درست ہے اسیطرح ترمیوون کا جیسے انگور وغیرہ اور اسمین ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے
جو مشہور ہے انتہی تصرف۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُنَاسًا مِّنْ اَهْلِ الشِّرْكِ قَتَلُوْا فَاَكْثَرُوْا وَزَنَوْا — اناسًا
فَاَكْثَرُوْا فَاَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا اِلَيْهِ — قالوا
لَحَسَنٌ وَلَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا وَنَزَلَ — ونزلت
يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ الاٰية **ترجمہ** عبداللہ بن
عباس سے روایت ہے کہ مشرکون مین چند لوگون نے (شرک کی حالت مین) بہت خون کیے تھے اور بہت زنا کیے
تھے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور عرض کیا آپ جو فرماتے ہین اور جسکی راہ بتلاتے
ہین وہ خوب ہے اور جو آپ ہمکو بتلا دین ہمارے گناہون کا کفارہ تو ہم اسلام لاوین تب یہ آیت اوتری
والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر اخیر تک یعنی جو لوگ خدا کے ساتھ اور دوسرے خدا کو نہین پکارتے اور جس
جان کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اوسکو نہین مارتے مگر کسی حق کے بدلے اور زنا نہین کرتے اور جو کوئی
ان کامون کو (یعنی خون اور زنا اور شرک) کرے تو وہ بدلہ پاوے گا اور اوسکو دونا عذاب ہوگا قیامت
کے دن اور ہمیشہ رہے گا عذاب مین ذلت سے مگر جو کوئی ایمان لایا اور اوسنے توبہ کی اور نیک کام کیے تو
اونکی برائیان بدل کر نیکیان ہو جاوین گی اور اللہ تعالی مہربان ہے بخشنے والا اور خدا نے ان لوگون کو
بتلا دیا کہ تم مسلمان ہو تو تمہارے اگلے سب گناہ شرک کے زمانے کے معاف ہو جاوینگے) اور یہ آیت اتری
یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم اخیر تک یعنی اے بندو میرے جنہون نے گناہ کیے ہین مت ناامید ہو اللہ
کی رحمت سے **باب** بیان حکم عمل الکافر اذا اسلم بعدہ کافر اگر کفر کی حالت مین

نیک کام کرے پھر مسلمان ہو جاوے **عن** حکیم بن حزام اخبرہ انہ قال لرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ارأیت امورا کنت اتحنث بہا فی الجاہلیۃ ہل لی فیہا من
شیء فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلمت علی ما اسلفت من خیر والتحنث
التعبد **ترجمہ** حکیم بن حزام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ سمجھتے ہین جاہلیت کے زمانے
مین جو مین نے عبادت کے کام کیے (یعنی نیک سمجھ کر گناہ سے نکلنے کے لیے) انکا کچھ ثواب مجکو ملے گا (یعنی
کفر کے زمانے کے نیک کام بیکار نہ جاوینگے) آپنے فرمایا تو اسلام لایا اگلے اون سب نیکیون پر جو کر
چکا ہے **ف** یعنی جب تو مسلمان ہو گیا تو تیرے کفر کے زمانے کی نیکیان بھی بیکار نہ جاوینگی بلکہ اون سب
کا ثواب ملیگا البتہ اگر تو مسلمان نہ ہوتا اور کفر ہی پر مرجاتا تو تیری سب نیکیان برباد جاتین یہی مطلب ظاہر
حدیث سے نکلتا ہے اور یہی قول ہے ابن بطال اور محققین کا کہ کافر اگر مسلمان ہو جاوے تو اسکو وہ نیک کام
جو کفر کے زمانے مین کیے ہین لغو نہونگے اور خدا اونپر ثواب دیگا بدلیل اس حدیث کے کہ جسکو دارقطنی نے ابو سعید
خدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کافر مسلمان ہو جاوے پھر اسکا اسلام اچھا
ہو اللہ تعالی اوسکی ہر ایک نیکی کو لکھے گا جو کر چکا ہے اور ہر برائی کو مٹا دیگا جو کر چکا ہے اور اسلام کے بعد جو
نیکی کریگا تو ایک کے بدلے دس کا سات سو تک ثواب ملیگا اور برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکھی جاویگی
پر جب خدا اوسکو بھی معاف کر دے تو ایک بھی نہ لکھی جاویگی - امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا ظاہر حدیث خلاف
ہے اوس قاعدے کے جو مقرر ہو چکا ہے کہ کافر کا تقرب صحیح نہین پھر اوسکو نیکی پر ثواب بھی نہ ہوگا اور ایمان
لانا اوسکا اطاعت ہی نہ ہے تقرب اسلیے کہ تقرب کی شرط ہے کہ جس سے تقرب کرتا ہے اوسکو پہچانے اور وہ کفر
کی حالت مین خدا کو برابر پہچانتا نہ تہا اس صورت مین حدیث کی تاویل کرنا ضرور ہے یعنی مطلب ہے کہ کفر کے زمانے مین جو تو نے نیکیان کی تہین انکی وجہ
سے تیری طبیعت نیک ہوگئی اور نیک کام کرنے کی عادت پیدا ہوئی پھر تو اس عادت اور طبیعت سے اسلام مین بھی فائدہ اوٹھاویگا کیونکہ وہ لیجا
جاویگی تجھکو نیک کامون کی طرف یا یہ مطلب ہے کہ اون نیکیون کی وجہ سے تو مستحق ہوا تعریف کا جو اسلام
کی حالت مین بھی باقی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اسلام کی حالت مین تجھکو نیکیون کا ثواب اورون سے زیادہ ملیگا
کیونکہ تو پہلے بھی نیک کام کر چکا ہے اور جب کافر کو نیک اعمال کے سبب سے عذاب مین تخفیف ہوگی تو ثواب کا
زیادہ ہونا بعید نہین تمام ہوا کلام مازری کا قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگلی
نیکیون ہی کی برکت سے خدا نے تجھے اسلام کی ہدایت کی اور نیکیان اوائل مین دلیل ہین حسن خاتمت اور

عبادت کی انجام مین انتہے لیکن صحیح وہی ہے جو ابن بطال وغیرہ نے کہا کہ حدیث محمول ہو ظاہر پر یا ابن بطال
نے کہا اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے بندون پر جتنی چاہے اور جسطرح چاہے عنایت کرے اور کسیکو اوس مین اعتراض
کی مجال نہین اور فقہا نے جو کہا ہے کہ کافر کی عبادت صحیح نہین اور اگر وہ اسلام لاوے تو اوس عبادت کا اعتبار
نہوگا اوسکا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے احکام کے رو سے اوسکی عبادت صحیح نہین اور آخرت کا ثواب اللہ کی اختیار مین
ہے اب اگر کوئی یون کہنے لگے کہ آخرت مین بھی اوسپر ثواب نہوگا تو اوسکا قول رد کیا جاویگا اس صحیح
حدیث سے اور کفار کے بعض افعال کا تو دنیا مین بھی اعتبار ہوتا ہے خود فقہا نے کہا ہے کہ اگر حالت کفر مین
کوئی کفارہ جیسے ظہار وغیرہ کا کفارہ واجب ہو پھر وہ اوسکو ادا کردے کفر کی حالت مین تو کافی ہوجاویگا
اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفارہ دینا لازم نہوگا اور اختلاف کیا ہے شافعیہ نے کہ اگر حالت کفر مین
جنب ہوا پھر غسل کر لیا کفر ہی کی حالت مین بعد اوسکے مسلمان ہوا تو دوبارہ غسل کرنا ضرور ہے یا نہین
اور ہمارے بعض اصحاب نے اس مین مبالغہ کیا ہو اور کہا ہے کہ کافر کی ہر ایک طہارت صحیح ہے غسل ہو یا وضو
ہو یا تیمم ہو اور اسلام لانے کے بعد اوسی طہارت سے نماز پڑھنا درست ہو انتہے ما قال النووی مترجم
کہتا ہے کہ اسلام لانا ایک ایسی بڑی نعمت ہو خدا کی جسکے مقابلے مین اور کوئی نعمت نہین تو جہان تک
اس نعمت کی وجہ سے جو فائدہ حاصل ہون بعید نہین اور کافر کے نیک اعمال جو مٹ جاتے ہین تو وہ اسی وجہ
سے کہ اوسکی موت کفر پر ہوتی ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے پھر جب خاتمہ نیک ہوا اور انسان کفر کو چھوڑ کر
مسلمان ہوگیا تو اللہ تعالی اوسکی محنت کو ضائع نکرے گا اور اوس کے نیک کامون پر ضرور اسے ثواب دیگا
دوسرے یہ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفر کی نیکیون کو اسلام لانیکے بعد لغو کردیتے تو لوگون کو رنج
ہوتا اور اسلام کیطرف رغبت گھٹ جاتی حالانکہ اصلی مقصود آپکا یہ تھا کہ لوگون کو اسلام کا شوق پیدا
ہو اسیوجہ سے آپنے فرمایا کہ اسلام لانے سے کفر کے گناہ تو سب مٹ گئے اور نیکیان باقی ہین وہ ہرگز تلف نہونگی
سبحان اللہ خداوند کریم کی عنایت اور محبت اپنے بندون کے ساتھ کیسی ہے اللہ تعالی ہر ایک بندے کو ایمان کی
نعمت دیوے اور ہمارا اور سب مسلمانون کا خاتمہ بخیر کرے عن حَکِیمِ بْنِ حِزَامٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ قَالَ لِرَسُولِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْ رَسُولَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اُمُورًا کُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِہَا فِی الْجَاہِلِیَّۃِ
مِنْ صَدَقَۃٍ اَوْ عَتَاقَۃٍ اَوْ صِلَۃِ رَحِمٍ اَفِیہَا اَجْرٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا اَسْلَفْتَ مِنْ خَیْرٍ ترجمہ حکیم بن حزام سے روایت ہے انہون نے کہا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین جو نیک کام مین نے جاہلیت کے زمانے مین کیے مین جیسے صدقہ یا بردے کا آزاد کرنا یا ناتا ملانا اون کا ثواب مجھکو ہوگا آپ نے فرمایا تو اسلام لایا اوسی نیکی پر جو پہلے کر چکا ہے (یعنی وہ نیکی قائم ہے اب سپر اسلام زیادہ ہوا) **عَنْ** حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَشْيَاءُ كُنْتُ أَفْعَلُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي كُنْتُ أَتَبَرَّرُ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ لَكَ مِنَ الْخَيْرِ قُلْتُ فَوَاللّٰهِ لَا أَدَعُ شَيْئًا صَنَعْتُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا فَعَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلَهُ **ترجمہ** حکیم بن حزام نے کہا یا رسول اللہ کئی کام ہین جنکو مین جاہلیت کے زمانے مین کیا کرتا تھا ہشام نے کہا (یعنی نیک کام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام لایا تو اُن نیکیون پر جو تو نے کین مین نے کہا یا رسول اللہ تو قسم خدا کی پھر جتنے (نیک) کام مین اوتنا ہی اسلام کی حالت مین بجا لاؤن گا (تاکہ جاہلیت کا زمانہ اسلام سے بڑھ کر نہ رہے نیکیون کی کثرت مین) **عَنْ** عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَعْتَقَ فِي الْإِسْلَامِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ **ترجمہ** عروہ بن الزبیر سے روایت ہے حکیم بن حزام نے جاہلیت کے زمانے مین سو بردے آزاد کیے تھے اور سو اونٹ سواری کے لیے خدا کی راہ مین دیے تھے پھر انہون نے اسلام کی حالت مین بھی سو بردے آزاد کیے اور سو اونٹ خدا کی راہ مین سواری کے لیے دیے بعد اوس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے پھر بیان کیا حدیث کو اوسیطرح جیسے اوپر گزری **ف** نووی نے کہا حکیم بن حزام مشہور صحابی ہین وہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے یہ فضیلت اور کسی کو نہین ملی اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ وہ ساٹھہ برس تک جاہلیت کی حالت مین جیے پھر ساٹھہ برس تک اسلام کی حالت مین زندہ رہے اور وہ مسلمان ہوئے جس سال مکہ فتح ہوا اور مرے مدینہ مین ۵۴ھ مین تو اسلام کی حالت مین ساٹھہ برس جینے سے یہ غرض ہے کہ اسلام کے زمانے مین ساٹھہ برس جیے

باب صِدْقِ الْإِيمَانِ وَإِخْلَاصِهِ ایمان کی سچائی اور خلوص کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ

نسخہ: یا رسول اللہ

نسخہ: حدیثہما

نسخہ: إخلاصہ

نسخہ: فقالوا

لَظُلْمٌ عَظِيمٌ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جب یہ آیت اتری اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ
اخیر تک یعنی جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں کیا (یعنی گناہ میں نہیں پھنسے)
انکو امن ہے اور وہی ہیں راہ پانیوالے تو بہت گران گذری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر انہوں
نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ایسا ہے جو ظلم نہیں کرتا اپنے نفس پر (یعنی گناہ نہیں کرتا) رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے جیسا تم خیال کرتے ہو بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت
لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے میرے مت شرک کر اللہ کے ساتھ بیشک شرک بڑا ظلم ہے **ف**
تو ظلم سے مراد شرک ہے اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے شرک نہیں کیے
تو انکو امن ہے اگرچہ وہ اور گناہوں میں جو شرک سے کم ہیں پھنس گئے ہوں بخاری کی روایت میں یوں ہے
کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے نفس پر
ظلم نہ کیا ہو تب اللہ تعالے نے یہ آیت اوتاری کہ شرک بڑا ظلم ہے تو صحابہ نے ظلم سے مراد ہر ایک گناہ کو سمجھا
تھا اسوجہ سے وہ آیت ان پر بھاری ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا کہ مراد ظلم سے مطلق
نہیں ہے بلکہ خاص ایک ظلم جو سب سے بڑا ہے یعنی شرک جیسے لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا کہ شرک بڑا ظلم ہے
خطابی نے کہا صحابہ پر یہ آیت اسوجہ سے گران گذری کہ ظلم کے ظاہری معنی یہی ہیں کہ لوگوں کے حقوق دبا لینا اور
گناہوں میں مبتلا ہونا انہوں نے خیال کیا کہ یہی ظاہری معنے مراد ہیں اور اصلی معنی ظلم کا یہ ہے کہ ایک
چیز کو اسکی جاے سے چھوڑ کر دوسری جاے میں رکھنا ہے جیسے اللہ کے سوا دوسرے کسی کی پرستش کے
تو وہ بڑھ گیا ظلم میں سب ظالموں سے اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سوا شرک کے اور گناہ کرنے سے آدمی کافر
نہیں ہوتا اور لقمان ایک شخص حکیم گذرے ہیں اختلاف کیا علما نے کہ وہ نبی تھے یا نہیں امام ابو اسحاق
ثعلبی نے کہا وہ بالاتفاق حکیم تھے سوا عکرمہ کے کہا کہ وہ نبی بھی تھے اور کسی نے انکو نبی نہیں کہا اور لقمان
کے بیٹے کا نام جسکو انہوں نے نصیحت کی تھی انعم تھا اور بعضوں نے کہا مشکم واللہ اعلم (نووی) **عن**
الاعمش بهذا الاسناد وقال ابو كريب قال ابن ادريس حدثنيه اولا ابي عن ابان بن تغلب **قال**
عن الاعمش ثم سمعته منه **ترجمہ** اعمش سے دوسری روایت بھی یہی ہے **باب**
بَيَانِ تَجَاوُزِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَنْ حَدِيثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ اِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ وَبَيَانِ اَنَّهُ تَعَالٰى لَمْ
يُكَلِّفْ اِلَّا مَا يُطَاقُ وَبَيَانِ حُكْمِ الْهَمِّ بِالْحَسَنَةِ وَبِالسَّيِّئَةِ ولیس جو وسوسے آتے ہیں جب تک وہ جم

نہ جاوین اونپر مواخذہ نہوگا اور اللہ تعالی نے اوتنی ہی تکلیف دی ہے جتنی طاقت ہو اور نیکی اور گناہ کا
قصد کرنا کیا حکم رکھتا ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا اُنْزِلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ
بِهِ اللّٰهُ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ
عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
بَرَكُوْا عَلَی الرُّكَبِ فَقَالُوْا اَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلِّفْنَا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا نُطِیْقُ الصَّلٰوةَ وَالصِّیَامَ وَالْجِهَادَ
وَالصَّدَقَةَ وَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَیْكَ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَلَا نُطِیْقُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا كَمَا قَالَ اَهْلُ الْكِتَابَیْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا بَلْ قُوْلُوْا
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ
الْمَصِیْرُ فَلَمَّا اقْتَرَاَهَا الْقَوْمُ ذَلَّتْ بِهَا اَلْسِنَتُهُمْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْ اِثْرِهَا اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ عزّ وجلّ
اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ
اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ
نَسَخَهَا اللّٰهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ
عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ قَالَ نَعَمْ وَاعْفُ عَنَّا
وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ قَالَ نَعَمْ **ترجمہ**
ابو ہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْاَرْضِ اخیر تک یعنی اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں اور زمین مین اور اگر تم کھولو اپنی دل کی بات
کو یا چھپاؤ اُسکو اللہ تعالی حساب کریگا اُسکا تمسے پہر بخش دیگا جسکو چاہیگا اور عذاب کریگا جسکو چاہیگا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے
تو گراں گذری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر **ف** امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا یہ آیت ان
پر گراں گذری کیونکہ وہ سمجھے ہم سے مواخذہ ہوگا ان وسوسوں پر جو خود بخود دلمین گذرتے ہین اور ہم کو
اُنکے دور کرنیکی طاقت نہین پہر یہ تکلیف مالایطاق ٹھہری اور وہ جائز ہے عقلا لیکن اختلاف ہے کہ آیا
شریعت مین اوسکا حکم ہوا یا نہین **ت** اور وہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس پھر بیٹھہ گئے

گھٹنون پر اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمکو حکم ہوا اون کامون کے کرنیکا جنکی طاقت ہے جیسے نماز روزہ جہاد صدقہ
اب آپ پر یہ آیت اوتری اور اسپر عمل کرنے کی ہم مین طاقت نہین (یعنی اپنے دلپر ہمارا زور نہین چلتا
کہ برے شیطانی وسوسے بالکل نہ آنے پاوین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو ایسا کہو جیسے
پہلے دونون کتاب والون (یہود اور نصاری) نے کہا جب اللہ کا حکم سنا (سنا ہمنے اور نافرمانی کی (یعنے ہمنے
تیرا حکم سنا پر ہم اوسپر عمل نہین کرینگے) بلکہ یون کہو سنا ہمنے اور مان لیا بخشدے ہمکو اے ہمارے مالک
تیری ہی طرف ہمکو جانا ہے یہ سنکر صحابہ نے کہا سنا ہمنے اور مان لیا بخشدے ہمکو مالک ہمارے تیری ہی
طرف ہمکو جانا ہے جب لوگون نے یہ کہا اور اپنی زبانون سے نکالا اوسکے بعد ہی یہ آیت اوتری آمن الرسول
بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون اخیر تک یعنی ایمان لایا رسول اوسپر جو اوترا اوسکی طرف اوسکے مالک کے پاس سے اور
ایمان لائے مومن بھی سب ایمان لائے اللہ پر اور اوسکے فرشتون پر اور اوسکی کتابون پر اور اوسکے
رسولون پر ہم ایسا نہین کرتے کہ ایک رسول کو مانین اور ایک کو نہ مانین (جیسے یہود اور نصاری نے کیا)
اور کہا اونہون نے ہمنے سنا اور مان لیا بخشدے ہمکو اے ہمارے مالک تیری ہی پاس ہمکو جانا ہے جب
انہون نے ایسا کیا تو اللہ تعالے نے (اپنے فضل اور کرم سے) اوس آیت کو (یعنی وان تبدوا ما فی انفسکم کو)
منسوخ کردیا اور یہ آیت اتاری اللہ کسی کو تکلیف نہین دیتا مگر اوسکی طاقت کے موافق ہر کسی کو اوسی کے
نیکیان کام آوینگی اور اوسیپر اوسکی برائیون کا بوجھ ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہمکو اگر ہم بھول یا چوک جاوین (
مالک نے فرمایا اچھا) اے مالک ہمارے مت لاد ہمپر ایسا بوجھ جیسے لادا تہا تونے اگلون پر (یہود وغیرہ پر اون
ہو سکا انہون نے نافرمانی کی) مالک نے فرمایا اچھا اے مالک ہمارے مت لاد ہمپر وہ بوجھ جسکو اوٹہانیکی ہمکو طاقت
نہین مالک نے فرمایا اچھا۔ اور معاف کردے ہماری خطائین اور بخشدے ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہمارا مالک ہے مدد کر
ہماری اون لوگون پر جو کافر ہین۔ پروردگار نے فرمایا اچھا **ف** یعنی خداوند کریم نے اپنے فضل سے
اپنے عاجز بندون کی سب دعائین قبول کین اور سخت سخت احکام جو اون سے نہ ہوسکتے اسلام مین اٹہا دیے اور
دین کو آسان کردیا اور وہ حکم بھی اٹہا دیا جو پہلے دیا تہا کہ دل کے خیال پر بھی مواخذہ ہوگا اب اگر کسی کے دل
مین گناہ کا خیال آوے تو جب تک اوس گناہ کو کرے نہین وہ لکھا نہ جاویگا امام مالک نے کہا وان تبدوا
ما فی انفسکم الآیۃ کے منسوخ ہونے مین یہ اعتراض ہے کہ نسخ وہان ہوتا ہے جب دوسرا حکم اور پہلا حکم جمع
نہ ہو سکے اور یہان جمع ممکن ہے اسطرح سے کہ پہلی آیت عام ہو ہر ایک قسم کو وسوسون اور خیالون کو جو اختیاری ہین

ہون یا نہ ہون اور دوسری آیت سے وہ آیت خاص ہو گئی ان خیالون سے جو اختیار مین ہین مگر جس صورت مین
صحابہ نے پہلی آیت سے وہی خیال سمجھے ہین جو اختیار مین نہین اس صورت مین البتہ دوسری آیت اوسکی ناسخ ہے
قاضی عیاض نے کہا نسخ سے کوئی امر مانع نہین جب راوی نے خود نسخ کو نقل کیا ہے بعضون نے کہا نسخ سے یہان
مراد اون کے شبہ کا دور کرنا ہے جو انکو ہوا تھا پہلی آیت سے اور گران گذری تھی وہ اون پر اب دوسری آیت
سے انکو اطمینان ہو گیا کہ مواخذہ طاقت سے زیادہ نہ ہوگا امام واحدی نے کہا آیت کے منسوخ ہونے مین اختلاف
ہے اور محققین کا قول یہ ہے کہ وہ محکم ہے منسوخ نہین ہے (نووی مختصرا) **عن** ابن عباس قال
لما نزلت هذه الآية وان تبدوا ما في انفسكم او تخفوه يحاسبكم به الله قال
دخل قلوبهم منها شيء لم يدخل قلوبهم من شيء فقال النبي صلى الله عليه و فی قلوبہ
سلم قولوا سمعنا واطعنا وسلمنا قال فالقى الله تعالى الايمان في قلوبهم فانزل الله لا
يكلف الله نفسا الا وسعها لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا
او اخطانا قال قد فعلت ربنا ولا تحمل علينا اصرا كما حملته على الذين من قبلنا
قال قد فعلت واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا قال قد فعلت **ترجمہ** عبد اللہ
بن عباس سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ تو لوگون کے دلون مین
وہ بات سما گئی جو کسی چیز سے نہ سمائی تھی (یعنی بہت ڈر پیدا ہوا) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہو ہمنے سنا اور مان لیا اور اطاعت کی پھر اللہ نے ایمان انکے دلون مین ڈالدیا اور اتارا اس آیت کو لا یکلف
اللہ نفسا الا وسعہا اخیر تک یعنی اللہ تکلیف نہین دیتا کسیکو مگر اوسکی طاقت کے موافق جو وہ کریگا اپنے لیے
نیک کام اوسکا ثواب اوسیکو ہے اور جو گناہ کریگا اوسکا وبال اوسی پر ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہمکو بھول
چوک مین (مالک نے فرمایا مین ایسا ہی کرونگا) اے مالک ہمارے مت لاد ہم پر بوجھ جیسے تو نے لادا تھا اگلون
پر (مالک نے فرمایا ایسا ہی مین کرونگا) اور بخشدے ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہمارا مالک ہے (مالک نے فرمایا
مین نے ایسا ہی کیا) **عن** ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
الله تجاوز لامتي ما حدثت به انفسها ما لم يتكلموا او يعملوا به **ترجمہ**
ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے درگذر کی میری امت سے اون خیالون
پر (گناہ کے) جو دل مین آوین جب تک انکو زبان سے نہ نکالین یا اونپر عمل نہ کرین **ف** سراج الوہاج

مین ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا برا خیال اور ارادہ جو دل مین پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ ما
کا حرف حدیث مین عام ہے ہر ایک خیال ارادے کو برابر ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل مین جمگیا ہو یا نہ جما ہو اور تھوڑی
دیر تک رہا یا بہت مدت تک ہر طرح سے وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ شرف خاص کیا اللہ نے اس امت
سے برخلاف اور اگلی امتون کے کہ اون سے دل کے خیال پر بھی مواخذہ ہوتا تو جس قسم کا خیال ہو اور وہ دل ہی
مین ہے وہ معاف ہے اوس خیال کی وجہ سے نہ انسان مرتد ہوگا نہ گنہگار ہوگا نہ کوئی عبادت اوس کی وجہ سے
باطل ہوگی نہ کوئی طلاق یا عتاق اوس سے پڑے گا نہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہوگا اور دلالت کرتی ہین
اسپر وہ حدیثین جو اس باب مین آئین ہین اور انکے الفاظ بہت ہین اب جو بعضے علما سے منقول ہے کہ خیال
دو طرح کے ہین ایک تو وہ جو دل مین آیا اور چلا گیا اوسپر مواخذہ نہین اور یہی خیال اس حدیث سے مقصود ہے اور
ایک وہ خیال جو دل مین جمگیا اور مضبوط ہوگیا اور عقیدہ کے طور پر ہوگیا اوسپر مواخذہ ہوگا اور وہ مقصود
نہین اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہین نہ ایسی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے شامل
ہے دونون قسم کے خیالون کو اور اگرچہ خیال دل مین جم جاوے پر آخر وہ خیال ہے رہیگا خارج مین اس
کا وجود اعمال کی طرح نہ ہوگا پھر اوسکا مواخذہ کس وجہ سے ہوگا تو اس تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہین اور
کلام نبوی کے خاص کرنے کی کوئی علت نہین اور کوئی ضرورت نہین کہ اللہ پر وہ بات جوڑین جو اوس نے
نہین فرمائی اور بندون پر گناہ لازم کرین اور انپر مواخذہ رکھین اوس امر سے جو شریعت کی رو سے معاف
ہے اور بعضے فرق کرنے والون نے یہ کہا کہ جو خیال دل مین جم جاوے اوسپر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل نہ کیے ۱۶
گئے مین کیونکر داخل ہوگا جو مقصود ہے اس حدیث سے اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو
خیال نفسی کے مقابل ہین اور یہ دونون حدین عفو کی اور کوئی عرب کا رہنے والا یہ مطلب اس حدیث سے نہ
سمجھے گا جو ان لوگون نے سمجھا اور اس سے معلوم ہوگیا کہ جن لوگون نے یہ فرق کیا ہے اونکا قول باطل ہے
اور انکے پاس کوئی دلیل نہین بلکہ جرأت ہے جس کی کوئی ضرورت نہین اور جب رسول نے یہ
بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نکرے گا جب تک اوسپر عمل نہ کرے تو قصد اور عزم اور اعتقاد
اور نیت اگر فرض کیا جاوے کہ خیال سے زیادہ ہین جب بھی اونپر مواخذہ نہوگا کیونکہ یہ چیزین عمل نہین ہین
اور مواخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اسمین کوئی اہل لسان یا اہل شرع مین سے خلاف نکریگا اور ان حدیثون سے
یہ بات ثابت ہے کہ مواخذہ نہین ہوتا مگر عمل سے اور بڑی دلیل وہ ہے جو ابن عباس کی حدیث مین ہے کہ اگر

قصد کرے ایک برائی کا پھر اوسکو نہ کرے تو اللہ اوس کے لیے ایک نیکی لکھیگا اور ابو ہریرہ کی روایت ہی کہ اگر برائی
کو نکرے تو اوس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اوسپر عمل کرے تو
ایک نیکی کا ثواب پاوےگا اور یہہ امر معلوم ہو کہ جس نے قصد کیا برائی کا یا عزم کیا یا نیت کی یا ارادہ کیا اور اوس امر
برائی پر عمل نہین کیا پھر اوسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا یہہ جواب کہ برائی کا مواخذہ ہو اس صورت مین جن لوگون
نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ مین فرق کیا ہے اوس کے کوئی فائدہ نہین اور بعضی اہل کلام نے یہ کہا ہی کہ
عزم پر مواخذہ اور عتاب ہوگا مثلاً کوئی عزم کرے کسی پیغمبر کی توہین کا یا کسی کتاب آسمانی کی تحقیر کا تو
وہ عزم کرتے ہی کافر ہو جاوے گا اگرچہ کوئی فعل نکرے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالے اور یہ گمان انکا
غلط ہی اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہین کیونکہ وہ غایت جو مواخذے کے لیے قرار دی گئی ہے عمل یا تکلم
ہے اور ایسا عزم کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ تکلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہوگا بلا دلیل ہے بلکہ مخالف
ہے دلیل صریح اور واضح کے اور ان لوگون نے جو ایسا کہا تو انکو ایک شبہہ ہوا وہ یہ کہ اس شخص نے عزم
کیا اوس امر کا جو جائز نہین اور یہ سبب ہے مواخذہ کا حالانکہ یہی انکی غلطی ہے اسلیے کہ اوس نے بیشک عزم کیا
اوسکا جو جائز نہین لیکن جو جائز نہین وہ وہ کام ہے جسکا اوس نے عزم کیا تھا نہ خود یہ عزم وہ ایک شیطانی
وسوسہ ہی اس لیے کہ وہ شریعت کی رو سے معاف ہی جب تک اوسپر عمل یا تکلم نہو اور صرف عزم نہ عمل ہے نہ
تکلم باتفاق اہل لغت و اہل شرع اور یہی معنے سمجھے ہین سلف صالحین اس حدیث کے اور رحم کرے اللہ امام
شافعی پر کیونکہ انہون نے اپنی کتاب مین جسکا نام ام ہے لکھا ہے کہ جس خیال کو زبان بیان نکرے وہ دل
کا وسوسہ ہی جو معاف کیا گیا ہے آدمیون سے اور جس نے تاویل کی ہے اس مین وہ صواب پر نہین جیسے
احادیث مین تاویل کرنے والا صواب پر نہین تو اس سب تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس امت کو وہ حرج
معاف ہی جو اگلی امتون پر تھا یعنے دل کے عزم پر اون سے مواخذہ ہوتا تھا اور دل کے خیالون پر خواہ
وہ جم گئی ہون یا نہ جمی ہون اور مدت تک رہین یا تھوڑی دیر رہین یہ سب قسم کے خیالات ہمکو معاف
کیے گئے اور اگلون پر اون کی وجہ سے عذاب ہوگا اور اس مسئلہ مین ہماری تقریر طویل ہو گئی اور پوری
بحث اوسکی کتاب دلیل الطالب علی ارجح المطالب مین ہے اور دیکھو کسی دوسری کی کتابون مین تجھکو نہ
ملے گی انتہی نووی نے کہا امام مازری نے کہا قاضی ابو بکر بن الطیب کا مذہب یہ ہی کہ جو شخص کسی گناہ
کا ارادہ دل سے کرے اور اپنے نفس کو اوس پر مضبوط اور مستعد کرے تو گنہگار ہوگا اور یہ حدیث اور اس

قسم کی دوسری حدیثین محمول ہین اون ہی خیالون پہ جو دل مین گذرتے ہین اور چلے جاتے ہین اور جمتی نہین اسکو
ہَم کہتے ہین اور ہَم اور عزم مین فرق ہے اور حدیث مین ہَم کا لفظ وارد ہے یہ مذہب ہی قاضی ابوبکر کا اور
مخالف ہین اس کے اکثر فقہا اور محدثین اور انکی دلیل ظاہر حدیث ہی قاضی عیاض نے کہا اکثر سلف اور
اہل علم فقہا اور محدثین قاضی ابوبکر کے مذہب کیطرف گئی ہین کیونکہ دوسری حدیثون سے معلوم ہوتا ہے
کہ اعمال قلب پہ مواخذہ ہوگا لیکن انہون نے کہا ہے کہ یہ مواخذہ اوس برائی پہ نہ ہوگا جسکا قصد کیا تہا کیونکہ
وہ برائی تو اوسنے کی ہی نہین بلکہ خود اس عزم پہ ہوگا اس لیے کہ عزم خود ایک برائی ہے پہر اگر وہ اس برائی
کو کرتا تو دوسرا گناہ اور لکہا جاتا اب اگر برائی کو چہوڑ دیا تو ایک نیکی لکہی جاویگی جیسے حدیث مین وارد
ہے کیونکہ اوسنے چہوڑ دیا اللہ کے ڈر سے اور مجاہدہ کیا نفس امارہ سے اور یہ نیکی ہے لیکن وہ ہَم جو معاف
ہے اور جسمین برائی نہین لکہی جاتی ہے وہ وہ وسوسہ ہے جو بے اختیار دلمین گذرتا ہے نہ اوسکا عزم ہوتا
ہے نہ نفس مین وہ جمتا ہے اور بعض متکلمین نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ اگر اس نے برائی کو چہوڑ دیا لوگون
سے شرم کرکے نہ خدا کے خوف سے تو اوسکو نیکی کا ثواب نہین ملیگا کیونکہ اوسنے برائی کو چہوڑا حیا سے نہ خوف خدا
سے اور یہ ضعیف ہے اسکی کوئی دلیل نہین تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا امام نووی نے کہا کہ قاضی عیاض کا
کلام بہت اچہا ہے کیونکہ شرع کے اور نصوص دلالت کرتے ہین اسپر کہ جو عزم دل مین جم جاوے اوسپر
مواخذہ ہوگا اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہین برائی پہیلنا مسلمانون مین انکو دکہ کی مار ہے اور فرماتا
ہے بچو تم گمان سے کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے اور اس باب مین بہت سی آیات ہین اور نصوص شرعیہ
اور اجماع علما سے یہ امر مسلم ہے کہ حسد کرنا اور مسلمانون کو حقیر جاننا اور انکی برائی کا خواہان ہونا حرام ہے
حالانکہ یہ سب قلب کے اعمال ہین **مترجم** کہتا ہے مولانا ابو الطیب کی تحقیق بہت عمدہ ہے اور موافق ہے
ظاہر حدیث کے اور ایک جماعت سلف کی اوسی طرف گئی ہے اور امام نووی اور اکثر متاخرین نے اسکا
خلاف کیا ہے بدلیل دوسری آیات اور احادیث کے اور مین پناہ مانگتا ہون اللہ کی غلط اور باطل خیال سے اور
دعا کرتا ہون کہ اللہ عزوجل توفیق دیوے اس مسئلہ مین صواب بیان کرنے کی میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ خیال
دو قسم کے ہین ایک تو خیال اوس برائی کا جسکا کہنا زبان سے یا کرنا ہاتہ یا پاؤن سے شرع مین منع ہے جیسے
غیبت چوری ۔ یا زنا ۔ یا شراب ان گناہون کا اگر کوئی قصد کرے پہر خواہ وہ قصد دل مین جم جاوے
یا نہ جمے ہر طرح اوس سے مواخذہ نہوگا جب تک وہ گناہ نکرے اور جو نکریگا اللہ کے ڈر سے اور اوس سے باز رہیگا

تو اوسکے لیے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور یہی منطوق ہے ابوہریرہ کی حدیث کا جو آگے آتی ہے اور ایک وہ خیال جو خود شرع مین ایک گناہ قائم کیا گیا ہے جیسے شرک کا اعتقاد حسد۔ بغض۔ مسلمانون کی بدخواہی کبر نخوت۔ حرص۔ طمع۔ اس قسم کے خیال جب دل مین جم جاوین اور عقیدہ کیطرح ہوجاوین تو وہ گناہ ہین اون پر مواخذہ ہوگا البتہ اگر دل مین گذرین اور گذر کر چلے جاوین تو خداوند کریم سے امید ہے کہ وہ مواخذہ نکرے گا اور اگر یہ خیال گناہ نہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون سے پناہ نہ مانگتے اور نفس کے پاک کرنے کی دعا نفرماتے اور ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر اس قسم کے خیال گناہ نہون اور انپر مواخذہ نہ ہو تو شرک کا اعتقاد رکھنے والا یا صفات اللہ کا انکار کرنے والا یا منافق جسنے زبان سے کوئی بات نہین نکالی مواخذہ دار نہوگا اگرچہ اسکا خاتمہ بھی شرک اور کفر اور نفاق پر ہو حالانکہ اسکا کوئی مسلمان قائل نہین ہوا اور بستر ہمین یہ ہے کہ ایک تو وسوسہ ہو جو دل مین گذرے اور چلا جاوے یہ ایسا ہے جیسے بہتے پانی پر نجاست پڑی اور بہگئی اس سے پانی کی صفت نہین بدلی اور وہ پاک کا پاک اور صاف کا صاف ہے اور ایک اعتقاد ہے کہ ایک خیال دل مین آوے اور مضبوط ہوجاوے اور جم جاوے خواہ انسان اس کو منہ سے نکالے یا نہ نکالے پھر یہ خیال نفس کی صفت ہوجاتا ہے اور اعمال قلبیہ مین گنا جاتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے ٹھہرے پانی مین نجاست گرے اور اوسکو ناپاک بدبودار کردے اور یہ خیال درحقیقت جوارح کے اور اعمال کیطرح خارج مین موجود ہے کیونکہ وہ صفت ہے نفس کی اور نفس خارج مین موجود ہے اور آخر قلب بھی زبان کیطرح ایک عضو ہے پھر زبان سے نکلی ہوئی بات تو خارج مین موجود ہو اور قلب کی صفت موجود نہو یہ کیسے ہوسکتا ہے پس حدیث مین جو او تعمل کا لفظ وارد ہے اس سے یہ خیال نکل گیا کیونکہ یہ عمل قلب ہے اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس صورت مین چوری یا زنا کا بھی خیال اگر جم جاوے تو وہ بھی نفس کی صفت ہوجاویگا پھر چاہیے کہ اوسپر بھی مواخذہ ہو حالانکہ اوپر تم کہہ چکے کہ ان گناہون کے خیال پر مواخذہ نہین تو ہم یہ جواب دینگے کہ بیشک اگر یہ خیال نفس مین جم جاوے تو نفس کی ایک صفت ہوگا پر شرع نے زنا اور چوری کا مفہوم یہ خیال نہین رکھا بلکہ جوارح سے جو افعال کیے جاتے ہین انکو زنا اور چوری کہا بخلاف بداعتقادی اور بدبینی اور غرور اور نفاق اور حسد اور بخل کے کہ انکا مفہوم نفس کی صفات کو قائم کیا اور جب زنا اور چوری کا مفہوم عمل جارح ہوا اس صورت مین اس عمل کا انتساب نفس کیطرف نہوگا کیونکہ ایک عمل دو عاملون کے ساتھ قائم نہین ہوسکتا نہ ایک عرض دو موضوع (محل) مین

جا سکتی ہے پس ان گناہوں مین مالم تعمل سے انکا عمل مراد ہوگا یعنے عمل جارحہ اور جب تلک وہ گناہ جوارح سے نہ کریگا اون کے خیال پہ خواہ وہ کسی طرح کا ہو مواخذہ ہوگا اب اگر فرض کیا جاوے کہ ایک شخص اسلام لانے کے بعد گونگا ہوگیا اور اوس نے اپنا دل اسلام کے عقیدون سے پھیر کر کفر کے عقیدون پہ جمادیا لیکن کوئی عمل کفر کا نکیا اور زبان تو کام ہی کی نرہی کہ اوس سے کفر کا کلمہ نکالتا تو کیا اوس سے مواخذہ نہ ہوگا اور اوسکو کفر کے اعتقاد پر عذاب نہوگا حالانکہ ظاہر حدیث سے جو معنے نکلتے ہین اوس کے بموجب چاہیے مواخذہ نہو مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حدیث ہی اسبات پر ناطق ہے کہ اوس سے مواخذہ ہوگا کیونکہ اوسکا کلام نکرنا خوف خدا کی وجہ سے نہین بلکہ اسوجہ سے کہ زبان اوسکی گونگی ہوگئی اور جو وہ بولتا ہوتا تو کفر کی بات زبان سے نکالتا اللہ تعالی بچاوے ہمکو ہر ایک قسم کے باطل وسوسون اور خیالون سے اور پاک کردے ہمارے نفس کو برے اعتقاد اور بری صفات سے آمین یارب العلمین **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَكَلَّمْ بِهٖ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے بخشدیا میری امت کو دل کی باتون کو جب تک اونپر عمل نکرے یا زبان سے نہ نکالے **عَنْ** قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ **ترجمہ** قتادہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِذَا هَمَّ عَبْدِیْ بِسَیِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَیْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا سَیِّئَةً وَّاِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا عَشْرًا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ برائی کا قصد کرے (دل مین) تو مت لکھو اوسکو پھر اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی لکھ لو اور جو نیکی کا قصد کرے لیکن کرے نہین تو ایک نیکی اوس کے لیے لکھ لو اور اگر کرے تو دس نیکیان لکھو **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِذَا هَمَّ عَبْدِیْ بِحَسَنَةٍ وَّلَمْ یَعْمَلْهَا كَتَبْتُهَا لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَّاِذَا هَمَّ بِسَیِّئَةٍ وَّلَمْ یَعْمَلْهَا لَمْ اَكْتُبْهَا عَلَیْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَیِّئَةً وَّاحِدَةً **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ قصد کرتا ہے نیکی کرنیکا پھر کرتا نہین اوسکو تو مین اوس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہون اور جو کرتا ہے تو اوسپر

نیکی کی تو ایک کے بدلے دس نیکیون سے سات سو نیکیون تک لکھتا ہون اور جب قصد کرتا ہے برائی کا لیکن کرتا
نہین اوسکو تو وہ برائی مین نہین لکھتا اگر کرتا ہے تو ایک برائی لکھتا ہون **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ
عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ اَحَادِیْثَ مِنْهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِیْ بِاَنْ یَّعْمَلَ حَسَنَةً فَاَنَا اَکْتُبُهَا لَهٗ حَسَنَةً مَّا لَمْ
یَعْمَلْ فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَکْتُبُهَا لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَاِذَا تَحَدَّثَ بِاَنْ یَّعْمَلَ سَیِّئَةً فَاَنَا
اَغْفِرُهَا لَهٗ مَا لَمْ یَعْمَلْهَا فَاِذَا عَمِلَهَا فَاَنَا اَکْتُبُهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ رَبِّ ذَاکَ عَبْدُکَ یُرِیْدُ اَنْ یَّعْمَلَ سَیِّئَةً وَّهُوَ اَبْصَرُ بِهٖ فَقَالَ
اُرْقُبُوْهُ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاکْتُبُوْهَا لَهٗ بِمِثْلِهَا وَاِنْ تَرَکَهَا فَاکْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً اِنَّمَا تَرَکَهَا
مِنْ جَرَّایَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُکُمْ اِسْلَامَهٗ فَکُلُّ
حَسَنَةٍ یَّعْمَلُهَا تُکْتَبُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَّکُلُّ سَیِّئَةٍ یَّعْمَلُهَا تُکْتَبُ
بِمِثْلِهَا حَتّٰی یَلْقَی اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ **ترجمہ** ابوہریرہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثین
بیان کین اون مین سے ایک یہہ تھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ
دل مین نیت کرتا ہے نیک کام کرنیکا تو مین اوسکے لیے ایک نیکی لکھہ لیتا ہون جب تک وہ اوسے نیکی کی نہین
پہر اگر کیا اوسکو تو مین اوسکے لیے دس نیکیان (ایک کے بدلے) لکھتا ہون اور جب دل مین نیت کرتا
ہے برائی کرنے کی تو مین اوسکو بخشدیتا ہون جب تک وہ برائی نکرے جب کرے تو ایک ہی برائی لکھتا
ہون اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتے کہتے ہین اے پروردگار یہہ تیرا بندہ ہے برائی کرنا چاہتا
ہے (حالانکہ پروردگار اون سے زیادہ دیکھہ رہا ہے اپنے بندے کو) اللہ تعالی فرماتا ہے دیکھتے رہو اوسکو اگر وہ
برائی کرے تو ایک برائی ویسی ہی لکھہ لو اور اگر نہ کرے (اور باز آوے اوس ارادے سے) تو اوس کے لیے ایک
نیکی لکھو کیونکہ اوس نے چہوڑ دیا برائی کو میرے ڈر سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم مین کسی کا
اسلام بہتر ہوتا ہے (یعنی خالص اور سچا نفاق سے خالی) پہر وہ جو نیکی کرتا ہے اوسکے لیے ایک کے بدلے دس نیکیان
سات سو تک لکھی جاتی ہین اور جو برائی کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے یہانتک کہ ملتا ہے اللہ
جل جلالہ سے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ
فَلَمْ یَعْمَلْهَا کُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً وَّمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا کُتِبَتْ لَهٗ اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ

وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قصد کرے نیکی کا اور نہ کرے اُسکو تو اوس کے لیے ایک نیکی
لکھی جاتی ہے اور جو شخص قصد کرے نیکی کا اور کرے اسکو تو اوس کے لیے دس سے سات سو نیکیوں تک لکھی
جاتی ہین اور جو شخص قصد کرے برائی کا پھر نہ کرے اوسکو تو وہ نہین لکھی جاتی اور جو کرے تو لکھی جاتی ہے
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنْ رَبِّہٖ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اِنَّ
اللّٰہَ تَعَالٰی کَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّاٰتِ ثُمَّ بَیَّنَ ذٰلِکَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا کَتَبَهَا
اللّٰہُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً کَامِلَةً فَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا کَتَبَهَا اللّٰہُ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ
اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰی اَضْعَافٍ کَثِیْرَةٍ وَاِنْ هَمَّ بِسَیِّئَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا کَتَبَهَا اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ
عِنْدَهٗ حَسَنَةً کَامِلَةً وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا کَتَبَهَا اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ سَیِّئَةً وَّاحِدَةً فَلَانْ
ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ہے اپنے پروردگار
سے فرمایا تحقیق اللہ نے لکھ لیا نیکیوں اور برائیوں کو پھر بیان کیا اسکو جو کوئی قصد کرے نیکی کا پھر کرے
نہین اوسکو تو اللہ اوسکے لیے پوری ایک نیکی لکھیگا اگر قصد کرے نیکی کا اور کرے اوسکو تو اسکے لیے دس نیکیوں سے سات سو
تک اور زیادہ لکھی جاوینگی اور اگر قصد کرے برائی کا پھر اوسکو نکرے تو اللہ اوس کے لیے ایک پوری نیکی لکھے
گا اور جو کرے تو اللہ اُس کے لیے ایک ہی برائی لکھے گا **ف** اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نیکی
کے دوچند ہونے کی کوئی انتہا نہین سات سو تک اور اس سے زیادہ بھی دوچند ہوتی ہے اور یہی مذہب صحیح
اور مختار ہے اور ماوردی نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ یہ دوچند ہونا سات سو سے زیادہ نہین ہوتا
اس حدیث سے اس قول کی غلطی ثابت ہوئی (نووی) **عَنْ** الْجَعْدِ اَبِیْ عُثْمَانَ فِیْ هٰذَا
الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰی حَدِیْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَزَادَ وَمَحَاهَا اللّٰہُ وَلَا یَهْلِکُ عَلَی اللّٰہِ اِلَّا هَالِکٌ
ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ اگر اُس برائی کو کرے تو ایک
برائی لکھی جاوے گی یا اوسکو بھی اللہ تعالیٰ مٹا دیگا اور کوئی تباہ نہوگا خدا کے پاس مگر جس کی قسمت
مین تباہی ہے **باب** بَیَانِ الْوَسْوَسَةِ فِی الْاِیْمَانِ وَمَا یَقُوْلُهٗ مَنْ وَّجَدَهَا وسوسے
کا بیان اور جب وسوسہ آوے تو کیا کہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَآءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْہُ اِنَّا نَجِدُ فِیْ اَنْفُسِنَا مَا یَتَعَاظَمُ

اَحَدُنَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ وَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذَاكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہی کچھ لوگ صحابہ مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور آپ سی پوچھا کہ ہمارے دلون مین وہ وہ خیال گذرتے مین جسکا بیان کرنا ہم مین سے ایک کو بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے (یعنی اُس خیال کو کہہ نہین سکتی کیونکہ معاذ اللہ وہ خیال کفر یا فسق کا خیال ہے جسکا منہ سی نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہی) آپ نے فرمایا کیا تم ایسے وسوسے ہوتے ہین لوگون نے کہا ہان آپنے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے **ف** یعنی جب تم اوس وسوسی کو برا جانتے ہو اور ایسا برا کہ زبان سی اُسکا نکالنا پسند نہین کرتے تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان کامل ہی اور شیطان کا زور تمپر نہین چلتا ورنہ اُس وسوسے کو دل مین جما دیتا اور رفتہ رفتہ زبان سی بھی اسکو نکالنے لگتے اور شیطان وسوسہ اوسی کے دل مین ڈالتا ہے جسکے گمراہ کرنے سی ناامید ہو جاتا ہے اور کافر کے دلمین وسوسی ڈالنے کی کیا ضرورت ہی وہ تو اوسکے قابو مین ہے جسطرح چاہتا ہے اُس سی کھیلتا ہے تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وسوسی کا سبب ایمان ہے یا وسوسہ نشانی ہے خالص ایمان کی اور اسی قول کو اختیار کیا ہے قاضی عیاض نے (نووی) **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ **ترجمہ** ابوہریرہ سی دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَسْوَسَةِ فَقَالَ تِلْكَ مَحْضُ الْاِيْمَانِ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچھا گیا وسوسی کو آپنے فرمایا یہ تو نرا ایمان ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ **ترجمہ** ابوہریرہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ پوچھتے رہین گے یہان تک کہ کہیگا کوئی اللہ نے تو سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا پھر جو کوئی اس قسم کا شبہہ دل مین پاوے تو کہے ایمان لایا مین اللہ پر **ف** اور دوسری روایت مین ہے پناہ مانگے اللہ سی اور باز رہے مطلب یہ ہی کہ ایسے وسواس اور شبہہ کو دل سی نکالڈالے اور اُسکا خیال چھوڑ دے اور اللہ سی دعا کرے اُسکے دور ہونے کے لیے امام مازری نے کہا ظاہر حدیث سی یہ بات نکلتی ہے کہ ایسے وسوسون کو دور کر دیوے اور اونکیطرف خیال چھوڑ کر اور اللہ سی پناہ مانگ کر اور یہ ضرور نہین کہ اُس وسوسی کو غور اور فکر اور دلیلون سی باطل کرے اصل یہ ہے کہ خیالات دو قسم کے ہین ایک تو وہ جو دل مین جمے نہین یون ہی یکایک آگئے اون کا علاج

تو یہی ہے جو حدیث مین مذکور ہوا اور ایسے ہی خیال کو وسوسے کہتے ہین اور ایک وہ جو دل مین جم جاوین
تو دفع نہین ہوتے بغیر غور اور فکر اور نظر اور استدلال کے انکو ہی متمم کہتا ہے کہ جو علاج حدیث
مین مذکور ہوا وہی دونون قسم کے وسوسون کا علاج ہے اور اگر نظر اور استدلال مین پڑین تو اور زیادہ
وسوسے پیدا ہو جاتے ہین جنکا دور کرنا اخیر مین محال ہو جاتا ہے اور اس کلام کی وہ شخص تصدیق کریگا جسنے
فلسفہ الٰہی اور حکمت اور کلام کو بخوبی اچھی طرح پڑھا ہو اور اسکے دقائق اور حقائق مین ایک مدت تک
نظر اور فکر اور غور و خوض کیا ہو مین نے اپنی عمر سے ایک حصہ کو اسمین صرف کیا اور بعد اسکے معلوم ہوا
کہ جسقدر نظر اور استدلال کو وسعت دو اسیقدر حیرانی اور پریشانی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کوئی دلیل
کسی دعوی پر نقض یا معارضہ سے خالی نہین ہوتی الا ماشاء اللہ اسیواسطے بڑے بڑے متکلمین کے اماموں نے
جیسے امام غزالی امام آمدی ابن رشد امام فخر الدین رازی وغیرہم نے اپنی آخر عمر مین رجوع کیا طرف کتاب
وسنت کی اور اعراض کیا ان وساوس اور خیالات عقلی سے جنمین شیطان نے پھنسا دیا تھا پھر پناہ مانگا خدا
سے جسکو چاہا اپنے بندون مین سے اور اسکا درست ہے اور آدمی کی پناہ مانگنا ہی شیطان کے
شر سے امام فخر الدین رازی نے کہا کہ انتہا عقل دوڑنے کی یہ ہے کہ اخیر مین عقل رک جاتی ہے اور اوسکو
حیرت ہو جاتی ہے اور بہت لوگون نے اس مین کوشش کی وہ آخر گمراہ ہو گئے اب اسی شبہ کو دیکھو جو حدیث
مین مذکور ہوا کہ اللہ نے سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو معاذ اللہ کس نے پیدا کیا یہ کتنا بڑا اشتبہ شیطان کا ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی واجب ہے یا ممکن اگر ممکن ہے تو اوسکے واسطے بھی ایک خالق ضرور ہوا اور جو
واجب ہو تو اوسکے وجوب کو ثابت کرنا چاہئیے پھر جب اسکا وجوب ثابت ہوا تو اوسکی توحید کو ثابت کرنا
چاہئیے اب حکما اور متکلمین کو جو جو دقتین خدا کے وجوب اور وحدت کو ثابت کرنے مین پیش آئین ہین
حکمت اور کلام کی کتابون کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہین اور جب انکو دیکھو اور اون مین خوب غور کرو
تو بھی تعجب پیدا ہوتا ہے کہ کوئی بات دل مین نہین جمتی اور چارون طرف سے شبہات اور شکوک گھیر لیتے
ہین آخر بغور عقلیت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم کے وجوب اور وجود اور وحدت کو اون فطری دلائل
سے ثابت کرنا چاہئے جو خدا نے اپنی عنایت سے ہر آدمی کے دلمین رکھے ہین اور ان بے بنیاد دلائل کو جو متکلمین
اور حکما نے قائم کئے ہین ایک قلم چھوڑ دین حکما اور متکلمین کے دلائل ایسے ہین جیسے مصنوعی پھول
کاغذ کے جن مین خوشنما پتا تو ہے پھول کی نہین بعوض اوس تفریح اور بے انتہا خوشی کے جو پھول سونگھنے

اقوال متکلمین

قول ۱۰

سے حاصل ہوتی ہے اس مصنوعی بہول سے ایک طرح کی تشویش اور حیرت پیدا ہوتی ہے بہت فطری دلائل
خدا کے پہچاننے کے ہین جنہین وہ اسی غور کرنے کے بعد خدا کا یقین ہو جاتا ہے اور اسکے تمام صفات
کا ثبوت بھی اچھی طرح سے حاصل ہوتا ہے اور ان دلائل مخدوشہ عقلیہ کی احتیاج نہین رہتی جنکو
فلاسفہ اور متکلمین نے قائم کیا ہے اور ہم نے ان دلائل مین سے کچھ دلیلون کا بیان اوپر کیا ہے اور جو خدا
چاہے تو ہم اس باب مین ایک جداگانہ مفصل رسالہ لکھین گے بڑی عمدہ دلیل خدا کے پہچاننے کی یہ ہے
کہ کسی کارخانے یا باغ یا مکان کا عمدہ کیا خراب انتظام بھی بدون ایک منتظم کے نہین ہوتا پھر اتنی
بڑی دنیا کا انتظام جسمین ہزارون عالم مثل ہماری زمین کے ہین اور ان سب کی حرکات اور سکنات
اور پیداوار اور لیل و نہار کا بدون ایک حاکم زبردست منتظم کے جو کسی کا محتاج نہ ہو کیونکر ہو سکتا ہے اور جو
شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ انتظام خود بخود ہو رہا ہے وہ اپنی عقل اور بصیرت سے کام نہین لیتا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا
فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ مَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ
ذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ وَرُسُلِهِ **ترجمہ** ہشام بن عروہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا شیطان تم مین سے ایک کے پاس آتا ہے پھر کہتا ہے کس نے آسمان پیدا کیا کس نے زمین پیدا کی تو وہ
کہتا ہے اللہ نے پیدا کیا پھر شیطان کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا جب ایسا شبہ تم مین سے کسیکو ہو تو کہے مین
ایمان لایا اللہ پر اور اوس کے رسولون پر **ف** اس کہنے سے شیطان مایوس ہو کر چلا جاویگا کیونکہ اوسکے
بہکانے سے کچھ نقصان نہین ہوا اگر یہ شبہ دل مین آوے تو اسکا ایک علاج اور ہے وہ یہ ہے کہ اوس مردود
شیطان سے کہے کہ خدا تو سبکا پیدا کرنیوالا ہے اور خدا اوسی کو کہتے ہین جو سبکا پیدا کرنے والا اور کوئی نہ
ہو پھر تیرا یہ پوچھنا کہ خدا کو کس نے پیدا کیا بڑی نادانی اور حماقت ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا
حَتَّى يَقُولَ لَهُ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَ ذَلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَلْيَنْتَهِ
ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تم مین سے ایک کے پاس آتا ہے
پھر کہتا ہے کس نے یہ پیدا کیا کس نے یہ پیدا کیا یہانتک کہ یون کہتا ہے کہ اچھا تیرے خدا کو کس نے پیدا کیا جب
تم مین سے کسی کو ایسا شبہ ہو تو پناہ مانگے اللہ کی شیطان سے اور باز رہے ایسے خیال سے **ف**

یعنی یہ خیال چھوڑ دے اور کسی کام مین مصروف ہو جاوے اور سمجھ لے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے اور وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے
(نووی) **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی العبد الشیطان
فیقول من خلق کذا وکذا بمثل حدیث ابن اخی ابن شھاب
ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان بندے کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے
کس نے پیدا کیا یہ کس نے پیدا کیا پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری **عن** ابی ھریرۃ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزال الناس یسألونکم عن العلم حتی یقولوا ھذا اللہ
خلقنا فمن خلق اللہ قال وھو آخذ بید رجل فقال صدق اللہ ورسولہ قد سألنی اثنان
وھذا الثالث او قال سألنی واحد وھذا الثانی **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ تم سے علم کی باتین پوچھتے رہین گے یہان تک کہ یہ کہین گے اللہ نے ہم
کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا راوی نے کہا ابوہریرہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت ایک کا ہاتھ پکڑے
ہوئے تھے انھون نے کہا سچ کہا اللہ اور اوس کے رسول نے مجھ سے دو آدمی یہی پوچھ چکے ہین اور یہ تیسرا ہے
یا یون کہا ایک آدمی پوچھ چکا ہے اور یہ دوسرا ہے **عن** محمد قال قال ابو ھریرۃ لا یزال
الناس بمثل حدیث عبد الوارث غیر انہ لم یذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاسناد
ولکن قد قال فی آخر الحدیث صدق اللہ ورسولہ **ترجمہ** محمد سے یہ حدیث موقوفاً ابوہریرہ پر
مروی ہے اوسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اسناد مین نہین ہے لیکن اخیر حدیث مین یون ہے
کہ سچ کہا اللہ اور اوس کے رسول نے **عن** ابی ھریرۃ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا یزالون یسألونک یا ابا ھریرۃ حتی یقولوا ھذا اللہ فمن خلق اللہ قال فبینا انا فی
المسجد اذ جاءنی ناس من الاعراب فقالوا یا ابا ھریرۃ ھذا اللہ فمن خلق اللہ قال فاخذ حصی
بکفہ فرماھم بہ ثم قال قوموا قوموا صدق خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ** ابوہریرہ
سے روایت ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اے ابا ہریرہ لوگ تجھ سے پوچھتے رہین گے (دین کی باتین)
یہانتک کہ یون کہین گے بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا ایک بار ہم مسجد مین بیٹھے تھے اتنے
مین کچھ لوگ گنوار آئے اور کہنے لگے اے ابوہریرہ بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا یہ سنکر ابوہریرہ
نے ایک مٹھی بھر کنکریان انکو ماریں اور کہا اٹھو اٹھو سچ کہا تھا میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

یقولون

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَسْاَلَنَّكُمُ النَّاسُ عَنْ كُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی یَقُوْلُوْا اَللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَمَنْ خَلَقَهٗ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے لوگ ہر ایک بات پوچھیں گے یہاں تک کہ یوں کہیں گے اللہ نے تو ہر چیز کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا

ب يقولون

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا یَزَالُوْنَ یَقُوْلُوْنَ مَا كَذَا مَا كَذَا حَتّٰی یَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالی نے فرمایا تیری امت کے لوگ ہمیشہ یہ کیا ہے وہ کیا ہے یہاں تک کہ یہ کہیں گے اللہ نے تو خلق کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ غَیْرَ اَنَّ اِسْحَاقَ لَمْ یَذْكُرْ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَكَ ترجمہ انس سے روایت ہے اسی طرح جیسے اوپر گزری مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ اللہ نے فرمایا تیری امت کے لوگ اخیر تک

بَابُ وَعِیْدِ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ بِیَمِیْنٍ فَاجِرَةٍ بِالنَّارِ

جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لیوے اسکی سزا جہنم ہے

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِیَمِیْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ شَیْئًا یَسِیْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِنْ قَضِیْبًا مِّنْ اَرَاكٍ ترجمہ ابوامامہ (ایاس بن ثعلبہ انصاری حارثی یا عبد اللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبد اللہ) سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا حق (مال ہو یا غیر مال جیسے مردے کی کھال گوبر وغیرہ یا اور قسم کے حقوق جیسے حق شفعہ حق شرب حد قذف باری جو عورت کے پاس رہنے کی) مار لیوے قسم کھا کر تو اللہ نے اس کے لیے واجب کر دیا جہنم کو اور حرام کر دیا اوس پر جنت کو ایک شخص بولا یا رسول اللہ اگرچہ وہ چیز ذرا سی ہو آپ نے فرمایا اگرچہ ایک ٹہنی ہو پیلو کی

ن قضيـ

ف مسلمان کی حق تلفی کتنا بڑا گناہ ہے اور دوسرے جھوٹی قسم کھانا معاذ اللہ اسکی سزا یہی ہے کہ جنت سے محروم ہووے اور جہنم میں جاوے اب چاہیے یہ حق ذرا سا ہو یا بہت ہر حال میں یہی سزا ہے کیونکہ اوس نے اسلام کے حق کو نہ پہچانا اور خدا کے نام کی عظمت بھی نہ کی۔ نووی نے کہا کہ اس حدیث میں اوسی دو طرح سے تاویل کرنا چاہیے جو اوپر گزریں ایک تو یہ کہ یہ حدیث محمول ہے اوس شخص پر جو اس کام کو حلال جان کر کرے پھر مر جاوے اسی اعتقاد پر وہ تو کافر ہے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا دوسرے یہ کہ جہنم واجب ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ مستحق ہے جہنم کے پر خدا اوسکو معاف کر سکتا ہے

اور جنت حرام ہونے سے یہ غرض ہے کہ اول دفعہ مین جب اور جنتی جنت مین جاوینگے تو اوسکو جانا نہ ملیگا اور یہ
جو قید لگائی کہ مسلمان کا حق مار لیوی تو اس سے یہ غرض نہین کہ کافر ذمی کا حق مار لینا حرام نہین بلکہ یہ مطلب
ہے کہ ایسے سخت وعید اوسی کے حق مین ہے جو مسلمان کا حق مارے اور کافر ذمی کا حق مارنا بھی حرام ہے لیکن
یہ ضرور نہین کہ اوسمین اتنا سخت عذاب ہو یہ تفسیر اوس شخص کے مذہب پر ہے جو مفہوم مخالف کا قائل ہو لیکن
جو مفہوم مخالف کا قائل نہین اوسکو تاویل کی احتیاج نہین ہے اور قاضی عیاض نے کہا مسلمان کی قید اس
واسطے لگائی کہ اکثر معاملے مسلمانون کے مسلمانون سے ہی ہوا کرتے ہین نہ اس لیے کہ کافر کا حق مارنا درست
ہے بلکہ کافر اور مسلمان دونون کے حق کا ایک حکم ہے پھر یہ عذاب اوس شخص کے لیے ہے جو مسلمان کا حق
مارے اور توبہ سے پہلے مر جاوے لیکن جو توبہ کرے اور شرمندہ ہو اپنے کیے ہوے پر اور وہ حق جو اوس نے مار لیا
تھا پھیر دیوے تو اس سے گناہ ساقط ہو جاویگا اور اس حدیث سے تائید ہوتی ہے مالک اور شافعی اور جمہور علماء
کے مذہب کی کہ حاکم کا حکم مباح نہین کرتا اوس حق کو جو اوسکا نہین ہے مگر ابوحنیفہ کے نزدیک مباح کر دیتا
ہے (نووی) **عن** ابی امامة الحارثی انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم بمثله
ترجمہ ابو امامہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **ف** نووی نے کہا جن لوگون نے صحابہ کے حال
مین کتابین لکھی ہین وہ اکثر کہتے ہین کہ ابو امامہ حارثی یعنی یہی حدیث کے راوی نے وفات پائی جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے لوٹے پھر آپ نے اونپر نماز پڑھی اس صورت مین مسلم کی روایت منقطع ہوگی
کیونکہ عبد اللہ بن کعب تابعی ہے اور وہ کیونکر مل سکتا ہے اوس شخص سے جس نے وفات پائی سنہ ۳ ہجری
مین لیکن یہ نقل ابو امامہ کی وفات کی صحیح نہین کیونکہ عبد اللہ بن کعب سے بصحت منقول ہے کہ حدیث بیان
کی مجھسے ابو امامہ نے جیسے خود مسلم نے دوسری روایت مین کیا ہے پھر یہ تصریح ہے عبد اللہ بن کعب کے سماع کی
ابو امامہ سے اور اس سے باطل ہوا وہ جو کہا گیا کہ ابو امامہ نے وفات پائی سنہ ۳ مین اور اگر یہ تاریخ وفات صحیح ہوتی
تو مسلم اس سند کو نقل نہ کرتے امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب معرفة الصحابہ مین انکار کیا ہے اس تاریخ وفات
کا انتہی **عن** عبد الله عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من حلف علی یمین صبر
یقتطع بها مال امرئ مسلم هو فیها فاجر لقی الله عز وجل وهو علیه غضبان قال فدخل
الاشعث بن قیس فقال ما یحدثکم ابو عبد الرحمن قالوا کذا وکذا قال صدق ابو عبد الرحمن
فی نزلت کانت بینی وبین رجل ارض بالیمن فخاصمته الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال

هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَيَمِينُهُ قُلْتُ إِذَنْ يَحْلِفُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَنَزَلَتْ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے حاکم کے حکم سے ایک مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اور وہ اوس پر غصے ہوگا **ف** نووی نے کہا علما نے کہا غصے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالی اوسکو اپنی رحمت سے دور کرنا چاہے گا اور اسکو عذاب کرے گا اور اسکے کام کو برا جانیگا **مترجم** کہتا ہے کہ یہ تاویل ہے ایک صفت الٰہی یعنے غضب کی علما سلف نے صفات اللہ مین تاویل نہین کی جاری کیا اون کو ظاہر پر اور باز رہے انکی کیفیت بیان کرنے سے اور یہی راہ سلامتی اور احتیاط کی ہے اور تاویل مین بہت خطرے ہین نووی نے اس مقام پر متاخرین متکلمین کی پیروی کی ہے **ف** جب عبد اللہ بن مسعود نے یہ حدیث بیان کی تو اشعث بن قیس آئے اور کہا ابو عبد الرحمن (کنیت ہے ابن مسعود کی) کیا حدیث بیان کرتے ہین تم سے لوگون نے کہا ایسی ایسی حدیث اشعث نے کہا سچ کہتے ہین یہ میرے باب مین اتری میرے اور ایک شخص کی شرکت مین کچھ زمین تھی مین لڑتا ہوا مجھ سے اور اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہین مین نے عرض کیا نہین آپنے فرمایا اچھا تو پھر اوس سے قسم لے لی مین نے کہا وہ تو قسم کھا لیگا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجبور ہو کر قسم کھاوے کسی مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو اللہ سے ملیگا اور وہ غصے ہوگا اوس پر پھر یہ آیت اتری إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا اخیر تک یعنی جو لوگ اللہ کا عہد اور قسم بیچ کر ذرا سا مال خریدتے ہین اونکا آخرت مین کچھ حصہ نہین اور خدا اون سے بات نہ کریگا اور اونکو پاک نہ کریگا اور اون کی طرف نہ دیکھے گا اور اونکو دکھ کا عذاب ہوگا **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود نے کہا جو شخص قسم کھاوے ایک مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو اوس مین تو اللہ جل جلالہ سے ملیگا غصے کی حالت مین (یعنے خدا اوس پر غصے ہوگا) پھر بیان کیا اوسیطرح جیسے اوپر گذرا اس مین یہ ہے کہ میرے اور ایک شخص کے بیچ مین تکرار تھی ایک کنوین مین ہم دونون نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پاس آپ نے فرمایا تیرے واسطے تیرے دو گواہ ہیں یا اوس کی قسم **عن** ابن مسعودؓ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حلف علی مال امرئ مسلم بغیر حقہ لقی اللہ وہو علیہ
غضبان قال عبد اللہ ثم قرأ علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصداقہ من کتاب
اللہ عز وجل ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا الی آخر الآیۃ **ترجمہ** عبد اللہ
بن مسعود سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص قسم کہاوے کسی مسلمان
کے مال پر ناحق تو ملیگا اللہ سے اور وہ اوس پر غصے ہوگا عبد اللہ نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تصدیق
میں یہ آیت پڑہی ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا اخیر تک **عن** وائل بن حجر قال
جاء رجل من حضرموت ورجل من کندۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الحضرمی
یا رسول اللہ ان ہذا قد غلبنی علی ارض لی کانت لابی فقال الکندی ہی ارضی فی
یدی ازرعہا لیس لہ فیہا حق فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحضرمی الک بینۃ قال
لا قال فلک یمینہ قال یا رسول اللہ ان الرجل فاجر لا یبالی علی ما حلف علیہ ولیس یتورع
من شیء فقال لیس لک منہ الا ذلک فانطلق لیحلف فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم لما ادبر اما لئن حلف علی مالہ لیاکلہ ظلما لیلقین اللہ عز وجل وہو عنہ معرض **ترجمہ**
وائل بن حجر سے روایت ہے ایک شخص حضرموت (ایک ملک کا نام ہے عرب میں) کا اور ایک شخص کندہ کا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا حضرموت والے نے کہا یا رسول اللہ اس شخص نے میری ایک زمین دبالی ہے
جو میرے باپ کی تھی کندہ والے نے کہا وہ میری زمین ہے میرے قبضے میں ہے میں اوسمیں کھیتی کرتا ہوں اسکا
کچھ حق نہیں اوسمیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرموت والے سے کہا تیرے پاس گواہ ہیں وہ بولا نہیں
آپ نے فرمایا تو پھر اوس سے قسم لے وہ بولا یا رسول اللہ وہ تو فاجر ہے قسم کہانے میں اسکو باک نہیں اور وہ
پرہیز نہیں کرتا کسی بات سے آپ نے فرمایا بس تیرا اور کچھ بس اوس پر نہیں چلتا سوا قسم کے پھر وہ چلا قسم کہانیکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اوس نے پیٹھ موڑی دیکھو اگر اوس نے قسم کہائی دوسرے کا مال اڑا لینے
کو ناحق تو وہ خدا سے ملیگا اور خدا اوس کی طرف سے منہ پھیر لیگا **عن** وائل بن حجر قال کنت
عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتاہ رجلان یختصمان فی ارض فقال احدہما ان
ہذا انتزی علی ارضی یا رسول اللہ فی الجاہلیۃ وہو امرؤ القیس بن عابس الکندی

فی

ارض

قَالَ بَيِّنَتُكَ

وَخَصْمُهُ رَبِيعَةُ بْنُ عِبْدَانَ قَالَ لَيْسَ لِي بَيِّنَةٌ قَالَ يَمِينُهُ قَالَ إِذًا يَذْهَبُ بِهَا قَالَ لَيْسَ لَكَ إِلَّا ذَاكَ قَالَ فَلَمَّا قَامَ لِيَحْلِفَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ أَرْضًا ظَالِمًا لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ إِسْحَاقُ فِي رِوَايَتِهِ رَبِيعَةُ بْنُ عَيْدَانَ

ترجمہ وائل بن حجر سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہا اتنے مین دو شخص آئے لڑتے ہوئے ایک زمین کے لیے ایک بولا اس نے میری زمین چہین لی ہے جاہلیت کے زمانے مین اور وہ امرء القیس بن عابس کندی تہا اور اسکا حریف ربیعہ بن عبدان تہا آپ نے فرمایا تیرے پاس گواہ ہین وہ بولا نہین آپ نے فرمایا تو پہر اوس کی قسم ہے وہ بولا یا رسول اللہ جب تو وہ میرا مال اوڑا لیگا (قسم کہا کر) آپ نے فرمایا بس یہی ہو سکتا ہے تیرے لیے جب وہ اوٹہا قسم کہانیکو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کی زمین ظلم سے مار لیوے تو خدا اوس پر غصے ہوگا جب وہ اس سے ملیگا اسحاق کی روایت مین ربیعہ بن عیدان ہے **ف** یا مثناۃ سے اور زہیر کی روایت مین بار موحدہ سے قاضی عیاض نے کہا صحیح اسحاق کی روایت ہے یعنی عیدان یائے مثناۃ سے اور یہی قول ہے دارقطنی اور عبد الغنی بن سعید اور ابو نصر بن ماکولا کا اور ابن یونس نے تاریخ مین ایسا ہی لکہا ہے لیکن ایک جماعت حفاظ نے اُن مین سے ہین حافظ ابو القاسم بن عساکر دمشقی اوسکو عِبدّان بکسر بار موحدہ اور عین اور تشدید دال روایت کیا ہے۔ نووی نے کہا ان حدیثون سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ قابض زیادہ حقدار ہے بہ نسبت غیر قابض کے دوسرے یہ کہ جب مدعی علیہ منکر اور مدعی پاس گواہ نہون تو مدعی علیہ پر قسم ہے تیسری یہ کہ گواہ مقدم ہین قبضے پر اور جس کے پاس گواہ ہون چیز اوسکو دلا دی جاویگی بغیر قسم کے چوتہی یہ کہ مدعی علیہ اگر فاسق ہو تب بہی اُس کی قسم مقبول ہے اور مطالبہ اوس سے ساقط ہو جاویگا پانچوین یہ اگر مدعی یا مدعی علیہ ایک دوسرے کو خصومت کے وقت ظالم یا فاجر کہین تو مواخذہ نہوگا۔ چہٹی یہ کہ اگر وارث کسی چیز کا دعوی کرے اپنے مورث کی طرف سے اور حاکم کو یہ بات معلوم ہوا کہ اسکا مورث مرگیا ہے اور سوا مدعی کے اور کوئی اسکا وارث نہین ہے تو اوسکو فیصلہ کرنا درست ہے اور اس بات پر کہ مدعی اوسکا وارث ہے اور مورث مرگیا ہے گواہ لینا ضرور نہین اور جو حاکم کو یہ امر معلوم نہ ہو تو پہلے وراثت کے ثبوت پر گواہ لینا چاہیے پہر دعوی کے ثبوت پر انتہے مختصرا

بَاب الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ قَصَدَ أَخْذَ مَالِ غَيْرِهِ بِغَيْرِ حَقٍّ كَانَ الْقَاصِدُ مُهْدَرَ الدَّمِ فِي حَقِّهِ وَإِنْ قُتِلَ كَانَ فِي النَّارِ وَأَنَّ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

جو شخص آیا

مال ناحق چھینا چاہے تو اوس کا خون لغو ہے اور جو مارا جاوے تو جہنم مین جاویگا اور مال والا اگر اپنے مال بچانے مین مارا جاوے وہ شہید ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ جَاءَ رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَخْذَ مَالِیْ قَالَ فَلَا تُعْطِهٖ مَالَكَ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَاتَلَنِیْ قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلَنِیْ قَالَ فَاَنْتَ شَهِیْدٌ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلْتُهٗ قَالَ هُوَ فِی النَّارِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین اگر کوئی شخص آوے میرا مال (ناحق) لینے کو آپ نے فرمایا مت دے اپنا مال اوسکو پھر اوس نے کہا اگر وہ لڑے مجھ سے آپ نے فرمایا تو بھی اس سے لڑ پھر اوس نے کہا اگر وہ مجھکو مار ڈالے آپ نے فرمایا تو شہید ہے پھر اوس نے کہا اگر مین اوسکو مار ڈالون آپ نے فرمایا وہ جہنم مین جاویگا **ف** یعنے وہ مستحق ہوا جہنم کا کیونکہ وہ ظالم تھا پھر یا اسکو بدلا ملیگا اس ظلم کا اور جہنم مین جاویگا یا اللہ تعالے معاف کر دیگا اور جو اس فعل کو حلال جانتا ہوگا تو وہ کافر ہے وہ تو بیشک جہنم ہی مین جاویگا اور یہ جو آپ نے فرمایا اگر تو مارا جاوے تو تو شہید ہے یعنی تجھکو ثواب شہیدون کا سا ملیگا اگرچہ دنیا کے احکام مین شہید نہ ہوگا کیونکہ شہید تین قسم کے ہین **ایک** تو وہ جو کافرون کے ساتھ جہاد مین مارا جاوے کسی سبب سے تو شہید ہے دنیا اور آخرت دونون کے احکام کے رو سے یعنے دنیا مین یہ حکم ہے کہ اوسکو غسل نہ دینگے نہ اوسپر نماز پڑھینگے اور آخرت مین اوسکو درجہ شہیدون کا ملیگا **دوسری** وہ جو آخرت کے ثواب کی رو سے شہید ہے پر دنیا کے احکام مین شہید نہین جیسے طاعون سے مرنے والا یا پیٹ کی بیماری سے یا مکان گر کر یا جو اپنے مال کے بچانے مین مارا جاوے جنپر شہید کا لفظ احادیث مین وارد ہوا ہے تو ایسے شہید کو غسل دینگے اور اوسپر نماز پڑہین گے اور آخرت مین اوسکو ثواب شہیدون کا سا ملیگا پر یہ ضرور نہین کہ پہلی قسم کے شہیدون کے برابر ملے **تیسری** وہ جو دنیا کے احکام کے رو سے شہید ہے پر اوسکو آخرت مین شہادت کا ثواب یا پورا ثواب نہ ملیگا جیسے وہ شہید جو غنیمت کے مال مین خیانت کرے اور مثل اوس کے جنکو کہا کہ وہ شہید نہین ہین پھر چونکہ اس قسم کا شہید کافرون کے جنگ مین مارا گیا اوسکا حکم دنیا مین شہیدون کا سا ہوگا نہ اوسکو غسل دینگے نہ اوسپر نماز پڑہین گے پر آخرت مین اوسکو پورا ثواب نہ ملیگا ۔ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہین کہ وہ زندہ ہے اور اوسکی روح جنت مین حاضر ہے برخلاف اور اموات کی وہ قیامت کے دن جنت مین جاوین گے یہ قول نضر بن شمیل کا ہے اور ابن الانباری نے

کہا اس لیے کہ شہید کے لیے اللہ تعالی اور فرشتون نے شہادت یعنی گواہی دی ہے جنت کی اور بعضون
نے کہا اس لیے کہ شہید جان نکلنے وقت اپنے درجے اور مرتبے کو دیکھ لیتا ہے اور بعضون نے کہا اس
لیے کہ فرشتے حاضر ہوتے ہین اوسکی روح لیجانے کو اور بعضون نے کہا اس لیے کہ اوسکی ایمان اور
حسن خاتمہ پر لوگ گواہ ہین ظاہر کے رو سے اور بعضون نے کہا اس لیے کہ اسکا خون اور زخم اوسپر
گواہ ہے کیونکہ وہ اٹھے گا قیامت کے دن اور اوسکا زخم تازہ ہوگا خون بہتا ہوگا اور ازہری وغیرہ نے
ایک اور قول نقل کیا کہ اوسکو شہید اس لیے کہتے ہین کہ وہ گواہ ہوگا قیامت کے دن اور امتون پر پر اس
صورت مین اوسکی تخصیص کی کوئی وجہ نہین کیونکہ ہمارے پیغمبر کی ساری امت گواہ ہوگی اور متعدد
پر انتہی ما قال النووی رہ **عَنْ** ثَابِتٍ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ لَمَّا كَانَ بَيْنَ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ مَا كَانَ تَيَسَّرُوْا لِلْقِتَالِ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ
الْعَاصِ اِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَوَعَظَهٗ خَالِدٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ **ترجمہ** ثابت سے روایت
ہے جو مولے تھے عمرو بن عبد الرحمن کے جب عبد اللہ بن عمرو اور عنبسہ بن ابی سفیان مین فساد ہوا
تو دونون مستعد ہوئے لڑنے کو خالد بن العاص یہ سنکر سوار ہوئے اور عبد اللہ بن عمرو پاس گئے اور انکو
سمجہایا عبد اللہ بن عمرو نے کہا تجھے معلوم نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مارا جاوے
اپنا مال بچانے کے لیے وہ شہید ہے **ف** یعنی کوئی ظالم ظلم سے اسکا مال ناحق چہینا چاہے پہر وہ لڑے
اوس سے اور مارا جاوے تو وہ شہید ہے اور اگر اوس ظالم کو مار ڈالے تو وہ جہنم مین جاویگا جیسے اگلی
روایت مین گزرا نووی نے کہا ان حدیثون سے اس شخص کا قتل کرنا درست ہوتا ہے جو ناحق مال چہینا
چاہے اب چاہے وہ مال تہوڑا ہو یا بہت کیونکہ حدیث عام ہے اور بعضے مالکیہ نے یہ کہا ہے کہ تہوڑے
مال کے چہینے مین جیسے کپڑا یا کہانا قتل درست نہین پر یہ مذہب کچھ نہین کیونکہ حدیث کے خلاف ہے
اور ٹہیک وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے جمہور علما نے اور اپنے
مال کو بچانے کے لیے لڑنا جائز ہے واجب نہین اگر چاہے تو نہ لڑے اور مال لٹنا گوارا کر لیوے لیکن اپنی
جورو کی عزت بچانا واجب ہے اور اس کے لیے لڑنا ضرور ہے اور اپنی جان بچانے کے لیے لڑنا اور دوسرے
کو مار ڈالنا اسمین اختلاف ہے **باب** اِسْتِحْقَاقِ الْوَالِي الْغَاشِّ لِرَعِيَّتِهِ النَّارَ **ترجمہ** جو حاکم اپنی رعیت

ن
ووعظہ

ن
فی النار

کے حقوق مین خیانت کرے اوسکے لیے جہنم ہے **عن** الحسن قال عاد عبید اللہ بن زیاد معقل
بن یسار المزنی فی مرضه الذی مات فیه فقال معقل انی محدثک حدیثا سمعته
من رسول الله صلی الله علیه وسلم لو علمت ان لی حیاة ما حدثتک انی سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم یقول ما من عبد مسلم یسترعیه الله رعیة یموت یوم یموت وهو
غاش لرعیته الا حرم الله علیه الجنة **ترجمہ** حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن
یسار کے پوچھنے کو آیا جس بیماری مین وہ مرگئے تو معقل نے کہا مین ایک حدیث تجھ سے بیان کرتا ہون
جو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اگر مین جانتا کہ ابھی زندہ رہون گا تو تجھ سے بیان نکرتا
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی بندہ ایسا نہین جسکو اللہ تعالی ایک رعیت دیوے
پھر وہ مرے اور جسدن وہ مرے وہ خیانت کرتا ہو اپنی رعیت کے حقوق مین مگر خدا حرام کردیگا اوسپر جنت کو
ف یہ حدیث معقل نے عبید اللہ زیاد سے مرتے وقت بیان کی کیونکہ اون کو معلوم تھا کہ عبید اللہ بن
زیاد کو یہ حدیث فائدہ ندیگی پھر اونہون نے خیال کیا کہ حدیث کا چھپانا بہتر نہین اور نیک بات کو تبلادینا
ضرور ہے اگرچہ وہ مانے یا نہ مانے یا اس وجہ سے انہون نے اپنی زندگی مین بیان نکی کہ ایسا نہو اس حدیث
سے ایک مفسدہ پھیلے لوگ عبید اللہ بن زیاد کو برا جانکر اوسکی اطاعت سے پھر جاوین یا عبید اللہ بن زیاد
معقل کو ایذا پہونچاوے کیونکہ وہ مردود ظالم اور جابر تھا اور اسنے اہل بیت نبوی کی حرمت نہین کی تو اور
کسی کو اوس سے کیا توقع تھی ۔ رعیت کے حقوق مین خیانت کرنے یہ مراد ہے کہ حاکم پر اپنی رعیت کے دین اور دنیا
دونون کی اصلاح ضرور ہے پھر اگر اوس نے لوگون کا دین خراب کیا اور حدود شرعیہ کو ترک کیا یا اون کی جان
اور مال پر ناحق زیادتی کی یا اور کسی قسم کی ناانصافی کی یا اونکی حق تلفی کی تو اوس نے اپنی فرض منصبی مین
خیانت کی اب وہ جہنمی ہوا اگر اس کام کو حلال جانتا تھا ہمیشہ کے لیے جنت سے محروم ہوا اور نہ اول دفعہ مین جب
اور جنتی جنت مین جاوینگے یہ جانے سے محروم رہیگا (نووی) **عن** الحسن قال دخل عبید الله
بن زیاد علی معقل بن یسار وهو وجع فسأله فقال انی محدثک حدیثا لم اکن حدثتکه
ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا یسترعی الله عبدا رعیة یموت
حین یموت وهو غاش لها الا حرم الله علیه الجنة قال الا کنت حدثتنی هذا قبل الیوم قال بهذا
ما حدثتک او لم اکن لاحدثک **ترجمہ** حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار یوم

پاس گیا اور وہ بیمار تھے اونکو پوچھا معقل نے کہا مین تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے بیان
نہین کی تہی تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کسی بندے کو رعیت نہین دیتا پہر وہ مرتے وقت انکے
حقوق مین خیانت کرتا ہوا مرتا ہے مگر اللہ حرام کردیتا ہے اوسپر جنت کو ابن زیاد نے کہا کیا تمنے یہ حدیث مجہہ
سے بیان نہین کی اس سے پہلے معقل نے کہا مین نے بیان نہین کی تجھسے یا مین کا ہیکو پہلا تجہہ سے بیان
کرتا (اور اپنی جان پر مصیبت لیتا اب تو مرتا ہون اب مجہہ تیرا ڈر نہین سو اسطے بیان کردے **عن**
هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُودُهُ فَجَاءَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ
مَعْقِلٌ إِنِّي سَأُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى
حَدِيثِهِمَا **ترجمہ** ہشام سے روایت ہے حسن نے کہا ہم معقل بن یسار کے پاس تہے انکی بیمار پرسی کے لیے
اتنے مین عبید اللہ بن زیاد آیا معقل نے اس سے کہا مین تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے
سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری **عن** أَبِي
الْمَلِيحِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ
بِحَدِيثٍ لَوْلَا أَنِّي فِي الْمَوْتِ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ
الْجَنَّةَ **ترجمہ** ابو الملیح (عامر یا زید بن اسامہ ہذلی بصری) سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد نے بیمار پرسی
کی معقل کے اونکی بیماری مین تو معقل نے کہا مین تجھسے ایک حدیث بیان کرتا ہون مرنے والا نہوتا تو تجھسے
بیان نکرتا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تہے جو حاکم ہو مسلمانون کا پہر انکی بہلائی
مین کوشش نکرے اور خالص نیت سے انکی بہتری نہ چاہے تو وہ ان کے ساتھہ جنت مین نہ جاویگا (بلکہ پیچھے رہ
جاویگا اور اپنی نا انصافی کا عذاب بہگتیگا **بَابُ** رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوبِ
وَعَرْضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوبِ بعضے دلون سے امانت اوٹھ جانیکا بیان اور فتنون کا آنا دلون پر **عن**
حُذَيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنْتَظِرُ
الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ
وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ
مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا

ن
حصی

مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَّلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ اَخَذَ
حَصَاةً فَدَحْرَجَهٗ عَلٰى رِجْلِهٖ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ لَا يَكَادُ اَحَدٌ يُّؤَدِّي الْاَمَانَةَ حَتّٰى
يُقَالَ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا حَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَجْلَدَهٗ مَا اَظْرَفَهٗ مَا اَعْقَلَهٗ
وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَّلَقَدْ اَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَّمَا اُبَالِيْ اَيَّكُمْ
بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهٗ عَلَيَّ دِيْنُهٗ وَلَئِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا اَوْ يَهُوْدِيًّا لَيَرُدَّنَّهٗ
عَلَيَّ سَاعِيْهِ وَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِاُبَايِعَ مِنْكُمْ اِلَّا فُلَانًا وَّفُلَانًا **ترجمہ** حذیفہ بن الیمان
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے (امانت کے باب مین) دو حدیثین بیان کین ایک
تو مین نے دیکھ لی اور دوسری کا انتظار کر رہا ہون حدیث بیان کی ہم سے (یہ پہلی حدیث ہے) کہ امانت لوگون
کے دلون کی جڑ پر اوتری پھر انہون نے حاصل کیا قرآن کو اور حاصل کیا حدیث **ف** نووی نے کہا
ظاہر یہ ہے کہ امانت سے تکلیف مراد ہے جو اللہ تعالے نے اپنے بندون کو دی اور وہ اقرار جو ان سے لیا امام
ابو الحسن واحدی نے اس آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ کی تفسیر مین کہا ابن عباس
نے کہا امانت اللہ تعالی کے وہ فرائض ہین جو اوس نے فرض کیے اپنے بندون پر اور حسن نے کہا امانت
سے مراد دین ہے اور دین سب امانت ہے اور ابو العالیہ نے کہا امانت سے اوامر اور نواہی مراد ہین اور
مقاتل نے کہا امانت سے عبادات مراد ہین واحدی نے کہا اکثر مفسرین کا یہی قول ہے تو امانت اون سب
کے نزدیک عبادات اور فرائض ہین جنکے ادا کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے اور
صاحب تحریر نے کہا کہ حدیث [illegible] ت سے مراد وہی ہے جو اس آیت مین ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ اور وہ عین
ایمان ہے تو جب ایمان انسان کے دل مین خوب جما ہوگا اوسی وقت وہ تکالیف کو پورا کریگا اور ان کے
ادا کرنے مین کوشش کریگا انتہی مترجم کہتا ہے کہ امانت اور ایمان کا ماده ایک ہی اور شرع مین ایمان
اور امانت لازم ملزوم ہین جسکے دل مین ایمان ہے اوسکے دلمین امانت بھی ہے اور جسکے دل مین ایمان نہین امانت بھی نہین اور مراد امانت سے یہ
ہے کہ دل مین ایک طرح کی پاکیزگی اور صفائی اور سچائی ہو اور انصاف وراستی کوٹ کوٹ کر بھری گئی
ہو جو دل زمانہ جاہلیت مین ایسے تھے انہون ہی نے اسلام کو سمجھکر قبول کیا اور شرک و کفر کو چھوڑا پھر قرآن
اور حدیث کے حاصل کرنے سے اونپر اور زیادہ نور چڑھ گیا آئینہ کہ صاف تھا اوسپر اور صیقل ہوئی اور جن کے دلون
مین امانت نہ تھی مکر اور خیانت سے اونکا خمیر ہوا تھا اوپر سے شرک اور کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی جیسے ابو جہل

کا دل ایسے دلون کو قرآن اور حدیث سے کچہ فائدہ نہوا وہ ہرگز مسلمان نہ ہوئے بلکہ اپنی شیطنت اور مکر اور خیانت کی وجہ سے اور زیادہ کفر مین مضبوط ہوگئے یہانتک کہ اللہ تعالی نے اُنکو ہلاک کیا اوسکے سوا اور کچہ اُنکا علاج نتہا **ت** پہر حدیث بیان کی آپ نے ہم سے (یہ دوسری حدیث ہے) کہ یہ امانت اوٹہ جاویگی تو فرمایا ایک شخص تہوڑی دیر سوویگا پہر اوسکے دل سے امانت اٹہالی جاویگی **ف** سونے سے یہی ظاہری معنی مراد ہین یا سونے سے یہ مقصود ہے کہ تہوڑی دیر خدا کی یاد سے غافل ہوگا اور بری صحبت مین بیٹہیگا بے ایمانون کے ساتہہ یا تہوڑی دیر تک دنیا کے کام کاج بیچ کہوچ مین مصروف ہوگا ۔

ت اور اسکا نشان ایک پہیکے رنگ کیطرح رہ جاوے گا **ف** یعنی نور اوڑ جاویگا اور تاریکی رہ جاوے گی جیسے ایک عمدہ رنگ کو دہو ڈالو تو سیاہ سا دہبہ رہ جاتا ہے حدیث مین وکت کا لفظ ہے جسکے معنے ہلکا داغ اور بعضون نے کہا پہیکی سیاہی اور بعضون نے کہا وہ رنگ جو پہلے رنگ کے خلاف ہو

ت پہر ایک نیند لیگا تو امانت دل سے اوٹہہ جاوے گی اور اوسکا نشان ایک چہالے کیطرح رہ جاویگا جیسے تو ایک انگارہ اپنے پاؤن پر لڑکہاوے پہر دہال پہول کر ایک چہالہ (آبلہ) نکل آوے اوسکے اندر کچہ نہین پہر آپ نے ایک کنکری لیکر اپنے پاؤن پر لڑہکائے **ف** نووی نے صاحب تحریر سے نقل کیا اسکا مطلب یہ ہے کہ امانت ذرا ذرا دل سے اُٹہنا شروع ہوگی جب پہلا حصہ اوسکا اُٹہہ جاویگا تو اُسکا نور جاتا رہیگا اور ایک سیاہ دہبہ رہ جاویگا پہیکے رنگ کا گویا پہلے رنگ کے خلاف یہ رنگ پیدا ہوگا پہر جب ذرا ایک حصہ اوٹہیگا تو چہالے کیطرح نشان ہوجاویگا اور یہ ایک مضبوط داغ ہے جو مدت مین جاتا ہے اور اس مین سیاہی اول سے زیادہ ہوگی تو امانت کے نور جانیکو اور بے ایمانی کی تاریکی چہانیکو مشابہت دی ایک انگارہ پاؤن پر چلانے سے کہ آگ کا نور تو جہٹ چلا جاتا ہے اور ایک سیاہی کا داغ کہال پر چہوڑ جاتا ہے اور کنکری چلا کر آپ نے اس تشبیہ کو اور واضح کر دیا تا لوگ بخوبی سمجہ جاوین حاصل یہ ہے کہ ایمان کا نور آہستہ آہستہ دل سے اٹہتا جاوے گا اور کفر کی تاریکی چہاتی جاوے گی پہلے ایک ہلکا سا دہبہ ہوگا پہر اور زیادہ پہر اور یہانتک کہ بالکل دل کالا ہوجاویگا اور ایمان کے بدل کفر چہا جاوے گا خدا کی پناہ

ت اور فرمایا لوگ بیچ کہوچ کرینگے اور اُن مین سے کوئی ایسا نہوگا جو امانت کو ادا کرے ۔ یہانتک کہ لوگ کہینگے کہ فلانی قوم مین ایک شخص امانت دار ہے **ف** یعنی اس زمانے مین جیسے ہر شخص امانت دار ہے کوئی کسی کا حق نہین مارتا ہر ایک کو دوسرے پر بہروسا ہے یہ بات بالکل جاتی رہے گی اور امانت کا نام و نشان دنیا

سے اوٹھہ جاوے گا مگر کہین کہین ہزارون لاکھون مین ایک آدہ شخص ایماندار خداترس رہ جاویگا جو امانت دار ہوگا لوگ اسکو مشہور کرینگے کہ ایک وہ شخص امانت دار ہے ایسا زمانہ اب موجود ہے کہ کوئی کسیپر بہروسا نہین کرتا جسکو روپیہ دو وہ ہضم کرجاتا ہے امانت کا ادا کرنا تو کیا **ت** اور یہانتک کہ لوگ ایک شخص کو کہینگے وہ کیسا ہوشیار اور خوش مزاج اور عقلمند ہے (یعنی اس کی تعریف کرینگے) اور اسکے دل مین رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہ ہوگا **ف** یعنی چونکہ ساری دنیا مین بے ایمانی پہیل جاویگی تو ایمان کی قدر اور منزلت بہی دل سے نکل جاوے گی تعریف بہی کرینگے تو بے ایمانون کی ہین نے اپنی آنکہون سے یہ حال حیدرآباد مین دیکہا ہے وہ لوگ جو مومن مسلمان کہلاتے ہین ذرے ذرے فائدے کے واسطے بیدین بے ایمان لوگون کی تعریف کرتے ہین اونکی خوشامد کرتے ہین اور جو شخص دین کی تایید کرے اسکو ان بے ایمانون کے خوش کرنے کے لیے برا کہتے ہین لاحول ولا قوۃ عجب تو خدا کی مار ایسے نام کے مسلمانون پر پڑی ہے کہ وہ علاوہ کافرکی حکومت مین رہنے کے اُسکی نگاہ مین ایسے ذلیل و خوار ہوگئے ہین کہ سوا باورچی گری خدمتگاری خانساماں گی اور کوئی کام اون سے نہین لیا جاتا اور ایک زمانے مین مسلمان تمام قومون کے سرتاج تہے انکا رعب اور دہاک ایسا تہا کہ کافر انکے نام سے لرزتے تہے ہر ایک مسلمان خدا کے احکام پر اپنی جان نثار کرنے کو فخر جانتا تہا - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - **ت** پہر حذیفہ نے کہا میرے اوپر ایک زمانہ گذر چکا ہے جب مین بے کہٹکے ہر ایک سے معاملہ کرتا (یعنے لین دین) اس لیے کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسکا دین اُسکو بے ایمانی سے باز رکہتا اور جو نصرانی یا یہودی ہوتا تو حاکم اوسکو بے ایمانی سے باز رکہتا **ف** چونکہ امانت اور ایمانداری کا زمانہ تھا اس لیے مسلمان تو سب امانت دار تہے اون سے بیخوف و خطر معاملہ اور لین دین کرنا پیسہ مار لینے کا تو ڈر رہتا ہی نہین اور یہودی یا نصرانی بہی بے ایمانی نکرتے ڈر کے مارے اور جو کرتے تو ایماندار حاکم موجود تہے جو انکو سزا دیتے اور بے ایمانی سے باز رکہتے اور میرا پیسہ مجہکو دلا دیتے وہ ہرگز نہ دبتا **ت** لیکن آج کے دن تو مین تم لوگون سے کبہی معاملہ نکرونگا البتہ فلان اور فلان شخص سے کرونگا **ف** چند لوگون کا نام لیا جو ایماندار ہونگے باقی لوگون کا بھروسا نہین اور جب لوگ بے ایمان ہوئے تو حاکم بہی ویسے ہی ہوتے ہین وہ رشوت خوار اور ظالم ہونیکے علاوہ حق کو ناحق کرتے ہین اور غریب رعایا کو ستاتے اور انکا حق تلف کرنے مین اسوجہ سے حاکم سے بہی امید نہین رہتی کہ وہ بے ایمان کو سزا دیگا اور حق نہ ڈوبنے دیگا - قاضی عیاض

نے کہا بعضون نے سنا بیعت سے جو حذیفہ کے قول مین ہے خلافت کی بیعت مراد لی اور یہ ظاہر کیونکہ یہود کے
اور نصرانی سے خلافت کی بیعت نہین ہو سکتی تو سنا بیعت سے وہی بیچ کھوچ اور معاملہ اور لین دین مراد ہے

عن الاعمش بهذا الحديث مثله **ترجمہ** اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عن**
حذيفة قال كنا عند عمر فقال ايكم سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر
الفتن فقال قوم نحن سمعناه فقال لعلكم تعنون فتنة الرجل في اهله وجاره
قالوا اجل قال تلك تكفرها الصلوة والصيام والصدقة ولكن ايكم سمع النبي
صلى الله عليه وسلم يذكر الفتن التي تموج موج البحر قال حذيفة فاسكت القوم فقلت
انا قال انت لله ابوك قال حذيفة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول تعرض
الفتن على القلوب كالحصير عودا عودا فاي قلب اشربها نكتت فيه نكتة سوداء واي — عوذا عوذا ن
قلب انكرها نكتت فيه نكتة بيضاء حتى يصير على قلبين على ابيض مثل الصفا — عودا عودا ن
فلا تضره فتنة ما دامت السموت والارض والاخر اسود مربادا كالكوز مجخيا لا يعرف — مربئدا ن
معروفا ولا ينكر منكرا الا ما اشرب من هواه قال حذيفة وحدثته ان بينك
وبينها بابا مغلقا يوشك ان يكسر قال عمر اكسرا لا ابا لك فلو انه فتح لعله كان
يعاد قلت لا بل يكسر وحدثته ان ذلك الباب رجل يقتل او يموت حديثا ليس
بالاغاليط قال ابو خالد فقلت لسعد يا ابا مالك ما اسود مربادا قال شدة البياض — مربدا ن
في سواد قال قلت فما الكوز مجخيا قال منكوسا **ترجمہ** حذیفہ سے روایت ہے ہم امیر المومنین
عمر رض کے پاس بیٹھے تھے انہون نے کہا تم مین سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنون کا ذکر کرتے
ہوئے سنا ہے **ف** فتنہ کے اصل معنی آزمایش اور امتحان ہے پھر عرف مین اسکو کہنے لگے جس سے ایک
قسم کی برائی پیدا ہو اور زید نے کہا یون کہتے ہین وہ شخص فتنہ مین پڑ گیا جب اسکا حال بدل جاوے اور
اچھے سے برا ہو جاوے اور فتنہ اہل و مال مین یہ ہے کہ انکی محبت بہت غالب ہو جاوے اور خدا کے
احکام کو فراموش کرے انکو بجا نہ لاوے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا تمہاری مال اور اولاد فتنہ ہین یا اولاد
کا فتنہ یہ ہے کہ انکی تعلیم اور تربیت نہ کرے اور وہ آوارہ ہو جاوین ایسا ہی فتنہ ہمسایگا یہ ہے کہ اسکی
حق ادا نہ کرے تو یہ سب فتنے ایک قسم کے گناہ ہین جنکا کفارہ نیکیون سے ہو جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے

نیکیان سمیٹ دیتی ہین برائیون کو **ت** بعض لوگون نے کہا ہان ہم نے سنا ہی حضرت عمر نے کہا شاید تم فتنون سے وہ فتنے سمجھتے ہو جو آدمی کو اوسکے گہر بار اور مال اور ہمسائے مین ہوتے ہین اونہون نے کہا ہان حضرت عمر نے کہا ان فتنون کا کفارہ تو نماز اور روزہ اور زکوۃ سے ہو جاتا ہے لیکن تم مین سے کسنے سنا ہی اون فتنون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی جو دریا کی موجون کیطرح امنڈ کر آوین گے **ف** حضرت عمر کی مراد فتنون سی وہ فسادات تہی جو آیندہ آپ کی امت مین ظاہر ہونگے اون مین آپس مین مسلمانون کے کشت وخون ہوگا یا گمراہی پہیلے گی **ت** حذیفہ نے کہا یہ سنکر سب لوگ چپ ہو رہے مین نے کہا مین نے سنا ہے حضرت عمر نے کہا تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچہا تہا **ف** جس کے نطفے سے تجہ سا لڑکا پیدا ہوا حدیث مین للہ ابوک ہی اور یہ ایک کلمہ ہی مدح کا عرب لوگون کی عادت ہی جب کسی کی تعریف کرتے ہین تو اسکو کہتے ہین کیونکہ باپ کی نسبت کرنا خدا کیطرف اس کی بزرگی بیان کرنا ہے جیسے کہتے ہین بیت اللہ اور ناقۃ اللہ صاحب تحریر نے کہا جب لڑکے کی کوئی اچہی بات دیکہتے ہین تو یہ کلمہ کہتے ہین یعنی تیرا باپ بڑا عمدہ تہا جس نے ایسا لڑکا پایا (نووی) **ت** حذیفہ نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی آپ فرماتے تہے فتنے دلون پر ایسے آوینگے ایک کے بعد ایک جیسے بورے کی تیلیان ایک کے بعد ایک ہوتی ہین **ف** حدیث میں کالحصیر عُودًا عُودًا ہے اسکو تین طرح پڑہا ہے ایک عُودًا عُودًا بضم عین دال مہملہ سے دوسری عَودًا عَودًا بفتح عین دال مہملہ سی تیسری عَوذًا عَوذًا بفتح عین ذال معجمہ سے صاحب تحریر نے صرف اول وجہ کو بیان کیا ہے اور قاضی عیاض نے تینون وجہون کو ذکر کیا ہے لیکن اول وجہ کو اختیار کیا ہے کہا کہ ہمارے شیخ ابو الحسین بن سراج نے دوسری وجہ کو اختیار کیا ہے اب تینون وجہون کا ترجمہ الگ الگ مذکور ہوتا ہے پہلی وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون مین ایک کے بعد ایک آتے جاوین گے جیسے بوریے کی تیلیان (یعنی کاڑیان) ایک کے بعد ایک لگائی جاتی ہین یعنی بوریا بننے والا جیسے پہلے ایک تیلی لیتا ہے اوسکو بنکر پہر دوسری تیلی بنتا ہے اسیطرح یہ فتنے بہی ہونگے کہ پہلے ایک دل مین جمے گا پہر دوسرا قاضی عیاض نے کہا کہ میرے نزدیک حدیث کا مطلب یہی ہے اور سیاق اور تشبیہ اسی پر دلالت کرتی ہے۔ دوسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون کے ایک جانب مین آنکر چپک جاوینگے جیسے بوریا سونیوالے کے پہلو سی چپک جاتا ہی اور عَودًا عَودًا کے یہ معنی ہونگے کہ بار بار یہی فتنے آوینگے

تیسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون پر آدینگے اور چپکین گے بوریے کیطرح خدا کی پناہ خدا کی پناہ اون فتنون سے ہمکو خدا اُنکو بچاوے اُن فتنون سے (نووی) پہر جس دل مین وہ فتنہ رچ جاویگا (یعنی سماجاوے گا اور بیٹھ جاویگا) تو اسمین ایک کالا داغ پیدا ہوگا اور جو دل اُسکو نہ مانیگا (اور قرآن اور حدیث پر قائم رہیگا) اوسمین ایک سفید نورانی دہبہ ہوگا یہانتک کہ اسی طرح کالے اور سفید دہبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہوجاوینگے ایک تو خالص سفید دل چکنے پتھر کیطرح (جس مین کوئی چیز رنگ نہین سکتی یہ تشبیہ ہے اوس دل کی صاف چکنے پتھر سے یعنی جیسے اس قسم کا پتھر صاف دہبون سے پاک ہوتا ہے ویسا ہی یہ دل ہی ان فتنون کی آلایش سے پاک اور صاف ہوگا) دوسرے کالا سفیدی مائل (یعنے بہورا) اوندہے کوزے کیطرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھا سمجھیگا نہ برے کو برا اپنی خواہش کی تابع ہوگا **ف** حدیث مین مربادّا کا لفظ ہے اور بعضون نے اس کو مربدّا پڑہا ہے راوی نے خود اسکی تفسیر آگے بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اسود مربادّا سے یہ مراد ہے کہ سفیدی کا غالب ہونا سیاہی مین قاضی عیاض نے کہا ہمارے بعض مشائخ کہتے تہے کہ اسمین غلطی ہوئی ہے یعنی شدۃ البیاض فی سواد مین اور بجاے شدت کے شبہ کا لفظ صحیح ہے یعنی سیاہی مائل سفیدی کے کیونکہ جو سیاہ ہر مین سفیدی غالب ہو اوسکو ربدہ نہین کہتے بلکہ بلق کہتے ہین اگر بدن مین ہو اور آنکھ مین ہو تو حور کہتے ہین اور ربدہ تو وہ ذری سی سفیدی ہے جو سیاہی مین ملی ہوئی ہے جیسے شتر مرغ کا رنگ ہوتا ہے اسی واسطے اوسکو ربدا کہتے ہین ابو عبید نے ابو عمرو سے نقل کیا کہ ربدہ وہ رنگ ہے جو سیاہی اور خاکی کے بیچ مین ہوتا ہے ابن درید نے کہا ربدہ تیرہ رنگ کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا کہ جس سیاہی مین تیرگی ملجاوے اور مجخیا کے معنی اوندہا اوسکی تفسیر بھی آگے آتی ہے قاضی عیاض نے کہا مجہے ابن سراج نے کہا کا لکوز مجخیا یہ اوسکی سیاہی کی تشبیہ نہین ہے بلکہ ایک دوسرے وصف کا بیان ہے اوسکے اوصاف مین سے یعنے وہ دل اوندہا ہوگیا ہے جیسے کوزہ اوندہا جاتا ہے پہر اوسمین پانی نہین رہ سکتا اسیطرح اُس دل مین کوئی بہتری اور بھلائی اور حکمت کی بات نہ رہیگی اور اُسکا بیان کیا یہ کہکر نہ وہ بھلی بات کو بھلی سمجہے گا نہ بری کو بری قاضی عیاض نے کہا جو دل بھلی بات کو نہ جمنے دے اوسکو مشابہت دی اوندہے کوزے کی جسمین پانی نہین ٹھہرتا صاحب تحریر نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے یا گناہون کا مرتکب ہوتا ہے تو ہر ایک گناہ کے کرنے سے اوسکے دل مین تاریکی آتی جاتی ہے پہر وہ فتنے مین پڑجاتا ہے اور اسلام کا نور بالکل اوسکے دل مین رخصت ہوجاتا ہے اور دل مثل اوندہے کوزے کی اولٹ جاتا ہے یعنی جیسے کوزے کو اوندہا دو تو اوس

مین جو کچہ ہوتا ہے نکل جاتا ہے پہر کچہ نہین سماتا اسی طرح اوسکے دل سے سارا اسلام کا نور نکل جاتا ہے اور پہر
بالکل نہین آتا (نووی) **ف** حذیفہ نے کہا پہر مین نے حضرت عمر سے حدیث بیان کی کہ تمہارے اور
اوس فتنے کے بیچ مین ایک دروازہ ہے جو بند ہے مگر نزدیک ہے کہ وہ ٹوٹ جاوے حضرت عمر نے کہا کیا ٹوٹ جاوے
گا تیرا باپ نہین اگر کہل جاتا تو شاید پہر بند ہو جاتا مین نے کہا نہین ٹوٹ جاویگا **ف** تو اب فتنون
کا روکنا ممکن نہوگا اور وہ امنڈ امنڈ کر موجون کیطرح آنے لگین گے یہ جو حضرت عمر نے حذیفہ سے کہا تیرا باپ
نہین یہ ایک کلمہ ہے جو عرب کی زبان مین کسیکام پر مستعد کرنیکو کہتے مین یعنی تجہے کوئی بچانیوالا نہین اگر
خیر تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ مصیبت مین تیرا شریک ہوتا اور تجہہ اتنی تکلیف نہ اوٹہانا پڑتی پر باپ تو تو اکیلا
ہے پہر کوشش کر اور مستعدی کر اپنے بچانے مین (نووی) **ف** اور مین نے اون سے حدیث بیان کی کہ
یہ دروازہ ایک شخص ہے جو مارا جاویگا یا مر جاویگا پہر یہ حدیث کوئی غلط (دل سے نبائی ہوئی بات) نتہی —
ف یعنی آپ دروازہ جو ابہی بند ہے اور فتنون کو روکے ہوے ہے ایک شخص کی ذات ہے جس کے سبب
سے تمام فساد رکے ہوئے مین پہر جب وہ مارا جاوے گا یا مر جاوے گا تو گویا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنون کی رو
اب دہر اودہر فتنون کی موجین امنڈ امنڈ کر آوین گی اور سب لوگ تلاطم مین پڑ جاوینگے دوسری روایت مین
ہے کہ وہ ذات حضرت عمر کی ہے اور شاید حذیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یون ہی سنا ہو شک کے طور پر
کہ وہ مارے جاوینگے یا مر جاوین گے یا حذیفہ یہ جانتے ہون گے کہ حضرت عمر مارے جاوین گے لیکن انہون نے اسکا
صاف بیان کرنا اون کے روبرو برا سمجہا دوسری روایت مین ہے کہ عمر خود بہی اس دروازے کو جانتے تہے
جیسے یہ بات جانتے تہے کہ آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے اور یہ جو حذیفہ نے کہا یہ حدیث غلط نتہی یعنی دلکی
تراشی ہوئی نتہی نہ اہل کتاب کی کتابون سے نکالی گئی تہی بلکہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے
پہر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا ویسا ہی ہوا اور حضرت عمر جو فتنون کی روک تہے شہید ہوگئے اور اون کے
بعد سے برابر فتنون کا دروازہ کہل گیا حضرت عمر کی شہادت حضرت عثمان کی شہادت جنگ جمل جنگ صفین
قتل خوارج حضرت علی کی شہادت حضرت امام حسن کی شہادت واقعہ ہائلہ کربلا امام حسین علیہ السلام کی شہادت
اہل بیت نبوی کی بیحرمتی مختار بن عبید ثقفی کی جنگ مصعب کی جنگ مختار سے عبد اللہ بن زبیر کا قتل مکہ معظمہ مین
اہل مدینہ کی بربادی یزید پلید کے ہاتہ سے اسیطرح سے ہزارون خرابیان اور فتنے جو آج تک اہل اسلام کی آپس مین
واقع ہوے سبحان اللہ حضرت عمر کی فضیلت اور بزرگی کے لیے عقلمند آدمی کے نزدیک ایک یہی حدیث کافی ہے

دوسری حدیثون کی حاجت نہین جسکی ذات مقدس آفتون اور بلاؤن کی روک اسلام کی پشت پناہ کافرون
پر دہاک مسلمانون مین اتفاق تہے اوس ذات کو بعضے بدذات شریر کیسے منہ سے برا کہتے ہین اور خدا اور اس کے رسول
سے نہین شرماتے **ف** ابوخالد نے کہا مین نے سعد بن طارق سے پوچہا (جو اس حدیث کے راوی ہین) اسود مرباد
سے کیا مراد ہے انہون نے کہا سفیدی کی شدت سیاہی مین مین نے کہا الکوز مجخیا سے کیا مراد ہے انہون نے کہا
کوزہ اوندہا ہوا **عن** ربعي قال لما قدم حذيفة من عند عمر جلس فحدثنا فقال ان امير
المؤمنين امس لما جلست اليه سأل اصحابه ايكم يحفظ قول رسول الله صلى الله عليه
وسلم في الفتن وساق الحديث بمثل حديث ابي خالد ولم يذكر تفسير ابي مالك
لقوله مربدا ومجخيا **ترجمہ** ربعی بن حراش سے روایت ہے جب حذیفہ حضرت عمر کے پاس سے آئے تو
تو بیٹھے ہم سے حدیثین بیان کرنے لگے انہون نے کہا کل امیر المومنین نے جب مین انکے پاس بیٹھا آپ نے
لوگون سے پوچہا تم مین کس کو یاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنون کے باب مین پہر بیان کیا
حدیث کو اوسی طرح جیسے گذری اس مین مرباد اور مجخیا کی تفسیر نہین ہے (جیسے اوپر کی روایت مین ہے
عن ربعي بن حراش عن حذيفة ان عمر قال من يحدثنا او قال ايكم يحدثنا وفيهم
حذيفة ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في الفتنة قال حذيفة انا وساق الحديث
كنحو حديث ابي مالك عن ربعي وقال في الحديث قال حذيفة حدثته حديثا ليس بالاغاليط
وقال يعني انه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم **ترجمہ** ربعی بن حراش سے روایت ہے انہون نے
سنا حذیفہ سے کہ حضرت عمر نے کہا تم مین سے کون ہم سے حدیث بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنون
مین وہان حذیفہ بہی تہے انہون نے کہا مین بیان کرتا ہون پہر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری
اس روایت مین یہ ہے کہ حذیفہ نے کہا مین نے اون سے ایک حدیث بیان کی جو غلط نہتی (یعنے سنی سنائی ادہر
ادہر کی بات نہتی) بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تہی **باب** بيان ان الاسلام
بدا غريبا وسيعود غريبا وانه يأرز بين المسجدين اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ اور پہر
غریب ہو جاویگا اور سمٹ آویگا دونون مسجدون کے بیچ مین **عن** ابي هريرة قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم بدا الاسلام غريبا وسيعود كما بدا غريبا فطوبى للغرباء
ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے اسلام شروع ہوا غربت سے (مدینہ مین) اور پہر ایسا ہی لوٹ آویگا جیسا

ن یحدثنا

ن مربادا

شروع ہوا تہا (مدینے کو) تو خوشی ہو غریبون کے لیے **ف** اسلام شروع ہوا مدینے سے یعنی
پہلے اون لوگون سے شروع ہوا جو مدینہ منورہ مین مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے آئے تہے اور وہ غریب مسافر تہے اپنے
وطن چہوڑ کر آئے تہے اور پہر ایسا ہی ہو جاویگا یعنی اخیر زمانے مین اسلام سمٹتے سمٹتے پہر مدینہ مین آجاویگا
اور ساری دنیا مین کفر کا زور ہوگا جو مسلمان ہون گے وہ کافرون کے ڈر سے مدینہ مین بہاگ کر آجاوینگے
قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہی کہ پہلے اسلام شروع ہوا تہا چند معدود لوگون سے پہر آخر زمانے
مین بہی اسیطرح گہٹ کر تہوڑے لوگون مین رہ جاویگا اب یہ جو فرمایا طوبی ہو غربا کے لیے تو طوبی کے معنی
خوشی اور سرور اور بعضون نے طوبی سے جنت کو مراد لیا ہے بعضون نے اُس درخت کو جو جنت مین ہی اور
یہ سب معنی بن سکتے ہین (نووی) **عَن** ابنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ
اِنَّ الۡاِسۡلَامَ بَدَأَ غَرِیۡبًا وَسَیَعُوۡدُ غَرِیۡبًا کَمَا بَدَأَ وَهُوَ یَأۡرِزُ بَیۡنَ الۡمَسۡجِدَیۡنِ کَمَا تَأۡرِزُ
الۡحَیَّۃُ فِیۡ جُحۡرِهَا **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام شروع
ہوا غربت مین اور پہر غریب ہو جاویگا جیسے شروع مین تہا اور وہ سمٹ کر دونون مسجدون (مکے اور مدینے)
کے بیچ مین آجاویگا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی سوراخ بل (بلہین) چلا جاتا ہے **ف** قاضی عیاض نے
کہا اسکا مطلب یہ ہی کہ ایمان اول اور آخر دونون زمانون مین اسی حال پر ہوگا کیونکہ اول زمانے مین جو سچا
ایمان دار تہا وہ مدینے مین چلا آیا یا تو ہجرت کرکے اُسکو وطن بنانیکو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
کو اور آپ سے علم حاصل کرنیکو ایسا ہی خلفا کے زمانے مین رہا اور ایسا ہی اوس کے بعد جو عالم اپنے وقت
کے پیشوا اور امام گزرے ہین وہ حدیث حاصل کرنیکے لیے مدینہ مین آئے اور ہمارے زمانے تک بہی لوگ وہین
جاتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لیے اور وہان کے اور مشاہد اور آثار سے برکت
حاصل کرنے کے لیے تو مدینہ مین نہ آویگا مگر وہی جو مومن ہوگا انتہے سراج الوہاج مین ہی کہ شاید یہ واقعہ
قیامت کے قریب ہوگا اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام اخیر زمانے تک رہیگا اور وہ غریب ہو
جاویگا اور حرمین مین سمٹ کر آجاویگا اور یہ وقت ابہی تک نہین آیا باوجود اسکے اسلام غریب ہو گیا ہے اور کیسی غربت
دوسری روایت مین ہی عمرو بن عوف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین سمٹ کر حجاز مین آجاویگا
جیسے سانپ اپنی بل مین سما جاتا ہے اور دین حجاز سے اس طرح بندہ جاویگا جیسے بکری پہاڑ کی چوٹی سے
اور دین شروع ہوا ہے غربت سے اور پہر ایسا ہی ہو جاویگا جیسے شروع ہوا تہا تو خوشی ہو غربا کے لیے اور غربا

وہ ہین جو سدہارینگے میری سنت کو جب لوگ بگاڑ دینگے اوسکو روایت کیا اوسکو ترمذی نے مرقاۃ مین ہے
کہ حجاز عرب کی اوس ٹکڑے کا نام ہے جس مین مکہ اور مدینہ ہے اور اس کے گرد کی بستیان اور یہ بات تو بعضون نے
کہا کہ پائی جاتی ہے اس زمانے مین اسلیے کہ تمام دنیا کے شہر بہر گئے ہین بیدینی سے اور اسوقت مین دین سمٹ
گیا ہے حجاز کیطرف اور حجاز سے اوس مبارک ٹکڑے کیطرف جسکو یمن کہتے ہین کیونکہ یمن سے ایک جماعت
پیدا ہوئی اہل حدیث کی جنہون نے سدہارا اُن سنتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنکو لوگون نے
بگاڑ دیا تہا اور اب تک بعضے لوگ اُن ہی کے یمن مین باقی ہین یا الٰہی تو ہمکو اون ہین سے کر اور ہمارا حشر اون کے
ساتہہ کر مترجم کہتا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اخیر زمانے
مین اسلام کا تنزل شروع ہوگا اور جابجا کافر مسلمانون کے اوپر غالب ہوتے جاوینگے یہانتک کہ تمام ممالک
اور بلاد کافرون کی حکومت مین آجاوینگے اور سب جگہ کافرون کا زور ہوجاویگا اور آخر پہیر وہی شہر یعنی مکہ اور
مدینہ جہان سے اسلام شروع ہوا تہا مسلمانون کے پناہ کی جگہہ ہوگی اور یہ امر کچہہ ظاہر ہوچکا ہے اور کچہہ باقی
ہے سب سے پہلے جو ملک مسلمانون کے قبضے سے گیا وہ اندلس کا ملک تہا جہان کی مسجدین اور مدرسے مسلمانون
کے بنوائے ہوئے اب تک یادگار ہین اور ایک مسجد قرطبہ مین اتنی بڑی ہے کہ ویسی مسجد دنیا مین اور کہین
نہین ہے افسوس ہے کہ نصاریٰ نے غالب آکر اوس مسجد کو گرجا کر دیا ہے اور گذشتہ پچاس سال سے تو اسقدر جلد
جلد مسلمانون کا تنزل ہورہا ہے اور اُنکی حکومتین برباد ہوتی جاتی ہین کہ اگر ایسا ہی رہا خدانخواستہ تو
بہت قریب زمانہ مین مسلمانون کی حکومت صرف مکہ معظمہ اور مدینہ مین رہ جاویگی وہ ملک جہان صدہا برس سے
مسلمان بستے اور رہتے تہے اور کافرون کا نام ونشان تک نہ تہا اب وہان پر کافر بادشاہ ہین اور مسلمان
ذلیل اور خوار پہلے ہندوستان کی سی بڑی وسیع اور زرخیز ولایت مسلمانون کے قبضے سے نکلکر نصاریٰ کے
قبضے مین آئی پہر ابہی چند ہی روز گذرے کہ کاشغر کو چین کے بت پرستون نے چہین لیا اور بخارا اور خیوا
اور وسط ایشیا کے ملک کو روس کے نصاریٰ نے دبا لیا اور بلغاریا اور بوسنیا اور سرویا اور جبل اسود جو
روم کے سلطان کے زیر نگین تہے وہ خودمختار ہوگئے اسیطرح یونان کا حاکم نصرانی بادشاہ خودمختار
ہوگیا اب اسوقت مین جب مین اس حدیث کی تفسیر لکہہ رہا ہون مرو اور ترکمانون کا ملک روس کے نصاریٰ نے
دبا لیا ہے اور اسکی نظر افغانستان پر بہی ہے اور ادہر سے ہندوستان کے نصاریٰ افغانستان پر
دعوی کررہے ہین اور سلطنت مصر کو سلطان روم کے اختیار سے نکالکر وہان اپنا اقتدار جما رہے ہین اور

جزیرہ عرب کی کئی بنادر مثل عدن اور سواکن وغیرہ کے انکے قبضے مین گئے ہین اب جو دو سلطنتین نام کو باقی ہین
یعنے روم اور ایران کی وہ بہی نصاری سے خائف اور لرزان ہین اور انہی کی مرضی کے موافق انتظام کرتے
ہین حدود شرعیہ کا نام و نشان نہین فسق و فجور کا علی الاعلان بازار گرم ہے اب وہ زمانہ بہت قریب معلوم
ہوتا ہے جب نام کو بہی مسلمانون کی سلطنت اور حکومت نہ ہوگی اور وہ سب نصاری کی رعایا بن کر رہینگے
اور جو سچے مسلمان ہونگے وہ ان کی حکومت سے بہاگ کر مکہ اور مدینہ مین دم لینگے اوسوقت اس حدیث کا
پورے طور سے ظہور ہو جاویگا اگر کوئی کہے کہ مکہ اور مدینہ مین تو اسوقت خود بدعات کا زور ہے اور قرآن و حدیث
کی نشر سے وہان کے شیاطین ہین جو مانع ہوتے ہین پہر اسلام کے سمٹنے سے مکہ اور مدینہ کیطرف کیا مراد ہوگا
تو اوسکا جواب یہ ہے کہ ان شیاطین کا زور مکہ اور مدینہ مین فی الحال ہے جبکہ سچے اور پکے مسلمان ساری دنیا
مین پہیلے ہوئے ہین پہر جب یہ سب سچے مسلمان کافرون سے ڈر کر مکہ اور مدینہ مین جا کر جمع ہونگے تو ان شیاطین
کی اچہی طرح خبر لینگے اور اسوقت مین بڑی آزادی کے ساتھ کتاب اور سنت کی پیروی حرمین مین ہوگی
اور بدعات کی سرکوبی بخوبی ہو جاویگی جو کوئی زندہ رہیگا وہ اسکو دیکھیگا انشاء اللہ تعالی **عن**
اَبِی هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَأْرِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا
تَأْرِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان
سمٹ کر مدینے مین اسطرح سے آجاویگا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی بل مین سما جاتا ہے **باب**
ذَهَابِ الْاِيْمَانِ اٰخِرَ الزَّمَانِ اخیر زمانے مین ایمان کا سٹ جانا **عن** اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ **ترجمہ** انس سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہوگی جب تک زمین مین اللہ اللہ کہا جاتا ہے **ف**
پہر جب کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہیگا اوسوقت قیامت قائم ہوگی نووی نے کہا مراد یہ ہے کہ قیامت اوسی
وقت ہوگی جب لوگ بدترین رہ جاوینگے جیسے دوسری روایت مین ہے اور یمن کیطرف سے ایک ہوا آویگی
قیامت کے قریب تو سب مومن مرجاوینگے اوس ہوا سے ۔ یہ بات کہ زمین مین کوئی اللہ کا نام لینے والا نہو پہلے
مجہکو قیاس سے بعید معلوم ہوتی تہی پر اس زمانے مین اوسکی تصدیق ہوگئی اور حدیث پر کامل یقین ہو گیا ہمارے
زمانے مین اللہ کے منکر بہت پہیلتے جاتے ہین اور کوئی اللہ کا نام لیوے تو اوس پر ہنستے ہین پہر قیامت کے قریب
کم بخت اسی قسم کے منکر بن یعنے دہری اور نیچری رہ جاوین گے اور اللہ کو ماننے والے سب اوٹھ جاوین گے

عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تقوم الساعة علی احد یقول
الله الله ترجمه انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم ہوگی اوس شخص
پر جو اللہ اللہ کہتا ہوگا (بلکہ جب وہ مرلیگا اوسوقت قیامت ہوگی **باب** جواز الاستسرار بالایمان
للخائف جو شخص ڈرتا ہو اپنی عزت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے عن حذیفه
قال کنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال احصوا لی کم یلفظ الاسلام قال فقلنا
یا رسول الله اتخاف علینا ونحن ما بین الست مائة الی السبع مائة فقال انکم لا تدرون لعلکم قال
ان تبتلوا قال فابتلینا حتی جعل الرجل منا لا یصلی الا سرا ترجمه حذیفه سے روایت ہے ہم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا گنو کتنے آدمی اسلام کے قائل ہیں پھر ہمنے کہا یا رسول اللہ کیا
آپ ڈرتے ہیں ہمپر (کوئی آفت آنے سے دشمنوں کی وجہ سے) اور ہم چھہ سو آدمیوں سے لیکر سات سو تک ہیں
ف یعنی ہماری تعداد اس قدر ہے پھر ہم کو دشمنوں سے کیا خوف ہے آپ کیوں ڈرتے ہیں بخاری کی
روایت میں ایک ہزار پانسو ہیں اور ایک روایت میں پانسو ہیں اور اس اختلاف کو یوں رفع کیا
ہے کہ عورتیں بچے سب ملاکر ایک ہزار پانسو ہونگے اور مرد چھہ سو سات سو ہونگے اور لڑنے کے قابل
پانسو ہونگے سبحان اللہ صحابہ کرام کے دل ایسے مضبوط تھے کہ صرف چھہ سو سات سو آدمیوں
پر انکو دشمنوں کا ڈر نہ تھا اور ایک یہ زمانہ ہے کہ صرف ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں اور سارے
دنیا میں تو بیس کروڑ سے کم نہ ہونگے پھر بھی اپنے دشمنوں سے ایسا ڈرتے ہیں جسکی انتہا نہیں **ت** آپ
نے فرمایا تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑ جاؤ حذیفہ نے کہا پھر ایسا ہی ہوا ہم بلا میں پڑ گئے یہانتک کہ بعض ہم میں
سے نماز بھی چپکے سے پڑھتے تھے **ف** یہ اون فتنوں میں ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے
بعد ظاہر ہوئے اور مسلمان آپس میں لڑنے لگے پھر ایسی مصیبت آئی کہ نماز پڑھنا دشوار ہوگیا ایک ایک نکر
میں تنہا آخر گھر ہی میں پڑھنے لگے اور مسجد میں جماعت موقوف ہوگئی ہمارے زمانے میں مسلمان ایک دوسرے
کے ایسے دشمن ہوگئے ہیں کہ ایک جماعت کی مسجد میں دوسری جماعت والا نماز نہیں پڑھ سکتا حالانکہ نماز ایسی
عبادت ہے کہ یہود اور نصاری بھی اوس سے منع نہیں کرتے اور میں نے ایک یہودی سے پوچھا کہ ہم تمہارے گرجا میں
نماز پڑھیں اوس نے کہا شوق سے پڑھو کیونکہ گرجا خدا کا گھر ہے کسی کے ملک نہیں پھر جو چاہے ہمیں خدا کو یاد
کرے اور اوسکی بندگی کرے افسوس ہے کہ یہودیوں کا تو یہ خیال ہو اور مسلمانوں کی یہ کیفیت کہ اگر ایک مسلہ

مین کوئی ان سے خلاف کرے تو پھر اسکو اپنی مسجد مین آنے نہین دیتے لاحول ولا قوة الله تعالی فرماتا ہے اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو الله کی مسجدون مین الله کی یاد سے کسی کو روکے تمام اہل قبلہ کو لازم ہے کہ کسی شخص کو خواہ وہ کتنا ہی مخالف ہو مسجد مین آنے سے اور ہمین نماز پڑہنے سے منع نکرین یہانتک کہ شیعہ اور خارجی اور معتزلے کو بھی منع کرنا اور نماز سے روکنا نادرست ہے **باب** تَاَلُّفِ قَلْبِ مَنْ يُّخَافُ عَلٰى اِيْمَانِهٖ لِضُعْفِهٖ وَالنَّهْىِ عَنِ الْقَطْعِ بِالْاِيْمَانِ مِنْ غَيْرِ دَلِيْلٍ قَاطِعٍ جو شخص ضعیف الایمان ہو اسکا دل ملانا اور جبتک ایمان کا یقین نہو کسی شخص کو مومن نہکہنا **عَنْ** سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِ فُلَانًا فَاِنَّهٗ مُؤْمِنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمٌ اَقُوْلُهَا ثَلَاثًا وَيُرَدِّدُهَا عَلَيَّ ثَلَاثًا اَوْ مُسْلِمٌ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهٗ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةَ اَنْ يَّكُبَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي النَّارِ **ترجمہ** سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے کچھ مال بانٹا تو مین نے عرض کیا یا رسول الله فلانے کو دیجیے وہ مومن ہے آپ نے فرمایا یا مسلمان ہے **ف** یعنی تو اسکو یقینا مومن کیسے کہتا ہے شاید مسلم ہو تو یون کہہ وہ مومن ہے یا مسلم ہے تو اس حدیث سے ایمان کا انکار نہین نکلتا بلکہ منع کیا آپ نے اوسکو یقینا مومن کہنے سے اس وجہ سے کہ اسکا ایمان دلیل یقینی سے ثابت نہوا ہوگا دوسرے یہ کہ ایمان ایک فعل قلبی ہے اوسکا حال الله ہی خوب جانتا ہے برخلاف اسلام کے کہ وہ ظاہری زبان سے اقرار کرنے سے اور صاحب تحریر نے کہا کہ اس مین اشارہ ہے اوس شخص کے مومن نہونے کا حالانکہ اس مین اشارہ ہے اس کے مومن ہونے کا کیونکہ آگے آپ نے فرمایا کہ بعضے شخص کو مین زیادہ چاہتا ہون پر دیتا اور کو ہون ایسا نہو وہ جہنم مین اوندہا گرایا جاوے اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے اور اس مسئلہ مین بڑا اختلاف ہے اور کچھ بیان اسکا اوپر گذر چکا اور اس مین اشارہ ہے اس مذہب کیطرف جو حق ہے کہ فقط زبان سے اقرار کر لینا کافی نہین جبتک دل سے یقین نہو اور کرامیہ اور بعضے مرجیہ یہ کہتے ہین کہ صرف زبان سے اقرار کر لینا کافی ہے حالانکہ یہ صاف غلطی ہے اور خلاف ہے مسلمانون کے اجماع کے اور خلاف ہے اون آیات اور احادیث کے جن سے منافقون کا کفر ثابت ہوتا ہے حالانکہ منافقون کا یہی حال تہا کہ وہ دل سے یقین نہ رکہتے تہے پر زبان سے اقرار کرتے تہے (نووی) **ف** مین نے تین بار یہی کہا کہ وہ مومن ہے آپ نے ہر بار یہی فرمایا مسلمان ہے پہر آپ نے فرمایا مین ایک شخص کو دیتا ہون حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہون

اس ڈر سے کہ کہین خدا اوسکو اوندہے منہ جہنم مین نہ گرا دے **ف** یعنی بعض آدمی ضعیف الایمان ہوتا
ہے اور مین اوسکو دنیا کا مال دیتا ہون تو اسوجہ سے نہین دیتا کہ مین اوسکو زیادہ چاہتا ہون چاہتا تو مین
دوسرے کو ہون جسکا ایمان قوی ہے پر ضعیف الایمان کو اوسکا ایمان بچانے کے لیے دیتا ہون ایسا نہ ہو کہ
وہ دنیا کا مال نہ ملنے سے خفا ہو جاوے اور اسلام سے پہر جاوے پہر جہنم مین اوندہے منہ گرے اور جسکا ایمان قوی
ہے اوسکو اتنی ضرورت مال دینے کی نہین کیونکہ وہ ایمان سے پہرنے والا نہین نووی نے کہا اس حدیث سے
یہ بات ثابت ہوئی کہ حاکم سے سفارش کرنا درست ہے جائز کام مین اور بار بار وہی بات کہنا بھی جائز ہے
اور مفضول فاضل کو وہ بات بتا سکتا ہے جس مین کوئی مصلحت ہو اور فاضل کو ضرور نہین کہ ہر مشورہ قبول کرے
بلکہ اوسمین غور اور فکر کرے اگر مصلحت کے خلاف ہو تو اوسکو رد کر سکتا ہے اور کسی کو یقیناً مومن کہنا
نہین چاہیے جب تک دلیل یقینی نہ ہو اور امام اپنی راے کے موافق مال کو صرف کر سکتا ہے ضروری کام
مین پہر جو اوس کے بعد ضروری ہو اسی طرح اور کسی کے جنت مین جانیکا یقین نہین مگر جنکے لیے نص آگیا جیسے
عشرہ مبشرہ وغیرہم اور یہ اسپر اجماع ہے اہل سنت کا **عن** سعد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
اعطى رهطا وسعد جالس فيهم قال فترك رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم من لم
يعطه وهو اعجبهم الي فقلت يا رسول الله ما لك عن فلان فوالله اني لاراه مومنا فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم او مسلما قال فسكت قليلا ثم غلبني ما اعلم منه
فقلت يا رسول الله ما لك عن فلان فوالله اني لاراه مومنا فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم او مسلما اني لاعطي الرجل وغيره احب الي منه خشية ان يكب في النار على وجهه
ترجمہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو مال دیا اور مین وہان بیٹھا تہا
تو آپ نے بعضون کو نہین دیا حالانکہ وہ میرے نزدیک ان سب مین بہتر تہے مین نے کہا یا رسول اللہ آپ
نے فلانے کو کیون نہین دیا مین تو قسم خدا کی اوسکو مومن جانتا ہون آپ نے فرمایا یا مسلم پہر تہوڑی دیر تک
مین چپکا ہو رہا بعد اوس کے وہی خیال نے زور کیا اور مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلانے کو کیون نہین دیا
قسم خدا کی مین اوسکو مومن جانتا ہون آپ نے فرمایا یا مسلم تہوڑی دیر چپ ہو رہا بعد اوس کے وہی خیال نے زور
کیا اور مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلانے کو کیون نہین دیا قسم خدا کی مین تو اسکو مومن جانتا ہون آپ نے فرمایا
یا مسلم مین دیتا ہون ایک شخص کو اور مجہے دوسرا اوس سے زیادہ محبت ہوتا ہے اس ڈر سے کہ کہین اوندہے منہ جہنم مین نہ گرے

قال فسكت قليلا ثم غلبني ما اعلم منه فقلت يا رسول الله ما لك عن فلان
فوالله اني لاراه مومنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم او مسلما

م سعد

خشية

او مسلم پہر

عن سعد انه قال اعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم رهطا وانا جالس فيهم بمثل حديث ابن اخي ابن شهاب عن عمه وزاد فقمت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فساررته فقلت يا رسول الله مالك عن فلان ترجمہ سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچہ لوگوں کو دیا اور مین بیٹہا تہا پہر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے آخر مین اٹہا اور مین نے چپکے سے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلانے کو کیون چہوڑ دیا۔ عن محمد بن سعد يحدث هذا الحديث فقال في حديثه فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده بين عنقي وكتفي ثم قال اقتالا اى سعد اني لاعطي الرجل ترجمہ محمد بن سعد سے یہی حدیث روایت کی گئی ہے اسمین یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتہ میری گردن اور مونڈہے کے بیچ مین مارا اور فرمایا کیا لڑتا ہے اے سعد مین دیتا ہون ایک آدمی کو آخر تک

باب زيادة طمانينة القلب بتظاهر الادلة جب دلیلین خوب بہم پہنچ جاوین تو دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے

عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نحن احق بالشك من ابراهيم اذ قال رب ارني كيف تحيي الموتى قال اولم تؤمن قال بلى ولكن ليطمئن قلبي قال ويرحم الله لوطا لقد كان ياوي الى ركن شديد ولو لبثت في السجن طول لبث يوسف لاجبت الداعي ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمکو شک کیون نہ ہو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوئی انہون نے کہا اے پروردگار مجہکو دکہلا دے تو کس طرح جلاویگا مردون کو پروردگار نے فرمایا کیا تجہے یقین نہین اسبات کا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کیون نہین مجہکو یقین ہے پر مین چاہتا ہون کہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جاوے

ف نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے اس عبارت کے مطلب مین کہ ہمکو شک کیون نہ ہو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوئی کئی اقوال پر سب سے بہتر اور صحیح وہ ہے جو امام ابو ابراہیم مزنی اور ایک جماعت علماء نے بیان کیا ہے یعنی مطلب اسکا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہونا محال تہا اور جو انکو شک ہوتی باوجود پیغمبر ہونے کے تو اور پیغمبرون کو بہی شک ہوتی حالانکہ تم جانتے ہو کہ مجہکو شک نہین تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہی شک تہی اور یہ آپ نے اسواسطے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری واذ قال ابراهيم رب ارني كيف تحيي الموتى الآية تو بعضے لوگون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غلط گمان کیا اور یہ کہا کہ انکو شک ہوئی مردون

کے جی اوٹھنے مین اور ہمارے پیغمبر کو شک نہین ہوی تب آپنے اون کا گمان غلط کرنے کے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغمبر تہے اور پیغمبر ہی کیسے خلیل اللہ پہر اگر انکو شک ہوتی تو مجھکو بہی ضرور شک ہوتی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ نے اپنے اوپر مقدم کیا بطریق تواضع اور ادب کے اور شاید اسوقت تک آپکو معلوم نہوا ہوگا کہ آپ سب پیغمبرون سے درجہ مین زیادہ ہین پہر اختلاف کیا ہے علمانے کہ جب حضرت ابراہیم کو شک نہ تہی تو اونہون نے خدا سے درخواست کیون کی کہ مجہکو دکہلا دے تو کیونکر جلاویگا مردون کو بیان کیا ہے کئی وجہین کو لیکن ظاہر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردون کے جی اوٹھنے پر یقین تہا پر انہون نے چاہا کہ اور زیادہ دل کو اطمینان ہوجاوے اور یہ اس طرح ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دلائل سے علم حاصل ہوچکا تہا کہ اللہ تعالی مردون کو جلاویگا لیکن انہون نے اپنی آنکھہ سے اس امر کو نہ دیکہا تہا اسواسطے انہون نے چاہا کہ علم استدلالی سے بڑہکر یقین حاصل ہوا اور وہ مشاہدہ سے ہوتا ہے کیونکہ علم استدلالی مین شکوک باقی رہتے ہین پہر مشاہدہ سے وہ سب شکوک مٹ جاتے ہین یہ مذہب ہے امام ابو منصور ازہری کا دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا درجہ خدا کے پاس آزمانا چاہا کہ خدا انکی درخواست قبول کرتا ہے یا نہین اور اس صورت مین اَوَلَم تُؤمِن کے یہ معنی ہون گے کیا تجہکو یقین نہین اسبات کا کہ تو میرا دوست ہے اور تیرا مرتبہ اور درجہ میرے نزدیک بڑا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے یقین کو بڑہانا چاہا اگرچہ پہلے ہی انکو یقین تہا اور شک بالکل نہ تہی پر وہ علم الیقین تہا انہون نے چاہا کہ اس سے بڑہکر عین الیقین کا درجہ حاصل ہوجاوے چوتہی وجہ یہ ہے کہ جب انہون نے منکرون پر دلیل قائم کی کہ میرا پروردگار جلاتا ہے اور مارتا ہے تو خدا سے چاہا کہ اس امر کو دکہلادے تا انکی دلیل صاف ثابت ہوجاوے اور بعضون نے اور وجہین بیان کی ہین پر وہ ظاہر نہین ہین امام ابو الحسن واحدی نے کہا اختلاف کیا ہے لوگون نے کہ حضرت ابراہیم ع نے یہ سوال کیون کیا تو اکثر لوگون نے کہا ہے کہ انہون نے ایک مردار جانور دریا کے کنارے دیکہا جسکو درندے اور پرندے اور دریا کے جانور کہا رہے تہے انکو یہ خیال آیا کہ اس جانور کے ٹکڑے کیونکر اکٹہا ہونگے اور ان کے دلکو شوق ہوا کہ مردے کا جی اٹہنا دیکہین انکو شک نہ تہی لیکن اونہون نے یہ بات چاہی کہ اوسکو دیکہہ لین جیسے مومنین چاہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت کو دیکہین اور خدا کے دیدار کی طالب ہین حالانکہ انکو یقین ہے ان سب کا اور شک نہین ہے اون مین انتہے **ف** اللہ رحم کرے اللہ تعالے حضرت لوط علیہ السلام پر وہ پناہ چاہتے تہے مضبوط سخت کی **ف** جب

فرشتے اللہ کا عذاب لیکر حضرت لوط علیہ السلام پاس آئے تو خوب صورت لڑکون کی بھیس مین آئے تھے حضرت لوط نے انکو مہمان سمجکر اونکی مہمانی کرنا چاہی پر اونکی قوم کے لوگ جو لواطت اور لونڈی بازی مین مبتلا تھے جمع ہوکر آئے اور ان مہمانون کو ستانا چاہا حضرت لوط نے کوئی دقیقہ ان مہمانون کی خاطرداری اور دلجوئی مین نہ چھوڑا اور اپنی قوم کے لوگون سے کہا خدا سے ڈرو اور مجھکو ندامت کرو مہمانون کے روبرو اگر تمکو ویسی ہی خواہش ہے تو میری بیٹیان حاضر ہین اسپر بھی اونھون نے نہ مانا تب حضرت لوط نے فرمایا کاش مجھے زور ہوتا تو تمکو روکتا یا پناہ لیتا کسی مضبوط سخت کی یعنے میرے کنبہ والے ہوتے تو ان کی پناہ لیتا اور جو اونھون نے اپنی قوت کا اور اپنے کنبہ والون کی پناہ کا ذکر کیا تو اسوجہ سے نہ تھا کہ وہ خدا سے غافل تھے بلکہ اونھون نے اپنے مہمانون کے دل کو خوش کرنا چاہا کہ میرا بس جہانتک چلتا ہے مین تم کو بچاتا اور شاید اسوقت رنج مین اللہ تعالی کی پناہ لینا بھول گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا اونپر رحم کرے **ف** اور اگر مین قیدخانے مین اتنے دنون رہتا جتنے دن حضرت یوسف علیہ السلام رہے تو مین تو فوراً بلانے والے کے ساتھ چلا جاتا **ف** جب زلیخا کی تہمت سے حضرت یوسف علیہ السلام قید ہوئے تو مدت تک یعنی کئی برس تک قیدخانے مین رہے آخر عزیز مصر کیطرف سے ایک بلانے والا آیا کہ چلکر اسکی خواب کی تعبیر بیان کرین پر حضرت یوسف نے نہ مانا اور فرمایا جب تک عورتون کی مکر کی دریافت ہو نہ لیگی اور میری صفائی بالکل نہ ہو جاویگی اوسوقت تک مین نہ آؤنگا تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف کی فضیلت بیان کی اون مین کسقدر صبر اور استقلال تھا کہ ایسا دوسرے مین ہونا مشکل ہے ورنہ انسان جب مصیبت مین گرفتار ہوتا ہے تو جسطرح ہو سکے اوس سے چھوٹنے مین جلدی کرتا ہے ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ وَفِیْ حَدِیْثِ مَالِكٍ وَّلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ قَالَ ثُمَّ قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ حَتّٰی جَازَهَا **ترجمہ** دوسری روایت بھی ابوہریرہ سے ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ پڑھا آپنے اس آیت کو یہانتک کہ پورا کیا اوسکو ۔

عَنْ الزُّهْرِیِّ كَرِوَایَةِ مَالِكٍ بِاِسْنَادِهٖ وَقَالَ ثُمَّ قَرَءَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ حَتّٰی اَنْجَزَهَا **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا

باب وُجُوْبِ الْاِیْمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی جَمِیْعِ النَّاسِ وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهٖ ہمارے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کا یقین کرنا اور تمام شریعتون کو آپ کی شریعت سے منسوخ سمجھنا واجب ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَ اِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ عَزَّ وَجَلَّ وَ اَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ترجمہ

ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک پیغمبر کو وہی معجزے ملے ہیں جو اور پہلے دوسرے پیغمبر کو مل چکے تھے پھر ایمان لائے اوسپر آدمی لیکن مجھکو جو معجزہ ملا وہ قرآن ہے جو اللہ نے مجھے بھیجا پاس (ایسا معجزہ کسی پیغمبر کو نہیں ملا) اسلیے میں امید کرتا ہون کہ میری پیروی کرنیوالے اور پیغمبرون کی پیروی کرنیوالون سے زیادہ ہونگے قیامت کے دن **ف** یعنی میرا معجزہ قرآن ایسا کھلا معجزہ ہے جو پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملا اسلیے میری تابع زیادہ ہون گے یا قرآن ایسا معجزہ ہے جسمین سحر وغیرہ کا شبہ نہین ہو سکتا برخلاف اور معجزون کے کہ انمین سحر وغیرہ کا شبہ ہو سکتا تھا اسلیے میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے یا اور پیغمبرون کے معجزے گذر گئے جیسے انکا زمانہ گذر گیا اور میرا معجزہ جو قرآن ہے قیامت تک باقی ہے اور وہ معجزہ اسوا سطے ہے کہ قرآن کے طرز بیان اور اسکی فصاحت اور بلاغت اور غیب کے حالات کی خبر نے سب کو عاجز کر دیا کہ کوئی اسکی مثل ایک سورہ بھی بنا سکے اگرچہ وہ سب جمع ہون تب بھی نہین ہو سکتا اور آج تیرہ سو برس گزرے ہزارون قرآن کے مخالفین ہوئے پر کسی سے یہ نہو سکا کہ اس کے مقابلہ کی ایک سورت بناتا ہمارے زمانے مین بعض بیوقوف عقل کے دشمن ہندی بھائی ایسے نکلے ہین جو قرآن کی عربیت کو فصیح نہین جانتے اور اسپر اعتراض کرتے ہین کوئی ان سے پوچھے کہ تمنے عربی زبان مین کیا لیاقت پیدا کی ہے اور صرف و نحو بھی جانتے ہو یا نہین تو جواب ملتا ہے کہ نہین سبحان اللہ سمینڈکی کو بھی زکام ہوا بڑے بڑے عرب کے اہل زبان تو قرآن کو سنکر حیران ہو گئے اور ایمان لائے اور آجتک اسکی فصاحت اور بلاغت اور طرز بیان بیمثل ہونیکا اقرار کرتے ہین پر بیکل کے لونڈے یا ہندی لوبڑے کہوسٹ جنکو کوئی مسلمان کی حکومت مین ٹکے کو نہ پوچھے مسلمانون کے مصلح بن کر بیٹھے ہین اور یہ اصلاح کرتے ہین کہ حدیث اور قرآن کو ستیاتے ہین لا حول و لا قوۃ — پھر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین فرمایا کہ مجھ کو امید ہے کہ میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے قیامت کے دن یہ بھی آپ کا ایک معجزہ ہے کیونکہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالی نے اسلام کو ایسی رونق بخشی کہ مغرب سے مشرق تک پھیل گیا اور بڑی بڑی ولایتین مسلمانون نے فتح کین اور جیسی امید آپ کی تھی ویسی ہی اللہ تعالی نے کر دکھایا خدا کا شکر ہے اور اسکی نعمتون پر جو بے انتہا ہین — ای خدا جیسے تو نے پہلے اسلام کو ترقی بخشی تھی اور مخالفین کو زیر کیا تھا ویسی ہی اس زمانہ مین بھی اسلام کی مدد کر اور اپنے سچے دین اور سچے پیغمبر کی طفیل سے مسلمانون

کے دلوں کو مضبوط کرتا وے پھر تیرے دین کی ترقی میں مصروف ہوں اور دنیا میں نیکنامی اور عزت اور آخرت
میں ثواب اور جنت حاصل کریں آمین یا رب العلمین **عن** ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انہ قال والذی نفس محمد بیدہ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ یھودی ولا نصرانی
ثم یموت ولم یؤمن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اس زمانے کا کوئی (میرے
وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنے پھر ایمان نہ لاوے
اوس پر جسکو میں دیکے بھیجا گیا ہوں (یعنی قرآن پر) تو جہنم میں جاویگا **ف** نووی نے کہا اس حدیث
سے ثابت ہوا کہ اگلی شریعتیں سب منسوخ ہو گئیں ہمارے پیغمبر کی شریعت سے اور یہ بات نکلی کہ جسکو
اسلام کی دعوت نہ پہونچی وہ معذور ہے کیونکہ یہ قاعدہ اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ شریعت آنے
سے پیشتر کوئی حکم انسان پر نہیں ہوتا انتہے - اگرچہ اس زمانہ میں مسلمان ہر ایک ملک اور ولایت میں
پھیل گئے ہیں پر وہ سب کے سب اپنے دنیا کے کاموں میں مصروف ہیں اور دین کو انہوں نے بالائے طاق رکھ
دیا ہے الا ماشاء اللہ دین کی دعوت کافروں کو تو کیا وہ عام مسلمانوں کو بھی دین کے احکام نہیں بتلاتے
یہانتک کہ اکثر مسلمان شریعت کے احکام سے بالکل ناواقف ہو گئے ہیں اور صرف نام کے لیے مسلمان کہے جاتے ہیں
یہ دعوت دین کی ایسی ضروری چیز ہے کہ ہر ایک پیغمبر نے اپنی ساری عمر اسمیں صرف کی ہے اور اسکا فائدہ
بیحد اور بے شمار ہے جب حضرت عیسی علیہ السلام خدا تعالے کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے حواریین نے
دین کی دعوت پھیلانا شروع کی اور باوجودیکہ ان کے مخالف زور آور اور دنیا کے حاکم تھے پر آخر اس دعوت
نے رفتہ رفتہ ایسا اثر کیا کہ مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور ہزاروں لاکھوں ان میں کے عیسوی ہو گئے
اور آخر عیسویوں کی قوت یہانتک بڑھی کہ ساری دنیا میں ان کا دین پھیل گیا چنانچہ ہمارے زمانے تک
اوس دعوت کا اثر باقی ہے اور اب تک عیسوی عالم دعوت کو نہیں چھوڑتے اور رات دن تحریر اور تقریر سے
عیسوی مذہب کو تائید اور مدد دیتے ہیں اور جس ملک کے لوگوں کو سنتے ہیں کہ وہ دین عیسوی سے ناواقف
ہیں وہاں فوراً جیسے ہوسکتا ہے پہونچتے ہیں اسکام میں جان جاوے جاوے عزت سب قبول ہے وہ اپنا
دین پھیلانیکے لیے سب گوارا کر لیتے ہیں بڑا افسوس ہے کہ مسلمان اس سے بالکل غافل ہیں اور انکے ملا اور
مولوی اور درویش سوائے آرام سے روٹیاں کھانیکے دین کا کوئی کام نہیں کرتے نہ سفر کرتے ہیں نہ اور تکلیف

کی اقوام کی زبانون سے کچھ ہمین نہ اور زبانون مین اسلام کی کتابون کا اور قرآن کا ترجمہ پہیلاتے ہین ہماری
بڑے رنج کی بات ہے کہ نصاری نے اپنی وہ انجیل کتب مقدسہ اور قرآن کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی اور جرمنی زبانون
مین کیا ہے مسلمانون کو یہ توفیق نہین کہ وہ قرآن کا اور دین کی کتابون کا ترجمہ غیر زبانون مین خصوصاً
کافرون کی زبانون مین کریکے اوس کے ہزارون لاکھون نسخے کافرون مین پہیلادین تاکہ وہ سچے دین شریعت سے
واقف ہون نصاری نے اپنا دین ایسا خراب کر دیا ہے کہ عاقل آدمی اگر ذرا بھی اپنی عقل سے کام لیوے تو اسکو
یہ دین لغو معلوم ہوتا ہے تین خدا کا ایک خدا اور ایک کے تین ایسی لغو بات ہے جو کسی کے ذہن مین نہین
آتی پہر یہ کہنا کہ عیسی خدا کے بیٹے ہین باوجودیکہ بہشت کہاتے تہے اور پیتے تہے اور بکتے تہے اور سوتے تہے اوس سے
بہی زیادہ خلاف قیاس اور بعید از عقل ہے تو بہی وہ دعوت کی زور سے کم عقلون اور بیوقوفون مین بہی
پہیلتا جاتا ہے اسلام کا تو دین ایسا صاف اور سیدہا اور بے لوث ہے جسمین بس ایک سچی خدا برحق کو جسنے
سبکو اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا ماننا اوسکے سوا کسی کی پرستش نہین اور اس دین مین کوئی بات
عقل سلیم کے خلاف نہین جیسے اور دینون مین پائی جاتی ہے مجہے یقین ہے کہ اگر مسلمان نصاری
کی نسبت اپنی پیارے دین کے پہیلانے مین عشر عشیر بہی کوشش کرین تو اسکا اثر نصاری کی کوشش سے
کہین زیادہ ہوگا اور چونکہ اس زمانے مین لوگون کا رجحان عقل کیطرف زیادہ ہے پس اسمین کوئی شک نہین
کہ وہ سب دینون مین اسلام کو ترجیح دینگے اور شرک و کفر کو چہوڑ کر خدای برحق کی توحید کے قائل ہونگے جو سب
سے اعلی رکن اسلام کا ہے اب یہ دعوت مختلف طور پر ہو سکتی ہے کچہ لوگ قرآن اور حدیث کا ترجمہ کافرون
کی زبانون مین کرین کچہ اسلام کی حقیقت کو دلائل مقابلے اور مذہب کو نہایت صاف طور سے لکہکر ہر ایک
قوم کے کافرون مین پہیلادین کچہ کافرون کی زبان سیکہکر اون کے ملک مین جاکر زبانی پند و نصیحت
اور دعوت کرین وکذا عن الشعبی قال رأیت رجلا من اہل خراسان سأل الشعبی فقال
یا ابا عمرو ان من قبلنا من اہل خراسان یقولون فی الرجل اذا اعتق امتہ ثم تزوجہا فہو کالراکب
بدنتہ فقال الشعبی حدثنی ابو بردۃ بن ابی موسی عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال ثلاثۃ یؤتون اجرہم مرتین رجل من اہل الکتاب آمن بنبیہ وادرک النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فامن بہ واتبعہ وصدقہ فلہ اجران وعبد مملوک ادی حق اللہ
علیہ وحق سیدہ فلہ اجران ورجل کانت لہ امۃ فغذاہا فاحسن غذاءہا ثم ادبہا

فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَاسَانِيِّ خُذْ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْمَا دُوْنَ هٰذَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ **ترجمہ** ایک شخص جو خراسان کا رہنیوالا تہا شعبی سے پوچہا کہ ہمارے ملک کے لوگ کہتے ہین جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کرے پہر اس سے نکاح کرلیوے تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ہدی کے جانور پر سواری کرے شعبی نے کہا مجہسے بیان کیا ابو بردہ بن ابی موسی نے انہون نے ابو موسی اشعری اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون کو دوہرا ثواب ملیگا ایک تو اس شخص کو جو اہل کتاب مین سے ہو (یعنے یہودی یا نصرانی) ایمان لایا ہو اپنے پیغمبر پر پہر زمانہ پاوے اور مجہپر بہی ایمان لاوے اور میری پیروی کرے اور مجہکو سچا جانے تو اوسکو دوہرا ثواب ہے اور ایک اس غلام کو جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے میان کا بہی اوسکو دوہرا ثواب ہے اور ایک اوس شخص کو جسکے پاس ایک لونڈی ہو پہر اچہی طرح اوسکو کہلاوے اور پلاوے بعد اوسکے اچہی طرح تعلیم اور تربیت کرے پہر اوسکو آزاد کرے اور اس سے نکاح کرلیوے تو اسکو بہی دوہرا ثواب ہے پہر شعبی نے خراسانی سے کہا تو یہ حدیث لے بے محنت نہین تو ایک شخص اس سے ہلکی حدیث کے لیے مدینے تک سفر کرتا **ف** شعبی نے اسواسطے کہا کہ خراسانی کو حدیث کی قدر ہو اور وہ اوسکو یاد رکہے سبحان اللہ اگلے لوگون نے دین کیواسطے کیسی کیسی بے انتہا کوششین کین ہین کہ ایک ایک حدیث سننے کے واسطے منزلون کا سفر کیا اور تکلیفین اٹہائین اللہ انکو جزائے خیر دیوے تمام مسلمانون کیطرف سے اسلیے کہ انکا احسان سب امت پر ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بڑی فضیلت نکلی اوس اہل کتاب کی جو مسلمان ہوجاوے اور اس غلام کی جو خدا کے اور میان کے دونون کے حقوق ادا کرے اور اس شخص کی جو اپنی لونڈی کو آزاد کرکے اوس سے نکاح کرلیوے **عَنْ** صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ **ترجمہ** دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے

بَابُ بَيَانِ نُزُوْلِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيْعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت عیسی علیہ السلام کے اترنے کا بیان اور شریعت محمدی کے موافق چلنے کا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتہ مین میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اوترینگے تمہمین

مریم کے بیٹے تم لوگون مین اور حکم کرینگے موافق اس شریعت کے اور انصاف کرین گے اور توڑ ڈالینگے ترسول کو
(جو نصاری نے بنا رکھی ہے اور اسکی پرستش کرتے ہین) اور مار ڈالینگے سور کو اور موقوف کردین گے جزیے
کو اور بہت دینگے مال کو یہانتک کہ کوئی نہ لیگا **ف** نووی نے کہا حضرت عیسی علیہ السلام توڑ ڈالینگے ترسول
کو اس سے یہ نکلتا ہے کہ منکرات اور لہو ولعب اور باطل کے آلات جیسے باجے اور رقص اور ویسے وغیرہ توڑ ڈالنا چاہیے
اور سور کا مارنا بھی اسی قسم مین سے ہے اور اس مین دلیل ہے اوس مذہب کی جو مختار ہے کہ سور کو ہم جہان پاوین
اگرچہ دار الکفر مین ہو اور ہم قادر ہون اوسکے قتل پر تو قتل کرین ہمسکو اور یہ قول شاذ ہے کہ اوسکو چھوڑ دین اور
یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسی موقوف کردین گے جزیے کو یہی صحیح معنے ہے حدیث کا یعنی
اوس زمانے مین کافرون کو حکم ہوگا یا مسلمان ہون یا قتل کیے جاوین جزیہ لینا موقوف کیا جاویگا ایسا ہی کہا
ہے امام ابو سلیمان خطابی نے اور قاضی عیاض نے نقل کیا بعض علما سے کہ حضرت عیسی جزیہ مقرر کرینگے
سب کافرون پر اور اسے بوجہ مال کی زیادتی ہوگی پر یہ صحیح نہین ہے اور ٹھیک معنی وہی ہے جو خطابی نے
کہا اور ہمیشہ تفسیر کرتے جمہور علما مگر اس صورت مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ حکم تو خلاف شریعت محمدی ہے
اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت عیسی موافق شریعت محمدی کے حکم کرینگے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم شریعت
محمدی کے خلاف نہین ہے اسلیے کہ جزیہ لینے کا حکم اوسی وقت تک ہے جب تک حضرت عیسی علیہ السلام کو نزول
نہین ہے اور جب یہ امر حدیث مین صریح ہے تو یہ حکم ہماری شریعت محمدی کا ہوا نہ عیسی علیہ السلام کا اور یہ جو فرمایا بہت
دینگے مال کو تو مطلب یہ ہے کہ عدل وانصاف کی وجہ سے برکت بہت ہوگی اور مال بڑھ جاویگا اور زمین اپنے
خزانے نکالدیگی جیسے دوسری حدیث مین آیا ہے یا لوگون کی رغبت مال کیطرف کم ہوگی بوجہ قرب قیامت
کے اسیلیے مال بہت پڑا رہیگا اور اسکو کوئی نہ لیگا سب اصل مال کو **عن** الزهري بهذا الاسناد
وفي رواية ابن عيينة اماما مقسطا وحكما عدلا وفي رواية يونس حكما عادلا ولم يذكر
اماما مقسطا وفي حديث صالح حكما مقسطا كما قال الليث وفي حديثه من الزيادة وحتى
تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها ثم يقول ابو هريرة اقرءوا ان شئتم وان من
اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته الآية ترجمہ زہری سے دوسری روایتین بھی ایسی ہی ہین
ابن عیینہ کی روایت مین ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام امام ہونگے انصاف کرنیوالے اور حاکم ہونگے عدل کرنے
والے اور یونس کی روایت مین ہے کہ حاکم ہون گے عدل کرنیوالے اور اسمین یہ نہین ہے کہ امام ہونگے انصاف کرنے

والے حکم لیست کی روایت میں ہے اور حق میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتنا بہت مال بہاوینگے کہ ایک
سجدہ اوس زمانے میں ساری دنیا سے بہتر ہوگا **ف** یعنے لوگون کی رغبت اوس زمانے میں عبادت کی
طرف زیادہ ہوگی بوجہ قرب قیامت کے اور مال سے نفرت ہوگی تو ایک سجدہ اونکے نزدیک دنیا ومافیہا سے بہتر
ہوگا اور قاضی عیاض نے کہا ایک سجدے کا ثواب اوس زمانے میں ساری دنیا کا مال تصدق کرنے سے زیادہ
ہوگا کیونکہ مال کی اوس وقت احتیاج نہ ہوگی بسبب کثرت کے اور سجدے سے مراد یہی ظاہری معنی ہے سجدے
کے یا نماز مقصود ہے **ف** پھر ابوہریرہ کہتے تھے اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو کوئی ایسا نہیں اہل
کتاب میں سے جو ایمان نہ لاوے عیسے پر اوس کے مرنے سے پہلے **ف** یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب
اوتریں گے تو اوس زمانے میں جو اہل کتاب ہونگے وہ ایمان لاوینگے اون پر اور یقین کرینگے
اپنی غلطی کو اور تصدیق کرینگے کہ وہ اللہ کے بندے تھے [illegible] سے معلوم ہوتا ہے
کہ ابوہریرہ کا مذہب [illegible] حضرت عیسیٰ کی طرف پھرتی ہے اور
یہی قول ہے [illegible] اکثر مفسرین کا [illegible] اہل کتاب کی طرف پھرتی ہو
[illegible] عیسیٰ پر ایمان نہ لاوے پہلے مرنے
[illegible] تھا [illegible]
[illegible] حالت میں قبول [illegible]
[illegible] اور کسی قسم کا کوئی [illegible]
[illegible] فرمایا [illegible]
[illegible] تو [illegible] اور [illegible] موافق آیت [illegible]
[illegible] حضرت عیسیٰ کے زمانے میں ہوگا اور دوسری روایت کے موافق ایک کتابی بھی نہ رہیگا [illegible]
اسکی قرأت قبل موتہم کی اور بعضوں نے یہ کہا کہ ضمیر بہ کی پیغمبر کی طرف پھرتی ہے اور موتہ کی کتابی کی
طرف اور معنی آیت کا یہ ہو کہ ہر ایک کتابی ایمان لاویگا ساتھ پیغمبر اپنے مرنے سے پہلے واللہ اعلم
(ومنہ) وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لینزلن ابن مریم
حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ ولیترکن
القلاص فلا یسعی علیہا ولتذہبن الشحناء والتباغض والتحاسد ولیدعون الی المال

فلا یقبلہ احد ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی مریم کے بیٹے اتریں
گے آسمان سے اور وہ حاکم ہونگے عدل کرینگے تو توڑ ڈالیں گے صلیب کو اور مار ڈالیں گے سور کو اور موقوف
کر دینگے جزیہ کو اور چھوڑ دینگے جوان اونٹ کو پھر کوئی محنت نہ کرے گا اوس پر ف یعنی کوئی اس کی پرواہ
نکریگا نہ اوسکی خدمت کریگا اسوجہ سے کہ دنیا کے مال بہت ہو جاوینگے لوگوں کو حاجت نہ ہوگی اور دوسرے قیامت
قریب ہوگی اور سب جلدی جلدی اپنی عاقبت کی فکر میں لگے ہونگے قاضی عیاض نے اور صاحب مطالع نے کہا لا یسعی علیہا
کے معنے یہ ہیں کہ اوسکی زکوۃ نہ مانگیں گے اسوجہ سے کہ زکوۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا اور یہ تاویل باطل ہے کئی وجوہ سے
اور ٹھیک وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا (نووی) ف اور لوگوں کے دلوں میں سے کپٹ اور دشمنی
اور جلن جاتی رہے گی اور بلاوینگے وہ لوگوں کو مال دینے کے لیے لیکن کوئی قبول نہ کرے گا اسوجہ سے کہ حاجت
نہوگی اور مال کثرت سے ہر ایک کے پاس ہوگا عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے ہوگے تم جب مریم کا بیٹا اترے گا تم لوگوں میں اور تمہارا امام
تم ہی میں سے ہوگا عن ابی ھریرۃ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم
اذا نزل ابن مریم فیکم فامکم ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اتریں گے تم میں اور امامت کرینگے تمہاری عن ابی ھریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فامکم منکم
فقلت لابن ابی ذئب ان الاوزاعی حدثنا عن الزہری عن نافع عن ابی ھریرۃ وامامکم
منکم قال ابن ابی ذئب تدری ما امکم منکم قلت تخبرنی قال فامکم بکتاب
ربکم تبارک وتعالی وسنۃ نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اتریں گے تم لوگوں میں پھر امامت کرینگے
تمہاری تم ہی میں سے ولید بن مسلم نے کہا میں نے ابن ابی ذئب سے کہا مجھ سے اوزاعی نے حدیث بیان کی زہری
سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابو ہریرہ سے اوس میں یہ ہے کہ امام تمہارا تم ہی میں سے ہوگا ابن ابی ذئب نے
کہا تو جانتا ہے اسکا مطلب کیا ہے امامت کرینگے تمہاری تم ہی میں سے کہا بتلاؤ انہوں نے کہا امامت کرینگے
تمہاری تمہارے رب کی کتاب سے اور تمہارے پیغمبر کی سنت سے ف یعنی تابع ہونگے

شریعت محمدی کے اور پیروی کرینگے قرآن اور حدیث کی تو حضرت عیسی علیہ السلام اگرچہ پیغمبر ہین پر اون کی
پیغمبری کا زمانہ ہمارے پیغمبر کے ظہور سے ختم ہوگیا اب جو وہ دنیا مین آوینگے تو ہمارے پیغمبر کی امت مین شریک ہو کر
قرآن اور حدیث کے موافق عمل کرینگے — اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خود مجتہد مطلق
ہونگے اور قرآن اور حدیث سے احکام نکالینگے اور کسی مجتہد کے تابع نہونگے اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ
پیغمبر کہ ایک مجتہد کا مقلد ہو اور باطل ہے وہ خیال حنفیہ کا کہ عیسی علیہ السلام امام ابو حنیفہ کے مذہب پر چلینگے
بلکہ ایسے خیال مین توہین حضرت عیسی علیہ السلام کی نکلتی ہے اور جن حنفیہ نے ایسا خیال کیا ہے اونکو علما
محققین نے رد کیا ہے اور خود حنفی مذہب کے علما نے اسکو باطل قرار دیا ہے اسیطرح یہ قول کہ امام مہدی
علیہ السلام ابو حنیفہ کے مقلد ہونگے یا حضرت خضر علیہ السلام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے یہ سب خرافات ہین جنکی
ایک دلیل بھی کتاب و سنت یا عقل سلیم سے نہین اور افسوس ہے اون علما پر جنہون نے بے سمجھے بوجھے ایسی واہی
باتون کو اپنی کتابون مین نقل کیا ہے مقلد لوگ ان باتون پر فریفتہ ہو جاتے ہین اصل یہی حال ہے اور امید ہے کہ حضرت
مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام دونون قرآن اور حدیث کی پیروی کے تابع ہونگے اور اہل حدیث
کے مددگار اور حامی ہونگے اور مجتہدین کے خیالات بالکل مٹ جاوینگے اور جو متعصب مقلد اور انکا [illegible] ہین
وہ ذلیل اور خوار ہونگے اور انکی تلوار سے قتل کیے جاوینگے اور سب اہل اسلام ایک ہی راہ پر ہوجاوینگے جو شخص
زندہ رہیگا وہ انشاء اللہ تعالی ہماری اس کلام کی تصدیق کرے گا اور ہمارا سلام ان دونون حضرت کی خدمت
مین پہنچا دیگا اور ہمارے جی مین [illegible] آرزو ہے کہ [illegible] دیکھنے کی اور ہمارا
بھروسا تو بالکل ہمارے خداوند پر ہے جو ہمارا مالک ہے زندگی اور موت کے بعد اور ہمکو اسکی غلامی اور بندگی کا فخر
ہے دنیا اور آخرت مین یا اللہ خداوند ہمکو اپنی غلامی مین قبول فرما اور ہمارا دل اپنی یاد
مین لگا دے اور ہمکو فنا کر دے اپنے عشق اور محبت مین آمین یا رب العالمین عن جابر بن
عبد اللہ یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون
علی الحق ظاہرین الی یوم القیمۃ قال فینزل عیسی بن مریم فیقول امیرہم تعال صل
لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ہذہ الامۃ ترجمہ جابر بن عبد اللہ
سے روایت ہے کہ مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا
لڑتا رہیگا کافرون اور مخالفون سے حق پر قیامت تک وہ غالب رہیگا پھر عیسی بن مریم علیہ السلام اترینگے

اور اس گروہ کا امام کہے گا آئے نماز پڑھا دیجئے (حضرت عیسی سے کہیگا) وہ کہینگے نہین تم ہی مین سے ایک دوسرے پر حاکم رہین یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالی عنایت فرماوے گا اس امت کو **ف** کہ اتنے بڑے پیغمبر روح اللہ مسلمانون کے امام کی امامت قبول فرماوینگے اور اُن کے پیچھے نماز پڑھینگے سبحان اللہ حضرت عیسی علیہ السلام ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرینگے ہمارے پیغمبر نے بھی ایکبار عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھی ہے دوسرے یہ کہ اس زمانے مین مسلمانون کے امام مہدی علیہ السلام ہونگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بڑے فضیلت اور بزرگی والے ہونگے (رضی ہو اللہ ان سے) **باب**

بَیَانِ الزَّمَنِ الَّذِیْ لَایُقْبَلُ فِیْهِ الْاِیْمَانُ اوس زمانہ کا بیان جب ایمان مقبول نہوگا **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا اٰمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ فَیَوْمَئِذٍ لَایَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہوگی جب تک آفتاب پچھم سے نہ نکلے پھر جب آفتاب پچھم سے نکلیگا اسوقت سب آدمی ایمان لاوینگے (خدا پر اتنی بڑی نشانی دیکھکر) لیکن اس دن کا ایمان فائدہ نہ دیگا اوس شخص کو جو پہلے ایمان نہین لایا یا اوسنے ایمان کے ساتھ نیکی نہین کی **ف** اسلیے کہ خدا تو اس ایمان کو منظور کرتا ہے جو غیب پر ہو اور جب سب نشانیان کھل گئین اور قیامت آگئی اسوقت تو کافر اور مومن سب ہی کو خدا پر یقین ہوجاویگا۔ قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اہلحدیث اور فقہا اور متکلمین اہلسنت کے نزدیک مگر باطنیہ نے (باطنیہ ایک فرقہ ہے صوفیون مین سے جو ساری آیتون اور حدیثون کو ظاہری معنے سے پھیر کر ایک دوسرا ہی مطلب نکالتا ہے اور مخالف ہے اور صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین کی روش کے اور یہ فرقہ چھوٹا بچہ ہے نیچری اور فلسفی اور دہری حکیمون کا) اس مین تاویل کی ہے انتہی مترجم کہتا ہے کہ مین نے اہل باطل کی تاویلات پر ایک مدت تک غور کیا اور ان کے عقل اور اسباب کو دیکھا تو اکثر تاویلات اس قسم کی پائین کہ وہ تاویل کرنیوالون کے لیے مفید نہوئین بلکہ جو قباحتین اونہون نے اپنی سوء فہم سے ظاہری معنے مین خیال کیے تھے اوس سے وہ چند زیادہ مفاسد تاویلی معنے مین پیدا ہوگئے باوجود اسکے وہ لوگ اپنے تاویل ہی پر اڑے رہے اور یہ ایک وسوسہ ہے شیطان کا خدا اس سے بچاوے مین کہتا ہون اسی قسم کی ہے تاویل استوار کے ساتھ استیلا کے اور تاویل نزول کی ساتھ

نزول رحمت کی اور تاویل سمع اور بصر وغیرہ صفات الہیہ کی اور بعضی تاویلات ایسی دیکھین کہ اون مین تاویل کی
علت موافق عقیدہ صاحب تاویل کے معلوم نہین ہوتی اب اوسکی تاویل کرنا دو وجہ سے خالی نہین یا وہ تاویل والا
درحقیقت اوس عقیدے پر نہین جسکو ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ عقیدہ اپنے تئین ذلیل اور رسوا انکے شکنجے یا اپنے
سے بچنے کے لیے اوسنے صرف زبان سے اپنی طرف منسوب کیا ہے یا دیدہ و دانستہ حماقت اور سفاہت مین مبتلا
ہے کہ تاویل ضرور نہ ہونے کیصورت مین بھی تاویل کرتا ہے ۔ اس حدیث مین جو یہ آیا ہے کہ قیامت قائم نہ
ہوگی جب تک آفتاب پچھم سے نہ نکلے تو اہلسنت نے اسکو اپنے ظاہری معنے پر محمول کیا ہے کیونکہ آفتاب کا
پچھم سے نکلنا نہ محال ہے نہ خلاف عقل ہے نہ خداوندکریم کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید ہے اس لیے کہ جسنے زمین
کو مغرب سے مشرق کیطرف متحرک رکھا ہو وہ دنیا کو ختم کرتے وقت اگر اوسکو مشرق سے مغرب کیطرف متحرک
کردیوے تو کیا مشکل ہے اب باطنیہ نے جو حدیث مین تاویل کی تو دو حال سے خالی نہین یا یہ تو یہ وہ باطنیہ
ہین جو درحقیقت دہری اور طبعی اور نیچری ہین اور خداوندکریم کے انکار کرنیوالے اس صورت مین انکو
تاویل کی ضرورت ہی پہ جو معاذ اللہ اس قسم کا بداعتقاد ہو کہ خداوندکریم یا اوسکی صفات کاملہ جیسے علم اور قدرت
وغیرہ کا منکر ہو تو اوسکو ضرورت ہی کیا ہے کہ پہلے حدیث اور قرآن کو تسلیم کرے اور بعد اوسکی تاویل کے
درپے ہو اوس کے نزدیک تو دین اور ملت کوئی چیز ہے نہین اور اسنے جو جڑ کاٹ دی معاذ اللہ خدائی اور
پیغمبری کی پھر ایسے لوگون سے جب آیات یا احادیث مین تاویلات مسموع ہوتی ہین تو اور زیادہ انکی خباثت
اور نادانی کا ثبوت ہوتا ہے اسی قبیل سے ہے وہ جو بعض باطنیہ اہل الحاد نے ہمارے زمانے مین معجزات
اور وحی اور حشر و نشر وغیرہ مین تاویل کی ہے اور فرشتون اور شیاطین مین اور جنون کا انکار کیا ہے
یا یہ وہ باطنیہ ہین جو خداوندکریم اور اوسکی صفات کاملہ اور اصول دین کے قائل اور معترف ہین پھر ایسے
لوگون کو کونسی ضرورت آن پڑی ہے جو حدیث مین تاویل کرین اور یہ امر یعنے آفتاب کا پچھم سے
نکلنا ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کا پورب سے نکلنا پھر جیسے آفتاب کو پورب سے نکلنے مین کسی قسم کا استبعاد نہین
اسی طرح سے پچھم سے نکلنے مین بھی کوئی استبعاد نہین اور پورب اور پچھم اور شمال اور جنوب یہ چارون جہتین اعتباری
ہین اور ہر ایک ملک اور قطعہ زمین کے لحاظ سے ان مین تبدل اور تغیر ہوتا رہتا ہے غرض متعین نہ مشرق
ہے نہ مغرب بلکہ آفتاب چھہ مہینے تک افق کے قریب اوسکی اوپر رہتا ہے اور چھہ مہینے تک اوس کے نیچے علاوہ
اسکے طلوع اور غروب آفتاب کو اگر موافق قواعد فلسفہ قدیم کے دیکھین تو زمین کے ایک ذرے سے حرکت غیر معمولی

سے جو فنائے عالم کے وقت قیاس سے بعید نہین نقطہ مشرق مغرب اور نقطہ مغرب مشرق ہو سکتا ہے اور اگر موافق فلسفہ
جدید کے دیکھیں تو زمین کی حرکت ذاتی جو اپنے محور پر ہے اور حرکت مداری جو گرد آفتاب کے ہے دونون معلول ہین
جذب اور کشش آفتاب اور ثقل ذاتی زمین کی پھر جب فنائے عالم کے قریب اس نظام شمسی کے تمام نسبتون اور حالتون
مین تغیر پیدا ہو تو بدلنا نقطہ مشرق اور مغرب کا کیا بعید ہے دوسرے یہ کہ اگر نظام شمسی اپنی حالت پر باقی رہے تب
بھی حرکت ذاتی زمین کی دونون طرف سے جائز الوقوع ہے جیسے ایک گولی کو ادھر سے ادھر پھرا دین یا ادھر سے
وہ ہر حالت مین اپنی محور پر پھرے گی اور یہ کچھ بعید از عقل نہین عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ترجمہ ابوہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ
مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ
ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتین جب ظاہر ہوں ... یا نیک کام نہین کیا
ایک تو نکلنا آفتاب کا مغرب سے ڈوبنے کی جگہ سے دوسرے دجال کا نکلنا تیسرے دابۃ الارض کا نکلنا ف یعنی
زمین مین سے ایک جانور پیدا ہوگا جو مومنون اور کافرون مین تمیز کر دے گا عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ
قَالَ اِنَّ هٰذِهِ تَجْرِیْ حَتّٰى تَنْتَهِیَ اِلٰى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ
حَتّٰى يُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ
تَجْرِیْ حَتّٰى تَنْتَهِیَ اِلٰى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً وَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يُقَالَ
لَهَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِیْ لَا يَسْتَنْكِرُ
النَّاسَ مِنْهَا شَيْئًا حَتّٰى تَنْتَهِیَ اِلٰى مُسْتَقَرِّهَا ذَاكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيُقَالُ لَهَا ارْتَفِعِیْ اَصْبِحِیْ
طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكِ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ
مَتٰى ذَاكُمْ ذَاكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِيْمَانِهَا
خَيْرًا ترجمہ ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے ایکدن فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ سورج
کہان جاتا ہے ف ظاہر حدیث سے تائید ہوتی ہے فلسفہ قدیم کے خیال کی کہ زمین ساکن ہے اور آفتاب
حرکت کرتا ہے مگر درحقیقت ایسا نہین کیونکہ مراد یہان آفتاب کے جانے سے روزمرہ کا طلوع اور غروب نہین ہے

ہو جاوین تو اسوقت کسی کو ایمان لانیکی فائدہ نہوگا اسکو جو پہلے سی ایمان

زمین کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے ۔ بلکہ مقصود وہ حرکت ہے آفتاب کی جو اوس کے منازل مین ہے جیسے کلبی سے منقول
ہے اور قتادہ اور مقاتل نے کہا کہ آفتاب چلا جارہا ہے ایک میعاد معین تک واحدی نے کہا پھر اسکا ٹھہرنا
اوسوقت ہوگا جب دنیا ختم ہوگی پر اس صورت مین حدیث کا مطلب ذہن نشین نہین ہوتا کیونکہ حدیث
سے روز تحت العرش جانا اور سجدہ کرنا ثابت ہوتا ہے نووی نے کہا ایک جماعت مفسرین ظاہر حدیث کیطرف
گئی ہے واحدی نے کہا اس صورت مین ہر روز جب آفتاب ڈوبتا ہے تو تحت العرش ٹھہرتا ہے یہانتک کہ وہ
طلوع کرے گا مغرب سے مگر اس مین یہ اشکال ہے کہ آفتاب کا غروب تو ہر ساعت اور ہر لحظہ جاری ہے اس لیے کہ زمین
بشکل کرہ ہے اور اسکے اطراف و جوانب کے رہنے والون کے لحاظ سے ہر ایک کے افق مختلف مین پھر غروب ہوتا ہے
ایک قوم پر اور طلوع ہوتا ہے دوسری قوم پر اور ایک جگہہ غروب ہوتا ہے اور دوسری جگہہ نہین ہوتا اور
اگر افق سے افق حقیقی مراد ہو جسکی وجہ سے زمین کے برابر دو حصے ہو جاتے ہین ایک فوقانی اور ایک تحتانی تو
یہ اشکال رفع ہو جاوے گا واللہ اعلم بمراد رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ❋ اونہون نے کہا کہ اللہ اور اس کا
رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا یہ چلا جاتا ہے یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر عرش کے تلے آتا ہے وہان
سجدے مین گرتا ہے (اس سجدہ کا مفہوم اللہ ہی جانتا ہے) پھر اسی حال مین رہتا ہے یہانتک کہ اسکو حکم ہوتا
ہے اونچا ہوجا اور جا جہان سے آیا ہے وہ لوٹ آتا ہے اور اپنے نکلنے کی جگہہ سے نکلتا ہے پھر چلتا رہتا ہے
یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر عرش کے تلے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے پھر اسی حال مین رہتا ہے یہان
تک کہ اوس سے کہا جاتا ہے اونچا ہوجا اور لوٹ جا جہان سے آیا ہے وہ نکلتا ہے اپنے نکلنے کی جگہہ سے
پھر چلتا ہے اسی طرح ایک بار اسی طرح چلیگا اور لوگون کو کوئی فرق اوس کی چال مین معلوم نہ ہوگا یہانتک
کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر آوے گا عرش کے تلے اسوقت اوس سے کہا جاوے گا اونچا ہوجا اور نکل پچھم کی
طرف سے جدھر تو ڈوبتا ہے وہ نکلے گا پچھم کیطرف سے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو یہ
کب ہوگا (یعنے آفتاب کا پچھم سے نکلنا) یہ اسوقت ہوگا جب کسیکو ایمان لانا فائدہ نہ دیگا جو پہلے سے ایمان
نہ لایا ہو یا اوسنے نیک کام نہ کیے ہون اپنے ایمان مین عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْھَبُ ھٰذِہِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُلَیَّۃَ ترجمہ
ابوذر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ ھَلْ تَدْرِیْ اَیْنَ

تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَاْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ قَالَ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا قَالَ ثُمَّ قَرَاَ فِيْ قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے مین مسجد مین گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے جب آفتاب ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے ابوذر تو جانتا ہے یہ آفتاب کہان جاتا ہے مین نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ جاتا ہے اور اجازت مانگتا ہے سجدہ کی پھر اوسکو اجازت ملتی ہے ایکبار اس سے کہا جاویگا لوٹ جا جہان سے آیا ہے تو وہ نکل آوے گا پچھم کیطرف سے پھر عبد اللہ کی قرات کے موافق یون پڑہا وذلک مستقر لہا یعنی مقام ٹھہرنیکا ہے آفتاب کے **عَنْ** اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَلَا وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت کو آفتاب چلا جارہا ہے اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر جانے کے لیے آپ نے فرمایا اوس کے ٹھہرنے کی جگہہ عرش کے تلے ہے **ف** یہ آفتاب کا چلا جانا ایک فضا مین جو بعید وسیع ہے اور جسکی مقدار کو سوا خدا کے کوئی نہین جانتا فلسفۂ جدید کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہین کہ آفتاب جو ہمارے نظام کا مرکز ہے مع اپنے سب سیارون کے ایک حرکت تدریجی کر رہا ہے ایک نقطہ کیطرف جسکو بعد کو سوا اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا اور جب یہ حرکت ختم ہوگی تو ضرور ایک انقلاب عظیم اس نظام شمسی مین واقع ہوگا اور شاید وہی انقلاب لسان شرع مین قیامت سے تعبیر کیا گیا ہو واللہ اعلم

بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اب اس بات کا بیان شروع ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی یعنی اللہ کا پیام اوترنا

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ يَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ اُوْلَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَاْ قَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ

خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم
فرجع بها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجف بوادرہ حتی دخل علی خدیجۃ فقال زملونی
زملونی فزملوہ حتی ذہب عنہ الروع ثم قال لخدیجۃ ای خدیجۃ ما لی واخبرہا
الخبر قال لقد خشیت علی نفسی قالت لہ خدیجۃ کلا ابشر فواللہ لا یخزیک اللہ ابدا
واللہ انک لتصل الرحم وتصدق الحدیث وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف
وتعین علی نوائب الحق فانطلقت بہ خدیجۃ حتی اتت بہ ورقۃ بن نوفل ابن اسد بن
عبد العزی وہو ابن عم خدیجۃ اخی ابیہا وکان امرأ تنصر فی الجاہلیۃ وکان یکتب الکتاب
العربی ویکتب من الانجیل بالعربیۃ ما شاء اللہ ان یکتب وکان شیخا کبیرا قد عمی فقالت
لہ خدیجۃ ای عم اسمع من ابن اخیک قال ورقۃ بن نوفل یا ابن اخی ماذا تری فاخبرہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر ما رای فقال لہ ورقۃ ہذا الناموس الذی انزل
علی موسی یا لیتنی فیہا جذعا یا لیتنی اکون حیا حین یخرجک قومک قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم او مخرجی ہم قال ورقۃ نعم لم یأت رجل قط بما جئت بہ الا عودی (بمثل ما)
وان یدرکنی یومک انصرک نصرا مؤزرا ۔ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے انہوں نے کہا پہلے
پہل جو وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع ہوئی وہ یہی تھی کہ آپ کا خواب سچا ہونے لگا تو آپ جب کوئی
خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح نمودار ہوتا **ف** یعنی اس کی تعبیر ہوتی صاف اور کھلی کھلی ہر
قسم کا شبہ اس میں نہ ہوتا علماء نے کہا ہے کہ یہ حالت چھ مہینے تک رہی نبوت سے پہلے اس کے بعد حضرت جبرئیل
علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے اور بھید اس میں یہ تھا کہ اگر دفعۃً پہلے ہی سے حضرت جبرئیل آپ کے پاس آجاتے
تو شاید آپ گھبرا جاتے اور بشریت کی وجہ سے ایسی بڑی نبوت کا بار اٹھ نہ سکتا ۔ یہ حدیث صحابہ کی مراسیل
سے ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی عمر اتنی نہ تھی کہ انہوں نے خود یہ قصہ دیکھا ہو بلکہ حضرت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یا کسی صحابی سے سنا ہوگا اور مرسل صحابی کی باتفاق علماء حجت ہے اور نہیں خلاف کیا اس میں کسی نے
سوا ابو اسحاق اسفرائنی کے **ف** پھر آپ کو تنہائی کا شوق ہوا **ف** یعنی خلوت اور عزلت کا اور یہ
امر ہے جو مدار ہے انسانی ترقیات کا اور وظیفہ ہے ہر ایک ولی اور نبی اور صالح اور حکیم اور فیلسوف کا کوئی شخص
دنیا میں اعلیٰ درجہ کا نہیں گزرا جس نے خلوت اور عزلت کو اختیار نہ کیا ہو اور ایک مدت تک تنہا رہ کر فکر اور

مراقبہ نہ کیا ہو اور وجہ اسکی یہ ہے کہ تنہائی مین فکر خوب ہوتا ہے کیونکہ دل خالی ہوتا ہے مشاغل سے تو
اسکو موقع ملتا ہے ایک مطلب کیطرف بخوبی متوجہ ہونیکا اور ہر ایک مبتدی کو حالت استغراق پیدا کرنیکے
لیے اول تنہائی ضرور ہے پھر جب قوت حاصل ہوجاتی ہے اور اسکا ملکہ ہوجاتا ہے تو تنہائی کی ضرورت
نہین رہتی وہ لوگون مین بیٹھکر بھی ایک ہی مطلب کیطرف اپنے دلکو پوری طرح لگا سکتا ہو اسیلیے بعد از
نبوت کے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو تنہائی کی ضرورت نہ تھی **ف** آپ حرا کی غار مین اکیلی تشریف
رکھتے **ف** حری باہر از مکہ جانے چلی ایک پہاڑ ہے مکہ سے تین میل پر جو شخص مکہ سے منا کو جاوے تو بائین
ہاتھ پر پڑتا ہے اب وہان ایک قبہ بنا ہوا ہے اور اس پہاڑ کو جبل نور کہتے ہین **ف** وہان عبادت کیا
کرتے کئی کئی راتون تک اور گھر مین نہ آتے اپنا توشہ ساتھ لیجاتے پھر حضرت ام المومنین خدیجہ پاس لوٹ
کر آتے وہ اور توشہ اوتنا ہی تیار کر دیتین یہانتک کہ ایک ہی ایکا آپ پر وحی اوتری (اور آپ کو وحی کی
توقع نہ تھی) آپ اسی حرا کی غار مین تھے کہ فرشتہ آپ پاس آیا اور اس نے کہا پڑھو آپ نے فرمایا مین پڑھا ہوا
نہین آپ نے فرمایا اس فرشتہ نے مجھے پکڑکر دبوچا اتنا کہ وہ تھک گیا یا مین تھک گیا **ف** یعنی خوب
ہی دبوچا زور سے اور ظاہر یہی ہے کہ حضرت تھک گئے ہونگے کیونکہ فرشتون کو خداوند تعالی نے بہت طاقت
دی ہے اور وہ تھکتے نہین علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فرشتہ کون تھا اکثر یہ کہتے ہین کہ حضرت
جبرئیل علیہ السلام تھے کیونکہ وحی کا کام اونہی کو ہے اور بعضون نے کہا اسرافیل تھے اور یہ جو حضرت نے
فرمایا مین پڑھا ہوا نہین اس سے یہ غرض ہے کہ مین نے کوئی کتاب نہین پڑھی یا مین اچھی طرح پڑھ نہین سکتا
کیونکہ امی ہونا دوسرے کے پڑھانے سے پڑھنے کا مانع نہین اور بعضون نے کہا کہ اس فرشتے نے ایک صحیفہ حریر
کا آپکے ہاتھ مین دیا تھا جب آپنے فرمایا **ف** پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ مین نے کہا مین پڑھا ہوا نہین
اوس نے پھر مجھے پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ تھک گیا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ مین نے کہا مین پڑھا نہین اس
نے پھر مجھکو پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ تھک گیا **ف** اس دبوچنے سے یہ مقصود تھا کہ نور ملکی آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے تمام جسم شریف مین سرایت کرے اور آپکا دل خوب متوجہ ہو اور اسیوجہ سے بار بار یہ امر
کیا **ف** پھر چھوڑ دیا اور کہا اقرا باسم ربک الذی خلق اخیر تک یعنی پڑھ اپنے مالک کا نام لیکر جس نے تجھکو
پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹکی سے پڑھ اور تیرا مالک بڑی عزت والا ہے جس نے سکھلایا قلم سے سکھلایا
آدمی کو وہ جو نہین جانتا تھا **ف** اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ سب سے پہلے جو سورت قرآن کی

اوترہی وہی سورت ہو اور یہی صحیح ہے اور اتفاق ہے اسپر جمہور سلف اور خلف کا اور بعضون نے کہا
کہ سب سے پہلے سورہ مدثر اوتری ہے پر وہ قول صحیح نہین ہے اور بعضون نے اس حدیث سے یہ دلیل کی ہے
کہ بسم اللہ سورت کا جز نہین کیونکہ یہان بسم اللہ کو ذکر نہین کیا اوسکا جواب یہ ہو کہ شاید بسم اللہ بعد
کو اوتری ہو جیسے باقی سورت بعد کو اوتری (نووی) **ف** یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے
اور آپکے مونڈھے اور گردن کے بیچکا گوشت پھڑک رہا تہا ڈر اور خوف سے چونکہ یہ وحی کا پہلا مرتبہ
تہا اور آپکو عادت نہ تہی اسواسطے ہیبت چھا گئی) یہانتک کہ پہونچے حضرت خدیجہ کے پاس اور آپنے
فرمایا مجہے ڈہانپ دو ڈہانپ دو (کپڑون سے) انہون نے ڈہانپ دیا یہانتک کہ آپکا ڈر جاتا رہا اس
وقت آپنے بی بی خدیجہ سے فرمایا اے خدیجہ مجہے کیا ہوگیا اور سب حال بیان کیا اور کہا مجہکو اپنی جان
کا ڈر ہے **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ فرمانا آپکا اسوجہ سے نہ تہا کہ آپکو شک تہی اللہ کے پیغام
مین بلکہ آپ ڈرے کہ شاید اتنا بڑا بوجہہ آپسے اوٹھ نہ سکے اور جان نکل جاوے کیونکہ وحی کی سختی
سے بہت مشقت ہوتی ہے یا یہ خیال اسوقت تک ہو جبتک خواب مین نبوت کی بشارتین ہوئین
اور فرشتے کی آواز آپ نے سنی پر اوس سے ملاقات نہین کی تو آپکو خوف ہوا شیطان کا پر جب
فرشتے سے ملاقات ہو گئی اوسوقت تو کسی طرح کا شک نہین رہ سکتا اور نہ شیطان کے غلبہ کا ڈر رہ سکتا
تہا نووی نے کہا دوسری تاویل ضعیف ہو کیونکہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپنے یہ
فرشتے کی ملاقات کے بعد فرمایا **ف** خدیجہ نے کہا ہرگز نہین آپ خوش ہو جیے قسم اللہ کی اللہ
تعالی آپکو کبہی رسوا نہ کرے گا یا کبہی رنجیدہ نہ کرے گا آپ تو اللہ کی قسم ناتے کو جوڑتے ہین سچ
بولتے ہین بوجہ اوٹہاتے ہین (یعنی عیال اور اطفال و یتیم اور مسکین کے ساتہ سلوک کرتے ہین انکا
بار اوٹہاتے ہین) اور نادار کے لیے کمائی کرتے ہو اور خاطرداری کرتے ہو مہمان کی اور سچی آفتون مین
(جیسے کوئی قرضدار ہو گیا یا مفلس ہو گیا یا اوسکو کوئی تباہی آئی) مدد کرتے ہو لوگون کی **ف** سچی
آفتین کہین اسلیے کہ جو آفتین ناحق کی وجہ سے آوین جیسے کوئی فضول خرچی سے مفلس ہو جاوے یا ظلم
کرے اور بلا مین پہنس جاوے تو اوسکی مدد کرنا ضرور نہین سبحان اللہ بی بی ہو تو ایسی جیسے حضرت
خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا تہین جو اپنے خاوند کو مصیبت کیوقت مین تسلی اور تشفی دیوے اور ہر ایک
معاملہ مین صلاح نیک دیوے حضرت خدیجہ کی عقلمندی اور دانائی اور لیاقت اور استعداد کے ثبوت

کے لیے صرف یہی ایک حدیث کافی ہے مطلب اونکی گفتگو کا یہ ہے کہ آپکے اخلاق اور عادات اور خصائل تو
نہایت عمدہ ہین جنکی وجہ سے خدا بھی آپسے خوش ہے اور خلق خدا بھی راضی ہے پھر آپ پر آفت آنا عقل
کے خلاف ہے مطلب یہ ہے کہ ہماری شریعت مین اور نیز اگلی شریعتون مین جب غور اور خوض کرو تو معلوم
ہوتا ہے کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک قسم تو وہ جو خلق سے تعلق نہین رکھتی صرف خدا سے تعلق رکھتے ہین جیسے
شرک کرنا کفر کا اعتقاد رکھنا دوسرے وہ جو خلق سے تعلق رکھتے ہین جنکی وجہ سے خدا کی مخلوق کو تکلیف
ہوتی ہے رنج پہونچتا ہے تقریبا اکثر گناہ بلکہ سارے اسی قسم کے ہین جیسے زنا اور چوری اور ظلم اور سود
خواری غیبت اور حسد اور نفاق بخیلی وغیرہ پھر جو شخص دونون قسم کے گناہون سے پرہیز کرتا ہو اور بعوض
اسکے وہ نیکیان کرتا ہو جن سے خدا خوش ہوتا ہے اور خدا کی مخلوق بھی خوش ہوتی ہو وہ کاہیکو مصیبت
مین پڑیگا اوسکو تو روز بروز خوشی بڑھتی جاوے گی اور وہ ہمیشہ اپنے نیک اعمال کے اثر سے اور انکے
تصور سے خوش ہوا کرے یا رہیگا تو درحقیقت ہر ایک گناہ ایک زہر ہے جو انسان کی زندگی کو خراب کر دیتا
ہے اور عیش کو کرکرا اور تلخ بنا دیتا ہے اسی وجہ سے تمام شریعتون نے باتفاق گناہ سے منع کیا ہے مثلا جو شخص بخیلی
کریگا اور اپنے [illegible] محتاجون [illegible] والون وارثون کے حق اچھی طرح ادا نہ کریگا تو سب [illegible] اوسکو دشمن
سمجھینگے اور جہانتک ہوسکیگا اوسکے جان اور مال کو نقصان پہونچاوینگے جو شخص حسد کریگا وہ اپنے
ہاتھ سے اپنے تئین نقصان پہونچاویگا جو ظلم کریگا لوگ اوسکے دشمن ہوکر اوس سے بدلہ لینگے اسی طرح سارے
گناہون کا حال ہے کہ انجام اون کا اندوہ اور رنج ہے پھر جو شخص گناہ کو لذت سمجھکر کر بیٹھتا ہے وہ انجام مین
اور بار بار [illegible] اگر وہ خوب فکر کرتا تو اوسکو یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ گھڑی بھر کی لذت اوس
بے انتہا تکلیف کے سامنے جو آگے آنیوالی ہے کچھ حقیقت نہین رکھتی زنا کے وقت جو ایک آدھ لحظہ لذت
ہوتی ہے اوسکی کیا بساط ہے بمقابلہ ان آفتون کے سامنے جو زنا کرنیوالے کو آگے چلکر پیش آتی ہین کوئی
شریف آدمی اوس کے آنیکا اپنے گھر مین روادار نہین ہوتا کوئی اوسکے ہمسایہ رہنیکو پسند نہین کرتا جس
زنا کی اوس عورت کا اگر شوہر ہے تو وہ اوسکے خون کا پیاسا بن جاتا ہے اور جب قابو پاتا ہے اوسکو قتل کرتا ہے
اور جو شوہر نہین تو اوسکے اور عزیز و اقارب ناتے رشتے والے دشمن ہوتے ہین اوسکے مارنے کی فکر مین رہتے
ہین اور اگر فرض کرین کہ وہ عورت خود زانیہ ہو اور اسکے ناتے رشتے والے بھی نہ ہون یا ہون پر پرواہ نہ کرین تب
بھی یہ نقصان ہے کہ اس شخص کو زنا کی عادت پڑ جاتی ہے پھر ہر ایک عورت سے اس فعل کے کرنے پر مستعد رہتا

ہے اور نقصان پاتا ہے دوسرے اسکی بی بی اور بی بی کے عزیز و اقارب اوسکے دشمن بنجاتے ہین اور اکثر ایسے بدکردار خاوند اپنی بی بی کے ہاتہون جان دیتے ہین اور اگر یہ بھی نہ ہو تو زانیہ عورتون کے ساتہہ برا کام کرنے سے انسان کو طرح طرح کی بیماریان جیسے آتشک سوزاک جذام وغیرہ امراض خبیثہ لاحق ہوتے ہین جنکا اثر کئی پشت تک اولاد مین بہی چلا جاتا ہے اور جسکو یہ بیماریان لاحق ہوتی ہین اوسکی تو زندگی سے موت بہتر معلوم ہوتی ہے معاذ اللہ ایک آن کے مزے جو حلال طور سے بہی ممکن ہے ساری عمر کے لیے ایسی سخت تکلیف اوٹہانا عاقل کا کام نہین آب اس سے کوئی یہ نہ سمجہے کہ گناہ سے بچنے کا فائدہ صرف دنیا کی زندگی ہی مین ہے نہین بلکہ آخرت کے فائدے اسکے سوا ہین اور جو بیان اوپر ہم نے کیا اوس سے یہ غرض ہے کہ بعض لوگ جو کور ی سمجہہ ہین وہ خیال کرتے ہین کہ گناہون سے بچنا دنیا مین کوئی مفید نہین بلکہ اوسمین صرف آخرت ہی کا فائدہ ہے حالانکہ یہ خیال نری حماقت اور سفاہت کا خیال ہے شریعت اور مذہب پر چلنا اور بری باتون سے بچنا اور نیک کامون کو کرنا دنیا اور آخرت دونون کو درست کرتا ہے اور جیسے مذہب اور شریعت پر چلنے سے انسان آخرت کے عذابون سے بچیگا ویسے ہی دنیا کی آفتون اور رنجون سے بہی محفوظ رہیگا اگر کوئی یہ کہے کہ دنیا مین اچہے آدمیون پر بڑی بڑی مصیبتین اور تکلیفین ہوتی ہین اور بہت سے بدکارون نے ساری عمر چین اڑایا ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ چین اور مصیبت ظاہر بینون کی نظر مین ہے درحقیقت بدکارون کو کوئی چین نہین اور نیکون کو کوئی رنج نہین نیک شخص پر کیسی ہی آفت آوے مگر اوسکا دل اپنی بے قصوری اور پاکی کا تصور کرکے خوش ہے اور انجام اوس آفت کا راحت ہے اور بدکار کا دل ہر وقت قلق مین ہے کیسے ہی عیش کے سامان اسکو پاس موجود ہون مگر اوسکے دل مین اطمینان اور سکون نہین گناہ کی فکر ہے اور خدا کا خوف لگا ہوا ہے تو یہ سامان سب ہیچ ہے هٰذَا مَا اَلْهَمَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ **ت** پہر خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل پاس لے گئین اور وہ خدیجہ کے چچا زاد بہائی تہے کیونکہ ورقہ نوفل کے بیٹے تہے اور نوفل اسد کے اور خدیجہ خویلد کی بیٹی تہین اور خویلد اسد کے بیٹے تہے تو ورقہ اور خدیجہ کے باپ بہائی بہائی تہے اور جاہلیت کے زمانے مین وہ نصرانی ہوگئے تہے اور عربی لکہنا جانتے تہے تو انجیل کو عربی مین لکہتے تہے جتنا اللہ کو منظور ہوتا **ف** صحیح بخاری مین ہے کہ عبرانی لکہنا جانتے تہے اور انجیل کو عبرانی مین لکہتے تہے نووی نے کہا دونون صحیح ہین اور حاصل یہ ہے کہ وہ نصاری کے دین سے خوب واقف تہے اور انجیل کو خوب سمجہتے تہے کبہی اوسکو عبرانی مین لکہتے تہے کبہی عربی مین **ت** اور بہت بوڑہے تہے اونکی بینائی جاتی رہی تہی

(ڈرہانپنے کی وجہ سے) خدیجہ نے اون سے کہا اے چچا (وہ چچا کے بیٹے تھے پر بزرگی کے لیے انکو چچا کہا اور ایک روایت میں
چچا کے بیٹے ہیں) اپنے بھتیجے کی سنو ورقہ نے کہا اے بھتیجے میرے تم کیا دیکھتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ
کیفیت دیکھی تھی سب بیان کی ورقہ نے کہا یہ تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اوترا تھا **ف**
ناموس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں اور اصل معنی ناموس کے بھلی بات چھپانیوالا جیسے جاسوس بری بات چھپانیوالا
جبریل کو ناموس اسلیے کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راز کو یعنے وحی کو بندون تک پہونچاتے ہین **ف**
کاش میں اُس زمانے میں جوان ہوتا کاش میں زندہ رہتا اوس وقت تک جب تمہاری قوم تمکو نکالیگی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ مجھے نکالدین گے ورقہ نے کہا ہان جب کوئی شخص دنیا میں وہ لیکر آیا جو
تم لائے ہو (یعنے شریعت اور دین) تو لوگ اس کے دشمن ہوگئے اور جو میں اوس دن کو پاؤنگا تو اچھی طرح
تمہاری مدد کرونگا **ف** افسوس ورقہ کی زندگی نے وفا نہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں
نے مکے سے نکالا جیسے ورقہ نے کہا تھا **عن** عائشة انها قالت اول ما بدئ به رسول الله صلى
الله عليه وسلم من الوحي وساق الحديث بمثل حديث يونس غير انه قال فوالله لا يحزنك
الله ابدا وقال فقالت خديجة اي ابن عم اسمع من ابن اخيك **ترجمہ** ام المومنین عائشہ نے (ن: قالت)
دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اسمین اتنا فرق ہے کہ خدیجہ نے کہا قسم اللہ کی اللہ تمکو کبھی رنجیدہ نہ
کریگا (اور اگلی روایت میں یون تھا رسوا نہ کریگا) اور خدیجہ نے ورقہ سے کہا اے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے کی
بات (اور اگلی روایت میں یون تھا اے چچا سن اپنے بھتیجے کی بات) **عن** عروة بن الزبير يقول
عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم فرجع الى خديجة يرجف فؤاده واقتص الحديث بمثل (ن: بوادره)
حديث يونس ومعمر ولم يذكر اول حديثهما من قوله اول ما بدئ به رسول الله صلى الله
عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصادقة وتابع يونس على قوله فوالله لا يخزيك الله ابدا وذكر
قول خديجة اي ابن عم اسمع من ابن اخيك **ترجمہ** اس روایت میں یون ہے کہ آپ لوٹے
خدیجہ کیطرف اور آپکا دل کانپ رہا تھا اور اس میں یہ ذکر نہیں کہ سب سے پہلے جو وحی آپ پر شروع ہوئی
وہ سچا خواب تھا اور پہلی روایت کی طرح اس میں یہ ہے کہ قسم کی اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کریگا اور خدیجہ
نے ورقہ سے کہا کہ اے چچا کی بیٹے سن اپنے بھتیجے کی **عن** جابر بن عبد الله الانصاري وكان من
اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحدث قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

وهو يحدث عن فترة الوحي قال في حديثه فبينا انا امشي سمعت صوتا من السماء فرفعت
راسي فاذا الملك الذي جاءني بحراء جالسا على كرسي بين السماء والارض قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم فجئثت منه فرقا فرجعت فقلت زملوني زملوني فدثروني فانزل
الله تبارك وتعالى يا ايها المدثر قم فانذر وربك فكبر وثيابك فطهر والرجز فاهجر وهي
الاوثان قال ثم تتابع الوحي ترجمہ جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے اور وہ صحابی ہیں تھے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ ذکر کرتے تھے وحی موقوف ہو جانے کا ایک
بار میں جا رہا تھا میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے سر اٹھایا دیکھا تو وہی فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا
تھا ایک کرسی پر بیٹھا ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں یہ دیکھکر میں کھم گیا ڈر کے مارے اور لوٹ کر گھر میں
آیا میں نے کہا مجھ کو کپڑا اوڑھا دو کپڑا اوڑھا دو انہوں نے کپڑا اوڑھا دیا تب اللہ تعالی نے یہ سورت اوتاری
یا ایہا المدثر اخیر تک یعنی اے کپڑا اوڑھنے والے اوٹھ اور ڈرا لوگوں کو اور اپنے مالک کی بڑائی کر اور اپنے
کپڑوں کو پاک کر اور پلیدی کو چھوڑ دے پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی **ف** سب سے پہلے
آپ پر وہ آیتیں اتریں جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوئیں یعنی اقرا باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق
اقرا وربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم بعد اسکے ایک مدت تک جسکی تعیین میں اختلاف ہے وحی
موقوف رہی پھر یہ آیتیں اوتریں سورہ مدثر کے شروع کی بعد اسکی وحی کا تار بندھ گیا اور برابر آنے لگی نووی
نے کہا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ مدثر اوتری یہ ضعیف بلکہ باطل ہے اسی طرح جو لوگ کہتے
ہیں سب سے پہلے سورہ فاتحہ اوتری **عن** جابر بن عبد الله انه سمع رسول الله صلى الله عليه و
سلم يقول ثم فتر الوحي عني فترة فبينا انا امشي ثم ذكر بمثل حديث يونس غير
انه قال فجثثت منه فرقا حتى هويت الى الارض قال وقال ابو سلمة والرجز الاوثان
قال ثم حمي الوحي بعد وتتابع ترجمہ وہی جو اوپر گزرا اس میں یہ ہے کہ میں ڈر کے مارے سہم گیا یہاں تک
کہ زمین پر گر پڑا اور ابو سلمہ نے کہا کہ پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی اور تار لگ گیا۔
عن الزهري بهذا الاسناد نحو حديث يونس وقال فانزل الله تبارك وتعالى يا ايها عز وجل
المدثر قم فانذر وربك فكبر الى والرجز فاهجر قبل ان تفرض الصلوة وهي الاوثان
قال فجثثت منه كما قال عقيل ترجمہ وہی جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس وقت نماز فرض

ن اَبا سلمة
ن فقال

نہیں ہوئی تھی **عن** یحیی یقول سألت أیّ القرآن أنزل قبل قال یا أیها المدثر
فقلت أو اقرأ فقال سألت جابر بن عبد الله أیّ القرآن أنزل قبل قال یا أیها المدثر
فقلت أو اقرأ قال جابر أحدثکم ما حدثنا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال
جاورت بحراء شهرا فلما قضیت جواری نزلت فاستبطنت بطن الوادي فنودیت
فنظرت أمامي وخلفي وعن یمیني وعن شمالي فلم أر أحدا ثم نودیت فنظرت فلم أر
أحدا ثم نودیت فرفعت رأسي فإذا هو علی العرش في الهواء یعني جبریل فأخذتني
رجفة شدیدة فأتیت خدیجة فقلت دثروني فدثروني فصبوا علیّ ماء فأنزل الله
تعالی یا أیها المدثر قم فأنذر وربك فکبر وثیابك فطهر **ترجمہ** یحیی سے روایت ہے میں نے ابو سلمہ
سے پوچھا سب سے پہلے قرآن میں سے کیا اترا انہوں نے کہا یا ایہا المدثر میں نے کہا یا اقرأ انہوں نے کہا میں
نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا قرآن میں سے پہلے کیا اترا اونہوں نے کہا یا ایہا المدثر میں نے کہا یا اقرأ جابر نے
کہا میں تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کی تھی آپ نے فرمایا
میں حرا میں ایک مہینے تک رہا جب میری مدت مہینے کی پوری ہو گئی تو میں اترا اور وادی کے اندر چلا
کسی نے مجھ کو آواز دی میں نے سامنے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں دیکھا کوئی نظر نہ آیا پھر کسی نے مجھے آواز
دی میں نے دیکھا کسی کو نہ پایا پھر کسی نے مجھے آواز دی تو میں نے سر اوپر اٹھایا دیکھا تو وہ ہوا میں ایک تخت
پر ہیں یعنی جبرئیل علیہ السلام مجھ کو یہ دیکھ کر لرزہ چڑھ آیا سخت (ہیبت کے مارے) تب میں خدیجہ کے پاس
آیا اور میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھا دو کپڑا اوڑھا دو انہوں نے کپڑا اوڑھایا اور پانی میرے اوپر ڈالا (ہیبت
دور کرنے کے لیے) تب اللہ تعالی نے یہ آیتیں اتاریں یا ایہا المدثر قم فانذر وربك فکبر وثیابك فطهر
(انکا ترجمہ اوپر گزرا) **عن** یحیی بن أبي کثیر بهذا الإسناد وقال فإذا هو جالس علی عرش
بین السماء والأرض **ترجمہ** یحیی بن ابی کثیر سے اسی اسناد سے روایت ہے ترجمہ وہی جو اوپر گزرا اس میں
یہ ہے کہ وہ ایک تخت پر تھے زمین اور آسمان کے بیچ میں **باب** الإسراء برسول الله صلی الله علیه
وسلم إلی السموات وفرض الصلوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں پر تشریف لیجانا (یعنی معراج)
اور نمازوں کا فرض ہونا **ف** نووی نے کہا یہ بہت بڑا باب ہے اور میں اس باب میں مختصر مختصر مطالب
انہیں اپنے موقع پر بیان کرونگا اور قاضی عیاض نے معراج کے بارہ میں چند فقرے بہت عمدہ لکھے ہیں انہوں نے

نے کہا لوگون نے اختلاف کیا ہے کہ یہ معراج کس حالت مین تہا تو بعضون نے کہا کہ یہ سب خواب تہا اور جو حق
ہے اور اکثر سلف اور متاخرین نے اوسکو اختیار کیا ہے فقہا اور محدثین اور متکلمین مین سے وہ یہ ہے کہ معراج
بیداری کی حالت مین تہا اور آپ اپنے جسم کے ساتھ تشریف لے گئے تہے اور حدیثین اس امر پر دلالت کرتی ہین
اور ظاہر سے عدول کرنے کے لیے کوئی وجہ نہین اور نہ یہ محال ہے تا کہ تاویل کی احتیاج ہو اور شریک نے معراج
کی روایت مین کئی جگہہ وہم کیا ہے جنپر انکار کیا ہے علما نے اور امام مسلم نے اسپر تنبیہ کی ہے اور کہا کہ شریک
نے اس روایت مین تقدیم اور تاخیر اور کمی اور بیشی کی ہے اور ایک اون مین سے یہ ہے کہ وہ معراج کو نبوت سے پہلے
نقل کرتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے معراج کم سے کم نبوت کے پندرہ مہینے کے بعد واقع ہوا اور حربی نے کہا
معراج ستائیسوین شب کو ربیع الثانی مین ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا اور زہری نے کہا معراج نبوت
کے پانچ برس بعد ہوا اور ابن اسحاق نے کہا معراج اوسوقت ہوا جب اسلام مکہ مین پہیل گیا تہا اور عرب
کے قبیلون مین اور ان سب قولون مین زہری اور ابن اسحاق کا قول زیادہ ٹہیک ہے اس لیے کہ سب نے
باتفاق کہا ہے کہ حضرت خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑہی نماز فرض ہونے کے
بعد اور اسمین اختلاف نہین کہ حضرت خدیجہ ہجرت سے تین سال پہلے گذر گئین اور بعضون نے
کہا پانچ سال پہلے دوسرے یہ کہ علما نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی پہر
معراج نبوت سے پہلے کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ جو شریک کی روایت مین ہے آپ سوتے تہے اور دوسری
روایت مین ہے کہ مین سونے اور جاگنے کے بیچ مین تہا خانہ کعبہ پاس تو اس سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ
معراج خواب مین تہا کیونکہ یہ حالت اوسوقت کی ہے جب آپ پاس فرشتہ آیا اور حدیث مین اسکا
کہان ذکر ہے کہ سارا قصہ خواب مین گذرا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا نووی نے کہا شریک کے سوا معراج
کی حدیثکو اور حافظون اور عالمون نے روایت کیا ہے جیسے ابن شہاب اور ثابت بنانی اور قتادہ نے انس
سے اور انہون نے شریک کی باتین بیان نہین کین اور شریک اہل حدیث کے نزدیک حافظ نہین تم ترجمہ
کہتا ہے کہ جن لوگون نے معراج کا حالت بیداری مین جسم کے ساتھ انکار کیا ہے اونکا انکار دو وجہ سے ہے
ایک تو یہ کہ اسقدر تیز حرکت قیاس مین نہین آتی کہ لاکہون کروڑون برس کا فاصلہ ایک جسم تہوڑے زمانے
مین طے کرے اور پہر اسکے اجزا مین اتصال قائم رہے دوسری یہ کہ آسمان مثل پیاز کے چہلکون کے ایک
پر ایک دوسرے پرت سے ملے ہوئے ہین اور وہ پہٹنے اور جڑنے کے قابل نہین ہین ۔ دوسرا شبہ تو صرف بطلیموس

کی تقلید سے پیدا ہوگیا تہا کیونکہ اوس نے نو آسمان ٹہوس اور سخت ایک پر ایک چڑہے ہوئے نکالے اور یہی نکالا
ہوا انتظام مسلمانون نے عربی زبان مین نقل کیا اور وہی مسلمانون مین شایع ہوا حالانکہ خود حکماء نے اس انتظام
کو باطل کر دیا اور آسمانون کا جسم ایسا سخت کہ جسمین کوئی چیز پہر نہ سکے غلط ہوا اور ثابت ہوا ہے کہ
ہزارہا تارے اور اجسام ان آسمانون مین جو فضا کیطرح معلوم ہوتا ہے پہرا کرتے ہین اور اگر یہ مان لیا
جاوے کہ آسمان ٹہوس اور سخت اجسام ہین تو یہ کہان سے معلوم ہوا کہ اون مین دروازے اور رستے
نہین ہین اور جو یہ بہی فرض کیا جاوے تو یہ کہان سے ثابت ہوا کہ وہ پہٹنے اور جڑنے کے لائق نہین ہین
جو دلیل اگلے حکماء نے آسمانون کے نہ پہٹنے پر قایم کی ہے وہ کئی جگہہ سے مخدوش ہے اور اسکے مقدمات
ممنوع ہین اب رہا پہلا امر تو اوسکا جواب یہ ہے کہ صرف قیاس مین نہ آنے سے کوئی امر محال نہین ہوسکتا
خود زمین کی حرکت کو دیکہو اٹہاون ہزار میل ایک گہنٹہ مین طے کرتی ہے یعنی توپ کے گولے سے ایک
سو بیس گنا جلد جا رہی ہے پہر نہ زمین کے اجزا مین تفرق ہوتا ہے اور نہ ہمکو کسی قسم کی پریشانی اوس
تیز حرکت سے حاصل ہوتی ہے اور جن لوگون کے نزدیک آفتاب متحرک ہے اور زمین ساکن ہے تو
آفتاب زمین سے دس کروڑ میل کے فاصلہ پر ہونے سے اوسکا مدار ساٹہہ کروڑ میل کا ہوا اور ساٹہہ کروڑ کو ہم
پر تقسیم کرو تو ہر ایک ساعت مین اڑہائی کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوئی حالانکہ اسقدر تیز حرکت سے بہی
نہ آفتاب کا جرم پہٹتا ہے نہ اوس کے اجزا مین تفرق ہوتا ہے اس سے بہی زیادہ تیز حرکت کو دیکہو
روشنی جو آفتاب سے ہم تک آپہونچتی ہے اوسکی حرکت ایک دقیقہ یعنی سکنڈ مین ایک لاکہہ چہیاسی ہزار میل ہے اگر
کوئی کہے کہ روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قایم ہے اور کلام جواہر کی حرکات مین ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ
خیال ہی غلط ہے کہ روشنی عرض ہو بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چہوٹے چہوٹے اجزا سے مرکب ہے اور وہ اجزا
نہایت تیزی کے ساتہہ روشن جسم سے سب طرف پہینکے جاتے ہین پہر جب حرکت کی تیزی کی کوئی انتہا
نہ نکلی اور نہ جسم کی سختی کی اس صورت مین خداوند کریم قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے کچہہ بعید نہین ہے کہ وہ
ایک جسم کو جتنی چاہے ایسے تیز روی عنایت فرما دے گو ہمارے قیاس اور عادت سے بعید ہو جاہلون نے اپنے ہی قیاس
سے معراج کو بعید سمجہہ کر اوسکا انکار کیا اور حضرت صدیق رض نے عقل سلیم سے کام لیا اور معراج کی تصدیق
کی وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ اُتِیْتُ بِالْبُرَاقِ وَھُوَ دَابَّۃٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ یَضَعُ حَافِرَہٗ عِنْدَ

منتهى طرفه قال فركبته حتى أتيت بيت المقدس قال فربطته بالحلقة التي يربط بها
الأنبياء قال ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين ثم خرجت فجاءني جبريل عليه
السلام بإناء من خمر وإناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبريل اخترت الفطرة قال ثم
عرج بنا إلى السماء فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من أنت قال جبريل قيل ومن معك
قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث إليه قال قد بعث إليه قال ففتح لنا فإذا
أنا بآدم صلى الله عليه وسلم فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا إلى السماء الثانية فاستفتح
جبريل عليه السلام فقيل من أنت قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه
وسلم قيل وقد بعث إليه قال قد بعث إليه ففتح لنا فإذا أنا بابني الخالة عيسى بن مريم ويحيى بن زكريا
صلوات الله وسلامه عليهما فرحبا ودعوا لي بخير ثم عرج بنا إلى السماء الثالثة فاستفتح جبريل
عليه السلام فقيل من أنت قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل
وقد بعث إليه قال قد بعث إليه ففتح لنا فإذا أنا بيوسف صلى الله عليه وسلم وإذا هو قد
أعطي شطر الحسن قال فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا إلى السماء الرابعة فاستفتح جبريل عليه
السلام قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قال وقد
بعث إليه قال قد بعث إليه ففتح لنا فإذا أنا بإدريس عليه السلام فرحب بي ودعا لي بخير قال
الله عز وجل ورفعناه مكانا عليا ثم عرج بنا إلى السماء الخامسة فاستفتح جبريل عليه السلام
قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث إليه
قال قد بعث قال ففتح لنا فإذا أنا بهارون عليه السلام فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا إلى
السماء السادسة فاستفتح جبريل عليه السلام قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال
محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث إليه قال قد بعث إليه ففتح لنا فإذا أنا بموسى عليه
السلام فرحب بي ودعا لي بخير ثم عرج بنا إلى السماء السابعة فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل
من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث إليه
قال قد بعث إليه ففتح لنا فإذا أنا بإبراهيم عليه السلام مسندا ظهره إلى البيت المعمور وإذا
هو يدخله كل يوم سبعون ألف ملك لا يعودون إليه ثم ذهب بي إلى السدرة المنتهى وإذا

وَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ
فَمَا اَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَاَوْحَى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً
فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً
فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ
اِسْرَآئِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى
فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ
اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَيْنَ مُوْسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ
لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً وَّمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ
عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ
سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ
التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے براق لایا گیا **ف** براق
بضم با اس جانور کا نام ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات کو سوار ہوئے تھے زبیدی اور صاحب
تحریر نے کہا کہ براق وہ جانور ہے جس پر تمام پیغمبروں نے سواری کی پر اور پیغمبروں کا سواری کرنا اس پر دلیل چاہتا
ہے ابن درید نے کہا براق برق سے نکلا ہے برق کہتے ہیں بجلی کو اس جانور کا نام براق ہوا اس لیے کہ اس کی
چال بجلی کی طرح تیز تھی اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ بجلی کی طرح صاف اور چمکدار تھا اور بعضوں نے
کہا اس لیے کہ وہ سفید تھا قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ اس جانور میں دو رنگ ہوں کیونکہ براق اس بکری کو
کہتے ہیں جس کی سفیدی میں سیاہ دھاریاں ہوں اور حدیث میں خود موجود ہے کہ وہ جانور سفید رنگ کا تھا تو
براق بھی سفید میں داخل ہے (نووی) **ف** اور وہ ایک جانور ہے سفید رنگ کا لمبا گدھے سے اونچا خچر
سے چھوٹا اپنے سم وہاں رکھتا ہے جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی ہے (تو ایک لمحہ میں آسمان تک جا سکتا ہے) میں
اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس تک آیا **ف** مقدس یا مقدس دونوں طرح ہیں اور مشہور معنی اس
کے ہیں پاکی کا گھر کیونکہ وہاں انسان گناہوں سے پاک ہوتا ہے یا وہ مکان خود پاک ہے بتوں کی نجاست
سے **ف** وہاں اس جانور کو حلقہ سے باندھ دیا جس سے اور پیغمبر اپنے جانوروں کو باندھا کرتے تھے (یہ حلقہ مسجد

کے دروازے پر ہے اور باندھ دینے سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی چیزون کی احتیاط اور حفاظت ضرور ہے
اور یہ توکل کے خلاف نہین (پھر مین مسجد کے اندر گیا اور دو رکعتین نماز کی پڑہین بعد اوسکے باہر نکلا تو حضرت
جبرئیل علیہ السلام دو برتن لیکر آئے ایک مین شراب تہا اور ایک مین دودہ مینے دودہ پسند کیا حضرت جبرئیل نے
کہا تم نے فطرت کو اختیار کیا ف نووی نے کہا اس روایت مین اختصار ہے اور مراد یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام
نے آپکو اختیار دیا کہ ان دونون برتنون مین سے جسکو چاہین اختیار کرین آپ نے دودہ پسند کیا جیسے دوسری
روایت مین الہم ہدیت کے صاف موجود ہے کہ آپکو الہام ہوا دودہ کے اختیار کرنیکا اور فطرت سے مراد اسلام اور
استقامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ تمنے اسلام کی علامت کو اور اسپر استقامت کو اختیار کیا اور دودہ اسلام کی
علامت اسوجہ سے ہوا کہ دودہ پاکیزہ چیز ہے اور پاک اچھا ہے اور شراب تو سب ناپاکیون کی جڑ ہے اور حال اور مآل
دونون اوسمین برائی پیدا کرنیوالا ہے اسیطرح مترجم کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ فطرت سے مراد یہان لغوی معنی فطرت کا ہو
یعنے پیدایش اور آفرینش اور مقصود یہ ہو کہ دودہ فطری غذا ہے انسان کی جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو اوسکی پرورش
بغیر دودہ کے مشکل ہے اور دودہ وہ غذا ہے جو نہایت مقوی ہے بعد الہضم جلد گوشت بنانے والا جسم کو پرورش کرنے
والا ہے اور اوسمین غذائیت اور مائیت دونون موجود ہین اور وہ فطری ہے یعنی پیدایشی ہے خداوند کریم نے اسکو
بنایا انسان کی صنعت کو اسمین دخل نہین برخلاف شراب کے کہ نہ اسمین غذائیت ہے جو انسان کے جسم کی
پرورش کے لیے کافی ہو نہ وہ فطری ہے بلکہ انسان کی ترکیب اور صنعت سے تیار ہوتا ہے اور جسقدر منفعت اس
سے حاصل ہوتی ہے اوس سے زیادہ ضرر اور نقصان پیدا ہوتا ہے ف پھر جبرئیل ہمارے ساتھ آسمان پر چڑہے
اور جب آسمان پر پہنچے تو فرشتون سے کہا دروازہ کھولنے کے لیے انہون نے پوچھا کون ہے جبرائیل نے کہا جبرئیل
ہے انہون نے کہا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے جبرئیل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین فرشتون نے پوچھا
کیا بلائے گئے تھے جبرئیل نے کہا ہان بلائے گئے تھے ف نووی نے کہا یہان سے کئی باتین معلوم ہوئین
ایک یہ کہ جب مکان والا اندر سے پوچھے کون ہے تو اوسکے جواب مین اپنا نام بیان کرے نہ یہ کہ مین کہے کیونکہ
اسکی ممانعت آئی ہے اور مین کہنا بے فائدہ ہے دوسرے یہ کہ آسمان مین دروازے ہین تیسرے یہ کہ دروازون پر
محافظ اور چوکیدار ہین ف پھر دروازہ کھولا گیا ہمارے لیے اور ہمنے آدم علیہ السلام کو دیکھا اونہون نے
مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی بہتری کی ف مرحبا وہ لفظ ہے جسکو عرب کے لوگ مہمان کے آنیکے وقت بولتے
ہین یعنی تم اچھے فراخ اور کشادہ جگہ مین آئے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی شخص ملاقات کو آئے اوسکی خاطرداری

کرنا اور کشادہ پیشانی سے ملنا اور اسکی تعریف کرنا بشرطیکہ وہ مغرور نہ ہو درست ہے اور یہ طریقہ ہے انبیا کا لت
پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ چڑہے دوسرے آسمان پر اور دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچہا کون ہے اونہون نے کہا جبرئیل
فرشتون نے پوچہا تمہارے ساتہہ دوسرا کون شخص ہے اونہون نے کہا محمد ﷺ ہین فرشتون نے کہا کیا انکو
حکم ہوا تہا بلانیکا جبرئیل نے کہا ہان انکو حکم ہوا ہے پہر دروازہ کہلا تو مین نے دونون خالہ زاد بہائیونکو
دیکہا یعنے حضرت عیسی بن مریم اور یحیی بن زکریا علیہما السلام کو ان دونون نے مرحبا کہا اور میرے لیے بہتری
کی دعا کی پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ تیسرے آسمان پر چڑہے اور دروازہ کہلوایا فرشتون نے کہا کون ہے جبرئیل
نے کہا جبرئیل فرشتون نے کہا تمہارے ساتہہ دوسرا کون ہے جبرئیل نے کہا محمد ﷺ ہین فرشتون نے کہا کیا انکو
پیغام کیا گیا تہا بلانے کے لیے جبرئیل نے کہا ہان انکو پیغام کیا گیا تہا پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت یوسف
علیہ السلام کو دیکہا اللہ نے حسن (خوبصورتی) کا آدہا حصہ انکو دیا تہا اونہون نے مرحبا کہا مجہکو اور نیک دعا
کی پہر جبرئیل ہمکو لیکر چوتہے آسمان پر چڑہے اور دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچہا کون ہے کہا جبرئیل پوچہا
تمہارے ساتہہ دوسرا کون ہے کہا محمد ﷺ ہین فرشتون نے کہا کیا انکو بلائے گئے ہین جبرئیل نے کہا ہان بلائے
گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے ادریس علیہ السلام کو دیکہا اونہون نے مرحبا کہا اور اچہی دعا دی مجہکو
اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہم نے اوٹہا لیا ادریس کو اونچی جگہہ پر (تو اونچی جگہہ سے یہی چوتہا آسمان مراد ہے)
پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ پانچوین آسمان پر چڑہے انہون نے دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچہا کون کہا
جبرئیل پوچہا تمہارے ساتہہ کون ہے کہا محمد ﷺ ہین فرشتون نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہین جبرئیل نے
کہا ہان بلائے گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکہا اونہون نے مرحبا کہا اور مجہے
نیک دعا دی پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ چہٹے آسمان پر چڑہے اور دروازہ کہلایا فرشتون نے پوچہا کون ہے
کہا جبرئیل پوچہا اور کون ہے تمہارے ساتہہ اونہون نے کہا محمد ﷺ ہین فرشتون نے کہا کیا خدا نے انکو پیام
بہیجا آنے کے لیے جبرئیل نے کہا ہان بہیجا پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت موسی علیہ السلام کو دیکہا
اونہون نے کہا مرحبا اور اچہی دعا دی مجہکو پہر جبرئیل ہمارے ساتہہ ساتوین آسمان پر چڑہے اور دروازہ
کہلوایا فرشتون نے پوچہا کون ہے کہا جبرئیل پوچہا تمہارے ساتہہ اور کون ہے کہا محمد ﷺ ہین فرشتون نے
پوچہا کیا انکو بلوائے گئے ہین اونہون نے کہا ہان بلوائے گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو دیکہا وہ تکیہ لگائے ہوئے تہے اپنی پیٹہ کا بیت المعمور کیطرف اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبلہ کیطرف پیٹہہ کرنا

بیٹھنا درست ہی) اور ستمین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین جو پہر کبھی نہین آتے **ف** بیت المعمور ایک
گھر ہے کعبہ کیطرح آسمانون کے اوپر اوسکو معمور اس لیے کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ آباد رہتا ہے ہر روز ستر ہزار فرشتے
وہان عبادت کیلیے آتے ہین جو پہر کبھی نہین آتے اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ فرشتے کتنے بے حساب ہین
ف پہر جبرئیل مجھکو سدرة المنتہی پاس لے گئے **ف** سدرة المنتہی ایک درخت ہی بیری کا ساتوین آسمان کے
کے اوپر وہ حد ہے فرشتون کے جانے کی یا حد ہی ان کے علم کی اوس سے آگے کا علم سوا خدا کے کسیکو نہین ہی
ابن عباس نے کہا اسکا نام سدرة المنتہی اسلیے ہوا کہ ملائکہ کا علم وہان تک ختم ہو گیا اور اس سے آگے کوئی
نہین بڑہا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عبد اللہ بن مسعود سے منقول ہی کہ اوسکو منتہی اس لیے کہتے ہین
کہ جو اوپر سے اوترتا ہے وہ وہان آکر ٹھہر جاتا ہے اور جو نیچے سے چڑہتا ہے وہ بہی وہان رک جاتا ہے یعنی خدا
کا حکم **ف** اوسکے پتے اتنے اتنے بڑے تہے جیسے ہاتھی کے کان اور اوسکے بیر جیسے قلہ (ایک بڑا گہڑا
جس مین دو مشک یا زیادہ پانی آتا ہے) پہر جب اوس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈہانکا تو اسکا حال ایسا ہو
گیا کہ کوئی مخلوق اسکی خوبصورتی بیان نہین کر سکتا **ف** یعنی جب اللہ جل جلالہ کی خاص تجلی اس وقت
پہنچی تو اس کا رنگ روپ ہی بدل گیا اور حسن و جمال ایسا بے نظیر ہو گیا جسکی تعریف بیان نہین ہو سکتی پہر کسی
مخلوق کی کیا مجال جو اپنے خالق ذو الجلال کی تعریف کر سکے **ف** پہر اللہ جل جلالہ نے ڈالا میرے دل
مین جو کچھ ڈالا اور پچاس نمازین ہر رات اور دن مین مجھپر فرض کین جب مین وہان سے اوترا اور حضرت موسی
علیہ السلام تک پہنچا تو اونہون نے پوچھا تمہارے پروردگار نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر مین نے کہا پچاس
نمازین فرض کین انہون نے کہا پہر لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس **ف** اس روایت سے
ثابت ہوتا ہے عقیدہ سلف اہلسنت کا کہ خدا تعالے اپنے عرش پر آسمانون کے اوپر ہے ورنہ لوٹ جانے کے
کیا معنے ہون گے **ف** اور تخفیف چاہو کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہوگی اور مین نے بنی
اسرائیل کو آزمایا ہے اور انکا امتحان لیا ہے مین لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس **ف** نووی
نے اس مقام پر یہ تاویل کی ہے کہ مین لوٹ گیا اوس مقام پر جہان مین نے خداوند کریم سے باتین کی تہین
اور پہر عرض کیا دوبارہ اور نقل کیا اسکو مولانا ابو الطیب نے سراج الوہاج مین اور پسند کیا اس تاویل کو حالانکہ
یہ تاویل مردود ہے اور نووی نے متاخرین متکلمین کی تقلید کرکے یہ تاویلین کی ہین خدا ان لوگون کو سمجہے اور
متکلمین خدا کو مکان سے منزہ خیال کرتے ہین اور علماء حدیث اور سلف صالحین کے نزدیک یہ پاس بیٹہنے کو کیا

آدمیون کی ضرورت نہین اوسطرح اوس کو بہی ضرورت اسکی نہین کہ اوسکا مکان عرش ہے اور وہ عرش سے فوق ہے پس مطلب
حدیث کا صاف ہے کہ بہت جگہ امت کے پاس پہونچ گیا اور جن لوگون نے یہ خیال کیا ہے کہ معاذ اللہ خدا
کی ذات ہر جگہ ہے اور عرش سے خدا کو کچھ خصوصیت نہین اون کے طریقہ پر معراج کی کوئی فضیلت
نہین نکلتی ہے اور نہ اوس کے کی کوئی خصوصیت معلوم ہوتی ہے کہ رات کیوقت ساتون آسمانون
کا سفر کچھ ضرور تہا کیونکہ اون کے نزدیک تو خدا زمین پر بہی ذات سے موجود ہے پہر ساتون آسمانون
کے اوپر جانے سے کیا مقصود تہا فی الحال یہ عقیدہ جہم بن صفوان سے پہیلا جس نے جس نے
بہت مسلمانون کو گمراہ کیا اور نجات کے رستہ سے دور کیا اللہ جل جلالہ نے اس
شیطان کے فریب سے بچاوے اور راہ استقامت اختیار کی اللہ تعالی
ہمکو سنت کی پیروی نصیب کرے اور اوسی پر خاتمہ کرے آمین یارب العالمین **ت**
اللہ جل جلالہ نے پچاس نمازین فرض کی تہین پانچ نمازین گہٹادین **ف** اس حدیث
سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ کلام کیا
اور خدا کی بات سنی جو لوگ کہتے ہین معاذ اللہ خدا بات نہین کرتا نہ اوسکی بات
سنی جاتی ہے وہ قرآن اور حدیثون کا انکار کرتے ہین جنسے صاف اللہ تعالی کا بات کرنا
ثابت ہے پہر اوترے یہانتک کہ حضرت موسی علیہ السلام پاس آیا اور کہا کہ پانچ
نمازین اللہ تعالی نے فرض کی ہین اونہون نے کہا تمہاری امت کو اتنی طاقت نہوگی تم پہر جاؤ اپنے رب
کے پاس اور تخفیف کراؤ آپ نے فرمایا مین اسیطرح پہرا اپنے پروردگار اور حضرت موسی کے بیچ مین پہرا
کیا یہانتک کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے محمد وہ پانچ نمازین ہین ہر دن اور ہر رات مین اور ہر ایک نماز
مین دس کا ثواب ہے تو یہی پچاس نمازین ہوئین سبحان اللہ مالک کی کیسی عنایت اپنی غلامون پر
ہے کہ پڑہین تو پانچ نمازین اور ثواب ملے پچاس کا اور جو کوئی شخص نیت کرے نیک کام کرنے کی پہر اوسکو نکرے
تو اوسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور جو کرے تو دس نیکیون کا اور جو شخص نیت کرے برائی کی پہر اوسکو نکرے
تو کچہ نہ لکہا جاویگا اور اگر کر بیٹہے تو ایک ہی برائی لکہی جاویگی۔ آپ نے فرمایا پہر مین اوترا اور حضرت موسی
علیہ السلام پاس آیا اونہون نے کہا پہر جاؤ اپنے پروردگار پاس اور تخفیف چاہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا مین اپنے پروردگار پاس پہر پہر کر گیا یہانتک کہ مین شرما گیا اوس سے **فائدہ**

بار بار عرض کرنے سے اور تخفیف چاہنے سے اب مجھکو شرم آگئی اب نہیں جا سکتا گو آپ کو یہ خیال ہو کہ میری امت ان پانچ نمازون کو بھی ہر روز ادا نکر سکے گی پر جو منظور الٰہی تھا وہ ہوا - یہ جو بار بار تخفیف ہوئی تو علما نے اختلاف کیا ہے اس مین کہ آیا پہلے پچاس نمازون کا جو حکم ہوا تھا وہ وجوبی تھا یا غیر وجوبی خطابی نے کہا کہ وہ حکم غیر وجوبی تھا ورنہ تخفیف کیسی ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ وہ حکم وجوبی تھا کیونکہ اگر غیر وجوبی ہوتا تو تخفیف چاہنے کی ضرورت نہ پڑتی اب یہ تخفیف نسخ ہے قبل عمل کے اور وہ جائز ہے **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيتُ فَانْطَلَقُوا بِي إِلَى زَمْزَمَ قَالَ فَشُرِحَ عَنْ صَدْرِي ثُمَّ غُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ اُنْزِلْتُ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس فرشتے آئے اور مجھے لے گئے زمزم کے پاس پھر چیرا گیا سینہ میرا اور دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر چھوڑ دیا گیا مین اپنی جگہ پر **ف** یعنی اسی جگہہ جہان سو رہے تھے یعنی اوس صورت مین ہے جب حدیث مین انزلت بضم تا صیغہ واحد متکلم مجہول ہو اور جو بسکون تا ہو صیغہ واحد مؤنث مجہول تو اس صورت مین اوسکا مفعول مالم یسم فاعلہ محذوف ہوگا اور وہ مذکور ہے برقانی کی روایت مین اس طرح ثم انزلت علی طست من ذہب مملوءة حکمة یعنے پھر اوتارا گیا مجھپر ایک طشت سونیکا جس مین حکمت بھری ہوئی تھی **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرِئِيلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَأَمَهُ ثُمَّ اَعَادَهُ فِي مَكَانِهِ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلَى اُمِّهِ يَعْنِي ظِئْرَهُ فَقَالُوا اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ وَقَدْ كُنْتُ اَرَى اَثَرَ ذٰلِكَ الْمِخْيَطِ فِي صَدْرِهِ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ لڑکون کے ساتھ کھیل رہے تھے اونہون نے آپ کو پکڑا اور پچھاڑا اور دلکو چیر کر نکالا پھر اس مین سے ایک پھٹکی جدا کر ڈالے اور کہا کہ اتنا حصہ شیطان کا تھا تم مین پھر اس دلکو دھویا سونیکے طشت مین زمزم کے پانی سے (اس سے یہ نہین نکلتا کہ ہمکو سونیکے برتن کا استعمال درست ہے کیونکہ یہ فرشتون کا فعل تھا اور ممکن ہے کہ انکی شریعت ہمارے شریعت کے مغایر ہو دوسرے یہ کہ اوس وقت تک سونیکا استعمال حرام نہین ہوا تھا) پھر جوڑا اوسکو اور اپنی جگہہ مین رکھا اور لڑکے دوڑتے ہوے آپکی مان پاس آئے یعنے انحضرت کی انا پاس اور کہا کہ محمد مار ڈالے گئے یہ سنکر لوگ دوڑے دیکھا تو آپ

صحیح اور سالم ہیں اور) آپ کا رنگ بدل گیا ہے (ڈر اور خوف سے) انس نے کہا میں اس سلائی کا (جو حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے کی تھی) آپ کے سینہ پر نشان دیکھتا تھا **عَنْ** شَرِیْکِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ نَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ
اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یُحَدِّثُنَا عَنْ لَیْلَةِ اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ مِنْ مَسْجِدِ الْکَعْبَةِ اَنَّہٗ جَآءَہٗ
ثَلٰثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ اَنْ یُّوْحٰی اِلَیْہِ وَھُوَ نَائِمٌ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِقِصَّتِہٖ نَحْوَ حَدِیْثِ
ثَابِتٍ الْبُنَانِیِّ وَقَدَّمَ فِیْہِ شَیْئًا وَّاَخَّرَ وَزَادَ وَنَقَصَ **ترجمہ** شریک بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے سنا
انس بن مالک سے وہ بیان کرتے تھے اس رات کا جس میں معراج ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی مسجد
سے آپ پاس تین فرشتے آئے وحی آنے سے پہلے اور آپ مسجد میں سو رہے تھے پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح
جیسے ثابت نے روایت کیا انس سے لیکن آگے بیان کیا بعضی باتوں کو اور پیچھے بیان کیا بعضی باتوں کو
اور زیادہ کیا اور کم کیا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ کَانَ اَبُوْ ذَرٍّ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفُ بَیْتِیْ وَاَنَا بِمَکَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِیْ ثُمَّ غَسَلَہٗ مِنْ مَآءِ
زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَھَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِکْمَةً وَّاِیْمَانًا فَاَفْرَغَھَا فِیْ صَدْرِیْ ثُمَّ اَطْبَقَہٗ ثُمَّ اَخَذَ
بِیَدِیْ فَعَرَجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ فَلَمَّا جِئْنَا السَّمَآءَ الدُّنْیَا قَالَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ الدُّنْیَا
افْتَحْ قَالَ مَنْ ھٰذَا قَالَ ھٰذَا جِبْرِیْلُ قِیْلَ ھَلْ مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِیَ مُحَمَّدٌ قَالَ فَاُرْسِلَ اِلَیْہِ قَالَ
نَعَمْ فَافْتَحْ فَفَتَحَ قَالَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَآءَ الدُّنْیَا فَاِذَا رَجُلٌ عَنْ یَّمِیْنِہٖ اَسْوِدَةٌ وَّعَنْ یَّسَارِہٖ اَسْوِدَةٌ قَالَ
اِذَا نَظَرَ قِبَلَ یَمِیْنِہٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِہٖ بَکٰی قَالَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ
قَالَ قُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ مَنْ ھٰذَا قَالَ ھٰذَا اٰدَمُ وَھٰذِہِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ نَسَمُ بَنِیْہِ
فَاَھْلُ الْیَمِیْنِ اَھْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِیْ عَنْ شِمَالِہٖ اَھْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ یَمِیْنِہٖ ضَحِكَ وَاِذَا
نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِہٖ بَکٰی قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِیْ جِبْرِیْلُ حَتّٰی اَتَی السَّمَآءَ الثَّانِیَةَ فَقَالَ لِخَازِنِھَا افْتَحْ قَالَ فَقَالَ لَہٗ
خَازِنُھَا مِثْلَ مَا قَالَ خَازِنُ السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَفَتَحَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَکَرَ اَنَّہٗ وَجَدَ فِی السَّمٰوٰتِ
اٰدَمَ وَاِدْرِیْسَ وَعِیْسٰی وَمُوْسٰی وَاِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَمْ یُثْبِتْ کَیْفَ مَنَازِلُھُمْ غَیْرَ
اَنَّہٗ ذَکَرَ اَنَّہٗ قَدْ وَجَدَ اٰدَمَ فِی السَّمَآءِ الدُّنْیَا وَاِبْرَاھِیْمَ فِی السَّمَآءِ السَّادِسَةِ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِیْلُ وَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ بِاِدْرِیْسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قَالَ ثُمَّ مَرَّ فَقُلْتُ مَنْ ھٰذَا قَالَ ھٰذَا
اِدْرِیْسُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ ھٰذَا قَالَ ھٰذَا مُوْسٰی قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ

قال
انتم صلی اللہ علیہ وسلم
عند
فقال
آدم علیہ السلام

بعیسٰی فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ہذا قال ہذا عیسی ابن مریم ثم مررت بابراہیم فقال مرحبا بالنبی الصالح بابراہیم علیہ السلام

والابن الصالح قال قلت من ہذا قال ہذا ابراہیم علیہ السلام قال ابن شہاب واخبرنی ابن

حزم ان ابن عباس وابا حبۃ الانصاری کانا یقولان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم عرج

بی حتی ظہرت لمستوی اسمع فیہ صریف الاقلام قال ابن حزم وانس بن مالک قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ففرض اللہ علی امتی خمسین صلوۃ قال فرجعت بذلک حتی امر بموسی فقال موسی

ماذا فرض ربک علی امتک قال قلت فرض علیہم خمسین صلوۃ قال لی موسی فراجع ربک فان

امتک لا تطیق ذلک قال فراجعت ربی فوضع شطرہا قال فرجعت الی موسی علیہ السلام

فاخبرتہ قال راجع ربک فان امتک لا تطیق ذلک قال فراجعت ربی فقال ہی خمس وہی

خمسون لا یبدل القول لدی قال فرجعت الی موسی فقال راجع ربک فقلت قد استحییت من ارجع الی ربک

ربی قال ثم انطلق بی جبریل حتی نأتی سدرۃ المنتہی فغشیہا الوان لا ادری ما ہی قال ثم ادخلت

الجنۃ فاذا فیہا جنابذ اللؤلؤ واذا ترابہا المسک ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابو ذر غفاری

حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھولی گئی چھت میرے مکان کی اور میں مکہ میں تھا

اور جبرئیل علیہ السلام اترے اور انہوں نے میرا سینہ چیرا پھر اسکو دھویا زمزم کے پانی سے پھر ایک طشت سونے

کا جس میں حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا اور انڈیل دیا اسکو میرے سینہ میں **ف** سینہ چیرنا اور دل

کو دھونا اور صاف کرنا گو خلاف قیاس ہے نہیں محال ہے خداوند کریم کی قدرت سے یہ امر بالکل بعید معلوم

نہیں ہوتا بلکہ زمانہ حال میں خود انسان نے جو ایسی ایسی ترقی کی ہے کہ اگلے زمانہ میں لوگ اسکو خلاف

قیاس سمجھتے اور طشت میں ایمان اور حکمت بھر کے یہ معنی ہیں کہ اس طشت میں کوئی ایسی چیز بھری

تھی جسکے ڈالنے سے دل روشن ہو گیا اور بھر گیا ایمان اور حکمت سے یہ تاویل النووی نے کی ہے

اور میرے نزدیک اس تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ طشت بھی جنت کا تھا اور جنت کے طشت میں ایمان اور

حکمت کا بھر جانا بعید نہیں اسلیے کہ جنت عالم آخرت میں سے ہے اور عالم آخرت کے احکام اور ہیں وہاں ایسی بہت

سی چیزیں ہیں جنکو ہم یہاں جسمانی اور موجود بالذات خیال نہیں کر سکتے جسمانی اور موجود بالذات ہیں جیسے

اعمال کا تولا جانا موت کا ذبح کیا جانا قرآن کی سورتوں کا شفاعت کرنا واللہ اعلم **ف** بعد اسکے

ملا دیا سینے کو اور میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر چڑھے مجھے ساتھ لیکر جب دنیا کے آسمان پر پہونچے تو جبرئیل علیہ السلام

نے وہان کے کلید بردار سے کہا کھول اوس نے پوچھا کون ہے جبریل نے کہا جبرئیل پوچھا اور بھی کوئی تیرے ساتھ ہے
جبرئیل نے کہا ہان محمد ہین پوچھا کیا وہ بلائے گئے کہا ہان تب اوس نے دروازہ کھولا جب ہم آسمان کے اوپر
گئے تو ایک شخص کو دیکھا جسکی داہنی طرف بھی جھنڈ تھی (روحون کے) اور بائین طرف بھی جھنڈ تھے
جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتے تو ہنستے اور جب بائین طرف دیکھتے تو روتے اوس نے مجھے دیکھکر کہا مرحبا اے نیکبخت
نبی اور نیک بیٹے مین نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہے اونہون نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہین اور یہ جو لوگون کے
جھنڈ ان کے داہنے اور بائین ہین یہ اونکی اولاد ہے تو داہنی طرف وہ لوگ ہین جو جنت مین جاوینگے
اور بائین طرف وہ لوگ ہین جو جہنم مین جاوینگے اسلیے وہ جب داہنی طرف دیکھتے ہین تو خوشی کے
مارے ہنس دیتے ہین اور جب بائین طرف دیکھتے ہین تو رنج کے مارے رو دیتے ہین **ف** قاضی عیاض
نے کہا اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ کافرون کی روحین تو سجین مین رہتی ہین جو ساتوین زمین مین ہے
یا اس کے نیچے یا قید مین رہتی ہین اور مومنون کی روحین جنت مین آرام پاتی ہین پھر یہ روحین آدم
علیہ السلام کے پاس کیونکر جمع تھین اور اسکا جواب یہ ہے کہ شاید حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ان روحون
کے پیش ہونیکا ایک وقت معین ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتفاق سے اسی وقت وہان پونچے تو ان روحون
کو دیکھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ کافرون کا جہنم مین اور مومن ارواح کا جنت مین رہنا ہمیشہ نہ ہو بلکہ خاص
ایک وقت مین ہوتا ہو جیسے قرآن مین ہے کہ صبح اور شام جہنم کے سامنے وہ کیے جاوینگے اور حدیث مین ہے
مومن کے سامنے اسکا ٹھکانا جنت مین پیش کیا جاویگا اور اس سے کہا جاویگا کہ تیرا یہ ٹھکانا ہے یہانتک کہ
اللہ تعالی پہونچاوے تجھکو اس جگہہ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جنت حضرت آدم علیہ السلام کی داہنی طرف ہو
اور جہنم بائین طرف واللہ تعالی اعلم **ف** پھر آپ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام مجھکو لیکر چڑھے یہانتک کہ
دوسرے آسمان پر پہونچے اور اسکے کلیدار سے کہا دروازہ کھول اوس نے بھی ایسا ہی کہا جیسے پہلے آسمان کے
کلیدار نے کہا تھا پھر دروازہ کھولا انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانون پر حضرت آدم
اور ادریس اور عیسی اور موسی اور ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی اور یہ بیان نہین کیا کہ ان مین سے ہر ایک
کون سے آسمان پر ملا پر اتنا کہا کہ آدم سے پہلے آسمان پہ ملاقات ہوئی اور ابراہیم سے چھٹے آسمان پہ ہوئی
جب جبرئیل اور آپ حضرت ادریس کے پاس سے گذرے تو انہون نے کہا مرحبا اے نبی صالح اور بھائی صالح آپ
نے پوچھا یہ کون ہین جبرئیل نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہین پھر مین حضرت موسی علیہ السلام پر سے گذرا اونہون

نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بہائی صالح مین نے پوچہا یہ کون ہین اونہون نے کہا یہ ہود علیہ السلام ہین
پہر مین حضرت عیسی پر سے گذرا اونہون نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بہائی صالح مین نے پوچہا یہ کون ہین انہون
نے کہا یہ عیسی ہین مریم کے بیٹے پھر مین حضرت ابراہیم پر سے گزرا اونہون نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بیٹے صالح
مین نے پوچہا یہ کون ہین اونہون نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین **ف** نووی نے کہا اس روایت
مین جو ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات چھٹے آسمان پر مذکور ہے یہ مخالف ہی اس روایت کے جو پہلے گزری جسمین
ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات ساتوین آسمان پر مذکور ہے تو اگر معراج دو بار ہوا ہو اس صورت
مین کوئی اشکال نہین اسلیے کہ ایک بار چھٹے آسمان پر ملے ہون اور دوسری بار ساتوین آسمان پر اور
جو ایک ہی بار ہوا ہو تو شاید ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر ملکر پہر ساتوین پر بہی آپ کے ساتھ چلے گئے
ہون واللہ اعلم **ف** ابن شہاب نے کہا مجھ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابو حبہ انصاری
(عامر یا مالک یا ثابت) دونون کہتے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہر مین چڑھایا گیا ایک ہموار
بلند مقام پر وہان مین سنتا تہا قلمون کی آواز **ف** جو فرشتون کے لکہنے سے نکلتی تہی اور یہ لکہنا
فرشتون کا یا تو اللہ کے احکام اور وحی کو تہا یا وہ لوح محفوظ سے نقل کرتے تہے قاضی عیاض نے کہا یہ
دلیل ہے اہلسنت کے مذہب کی کہ وحی اور مقادیر سب اللہ تعالی کی کتاب لوح محفوظ مین لکہے ہین اور لکہے جاتے ہین قلمون
سے - اور وہی جانتا ہے اسکی کیفیت کو جو آیات اور احادیث صحیحہ مین وارد ہی وہ اپنے ظاہر پر محمول ہی
پر اوسکی کیفیت اور صورت اور جنس کو خدا ہی خوب جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے جسکو خدا بتادے وہ اپنے
فرشتون اور پیغمبرون مین سے اور جو لوگ اس قسم کی آیتون یا حدیثون کی تاویل کرتے ہین اور ظاہر سے انکو
پہیرتے ہین وہ ضعیف النظر ہین اور ضعیف الایمان اسلیے کہ جب شریعت مقدسہ مین یہ امور وارد ہین اور
عقلا محال نہین ہین تو اون مین تاویل کی کیا ضرورت ہی اور اللہ تعالی کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے
جیسے چاہتا ہی اور یہ لکہنا ایک حکمت الہی ہے جس سے وہ غیب کی باتین اپنے بندون کو بتانا چاہتا ہے
ورنہ وہ خود بے پروا ہی کتابون سے اور اسکو یاد رکہنے کے لیے لکہنے کی ضرورت نہین - قاضی نے کہا ہمارے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مقام تک جانا اور ساری پیغمبرون کے مقامون سے آگے بڑہ جانا دلیل ہی ہمارے
پیغمبر کی فضیلت کی اور پیغمبرون پر اور بزار نے ایک روایت حضرت علی سے معراج مین کی ہے اوسمین یہ ہے
کہ جبرئیل علیہ السلام آپکے ساتھ چلے یہانتک کہ پردے کے پاس پہنچے وہان سے ایک فرشتہ نکلا جبرئیل نے کہا

قسم اوسکی جس نے تجھے سچا پیغمبر کرکے بھیجا مین جب سے پیدا ہوا مین نے اس فرشتہ کو نہین دیکھا حالانکہ وہ تمام
مخلوقات مین خدا سے زیادہ نزدیک ہون اور دوسری روایت مین ہے کہ پھر جبریل مجھسے جدا ہو گئے اور آوازین
سب موقوف ہو گئین تمام ہوا کلام قاضی کا **ف** ابن حزم نے کہا اور انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالی نے میری امت پر پچاس نمازین فرض کین مین لوٹ کر آیا جب موسی
پاس پہونچا تو اونہون نے پوچھا اللہ نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر مین نے کہا پچاس نمازین اون پر
فرض کین موسی نے کہا تم پھر لوٹ جاؤ اپنے رب کے پاس کیونکہ تمہاری امت مین اسقدر طاقت نہین مین
لوٹ کر گیا اپنے پروردگار کے پاس اوس نے ایک حصہ معاف کر دیا **ف** حدیث مین شطر کا لفظ
وارد ہی جسکے معنے نصف کے ہین یعنی پچیس نمازین معاف کر دین اس صورت مین یہ مخالف نہ ہوگا پہلی
روایت کے جس مین پانچ پانچ نمازون کا معاف ہونا مذکور ہے کیونکہ شطر کے معاف ہونے سے یہ غرض نہین
کہ ایک ہی بار مین شطر معاف ہو گیا بلکہ کئی بار مین معاف ہوا اور قاضی عیاض نے کہا کہ شطر سے ایک حصہ مراد
ہے یعنی پانچ نمازین اور نصف مراد نہین ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے پر اسکی ضرورت نہین کیونکہ یہ حدیث
مختصر ہے اسمین کئی بار لوٹنے کو بیان نہین کیا واللہ اعلم **ف** پھر مین لوٹ کر حضرت موسی پاس آیا
اور ان سے بیان کیا اونہون نے کہا لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت
نہین مین پھر لوٹا اپنے رب کے پاس اوس نے فرمایا پانچ نمازین ہین اور وہ پچاس کے برابر ہین میری
بات نہین بدلتی آپ نے فرمایا مین پھر لوٹ کر آیا موسی علیہ السلام پاس انہون نے کہا پھر جاؤ اپنے
پروردگار کے پاس مین نے کہا مجھے شرم آئی اپنے پروردگار سے (بار بار عرض کرنے سے) پھر جبریل
مجھکو لیکر چلے سدرۃ المنتہی پاس اوسپر ایسی رنگ چڑھ گئی جنکو مین نہین سمجھتا وہ کیا تھے پھر مجھے
جنت مین لے گئے وہان موتیون کے گنبذ تھے اور مٹی اوس کی مشک تھی **عن** انس بن مالک
لعلہ قال عن مالک بن صعصعۃ رجل من قومہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بینا
انا عند البیت بین النائم والیقظان اذ سمعت قائلا یقول احد الثلاثۃ بین الرجلین
فاتیت فانطلق بی فاتیت بطست من ذھب فیھا من ماء زمزم فشرح صدری الی کذا
وکذا قال قتادۃ فقلت للذی معی ما یعنی قال الی اسفل بطنہ فاستخرج قلبی فغسل بماء
زمزم ثم اعید مکانہ ثم حشی ایمانا وحکمۃ ثم اتیت بدابۃ ابیض یقال لہ البراق فوق

الحمار ودون البغل يقع خطوه عند اقصى طرفه فحملت عليه ثم انطلقنا حتى اتينا السماء
الدنيا فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد
صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه قال نعم قال ففتح لنا وقال مرحبا ولنعم المجيء جاء
قال فاتينا على آدم عليه السلام وساق الحديث بقصته وذكر انه لقي في السماء الثانية
يوسف عيسى ويحيى عليهما السلام وفي الثالثة يوسف وفي الرابعة ادريس وفي الخامسة
انتهيت هارون قال ثم انطلقنا حتى انتهينا الى السماء السادسة فاتيت على موسى فسلمت
عليه فقال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح فلما جاوزته بكى فنودي ما يبكيك قال يا
انتهيت رب هذا غلام بعثته بعدي يدخل من امته الجنة اكثر مما يدخل من امتي قال
ثم انطلقنا حتى انتهينا الى السماء السابعة فاتيت على ابراهيم وقال في الحديث و
حدث نبي الله صلى الله عليه وسلم انه راى اربعة انهار يخرج من اصلها نهران
ظاهران ونهران باطنان فقلت يا جبريل ما هذه الانهار قال اما النهران الباطنان فنهران
في الجنة واما الظاهران فالنيل والفرات ثم رفع لي البيت المعمور فقلت يا جبريل ما هذا
قال هذا البيت المعمور يدخله كل يوم سبعون الف ملك اذا خرجوا منه لم يعودوا فيه
اليه فقيل لي اخر ما عليهم ثم اتيت باناءين احدهما خمر والاخر لبن فعرضا علي فاخترت اللبن فقيل
اصبت اصاب الله بك امتك على الفطرة ثم فرضت علي كل يوم خمسون صلوة
ثم ذكر قصتها الى اخر الحديث **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے انہون نے شاید سنا
مالک بن صعصعہ سے جو ایک شخص تہے اونکی قوم مین سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین خانہ کعبہ پاس
تہا اور میری حالت خواب اور بیداری کے بیچ مین تہی اتنے مین مین نے سنا ایک شخص کو جو کہتا تہا کہ بیچ
ان دو تیسرے یہ مین یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہر میرے پاس آئے اور مجھکو لے گئے پہر میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے
کا اسمین پانی تہا زمزم کا اور میرا سینہ چیرا گیا یہانتک اور یہانتک قتادہ نے کہا جو راوی ہے اس حدیث
کا مین نے اپنے ساتھی سے پوچھا اس سے کیا مراد ہے انہون نے کہا یعنی چیرا گیا پیٹ کے نیچے تک اور دل
نکالا گیا اس مین سے پہر دہویا گیا زمزم کے پانی سے پہر رکہا گیا اپنی جگہہ پہر بہر دیا گیا ایمان اور حکمت سے پہر
ایک جانور کو لائے جسکا رنگ سفید تہا اسکو براق کہتے تہے گدہے سے اونچا اور خچر سے نیچا وہ اپنا قدم وہان

رکہتا تہا جہان تک اوسکی نگاہ پہونچتی تہی مجہکو اوسپر سوار کیا پہر ہم چلے یہان تک کہ پہلے آسمان پر آئے جبرئیل
نے دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچہا کون ہے کہا جبرئیل کہا تمہارے ساتہہ کون ہی کہا محمدؐ کہا اونہون نے
کہا بلوائے گئی ہین وہ جبرئیل نے کہا ہان پہر دروازہ کہلا اور فرشتون نے کہا مرحبا مبارک ہو آپکا تشریف لانا
پہر ہم آئے آدم علیہ السلام پاس اور بیان کیا حدیث کا پورا قصہ اور ذکر کیا کہ آپ نے دوسرے آسمان پر ملاقات کی عیسیٰ
اور یحییٰ علیہما السلام سی اور تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سی اور چوتہے آسمان پر ادریس علیہ السلام سی اور پانچوین
آسمان پر ہارون علیہ السلام سی پہر کہا کہ ہم چلے یہان تک کہ چہٹے آسمان پر پہونچے وہان حضرت موسیٰ سے ملے اونکو
مین نے سلام کیا اونہون نے کہا مرحبا نیک بہائی اور نیک نبی جب مین آگے بڑہا تو وہ رونے لگے آواز آئی ای
موسیٰ کیون روتے ہو اونہون نے کہا ای پروردگار اس لڑکے کو تونے میرے بعد پیغمبر کیا اور اسکی امت مین سے جنت مین
زیادہ لوگ جاوین گے میری امت سی (تو حضرت موسیٰ کو رنج ہوا اپنی قوم پر حالانکہ اونکی تعداد بہت تہی پر جنتی
اون مین کم تہے ہمارے پیغمبر کی امت سی) پہر آپنے فرمایا ہم چلے یہان تک کہ ساتوین آسمان پر پہونچے وہان
مین نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکہا اور بیان کیا اس حدیث مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے
چار نہرین دیکہین جو سدرۃ المنتہی کی جڑ سے نکلتی تہین دو نہرین تو کہلین تہین اور دو نہرین ڈہنپی تہین
مین نے کہا اے جبرئیل یہ نہرین کیسی ہین اونہون نے کہا ڈہنپی ہوئی دو نہرین تو جنت مین گئی ہین اور
کہلی ہوئی نیل اور فرات ہین **ف** نیل ایک دریا ہے ملک افریقہ مین جسکا طول تین ہزار میل کے قریب ہی
اور قاہرہ پایہ تخت مصر اسی دریا کے کنارے واقعہ ہی ملک مصر کی شادابی اور سرسبزی اسی دریا سے ہے
جب یہ دریا ابلتا ہے اور پانی اسکا چڑہتا ہے تو تمام ملک سیراب ہو جاتا ہے اور فرات وہ دریا ہے جو عراق
عرب مین واقعہ ہی شہر کوفہ جو اب بالکل اوجاڑ ہے اسی دریا کے کنارے واقعہ تہا اور واقعہ کربلا بہی دریا کے کنارے
واقعہ ہوا تہا پانی اسکا نہایت شیرین اور صاف اور ہاضم ہے ۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سی معلوم
ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ زمین مین ہے کیونکہ نیل اور فرات اسکی جڑ سے نکلی ہین نووی نے کہا یہ کچہ ضرور نہین
اسلیے کہ احتمال ہی کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ سے پہلے یہ دونون دریا نکلے ہون پہر چلے گئے ہون جہان تک اللہ نے
چاہا اور زمین پر نمودار ہوے ہون اور یہ امر نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل ہے اور ظاہر حدیث سی بہی یہی معلوم
ہوتا ہے تو یہی کیطرف جانا چاہیے **ت** پہر اٹہایا گیا میرے لیے بیت معمور مین نے کہا ای جبرئیل یہ کیا ہی اونہون
نے کہا یہ بیت المعمور ہے اسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین جو پہر کبہی اوسمین نہین آتے بس یہی اون کا

اخیر آتا ہی پہر میرے پاس دو برتن لائے گئی ایک مین شراب تہا اور ایک مین دودہ دونون میرے سامنے کیے گئے
مین نے دودہ کو پسند کیا آواز آئی ٹہیک کیا تم نے خدا نے تمہین ٹہیک رستے پر لگایا اور تمہاری امت بہی
تمہاری رستے پر چلے گی پہر میرے اوپر پچاس نمازین فرض ہوئین روز پہر بیان کیا سارا قصہ اخیر تک **عن**
مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ فَأُتِيتُ
بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِّ الْبَطْنِ فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ
ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا **ترجمہ** مالک بن صعصعہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وہی حدیث جو اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونیکا جو بہرا ہوا تہا حکمت اور
ایمان سے پہر چیرا گیا سینے سے لیکر پیٹ کے نیچے تک اور دہویا گیا زمزم کے پانی سے اور بہر اگیا حکمت اور ایمان سے
عن قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ يَقُولُ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُسْرِيَ بِهِ فَقَالَ مُوسَى آدَمُ
طُوَالٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَقَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ جَعْدٌ مَرْبُوعٌ وَذَكَرَ مَالِكًا
خَازِنَ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ **ترجمہ** قتادہ سے روایت ہے مین نے ابو عالیہ سے سنا وہ کہتے تہے مجہسے
حدیث بیان کی تمہارے پیغمبر کے چچازاد بہائی نے یعنی عبد اللہ بن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ذکر کیا معراج کا تو فرمایا موسی علیہ السلام ایک لنبے آدمی تہے گویا شنوءہ (ایک قبیلہ ہے عرب مین) کے آدمی اور
عیسی علیہ السلام گہونگر بال والے میانہ قد اور بیان کیا مالک کا جو داروغہ ہے جہنم کا اور ذکر کیا دجال کا **عن**
قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ رَجُلٌ
آدَمُ طُوَالٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ
وَالْبَيَاضِ سَبِطَ الرَّأْسِ وَأُرِيَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللَّهُ إِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ
فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ قَالَ كَانَ قَتَادَةُ يُفَسِّرُهَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَقِيَ مُوسَى
عَلَيْهِ السَّلَامُ **ترجمہ** قتادہ سے روایت ہے اوسنے سنا ابو العالیہ سے اونہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے نے ابن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجہے معراج ہوا
مین موسی بن عمران پر گذرا وہ ایک لنبے آدمی تہے گہونگر بال والے جیسے شنوءہ کے آدمی ہوتے ہین اور مین نے دیکہا

عیسی بن مریم کو وہ میانہ قد تھے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تھا اور بال اون کے سبط چھٹے ہوئے تھے **ف** سبط کے معنی سیدہے اور صاف جسمین خمیدگی نہ ہو اور اوپر کی روایت مین ہو کہ ان کے بال گھونگر تھے تو جواب اسکا یہ ہو کہ گھونگر دو قسم کے ہین ایک تو سخت گھونگر جیسے حبشیون کے بال ہوتے ہین اوسکو عرب مین قطط بولتے ہین اور ایک ہلکی گھونگر جو سیدہے اور صاف ہوتی ہین او صرف کنارون سے ذرا خمیدہ ایسے بالون کو سبط کہہ سکتے ہین اور بعضون نے کہا کہ پہلی حدیث مین جعد کے لفظ سے گھونگر بال مراد نہین ہین بلکہ جعد جعودت جسم سے مشتق ہے یعنے بدن کا گٹھا اور سخت اور ٹھوس ہونا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت موسی کی صفت مین ایک روایت مین جعد کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت مین ہو کہ ان کے بال سیدہے صاف تھے **ف** اور دکھلاے گئے آپکو مالک جہنم کے داروغہ اور دجال ان نشانیون مین جو اللہ نے دکھلائین تو مت شک کر آپ کی ملاقات مین موسی علیہ السلام سے **ف** یہ استشہاد ہو آیۂ کریمہ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآئِہٖ سے جسکی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسی سے بیشک ملے ہین اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے جیسے مجاہد اور کلبی اور سدی وغیرہ نے تو آیت کے معنی انکے مذہب پر یہ ہون گے کہ شک مت کر تو اپنی ملاقات مین موسی علیہ السلام سے اور جمہور علماء کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہین کہ مت شک کر موسی کو کتاب ملنے مین اور یہی مذہب ہو ابن عباس و مقاتل اور زجاج کا - یہ آیت سورہ الم تنزیل السجدہ پارہ (۲۱) مین ہو اور شروع اس آیت کا یہ ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ اخیر تک

عن ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِی الْاَزْرَقِ فَقَالَ اَیُّ وَادٍ ھٰذَا فَقَالُوْا ھٰذَا وَادِی الْاَزْرَقِ قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ ھَابِطًا مِّنَ الثَّنِیَّۃِ وَلَہٗ جُؤَارٌ اِلَی اللّٰہِ بِالتَّلْبِیَۃِ ثُمَّ اَتٰی عَلٰی ثَنِیَّۃِ ھَرْشٰی فَقَالَ اَیُّ ثَنِیَّۃٍ ھٰذِہٖ قَالُوْا ثَنِیَّۃُ ھَرْشٰی قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی عَلٰی نَاقَۃٍ حَمْرَآءَ جَعْدَۃٍ عَلَیْہِ جُبَّۃٌ مِّنْ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِہٖ خُلْبَۃٌ وَّھُوَ یُلَبِّیْ قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِیْ حَدِیْثِہٖ قَالَ ھُشَیْمٌ یَعْنِیْ لِیْفًا

ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی ازرق پر گذرے تو پوچھا یہ کون سی وادی ہے لوگون نے کہا وادی ازرق آپ نے فرمایا گویا مین موسی علیہ السلام کو دیکھ رہا ہون وہ اوتر رہے ہین چوٹی سے اور آواز سے لبیک پکار رہے ہین پھر آپ ہرشا کی چوٹی (ٹیکری) پر آئے (وہ ایک پہاڑ ہے شام اور مدینے کی راہ مین جحفہ کے قریب) آپنے پوچھا یہ کونسی ٹیکری ہے لوگون نے کہا یہ ہرشا کی ٹیکری ہو آپ نے فرمایا گویا مین دیکھ رہا ہون یونس

ف کی تکمیل

بن متی علیہ السلام کو وہ ایک سرخ اونٹنی گٹھی ہوئی پر سوار ہیں اور ایک جبہ پہنے ہیں بالون کا اونکی اونٹنی خلبہ کی ہے اور وہ لبیک کہتے ہیں ہشیم نے کہا خلبہ سے مراد لیف ہے (یعنے کہجور کے درخت کی چھال) **ف** قاضی عیاض نے کہا اکثر رواتون سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیغمبرون کو معراج کی رات دیکہا اور یہ امر تصریح کے ساتہہ ابو العالیہ کی روایت مین ابن عباس سے موجود ہے اور ابن مسیب کی روایت مین ابو ہریرہ سے مگر اوسمین لبیک کہنے کا ذکر نہین ہے اب اگر کوئی کہے کہ پیغمبر تو مر گئے اور وہ آخرت مین گئے اب لبیک کیسے کہتے ہین اور حج کیسے کرتے ہین وہ تو عمل کرنیکا مقام نہین تو ہمارے مشایخ اور ہم نے اوس کے کئی جواب نکالے ہین ایک تو یہ کہ پیغمبر شہیدون کی مثل ہین بلکہ اون سے بہی افضل ہین اور شہید زندہ ہین اپنے پروردگار کے پاس تو کیا بعید ہے کہ وہ حج کرین یا نماز پڑہین جیسے دوسری حدیث مین وارد ہے اور جہانتک ان سے ہو سکے خدا سے اور نزدیکی حاصل کرین اور گو وہ مر گئے پر ابہی تک دنیا ہی مین ہین جو عمل کا مقام ہے البتہ جب قیامت ہو جاویگی اور دنیا کی میعاد ختم ہو جاویگی اوسوقت بہی ختم ہو جاویگا دوسرے یہ کہ آخرت کا عمل ذکر اور دعا ہے فرمایا اللہ تعالے نے دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ تیسرے یہ کہ شاید یہ خواب ہو کسی اور رات مین سوا معراج کی رات کے جیسے ابن عمر کی روایت مین ہے میں سوتا تہا کہ مینے اپنے تئین دیکہا کعبہ کا طواف کرتے ہوے اور بیان کیا قصہ عیسی علیہ السلام کا چوتہے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پیغمبرون کی زندگی کا حال دکہلایا گیا بطور تمثیل کے کہ انکا حج کیسا تہا اور لبیک کیونکر تہی اسلیے کہ خود آپ نے فرمایا کہ گویا مین دیکہہ رہا ہون موسے علیہ السلام اور گویا مین دیکہہ رہا ہون عیسی علیہ السلام کو اور گویا مین دیکہہ رہا ہون یونس علیہ السلام کو پانچوین یہ کہ اپنی بیان کیا اس بات کو جو وحی کی گئی آپ کیطرف ان پیغمبرون کی کیفیت اعمال سے اگرچہ آپ نے اپنی آنکہ سے انکو نہ دیکہا ہو تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا وَادِي الْاَزْرَقِ قَالَ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهٖ وَشَعْرِهٖ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوُدُ وَاضِعًا اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ لَهٗ جُؤَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ اَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا هَرْشٰى اَوْ لَفْتٌ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ لِيْفُ خُلْبَةٍ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ مُلَبِّيًا **ترجمہ**

صلی اللہ علیہ وسلم

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے مکہ اور مدینہ کے بیچمین ایک وادی پر
گذرے آپنے پوچھا یہ کون سی وادی ہے لوگون نے کہا وادی ازرق آپنے فرمایا گویا مین دیکھہ رہا ہون موسے
علیہ السلام کو پھر بیان کیا ان کا رنگ اور بالون کا حال جو یاد نرہا داؤد بن ابی ہند کو (جو راوی ہے اس حدیث
کا) اور انگلیان اپنے کانون مین رکھے ہین اور خدا کو پکار رہے ہین آواز سے لبیک کہکر اس وادی مین سے چلے جا
رہے ہین عبداللہ نے کہا پھر ہم چلے یہان تک کہ ایک ٹیکری پر آئے آپنے فرمایا یہ کون سا ٹیکرہ ہے لوگون نے کہا
ہرشا یا لفت کا آپنے فرمایا گویا مین دیکھہ رہا ہون یونس علیہ السلام کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک جبہ صوف کا
پہنے ہوے اور انکی اونٹنی کی نکیل کھجور کے چھال کی ہے اس وادی مین لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہین **عن**
مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ
قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلٰكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلٰى صَاحِبِكُمْ ذٰلِكَ
وَأَمَّا مُوسٰى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ
فِي الْوَادِي يُلَبِّي **ترجمہ** مجاہد سے روایت ہے ہم عبداللہ بن عباس کے پاس بیٹھے تھے لوگون نے ذکر کیا
دجال کا اور کہا کہ اس کے دونون آنکھون کے بیچ مین کافر کا لفظ لکھا ہوگا ابن عباس نے کہا یہ تو مین نے نہین
سُنا لیکن آپنے فرمایا ابراہیم تو ایسے ہین جیسے تم اپنے صاحب کو دیکھتے ہو (یعنے میری شباہت ہین صورت
مین) اور موسی ایک شخص ہین گندم رنگ گھونگر بال والے بالگھٹے ہوئے بدن کے سرخ اونٹ پر سوار ہین
جسکی نکیل کھجور کی چھال کی ہے گویا مین انکو دیکھہ رہا ہون جب اوترتے ہین وادی مین تو لبیک کہتے
ہین **عن** جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسٰى
عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ فَإِذَا
أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ
مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ
مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ دِحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ **ترجمہ** جابر سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے لائے گئے پیغمبر تو موسی علیہ السلام تو بیچ بیچ کے آدمی
تھے (یعنے نہ بہت موٹے نہ بہت دبلے گول بدن کے تھے) یا ہلکے بدن کے کم گوشت جیسے شنوءہ
(ایک قبیلہ ہے) کے لوگ ہوتے ہین اور مین نے دیکھا عیسی بن مریم علیہ السلام کو مین سب سے زیادہ انکے

مشابہ عروہ بن مسعود کو پاتا ہون اور مین نے دیکھا ابراہیم علیہ السلام کو سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب ہین (آپ نے اپنے تئین فرمایا) اور مین نے دیکھا جبرئیل علیہ السلام کو (آدمی کی صورت مین) سب سے زیادہ مشابہ ان کے دحیہ ہین اور ابن رمحہ کی روایت مین ہے دحیہ بن خلیفہ

عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اسری بی لقیت موسی علیہ السلام فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا رجل حسبتہ قال مضطرب رجل الراس کانہ من رجال شنوءۃ قال و لقیت عیسی علیہ السلام فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاذا ربعۃ احمر کانما خرج من دیماس یعنی الحمام قال و رأیت ابراہیم علیہ السلام و انا اشبہ ولدہ بہ قال فاتیت باناءین فی احدہما لبن وفی الاخر خمر فقیل لی خذ ایہما شئت فاخذت اللبن فشربتہ فقال ہدیت الفطرۃ او اصبت الفطرۃ اما انک لو اخذت الخمر غوت امتک

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپکو معراج ہوا کہ مین موسی علیہ السلام سے ملا پھر آپ نے انکی صورت بیان کی مین خیال کرتا ہون آپنے یون فرمایا (یہ شک ہے راوی کو) وہ لنبے چہریرے تھے سیدھے بال والے جیسے شنوءۃ کے لوگ ہوتے ہین اور فرمایا کہ مین عیسی علیہ السلام سے ملا پھر آپ نے انکی صورت بیان کی وہ میانہ قامت تھے سرخ رنگ جیسے ابھی کوئی حمام سے نکلا (یعنے ایسے تر و تازہ اور خوش رنگ تھے) اور آپنے فرمایا مین ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو مین انکی اولاد مین سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہون

ف ایک روایت مین موسی علیہ السلام کی نسبت ضرب کا لفظ آیا ہے یعنی پرگوشت اور دوسری روایت مین مضطرب کا یعنی کم گوشت تو دونون مین تعارض ہوا قاضی عیاض نے کہا کہ مضطرب کی روایت مین راوی کو شک ہے تو صحیح وہی ضرب کی روایت ہے اور نووی نے کہا تعارض نہین اسلیے کہ ضرب کے معنی لغت مین ہلکے کم گوشت کے بھی آئے ہین ایسا ہی ابن سکیت اور صاحب مجمل اور زبیدی اور جوہری نے کہا ہے اور عیسی علیہ السلام کی نسبت اس روایت مین ہے کہ انکا رنگ سرخ تھا اور ابن عمر کی روایت مین ہے کہ وہ گندم رنگ تھے اور بخاری نے ابن عمر سے نقل کیا کہ انہون نے سرخ رنگ کا انکار کیا بلکہ قسم کھائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسی کو سرخ رنگ نہین فرمایا اور یہ راوی کا شبہ ہے تو شاید احمر کے لفظ سے حضرت آدم مراد ہون اور گندمی صرف نہ ہو بلکہ گندمی اور سرخ کے بیچ مین ہو اور یہ جو حدیث مین ہے جیسے حمام سے ابھی کوئی نکلا تو یہ دیماس کے لفظ کا ترجمہ ہے اور دیماس دمس سے مشتق ہے جس کے معنی خاک

مین چھپایا اور یہان یا حمام مراد ہے یا غار اور تہ خانہ اور مطلب یہ ہے کہ ان کا رنگ روپ ایسا تھا جیسے ابھی کسی چیز کو اندر سے نکالین جسپر دھوپ نہ پڑی ہو اور گرد و غبار نہ لگا ہو **ت** آپ نے فرمایا پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک مین دودہ تھا اور ایک مین شراب اور مجھہ سے کہا گیا جسکو چاہو پسند کر لو مین نے دودہ کا برتن لے لیا اور دودہ پیا اوس نے کہا (یعنے اوس فرشتے نے جو یہ دونون برتن لیکر آیا تھا) تمکو راہ ملی فطرت کی یا تم پہونچ گئے فطرت کو (اوسکی تفسیر اوپر گذر چکی) اور جو تم شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری امت گمراہ ہو جاتی ہے **ف** یعنی ساری امت جیسے یہود اور نصاری سب کے سب گمراہ ہو گئے اب نصاری کا یہ حال ہے کہ اون مین بہت فرقے ہین پر جو فرقہ سب مین اچھا خیال کیا جاتا ہے یعنی پروٹسٹنٹ وہ بھی حماقت مین گرفتار ہے اور دین کی پہلی اصل یعنی توحید ہی کو نہین سمجھتا مسلمانون مین اگرچہ بہت گمراہ فرقے ہین اور ہزاروں لاکھون اونمین نصاری کیطرح سچی توحید پر قائم نہین شرک مین گرفتار ہین پر ایک فرقہ انکا توحید اور اتباع سنت مین نہایت مضبوط ہے اور وہ ہمیشہ قائم ہے حق پر اگرچہ دین کے دشمن اوس فرقہ کے بھی دشمن ہین پر خدا انکا مددگار ہے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَانِي لَيْلَةً عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ اَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ هٰذَا الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا مجھکو ایک رات دکھلائی دیا کہ مین کعبے کے پاس ہون مین نے ایک آدمی دیکھا گیہوان رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھی گیہوین رنگ کے آدمی دیکھے ہون اوس کے کندہون تک بال ہین جیسے تو نے بہت اچھے کندہون تک کے بال دیکھے ہون اور بالون مین کنگھی کی ہے اون مین سے پانی ٹپک رہا ہے (یعنے اون مین تری اور تازگی ایسی ہے جیسے ان بالون مین ہوتی ہے جو پانی بھرے ہون یا درحقیقت اون مین سے پانی ٹپکتا ہے) اور تکیہ دیے ہے دو آدمیون پہ یا دو آدمیون کے کندہون پہ اور طواف کر رہا ہے کعبے کا مین نے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح ہین بیٹے مریم کے علیہما السلام **ف** قاضی عیاض نے کہا اگر یہ قصہ بیداری کا ہے تو بھی کوئی اشکال نہین اسلیے کہ حضرت عیسی علیہ السلام زندہ اور سلامت ہین پھر طواف کرنے مین کیا استبعاد ہے اور اگر یہ خواب کا قصہ ہے جیسے ابن

ابن عمر کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے تو اس مین وہی تاویلات ہین جو اوپر گذرین اور ظاہر یہی ہے کہ یہ خواب کا قصہ ہے اس لیے کہ اس مین دجال کا طواف کرنا بھی مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ دجال مکہ اور مدینہ مین نہین جاویگا اور مالک کی روایت مین ہے دجال کے طواف کا ذکر نہین اور شاید کہ حرمت مکہ اور مدینہ کی دجال پر اوس زمانے کے ساتھ خاص ہے جب وہ فساد کرے گا اور مسیح حضرت عیسی کو بھی کہتے ہین اور دجال کو بھی لیکن حضرت عیسی کو مسیح کہنے کی وجہ مین علماء کا اختلاف ہے واحدی نے کہا ابو عبید اور لیث نے کہا کہ مسیح کی اصل عبرانی زبان مین مشیحا ہے پھر عربون نے اسکو بدل کر مسیح کر لیا جیسے موسی کی اصل اسکی عبرانی زبان مین موشی یا میشا ہے اس صورت مین یہ لفظ مشتق نہ ہوگا لیکن جمہور علماء کے نزدیک یہ مشتق ہے ابن عباس سے منقول ہے کہ انکو مسیح اس لیے کہتے تھے کہ جب وہ کسی بیمار پر مسح کرتے یعنی ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہوجاتا اور ابراہیم اور ابن اعرابی نے کہا مسیح کہتے ہین صدیق کو اور بعضون نے کہا اسلیے کہ انکے تلوے دونون پاؤن کے صاف اور برابر تھے بیچ مین گھراؤ نہ تھا اور بعضون نے کہا اسلیے کہ وہ اپنی مان کے پیٹ سے تیل لگے ہوے پیدا ہوئے تھے اور بعضون نے کہا اسلیے کہ برکت انپر پھیری گئی تھی جب وہ پیدا ہوئے اور بعضون نے کہا اسلیے کہ اللہ نے انپر ہاتھ پھیرا تھا یعنی خوب صورت پیدا کیا تھا اور اسکے سوا اور وجہین بھی بیان کی ہین - اور دجال کو اسلیے مسیح کہتے ہین کہ اس کی آنکھین مٹی گئی ہین یا اسلیے کہ وہ کانا ہے اور کانے کو مسیح کہتے ہین یا اسلیے کہ وہ ساری زمین پر پھریگا اپنے نکلنے کے وقت مین (نووی) **ف** پھر مین نے ایک شخص دیکھا گھونگر بال والا بہت گھونگر داہنی آنکھ کا کانا اور اسکی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور مین نے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح دجال ہے (خدا اسکی شر سے ہر مسلمان کو بچا دے)

عن عبد الله بن عمر ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما بين ظهراني الناس المسيح الدجال فقال ان الله تبارك وتعالى ليس باعور الا ان المسيح الدجال اعور عين اليمنى كان عينه عنبة طافية قال وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اراني الليلة في المنام عند الكعبة فاذا رجل آدم كاحسن ما ترى من ادم الرجال تضرب لمته بين منكبيه رجل الشعر يقطر راسه ماء واضعا يديه على منكبي رجلين وهو بينهما يطوف بالبيت فقلت من هذا قالوا المسيح ابن مريم ورايت وراءه رجلا جعدا قططا اعور عين اليمنى كاشبه من رايت من الناس بابن قطن واضعا يديه على منكبي رجلين يطوف بالبيت فقلت من هذا قالوا هذا المسيح الدجال **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ

طافیہ

لیث

ف صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن لوگون کے بیچ مین مسیح دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کانا نہین ہے
معاذ اللہ اوسکی تو آنکھین صحیح اور سالم ہین اور ہر طرح کے عیب اور نقص سے اور وہ پاک ہے ہر طرح کے خلل اور
نقصان سے **ف** اور مسیح دجال کانا ہے داہنی آنکھ کا اوسکی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور ابن ہی ایک کہلی
نشانی ہے اس بات کی کہ وہ مردود جھوٹا ہے خدائی کے دعوی مین آپ نے فرمایا ایک رات خواب مین مین نے کعبے
کے پاس دیکھا ایک شخص گیہوان رنگ جیسے بہت اچھا کوئی گیہوان رنگ کا آدمی اوس کے پٹے مونڈھون تک تھے
اور بالون مین کنگھی کی ہوئی تھی سر مین سے پانی ٹپک رہا تھا اور اپنے دونون ہاتھ آدمیون کے مونڈھون پر
رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا خانہ کعبہ کا مین نے پوچھا یہ شخص کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح ہین مریم کے بیٹے علیہ السلام
اور ان کے پیچھے مین نے اور ایک شخص دیکھا جو سخت گھونگر بال والا داہنی آنکھ کا کانا تھا مین نے جو لوگ دیکھے
ہین اون سب مین ابن قطن اوس سے زیادہ مشابہ ہے وہ بھی اپنے دونون ہاتھ دو آدمیون کے مونڈھون پر رکھے
ہوئے طواف کر رہا تھا مین نے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے **عن** ابن عمر
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت عند الکعبۃ رجلا آدم سبط الرأس واضعا
یدیہ علی رجلین یسکب رأسہ او یقطر رأسہ فسألت من ہذا فقالوا عیسی بن مریم
او المسیح بن مریم علیہ السلام لا یدری ای ذلک قال ورأیت وراءہ رجلا احمر جعد الرأس
اعور العین الیمنی اشبہ من رأیت بہ ابن قطن فسألت من ہذا فقالوا المسیح الدجال **ترجمہ**
عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے کعبے کے پاس ایک شخص کو دیکھا جو گندم
رنگ تھا اوسکے بال لٹکے ہوئے تھے دونون ہاتھ دو آدمیون کے مونڈھون پر رکھے تھا اور اسکے سر مین سے پانی
بہہ رہا تھا مین نے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے کہا عیسی ابن مریم کے بیٹے یا یون کہا مسیح ابن مریم کے بیٹے معلوم
نہین کون سا لفظ کہا پھر انکے پیچھے مین نے اور ایک شخص دیکھا سرخ رنگ گھونگر بال والا داہنی آنکھ کا
کانا سب سے زیادہ مشابہ اوس سے قطن کا بیٹا ہے مین نے پوچھا یہ کون ہے انہون نے کہا یہ مسیح دجال ہے **عن**
جابر بن عبداللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی
بیت المقدس فطفقت اخبرہم عن آیاتہ وانا انظر الیہ **ترجمہ** جابر بن عبداللہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قریش کے لوگون نے مجھے جھٹلایا تو مین حطیم مین کھڑا ہوا اور اللہ تعالی
نے میرے سامنے کر دیا بیت المقدس کو مین نے اسکی نشانیان قریش کو بتلانی شروع کین اور مین دیکھ رہا تھا

اوسکو (یعنے بیت المقدس کو) **عن** عبد اللہِ بن عُمَرَ قال سَمِعتُ رسولَ اللہِ صلّی اللہُ علیہ و بینا
سلّم یقول بینما انا نائم رأیتنی اطوف بالکعبۃ فاذا رجل آدم سبط الشعر بین رجلین ینطف
رأسہ ماء او یہراق رأسہ ماء قلت من ھذا قالوا ھذا ابن مریم ثم ذھبت التفت فاذا رجل فقلت
احمر جسیم جعد الرأس اعور العین کان عینہ عنبۃ طافیۃ قلت من ھذا قالوا الدجال
اقرب الناس بہ شبھا ابن قطن **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آپ فرماتے تھے مین سو رہا تھا اتنے مین مینے اپنے تئین دیکھا طواف کر رہا ہون خانہ کعبہ کا اور ایک شخص کو
دیکھا جو گندم رنگ تھا اسکا بال چپٹے ہوے تھے سر سے پانی ٹپک رہا تھا یا بہ رہا تھا مینے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے
کہا یہ مریم کے بیٹے ہین پھر مین چلا اور طرف دیکھنے لگا تو ایک شخص کو دیکھا سرخ رنگ موٹا داہنی آنکھ کا کانا گویا
اوسکی آنکھ پھولا انگور ہے مین نے کہا یہ کون ہے انہون نے کہا یہ دجال ہے سب لوگون مین اوس سے زیادہ مشابہ
ابن قطن ہے **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لقد رأیتنی فی الحجر
وقریش تسألنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتھا فکربت کربۃ کربا
ما کربت مثلہ قط قال فرفعہ اللہ لی انظر الیہ ما یسألونی عن شیء الا انبأتھم بہ وقد رأیتنی
فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسی علیہ السلام قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال
شنوءۃ واذا عیسی بن مریم علیہ السلام قائم یصلی اقرب الناس بہ شبھا عروۃ بن مسعود
الثقفی واذا ابراھیم علیہ السلام قائم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ فحانت نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم
الصلوۃ فاممتھم فلما فرغت من الصلوۃ قال لی قائل یا محمد ھذا مالک صاحب النار فسلم
علیہ فالتفت الیہ فبدأنی بالسلام **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین
نے اپنے تئین دیکھا حطیم مین اور قریش مجھسے میرے سیر کا حال پوچھ رہے تھے (یعنے معراج کا) تو اونہون
نے بیت المقدس کی کئی چیزین پوچھین جنکو مین بیان نہ کر سکا مجھے بڑا رنج ہوا ایسا رنج کبھی نہین ہوا
تھا پھر اللہ تعالی نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا مین اسکو دیکھنے لگا اب جو بات وہ پوچھتے تھے مین
بتا دیتا تھا اور مین نے اپنے تئین پیغمبرون کی جماعت مین پایا دیکھا تو موسی علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے
ہین وہ ایک شخص ہین میانہ تن و توش کے اور گٹھے ہوئے جسم کے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہین اور دیکھا عیسی
بن مریم علیہ السلام کو وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہین سب سے زیادہ مشابہ اونکی مین عروہ بن مسعود ثقفی کو

پاتا ہون اور دیکھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کہڑے ہوے نماز پڑہ رہے ہین سب سے زیادہ مشابہ اون کے تمہارے صاحب ہین آپنے اپنے تئین فرمایا پہر نماز کا وقت آیا تو مین نے امامت کی (اور سب پیغمبرون نے میرے پیچہے نماز پڑہی) جب مین نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بولا اے محمد یہ مالک ہے جہنم کا داروغہ اس کو سلام کرو مین نے اوس کیطرف دیکہا تو اس نے خود پہلے سلام کیا **ف** قاضی عیاض نے کہا ان پیغمبرون کی نماز مین جو گفتگو تہی اوسکو اوپر ہم بیان کر چکے ہین اور کبہی نماز سے ذکر اور دعا مراد ہوتی ہے یا وہ کبہی آخرت کا عمل اب اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسی کو قبر مین نماز پڑہتے دیکہا اور پہر بیت المقدس مین انکے ساتہہ نماز پڑہی پہر آسمان پر اون سے ملے یہ کیسے ہو سکتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے قبر مین جو آپنے دیکہا یہ تو معراج سے پہلے تہا اور بیت المقدس مین انکے ساتہہ نماز پڑہی معراج کی رات مین پہر حضرت موسی آپ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یا یہ نماز آسمانون سے لوٹنے کے بعد پڑہی ہو واللہ اعلم **عن**

عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ لَمَّا اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْتُھِیَ بِہٖ اِلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی وَھِیَ فِی السَّمَاءِ السَّادِسَۃِ اِلَیْھَا یَنْتَھِیْ مَا یُعْرَجُ بِہٖ مِنَ الْاَرْضِ فَیُقْبَضُ مِنْھَا وَاِلَیْھَا یَنْتَھِیْ مَا یُھْبَطُ بِہٖ مِنْ فَوْقِھَا فَیُقْبَضُ مِنْھَا قَالَ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی قَالَ فَرَاشٌ مِّنْ ذَھَبٍ قَالَ فَاُعْطِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا اُعْطِیَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِیَ خَوَاتِیْمَ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّمْ یُشْرِكْ بِاللّٰہِ مِنْ اُمَّتِہٖ شَیْئًا الْمُقْحِمَاتُ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تو آپ سدرۃ المنتہی تک پہونچے اور وہ چہٹے آسمان مین ہے **ف** نووی نے کہا سب نسخون مین یون ہی ہے کہ سدرۃ المنتہی چہٹے آسمان مین ہے لیکن اوپر گذرا انس کی روایات مین کہ سدرۃ المنتہی ساتوین آسمان کے اوپر ہے قاضی عیاض نے کہا یہی صحیح ہے اور اکثر کا قول یہی ہے اور ممکن ہے جمع کرنا اندونون روایتون مین اس طرح کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ چہٹے آسمان مین ہو اور ڈالیان اوسکی ساتوین آسمان کے اوپر پہنچی ہون کہ وہ نہایت بڑا درخت ہے اور خلیل نے کہا سدرۃ المنتہی ایک درخت ہے ساتوین آسمان مین جو سایہ کیے ہے آسمانون پر اور جنت پر **ت** زمین سے جو چڑہتا ہے وہ یہین آنکر ٹہر جاتا ہے پہر لے لیا جاتا ہے اور جو اوپر سے اوترتا ہے وہ بہی یہین ٹہر جاتا ہے پہر لے لیا جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے جب سدرۃ المنتہی کو ڈہانپ رہی تہین وہ چیزین جو ڈہانپتی تہین عبداللہ نے کہا یعنی پتنگے سونے کے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہان تین چیزین دی گئین ایک تو پانچ نمازین دوسرے سورۃ البقر کی اخیر آیتین تیسرے اللہ نے بخشدیا آپکی امت مین سے اوس

شخص کو شرک نکرے اللہ کے ساتھہ باقی تمام تباہ کرنیوالے گناہون کو **ف** یعنے اور بڑے بڑے
کبیرہ گناہون کو اور مطلب یہ ہی کہ جو شخص اس امت مین سی مرے اور وہ شرک مین گرفتار نہو تو وہ ہمیشہ جہنم
مین نہ رہیگا بلکہ کبھی نہ کبھی ضرور بخشا جاویگا اور یہ مراد نہین ہے کہ اُسکو عذاب بالکل نہ ہوگا کیونکہ اور بنصوص شرعیہ
اور اجماع امت سی یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ بعض موحدین کو جو گنہگار ہونگے عذاب دیا جاویگا اور احتمال ہے
کہ یہان بعضی خاص لوگ مراد ہون جنکے سب گناہ بخشدیے جاوینگے اور انکو بالکل عذاب نہ ہوگا۔ یا اللہ تو اپنی
عنایت اور کرم سے ہمکو ان لوگون مین کردے اور ہمارے گناہون کو بخشدے اور جیسا تونے اب تک ہمکو شرک
سے بچایا ہے ویسا ہی خاتمہ بھی ہمارا توحید پر کر اور مت مبتلا کر ہمکو شرک مین بیشک تو سب اختیار رکھتا
ہے **باب** مَعنَی قَولِ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَآہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی وَھَلْ رَاَی النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ
وَسَلَّمَ رَبَّہٗ لَیلَۃَ الاِسْرَاءِ **ترجمہ** اس باب مین یہ بیان ہی کہ وَلَقَدْ رَآہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی سی کیا مراد ہی اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقتعالی جل شانہ کو معراج کی رات مین دیکھا تھا یا نہین **ف** قاضی عیاض نے
کہا سلف اور خلف نے اختلاف کیا ہے اس امر مین کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی جل شانہ
کو معراج کی رات مین دیکھا تھا یا نہین تو حضرت عائشہ نے انکار کیا ہے دیکھنے کا جیسے خود اس کتاب
مین اونسے روایت ہی اور ایسا ہی منقول ہی ابوہریرہ اور ایک جماعت صحابہ سی اور یہی مشہور ہی ابن مسعود
سے اور اسیطرف گئی ہے ایک جماعت محدثین کی اور متکلمین کی اور ابن عباس سے یون روایت ہی کہ
آپنے اللہ تعالی کو اپنی آنکھہ سی دیکھا اور ایسا ہی منقول ہی ابوذر اور کعب سی اور حسن بصری اس بات کی قسم کہاتے
تھے اور ایسا ہی مروی ہی ابن مسعود اور ابوہریرہ اور امام احمد بن حنبل سی اور اصحاب مقالات نے امام ابو
الحسن اشعری اور انکے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالی کو دیکھا اور ہمارے بعضے مشایخ نے اس مسئلہ مین
توقف کیا ہے اور کہا ہی کہ دیکھنے پر کوئی صاف دلیل نہین لیکن دیکھنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالی کا دیدار دنیا
مین ممکن ہے اور حضرت موسی کا درخواست کرنا دیدار کے لیے یہی دلیل ہے امکان کی اسلیے کہ نبی اس امر کی
درخواست کیسے کریگا جو اللہ تعالی کی نسبت محال ہو اور اختلاف کیا ہی علماء نے کہ حضرت موسی علیہ السلام
نے حقتعالی کو دیکھا یا نہین اور قاضی ابوبکر نے کہا کہ حضرت موسی اور ہمارے پیغمبر علیہما السلام دونون نے
حق تعالی کو دیکھا ہی اسیطرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ مین کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نے حق تعالے سے کلام کیا ہے معراج کی رات کو بلا واسطہ یا نہین اور اشعری اور ایک جماعت متکلمین

کے نزدیک کلام کیا ہے اور بعضون نے اس قول کی نسبت دی جعفر بن محمد اور ابن مسعود اور ابن عباس کیطرف اسی طرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنون مین ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی یعنے پھر نزدیک ہوا اور اوتر آیا اور بعضون نے کہا یہ نزدیک ہونا جبرئیل علیہ السلام سے ہے یا سدرۃ المنتہی سے اور ابن عباس اور حسن اور محمد بن کعب اور جعفر بن محمد وغیرہم سے منقول ہے کہ یہ نزدیک ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدای عزوجل سے ہے اس صورت مین نزدیک ہونے کی تاویل کرنا پڑے گی اور مراد قرب سے یہ ہوگی کہ خدا کی بزرگی آپ پر ظاہر ہوئی اور انوار معرفت کہل گئے اور غیب کے اسرار معلوم ہوگئے اور قاب قوسین او ادنیٰ کی بہی تاویل کرنا ہوگی اور ایسی ہی تاویل کیجاوے گی اوس حدیث مین کہ جو شخص ایک بالشت مجہسے نزدیک ہوتا ہے مین ایک ہاتہ اس سے نزدیک ہوجاتا ہون تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور لیکن صاحب تحریر نے تو یہی اختیار کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدای عزوجل کو دیکہا اور کہا کہ اس امر پر بہت سی دلیلین ہین پر ہم اونہین سے حجت لاتے ہین جو قوی ہین ایک حدیث ہے ابن عباس کی انہون نے کہا کیا تم تعجب کرتے ہو اس بات سے کہ خلت ابراہیم کو ملی ہوا اور کلام موسی کو اور دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عکرمہ سے روایت ہے ابن عباس سے سوال ہوا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہے انہون نے کہا ہان اور شعبہ سے باسناد منقول ہے اونہون نے قتادہ سے اونہون نے انس سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا اور حسن قسم کہاتے تہے اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہے اور اصل اس باب مین حدیث ہے ابن عباس کی اور ابن عباس عالم ہین اس امت کے اور مشکل مسائل مین لوگ ان کیطرف رجوع کرتے تہے ابن عمر نے اس مسئلے مین انہی کیطرف رجوع کیا اور اون سے پوچہا بہیجا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہے اونہون نے کہا ہان دیکہا ہے اور حدیث حضرت عائشہ کی ضرر نہین کرتی کیونکہ حضرت عائشہ نے یون نہین کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے مین نے نہین دیکہا اپنے پروردگار کو بلکہ اونہون نے اپنی رائے بیان کی ان آیتون پر خیال کرکے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا اور لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ اور صحابی جب کوئی بات کہے اور دوسرے صحابہ اسکے مخالف ہون تو اسکا قول حجت نہین ہے اور جب صحیح ہوگئین روایتین ابن عباس سے دیدار کے اثبات مین تو ضرور ہے ثابت کرنا اسکا اسلیے کہ یہ امر عقل سے معلوم نہین ہوسکتا بلکہ ضرور ہے سننا شارع سے اور یہ کوئی نہ سمجہے کہ ابن عباس نے بہی اپنی رائے سے یا اجتہاد سے دیدار کا ثبوت کیا معمر بن راشد نے کہا جب اختلاف بیان کیا گیا حضرت عائشہ اور ابن عباس کا رویت الہی مین

کہا ہے نزدیک حضرت عائشہ ابن عباس سے علم مین زیادہ نہین ہین اور ابن عباس ثابت کرتے ہین ایک امر کو جسکو
نفی کی اور دوسرے نے اثبات کیا اور اثبات کرنیوالا مقدم ہے نفی کرنیوالے پر تمام ہوا کلام صاحب تحریر کا اور حاصل یہ ہے کہ اکثر علما کے نزدیک ترجیح اسی کو ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو اپنی دونون آنکھون سے دیکھا معراج کی رات کو اور دلیل اسکی یہی حدیث ہے ابن عباس وغیرہ کی اور ثابت ہے کہ ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنکر یہ کہا ہوگا اسمین کچھ شک نہین پھر حضرت عائشہ نے جو اسکی نفی کی تو وہ کسی حدیث سے نہین کی اور اگر انکے پاس کوئی حدیث ہوتی
تو وہ بیان کرتین بلکہ اونھون نے استنباط کیا آیات سے اور ان کا مطلب آگے ہم بیان کرینگے یہ جو حضرت عائشہ
نے دلیل لائی ہین اس آیت سے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ اسکا جواب تو ظاہر ہے کیونکہ ادراک کہتے ہین احاطہ کو اور اللہ تعالی
کا احاطہ کوئی نہین کرسکتا اور جب نص سے احاطہ کی نفی نکلی تو اس سے رویت کی نفی نہین نکلتی جو بغیر احاطہ
کے ہو اور لوگون نے بھی جواب دیے ہین اس آیت کے مگر اون کے بیان کرنے کی ضرورت نہین یہ جواب مختصر
اور عمدہ ہے جو ہم نے بیان کیا اور دوسری دلیل انکی اس آیت سے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ
وَرَاءِ حِجَابٍ الآیہ اسکا جواب کئی طرح سے ہے ایک تو یہ کہ رویت کے وقت کلام کا ہونا ضرور نہین تو جائز ہے رویت
بغیر کلام کے دوسرے یہ کہ اس عام مین سے ہمارے پیغمبر خاص کیے گئے ہین تیسرے یہ کہ وحی سے مراد کلام
ہے بغیر واسطے کے اگرچہ جمہور یون کہتے ہین کہ وحی سے اسجگہ الہام یا خواب مراد ہے اور حجاب کے یہ معنی ہین کہ خدا
تعالی صاف کھلم کھلا بات نہین کرتا بلکہ وہ خدا کا کلام سنتے ہین اور اسکو دیکھتے نہین حجاب سے یہ غرض
نہین کہ خدا کو کوئی پردہ ہے جو جدا کرتا ہے ایک مقام کو دوسرے مقام سے انتہی ما قال النووی مختصرًا مولانا
ابو الطیب نے سراج الوہاج مین کہا ہے کہ مجھے جو اس مقام مین معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ اس مسئلے مین خاموشی بہتر
ہے اور غور و خوض کرنا اچھا نہین اسلیے کہ قرآن کی آیتین محتمل ہین اور جب احتمال ہو تو استدلال نہین
ہوسکتا اور جسنے رویت کو ثابت کیا ہے وہ قرآن سے ثابت کرتا ہے حالانکہ قرآن کا حال یہ ہے کہ وہ مجمل ہے اور
ابن عباس کوئی مرفوع حدیث اس باب مین نہین لائے بلکہ انہون نے استدلال کیا آیات سے تو یہ بھی ان کا
اجتہاد ہوا اور اجتہاد کسیکا حجت نہین جب تک اوسپر دلیل نہ ہو اور حضرت عائشہ بھی دلیل لائین اجتہاد سے
اور ان کا استدلال زیادہ واضح ہے اور ایک روایت مین صراحتًا یہ امر ثابت ہے مسروق
سے کہ حضرت عائشہ نے کہا مین نے سب سے پہلے اس آیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
آپ نے فرمایا مراد اوس سے جبرئیل ہین اور اس سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس آیت کی تفسیر کی ساتھ جبرئیل علیہ السلام کے تو اب اس سے پھیرنے کے لیے کوئی دلیل چاہیے

اس لیے ٹھیک یہی ہے کہ توقف کیا جاوی جبتک دلیل قائم نہ ہو اور مین یہ نہین کہتا کہ دیدار الٰہی جائز نہین بلکہ کلام اسمین ہی کہ آیا دیدار ہوا یا نہین اور حدیث موقوف اس باب مین حجت نہین ہوسکتی جب اوس کے خلاف دوسری حدیث موقوف ہو اور یہہ مسئلہ عقل اور اجتہاد سے معلوم نہین ہوسکتا بلکہ سماع چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہان پر کوئی سماع مرفوع نہین ہے انتہی مختصرًا **عن** الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ **ترجمہ** سلیمان شیبانی سے روایت ہی مین نے زر بن حبیش سے پوچھا اس آیت کو فکان قاب قوسین او ادنیٰ یعنی پھر رہ گیا فرق دو کمان کا یا اس سے بھی نزدیک اونہون نے کہا مجہہ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اُن کے چھہ سو بازو تہے **ف** یعنی اُن کی اصلی صورت پر دیکھا ورنہ اور شکلون سے تو ان کو اکثر آپ دیکھا کرتے تہے عبداللہ بن مسعود بھی جو اس حدیث کے راوی ہین بڑے عالم ہین اس امت کے اور معارض ہی انکا قول عبداللہ بن عباس کے قول کے نووی نے کہا عبداللہ بن مسعود کا یہی مذہب ہے کہ مراد اس آیت سے جبریل ہین لیکن اکثر مفسرین اسطرف گئے ہین کہ مراد دیکھنے سے دیکھنا حق سبحانہ وتعالیٰ کا ہے پہر ان لوگون نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا آپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھہ سے دیکھا اور بعضون نے کہا ظاہر کی دونون آنکھون سے دیکھا امام ابوالحسن واحدی نے کہا یہ بیان ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار الٰہی کا معراج کی رات مین ابن عباس اور ابوذر اور ابراہیم تیمی نے کہا کہ آپنے خداتعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا اور یہ دیکھنا درحقیقت صحیح دیکھنا تہا اسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آنکھہ آپکے دل مین پیدا کردی یا دیکھنے کی قوت دل مین ڈالدی اور آپنے دیکھہ لیا جیسے آنکھہ سے دیکھتے ہین اور ایک جماعت مفسرین کی اس طرف گئی ہے کہ آپ نے انہی ظاہر کی آنکھون سے خداتعالیٰ کو دیکھا اور یہی قول ہے انس اور عکرمہ اور حسن اور ربیع کا (نووی) **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى قَالَ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالےٰ نے فرمایا ما کذب الفؤاد ما رایٰ یعنے جھوٹہہ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا مراد اس سے جبریل علیہ السلام کا دیکھنا ہے آپ نے دیکھا اون کو اون کے چھہ سو (۶۰۰) بازو تہے

عن عبد الله قال لقد راى من ايات ربه الكبرى قال راى جبريل عليه السلام
فی صورته له ستمائة جناح ترجمہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالی نے فرمایا لقد رای من
ایات ربه الکبری بیشک دیکھیں اپنے رب کی بڑی نشانیاں مراد اس سے یہ ہے کہ آپ نے دیکھا جبرئیل
علیہ السلام کو انکی اصلی صورت میں چھ سو بازو تھے اون کے عن ابی هريرة رض
ولقد راه نزلة اخرى قال راى جبريل عليه السلام ترجمہ ابوہریرہ سے روایت
ہے اس آیت کی تفسیر میں ولقد راه نزلة اخرى یعنے دیکھا انکو دوسرے اوتار میں کہ دیکھا آپ نے
جبرئیل علیہ السلام کو ف نووی نے کہا یہ جو عبد اللہ بن مسعود اور ابوہریرہ نے کہا ایسا ہی منقول
ہے بہت سلف سے اور یہی روایت ہے ابن عباس اور ابن زید اور محمد بن کعب اور مقاتل بن حیان
سے اور ضحاک نے کہا کہ مراد سدرۃ المنتہی کا دیکھنا ہے اور بعضوں نے کہا کہ رفرف سبز کا اور واحدی
نے کہا کہ اکثر علماء نے یوں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل ع کو اون کی اصلی صورت
میں دیکھا اور یہی مراد ہے آیت سے عن ابن عباس قال راه بقلبه ترجمہ ابن عباس
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا اپنے دل سے عن ابن
عباس قال ما كذب الفؤاد ما راى ولقد راه نزلة اخرى قال راه بفؤاده مرتين
ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے ما کذب الفؤاد ما رای ولقد راه نزلة اخری کی تفسیر میں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو اپنے دل سے دو بار دیکھا ف تو ابن عباس کا یہی
قول ہے کہ مراد ان آیتوں میں دیدار الہی ہے اور اوپر اسکی تفصیل گذر چکی عن مسروق قال
كنت متكئا عند عائشة فقالت يا ابا عائشة ثلث من تكلم بواحدة منهن فقد
اعظم على الله الفرية قلت ما هن قالت من زعم ان محمدا صلى الله عليه وسلم راى ربه
فقد اعظم على الله الفرية قال وكنت متكئا فجلست فقلت يا ام
المؤمنين انظريني ولا تعجليني الم يقل الله عز وجل ولقد راه بالافق المبين ولقد
راه نزلة اخرى فقالت انا اول هذه الامة سال عن ذلك رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال انما هو جبريل عليه السلام لم اره على صورته التي خلق عليها
غير هاتين المرتين رايته منهبطا من السماء سادا عظم خلقه ما بين السماء الى الارض

فقالت او لم تسمع ان اللہ عزوجل یقول لا تدرکہ الابصار وھو یدرک
الابصار وھو اللطیف الخبیر او لم تسمع ان اللہ یقول وما کان لبشر ان یکلمہ
اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا الی قولہ انہ علی حکیم
قالت ومن زعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتم شیئا من کتاب اللہ
فقد اعظم علی اللہ الفریۃ واللہ یقول یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من
ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ قالت ومن زعم انہ یخبر بما یکون
فی غد فقد اعظم علی اللہ الفریۃ واللہ یقول قل لا یعلم من فی السموات
والارض الغیب الا اللہ **ترجمہ** مسروق سے روایت ہے میں تکیہ لگائے ہوئے تھا حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کے پاس انہوں نے کہا اے ابو عائشہ (یہ کنیت ہے مسروق) کی تین باتیں ہیں
جو کوئی ان کا قائل ہو اس نے بڑا جھوٹ باندھا خدا پر میں نے کہا وہ تین باتیں کون سی ہیں
انہوں نے کہا (ایک یہ ہے) جو کوئی سمجھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا
اس نے بڑا جھوٹ باندھا مسروق نے کہا میں تکیہ لگائے تھا یہ سنکر میں بیٹھ گیا اور میں
نے کہا اے ام المومنین ذرا مجھے بات کرنے دو اور جلدی مت کرو کیا اللہ تعالے نے نہیں
فرمایا ولقد راہ بالافق المبین ولقد راہ نزلۃ اخری حضرت عائشہ نے کہا اس امت میں سب
سے پہلے میں نے ان آیتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا مراد ان
آیتوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں میں نے ان کو انکی اصلی صورت پر نہیں دیکھا سوا دو
بار کے جنکا ذکر ان آیتوں میں ہے میں نے دیکھا انکو وہ اتر رہے تھے آسمان سے اور ان کے
تن و توش کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک روک دیا تھا پھر حضرت عائشہ نے کہا کیا تو نے
نہیں سنا اللہ تعالی فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر کیا تو نے
نہیں سنا اللہ تعالے فرماتا ہے ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا
علی حکیم تک **ف** پہلی آیت سورہ انعام میں ہے (۱۳) رکوع میں ترجمہ اسکا یہ ہے انکو
نہیں پا سکتیں آنکھیں اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو اور وہ بھید جانتا ہے خبردار ہے اور دوسری
آیت شوری (۵) رکوع میں ہے ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے اور کسی آدمی کی حد نہیں کہ

اللہ عزوجل

اوس سے باتین کرے اللہ مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانیوالا پھر پہنچاوے
وہ اس کے حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتون والا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یون
کہنا درست ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور مطرف بن عبد اللہ نے ایسا کہنا مکروہ جانا ہے اور کہا ہے
یون کہو اللہ تعالی نے فرمایا اور مت کہو اللہ تعالی فرماتا ہے پر مطرف کا یہ قول مخالف ہے صحابہ اور تابعین
کے عمل کے اور صحیح اور مختار یہی ہے کہ دونون طرح کہنا درست ہے اور یہی قول ہے ائمہ سلف اور خلف کا
اور خود قرآن مین موجود ہے وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ اور صحیح مسلم مین ابوذر سے روایت
ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی فرماتا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا اور جس
نے اسکا انکار کیا اوسکے پاس کوئی دلیل نہین ہے (نووی) **ف** اور دوسری یہ ہے) جو کوئی
خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب مین سے کچھ چھپا لیا تو اس نے بڑا جھوٹ
باندھا خدا پر اللہ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ
یعنے اے پیغام پہونچانے والے پہونچا دے جو اترا تجھپر تیرے رب کے پاس سے اور جو تو ایسا نہ
کرے تو تو نے پیغام نہین پہونچایا (تیسرے یہ ہے) جو کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کل ہونیوالی بات جانتے تھے یعنی آئندہ کا حال) تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر اللہ خود فرماتا
ہے کہہ دو اے محمد آسمانون اور زمین مین کوئی غیب کی بات نہین جانتا سوا خدا کے **ف**
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیب کا علم خدا ہی سے خاص ہے اور سوا خدا کے کسی اور کو غیب کا
علم نہین پیغمبر ہو یا فرشتہ یا ولی یا صالح یا سلطان یا عارف اور خود اللہ تعالے نے اپنی کتاب
مین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بیان کی وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَ
مَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ یعنے اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو مین بڑی بھلائی حاصل کر لیتا
اور مجھے دکھ نہ پہونچتا مین تو ایک ڈرانیوالا ہون اور جب اللہ اور رسول کے بیان سے
معلوم ہو گیا کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسی کو نہین اب دوسرے کے بیان کی کیا حاجت ہے اللہ
تعالی ہدایت کرے اون بدعتیون کو جو غیب کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اور اولیاء
اور مشایخ کے لیے ثابت کرتے ہین اور اسپر کوئی دلیل نہین بلکہ دلیل اوس کے خلاف
مین موجود ہے خدا جانے اون کی عقلون پر کیا مار پڑی ہے اور شیطان اون کو

کہاں اونکا گذر آتا ہے خدا تعالی ہمکو اور ہمارے طریقے کے لوگوں کو ایسے خیالوں سے بچاوے ۔ سراج
الوہاج ۔ **عن** داود بهذا الاسناد نحو حديث ابن علية وزاد قالت ولو
كان محمد صلى الله عليه وسلم كاتما شيئا مما انزل عليه لكتم هذه الاية واذ
تقول للذي انعم الله عليه وانعمت عليه امسك عليك زوجك واتق
الله وتخفي في نفسك ما الله مبديه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه **ترجمہ**
داود نے اسی حدیث کو روایت کیا جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپانے والے ہوتے تو چھپاتے اس آیت کو واذ تقول
للذی انعم اللہ علیہ اخیر تک **ف** یہ آیت سورہ احزاب کے پانچویں رکوع میں ہے ترجمہ اسکا
یہ ہے اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے
اپنے پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دلمیں ایک چیز جو اللہ اسکو کھولا چاہتا
ہے اور ڈرتا تھا لوگوں سے اور چاہیے اللہ سے زیادہ ڈرنا پھر جب زید تمام کر چکا اوس عورت
سے اپنی غرض ہمنے وہ تیرے نکاح میں دی اسلیے کہ مسلمانوں پر حرج نہو اپنے لے پالکوں
کی جوروں سے نکاح کرنے میں جب وہ تمام کریں اون سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم
کرنا ۔ مراد اس شخص سے زید بن حارثہ ہیں جو لے پالک تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
انکی بی بی زینب تہیں جو آپکی پھوپھی کی بیٹی تہیں جب زید سے انکی نہ بنی تو پہلے آپ نے
زید کو نصیحت کی پر دل میں آپ کے یہ خیال تہا کہ اگر زید انکو چھوڑ دے گا تو میں ان سے نکاح
کر لوں گا آپنے یہ خیال اپنے دل ہی میں رکھا اسلیے کہ کافر اور منافق بدگوئی نکریں کہ محمد اپنے بہو سے
نکاح کرنے لگے ہیں آخر اللہ تعالے نے اس ارادے کو ظاہر کر دیا اور نکاح زینب کا آپ سے
کر دیا اور کافروں کی طعن وتشنیع کو لغو کر دیا اور فرمایا کہ لے پالک درحقیقت بیٹا نہیں ہے
جو اوسکی جورو پالنے والے پر حرام ہو ۔ اس آیت میں چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ
نے نصیحت کی اور الزام دیا کہ تو لوگوں سے ڈرتا ہے حالانکہ اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیے
اور آپکے دل کی بات جسکو آپ چھپانا چاہتے تہے فاش کر دیا پس اگر آپ کوئی آیت
معاذ اللہ چھپانے کو ہوتے تو اسکو چھپاتے ۔ **عن** مسروق قال سالت عائشة هل

رای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ربہ فقالت سبحان اللہ لقد قف شعری لما قلت
وساق الحدیث بقصتہ وحدیث داؤد اتم واطول **ترجمہ** مسروق سے روایت ہے ہمنے
ام المؤمنین عائشہ سے پوچھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اونہوں نے کہا سبحان اللہ
میری رونگٹین کھڑے ہوگئے (اس بات کے سننے سے) اور بیان کیا حدیث کو اوسی طرح لیکن روایت
داؤد کی (جو اوپر گزری) بڑی اور پوری ہے **عن** مسروق قال قلت لعائشۃ فاین
قولہ تعالی ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی قالت
انما ذاک جبریل علیہ السلام کان یاتیہ فی صورۃ الرجال وانہ اتاہ فی صلی اللہ علیہ وسلم
ھذہ المرۃ فی صورتہ التی ھی صورتہ فسد افق السماء **ترجمہ** مسروق سے
روایت ہے مین نے حضرت عائشہ سے کہا (تم تو کہتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب
کو نہین دیکھا پھر اللہ تعالی کا یہ قول کیسے ہے ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی
الی عبدہ ما اوحی اونہون نے کہا اس آیت سے تو جبرئیل مراد ہین وہ ہمیشہ آپ کے پاس مردون
کی صورت مین آتے تھے اور اس مرتبہ خاص اپنی اصلی صورت مین آئے تو سارا کنارہ آسمان
کا بھر گیا تھا **ف** اس صورت مین آیت کے معنے یہ ہونگے کہ پھر نزدیک ہوا جبرئیل اور قریب
آگیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رہ گیا فاصلہ دو کمانون کا یا اس سے بھی نزدیک اور بعضون نے
قوس سے ذراع مراد لیا ہے تو معنے یہ ہوگا رہ گیا فاصلہ دو ہاتھ کا یا اس سے بھی کم یعنے آپ
مین اور جبرئیل مین اتنا قرب ہوگیا بعد اوسکے اللہ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی
کی **عن** ابی ذر قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل رایت
ربک قال نور انی اراہ **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
سے پوچھا کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا آپ نے فرمایا وہ تو نور ہے مین اوسکو کیسے دیکھتا
ف نووی نے کہا یعنے حجاب اوسکا نور ہے اور معنے یہ ہے کہ نور کی وجہ سے مین اسکو
دیکھ نہ سکا کیونکہ جب نور بہت ہوتا ہے تو آنکھ چکا چوند ہو جاتی ہے اور کچھ دکھلائی نہین دیتا
عرفا کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالی جل شانہ نور ہے اور ظہور ہے یعنے اسی کی وجہ
سے سب کی ہستی اور نمایش ہے جیسے قرآن مین ہے اللہ نور السموات والارض اگر یہ نور نہ

ہو تو نری نیستی نیستی ہو اور کسی چیز کا وجود نہ ہو پھر جیسے نور کیوجہ سے اور چیزین دکھلائے دیتی ہین اسیطرح اللہ جلشانہ کی اور مخلوقات کو ہم دیکھتے ہین پر اسکا دیکھنا دشوار ہے اس لیے کہ ہم مادے اور جسم کی کسافات سے بھری ہوئی ہین البتہ اللہ تعالے جب اپنے بندون کو ان علائق جسمانی سے صاف کرے اون کو نورانی کرے گا اوس وقت اپنا نور اون کو دکھا دے گا واللہ اعلم **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَوْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَسَاَلْتُہٗ فَقَالَ عَنْ اَیِّ شَیْءٍ کُنْتَ تَسْاَلُہٗ قَالَ کُنْتُ اَسْاَلُہٗ ھَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قَدْ سَاَلْتُہٗ فَقَالَ رَاَیْتُ نُوْرًا **ترجمہ** عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہے مین نے ابوذر سے کہا اگر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے کچھ پوچھتا ابوذر نے کہا تو کیا پوچھتا عبد اللہ نے کہا مین یہ پوچھتا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا یا نہین ابوذر نے کہا مین نے یہ پوچھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مین نے ایک نور دیکھا **ف** یعنے صرف ایک نور مجھے دکھلائی دیا اور کچھ مین نے نہین دیکھا قاضی عیاض نے کہا یہ بات محال ہے کہ اللہ کی ذات نور ہو کیونکہ نور ایک جسم ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی پاک ہے جسمیت سے یہی مذہب ہے تمام اماموں کا اور یہ جو اللہ نے فرمایا اللہ نور ہے آسمانون اور زمین کا اور حدیث مین نور کا اطلاق ذات الٰہی پر کیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نور کا خالق ہے اور صاحب ہے نور کا یا ہادی ہے تمام آسمان اور زمین کے لوگون کا یا نورانی کرنے والا ہے مومنون کے دلون کا **مترجم** کہتا ہے قاضی عیاض کی یہ تقریر مسلم نہین اور نہ سلف کی یہ چال ہے بلکہ اللہ تعالی حقیقۃً نور ہے اور نور کا لفظ متعدد نصوص مین اوسپر وارد ہے پھر اوسمین تاویل کرنے کی ضرورت نہین اب رہا جسم کا اطلاق تو وہ خدا پر نہ کیا جاوے گا کس لیے کہ شریعت مین یہ لفظ خدا کے واسطے نہین آیا اسی طرح یہ جسم سے تنزیہ اس کی بھی کوئی اصل نہین **عن** اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنَامُ وَلَا یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَنَامَ یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُہٗ یُرْفَعُ اِلَیْہِ عَمَلُ اللَّیْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّھَارِ وَعَمَلُ النَّھَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّیْلِ حِجَابُہُ النُّوْرُ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ النَّارُ لَوْ کَشَفَہٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْھِہٖ مَا انْتَھٰی اِلَیْہِ بَصَرُہٗ مِنْ خَلْقِہٖ وَفِیْ

سالت (margin note)

کشفہ (margin note)

اَبِیْکُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ وَلَمْ یَقُلْ حَدَّثَنَا **ترجمہ** ابوموسی سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو کھڑے ہوکر پانچ باتین سنائین آپنے فرمایا اللہ جل جلالہ نہین سوتا اور سونا اوس کے لائق نہین ہے کیونکہ سونا الآت اور اعضائے بدن کی تھکاوٹ سی ہوتا ہے اور خدا تعالے پاک ہی تھکن سی دوسرے یہ کہ سونا غفلت ہی اور وہ مثل موت کے ہے اور حقتعالی پاک ہے اس سے) جھکاتا ہے ترازو کو اور اونچا کرتا ہے اوسکو **ف** بندون کے اعمال اور ارزاق کے تولنے مین نووی نے کہا یہ تمثیل ہے خدا کی تقدیر کے ترازو سے تولنے کے ساتھ سراج الوہاج مین ہے کہ یہ تمثیل نہین ہے بلکہ حقیقۃ خدا تعالی ایسا ہی کرتا ہے اور یہی ہے مذہب سلف کا اس قسم کی آیات اور احادیث مین اور تمثیل کے لائق پچھلے لوگ ہوئے ہین جنکی بات کا کچھ اعتبار نہین **ت** اوٹھایا جاتا ہے اوسکیطرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے **ف** یعنو رات مین جو اوسکے بندے نیک کام کرتے ہین وہ دوسرا دن گذرنے سی پہلے فرشتے اوسکے پاس لیجاتے ہین اسیطرح دن مین جو کام کرتے ہین وہ رات گذرنے سے پہلے شام ہے کو خدا کے پاس لے جاتے ہین - اس حدیث سی صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالے بہت فوق مین ہے اور یہی مذہب ہے اہل سلف کا رضی اللہ عنہم **ت** اوسکا پردہ نور ہے **ف** نووی نے کہا پردہ لغت مین آڑ اور اوٹ کو کہتے ہین اور یہ شان ہے اون اجسام کی جو محدود ہین اور خدا تعالے پاک ہی جسمیت اور تحدید سے اس صورت مین پردے سی مراد روکنے والا ہے اوسکو دیدار سے یعنی نور اوس کے دیکھنے کا مانع ہے کس لیے کہ نور سے آنکھ چکا چوند ہو جاتی ہے سراج الوہاج مین ہے کہ اس تاویل کی ضرورت نہین بلکہ سلف کا یہ قول ہے کہ جو کچھ شریعت مین آیا ہے اوس کو چلانا اوسی طرح جیسے آیا اور اوسکی کیفیت بیان نہ کرنا نہ اوس مین تاویل اور تعطیل اور تمثیل اور تشبیہ کرنا **مترجم** کہتا ہے کہ متاخرین جیسے نووی اور سیوطی اور ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق دہلوی نے پچھلے متکلمین کی تقلید کرکے اس قسم کی آیات اور احادیث مین اکثر ایسی تاویلات کی ہین جو سلف کے طریقے کے خلاف ہین اسی حدیث مین دیکھیے حجاب کی جو تاویل کی ہے وہ اس بنا پر کہ حجاب شان ہے اجسام کی حالانکہ ابھی تک یہ امر ہے شریعت سی ثابت نہین ہوا کہ خدا تعالے جسمیت سے پاک ہے پھر اور آثار اور لوازم جسمیت کا کیا ذکر ہے **ف** ابوبکر کی روایت مین ہے کہ پردہ اوسکا

آگ پہر اگر وہ کہول دیوے اوس پردے کو البتہ اوس منہ کی شعاعین جلادین مخلوق کو جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی ہے **ف** اوسکی نگاہ تو تمام مخلوق تک پہونچتی ہے پہر اگر وہ اپنا حجاب اٹہالے تو اوس کے روے مبارک کے تجلے کے سامنے کچہ نہ ٹہرے اور سب جلکر خاک ہوجاوین نووی نے اس مقام پر پچہلے متکلمین کی تقلید سے وجہ کی تاویل ذات سے کی ہے اور یہ غلط ہے حقتعالی کے لیے وجہ اور ید اور عین اور قدم وغیرہ حقیقۃً ثابت ہین آیات اور احادیث سے اور سلف نے ان مین کسی قسم کی تاویل نہین کی بلکہ تاویل طریقہ ہے جہمیہ مبتدعہ اور معتزلہ کا خذلہم اللہ تعالی اور بعض علماے اہل سنت خدا اونپر رحم کرے اس گمراہی مین پہنس گئے وہ بہی لگے تاویل کرنے اور سلف کے طریقہ کو بہول گئے اللہ تعالی اون کی خطا معاف کرے **عن** الاعمش بہذا الاسناد قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باربع کلمات ثم ذکر بمثل حدیث ابی معاویۃ و لم یذکر من خلقہ وقال حجابہ النور **ترجمہ** اعمش سے اسی طرح دوسری روایت ہے مگر اسمین پانچ باتون کے بدلے چار باتین ہین اور مخلوق کا ذکر نہین اور کہا کہ حجاب اسکا نور ہے **عن** ابی موسی رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخمس ان اللہ عز وجل لا ینام و لا | باربع فقال
ینبغی لہ ان ینام یرفع القسط ویخفضہ ویرفع الیہ عمل النہار باللیل وعمل اللیل بالنہار **ترجمہ** ابوموسی رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مین کہڑے ہوکر چار باتین بیان کین یہ کہ اللہ تعالی نہین سوتا اور نہ اوس کے لائق ہے سونا اوٹہاتا ہے ترازو کو اور جہکاتا ہے اوٹہایا جاتا ہے اوسکی طرف دن کا عمل رات کو اور رات کا عمل دنکو

باب اثبات رؤیۃ المؤمنین فی الآخرۃ ربہم سبحانہ وتعالی | بتمام
اللہ تعالی کا دیدار مومنون کو آخرت مین ہوگا اسکا ثبوت **عن** عبد اللہ بن قیس عن ابیہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال جنتان من فضۃ آنیتہما وما فیہما وجنتان من ذہب آنیتہما وما فیہما وما بین القوم وبین ان ینظروا الی ربہم الا رداء الکبریاء علی وجہہ فی جنۃ عدن | النبی
ترجمہ عبد اللہ بن قیس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتین چاندی کی ہونگی اوسکے برتن اور سب چیزین چاندی کی ہون گی اور دو جنتین سونے کی ہون گی اوس کے برتن اور سب چیزین سونیکی ہون گی اور لوگون کو اپنے پروردگا

کے دیکھنے مین کوئی آڑ نہ ہوگی جنت العدن مین سوا ایک بزرگی کی چادر کے جو خدا کے مونہہ پر ہوگی
ف پہر جب خدا تعالی اوس چادر کو اپنے مونہہ سے اوٹھا دیگا تو سب مومن اوسکے روی مبارک
کو دیکھین گے اور اس دیدار سے ایسی خوشی حاصل ہوگی جسکی حد نہین نہ اسکا بیان ہوسکتا ہے
نووی نے کہا تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ خدا تعالی کا دیکھنا ممکن ہے محال نہین ہے
اور انہون نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ آخرت مین مؤمنین اوسکو دیکھین گے اور کافر اس نعمت
سے محروم رہین گے اور معتزلہ اور خوارج اور بعض مرجیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ خدا کو اس کے
مخلوق مین سے کوئی نہ دیکھیگا بلکہ خدا کا دیکھنا محال ہے عقلاً اور یہ ایک خطائے صریح اور جہل
قبیح ہے کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ اور سلف امت سے یہ امر ثابت ہے کہ آخرت مین مومنون
کو خدا کا دیدار حاصل ہوگا اور اس حدیث کو قریب بیس صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کیا ہے اور قرآن کی آیتین اس باب مین مشہور ہین اور بدعتیون نے جو اونپر اعتراض
کیے ہین وہ بہی اہلسنت کی کلام کی کتابون مین ان کے جواب سمیت مذکور ہین اور ہمکو
ان کے بیان کرنے کی ضرورت یہان معلوم نہین ہوتی لیکن دنیا مین اللہ تعالی کا دیکھنا
تو ہم بیان کر چکے کہ وہ ممکن ہے پر جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ یہ دنیا مین واقع نہوگا اور
امام ابو القاسم قشیری نے ابو بکر بن فورک سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلہ مین امام ابو الحسن اشعری کے
دو قول ہین ایک تو یہ کہ دنیا مین خدا کا دیدار واقع ہوگا دوسرے یہ کہ اوسکا وقوع نہین ہوا پہر اہل
حق کا مذہب یہ ہے کہ رویت الہی (خدا کا دیدار) ایک قوت ہے جسکو اللہ تعالے اپنی مخلوق مین
مین پیدا کردیگا اور اوس کے لیے اتصال اور مقابلہ وغیرہ ضرور نہین اور ہمارے دیکھنے مین
یہ باتین اتفاقی پائی جاتی ہین نہ یہ کہ دیکھنے کی شرط ہین اور متکلمین نے اوس کے کہلے دلائل خوب
بیان کیے ہین اور اللہ تعالے کے دیدار سے یہ لازم نہین آتا کہ خدا تعالے ایک جہت مین ہو بلکہ
مومنین اوسکو دیکھین گے بغیر جہت کے جیسے اوسکو جانتے ہین بے جہت انتہی مولانا ابو الطیب سلمہ
اللہ تعالے نے سراج الوہاج مین لکہا ہے کہ بدعتیون نے جو کچہ شبہے خدا کی رویت مین کیے ہین
ان کے سب کے جوابات دونون امامون کی تصانیف مین موجود ہین (یعنے امام حافظ شیخ الاسلام
ابن تیمیہ اور امام حافظ شیخ الاسلام ابن قیم قدس سرہما کی تصانیف مین) اور ہم نے بہی

اون کو اپنی بعض کتابون مین بیان کیا ہے لیکن اللہ تعالی کا دیدار دنیا مین تو وہ ممکن ہے پر واقع نہین ہوا یعنے بیداری مین البتہ خواب مین واقع ہوا ہے جیسے ہم نے ریاض المرتاض اور تقصار مین ایک جماعت علمار اور ائمہ سے نقل کیا ہے یا اللہ تو ہمکو بہی مشرف کر اپنے دیدار سے اور یہ جو نووی نے کہا کہ خدا کا دیدار بغیر جہت کے ہوگا جیسے اسکا علم بے جہت کے ہے یہ متکلمین کا طریق ہے اور اہل حق کا یہ مسلک نہین ان کے نزدیک تو اس قسم کے نصوص کو ظاہر معنے پر کہنا چاہیے بغیر تاویل اور تعطیل کے اور حدیث صحیح مین یہ امر موجود ہے کہ خدا کہان ہے آپ نے پوچہا یہ لونڈی سے اور ایک حدیث مین ہے کہ آپ نے اشارہ کیا انگلی سے آسمان کیطرف اسی طرح اسباب مین بہت آیات اور احادیث ہین جن سے خدا کا علو اور فوقیت علی العرش اور آسمان مین ہونا پایا جاتا ہے پہر یہ قول نووی کا ان سے کیا مناسبت رکہتا ہے اللہ تعالی رحم کرے اوس آدمی پر جو انصاف کرے اور تاویل اور تکلف کو دے پہر متکلم کہتا ہے کہ خدا تعالے کو بے جہت خیال کرنا یہ جہمیہ اور مبتدعہ اور معتزلہ کا طفیل ہے ورنہ سلف علما اور اہل حدیث سب خدا کو جہت فوق مین سمجہتے رہے اور حنابلہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے پہر جب خدا تعالے ایک جہت مین ہوا تو اوسکی رویت بہی ایک جہت مین ہوسکتی ہے اور متکلمین نے جو ایک رویت بلا جہت بلا مکان نکالی ہے یہ درحقیقت نفی رویت ہے اور ان کے عقیدے اور منکرین رویت کے عقیدے مین غور کرنے سے کچہ فرق نہین نکلتا کیونکہ منکرین رویت نے اوسی رویت کی نفی کی ہے جو ظاہر متعارف ہے یعنے ایک چیز کا ایک چیز کے سامنے ہونا ایک مکان مین ہونا رائی اور مرئی مین ایک طرح کی نسبت مقابلہ ہونا مرئی کا ایک جہت مین ہونا رائی سے نہ اس رویت کی جسکو متکلمین نے اختراع کیا ہے اور ان متکلمین نے بہت سے مسائل مین اسی قسم کی تاویلات کی ہین جو درحقیقت انکار ہین نصوص کے خدا اون لوگون کی خطا معاف کرے اور ہم نے ان مین سے مسئلہ استوار کو بہت تفصیل سے اپنی کتاب انتہاء الاستوا مین بیان کیا ہے **عَنْ** صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ

عزّ وجلّ

المرتجمة

ترجمہ صہیب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی جنت مین جاچکین گے اوسوقت
اللہ تعالی فرماوے گا تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو وہ کہین گے تو نے مونہہ ہمارے سفید کئے ہمکو جنت
دی جہنم سے بچایا (اب اور کیا چاہیے) پھر پردہ اوٹھہ جاویگا اوس وقت جنتیون کو کوئی چیز اس سے
بہلی معلوم نہ ہوگی یعنے اپنے پروردگار کیطرف دیکھنے سے **عن** حَمَّادِ بْنِ سَلَمَۃَ بِھٰذَا
الْاِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْآیَۃَ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ **ترجمہ** حماد بن
سلمہ سے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہے اتنا زیادہ ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑہی لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی
وَزِیَادَۃٌ یعنے نیکون کیواسطے نیکی ہے اور زیادہ زیادہ سے مراد دیدار الہی ہے جو سب نعمتون سے
بڑہ کر لذت دیگا **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَخْبَرَہٗ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ تُضَارُّوْنَ فِی الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ھَلْ تُضَارُّوْنَ
فِی الشَّمْسِ لَیْسَ دُوْنَھَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّکُمْ تَرَوْنَہٗ کَذٰلِکَ یَجْمَعُ اللّٰہُ النَّاسَ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیَقُوْلُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ شَیْئًا فَلْیَتَّبِعْہُ فَیَتَّبِعُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ • فَلْیَتَّبِعْہُ
وَیَتَّبِعُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَیَتَّبِعُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ الطَّوَاغِیْتَ الطَّوَاغِیْتَ
وَتَبْقٰی ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ فِیْھَا مُنَافِقُوْھَا فَیَاْتِیْھِمُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ صُوْرَۃٍ
غَیْرِ صُوْرَتِہِ الَّتِیْ یَعْرِفُوْنَ فَیَقُوْلُ اَنَا رَبُّکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ ھٰذَا
مَکَانُنَا حَتّٰی یَاْتِیَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاہُ فَیَاْتِیْھِمُ اللّٰہُ فِیْ صُوْرَتِہِ الَّتِیْ
یَعْرِفُوْنَ فَیَقُوْلُ اَنَا رَبُّکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا فَیَتَّبِعُوْنَہٗ وَیُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَیْنَ
ظَھْرَانَیْ جَھَنَّمَ فَاَکُوْنُ اَنَا وَاُمَّتِیْ اَوَّلَ مَنْ یُّجِیْزُ وَلَا یَتَکَلَّمُ یَوْمَئِذٍ اِلَّا الرُّسُلُ ظَہرانی
وَدَعْوَی الرُّسُلِ یَوْمَئِذٍ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِیْ جَھَنَّمَ کَلَالِیْبُ مِثْلُ شَوْکِ السَّعْدَانِ
ھَلْ رَاَیْتُمُ السَّعْدَانَ قَالُوْا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاِنَّھَا مِثْلُ شَوْکِ السَّعْدَانِ
غَیْرَ اَنَّہٗ لَا یَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِھَا اِلَّا اللّٰہُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِھِمْ فَمِنْھُمُ الْمُؤْمِنُ
بَقِیَ بِعَمَلِہٖ وَمِنْھُمُ الْمُجَازٰی حَتّٰی یُنَجّٰی حَتّٰی اِذَا فَرَغَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْقَضَاءِ بَیْنَ المؤمن بقی بعملہ ن المؤبق بقی بعملہ
الْعِبَادِ وَاَرَادَ اَنْ یُّخْرِجَ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ اَمَرَ الْمَلٰٓئِکَۃَ اَنْ یُّخْرِجُوْا

من النار من كان لا يشرك بالله شيئا ممن اراد الله عز وجل ان يرحمه ممن
يقول لا اله الا الله فيعرفونهم في النار يعرفونهم باثر السجود تأكل النار من ابن
آدم الا اثر السجود حرم الله على النار ان تأكل اثر السجود فيخرجون من النار
قد امتحشوا فيصب عليهم ماء الحياة فينبتون منه كما تنبت الحبة في حميل
السيل ثم يفرغ الله من القضاء بين العباد ويبقى رجل مقبل بوجهه على النار وهو
آخر اهل الجنة دخولا الجنة فيقول اي رب اصرف وجهي عن النار فانه قد
قشبني ريحها واحرقني ذكاؤها فيدعو الله ما شاء الله ان يدعوه ثم يقول
الله تبارك وتعالى هل عسيت ان فعلت ذلك بك ان تسأل غيره فيقول لا اسألك [تعالى]
غيره ويعطي ربه عز وجل من عهود ومواثيق ما شاء الله فيصرف الله وجهه عن
النار فاذا اقبل على الجنة ورآها سكت ما شاء الله ان يسكت ثم يقول اي رب
قدمني الى باب الجنة فيقول الله له اليس قد اعطيت عهودك ومواثيقك لا تسألني
غير الذي اعطيتك ويلك يا ابن آدم ما اغدرك فيقول اي رب يدعو الله
حتى يقول له فهل عسيت ان اعطيتك ذلك ان تسأل غيره فيقول لا وعزتك
فيعطي ربه ما شاء الله من عهود ومواثيق فيقدمه الى باب الجنة فاذا قام على
باب الجنة انفهقت له الجنة فرأى ما فيها من الخير والسرور فيسكت ما شاء الله
ان يسكت ثم يقول اي رب ادخلني الجنة فيقول الله تعالى له اليس قد اعطيت [ألست]
عهودك ومواثيقك ان لا تسأل غير ما اعطيت ويلك يا ابن آدم ما اغدرك فيقول
اي رب لا اكون اشقى خلقك فلا يزال يدعو الله عز وجل حتى يضحك [لا أكون]
الله تبارك وتعالى منه فاذا ضحك الله منه قال ادخل الجنة فاذا دخلها قال [عز وجل]
الله له تمنه فيسأل ربه ويتمنى حتى ان الله عز وجل ليذكره من كذا وكذا
حتى اذا انقطعت به الاماني قال الله عز وجل ذلك لك ومثله معه قال عطاء بن
يزيد وابو سعيد الخدري مع ابي هريرة لا يرد عليه من حديثه شيئا حتى اذا حدث ابو هريرة ان الله قال لذلك الرجل
ذلك لك ومثله معه قال ابو سعيد وعشرة امثاله معه يا ابا هريرة قال ابو هريرة ما حفظت الا قوله ذلك لك ومثله معه قال ابو سعيد

أَشْهَدُ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ
أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کچھ
لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھین گے قیامت کے روز رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایک دوسرے کو تکلیف دیتے ہو چودہوین رات کے چاند دیکھنے مین
(یعنے ازدحام اور ہجوم کیوجہ سے) یا تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے چودہوین رات کے چاند دیکھنے مین لوگون
نے کہا نہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بہلا تمکو کچھ مشقت ہوتی ہے یا ایک دوسرے کو صدمہ پہونچاتے
ہو سورج کے دیکھنے مین جسوقت کہ بادل نہو (اور آسمان صاف ہو) لوگون نے کہا نہین آپ نے
فرمایا پہر اسیطرح (یعنے بغیر تکلیف اور مشقت اور زحمت اور ازدحام کے) تم اپنے پروردگار کو دیکہوگے
ف یہ تشبیہ ہے دیکھنے کی سورج کے خدا کے دیکھنے کے ساتھہ نہ تشبیہ سورج کی خدا کے ساتہ
کیونکہ سورج ایک مخلوق ہے خدا کا اور مخلوق کسیبات مین خالق کی مثل نہین ہوسکتا فرمایا اللہ تعالے
نے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اوسکے جوڑ کی کوئی چیز نہین اور وہ سنتا ہے دیکھتا اور مقصود
یہ ہے کہ خدا کے دیدار مین کسیطرح کا ہجوم معلوم نہ ہوگا نہ دیکھنے والے ایک پر ایک گر کر صدمہ پہونچاوینگے
بلکہ ہر ایک اپنی جگہہ پر کمال فراغت اور راحت کے ساتہہ خدا کو دیکہے گا جیسے دنیا مین چودہوین رات
کے چاند دیکھنے مین یا سورج کے دیکھنے مین کوئی تکلیف نہین ہوتی **ف** حقتعالی لوگون کو
قیامت کے دن جمع کرے گا تو فرماویگا جو کوئی جسکو پوجتا تہا اوس کے ساتھہ ہو جاوے پہر جو شخص
آفتاب کو پوجتا تہا وہ سورج کے ساتہہ ہوگا اور جو چاند کو پوجتا تہا وہ چاند کے ساتہہ اور جو طاغوت کو
پوجتا تہا وہ طاغوت کے ساتہہ **ف** طاغوت کہتے ہین اوس چیز کو جسکا پوجا کیا جاوے سوا خدا کے
یہی قول ہے لیث اور ابوعبیدہ اور کسائی اور جمہور اہل لغت کا اور ابن عباس اور مقاتل اور کلبی وغیرہم
نے کہا کہ طاغوت شیطان کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا بت کو (نودی) سراج الوہاج مین ہے
کہ پہلا معنے اچہا ہے اور وہ شامل ہے اولیا اور انبیا کی قبر پوجنے والون کو اور درویشون اور عالمون کی
تقلید کرنے والون کو (جو ان کی تقلید خدا اور رسول کے ارشاد پر مقدم رکھین) اور تمام مشرکین اور
مبتدعین کو **ف** اور یہ امت محمدی باقی رہ جاویگی اوسمین منافق لوگ بہی ہونگے **ف**
منافق مومنین مین شریک رہین گے اس لیے کہ دنیا مین بہی بظاہر مومنون مین شریک تہے اور اپنی

تئین ایمان کے قالب مین چھپائے ہوئے تہی تو وہان بہی مومنون کے ساتہہ ملے رہین گے اور ان کے ساتہہ
چلین گے اونکی روشنی سی فائدہ اوٹہائین گے یہانتک کہ ان کے اور مومنون کے بیچ مین ایک دیوار ہو جاوے
گا اوس کے اندر رحمت ہوگی اور سامنے سی عذاب معلوم ہوگا تب منافق علیحدہ ہو جاوینگے اور مومنون کی روشنی
اون سی جاتی رہے گی اور بعضون نے کہا یہ لوگ حوض پر ہانک دیے جاوین گے اور ان سی کہا جاویگا دور ہو دور
ہو (نووی) **ف** پہر اللہ تعالی ان کے پاس آویگا ایسی صورت مین جسکو وہ نہ پہچانین گے اور کہیگا
مین تمہارا پروردگار ہون وہ کہین گے اللہ کی پناہ مانگتے ہین ہم تجہ سی اور ہم اسی جگہہ ٹہہرے ہین یہانتک
کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس آوے اور جب ہمارا پروردگار آویگا تو ہم اوسکو پہچان لین گے پہر اللہ تعالی
اون کے پاس آویگا اوس صورت مین جسکو وہ پہچانتے ہونگے اور کہیگا مین تمہارا رب ہون وہ کہین گے
تو ہمارا رب ہے پہر اوسکی ساتہہ ہو جاوینگے **ف** یہ معرفت حق سبحانہ وتعالی کی یا تو اس طرح سی ہوگی
کہ خدا تعالی اپنی قدرت کاملہ سی ہر مومن کے دل مین اپنا جمال اس طرح ذہن نشین کر دیگا کہ وہ پہلی صورت
کو خدا کی صورت سی مغایر اور مباین سمجہین گے یا یہ معرفت ان صفات کی وجہ سی ہوگی جو خدا تعالی نے اپنے
لیے بیان کین ہین کہ وہ کسی کی مثل نہین اور اوسکا جوڑا کوئی نہین وہ پاک ہر عیب سی پہر جب پہلی صورت
نمود ہوگی تو وہ ان صفات سی خالی ہوگی اس لیے مومنین اوسکو خدا نہ کہین گے جب خدا اپنی اصلی صورت
مین ظاہر ہوگا تو وہ تمام صفات مقدسہ پر مشتمل ہوگی اور مومنین اوسکو پہچان کر اپنا خدا مانین گے اور اس
کے ساتہہ ہونگے۔ اس حدیث مین خدا کے لیے کئی باتین ثابت کی ہین ایک تو صورت دوسرے آنا تیسرے ہنسنا
چوتہی باتین کرنا اور علمائے اہلسنت کو اس قسم کی آیتون اور حدیثون مین دو مذہب ہین ایک حق ہی اور
ایک خطا حق وہ ہے جو اکثر سلف کا قول ہی بلکہ کل کا کہ ان کے معنون مین زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہیے بلکہ انپر
ایمان لانا چاہیے اور ان کے ظاہر معنی کو قبول کرنا چاہیے اور جسطرح یہ آیتین اور حدیثین آئین ہین اوسی
طرح انکو چلانا چاہیے اور ایسا اعتقاد رکہنا چاہیے جو خدا کی بزرگی اور جلال کے لائق ہے اور یہ سمجہنا چاہیے
کہ خدا کی مثل کوئی شے نہین ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت متکلمین کا بہی جو محققین ہین اور اس مین سلامتی ہی
ہر ایک آفت سی اور اسی پر چلتی رہی تمام امت کی سلف اور امام اور اس باب مین بڑی عمدہ کتاب کتاب الجوائز
والصلات ہی سید ابو الخیر طیب قنوجی کی شیخ محمد بن محسن عطاس نے کتاب تنزیہ الذات والصفات مین خدا
کے آنے کی بحث مین لکہا ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وہ منتظر ہین خدا کے آنے کی ابر کے سایئے مین اور

فرمایا آیا تیرا رب یا آوے تیرا رب اور صفات کے باب مین ہمارا قول یہ ہے کہ ہم ایمان لاتے ہین اون پر اور
اون کے وجود کو سمجھتے ہین اور کسیقدر انکو جانتے ہین پر نہ اونکی کیفیت بیان کرتے ہین نہ مثال نہ مشابہت دیتے
ہین نہ اون کو بیکار کرتے ہین اور سلف کیطرح یون کہتے ہین ایمان لائے ہم اللہ پر اللہ کی مراد کے موافق اور اسکو
مثل کوئی چیز نہین پھر بیان کیا ہر ایک صفت کا جیسے استوا اور علو اور وجہ اور ید اور یمین اور کف اور اصبع
اور شمال اور قدم اور رجل اور نزول اور کلام اور قول اور رویت اور کشف ساق اور فوق اور نفس اور عین
اور حقو کا اور دلیل لائے اونپر آیات اور احادیث سے اور قوی کیا سلف کے مذہب کو اور رد کیا اوس تاویل کو جو
متکلمین نے کی ہے اور جسپر پچھلے لوگ چلے ہین۔ آور خطا وہ ہے جو اکثر متکلمین کا مذہب ہے یعنی انکی تاویل کرنا چاہیے
ہر ایک موقع کے موافق جیسے وہ اس حدیث مین کہتے ہین کہ آنے سے مراد یہ ہے کہ مومنین اسکو دیکھینگے اور
یہ آنے کے معنی مجازی ہین یا اوس سے فرشتون کا آنا مقصود ہے قاضی عیاض نے کہا ہمارے نزدیک یہ معنی
بہتر ہے حالانکہ یہ معنی غلط ہے اہل حق کے نزدیک اور حاصل یہ ہے کہ یہ مومنین کا اخیر امتحان ہوگا پھر جب
وہ ان سے کہے گا مین تمہارا رب ہون تو یہ انکار کرینگے اور اس سے پناہ مانگین گے پھر اللہ جل جلالہ اپنی
اس صورت پر تجلی کرے گا جس طرح سے مومنین اسکو جانتے ہین اور جن صفات سے اسکو پہچانتے ہین اور مومنین
نے اگرچہ پیشتر خدا کو نہین دیکھا ہوگا پر اسکی صفات سے اوسکو پہچان لین گے کہ یہ ہمارا رب ہے اور کہین گے
تو ہمارا رب ہے خطابی نے کہا شاید پناہ مانگنا خاص منافقون کا فعل ہو اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا
نووی نے کہا قاضی عیاض کا قول صحیح ہے اور ظاہر حدیث سے یہی نکلتا ہے یعنی یہ کہ انکار منافقین سے خاص
نہین ہوگا اور اسکے ساتھ ہو جانے سے یہ غرض ہے کہ اسکے حکم کی پیروی کرین گے اور جنت مین جاوینگے یا اس کے
فرشتون کے ساتھ ہو کر جنت مین جاوین گے اور یہ بھی ایک قسم کی تاویل ہے جس کی کوئی ضرورت
نہین ہے (سراج الوہاج) **ت** اور دوزخ کی پشت پر پل رکھا جاوے گا **ف** جسکو لوگ پل
صراط کہتے ہین اور اہل حق نے اوسکو ثابت کیا ہے اور سلف نے اوسپر اجماع کیا ہے اور وہ ایک پل ہوگا جہنم
کی پشت پر سب لوگون کو اوس کے اوپر سے گذرنا ہوگا تو مومن اپنے اپنے درجے کے موافق اوسپر سے گذر کر جاوینگے
اور کافر اوسپر سے گر کر جہنم مین چلے جاوین گے اللہ تعالی ہمکو بچاوے اور ہمارے اصحاب سلف سے منقول
ہے کہ یہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا جیسے ابو سعید خدری سے روایت ہے **ف**
تو مین اور میری امت سب سے پہلے پار ہونگے اور سوا پیغمبرون کے اور کوئی اسدن بات نکر سکیگا **ف** یعنی پل سے گزرتے

وقت بوجہ ہول اور خوف کے لیکن قیامت کے دن اس وقت تو لوگ باتیں کرینگے اور ایک دوسرے سے
جھگڑینگے اور ایک دوسرے کو دھکے دینگے اور ہر ایک اپنی فکر میں ہوگا (نووی) ف
اور جہنم پر ان کانٹوں ... کی راہ ہوگی اور خلق بہت ہے اور دوزخ جہنم
آنکڑے ہیں ... ہوتا ہے اور دوزخ میں ... کانٹے ہیں ... آنکڑے
جیسے سعدان کے کانٹے (سعدان ایک جھاڑ ہے کانٹوں دار) حضرت نے فرمایا اصحاب سے تم نے سعدان کو
دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پس وہ آنکڑے سعدان کے کانٹوں کی شکل پر
ہونگے لیکن یہ معلوم نہیں کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے کہ وہ آنکڑے کتنے بڑے بڑے ہونگے وہ لوگوں کو
دوزخ میں ... (یعنی فرشتے ان آنکڑوں سے کھینچ لینگے دوزخیوں کو) اور ان کے بعضے لوگ
ایسے ہونگے جو ان میں مومن ہیں ... جاوینگے اپنے عمل کے سبب ف حدیث ...
... اور بعض نسخوں میں یوں ہے المؤمن بقي بعمله ...
... اپنے عمل کی وجہ سے اور بعض نسخوں میں یوں ہے الموبق بعمله ...
... اپنے عمل سے اور بعض نسخوں میں یوں ہے فمنهم المؤمن بقي بعمله یعنی ...
... (ہمیشہ کو) اپنے عمل کی وجہ سے نووی نے کہا ہمارے نسخوں میں اکثر
نسخوں میں ایسا ہی ہے ف اور بعضے ان میں سے برباد ہو جاوینگے اپنے عمل کی ...
... اور بعض نسخوں میں مخردل ہے یعنی کاٹا جاویگا اسکا گوشت یا گرایا جاویگا
اور بعض نسخوں میں مجردل ہے یعنی قریب ہلاکت کے ف یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے
سے فراغت کریگا اور چاہیگا کہ نکالے دوزخ والوں میں سے اپنی رحمت سے جسکو کہ چاہے تو فرشتوں کو حکم کریگا
کہ نکالیں دوزخ سے اسکو جس نے خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو جس پر خدا نے رحمت کرنا چاہا ہو جو
کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہو تو فرشتے ایسے لوگوں کو دوزخ میں پہچان لیوینگے انکو پہچانینگے سجدہ کی نشانی
سے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدہ کے نشان کو خدا تعالیٰ نے اسکا جلانا آگ پر حرام کیا ہے ف
نووی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جہنم کی آگ ... ساتوں اعضا کو نہ جلاوے گی جنکو لگا کر
آدمی سجدہ کرتا ہے یعنی منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں ایسا ہی کہا
ہے بعض علماء نے اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ سجدے کے

نشان سی صرف پیشانی مراد ہے لیکن اوّل قول مختار ہو آب اگر کوئی کہے کہ مسلم نے آگے خود روایت
کی ہے کہ بعض لوگ جہنم سے نکلین گے بالکل جلے ہوئے سوا منہ کے تو اوس کا جواب یہ ہے کہ یہ کچھ خاص
لوگ ہونگے اور لیکن سوا ان کے اور لوگ ان کے سب اعضا سجدے کے سالم ہون گے بنظر عموم اس
حدیث کے اور وہ حدیث خاص ہے اونہی لوگون سے انتہا [illegible] پہر وہ دوزخ سے نکالے جاوین گے
جلے بہنے جب اونپر آب حیات چہڑکا جاوے گا وے تازے ہوکر ایسے جم اٹھین گے جیسے دانہ کیچڑے
کے بہاؤ مین جم اوٹہتا ہے (یانی جہان پر کوڑا کچرا مٹی بہا کر لاتا ہے وہان دانہ خوب اوگتا ہو اور جلد
شاداب اور سبز ہوجاتا ہے اسی طرح وہ جہنمی بہی آب حیات ڈالتے ہی تازے ہوجاوین گے
اور جلن بہلس کے نشان بالکل جاتے رہین گے) بعد اوس کے اللہ تعالی بندون کے فیصلے سے فراغت
کرے گا اور ایک مرد باقی رہ جاویگا جسکا مونہہ دوزخ کیطرف ہوگا اور یہ بہشت والون مین سب سے
پیچہے بہشت مین جاوے گا وہ کہیگا اے رب میرا مونہہ جہنم کیطرف سے پہیر دے اوس کی بو نے مجہے
مار ڈالا اور اوسکی لپٹ نے مجہے جلا ڈالا پہر خدا سے دعا کیا کرے گا جب تک خدا تعالی کو منظور ہوگا
بعد اوس کے اللہ تعم فرماویگا اگر مین یہ تیرا سوال پورا کرون تو تو اور سوال کرے گا وہ کہیگا نہین مین
پہر کچہہ نہین سوال کرون گا اور جیسے خدا کو منظور ہین وہ قول قرار کرے گا تب اللہ تعالی اوس کا
مونہہ دوزخ کیطرف سے پہیر دیگا (جنت کیطرف) جب جنت کیطرف اوسکا مونہہ ہوگا تو چپ رہیگا
جبتک خدا کو منظور ہوگا پہر کہیگا ای رب مجہے جنت کے دروازے تک پہونچا دے اللہ تعم فرماویگا تو کیا کیا
قول اور قرار کرچکا تہا کہ مین پہر دوسرا سوال نہ کرون گا برا ہو تیرا اے آدمی کیا دغاباز ہو وہ کہے گا اے
رب اور دعا کرے گا یہانتک کہ پروردگار فرماوے گا اچہا اگر مین تیرا یہ سوال پورا کردون تو پہر تو اور
کچہ نہ مانگے گا وہ کہے گا نہین قسم تیری عزت کی اور کیا کیا قول اور قرار کرے گا جیسے اللہ کو منظور
ہوگا آخر اللہ تعالی اوسکو جنت کے دروازے تک پہونچا دیگا جب وہان کہڑا ہوگا تو ساری بہشت اسکو
دکہلائی دیگی اور جو کچہ اوس مین نعمت یا خوشی اور فرحت ہو وہ سب پہر ایک مدت تک جبتک خدا کو منظور
ہوگا وہ چپ رہیگا بعد اوس کے عرض کرے گا ای رب مجہے جنت کے اندر لیجا اللہ تعم فرماویگا تو نے کیا قرار
کیا تہا تو بولا تہا کہ اب مین کچہ سوال نہ کرونگا برا ہو تیرا اے آدم کے بیٹے کیسا مکار ہو وہ عرض کریگا ای میرے
رب تیری مخلوق مین بدنصیب نہین ہونگا اور دعا کرتا رہیگا یہانتک کہ اللہ جلشانہ ہنس دیگا اور جب ہنس دیگا

کو ہنسی آجاویگی تو فرماوے گا اچھا جا جنت میں **ف** نووی نے کہا خدا کے ہنسنے سے اوسکا راضی ہونا
مقصود ہے اور اپنی نعمت کا ظاہر کرنا اور یہ تاویل غلط ہے اور نووی نے پچھلے متکلمین کی تقلید سے اسکو لکھ
دیا ہے اصل یہ ہے کہ جیسے سمع اور بصر اور کلام وغیرہ اللہ سبحانہ کی صفات ہیں اور وہ محمول ہیں اپنے حقیقی
معنوں پر اسیطرح ضحک یعنی ہنسنا بھی اوسکی ایک صفت ہے اور جیسے خدا کا سننا اور دیکھنا اور بات کرنا
مخلوق کے دیکھنے اور سننے اور بات کرنے کیطرح نہیں ہے ویسے ہی اوسکا ہنسنا بھی مخلوق کے ہنسنے کی
طرح نہیں ہے اور وہ پاک ہے اپنی ذات اور صفات میں مخلوق کی مشابہت سے یہی اعتقاد ہے صحابہ اور
تابعین اور سلف ائمہ اور علما کا جیسا کئی بار اوپر گذر چکا **ق** جب وہ جنت کے اندر جاویگا تو خدائے
تعالے اوس سے فرماوے گا اب تو کوئی آرزو کر وہ آرزو کرے گا اور مانگیگا یہانتک کہ اللہ تعالی خود
اوسکو یاد دلاوے گا فلانی چیز مانگ فلانی چیز مانگ جب اوسکی سب آرزوئیں ختم ہو جاوینگی تو حق تعالے
فرماویگا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور ان کے ساتھ اوتنی ہی اور دیں (یعنی تیری خواہشوں سے دوچند) سبحان
اللہ کیا کرم اور رحمت ہے اللہ تعالی کو اپنے بندوں پر اور جو وہ کرم نہ کرے تو اور کون کرے وہی مالک ہے وہی
خالق ہے وہی رازق ہے وہی پالنے والا ہے) عطا بن یزید نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ ابو سعید
خدری بھی اس حدیث کی روایت کرنے میں ابوہریرہ کے موافق تھے کہیں خلاف نہ تھے پر جب ابوہریرہ
نے کہا کہ اللہ تعالی اوس سے فرماویگا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور اتنی ہی اور دیں تو ابوسعید نے کہا دس حصے
زیادہ دیں ابوہریرہ نے کہا مجھے تو یہی یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہم نے یہ سب
تجھے دیں اور اوتنی ہی اور دیں ابوسعید نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں
فرمایا ہم نے یہ سب تجھے دیں اور دس حصے زیادہ دیں۔ ابوہریرہ نے کہا یہ وہ شخص ہے جو سب سے آخیر میں
جنت میں جاویگا (تو اور جنتیوں کو معلوم نہیں کیا کیا نعمتیں ملیں گی) **عن** ابی ہریرۃ رض
ان الناس قالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ ہل نری ربنا یوم القیمۃ و
ساق الحدیث بمثل حدیث ابراہیم بن سعد **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے لوگوں نے عرض کیا
بمثل معنی
یا رسول اللہ کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے قیامت کے دن اور بیان کیا حدیث کو اوسی طرح
جیسے اوپر گذری **عن** ہمام بن منبہ قال ہذا ما حدثنا ابوہریرۃ عن رسول اللہ
فذکر احادیث منہا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ادنی مقعد احدکم من الجنۃ ان یقول لہ تمن فیتمنی ویتمنی

فیقول له تمن فیتمنی ثم یقول له فان لک ما تمنیت ومثله معه ترجمہ ہمام بن منبہ
سے روایت ہے [illegible] ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بیان کیا
کئی حدیثیں [illegible] فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کم درجہ کا جنتی [illegible]
[illegible] پھر اس سے کہا جاوے گا تو آرزو کر چکا وہ
کہے گا ہاں [illegible] تجھے سب آرزوئیں [illegible] اور [illegible] عن ابی
سعید الخدری ان ناسا فی زمن رسول الله صلی الله علیه وسلم قالوا یا
رسول الله هل نری ربنا یوم القیامة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نعم قال هل تضارون فی رؤیة الشمس بالظهیرة صحوا
لیس معها سحاب وهل تضارون فی رؤیة القمر لیلة البدر صحوا لیس فیها سحاب قالوا لا یا رسول الله قال ما
تضارون فی رؤیة الله تبارک وتعالی یوم القیامة الا کما تضارون فی رؤیة احدهما
اذا کان یوم القیامة اذن مؤذن لیتبع کل امة ما کانت تعبد فلا یبقی احد کان
یعبد غیر الله سبحانه من الاصنام والانصاب الا یتساقطون فی النار حتی اذا لم یبق الا من
کان یعبد الله من بر وفاجر وغبر اهل الکتاب فیدعی الیهود فیقال لهم ما
کنتم تعبدون قالوا کنا نعبد عزیر ابن الله فیقال کذبتم ما اتخذ الله من صاحبة
ولا ولد فماذا تبغون قالوا عطشنا یا ربنا فاسقنا فیشار الیهم الا تردون فیحشرون
الی النار کانها سراب یحطم بعضها بعضا فیتساقطون فی النار ثم یدعی النصاری
فیقال لهم ما کنتم تعبدون قالوا کنا نعبد المسیح ابن الله فیقال لهم کذبتم
ما اتخذ الله من صاحبة ولا ولد فیقال لهم ماذا تبغون فیقولون عطشنا یا ربنا فاسقنا
فیشار الیهم الا تردون فیحشرون الی جهنم کانها سراب یحطم بعضها بعضا
فیتساقطون فی النار حتی اذا لم یبق الا من کان یعبد الله من بر وفاجر اتاهم رب
العالمین فی ادنی صورة من التی راوه فیها قال فما تنتظرون تتبع کل امة ما کانت تعبد
قالوا یا ربنا فارقنا الناس فی الدنیا افقر ما کنا الیهم ولم نصاحبهم فیقول انا ربکم فیقولون
نعوذ بالله منک لا نشرک بالله شیئا مرتین او ثلاثا حتی ان بعضهم لیکاد ان ینقلب فیقول
هل بینکم وبینه آیة فتعرفونه بها فیقولون نعم فیکشف عن ساق فلا یبقی من کان

يسجد لله عز وجل من تلقاء نفسه إلا أذن الله تعالى له بالسجود ولا يبقى من كان يسجد اتقاء
ورياء إلا جعل الله ظهره طبقة واحدة كلما أراد أن يسجد خر على قفاه ثم
يرفعون رؤسهم وقد تحول في صورته التي رأوه فيها أول مرة فقال أنا ربكم (نسخة الصورة)
فيقولون أنت ربنا ثم يضرب الجسر على جهنم وتحل الشفاعة ويقولون اللهم
سلم سلم قيل يا رسول الله ما الجسر قال دحض مزلة فيها خطاطيف وكلاليب وحسكة (نسخة حسك)
تكون بنجد فيها شويكة يقال لها السعدان فيمر المؤمنون كطرف العين وكالبرق
وكالريح وكالطير وكأجاويد الخيل والركاب فناج مسلم ومخدوش مرسل ومكدوس (نسخة مكدوش)
في نار جهنم حتى إذا خلص المؤمنون من النار فوالذي نفسي بيده ما من أحد منكم
بأشد مناشدة لله في استقصاء الحق من المؤمنين لله عز وجل يوم القيمة لإخوانهم (نسخة استيفاء)
الذين في النار يقولون ربنا كانوا يصومون معنا ويصلون ويحجون فيقال
لهم أخرجوا من عرفتم فتحرم صورهم على النار فيخرجون خلقا كثيرا قد أخذت
النار إلى نصف ساقيه وإلى ركبتيه ثم يقولون ربنا ما بقي فيها أحد ممن أمرتنا به
فيقول عز وجل ارجعوا فمن وجدتم في قلبه مثقال دينار من خير فأخرجوه فيخرجون
خلقا كثيرا ثم يقولون ربنا لم نذر فيها أحدا ممن أمرتنا به ثم يقول ارجعوا
فمن وجدتم في قلبه مثقال نصف دينار من خير فأخرجوه فيخرجون خلقا كثيرا ثم
يقولون ربنا لم نذر فيها ممن أمرتنا أحدا ثم يقول ارجعوا فمن وجدتم في قلبه مثقال ذرة
من خير فأخرجوه فيخرجون خلقا كثيرا ثم يقولون ربنا لم نذر فيها خيرا وكان أبو سعيد
الخدري يقول إن لم تصدقوني بهذا الحديث فاقرؤا إن شئتم إن الله لا يظلم مثقال ذرة
وإن تك حسنة يضاعفها ويؤت من لدنه أجرا عظيما فيقول الله عز وجل شفعت الملائكة (نسخة تعالى)
وشفع النبيون وشفع المؤمنون ولم يبق إلا أرحم الراحمين فيقبض قبضة من النار فيخرج منها
قوما لم يعملوا خيرا قط قد عادوا حمما فيلقيهم في نهر في أفواه الجنة يقال له نهر الحياة
فيخرجون كما تخرج الحبة في حميل السيل ألا ترونها تكون إلى الحجر أو إلى الشجر ما
يكون إلى الشمس أصيفر وأخيضر وما يكون منها إلى الظل يكون أبيض فقالوا يا رسول الله كأنك

كُنْتُ تَمْحِي بِالْبَادِيَةِ قَالَ فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ يَعْرِفُهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ
أَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ ثُمَّ يَقُوْلُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا رَأَيْتُمُوْهُ فَهُوَ لَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ فَيَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبَّنَا أَيُّ شَيْءٍ
أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُ رِضَايَ فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ لوگوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہا یا رسول اللہ کیا ہم دیکھیں گے اپنے پروردگار کو قیامت کے دن آپ نے
فرمایا ہاں دیکھو گے تمکو کچھ تکلیف ہوتی ہے سورج کے دیکھنے میں دوپہر کے وقت جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہو تمکو کچھ
تکلیف ہوتی ہے چاند کے دیکھنے میں چودھویں رات کو جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہو انہوں نے کہا نہیں فرمایا بس تمکو اتنی ہی تکلیف ہوگی اللہ تعالی کے دیکھنے میں
قیامت کے دن جتنی چاند یا سورج کے دیکھنے میں ہوتی ہے **ف** یعنی بالکل تکلیف نہو گی کیونکہ آفتاب اور ماہتاب کے دیکھنے میں کسی طرح
کی تکلیف ہجوم اور اژدحام کی نہیں ہوتی اور یہ کلام بطریق مبالغہ کے ہے یعنی اگر بفرض محال کچھ تکلیف ہو تو
اتنی ہی ہوگی بعض علماء نے کہا کہ یہ رویت مغایر ہے اوس رویت کے جو خاص مومنین کو جنت میں ہوگی اور یہ رویت
امتحان اور تمیز کے لیے ہوگی درمیان مومنین اور مشرکین کے (طیبی) **ف** جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک
پکارنے والا پکارے گا ہر ایک گروہ ساتھ ہو جاوے اپنے اپنے معبود کے پھر جتنے لوگ سوا خدا کے اور کسی کو پوجتے تھے جیسے
بتوں کو اور تھانوں کو ان میں سے کوئی نہ بچیگا سب کے سب آگ میں گر پڑیں گے اور باقی رہ جاویں گے وہی لوگ جو اللہ کو
پوجتے تھے نیک ہوں یا بد مسلمانوں میں سے اور کچھ اہل کتاب میں سے پھر یہودی بلائے جاویں گے اور ان سے کہا
جاویگا تم کس کو پوجتے تھے وہ کہیں گے ہم پوجتے حضرت عزیر علیہ السلام کو جو اللہ کے بیٹے ہیں انکو جواب ملیگا تم
جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ نے کوئی بی بی کی نہ کسی کو بیٹا ہوا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہیں گے اے رب ہمارے ہم پیاسے
ہیں ہمکو پانی پلا حکم ہوگا جاؤ پیو پھر وہ ہانکتے جاویں گے جہنم کی طرف انکو ایسا معلوم ہوگا جیسے سراب ہے
ف سراب کہتے ہیں اوس ریتی کی زمین کو جو دور سے دوپہر کے وقت گرمی میں پانی کی طرح دکھائی دیتی ہے
جب پاس جاؤ تو پانی وانی کچھ نہیں ہوتا اور پیاسا ہاتھ مل کے رہ جاتا ہے ایسا ہی حال ان یہودیوں کا ہوگا کہ
پیاس کی شدت میں جہنم کو جو سراب کی طرح معلوم ہوگا پانی سمجھ کر اوس میں گھس جاویں گے خدا کی پناہ **ف**
اور وہ ایسے شعلے مار رہا ہوگا گویا ایک کو ایک کھا رہا ہے وہ سب گر پڑیں گے آگ میں بعد اوس کے نصاری بلائے
جاویں گے اور ان سے سوال ہوگا تم کس کو پوجتے تھے وہ کہیں گے ہم پوجتے حضرت مسیح کو جو اللہ کے
بیٹے ہیں اون کو جواب ملیگا تم جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ کی نہ کوئی جورو ہے نہ اوسکا کوئی بیٹا ہے **ف** یہود

اور نصاریٰ کا اصلی دین عمدہ اور سچا تھا اور خدا کیطرف سے آیا تھا جیسے اسلام کا دین پر اون دونون مذہبون کے عالمون اور پیشواؤن نے اپنی نادانی اور بےعقلی سے ایسی باتین دین مین شریک کرلین جو سراسر عقل کے خلاف ہین اور انہون نے یہ سمجھا کہ اگر ہم اپنے اپنے پیغمبرون کو خدا کا بیٹا بنا دین گے تو لوگ ہمارے پیغمبر کو سب سے بڑا سمجھکر ہمارے دین مین شریک ہونگے اور قیامت تک دین اور پیغمبرون کے آنے سے منسوخ نہ ہوگا حالانکہ اگر ان لوگون مین ذرا بھی عقل ہوتی اور کچھ بھی سمجھ رکھتے اور غور کرتے تو وہ ایسی لغو اور بیہودہ باتون کو دین مین شریک کرکر اپنے دین کو بدنام نہ کرتے یہود کا حال جو ایسی بیوقوفی کے طفیل ہوا وہ ظاہر ہی کہ تمام دنیا مین انکی تعداد نہایت ہی قلیل رہ گئی اور انکی شوکت اور حشمت خاک مین مل گئی اور نصاریٰ کی بھی قدر و شوکت عربون نے اسلام کے زور سے مٹا دیا اب اس زمانے مین گو نصاریٰ دنیاوی علوم و فنون کی وجہ سے مسلمانون پر غالب ہوگئے ہین اور بظاہر بہت کچھ نام رکھتی ہین پر اون کے دین اور مذہب کو اسلام کے دین اور مذہب پر ہرگز غلبہ نہین ہے بلکہ یہ زمانہ ایسا ہے جسمین علوم عقلیہ کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور لوگ سمجھتے جاتے ہین کہ نصاریٰ کا یہ دلیل دعوی کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے تھے کتنی وقعت رکھتا ہے افسوس صد افسوس اگر نصاریٰ اسوقت بھی اپنی عقل سے کام لیوین اور جیسے دنیا کے کامون مین غور و فکر کر رہی ہین اسی طرح اپنے دین کے اصول کو بھی جانچین تو یہ سب ملمع کاری اور دغابازی جو اون کے پچھلے پادریون نے کی ہے اون پر کھلجاوے اور وہ بھی مسلمانون کیطرح سچی توحید کے نور سے مشرف ہوون اگر نصاریٰ اس لغو اور بیہودہ اور خلاف عقل بات یعنی تثلیث کو چھوڑ کر توحید پر آجاوین تو پھر ان مین اور مسلمانون مین بہت ہی تھوڑا فرق رہ جاوے گا اور یہ دونون قومین مل جل کر دنیا مین بسر کرنے لگین اور کشت و خون کا دروازہ بند ہو جاوے بلکہ کیا عجب ہے کہ چند روز مین اور باقی قومین بھی انکی مطیع ہو جاوین اور بعوض نا اتفاقی اور اختلاف اور فساد کے اتفاق اور اتحاد اور امن و امان پیدا ہو پر یہ سب خدا کی مرضی پر موقوف ہے پر وہ مسلمان جو اپنے تئین مسلمان کہتے ہین اور مشرکون کیطرح سوا خدا کے پیرون یا پیغمبرون کی نذر نیاز کرتے ہین مصیبت کے وقت انکو پکارتے ہین اون سے دعا کرتے ہین ہر امر پر اون کو قادر متصرف خیال کرتے ہین وہ در حقیقت نصاریٰ سے بھی بدتر ہین خاک پڑے اون کے عقل پر انہون نے نصاریٰ کو اعتراض کی جگہ دے رکھی ہے

ف پھر ان سے کہا جاوے گا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہین گے الٰہی رب ہمارے ہم پیاسے ہین ہم کو پانی پلا حکم ہوگا جاؤ پھر وہ سب ہانکے جاوین گے جہنم کیطرف

گویا وہ سراب ہوگا اور لپٹ کے مارے وہ آپہی آپ ایک ایک کو کہاتا ہوگا پہر وہ سب گر پڑینگے جہنم مین یہانتک
کہ جب کوئی باقی نرہیگا سوان لوگون کے جو اللہ کو پوجتے تہے نیک ہون یا بد اوسوقت مالک سارے جہان کا اونکے پاس آویگا ایک
ایسی صورت مین جو مشابہ ہوگی اوس صورت سے جسکو وہ جانتے ہین ف یعنی اوسکی صفات سے جو اوسنے بیان کی ہین اُنسے کیونکہ جانتے
ہین اور یہ مین کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ دنیا کی کسی مخلوق کے مشابہ نہین ہے نہ کسی جوڑ کا ہی پاک ہے ہر عیب اور نقص سے
ت اور فرماویگا تم کس بات کے منتظر ہو ہر ایک گروہ ساتہہ ہوگیا اپنی اپنی معبود کے وہ کہینگے ای ہمارے رب ہمنے تو دنیا مین ان
لوگونکا ساتہہ نہ دیا (یعنے مشرکونکا) جب ہم اونکے بہت محتاج تہے نہ اونکی صحبت پسند کی ہے ف یعنے دنیا مین جب ہمکو اپنی معاش
کے واسطے ان لوگون سے ملنے کی اور دوستی کرنیکی ضرورت تہی اوسوقت تو ہم ملے نہین نہ اونکا ساتہہ دیا بلکہ فقر و فاقہ قبول
کیا اور انکی مخالفت کرتے رہے اور انکار کرتے رہے پہر آج جب ہمکو انکی کچہہ احتیاج نہین ہے ہم اونکے ساتہہ کیونکر جاوین
اور غرض یہ ہے کہ مومنین حقتعالے سے عاجزی اور دعا کرینگے کہ اس مشکل مین ہماری مدد کر مہاجرین اور انصار کا دنیا مین بھی حال تہا
کہ اونہونے قرابت اور عزیزداری کا بھی خیال نہ کیا اور مشرکون سے علحدہ ہوگئے اور مصیبت گوارا کی اور یہی حال رہا ہمیشہ
اُن سچے موحدونکا ہر زمانے مین جنہون نے مشرکونکے ہاتہہ سے تکلیفین اُٹہائین اسی ہوا سے کہ خدا اونسے راضی ہو اور مشرکونکے
ساتہہ کرے آمین یارب العلمین ف پہر وہ فرماویگا مین تمہارا رب ہون وہ کہینگے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہین تجہہ سے اور
اللہ کے ساتہہ کسی کو شریک نہین کرتے دو بار یا تین بار یہی کہینگے یہانتک کہ انمین سے بعض لوگ ساتہہ پہر جانے کے قریب ہونگے
(کیونکہ یہ امتحان بہت سخت ہوگا اور شبہ دلمین پیدا کریگا) پہر وہ فرماویگا اچہا تم اپنے رب کی کوئی نشانی جانتے ہو جس سے اوسکو
پہچانو وہ کہینگے ہان پہر خدا کی پنڈلی کہل جائیگی ف قرآن مین ہے یوم یکشف عن ساق
ساق سے ساق کہتے ہین پنڈلی کو نووی نے کہا ابن عباس اور اکثر اہل لغت نے ساق کے معنے یہان شدت اور سختی کے کہے ہین یعنی ایک سخت
امر نمود ہوگا اور یہ مثل ہے جسکو عرب لوگ کہا کرتے ہین کہتے ہین لڑائی قائم ہوئی ساق پر اور اصل یہ ہے کہ انسان جب کسی سخت امر مین
پڑجاتا ہے تو اپنی بانہین چڑہاتا ہے اور پنڈلی کہولتا ہے کوشش کے لئے قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا ساق سے یہان ایک
بڑا نور مراد ہے اور یہ ایک حدیث مین بھی وارد ہے ابن فورک نے کہا مراد اس سے وہ فوائد اور الطاف ہین جو مومنون کو ملینگے خدا کے
دیدار کے وقت اور بعضون نے کہا ساق ایک نشانی ہوگی درمیان خدا اور مومنین کے اور کچہہ فرشتے ظاہر ہونگے اور
بعضون نے کہا احتمال ہے کہ ساق ایک مخلوق ہو خدا کی جسکو خدا نے نشانی بنائی ہو اسوقت کیلئے اور یہ ساقون سے
الگ صورت کی ہو اور بعضون نے کہا اوسکا معنے یہ ہے کہ اونکا ڈر جاتا رہیگا اور رعب اوٹہ جاویگا - اور یہ ہول انکے
دلون پر تہا وہ جاتا رہیگا - اور اطمینان حاصل ہوگا تب وہ سجدہ کرینگے خطابی نے کہا یہ دیدار اور ہے اور وہ جو

جو مومن نہیں کو جنت مین ہوگا وہ اور ہی ہے انتہی ما قال النووی اور یہ سب تاویلات لغو اور بیکار ہین اور مذہب الطف ہین
سلف کی اصل یہ ہے کہ خداوند کریم کے جو اعضا اپنی ثابت کیے ہین جیسے وجہ اور ید اور عین اور ساق یہ سچ
ہین اور محمول ہین اپنے معانی پر لیکن جیسے خدا کی کنہ اور حقیقت کسی بشر کو معلوم نہین ویسے ہی ان اعضا
کی بہی حقیقت اور ماہیت معلوم نہین بس اونپر ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت کو خداوند کریم کے سپرد کرنا
چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے تشبیہ سے بعید ہین یون خیال کرنا چاہیے کہ معاذ اللہ خدا کا ہاتہہ یا منہ یا آنکہہ یا پنڈلی آدمیون
کی یا اور کسی مخلوق کی ہاتہہ یا منہ یا آنکہہ یا پنڈلی کیطرح ہین بلکہ جیسے اوسکی ذات بے مثل اور بے نظیر ہے ایسی ہی
اوسکی صفات بہی سب بے مثل اور بے نظیر ہین یہی عقیدہ ہے اہل سنت کا رحمہم اللہ تعالے **ف** اور جو شخص
خدا کو (دنیا مین) اپنے دل سے (بغیر جبر اور خوف یا ریا کے) سجدہ کرتا ہوگا اوسکو وہان سجدہ میسر ہوگا اور
جو شخص (دنیا مین) سجدہ کرتا تہا اپنی جان بچانے کو (تلوار کے ڈر سے) اور دل مین اوسکے ایمان نہ تہا
یا لوگون کے دکہانے کو اوسکی پیٹہ اللہ تعالے ایک تختہ کر دیگا جب وہ سجدہ کرنا چاہیگا تو چت گر پڑیگا
ف اس لیے کہ پیٹہ کے جوڑ جہک نہ سکین گے پہر سجدہ کیونکر کریگا نووی نے کہا یہ سجدہ امتحان
کے لیے ہوگا اور اس سے بعضے علما نے دلیل قائم کی ہے اس بات پر کہ تکلیف ما لا یطاق جائز ہے یعنے
اوس بات کا حکم کرنا جو ہو نہ سکے حالانکہ یہ استدلال باطل ہے اس لیے کہ آخرت تکلیف کی جگہہ نہین ہے
اور اس سجدہ سے امتحان مقصود ہوگا اور بعضون نے اس حدیث سے یہ وہم کیا ہے کہ منافق بہی مومنون کے
ساتہہ خدا کو دیکہین گے ابن فورک نے کہا ایک گروہ اسی طرف گیا ہے حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ مسلمانون کے
علما کے اجماع سے یہ امر ثابت ہے کہ منافقون کو خدا کا دیدار نہ ہوگا اور حدیث سے یہ بات کہان نکلتی ہے
کہ منافق بہی خدا کو دیکہین گے بلکہ اوس جماعت کا دیکہنا نکلتا ہے جسمین منافق اور مومن سب ہونگے
اور جماعت کی دیکہنے سے یہ بات لازم نہین آتی کہ ہر ایک شخص ان مین کا دیکہے اور کتاب اور سنت
سے بہت دلیلین ہین اس امر پر کہ منافق کو اللہ سبحانہ کا دیدار نہ ہوگا **ت** پہر وہ لوگ اپنا سر اوٹہاوینگے
اور خدا تعالی اوس صورت مین ہوگا جس صورت مین پہلے اوسکو دیکہا تہا اور کہیگا مین تمہارا رب ہون
وہ سب کہین گے تو ہمارا رب ہے بعد اوسکے جہنم پر پل رکہا جاویگا اور سفارش (شفاعت) شروع ہوگی
اور لوگ کہین گے یا اللہ بچا یا اللہ بچا لوگون نے کہا یا رسول اللہ پل کیسا ہوگا آپ نے فرمایا ایک پہسلنے کا
مقام ہوگا وہان آنکڑے ہون گے اور کانٹے جیسے نجد کے ملک مین ایک کانٹا ہوتا ہے جسکو سعدان

کہتے ہین مومن اوس سے پار ہونگے بعضے پل مارنے مین بعضے بجلی کیطرح بعضے ہوا کیطرح بعضے
پرند کیطرح بعضے تیز گہوڑون کیطرح بعضے اونٹون کیطرح اور بعضے بالکل جہنم سے بچ کر پار ہوجاوینگے
(یعنے اون کو کسی قسم کا صدمہ نہین پہونچے گا) اور بعضے کچہ صدمہ اوٹہاوینگے لیکن پار ہوجاوینگے
اور بعضے صدمہ اٹہاکر جہنم مین گر جاوینگے جب مومنون کو جہنم سے چہٹکارا ہوگا تو قسم اوسکی جسکے ہاتہہ مین
میری جان ہے کوئی تم مین سے اپنے حق کے لیے اتنا جہگڑنے والا نہین ہے جتنے وہ جہگڑنے والے ہونگے
خدا سے قیامت کے دن اپنے ان بہائیون کے لیے جو جہنم مین ہونگے (خدا سے جہگڑنے والے یعنی
خدا سے بار بار عرض کرنے والے اپنے بہائیون کے چہڑانے کے لیے) وہ کہینگے ای رب ہمارے
وہ لوگ (جو اب جہنم مین ہین) روزہ رکہتے تہے ہمارے ساتہہ اور نماز پڑہتے تہے اور حج کرتے
تہے حکم ہوگا اچہا جاؤ اور نکال لو جہنم سے جنکو تم پہچانو پہر ان کی صورتین جہنم پر حرام ہوجاوینگی
(یعنے جہنم کی آگ انکی صورت کو بدل نسکے گی اور چہرہ انکا محفوظ رہیگا تاکہ مومنین ان کو
پہچان لیوین) اور مومنین بہت سے آدمیون کو جہنم سے نکالینگے اون مین سے بعضون کو آگ نے
آدہی پنڈلیون تک کہا لیا ہوگا بعضون کو گہٹنون تک پہر وہ کہینگے ای رب ہمارے اب تو جہنم مین
کوئی باقی نہین رہا اون آدمیون سے جن کے نکالنے کا تو نے ہمین حکم دیا تہا (یعنے روزہ نماز
اور حج کرنے والون مین سے اب کوئی نہین رہا) حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین ایک دینار برابر
بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو پہر وہ نکالینگے بہت سے آدمیون کو اور کہینگے اے رب ہمارے
ہم نے نہین چہوڑا کسی کو ان لوگون مین سے جنکے نکالنے کا تو نے حکم دیا تہا حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے
دل مین آدہے دینار برابر بہی بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو وہ پہر بہت سے آدمیون کو نکالینگے
اور کہینگے ای پروردگار اب تو اسمین کوئی باقی نہین رہا اون لوگون مین سے جنکے نکالنے کا تو نے حکم
دیا تہا حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین ایک رتی برابر بہلائی ہو اوسکو بہی نکال لو ف قاضی
عیاض نے کہا بہلائی سے مراد یہان یقین ہے اور صحیح یہ ہے کہ بہلائی وہ شے ہے جو ایمان
کے علاوہ ہے اسلیے کہ ایمان کے حصے نہین ہوسکتے بلکہ یہ حصے اس شے کے ہین جو ایمان
پر زائد ہو جیسے نیک عمل یا ذکر خفی یا اور کوئی دل کا عمل جیسے شفقت مسکینون پر یا خوف الہی یا
نیت صادق وغیرہ اور دلالت کرتی ہے اوسپر دوسری حدیث کہ جہنم سے نکلیگا وہ شخص بہی جسنے

لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اوسکی دل مین ایک تل برابر بھلائی ہوگی (نووی) ف پھر وہ نکالینگے بہت سی آدمیون کو اور کہین گے ای رب ہمارے اب تو اوس مین کوئی نہین رہا جسمین ذرا بھی بھلائی تھی (بلکہ اب سب ویسی قسم کے لوگ ہین جو بدکار اور کافر تھے اور رتی جو برابر بھی بھلائی اُن مین نہ تھی) ابو سعید خدریؓ جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو کہتے تھے اگر تم مجھکو سچا نہ جانو اس حدیث مین تو پڑھو اس آیت کو اگر چاہتے ہو اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ اخیر تک یعنی اللہ تعالی ظلم نہین کریگا رتی برابر اور جو نیکی ہو تو اوسکو دونا کر دیگا اور اپنے پاس سے بہت کچھ ثواب دیگا پھر اللہ فرما دیگا فرشتے سفارش کر چکے اور پیغمبر سفارش کر چکے اور مومنین سفارش کر چکے اب کوئی باقی نہین رہا پر وہ باقی ہے جو سب رحم کرنے والون سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (قربان اسکی ذات مقدس) پھر ایک مٹھی آدمیون کی جہنم سے نکالیگا ف جنکی تعداد کو کوئی نہین جانتا سوای خدای کریم کے پر خدا تعالے کی مٹھی اسقدر بڑی ہے کہ ساری زمین اوس کی ایک مٹھی مین آجاویگی قیامت کے دن۔ مبارک ہین وے لوگ جو اپنے مالک کی خاص مٹھی سے نکالے جاوینگے اور ان پر کسیکا احسان نہ ہوگا سوائے خدای کریم کے ت اور اسمین وہ لوگ ہون گے جنہون نے کوئی بھلائی نہین کی کبھی ف پر صرف خدا کی توحید پر یقین رکھتے تھے ان کا سفارش کرنے والا کوئی فرشتہ یا پیغمبر یا مومن نہ ہوگا آخر اللہ تعالے خود اپنے مبارک ہاتھ سے اون کو نکالیگا ف وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہون گے پھر خدائے تعالے ان لوگون کو ایک نہر مین ڈالدیگا جو جنت کے دروازون پر ہوگی جسکا نام نہر الحیوۃ ہے وہ اوسمین ایسا جلد تر و تازہ ہون گے جیسے دانہ پانی کے بہاو مین کوڑے کچرے کی جگہہ پر اگ آتا ہے (زرد سبز ہو کر) تم دیکھتے ہو وہ دانہ کبھی پتھر کے پاس ہوتا ہے کبھی درخت کے پاس اور جو آفتاب کے رخ پر ہوتا ہے وہ زرد یا سبز اوگتا ہے اور جو سایہ مین ہوتا ہے وہ سفید رہتا ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ تو گویا جنگل مین جانورون کو چرایا کیے ہین (کہ وہان کا سب حال جانتے ہین) پھر آپ نے فرمایا وہ لوگ اوس نہر سے موتی کیطرح چمکتے ہوئے نکلین گے اون کے گلون مین پٹے ہون گے جنت والے اور ان کو پہچان لین گے اور کہین گے یہ اللہ تعالے کے آزاد کیے ہوئے ہین اون کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے پھر فرما دیگا جنت مین جاؤ اور جس چیز کو دیکھو

دیکھو وہ تمہارا ہے وہ کہین گے اے رب ہمارے تو نے ہمکو اتنا کچھ دیا کہ اتنا کسی کو نہین دیا سارے جہان والون مین اللہ تعالیٰ فرماویگا ابھی میرے پاس اس سے بڑھ کر ہے وہ کہین گے اے رب ہمارے اس سے بڑھ کر کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماویگا میری رضامندی اب مین تمپر کبھی غصہ نہ ہونگا **ف** سبحان اللہ مالک کی رضامندی اتنی بڑی نعمت ہے کہ بہشت کی سب نعمتین اوس کے سامنے ہیچ ہیں حقیقت مین جو ان مردوہی ہے جو اپنے مالک کی رضامندی کا طالب ہوا اور ہر حال مین اوس کا شکرگذار رہے

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال قلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انری ربنا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل تضارون فی رؤیۃ الشمس اذا کان یوم صحو قلنا لا وسقت الحدیث حتی انقضی آخرہ وهو نحو حدیث حفص بن میسرۃ وزاد بعد قوله بغیر عمل عملوہ ولا قدم قدموہ فیقال لهم لکم ما رایتم ومثله معه قال ابو سعید الخدری بلغنی ان الجسر ادق من الشعرۃ واحد من السیف ولیس فی حدیث اللیث فیقولون ربنا اعطیتنا ما لم تعط احدا من العالمین وما بعدہ فاقر به عیسی بن حماد

ترجمہ دوسری روایت بھی ابوسعید خدری سے ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ ہمنے کہا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے مالک کو دیکھین گے آپ نے فرمایا تم کو کچھ حرج ہوتا ہے سورج دیکھنے مین جب صاف دن ہو ہمنے کہا نہین اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اتنا زیادہ ہے اس عبارت کے بعد اون کو خدا نے بہشت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے اون سے کہا جاوے گا جو تم دیکھو وہ تمہارا ہے اور اوتنا ہے اور ابوسعید نے کہا مجھے یہ حدیث پہنچی کہ پل بال سے زیادہ باریک ہوگا اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا اور لیث کی روایت مین یہ نہین ہے کہ وہ کہین گے اے رب ہمارے تو نے ہمکو وہ دیا جو سارے جہان والون مین کسی کو نہین دیا

عن زید بن اسلم باسنادهما نحو حدیث حفص بن میسرۃ الی آخرہ وقد زاد ونقص شیئا **ترجمہ** اس روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گزرا اگر کچھ کمی بیشی ہے

باب اثبات الشفاعۃ واخراج الموحدین من النار

شفاعت کا ثبوت اور موحدون کا جہنم سے نکالا جانا

ف قاضی عیاض نے کہا اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ شفاعت عقلاً جائز ہے اور شرعاً اوسکا ثبوت اس آیت سے ہے

يومئذٍ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن ورضي له قولا اور اس آیت کے ولا یشفعون الا
لمن ارتضى اور حدیثین شفاعت کے باب مین بہت آئی ہین اور آثار صحابہ بہی بہت ہین ان سب کے ملانے سے
شفاعت کا ثبوت متواتر ہو جاتا ہے گنہگار مومنین کے واسطے اور اجماع کیا ہے سلف اور خلف اور تمام اہل
سنت نے شفاعت کے ثبوت پر اور انکار کیا ہے خوارج اور بعض معتزلہ نے شفاعت کا اور انکے نزدیک گنہگار ہمیشہ
ہمیشہ جہنم مین رہینگے دلیل انکی یہ آیت ہے فما تنفعهم شفاعة الشافعين اور یہ آیت ما للظالمين من حميم ولا
شفيع يطاع حالانکہ یہ آیتین کافرون کے حق مین ہین اور انہون نے جو شفاعت کی آیتون کی تاویل کی ہے
کہ مراد اس سے درجون کی زیادتی ہے تو یہ باطل ہے اور حدیث کے الفاظ سے صاف انکی تاویل باطل ہوتی
ہے کیونکہ حدیث مین یہ ہے کہ جہنمی شفاعت کیوجہ سے جہنم سے نکل جاوینگے لیکن شفاعت پانچ قسم ہے ایک
تو وہ جو خاص ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ تسکین دینا ہے میدان حشر کے ہول سے اور حساب
کا جلدی شروع کرا دینا جیسا کہ اسکا بیان آگے آویگا دوسری بعضے لوگون کو بغیر حساب اور کتاب
کے جنت مین لیجانا یہ بہی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے تیسری شفاعت ان لوگون کے
لیے جو مستحق ہو گئے ہون جہنم کے اون کی شفاعت ہمارے پیغمبر اور اور لوگ کرینگے چوتھی شفاعت
ان لوگون کی جو جہنم مین جا چکے ہون گنہگارون مین سے اور ان کا نکال لانا ہمارے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم اور فرشتون اور مومنین کے شفاعت سے ثابت ہے جیسے ایک حدیث مین ہے کہ پہر اللہ تعالی نکالیگا
جہنم سے ہر ایک لا اله الا الله کہنے والے کو اور صرف کافر اسمین رہ جاوینگے پانچوین شفاعت
جو جنت مین درجے بڑہانے کے لیے ہو اس شفاعت کا معتزلے بہی انکار نہین کرتے نہ پہلی شفاعت کا قاضی
عیاض نے کہا مشہور روایتون سے سلف صالحین کا شفاعت کے لیے دعا کرنا ثابت ہوا ہے اس صورت مین
جو کہتا کہ اللہ تعالی سے ہماری پیغمبر کی شفاعت مانگنا مکروہ ہے اوسکی بات کیطرف خیال نہ کرنا چاہیے
اس لیے کہ شفاعت ایسی کچہ گنہگارون سے مخصوص نہین ہے بلکہ تخفیف حساب اور زیادتی درجات
کے لیے بہی ہوگی اور ہر ایک عاقل کو ڈر لگا ہوا ہے کہین وہ گنہگارون مین سے نہ ہو جاوے اور
اپنے عمل پر بہروسا نہین ہے اور جس شخص نے اسکو مکروہ سمجہا ہے چاہیے کہ وہ مغفرت اور بخشش کے لیے بہی
دعا نہ کرے اور یہ خلاف ہے سلف اور خلف کے طریقے کے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا انووی عن
ابي سعيد الخدري رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يدخل الله اهل الجنة

الجنة يدخل من يشاء برحمته ويدخل اهل النار النار ثم يقول انظروا من وجدتم في قلبه
مثقال حبة من خردل من ايمان فاخرجوه فيخرجون منها حمما قد امتحشوا فيلقون
في نهر الحيوة او الحياء فينبتون فيه كما تنبت الحبة الى جانب السيل الم تروها
كيف تخرج صفراء ملتوية **ترجمہ** ابو سعید خدری رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ جنت والون کو جنت مین لیجاوے گا جسکو چاہیگا اپنی رحمت سے اور دوزخ والون کو دوزخ مین لے جاویگا پہر
فرماویگا دیکہو جسکے دل مین رائی کے دانے برابر بہی ایمان ہو اسکو دوزخ سے نکال لو وہ لوگ نکلین گے کوئلہ
کیطرح جلے ہوئے پہر ڈالے جاوین گے نہر الحیوۃ یا نہر الحیاء مین (یہ شک ہے امام مالک کا جو راوی ہین اس
حدیث کے اورون کی روایت مین نہر الحیوۃ ہے بغیر شک کے) اور ایسا اوگین گے اسمین جیسے دانہ بہیا کے ایک
طرف اوگ آتا ہے کیا تم نے اسکو نہین دیکہا کیسا زرد لپٹا ہوا اوگتا ہے **عن** عمرو بن يحيى بهذا
الاسناد وقالا فيلقون في نهر يقال له الحياة ولم يشكا وفي حديث خالد كما تنبت
الغثاءة في جانب السيل وفي حديث وهيب كما تنبت الحبة في حمئة او حميلة السيل
ترجمہ اس روایت کا بہی وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا اسمین یہ ہے کہ وہ لوگ ڈالے جاوین گے ایک نہر مین
جسکا نام حیاۃ ہوگا اور شک نہین کی اور خالد کی روایت مین ہے جیسے کوڑا کچرا بہیا کے ایک طرف اوگ
آتا ہے اور وہیب کی روایت مین ہے جیسے دانہ کالی مٹی مین جو بہیا مین ہوتی ہے اوگ آتا ہے یا اوس مٹی
مین جسکو پانی بہا کر لاتا ہے **عن** ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اما اهل النار الذين هم اهلها فانهم لا يموتون فيها ولا يحيون ولكن ناس اصابتهم
النار بذنوبهم او قال بخطاياهم فاماتهم الله اماتة حتى اذا كانوا فحما اذن با
لشفاعة فجيء بهم ضبائر ضبائر فبثوا على انهار الجنة ثم قيل يا اهل الجنة افيضوا
عليهم فينبتون نبات الحبة تكون في حميل السيل فقال رجل من القوم كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قد كان في البادية **ترجمہ** ابو سعید رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا وہ لوگ جو جہنم والے ہین (یعنی ہمیشہ وہان رہنے کیلئے ہین جیسے کافر اور مشرک) وہ تو نہ مرینگے نہ جیینگے
لیکن کچہ لوگ جو گنہگار ہون کیوجہ سے دوزخ مین جاوین گے انکو مار کر کوئلہ بنا دیگی پہر اجازت ہوگی
شفاعت کی **ف** نووی نے کہا معنی حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہین اور جہنم مین ہمیشہ رہنے کے مستحق ہین

ناس منکم
الله تعالی

وہ تو نہ مرینگے نہ جیین گے یعنی کسی طرح اُنکو عذاب سے چھٹکارا نہ ہوگا اور راحت حاصل نہ ہوگی جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا انکا کچھ فیصلہ نہ ہوگا کہ مرجاوین اور نہ عذاب ہلکا ہوگا اور جیسے فرمایا پھر وہ نہ اوس مین مریگا نہ جیئے گا اور اہل حق کا مذہب یہی ہے کہ جنت کا آرام اور جہنم کا عذاب دونون ہمیشہ کے لیے ہوں گے اور یہ لوگ جو گنہگار ہوکر جہنم مین جاوین گے یہ وہ لوگ جو مومن تھے پر گناہوں مین مبتلا ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ انکو جہنم کی آگ سے مار کر کوئلہ کر دے گا ایک مدت تک عذاب دینے کے بعد اور یہ مرنا حقیقۃً ہوگا یعنے احساس جاتا رہیگا پھر جہنم سے نکالے جاوینگے مردہ کوئلہ کیطرح **ف** اور یہ لوگ لائے جاوین گے گروہ گروہ اور پھیلائے جاوین گے جنت کی نہرون پر اور حکم ہوگا اے جنت کے لوگو ان پر پانی ڈالو تب وہ اس طرح سے جیین گے جیسے دانہ اوس مٹی مین جمتا ہے جسکو پانی بہا کر لاتا ہے ایک شخص بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے جنگل مین رہے ہیں (جب تو آپ کو یہ معلوم ہے کہ بہاؤ مین جو مٹی جمع ہوتی ہے اوس مین دانہ خوب اوگتا ہے **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ **ترجمہ** دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اس مین یہین تک ہے جیسے دانہ اوگتا ہے اوس مٹی مین جسکو پانی بہا کر لاتا ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ عَشَرَةَ أَمْثَالِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُولُ أَتَسْخَرُ بِي أَوْ أَتَضْحَكُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ فَكَانَ يُقَالُ ذَاكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین جانتا ہون اوس شخص کو جو سب کے بعد جہنم سے نکلے گا اور سب کے بعد جنت مین جاویگا یہ وہ شخص ہے جو جہنم سے گھٹنون کے بل گھسٹتا ہوا نکلیگا اللہ تعالیٰ اوس سے فرمادیگا جا جنت مین تیرے لیے دنیا کی برابر جگہ ہے یا دس دنیا کے برابر

وہ کہیگا کیا تو مجہسے ٹہٹہا کرتا ہے یا ہنسی کرتا ہے بادشاہ ہوکر **ف** سخریہ اور ضحک مین تنک ہیرادی کو اور ضحک
دوسری سردانتیا ہین ہنسی دیا اور وہ عیب نہین ہے نہ نقص پہر ضحک خدا کی صفت ہونے مین کوئی مانع نہین اور
وہ مثل اور صفات الٰہی کے متشابہ نہین مخلوق کی صفات کو نووی نے کہا ٹہٹہا کرنیکے معنون مین اختلاف
ہے اور ہمین کئی قول ہین ایک یہ جو امام مازری سے منقول ہے کہ یہ بطریق مقابلہ کے ہے اسلیے کہ اس نے اللہ
تعالیٰ سے کئی بار عہد کیا اب کچہ نہ مانگون گا پہر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگا مانگنے تو بمنزل ٹہٹہے کے ہوا
اب وہ شخص یہ سمجہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا تو جنت مین جا اور تیری لیے یہ نعمتین ہین ایک قسم کا ٹہٹہا ہے یعنی اس
کے ٹہٹہے کا بدلہ ہے تو ٹہٹہے کے بدلے کو مجازاً ٹہٹہا کہا اور مطلب یہ ہے کہ کیا تو بدلہ دیتا ہے میرے ٹہٹہے کا بادشاہ ہوکر
دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اوس سے نفی ہے یعنی مین جانتا ہون کہ تو ٹہٹہا نہ کریگا بادشاہ ہوکر لیکن تعجب یہ ہے کہ مجہہ
نالائق کو اتنی بڑی بڑی نعمتین ملین تیسرا قول یہ ہے کہ اوس شخص کے زبان قابو مین نرہی اور وہ خوشی مین
ایسا بہول گیا کہ لگا وہ باتین کرنے جیسے دنیا مین ایسے محل مین کرتا تہا اور خدا کیطرف ٹہٹہے کی نسبت کردی
اور یہ ایسا ہے جیسے آپنے دوسرے شخص کے حق مین فرمایا کہ وہ خوشی کے مارے اپنے تئین روک نسکا اور کہنے لگا
تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب ہون اور چاہیے تہا یہ کہنا کہ مین تیرا بندہ ہون اور تو میرا رب ہے اور خوشی کے
وقت بے اختیاری ہین اکثر ایسی بے موقع اور غلط باتین زبان سے نکل جاتین ہین انتہی **ف** عبداللہ
بن مسعود نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ ہنسے یہانتک کہ آپکے دانت مبارک کہل
گئے اور آپنے فرمایا یہ سب سے کم درجے کا جنتی ہوگا **عن** عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انی لاعرف آخر اہل النار خروجا من النار رجل یخرج منہا زحفا فیقال لہ انطلق
فادخل الجنۃ قال فیذہب فیدخل الجنۃ فیجد الناس قد اخذوا المنازل فیقال لہ اتذکر
الزمان الذی کنت فیہ فیقول نعم فیقال لہ تمن فیتمنی فیقال لک الذی تمنیت وعشرۃ
اضعاف الدنیا قال فیقول اتسخر بی وانت الملک قال فلقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ضحک حتی بدت نواجذہ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود رضی سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین پہچانتا
ہون اوس شخص کو جو سب کے آخر جہنم سے نکلیگا وہ ایک شخص ہوگا جو گہسٹتا ہوا چوتڑون کے بل دوزخ سے نکلیگا اوس سے کہا جاوے
گا جا جنت مین جا وہ جاویگا دیکہیگا کہ سب لوگ اون مین جنتی ہین اور کوئی مکان خالی نہین چہوڑا سا ہی اوس سے کہا
جاویگا تجہے یاد ہے وہ زمانہ جس مین تو تہا یعنی وہ دوزخ کی کلیفت اور تنگی وہ کہیگا ہان یاد ہے پہر اوس سے کہا جاویگا

اچھا اب کوئی اور آرزو کر وہ آرزو کریگا حکم ہوگا یہ لے اور دس دنیا کے برابر اور لے اور وہ کہیگا
ای پاریتیا لے کیا تو مجھسے ہنسی ٹھٹھا کرتا ہے بادشاہ ہوکر (یعنے دس دنیا کے برابر مجھکو دیتا ہے اور
وہان تو ایک چھوٹا سا مکان بھی خالی نہین) راوی نے کہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کو دیکھا آپ ہنسے یہان تک کہ آپ کے دانت کھل گئے **ف** حدیث مین نواجذ کا لفظ ہے
اور نواجذ اون دانتون کو کہتے ہین جو سب کے آخر مین نکلتے ہین جن کو عوام عقل کے دانت کہتے
ہین اور یہ دانت اوسی وقت کھلتے ہین جب آدمی زور سے ہنسے **عن** ابن مسعود ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال آخر من یدخل الجنة رجل فهو یمشی مرة ویکبو مرة وتسفعه
النار مرة فاذا ما جاوزها التفت الیها فقال تبارک الذی نجانی منک لقد اعطانی
اللہ شیئا ما اعطاه احدا من الاولین والآخرین فترفع له شجرة فیقول ای رب
ادننی من هذه الشجرة فلاستظل بظلها واشرب من مائها فیقول اللہ عز وجل
یا ابن آدم لعلی ان اعطیتکها سألتنی غیرها فیقول لا یا رب ویعاهده ان
لا یسأله غیرها وربه تعالی یعذره لانه یری ما لا صبر له علیه فیدنیه منها
فیستظل بظلها ویشرب من مائها ثم ترفع له شجرة هی احسن من الاولی
فیقول ای رب ادننی من هذه الشجرة لاشرب من مائها واستظل
بظلها لا اسألک غیرها فیقول یا ابن آدم الم تعاهدنی ان لا تسألنی غیرها
فیعاهده ان لا یسأله غیرها وربه تعالی یعذره لانه یری ما لا صبر له علیه فیدنیه
منها فیستظل بظلها ویشرب من مائها ثم ترفع له شجرة عند باب الجنة هی احسن
من الاولیین فیقول ای رب ادننی من هذه الشجرة لاستظل بظلها واشرب من
مائها لا اسألک غیرها فیقول یا ابن آدم الم تعاهدنی ان لا تسألنی غیرها قال بلی
یا رب هذه لا اسألک غیرها وربه تعالی یعذره لانه یری ما لا صبر له علیه فیدنیه منها
فاذا ادناه منها فیسمع اصوات اهل الجنة فیقول ای رب ادخلنیها فیقول یا ابن آدم ما یصرینی
منک ایرضیک ان اعطیک الدنیا ومثلها معها فیقول یا رب اتستهزئ منی وانت رب العالمین فضحک
ابن مسعود فقال الا تسألونی مم اضحک قالوا مم تضحک فقال هکذا ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ثقال
قدير

فقالوا مم تضحك يا رسول الله قال من ضحك رب العالمين حين قال أتستهزئ مني وأنت رب العالمين حين قال أتستهزئ مني وأنت رب العالمين فيقول إني لا أستهزئ منك ولكني على ما أشاء قادر ترجمه

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے آخر جو جنت میں جاویگا وہ ایک شخص ہوگا جو چلیگا پہر اوندہا گریگا اور جہنم کی آگ اسکو جلاتی جاویگی جب دوزخ سے پار ہو جاویگا تو پیٹھ موڑ کر اسکو دیکھیگا اور کہیگا بڑی برکت والا ہے وہ صاحب جسنے نجات دی مجھکو تجھسے بیشک اللہ تعالی نے مجھے اتنا دیا کہ ویسا کسی کو نہیں دیا نہ اگلوں میں نہ پچھلوں میں پہر اوسکو ایک درخت دکھلائی دیگا وہ کہیگا ای میرے رب مجھکو نزدیک کر دے اس درخت سے میں اسکے تلے سایہ میں رہوں اور اسکا پانی پیوں اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے اگر میں تیرا یہ سوال پورا کردوں تو اور سوال کریگا وہ کہیگا نہیں اے رب میرے اور عہد کریگا کہ پہر میں کوئی سوال نہ کرونگا اور اللہ تعالی اوسکا عذر قبول کریگا اسلیے کہ وہ ایسی نعمت کو دیکھیگا جسپر اس سے صبر نہیں ہو سکتا (یعنی انسان بے صبر ہے وہ جب تکلیف میں مبتلا ہو اور عیش کی بات دیکھے تو بے اختیار اوسکی خواہش کرتا ہے) آخر اللہ تعالی اوسکو اس درخت کے نزدیک کر دیگا وہ اسکے سایہ میں رہیگا اور وہاں کا پانی پیے گا پہر اسکو ایک درخت دکھلائی دیگا جو اس سے بھی اچھا ہوگا وہ کہیگا ای پروردگار مجھکو اس درخت کے نزدیک پہنچا دے میں اسکا پانی پیوں اسکے سایہ میں آرام پاؤں اور میں اور کچھ سوال نکرونگا اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے تونے عہد نہیں کیا تہا کہ میں پہر سوال نکرونگا اور جو میں تجھے اس درخت تک پہنچا دوں تو پہر تو اور سوال کریگا وہ اقرار کریگا کہ نہیں پہر میں اور کچھ سوال نہ کرونگا اور اللہ تعالی اسکو معذور رکھیگا اس لیے کہ اوسکو صبر نہیں اوس نعمت پر جو دیکھتا ہے تب اللہ تعالی اوسکو اس درخت کے نزدیک کر دیگا وہ اسکے سایہ میں رہیگا اور وہاں کا پانی پیے گا پہر اسکو ایک درخت دکھلائی دیگا جو جنت کے دروازے پر ہوگا اور وہ پہلے کے دونوں درختوں سے بہتر ہوگا وہ کہیگا ای رب میرے مجھکو اس درخت کے پاس پہنچا دے تاکہ میں اسکے سایہ تلے رہوں اور وہاں کا پانی پیوں اب میں اور کچھ سوال نہ کرونگا اللہ تعالی فرماوےگا ای آدم کے بیٹے کیا تو اقرار نہیں کر چکا تہا کہ اب میں اور کچھ سوال نہ کرونگا وہ کہیگا بیشک میں اقرار کر چکا تہا لیکن اب یہ میرا سوال پورا کر دے پہر میں اور کچھ سوال نہ کرونگا اور اللہ تعالی اسکو معذور رکہے گا اسلیے کہ وہ دیکھیگا ان نعمتوں کو جنپر صبر نہیں کر سکتا آخر اللہ تعالی اسکو اس درخت کے پاس کر دیگا جب وہ اس درخت کے پاس جاویگا تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا اور کہیگا ای رب میرے مجھکو جنت کے اندر پہونچا دے اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے تیرے سوال کو کون چیز تمام کریگی (یعنی تیری خواہش کب موقوف ہوگی اور یہ بار بار سوال کرنا کیونکر بند ہوگا) بہلا تو اسپر راضی ہے کہ میں تجھے ساری دنیا کے برابر دوں اور اوتنا ہی اور دوں وہ کہیگا ای رب میرے تو مجھسے ٹھٹھا کرتا ہے سارے جہان کا مالک ہوکر

پھر عبد اللہ بن مسعودؓ ہنسنے لگے اور لوگوں سے کہا تم پوچھتے نہیں مجھ سے میں کیوں ہنستا ہوں لوگوں نے پوچھا کیوں ہنستے ہو تم انہوں
نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسیطرح (اس حدیث کو بیان کرکے) ہنستے تھے لوگوں نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں یا
رسول اللہ آپ نے فرمایا رب العلمین کے ہنسنے سے میں بھی ہنستا ہوں جب وہ بندہ یہ کہیگا کہ تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے سارے
جہان کا مالک ہوکر تو پروردگار ہنس دیگا (اوس کی نادانی اور بیوقوفی پر) اور فرماویگا میں ٹھٹھا نہیں کرتا (ٹھٹھا اور
مذاق میرے لائق نہیں وہ تو بندوں کو لائق ہے) بلکہ میں جو چاہتا ہوں کرسکتا ہوں **ف** پھر دو دنیا کے
برابر دینا کون سا مشکل کام ہے جسپر تو نے تعجب کیا اور اسکو ہنسی اور مذاق سمجھا وہ خدائی کریم ایسا قادر مطلق ہے
کہ لاکھوں کروڑوں دنیا اس دنیا کے مثل ایک دم میں بنا سکتا ہے بلکہ اب ہزاروں لاکھوں دنیا ہماری زمین کے
برابر اور اس سے لاکھوں حصے بڑی اسکی سلطنت میں موجود ہیں۔ یہ حدیث اگرچہ جنتیوں کے حال میں وارد ہے
پر دنیا میں اس حدیث پر غور کرنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوسکتے ہیں اون میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طمع اور حرص اور
بے صبری کی کوئی انتہا نہیں اگر خزانہ قارون بھی انسان کو ملجاوے یا ہفت کشور کی سلطنت بھی پاجاوے
تب بھی اوس سے زیادہ کی حرص رہیگی اسلیے انسان کو لازم ہے کہ اول ہی سے طمع اور حرص کی جڑ کاٹ دیوے اور
جسقدر خدا دیوے اوسی کو بہت خیال کرکے اوسیمیں خوش اور مگن رہے ورنہ مفت زندگی برباد ہوگی اور ساری عمر
رنج اور تکلیف میں گرفتار رہیگا **عن** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ
اَدْنٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَنْزِلَۃً رَجُلٌ صَرَفَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ قِبَلَ الْجَنَّۃِ وَمَثَّلَ لَہٗ شَجَرَۃً ذَاتَ ظِلٍّ فَقَالَ
اَیْ رَبِّ قَدِّمْنِیْ اِلٰی ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ اَکُوْنُ فِیْ ظِلِّھَا وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِنَحْوِ حَدِیْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَلَمْ یَذْکُرْ
فَیَقُوْلُ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَا یَصْرِیْنِیْ مِنْکَ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ وَزَادَ فِیْہِ وَیُذَکِّرُہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ سَلْ کَذَا وَکَذَا فَاِذَا تعالیٰ
انْقَطَعَتْ بِہِ الْاَمَانِیُّ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ھُوَ لَکَ وَعَشَرَۃُ اَمْثَالِہٖ قَالَ ثُمَّ یَدْخُلُ بَیْتَہٗ فَتَدْخُلُ عَلَیْہِ
زَوْجَتَاہُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ فَتَقُوْلَانِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَاکَ لَنَا وَاَحْیَانَا لَکَ قَالَ فَیَقُوْلُ مَا اُعْطِیَ اَحَدٌ
مِثْلَ مَا اُعْطِیْتُ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب
سے کم درجے کا جنتی وہ ہے جسکا منہ اللہ تعالیٰ جہنم کیطرف سے پھیر کر جنت کیطرف کر دیگا اور اسکو ایک درخت دکھلاوے
گا سایہ دار وہ کہیگا اے رب میرے مجھے اس درخت کے پاس لیجا میں اسکے سایے میں ہونگا اور بیان کیا حدیث کو
اوسی طرح جیسے عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا مگر اوسمیں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماویگا ای آدم کے بیٹے تیرے سوال کو کون
چیز تمام کریگی آخر تک اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسکو یاد دلاویگا فلاں چیز فلاں چیز کی آرزو کر یہانتک

جب اوس کی سب آرزوئین ختم ہو جاوینگی تو اللہ تعالے فرماویگا تو یہ سب اور دس حصے ان سے زیادہ لے پھر وہ اپنے گھر مین جاویگا اور حورون مین سے دونون حورین اوس کے پاس آوینگی اور کہین گے شکر خدا کا جس نے تجھکو جلایا ہمارے لیے اور ہمکو جلایا تیرے لیے پھر وہ کہیگا کسی کو اسنے اتنا نہین دیا جتنا مجھکو دیا

عن المغيرة بن شعبة يرفعه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سأل موسى عليه السلام ربه ما ادنى اهل الجنة منزلة قال هو رجل يجيء بعد ما ادخل اهل الجنة الجنة فيقال له ادخل الجنة فيقول اي رب كيف وقد نزل الناس منازلهم واخذوا اخذاتهم فيقال له اترضى ان يكون لك مثل ملك ملك من ملوك الدنيا فيقول رضيت رب فيقول لك ذلك ومثله ومثله ومثله ومثله فقال في الخامسة رضيت رب فيقول هذا لك وعشرة امثاله ولك ما اشتهت نفسك ولذت عينك فيقول رضيت رب قال رب فاعلاهم منزلة قال اولئك الذين اردت غرست كرامتهم بيدي وختمت عليها فلم تر عين ولم تسمع اذن ولم يخطر على قلب بشر قال ومصداقه في كتاب الله عز وجل فلا تعلم نفس ما اخفي لهم من قرة اعين الآية

ترجمة

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت موسی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے پوچھا سب سے کم درجے والا جنتی کون ہے اللہ تعالے نے فرمایا وہ شخص ہے جو آوے گا سب جنتیون کے جنت مین جانے کے بعد اوس سے کہا جاوے گا جا جنت مین جا وہ کہے گا اے رب میرے کیسے جاؤن وہان تو سب لوگون نے اپنے ٹھکانے کر لیے اور اپنی اپنی جگہین بنا لین اوس سے کہا جاوے گا کیا تو راضی ہے اس بات پر کہ تجھے اتنا ملک ملے جتنا دنیا کے ایک بادشاہ پاس تھا وہ کہے گا مین راضی ہون اے رب میرے حکم ہوگا جا اتنا ملک ہم نے تجھے دیا اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور پانچوین بار مین وہ کہے گا مین راضی ہون اے رب

پھر سے اللہ تعالیٰ فرمادیگا تو یہ بھی لے اور دس حصے اس سے زیادہ لے اور جو تیرا جی چاہے
تجھ کو بھلا لگے دیکھنے میں وہ لے وہ کہیگا میں راضی ہوگیا اے رب میرے پھر حضرت موسیٰ نے پوچھا اے رب
میرا اور جو اعلیٰ جنتی کون ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو وہ لوگ ہیں جنکو میں نے خود چنا اور انکی بزرگی
اور عزت کو میں نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اسپر مہر کردی کسی آنکھ نے نہیں دیکھا کسی کان نے سنا
کسی کے دل پر گذرا (جو انکے لیے تیار ہے) اور اسکی تصدیق کرتا ہے وہ جو کلام اللہ میں ہے فلا
تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین الآیة یعنی کوئی نہیں جانتا جو چھپا رکھا گیا ہے انکے
لئے انکی آنکھوں کی ٹھنڈک آخر تک عن المغيرة بن شعبة يرفعه الى النبي ان موسى عليه
السلام سأل الله تعالى عن اخس اهل الجنة منها حظا وساق الحديث بنحوه ترجمہ مغیرہ
بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا سب سے کم درجے کے جنتی کو پھر بیان کیا
حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری عن ابي ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني
لاعلم آخر اهل الجنة دخولا الجنة وآخر اهل النار خروجا منها رجل يؤتى به يوم القيمة
فيقال اعرضوا عليه صغار ذنوبه وارفعوا عنه كبارها فتعرض عليه صغار ذنوبه فيقال عملت يوم كذا وكذا كذا
وكذا وعملت يوم كذا وكذا كذا وكذا فيقول نعم لا يستطيع ان ينكر وهو مشفق من كبار ذنوبه ان تعرض عليه فيقال له فان
لك مكان كل سيئة حسنة فيقول رب قد عملت اشياء لا اراها ههنا فلقد رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحك حتى بدت نواجذه ترجمہ ابوذر سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جانتا ہوں اس شخص کو جو سب کے بعد جنت میں جاویگا
اور سب کے بعد دوزخ سے نکلیگا وہ ایک شخص ہوگا جو لایا جاویگا قیامت کے دن پھر حکم ہوگا پیش کرو
اسپر اسکے ہلکے گناہ اور مت پیش کرو اسکے بھاری گناہ تو پیش کیے جاوینگے اسپر اسکے ہلکے گناہ
اسکے اور کہا جاویگا فلانے روز تو نے ایسا کام کیا فلان روز یہ کام کیا وہ قبول کریگا انکار نہ کرسکیگا
اور ڈریگا اپنے بھاری گناہوں سے لیکن وہ پیش نہوں حکم ہوگا تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے
ایک نیکی دی وہ کہیگا اے رب میں نے اور بھی کچھ کام کیے ہیں گناہ کے جنکو میں یہاں نہیں پاتا
راوی نے کہا میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ہنسے یہانتک کہ آپکی داڑھیں کھل
کھل گئیں عن الاعمش بهذا الاسناد ترجمہ اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

جیسے اوپر گذری عن أبي الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله رضي الله عنهما يسأل عن الورود فقال نجيء
نحن يوم القيامة عن كذا وكذا انظر أي ذلك فوق الناس قال فتدعى الأمم بأوثانها وما
كانت تعبد الأول فالأول ثم يأتينا ربنا بعد ذلك فيقول من تنظرون فيقولون ننظر
ربنا فيقول أنا ربكم فيقولون حتى ننظر إليك فيتجلى لهم يضحك قال فينطلق
بهم ويتبعونه ويعطى كل إنسان منهم منافق أو مؤمن نورا ثم يتبعونه وعلى جسر جهنم
كلاليب وحسك تأخذ من شاء الله ثم يطفأ نور المنافقين ثم ينجو المؤمنون فتنجو أول
زمرة وجوههم كالقمر ليلة البدر سبعون ألفا لا يحاسبون ثم الذين يلونهم كأضوإ نجم
في السماء ثم كذلك ثم تحل الشفاعة ويشفعون حتى يخرج من النار من قال لا إله إلا الله
وكان في قلبه من الخير ما يزن شعيرة فيجعلون بفناء الجنة ويجعل أهل الجنة يرشون
عليهم الماء حتى ينبتوا نبات الشيء في السيل ويذهب حراقه ثم يسأل حتى تجعل
له الدنيا وعشرة أمثالها معها [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تنظرون
فيتبعونه
الله تعالى
ثم يطفأ

کہا ہوا اسکی تفسیر کی اعنی فوق الناس سے اور انتظل کا لفظ تثنیہ کے لیے تھا ان لکھنے یا نقل کرنے والوں
سے غلطی ہوئی اس عبارت کو نقل کر دیا اور انتظر کو بھی حدیث میں شریک کر دیا واللہ اعلم ف پھر بلائی جاوینگی
امتیں اپنی اپنی امتوں اور معبودوں کے ساتھ پہلی امت پھر دوسری امت بعد اسکے ہمارا پروردگار آویگا
اور فرماویگا تم کس کو دیکھتے ہو (یعنی کس کا انتظار ہے) وہ کہیں گے ہم اپنے
پروردگار کو دیکھتے ہیں (یعنی اسکے منتظر ہیں) پروردگار فرماویگا میں تمہارا مالک ہوں وہ کہیں گے
ہم تجھ کو دیکھیں (تو معلوم ہو) پھر دکھلائی دیگا پروردگار اونکو ہنستا ہوا اور انکے ساتھ چلیگا اور
لوگ سب اسکے پیچھے ہونگے اور ہر ایک آدمی کو خواہ وہ منافق ہو یا مومن ایک نور ملیگا لوگ اسکے ساتھ
ہونگے اور جہنم کے پل پر آنکڑے اور کانٹے ہونگے وہ پکڑ لیں گے جسکو خدا چاہیگا بعد اسکے منافقوں
کا نور بجھ جاویگا اور مومن نجات پاوینگے تو پہلا گروہ مسلمانوں کا انکے منہ چودھویں رات کے چاند کی
سے ہونگے ستر ہزار آدمی ہونگے جن سے حساب نہ ہوگا ف اور وہ سب پوچھ
کے جنت میں داخل ہونگے پھر انکے بعد جو لوگ ہونگے جو ستارے کی طرح چمکتے ہیں اور بہ قبال
لئے میں بیٹھے ہونگے اور پھر ویسے ہی ف اونکے بعد کا گروہ جنکا ظلم ہوا ہوگا
انکے بعد ویسے ہی یہانتک کہ شفاعت کا وقت آویگا اور لوگ شفاعت کرینگے اور جہنم
سے نکالا جاویگا وہ شخص بھی جس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور اسکے دل میں ایک جو برابر بھی نیکی اور بہتری
تھی پھر لوگ جنت کے آنگن میں ڈالے جاوینگے اور جنتی لوگ انپر پانی چھڑکینگے یہانتک کہ وہ ایسے جمینگے
جیسے کچا پانی کے بہاؤ میں دانا پیدا ہوتا ہے اور انکی سوزش اور جلن بالکل جاتی رہیگی پھر
وہ سوال کرینگے خدا سے اور ہر ایک کو اتنا ملیگا جیسے ساری دنیا بلکہ دس دنیا برابر عن جابر انہ
سمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم باذنیہ یقول ان اللہ عز و جل یخرج ناسا من النار فیدخلہم
الجنۃ ترجمہ جابر رض سے روایت ہے انہوں نے سنا اپنے کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
اللہ تعالی چند لوگوں کو دوزخ سے نکالکر جنت میں لیجاویگا حدثنا ابو الربیع قال قلت لعمرو بن دینار اسمعت
جابر بن عبد اللہ یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز و جل یخرج ناسا من النار بالشفاعۃ قال نعم ترجمہ حماد
بن زید سے روایت ہے کہا میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا کیا تم نے سنا ہے جابر بن عبد اللہ کو حدیث بیان کرتے
ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالی کچھ لوگوں کو جہنم سے نکالیگا شفاعت کی وجہ سے انہوں نے کہا ہاں

ساتھ عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان قوما يخرجون من
النار يحترقون فيها الا دارات وجوههم حتى يدخلون الجنة ترجمہ جابر بن عبد اللہ روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ جہنم میں جلکر وہاں سے نکلیں گے اور جنت میں جاوین
گے انکا سب بدن جل گیا ہوگا سوا منہ کے چہرے ف کیونکہ منہ سے سجدہ کیا جاتا ہی دوسری حدیث
میں ہے کہ تمام اعضاء سجدے کے انگارے سے بچ رہیں گے جیسے اوپر گذر چکا عن يزيد الفقير قال كنت
قد شغفني رأي من رأي الخوارج فخرجنا في عصابة ذوي عدد نريد ان نحج ثم نخرج
على الناس قال فمررنا على المدينة فاذا جابر بن عبد الله يحدث القوم جالس الى سارية
فاذا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال واذا هو قد ذكر الجهنميين قال فقلت له يا
صاحب رسول الله ما هذا الذي تحدثون والله يقول انك من تدخل النار فقد اخزيته و
كلما ارادوا ان يخرجوا منها اعيدوا فيها فما هذا الذي تقولون قال فقال اتقرأ القرآن قلت
نعم قال فهل سمعت بمقام محمد صلى الله عليه وسلم يعني الذي يبعثه الله فيه قلت نعم قال
فانه مقام محمد صلى الله عليه وسلم المحمود الذي يخرج الله به من يخرج قال ثم نعت
ذلك وضع الصراط ومر الناس عليه قال واخاف ان لا اكون احفظ ذاك قال غير انه قد
كانهما زعم ان قوما يخرجون من النار بعد ان يكونوا فيها قال يعني فيخرجون كانهم
فقلنا عيدان السماسم قال فيدخلون نهرا من انهار الجنة فيغتسلون فيه فيخرجون كانهم
القراطيس فرجعنا قلنا ويحكم اترون الشيخ يكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم
فرجعنا فلا والله ما خرج منا غير رجل واحد او كما قال ابو نعيم ترجمہ یزید بن صہیب ابو
عثمان فقیر سے روایت ہے میرے دل میں خارجیوں کی ایک بات گھس گئی تھی (وہ یہ کہ کبیرہ گناہ کرنے
والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جو جہنم میں جاویگا وہ پھر وہاں سے نہ نکلے گا) تو ہم نکلے ایک بڑی
جماعت کے ساتھ اس ارادہ سے کہ حج کریں پھر خارجیوں کا مذہب پھیلاویں جب ہم مدینہ میں
پہنچے دیکھا تو جابر بن عبد اللہ ایک ستون کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو حدیثیں سنا رہے ہیں رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے جہنمیوں کا ذکر کیا تو میں نے کہا اے صحابی رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے تم کیا حدیث بیان کرتے ہو اللہ تعالے تو فرماتا ہے۔ اے رب ہمارے جسکو

تو جہنم میں لے گیا تو نے اس کو رسوا کیا اور فرماتا ہے جہنم کے لوگ جب وہاں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر
اسی میں ڈالے جاویں گے ف یہ دونوں آیتیں خارجیوں کی دلیل ہیں کہ جو دوزخ میں جا کر پھر کوئی باہر
نہ نکلے گا حالانکہ یہ آیتیں ان کافروں اور مشرکوں کے باب میں ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے
ف اسلم کیا کہتے ہو انہوں نے کہا تو نے قرآن پڑھا ہے میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا پھر تو نے حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سنا ہے یعنی وہ مقام جو اللہ تعالیٰ انکو قیامت کے روز عنایت فرماویگا
جسکا بیان اس آیت میں ہے عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا) میں نے کہا ہاں میں نے سنا ہے انہوں
نے کہا پھر وہی مقام محمود ہے جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نکالے گا جہنم سے ان لوگوں کو جنکو چاہے
گا پھر بیان کیا انہوں نے پل صراط کا حال اور لوگوں کے گزرنے کا اس پل پر سے اور مجھے ڈر ہے یاد
نہ رہا ہو مگر انہوں نے یہ کہا کہ کچھ لوگ دوزخ سے نکالے جاویں گے اس میں جانے کے بعد اور وہ
اس طرح نکلیں گے جیسے آبنوس کی لکڑیاں (سیاہ جلی ہوئی) ف حدیث میں سماسم کا لفظ ہے
جو جمع ہے سمسم کی اور سمسم کہتے ہیں تل کو اسکی لکڑیاں جب چنی جاتی ہیں تو کالی ہو جاتی ہیں اور بعضوں نے کہا
یہ لفظ اصل میں ساسم تھا ایک حرف تصحیف ہو کر سماسم ہو گیا اور ساسم کہتے ہیں ایک سیاہ لکڑی کو مثل آبنوس
کے اور بعضوں نے کہا ساسم کہتے ہیں آبنوس کو (نووی مختصرا) ف پھر جنت کی ایک نہر میں جاویں
گے اور وہاں غسل کریں گے اور کاغذ کی طرح سفید ہو کر نکلیں گے یہ سنکر ہم لوٹے اور ہم نے کہا خرابی
ہو تمہاری کیا یہ بوڑھا حدیث باندھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (یعنی وہ ہرگز
جھوٹ نہیں بولتا پھر تمہارا مذہب غلط نکلا) اور ہم سب پھر گئے اپنے مذہب سے مگر ایک شخص
پھر نہ پھرا ایسا ہی کہا ابو نعیم فضل بن دکین نے عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال يخرج من النار أربعة فيعرضون على الله تعالى فيلتفت أحدهم فيقول أي رب إذ
ولا تعيدني أخرجتني منها فلا تعدني فيها فينجيه الله منها ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے چار آدمی نکالے جاویں گے پھر وہ پیش کیے جاویں گے خدا کے سامنے
ان میں سے ایک جہنم کی طرف دیکھے گا اور کہے گا اے مالک میرے جب تو نے مجھ کو نجات دی اس سے تو اب پھر مت بھیجیو اس میں
اللہ تعالیٰ اسکو نجات دیگا جہنم سے عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع
الله تعالى الله الناس يوم القيمة فيهتمون لذلك وقال ابن عبيد فيلهمون لذلك فيقولون

لو استشفعنا الى ربنا حتى يريحنا من مكاننا هذا قال فيأتون آدم عليه الصلاة والسلام فيقولون على ربنا حتى يريحنا
انت آدم ابو الخلق خلقك الله بيده ونفخ فيك من روحه وامر الملائكة فسجدوا لك اشفع لنا عند
ربنا حتى يريحنا من مكاننا هذا فيقول لست هناكم ويذكر خطيئته التي اصاب فيستحيي ربه
عز وجل منها ولكن ائتوا نوحا اول رسول بعثه الله قال فيأتون نوحا عليه الصلاة والسلام
فيقول لست هناكم ويذكر خطيئته التي اصاب فيستحيي ربه منها ولكن ائتوا ابراهيم
عليه الصلاة والسلام الذي اتخذه الله خليلا فيأتون ابراهيم عليه الصلاة والسلام فيقول
لست هناكم ويذكر خطيئته التي اصاب فيستحيي ربه منها ولكن ائتوا موسى عليه الصلاة الله تعالى
والسلام الذي كلمه الله وقربه نجيا واعطاه التوراة قال فيأتون موسى عليه الصلوة والسلام
فيقول لست هناكم ويذكر خطيئته التي اصاب فيستحيي ربه منها ولكن ائتوا عيسى عليه
الصلوة والسلام عبد الله ورسوله وروح الله وكلمته فيأتون عيسى عليه الصلوة والسلام روح الله وكلمته
فيقول لست هناكم ولكن ائتوا محمدا صلى الله عليه وسلم عبدا قد غفر له ما تقدم من ذنبه
وما تأخر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيأتوني فاستأذن على ربي فيؤذن ربي تعالى
لي فاذا انا رأيته وقعت ساجدا فيدعني ما شاء الله ان يدعني فيقال يا محمد ارفع رأسك
قل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع قال فارفع رأسي فاحمد ربي بتحميد يعلمنيه ربي ثم ربي تعالى
اشفع فيحد لي حدا فاخرجهم من النار وادخلهم الجنة ثم اعود فاقع ساجدا
فيدعني ما شاء الله ان يدعني ثم يقال ارفع يا محمد قل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع يا محمد ارفع
قال فارفع رأسي فاحمد ربي بتحميد يعلمنيه ثم اشفع فيحد لي حدا فاخرجهم من النار وادخلهم
الجنة قال فلا ادري في الثالثة او في الرابعة قال فاقول يا رب ما بقي في النار الا من حبسه القرآن
اى وجب عليه الخلود متفق عليه قال قتادة اى وجب عليه الخلود

روایت ہے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی قیامت کے دن لوگوں کو
اکٹھا کریگا پھر وہ فکر کرینگے اس مصیبت کو دور کرنے کی یا اونکو الہام ہوگا خدا کی طرف سے تو وہ کہینگے
کہ اگر ہم سفارش کرائیں اپنے رب کے پاس تو ہمکو راحت دے اس جگہ سے اور آوینگے حضرت آدم علیہ
السلام کے پاس اور کہینگے تم آدم ہو باپ سب آدمیوں کے پیدا کیا تمکو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا فقط

چند چیزون کو الله تعالے نے اپنے خاص ہاتھ مبارک سے بنایا ہے انکو بزرگی دینے کو ایک انمین سے حضرت
آدم علیہ السلام ہین دوسرے توریت کو تختیون پر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا تیسرے جنة العدن مین درخت
اپنے ہاتھ سے لگائے یون تو سب چیزین خدا کے حکم سے پیدا ہوئین پر ان چیزون کو خدا نے اپنے خاص ہاتھ
بنایا جیسے حدیثون مین وارد ہے پر خدا کا ہاتھ ویسا ہی ہے جو اسکی شان کے لائق ہے اور ظاہر ہے جیسے اسکی ذات بے مثل ہے
جل شانہ ف اور اپنی روح (یعنے اپنی پیدا کی ہوئی روح) آدم مین پھونکی اور فرشتون کو حکم کیا تو وہ سب
آدمین انہون نے سجدہ کیا اسکو تو آج ہم لوگون کی سفارش کرو الله تعالے کے پاس تا آرام ہووے ہمکو اس تکلیف کی
تکلیف سے وہ کہین گے مین اس لائق نہین اور اپنے گناہ کو یاد کرینگے جو انسے ہوا تھا وہین گے ف وہ گناہ
کیا تھا اس درخت مین سے کھانا جس سے الله تعالے نے انکو منع کیا تھا۔ نووی نے لکھا علما نے اختلاف کیا
ہے کہ پیغمبرون سے گناہ صادر ہوتے ہین یا نہین اور قاضی عیاض نے اس باب مین ایک مختصر تقریر
کی ہے وہ یہ ہے کہ نبوت کے بعد انسے کفر سرزد نہین ہوسکتا بلکہ وہ معصوم ہین کفر سے لیکن نبوت سے
پہلے تو اس مین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبوت سے پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہین اسیطرح
اور گناہ [illegible] کبیرہ گناہ سے بالاتفاق وہ معصوم ہین اور اسیطرح الله کی تبلیغ مین جو شرع
رسالت مین ہو قولاً یا فعلاً [illegible] استاد ابو منصور بغدادی اور ائمہ خراسان اور مشائخ صوفیہ
اور بعضون کے نزدیک اس مین غلطی ہو سکتی ہے جیسے [illegible] ہوا تھا لیکن ضرور ہے کہ
وہ غلطی [illegible] قائم نہ رہین [illegible] جمہور علما اور اکثر
[illegible] صغیرہ گناہ [illegible] اور کہنی
[illegible] بالاتفاق معصوم ہوتے ہین اور [illegible] اختلاف ہے اکثر فقہا
اور محدثین [illegible] اس قسم کے صغیرہ گناہ ان سے ہو سکتے ہین اور دلیل
انکی قرآن کی آیتین اور حدیثین ہین اور ایک جماعت محققین کی [illegible] کہتے ہین [illegible]
وہ ایک ہین [illegible] کا [illegible]
کرنے سے اور قصدا خدا کی مخالفت کرنے سے اور جو آیات اور احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہین جیسے پیغمبرون
کا گنہگار ہونا انکا تو وہ تاویل کی گئی ہین یا محمول ہین سہو پر یا الله کا اذن تھا بعض چیزون مین لیکن انکو
ڈر ہوا ان مین مواخذے کا اور بعضی چیزین ایسی ہین جو نبوت سے پہلے انسے سرزد ہوئین اور سب مذہب

حق ہے اسلیے کہ انبیا کو افعال اور اقوال کی پیروی کرنا لازم ہے پھر اگر وہ خطا وار ہوں تو بہت سے افعال میں انکی
پیروی لازم نہو قاضی عیاض نے لکھا ہے اس مطلب کو اپنی کتاب شفا میں خوب بیان کیا ہے کہ دنیا
دوسری کتابوں میں نہیں ملتا اور تو سرا بات سو مست ذرکہ یہ مذہب معتزلہ ہے خوارج اور معتزلہ اور بعضے
سے گروہوں کی طرف اس لیے کہ اونکا مطلب اس سے یہ ہے دو طرح ہے وہ کیا صغیرہ گناہ سے کافر ہو
جانا اور ہم پاک ہیں اس خیال سے اور یہ جو خطائیں انبیا کی بیان کی گئیں ہیں جیسے آدم علیہ السلام کا
چونکہ درخت میں سے کھا لینا اور نوح علیہ السلام بددعا کرنا کافروں پر اور قتل کرنا موسے علیہ السلام کا ایک کافر
کو اور بچانا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے تئیں کافروں کے شر سے ایک بات کہکر جو ایک طرح سے سچ ہو
سکتی ہے یہ درحقیقت اون کے حق میں گناہ نہیں ہیں مگر انبیا پر عتاب ہوا وہ فقط ان باتوں سے
بوجہ قرب اور علو منزلت کے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا **ف** لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس وہ
پہلے پیغمبر ہیں جنکو بھیجا اللہ تعالی نے **ف** امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا مورخین نے لکھا ہے کہ
حضرت ادریس علیہ السلام نوح کے دادا تھے پھر اگر یہ بات ثابت ہو کہ ادریس پیغمبر تھے تو مورخین کا یہ
قول صحیح نہیں کہ وہ نوح کے دادا تھے اسلیے کہ حدیث سے صاف ظاہر نکلتا ہے کہ نوح سے پہلے پیغمبر ہیں
جو دنیا میں آئے اور مورخین نے لکھا کہ حدیث میں رسول کا لفظ ہے اور شاید ادریس نبی ہوں رسول نہوں
قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا کہ ادریس الیاس علیہ السلام کو کہتے ہیں اور وہ پیغمبر تھے بنی اسرائیل کے
یوشع بن نون کے ساتھ اس صورت میں کوئی اعتراض نہوگا بعضوں نے کہا اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آدم
اور شیث دونو پیغمبر تھے اور وہ نوح سے پہلے تھے کیونکہ آدم کو اپنی اولاد کی تعلیم کا حکم ہوا تھا اور وہ کافر نہ
تھے اسیطرح شیث کو وہ خلیفہ تھے آدم کے لیکن کافروں کی ہدایت کو بھیجا جانا نوح سے پہلے
کسی پیغمبر کو نہیں ہوا قاضی نے کہا ابو الحسن بن بطال کا یہ مذہب ہے کہ آدم رسول نہ تھے اور ابوذر کی حدیث سے صاف بات
معلوم ہوتی ہے کہ آدم اور ادریس دونوں رسول تھے **ف** وہ آویں گے نوح کے پاس نوح کہیں گے میں
لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو دنیا میں ان سے ہوئی تھی یاد کریں گے اور شرماویں گے اپنے پروردگار سے اور
کہیں گے تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جنکو اللہ تعالی نے اپنا دوست بنایا تھا **ف** یعنے خلیل
قاضی عیاض نے لکھا خلت کی اصل ہے خاص کر لینا اور چن لینا اور خاص کر لینا اور بعضوں نے کہا خلت کے
معنے قطع کرنا اور ابراہیم کو خلیل کہا اسلیے کہ انہوں نے قطع کیا اپنی حاجتوں کو سب مخلوقات سے اور چھوڑ دیا انکو اپنے

رب پر اور بعضون نے کہا خلت کے معنی ہین اور ضا دوستی جو باعث ہوتی ہو اسرار اور رموز کے تخلل کے لیے بھیدون
کے آنے کی اور بعضون نے کہا خلت کے معنی محبت تام ہو اکلام قاضی کا ابن انباری نے کہا خلیل کہتے ہین دوست
کو جسکی دوستی اور محبت پوری ہو اور محبوب کو جسکی محبت مین کوئی نقص اور خلل نہو واحدی نے کہا
یہی قول صحیح ہے کیونکہ اللہ خلیل ہے ابراہیم کا اور ابراہیم خلیل ہین اللہ کے اور جس حدیث مین خلت کے معنے
قطع حاجت کے ہونگے تو اللہ تعالی کو ابراہیم کا خلیل نہین کہہ سکتے (نووی) ف دوسرے لوگ ابراہیم علیہ
السلام کے پاس آوینگے وہ کہینگے مین اس لائق نہین اور اپنے خطا کو جو انسے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے
شرماوینگے لیکن تم جاو موسی علیہ السلام کے پاس جنسے اللہ نے باتین کی اور انکو توریت شریف عنایت کی
وے سب لوگ موسی علیہ السلام پاس آوینگے وہ کہینگے مین اس لائق نہین اور اپنی خطا کو جو انسے ہوئی تھی
یاد کر کے خدا سے شرماوینگے ف نووی نے کہا موسی علیہ السلام سے اللہ تعالی نے باتکی اسپر
اجماع کیا اہل سنت نے کہ کلام ظاہر پر محمول ہو اور اختلاف کیا حقیقۃً حضرت موسی علیہ السلام سے کلام کیا
جسکو حضرت موسی نے سنا بلا واسطہ اور کلام اللہ کی ایک صفت ہو جو مخلوق کے کلام کے مشابہ نہین ف
لیکن تم جاو عیسی علیہ السلام پاس جو اللہ کی روح ہین اور اسکے حکم سے پیدا ہوئے ہین وہ آوینگے عیسی
روح اللہ پاس وہ کہینگے مین اس لائق نہین لیکن تم جاو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاس وہ ایسے بندے ہین اللہ کے
جنکے اگلے اور پچھلے گناہ بخشدیے گئے ہین ف مراد اگلوں سے وہ گناہ جو نبوت سے پہلے ہوئے اور پچھلوں
سے جو بعد نبوت کے ہوئے اور بعضون نے کہا کہ مراد ہے اگلے اور پچھلے گناہ مین [illegible]
سے مراد بعضون کی بخشش ہوگی یا ہمیشہ کے لیے جہنم سے بچنا اور بعضون نے کہا کہ مراد ان گناہون سے وہ
بھول چوک ہے جو آپ سے ہوئی اور بعضون نے کہا مراد اگلے گناہون سے آدم کی خطا ہے اور پچھلے سے امت کے
گناہ اور بعضون نے کہا یہ تقدیر فرض ہے یعنی اگر تمہارے کچھ گناہ ہون تو وہ معاف ہو چکے اور بعضون
نے کہا مقصود واسطے پاکی کے ہے آپ کی گناہون سے (نووی) انصاری نے اس آیت یغفر لک اللہ ما تقدم من
ذنبک وما تاخر کے تفسیر پر اعتراض کرتے ہین کہ پیغمبر خود گنہگار نہتے تو ان کو گناہون سے کیونکر پاک
کرینگے انکا جواب یہ ہے کہ انکی تبعیت اہی ہے اور پیغمبرون کا بھی گناہون مین مبتلا ہونا ممکن ہے پھر جواب انکے
طرف سے دیا جاتا ہے جو انصاری پیغمبر طرف سے بھی ہو سکتا ہے دوسرے گناہ اور تقصیر عام ہین ان کو اپنے
اور مناجات مین سے اور دنیا مین تاقع یہ مسلم ہے کہ عالم لوگوں کو بہت سی ان باتون کی شکایت نہین ہوتی

جو خاص بندوں کے لیے بڑی تقصیرین سمجھی جاتی ہین اسیطرح پیغمبرون اور مقربون کے گناہ ایسے ہین جو
ہمارے حق مین گناہ ہی نہین لیکن قرب کی وجہ سے وہ گناہ سمجھے جاتے ہین اور جو کہ اُنکا ایسا مرتبہ ہے اور خیال ہے
کہ بشری لوازم اور شہوت سے پاک ہو اسلیے خواہ کوئی ذرہ سی تقصیر یا غفلت کسی وقت اُن سے واقع ہو جاتی ہے
پھر اگر مالک اپنے کسی بندے کی ایسی تقصیرون کو بھی بالکل معاف کر دیوے تو یہ اُسکی کمال بندہ نوازی ہے اس بندہ
کے ساتھ اور یہی عظمت اور بزرگی ہے اُس بندے کی اور بندہ نوازی یہ ہے کہ درحقیقت ایک تقصیر سے ہماری تعظیم
کے لیے تو نقصان جیسا ہم انکو خیال کرتے ہین خدا انکو ہدایت کرے۔ البتہ انکا مرتبہ اعلی اس صورت مین درست
ہوتا کہ ہم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی سے بڑھا کر خدائی تک پہونچا دیتے جیسے انہون نے اپنے پیغمبر کے ساتھ کیا مگر
یہ ایسی بیوقوفی اور بیعقلی کی بات ہے کہ تمام مذہب تو نصاری کے اسی خیال پر قہقہہ لگاتے ہین اور اسی خیال
کی وجہ سے انکا سارا مذہب عقلا کے نزدیک لغو ہو گیا ہے لاحول ولا قوۃ **ف** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا پھر وہ سب لوگ میرے پاس آوینگے **ف** یعنے جب اور پیغمبر ان کو جواب دیدینگے
اور کہین گے کہ ہم اتنے بڑے کام کے لائق نہین تو وہ میرے پاس آوین گے قاضی عیاض نے کہا اور پیغمبرون کا یہ
کہنا بطور تواضع اور انکسار ہوگا اور شاید اشارہ ہو اسبات کا کہ یہ درجہ یعنی شفاعت کبری میرا درجہ نہین بلکہ
اُسکے بعد والے کا ہے اور شاید یہ معلوم ہو کہ یہ درجہ ہمارے پیغمبر کا ہے لیکن ہر ایک نے اپنے بعد والے پر حوالہ کیا تا
کہ آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ہمارے پیغمبر تک پہونچے اور آپ کی فضیلت سب پیغمبرون پر ظاہر ہووے آخر
سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ بڑے بڑے کامون مین پہلے سن اور بزرگ لوگون کیطرف رجوع کرنا چاہیے
اور ہمارے پیغمبر جو اس کام سے انکار نہ کرین گے اور مستعد ہو جاوینگے وہ اسوجہ سے کہ آپ جانتے ہونگے
کہ یہ میرا ہی کام ہے اور یہ عزت خدا نے میرے لیے رکھی ہے تو وہی سنت کہ اللہ تعالی نے جو اُن لوگون کے دل میں
ڈالیگا کہ پہلے آدم علیہ السلام کے پاس جاوینگے پھر نوح کے پاس پھر ابراہیم کے پاس اسیطرح اخیر تک اس مین یہ
حکمت ہے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت سب پیغمبرون پر معلوم ہو جاوے کیونکہ اگر پہلے ہی سے وہ آپکے پاس
آجاتے تو اس بات کا احتمال رہتا کہ اور پیغمبرون سے بھی یہ کام ممکن تھا لیکن جب وہ سب سے سوال کر چکے اور کسی نے
قبول نکیا اور آپنے قبول کر لیا تو آپ کی بزرگی سب پر ظاہر ہوئی اور جناب الہی میں آپکا کمال قرب ظاہر ہوا
آخر حدیث تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام مخلوقات پر خواہ وہ پیغمبر ہون آدمی ہون یا جن
یا فرشتے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اتنا بڑا کام یعنے شفاعت عظمی کسی اور سے نہو سکیگا اور آپ اسکو قبول کرلین گے

یا اللہ تو ہمکو اور سب مسلمانوں کو آپ کی شفاعت نصیب کر آمین یا رب العالمین ف میں اپنے پروردگار
سے اجازت چاہونگا (اوسکے باب ہونے کی) مجھکو اجازت ملیگی جب میں اوسکو دیکھونگا تو سجدے میں گر پڑونگا
پھر وہ مجھے چھوڑ دیگا سجدے میں جبتک چاہیگا اور بعد اسکے کہا جاویگا اے محمد اوٹھا اپنے سرکو اور کہہ
جو کہتا ہے سنا جاویگا اور مانگ جو مانگتا ہے دیا جاویگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کیجاویگی ف
اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کا اذن آپکے لیے قیامت کے روز ہوگا اگرچہ وعدہ اللہ تعالے
نے شفاعت کا آپکے لیے رکھا ہے پر شفاعت کی اجازت قیامت کو دیگا اب جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ شفاعت کا
اذن آپکو ہو چکا ہے اونکا خیال غلط ہے اور مخالف ہے قرآن کے قرآن میں خود موجود ہے کہ وہان کسی
کی شفاعت کارگر نہوگی مگر جسکا خدا اذن دیگا اب یہ شفاعت بھی اونہی لوگون کے لیے ہوگی جنکا نجات
دینا خدا کو منظور ہوگا تو حقیقت نجات دینے والا اور عذاب سے بچانے والا سوا خدا کے کوئی نہیں [illegible] ہیں
پیغمبر [illegible] اس لیے اونکو خوش کرنے کے لیے اونسے سفارش کرادیگا اور ان کی سفارش قبول
کریگا یون نہ سمجھنا چاہیے کہ پیغمبر خدا کی درگاہ میں کسی قسم کا معاذ اللہ زور یا دباو رکھتے ہون گے کہ خدا
تعالے ضرور انکی سفارش مانیگا کیونکہ خدا تعالے کی وہ شان ہے کہ سب پر غالب ہے اور کسی کا زور یا دباو
نہیں اور سب سے زیادہ پیغمبر اور مقرب بندے بھی ہر ایک بات اوس سے ڈرتے ہوئے مانگین گے جیسے حدیث [illegible]
سے [illegible] ف پھر میں سر اوٹھاونگا اور اپنے پروردگار کی تعریف
کرونگا [illegible] جو سکھاویگا مجھکو پھر سفارش کرونگا تو ایک حد میرے لیے مقرر کیجاویگی میں [illegible]
سے [illegible] لوگون کو دوزخ سے نکالونگا اور جنت میں لیجاونگا اور دوبارہ اپنے پروردگار کے پاس آؤنگا
[illegible] سجدے میں گر پڑونگا [illegible] جبتک چاہیگا [illegible] پھر حکم ہوگا اے محمد اوٹھا اپنے سرکو
اور کہہ سنا جاویگا [illegible] سفارش قبول کیجاویگی میں اپنے سرکو اوٹھاونگا اور اپنے مالک کی
تعریف کرونگا [illegible] پھر سفارش کرونگا تو ایک حد مقرر کیجاویگی میں اس حد کے لوگون کو
دوزخ سے نکالونگا [illegible] یہانتک کہ [illegible] آخر تیسری یا چوتھی
بار میں [illegible] کہونگا [illegible] اب کوئی دوزخ میں نہیں رہا مگر وہ جسکو قرآن نے روکدیا یعنی جسکا ہمیشہ
دوزخ میں رہنا [illegible] قتادہ نے کہا یعنی جسکا ہمیشہ رہنا وہان ضروری ہے ف یعنی کافر
اور مشرک [illegible] فرمایا اللہ نہیں بخشیگا شرک اور اس سے ثابت ہوتا ہے مذہب اہل حق کا

جس پر اجماع کیا سلف نے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہ رہیگا (نووی) **عن** أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع الله المؤمنين يوم القيامة فيهتمون بذلك أو يلهمون ذلك بمثل حديث أبي عوانة وقال في الحديث ثم آتيه الرابعة أو أعود الرابعة فأقول يا رب ما بقي إلا من حبسه القرآن ترجمہ انس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یہ ہے کہ میں اپنے پروردگار کے پاس چوتھی مرتبہ آؤنگا اور عرض کرونگا اے پروردگار اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر جسکو قرآن نے روک رکھا (یعنی قرآن کے بموجب ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے سزاوار ہے) **عن** أنس بن مالك أن نبي الله صلى الله عليه وسلم قال يجمع الله المؤمنين يوم القيامة فيلهمون لذلك بمثل حديثهما وذكر في الرابعة فأقول يا رب ما بقي في النار إلا من حبسه القرآن أي وجب عليه الخلود ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اکٹھا کریگا مومنوں کو قیامت کے دن انکو خیال آوے گا اخیر تک جیسے اوپر حدیث گذری اتنا فرق ہے کہ آپ چوتھی بار میں عرض کرینگے اے پروردگار اب تو جہنم میں کوئی نہ رہا مگر جو قرآن کے حکم سے رکا ہوا ہے یعنی جو ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے **عن** أنس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال يخرج من النار من قال لا إله إلا الله وكان في قلبه من الخير ما يزن شعيرة ثم يخرج من النار من قال لا إله إلا الله وكان في قلبه من الخير ما يزن برة ثم يخرج من النار من قال لا إله إلا الله وكان في قلبه من الخير ما يزن ذرة زاد ابن منهال في روايته قال يزيد فلقيت شعبة فحدثته بالحديث فقال شعبة حدثنا به قتادة عن أنس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم بالحديث إلا أن شعبة جعل مكان الذرة ذرة قال يزيد صحف فيها أبو بسطام ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکلے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اسکے دل میں ایک جو برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اسکے دل میں ایک گیہوں برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اسکے دل میں چیونٹی برابر بھلائی ہوگی شعبہ نے اس حدیث میں تصحیف کی اور ذرہ کے بدلے (جو چھوٹی چیونٹی ہے) انہوں نے ذُرہ روایت کیا (جو ایک اناج ہے جسکو چینا کہتے ہیں) **عن** معبد بن هلال العنزي قال انطلقنا إلى أنس بن مالك وتشفعنا بثابت فانتهينا إليه وهو يصلي الضحى فاستأذن لنا ثابت فدخلنا عليه وأجلس ثابتا معه على سريره

فقال له يا أبا حمزة إن إخوانك من أهل البصرة يسألونك أن تحدثهم حديث الشفاعة قال
حدثنا محمد صلى الله عليه وسلم قال إذا كان يوم القيامة ماج الناس بعضهم إلى بعض فيأتون آدم
عليه الصلوة والسلام فيقولون له اشفع لذريتك فيقول لست لها ولكن عليكم بإبراهيم
فإنه خليل الله فيأتون إبراهيم عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بموسى فإنه كليم الله
عز وجل فيؤتى موسى عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بعيسى فإنه روح الله
وكلمته فيؤتى عيسى عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بمحمد صلى الله عليه
وسلم فأوتى فأقول أنا لها فأنطلق فأستأذن على ربي فيؤذن لي فأقوم بين يديه فأحمده بمحامد
لا أقدر عليه الآن إلا أن يلهمنيه الله عز وجل ثم أخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع رأسك تعالى
وقل يسمع لك وسل تعطه واشفع تشفع فأقول رب أمتي أمتي فيقال انطلق فمن كان في
قلبه مثقال حبة من برة أو شعيرة من إيمان فأخرجه منها فأنطلق فأفعل ثم أرجع إلى فأخرجه
ربي عز وجل فأحمده بتلك المحامد ثم أخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع رأسك وقل
يسمع وسل تعطه واشفع تشفع فأقول يا رب أمتي أمتي فيقال لي انطلق فمن كان في قلبه
مثقال حبة من خردل من إيمان فأخرجه منها فأنطلق فأفعل ثم أعود إلى ربي فأحمده بتلك
المحامد ثم أخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع رأسك وقل يسمع لك وسل تعطه واشفع تشفع
فأقول يا رب أمتي أمتي فيقال لي انطلق فمن كان في قلبه أدنى أدنى من مثقال حبة من
خردل من إيمان فأخرجه من النار فأنطلق فأفعل هذا حديث أنس الذي أنبأنا به فخرجنا
من عنده فلما كنا بظهر الجبان قلنا لو ملنا إلى الحسن فسلمنا عليه وهو مستخف في دار أبي خليفة
قال فدخلنا عليه فسلمنا عليه قلنا يا أبا سعيد جئنا من عند أخيك أبي حمزة فلم نسمع
مثل حديث حدثناه في الشفاعة قال هيه فحدثناه الحديث فقال هيه قلنا ما زادنا
قال قد حدثنا به منذ عشرين سنة وهو يومئذ جميع ولقد ترك شيئا ما أدري أنسي
الشيخ أم كره أن يحدثكم فتتكلوا قلنا له حدثنا فضحك وقال خلق الإنسان من عجل
ما ذكرت لكم هذا إلا وأنا أريد أن أحدثكموه ثم أرجع إلى ربي عز وجل في الرابعة
فأحمده بتلك المحامد ثم أخر له ساجدا فيقول يا محمد ارفع رأسك وقل يسمع لك فيقال

وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِي فِيمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَقُولُ لَيْسَ ذَاكَ لَكَ أَوْ قَالَ لَيْسَ ذَاكَ إِلَيْكَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي وَجِبْرِيَائِي لَأُخْرِجَنَّ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَأَشْهَدُ عَلَى الْحَسَنِ أَنَّهُ حَدَّثَنَا بِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أُرَاهُ قَالَ قَبْلَ عِشْرِينَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيعٌ ترجمہ معبد بن ہلال عنزی سے روایت ہے ہم انس بن مالک کے پاس گئے اور ثابت کی سفارش چاہی (انسے ملنے کے لیے) آخر ہم ان تک پہونچے وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے ثابت نے ہمارے لیے اجازت مانگی اندر آنے کی ہم اندر گئے انھوں نے ثابت کو اپنے ساتھ بٹھایا تخت پر ثابت نے کہا ای ابوحمزہ (یہ کنیت ہے انس کی) تمہارے بھائی بصرہ والے چاہتے ہیں تم ان کو شفاعت کی حدیث سناؤ انہوں نے کہا ہمسے بیان کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جاوینگے پہلے حضرت آدم علیہ السلام پاس آوینگے اور کہیں گے تم اپنی اولاد کی سفارش کرو (خدا کے پاس تا وہ نجات دیوے اس آفت سے) وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے دوست ہیں لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت موسی علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہیں (یعنے اللہ نے انسے کلام کیا بلا واسطہ) لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت عیسی علیہ السلام پاس جاؤ وہ روح اللہ ہیں اور اس کا کلمہ ہیں (یعنے بن باپ کے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں) لوگ انکے پاس جاوینگے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ لوگ میرے پاس آوینگے میں کہونگا اچھا یہ میرا کام ہے اور میں چلونگا اور خدا تعالے سے اجازت مانگونگا (باریاب ہونے کی) مجھکو اجازت ملیگی میں اسکے سامنے کھڑا ہونگا اور ایسی ایسی تعریفیں اسکی بیان کرونگا جو اب میں نہیں بیان کر سکتا اسوقت اللہ میرے دل میں ڈالدیگا بعد اسکے سجدے میں گر پڑونگا آخر حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھا اور کہہ ہم سنیں گے مانگ ہم دیں گے سفارش کر ہم قبول کرینگے میں عرض کرونگا مالک میری امت میری امت حکم ہوگا جا اور جسکے دل میں گیہوں یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اسکو دوزخ میں سے نکال لے میں جا کر ان لوگوں کو نکال لونگا اور پھر اپنے مالک کے پاس آکر ویسی ہی تعریفیں کرونگا پھر سجدے میں گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھا اور کہہ جو کہتا ہے تیری بات سنی جاویگی مانگ جو مانگتا ہے

ذالک تعط ذاک

ملیگا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی مین عرض کرونگا مالک میرے امت میری امت میری (یعنے
اپنی امت کی بخشش چاہتا ہون) حکم ہوگا جا اور جسکے دل مین رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اوسکو جہنم سے
نکال لے مین ایسا ہی کرونگا اور پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آونگا اور ایسی ہی تعریفین کرونگا
اور سجدے مین گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اوٹھا اور کہہ ہم سنین گے مانگ دیوین گے سفارش کر قبول
کرینگے مین عرض کرونگا اے مالک میری امت میری امت میری حکم ہوگا جا اور جسکے دل مین رائی کے
دانے سے بھی کم بہت کم بہت ہی کم ایمان ہو اوسکو جہنم سے نکال لے مین جا کر ایسا ہی کرونگا **ف** نووی نے
کہا اس حدیث سے سلف اور اہلسنت کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور اسکا بیان
اوپر گذر چکا **ف** معبد بن ہلال نے کہا یہ انس کی حدیث ہے جو انہون نے ہم سے بیان کی پھر ہم انکے
پاس سے نکلے جب جبان (قبرستان) کی بلندی پر پہنچے تو ہم نے کہا کاش ہم حسن بصری کے
طرف چلین اور انکو سلام کرین وہ ابو خلیفہ کے گھر مین چھپے ہوئے تھے (حجاج بن یوسف ظالم
کے ڈر سے) خیر ہم انکے پاس گئے اور انکو سلام کیا ہم نے کہا اے ابو سعید ہم تمہارے بھائی ابو حمزہ
(انس) کے پاس سے آرہے ہین انہون نے شفاعت کے باب مین ایک حدیث ہم سے بیان کی ویسی
حدیث ہم نے نہین سنی انہون نے کہا بیان کرو ہم نے وہ حدیث انسے بیان کی انہون نے کہا اور بیان
کرو ہم نے کہا اس سے زیادہ انہون نے بیان نہین کی انہون نے کہا یہ حدیث تو انہون نے ہم
سے بیس برس ہوئے بیان کی تھی جب وہ تازے تھے (یعنے اتنے بوڑھے نہ تھے جیسے اب ہین) اب انہون نے کچھ چھوڑ
دیا مین نہین جانتا وہ بھول گئے یا تم سے بیان کرنا مناسب نہ جانا ایسا نہو تم بھروسا کر بیٹھو (اور
نیک اعمال مین سستی کرنے لگو) ہم نے انسے کہا وہ کیا ہے ہم سے بیان کرو یہ سنکر ہنسے اور کہا انسان کی پیدایش
مین جلدی ہے مین نے تمسے یہ قصہ اسی لیے ذکر کیا تھا کہ مین تمسے بیان کرون اس ٹکڑے کو جو
انس نے چھوڑ دیا تھا تم جلدی کرکے درخواست کر بیٹھے بیان کرنے کی اگر درخواست نہ کرتے تب
بھی مین بیان کرتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین پھر لوٹونگا اپنے پروردگار کے پاس چوتھی
بار اور اسی طرح تعریف و توصیف کرونگا پھر سجدے مین گرونگا مجکو حکم ہوگا اے محمد سر اوٹھاؤ اور کہو ہم سنین گے
مانگو ہم دینگے سفارش کرو ہم قبول کرینگے اسوقت مین عرض کرونگا مالک میرے مجکو اجازت دے
اوس شخص کو بھی جہنم سے نکالنے کی جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو (یعنے صرف توحید پر یقین رکھتا ہو) اللہ تعالی

فرما دے گا یہ تمہارا کام نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور بزرگی اور جاہ و جلال کی میں جہنم سے
نکالوں گا اس شخص کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو معبد نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ جسنے یہ حدیث
ہم سے بیان کی اور کہا کہ انہوں نے حسن سے سنا ہے میں سمجھتا ہوں یوں کہا بیس برس ہوئے
جب وہ زور والے تھے یعنی حافظہ اچھا تھا بیان ہین ما ثبت فی عن ابی هريرة قال أُتِيَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِلَحْمٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا
نَهْسَةً فَقَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَدْرُونَ بِمَ ذَلِكَ يَجْمَعُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ
وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَمَا لَا يَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ
بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ أَلَا تَرَوْنَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُونَ إِلَى مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ
إِلَى رَبِّكُمْ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ ائْتُوا آدَمَ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ
اللهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ
فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ آدَمُ إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ
بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى
نُوحٍ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى الْأَرْضِ وَسَمَّاكَ اللهُ عَبْدًا شَكُورًا
اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّي قَدْ
غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ
دَعَوْتُ بِهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ
نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ
بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ إِبْرَاهِيمُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ
مِثْلَهُ وَذَكَرَ كَذَبَاتِهِ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى فَيَأْتُونَ مُوسَى
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُونَ يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللهِ فَضَّلَكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ
اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ مُوسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ
السَّلَامُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَتَلْتُ نَفْسًا

لم اومر بقتلها نفسی نفسی اذهبوا الی عیسیٰ فیاتون عیسیٰ علیه السلام فیقولون یا عیسیٰ انت
رسول الله وكلمت الناس فی المهد وكلمة منه القاها الی مریم وروح منه فاشفع لنا الی
ربك الا تری ما نحن فیه الا تری ما قد بلغنا فیقول لهم عیسیٰ ان ربی قد غضب الیوم
غضبا لم یغضب قبله مثله ولن یغضب بعده مثله ولم یذكر له ذنبا نفسی نفسی اذهبوا
الی غیری اذهبوا الی محمد صلی الله علیه وسلم فیاتونی فیقولون یا محمد انت رسول الله
وخاتم الانبیاء وغفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر اشفع لنا الی ربك الا
تری ما نحن فیه الا تری ما قد بلغنا فانطلق فاتی تحت العرش فاقع ساجدا لربی عز وجل
ثم یفتح الله علی ویلهمنی من محامده وحسن الثناء علیه شیئا لم یفتحه لاحد قبلی
ثم یقال یا محمد ارفع راسك سل تعطه اشفع تشفع فارفع راسی فاقول یا رب امتی
امتی فیقال یا محمد ادخل الجنة من امتك من لا حساب علیه من الباب الایمن من ابواب
الجنة وهم شركاء الناس فیما سوی ذلك من الابواب والذی نفس محمد بیده ان ما
بین المصراعین من مصاریع الجنة لكما بین مكة وهجر او كما بین مكة وبصری ترجمہ

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو آپکو دست دیا
گیا اور دست کا گوشت آپکو بہت پسند تھا **ف** اسلیے کہ وہ بے ریشہ ہوتا ہے اور جلدی گل جاتا ہے
اور اسکا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ دست کا گوشت آپکو
پسند نہ تھا بلکہ آپ کو گوشت ایک دن آڑ ملتا تو آپ دست لیتے تاکہ جلدی پک جاوے **ت** آپ نے
دانتوں سے اوسکو نوچا پھر فرمایا میں سردار ہونگا سب آدمیونکا قیامت کے دن **ف** آپ نے یہ فرمایا اللہ کا حکم
ظاہر کرنے کے لیے اور اسکا حکم ہوا ہے آپکو اور بیان کرنا سنت کے لیے ہے اسلیے کہ اوپر کے سبب قاضی
عیاض نے لکھا سردار وہ ہے جو سب لوگوں سے درجے میں زیادہ ہو اور جسکی طرف لوگ سختی کے وقت پناہ
لیویں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سردار ہیں آدمیوں کے دنیا اور آخرت دونوں میں پر آپنے خاص کیا
قیامت کو اسلیے کہ وہاں کی سرداری عمدہ ہے اور وہاں سب لوگ اگلے اور پچھلے اکٹھا ہونگے اور آدم اور انکی
اولاد سب آپ کے جھنڈے کے تلے ہونگے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا آج کس کی سلطنت ہوگی اللہ کی جو اکیلا ہے
زبردست حالانکہ اللہ کی سلطنت دنیا میں بھی ہے پر قیامت کے دن پوری سلطنت ہوگی کسیکے کو اور کوئی دعوے

کرنے والا نہیں رہے گا (نووی) ف اور تم جانتے ہو کس وجہ سے اللہ تعالیٰ اکٹھا کریگا قیامت کے دن
اگلون اور پچھلون کو ایک ہی میدان میں یہانتک کہ پکارنے والے کی آواز ان سب کو سنائی دیگی اور دیکھنے والے کی
نگاہ ان سب پر پہونچیگی ف یعنے وہ میدان ایسا صاف اور ہموار ہوگا کہ دیکھنے میں نگاہ سب جا سکے
گی برخلاف دنیا کے کہ یہان زمین کی گولائی کی وجہ سے نگاہ سب جگہ نہیں جا سکتی بعضون نے کہا مراد خدا
کی نگاہ ہے یعنی خدا کی نگاہ تو ہر طرح سب پر پہنچتی ہے خواہ میدان ہموار ہو یا نہ ہو ف اور آفتاب نزدیک
ہو جاویگا اور لوگون پر وہ مصیبت اور سختی ہوگی کہ اسکو سہہ نہ سکینگے اور برداشت کر نہ سکینگے آخر آپس مین
ایکدوسرے سے کہینگے دیکھتے نہیں تم کس حال مین ہو دیکھتے نہیں تمکو کیا صدمہ پہونچا ہے تم تلاش نہیں
کرتے کسی شخص کی جو سفارش کرے تمہاری خدا کے پاس پھر وہ ایکدوسرے سے کہینگے چلو آدم علیہ السلام
کے پاس اور انکے پاس جاوینگے اور کہینگے اے آدم تم سب آدمیون کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے
تمکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تم مین پھونکی اور فرشتون کو حکم کیا انہون نے سجدہ کیا تمکو ہماری سفارش
کرو اپنے پروردگار سے کیا تم نہیں دیکھتے ہم کس حال مین ہین کیا تم نہین دیکھتے جو ہمپر مصیبت ہے آدم علیہ
السلام کہینگے آج میرا پروردگار غصہ ہوا ایسا غصہ کہ کبھی ایسا غصہ نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور اسنے مجھے منع
کیا تھا درخت سے لیکن مین نے اسکی نافرمانی کی (اس درخت مین سے کھا لیا) ہائے مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے
پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر وہ سب لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاوینگے اور کہینگے اے نوح تم
سب پیغمبرون سے پہلے زمین پر آئے اور اللہ تعالیٰ نے تمہین شکرگزار بندہ کہا تم ہماری سفارش کرو
اپنے پروردگار کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم کس حال مین ہین اور جو مصیبت ہمپر آئی ہے وہ کہینگے میرا رب آج
ایسا غصہ ہوا کہ ویسا کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور مین نے اپنی قوم پر بددعا کی تھی اسلئے مجھے خود اپنی فکر ہے
تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ پھر وہ سب ملکر ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاوینگے اور کہینگے
اے ابراہیم تم اللہ کے نبی اور اسکے دوست ہو زمین والون مین سے تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس
کیا تم نہیں دیکھتے ہم کس حال مین ہین اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے وہ کہینگے میرا پروردگار آج اتنا غصہ
ہے کہ ویسا کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہوگا اور اپنی جھوٹ باتون کو بیان کرینگے جو دنیا مین ہوا انہون نے تین
جھوٹ بولا تھا اسلئے مجھکو اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ موسیٰ کے پاس جاؤ وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام
کے پاس جاوینگے اور کہینگے اے موسیٰ تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تمہین بزرگی دی اپنے پیامون سے اور

اپنی کلام سے سب لوگو پھر تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں
اور جو مصیبت ہمپر پڑی ہے موسیٰ کہیں گے میرا پروردگار آج ایسے غصہ میں ہے کہ اتنا کبھی غصے نہیں ہوا
تھا نہ ہوگا اور میں نے دنیا میں ایک خون کیا تھا جسکا مجھے حکم نہ تھا اسلیئے مجھکو خود اپنی فکر ہو رہی ہے تم عیسیٰ
کے پاس جاؤ وہ سب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے اور کہینگے اے عیسیٰ تم اللہ کے رسول
ہو تم نے لوگوں سے بات کی جھولے میں (گہوارے میں یعنی پیدا ہوتے ہی) تم اللہ کی ایک بات ہو
جو اسنے مریم پر ڈالدی اور اسکی روح ہو تو سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے
ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہمپر پڑی ہے عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میرا پروردگار آج ایسے
غصہ ہو کہ اتنا غصے کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا ف نووی نے کہا اور غصے سے مراد ہے کہ اللہ
تعالیٰ بدلہ لینے والا ہوگا نافرمانوں سے اور اسکا عذاب سخت ہوگا اور طرح طرح کے ہول اور ڈر
جو محشر والوں کو ہونگے اور یہ ایسے ہیں کہ پہلے نہیں ہوئے اور نہ آیندہ ہونگے تو اللہ کے غصے یہی مراد
ہے نہ اسکا حال جو بندوں کے حق میں غضب یا رضا سے سراج الوہاج میں ہے کہ نووی نے اس
مقام پر اللہ کی ایک صفت کی تاویل کی ہے اور اہل حدیث کا مذہب جو سلف کا ہے صفات میں یہ ہے
کہ جو صفات کتاب اور سنت میں وارد ہیں انکو ثابت کرنا اور ظاہر پر ایمان لانا بغیر تاویل
اور تکییف اور تعطیل اور تشبیہ کے اور یہ جو امر نووی نے بیان کیا یہ نتیجہ غضب کا ہے اور اسکا معنی لغوی
ف اور کسی گناہ اونکا بیان نہیں کیا (جیسے اور پیغمبروں کی خطائیں بیان کیں کیونکہ حضرت
عیسیٰ کا کوئی گناہ منقول نہیں) تو مجھے اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
جاؤ وہ سب میرے پاس آئینگے اور کہیں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم اللہ کے رسول ہو خاتم الانبیاء ہو اللہ
نے تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیئے ہیں تم سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم ہمارا
حال نہیں دیکھتے کیا تم نہیں دیکھتے ہم کس مصیبت میں ہیں یہ سنکر چلونگا اور عرش کے تلے
آکر اپنے پروردگار کو سجدہ کرونگا پھر اللہ تعالیٰ میرا دل کھولدیگا اور وہ وہ تعریفیں اپنی مجھکو بتلادیگا
جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں بتائیں (یعنی اسکی خوب تعریف اور حمد کرونگا) پھر فرمایگا اے محمد اپنا
سر اوٹھا مانگ جو مانگتا ہے دیا جاویگا سفارش کر قبول کیجاویگی میں سر اوٹھاؤنگا اور کہونگا اے
پروردگار امت میری امت میری ف یہاں سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اور پیغمبروں کا درجہ

پہچان لینا چاہیے وہ سب نفسی نفسی کہیں گے اور اپنی جان کی فکر میں گرفتار ہونگے اور ہمارے پیغمبر
عام کی بھلائی کے خواہان اور امت کے چھڑا لینے کے جویان ہوں گے سبحان اللہ اس مقام پر یہ آیت
صادق ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین آپ کی ذات رحمت اور کرم ہے تمام دنیا کے لیے دنیا
اور آخرت میں اس سے بڑھ کر کونسا شرف ہے اور اس سے زیادہ کونسا درجہ ہے یہی فرق ہے مرتبے کا
اس شخص میں جو دنیا میں اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اس شخص میں جو عام لوگوں کی بھلائی چاہتا ہے
اول کو دوسرے سے کچھ نسبت نہیں ہے جو شخص عام مسلمانوں کی فائدہ رسانی کا کام کرے جیسے مدرسہ
بناوے یا سرا بنوا دے یا مسلمانوں کے دین یا حکومت کی مدد کرے ایسا کام کرے جس سے مسلمان تباہی
اور ذلت سے بچیں دین کی کتابیں یا دین کی تعلیم پھیلاوے تجارت یا صنعت یا حرب کے آلات ایجاد یا شائع
کرے تو اسکا درجہ اس مسلمان سے کہیں فائق ہے جو صرف اپنے نفس کو بچانے کے لیے عبادت میں مصروف رہے
ف حکم ہوگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جن سے حساب کتاب نہ ہوگا داہنے
دروازے سے جنت میں داخل کر اور وہ اور لوگوں کے شریک ہیں باقی دروازوں میں یعنی داہنے دروازے کے سوا اور دروازوں سے
بھی جا سکتے ہیں پر یہ دروازہ انکے لیے مخصوص ہے (قسم اسکی ہے جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہے جنت کے
دروازے کے دونوں بازوؤں میں اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور ہجر (جو ایک شہر ہے بحرین میں) یا جیسے
مکہ اور بصرے میں (بصرے ایک شہر ہے دمشق سے تین منزل پر) ف یہ شہر مکہ سے ایک مہینے کی راہ
پر ہے تو جنت کا پھاٹک اتنا بڑا ہے کہ چوکھٹ کا ایک کنارہ دوسرے کنارے سے اتنا فاصلہ رکھتا ہے
اللہ اکبر جنت کا اس سے قیاس کر لینا چاہیے کہ جنت اللہ کتنی بڑی ہے عن ابی ہریرۃ
قال وضعت بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصعۃ من ثرید ولحم فتناول
الذراع وکانت احب الشاۃ الیہ فنہس نہسۃ فقال انا سید الناس یوم القیامۃ ثم
نہس نہسۃ اخری فقال انا سید الناس یوم القیامۃ فلما رأی اصحابہ لا یسألونہ قال
الا تقولون کیفہ قالوا کیفہ یا رسول اللہ قال یوم یقوم الناس لرب العالمین وساق الحدیث
بمعنی حدیث ابی حیان عن ابی زرعۃ وزاد فی قصۃ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام فقال
وذکر قولہ فی الکوکب ھذا ربی وقولہ لالہتہم بل فعلہ کبیرہم ھذا وقولہ انی
سقیم قال والذی نفس محمد بیدہ ان ما بین المصراعین من مصاریع الجنۃ الی عضادتی

الباب لكما بين مكة وهجر او هجر ومكة قال لا ادري اي ذلك قال ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت
ہے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ رکھا ثرید کا (ثرید ایک کھانا ہے جو روٹی اور شوربا
ملا کر بناتے ہیں) اور گوشت آپکے دست کا گوشت لیا اور وہ بہت پسند تھا آپکو ساری بکری میں آپ
نے ایک بار منہ سے اوسکو نوچا پھر فرمایا میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن پھر دوبارہ نوچا اور
فرمایا میں لوگوں کا سردار ہونگا قیامت کے دن جب دیکھا آپکے یار کچھ نہیں پوچھتے تو خود ہی فرمایا تم یہ
نہیں پوچھتے کیونکر انہوں نے کہا کیونکر یا رسول اللہ آپنے فرمایا لوگ سب کھڑے ہونگے خدا کے سامنے
اور بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری حضرت ابراہیم کے قصے میں اتنا زیادہ ہے کہ انہوں نے
بیان کیا (ان جھوٹ باتوں کو جو دنیا میں کہیں تھیں) ستارے کو کہا تھا یہ میرا رب ہے (اگرچہ حضرت ابراہیم
کا یہ اعتقاد نہ تھا کیونکہ پیغمبروں سے شرک صادر نہیں ہوتا پر کافروں کے الزام دینے کے لیے پہلے تارے کو
خدا قرار دیا پھر چاند کو پھر سورج کو جب یہ سب ڈوب گئے تو کہا یہ خدا نہیں ہو سکتے خدا وہ ہے جسنے ان سب کو پیدا
کیا) اور بتوں کو آپنے توڑا تھا اور کہا تھا بڑے بت نے توڑا اور بیمار نہ تھے اور کہا تھا میں بیمار ہوں قسم اوسکی جسکے ہاتھ
میں محمد کی جان ہے جنت کے دونوں پٹوں میں دروازوں کی چوکھٹ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر میں ہے
یا یوں کہا جتنا ہجر اور مکہ میں ہے یہ یاد نہیں کیونکر کہا (یعنی ہجر کو پہلے کہا یا مکہ کو) عن ابي هريرة
وحذيفة قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع الله تبارك وتعالى الناس فيقوم
آدم علیہ السلام المؤمنون حتى تزلف لهم الجنة فياتون آدم فيقولون يا ابانا استفتح لنا الجنة فيقول
وهل اخرجكم من الجنة الا خطيئة ابيكم آدم لست بصاحب ذلك اذهبوا الى ابني ابراهيم خليل
الله قال فيقول ابراهيم عليه السلام لست بصاحب ذلك انما كنت خليلا من وراء وراء اعمدوا
الى موسى الذي كلمه الله تكليما فياتون موسى عليه السلام فيقول لست بصاحب ذلك اذهبوا
الى عيسى كلمة الله وروحه فيقول عيسى عليه السلام لست بصاحب ذلك فياتون محمدا صلى
الله عليه وسلم فيقوم ويؤذن له وترسل الامانة والرحم فتقومان جنبتي الصراط يمينا وشمالا
فيمر اولكم كالبرق قال قلت بابي انت وامي اي شيء كمر البرق قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم الم تروا الى البرق كيف يمر ويرجع في طرفة عين ثم كمر الريح ثم كمر الطير وشد الرجال تجري
بهم اعمالهم ونبيكم قائم على الصراط يقول رب سلم سلم حتى تعجز اعمال العباد حتى يجيء

الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيعُ السَّيْرَ إِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِي حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيبُ مُعَلَّقَةٌ مَأْمُورَةٌ بِأَخْذِ مَنْ الرِّجَالُ
أُمِرَتْ بِهِ فَمَخْدُوشٌ نَاجٍ وَمَكْدُوسٌ فِي النَّارِ وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ إِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِينَ مُكَرْدَسٌ
خَرِيفًا ۔ ترجمہ ابوہریرہ اور حذیفہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت
کے دن لوگوں کو جمع کرے گا تو مسلمان کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ جنت ان کے پاس آ جاوے گی پھر وہ آدم علیہ
السلام کے پاس آویں گے اور کہیں گے اے باپ ہمارے جنت کو ہمارے لئے کھلوا دو وہ کہیں گے جنت سے تم کو نکالا
کس نے تمہارے باپ کے گناہ نے میں اس کام کے لائق نہیں ہوں تم جاؤ میرے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کے
پاس جو خلیل ہیں اللہ کے آپ نے فرمایا پھر وہ ابراہیم کے پاس جاویں گے وہ کہیں گے میں اس کام کا نہیں ہوں میں اللہ کا دوست تھا لیکن پیچھے سے
پیچھے پیچھے میرا درجہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی آڑ نہ ہو بلکہ وہ حجاب کے پیچھے سے اس سے باتیں کی
… تم موسیٰ کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ نے باتیں کیں وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس
آویں گے وہ کہیں گے میں اس کام کا نہیں ہوں تم عیسیٰ کے پاس جاؤ جو اللہ کا کلمہ ہیں اور اس کی روح ہیں عیسیٰ علیہ
السلام کہیں گے میں اس کام کا نہیں ہوں پھر وہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آویں گے آپ کھڑے ہوں گے
اور آپ کو اجازت ملے گی شفاعت کی اور امانت اور ناتے کو بھیجا جاوے گا وہ پل صراط کے داہنے
اور بائیں کھڑے ہو جاویں گے ف یعنی امانت اور ناتے کا … جن کا خیال دین کو ہمیشہ رکھنا چاہئے
… امانت … ہماری … ہر کام کاج میں آ … اور ناتا یعنی رشتہ
داری … حق … سلوک کرنا … ف تم میں سے پہلا شخص بجلی کی طرح
پار ہو جاوے گا میں نے کہا آپ پر میرے ماں باپ صدقے ہوں بجلی کی طرح کونسی چیز گذرتی ہے آپ نے فرمایا
تم نے بجلی کو نہیں دیکھا کیونکر جاتی ہے اور پلٹ آتی ہے ایک پل میں پھر جیسے ہوا جاتی ہے پھر جیسے
پرندہ … دوڑتا ہے ان کے اعمال کے موافق اور تمہارے پیغمبر پل پر کھڑے ہوں گے وہ کہیں گے
… یہاں تک کہ بندوں کے اعمال ناتوان ہو جاویں گے اور وہ لوگ جاویں گے جن کے
عمل … اور ایک شخص آوے گا وہ چل نہ سکے گا مگر گھسٹتا ہوا اور اس پل کے دونوں طرف
آنکڑے … حکم ہوگا اس کو پکڑ لیں گے پھر بعضے آدمی چھل چھلا کر نجات پا جاوے گا اور بعضے
آدمی الٹ پلٹ کر جہنم میں گر پڑیں گے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر برس
کی راہ ف یعنی اگر کوئی پتھر زمین … گرے تو ستر برس تک تہ کو پہنچے معاذ اللہ عن انس بن مالک

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اول الناس يشفع في الجنة وانا اكثر الانبياء تبعا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کرونگا اور سب پیغمبروں سے زیادہ میرے لوگ ہونگے قیامت کے دن عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اكثر الانبياء تبعا يوم القيمة وانا اول من يقرع باب الجنة ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب پیغمبروں سے زیادہ میرے تابع ہونگے قیامت کے روز اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤنگا (یعنے کھلواؤنگا) عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اول شفيع في الجنة لم يصدق نبي من الانبياء ما صدقت وان من الانبياء نبيا ما يصدقه من امته الا رجل واحد ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کرونگا اور کسی پیغمبر کی اتنی تصدیق نہیں ہوئی جتنی میری تصدیق ہوئی اور بعضا پیغمبر ایسا ہے کہ اوسکا ماننے والا ایک ہی شخص ہے عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم آتي باب الجنة يوم القيمة فاستفتح فيقول الخازن من انت فاقول محمد فيقول بك امرت لا افتح لاحد قبلك ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن جنت کے دروازہ پر آؤنگا اور دروازہ کھلواؤنگا تو کلیدبردار پوچھیگا کون میں کہونگا محمد تو کہیگا آپ ہی کے واسطے حکم ہوا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولنا عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لكل نبي دعوة (مستجابة) يدعو بها فاريد ان اختبي دعوتي شفاعة لامتي يوم القيمة ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے جسکو خداوند تعالے ضرور قبول کرتا ہے اور باقی دعائیں قبول بھی ہوتی ہیں اور نہیں بھی ہوتیں تو میں چاہتا ہوں اپنی دعا کو چھپا رکھوں قیامت کے دن تک اپنی امت کی شفاعت کے لیے **ف** یعنے دنیا میں اس دعا کو نہ مانگوں بلکہ آخرت کے لیے اوٹھا رکھوں اور اپنی امت کی نجات کے لیے صرف کروں سبحان اللہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے امت سے کیسی محبت تھی اور الفت کہ باپکو بیٹے سے ویسی الفت نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی امت کی اوسوقت مدد کرینگے جب باپ بیٹے

بیٹا باپ سے خاوند جورو سے جورو خاوند سے ہر ایک عزیز اپنے سے بیزار ہوگا اور سب کو اپنی اپنی جان
بچانے کی فکر ہوگی **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل
نبی دعوۃ واردت ان شاء اللہ ان اختبی دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ ترجمہ
ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی
ہے تو میرا ارادہ ہے اگر خدا چاہے تو اپنی دعا کو اٹھا رکھوں اور قیامت کے دن اپنی امت کی
شفاعت کروں **عن** ابی ہریرۃ قال لکعب الاحبار ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لکل نبی دعوۃ یدعوھا
یدعو بہا فانا ارید ان شاء اللہ ان اختبی دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ فقال اانت
کعب لابی ہریرۃ انت سمعت ھذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوہریرۃ نعم فقال
ترجمہ ابوہریرہ رضی نے کعب احبار سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی
ہے جسکو وہ مانگتا ہے میرا ارادہ یہ ہے بشرطیکہ خدا چاہے کہ میں اس دعا کو چھپا رکھوں اپنی امت کے
لیے قیامت کے دن کعب نے ابوہریرہ سے کہا تم نے یہ سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرہ
نے کہا ہاں **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ
مستجابۃ فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبات دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ
فھی نائلۃ ان شاء اللہ من مات من امتی لا یشرک باللہ شیئا ترجمہ ابوہریرہ رض سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تو
ہر ایک نبی نے جلدی کی کہ وہ دعا مانگ لی (دنیا ہی میں) اور میں اپنی دعا کو چھپا رکھتا ہوں قیامت
کے دن کے واسطے اپنی امت کی شفاعت کے لئے اور خدا چاہے تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہوگی بشرطیکہ
وہ شرک پر مرا ہو فت یعنی خاتمہ کے وقت وہ مشرک نہ ہو اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو۔ نووی نے
کہا اس حدیث سے اہل حق کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مرجاوے شرک سے پاک ہوکر وہ ہمیشہ کے لیے
جہنم میں نہیں رہیگا اگرچہ کبیرہ گناہ کرتا ہو اور اسکے دلائل اوپر بیان ہوچکے سراج الوہاج میں ہے
کہ شرک عام ہے خواہ دوسرا کوئی خدا ثابت کرے یا اسکی کسی صفت کو اسکی کسی مخلوق کے لیے خواہ وہ
کوئی ہو ثابت کرے اور شرک ایک جلی ہے اور ایک خفی اور اس سے بچنا نہایت دشوار ہے اسواسطے اللہ
تعالے نے فرمایا اکثر لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں لیکن وہ مشرک ہیں اور یہ آیت صادق ہے ان مقلدوں پر

جنھوں نے اپنے عالموں اور مجتہدوں کو خدا بنا رکھا ہے اور ان لوگوں پر جو قبر و نیر وہ کام کرتے ہیں جو خاص
ہیں اللہ ہی کو لگے ہیں جانوروں کو سوا اللہ کے اوروں کے نام پر وہ سب مشرک ہیں اور باوجود اسکے
امید رکھتے ہیں نبی کی شفاعت کی بلکہ اپنے بزرگوں کی شفاعت کی حالانکہ شفاعت اسی کے لیے ہے جو اللہ
کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے نکلا تو چھپا اور جو شرک کرے اسکی شفاعت نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم
میں رہیگا خواہ کوئی ہو کہیں ہو عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لكل نبي دعوة مستجابة يدعو بها فيستجاب له فيؤتاها وإني اختبأت
دعوتي شفاعة لأمتي يوم القيامة ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہوتی ہے قبول ہونے والی جسکو وہ مانگتا ہے اور قبول ہوتی ہے اور
دیا جاتا ہے اور میں نے اپنی دعا اٹھا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔
عن أبي هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي دعوة دعا
بها في أمته فاستجيب له وإني أريد إن شاء الله أن أؤخر دعوتي شفاعة لأمتي (ان اؤخر)
يوم القيامة ترجمہ ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک
دعا ہوتی ہے جو مانگی امت کے حق میں اور وہ قبول ہوتی ہے لیکن میرا قصد ہے خدا چاہے تو میں
اپنی دعا کو اٹھا رکھوں اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن عن أنس بن مالك
أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لكل نبي دعوة دعاها لأمته وإني اختبأت دعوتي
شفاعة لأمتي يوم القيامة ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو انہوں نے مانگی اپنی امت کے لیے اور میں نے اپنی دعا چھپا رکھی ہے اپنی امت
کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن عن جابر بن عبد الله يقول عن النبي صلى الله عليه وسلم
لكل نبي دعوة قد دعا بها في أمته وخبأت دعوتي شفاعة لأمتي يوم القيامة
ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے
جسکو انہوں نے مانگا اپنی امت کے حق میں اور میں نے اپنی دعا کو اٹھا رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت
کے لیے باب دعاء النبي صلى الله عليه وسلم لأمته وبكائه شفقة عليهم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا دعا مانگنا اپنی امت کے لیے اور رونا انکے حال پر شفقت سے عن عبد الله بن عمرو

ابراہیم علیہ السلام

بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلا قول اللہ تعالیٰ فی ابراہیم رب انہن اضللن کثیرا
من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم الآیۃ وقال عیسیٰ علیہ السلام
ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم فرفع یدیہ وقال اللہم
امتی امتی وبکی فقال اللہ عز وجل یا جبریل اذہب الی محمد وربک اعلم فسلہ ما
یبکیک فاتاہ جبریل علیہ السلام فسالہ فاخبرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما قال و
ہو اعلم وقال اللہ عز وجل یا جبریل اذہب الی محمد فقل انا سنرضیک فی امتک
ولا نسوءک ترجمہ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت
پڑھی جس میں حضرت ابراہیم کا قول ہے اے رب انہوں نے بہکایا یعنی بتوں نے بہت لوگوں کو سو جو
کوئی میری راہ پر چلا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے اور یہ آیت جس میں
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے اگر تو انکو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو انکو بخش دیوے تو
تو مالک ہے حکمت والا پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے پروردگار میری امت میری امت اور رونے لگے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور میں خوب جانتا ہوں لیکن تم جا کر انسے
پوچھو وہ کیوں روتے ہیں جبرئیل انکے پاس آئے اور پوچھا آپ کیوں روتے ہیں آپ نے سب حال بیان کیا
جبرئیل نے اللہ تعالیٰ سے جا کر عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل محمد کے پاس
جاؤ اور کہو ہم تمکو خوش کر دینگے تمہاری امت میں اور ناراض نہیں کرینگے ف نووی نے کہا
اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر بہت شفقت
اور مہربانی تھی دوسری یہ کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا مستحب ہے تیسری بشارت عظیم ہے اس امت کو اپنے
پروردگار اور یہ بڑی امید کی بات ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہم تمکو راضی کر دینگے تمہاری امت میں
اور ناراض نہیں کرینگے اور یہ حدیث بڑی امید کی ہے اس امت کے لوگوں کے لیے چوتھی بیان ہے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی کمال بزرگی اور علو درجہ کا اور اللہ تعالیٰ کی جو عنایت آپ پر تھی اسکا اور جبرائیل کے بھیجنے میں
یہی حکمت تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کھل جاوے اور معلوم ہو جاوے کہ آپکا درجہ بہت عالی ہے اور خدا تعالیٰ
آپکی رضامندی چاہتا ہے اور یہ حدیث مطابق اس آیت کے ہے ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ یعنی اللہ تعالیٰ تمکو دیگا پھر
تم خوش ہو جاؤ گے اور یہ جو فرمایا ہم تمکو ناراض نہیں کرینگے اس سے بڑی امید نکلتی ہے اس لیے کہ رضامندی چاہیے

بھی ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو معاف کیا اور بعضوں کو جہنم میں بھیجا تا کہ آپ یہ سمجھ رہتا اگر وہ لوگ جہنم میں
جاتے تو فرمایا میں تمکو کچھ نہیں دونگا بلکہ سب لوگوں کو تمہاری امت کی نجات دونگا **باب** بیان
اَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ وَلَا تَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِيْنَ جو شخص کفر پر مرے
وہ جہنم میں جاویگا اور اسکی شفاعت نہوگی اور بزرگوں کی عزیز داری کچھ کام نہ آوے گی عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا
قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيْنَ اَبِيْ قَالَ فِي النَّارِ قَالَ فَلَمَّا قَفَّى الرَّجُلُ دَعَاهُ فَقَالَ اِنَّ اَبِيْ وَاَبَاكَ فِي النَّارِ ترجمہ
انس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے آپ نے فرمایا دوزخ میں جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ نے اسکو
بلایا اور فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں **ف** اسلئے کہ وہ کفر پر مرے تھے اور جو کفر پر مرے
وہ جہنم میں جاویگا اور اسکو کسی کا ناطہ رشتہ کام نہ آوے گا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ
جو فترت کے زمانے میں مرے ہیں اور وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے وہ سب جہنمی ہیں اور اس سے کوئی یہ نہ سمجھے
دعوت کو نہ پہنچے ہوا وہ معذور ہیں کیونکہ انکو اور پیغمبروں کی دعوت پہونچ چکی تھی جیسے حضرت ابراہیم علیہ
السلام کی اور یہ جو آپ نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ میرا باپ بھی جہنم میں ہے اسکی غرض یہ تھی کہ اس شخص
کا رنج کم ہو جاوے اور وہ یہ معلوم کرے کہ خدا کے یہاں سب برابر ہیں جو کافر ہو وہ اس سے چھوٹ نہیں سکتا اسکا خلاف
نہیں ہوسکتا کافر کا ٹھکانا جہنم ہے خواہ وہ نبی کا باپ ہو یا بیٹا جلال الدین سیوطی رحمہ نے کئی
حدیثوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو آپکے والد
کے حق میں قبول کیا اور وہ دوبارہ جلائے گئے اور اسلام لائے پر اکثر علما اور محدثین نے اسکا انکار کیا ہے
اور ان حدیثوں کو موضوع بتلایا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے حقیقت حال کو عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ
لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا
فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا
اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ
النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ يَا فَاطِمَةُ
لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہے جب یہ آیت
اتری ڈرا تو اپنے کنبے والوں کو تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں کو بلا بھیجا وہ سب اکٹھا ہوئے
آپ نے عام سب کو ڈرایا پھر خاص کیا اور فرمایا اے کعب بن لوی کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے اے مرہ بن

اے کعب کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے اے عبد شمس کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے اے عبد مناف کے بیٹو چھوڑاؤ
اپنے تئیں جہنم سے اے ہاشم کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئیں جہنم سے اے عبد المطلب کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئیں جہنم
سے اے فاطمہ چھوڑا اپنے تئیں جہنم سے اسلئے کہ میں خدا کے سامنے کچھ اختیار نہیں رکھتا (یعنی اگر اللہ
تمکو عذاب کرنا چاہے تو میں بچا نہیں سکتا) البتہ تم سے ناتا رکھتے ہو اسکو میں جوڑتا رہونگا یعنی
دنیا میں تمہارے ساتھ احسان کرتا رہونگا **عن** عائشة قالت لما نزلت وانذر عشيرتك
الاقربين قام رسول الله صلى الله عليه وسلم على الصفا فقال يا فاطمة بنت محمد يا صفية بنت
عبد المطلب يا بني عبد المطلب لا املك لكم من الله شيئا سلوني من مالي ما شئتم ترجمہ
ام المومنین عائشہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے کنبے والوں کو تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فاطمہ محمد کی بیٹی اور اے صفیہ عبد المطلب کی بیٹی
اے عبد المطلب کے بیٹو میں خدا کے سامنے تمکو بچا نہیں سکتا البتہ میرے مال میں سے تم جو چاہو
مانگ لو **عن** ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حين انزل عليه وانذر عشيرتك
الاقربين يا معشر قريش اشتروا انفسكم من الله لا اغني عنكم من الله شيئا يا بني عبد
المطلب لا اغني عنكم من الله شيئا يا عباس بن عبد المطلب لا اغني عنك من الله شيئا
يا صفية عمة رسول الله صلى الله عليه وسلم لا اغني عنك من الله شيئا يا فاطمة بنت
محمد سليني ما شئت لا اغني عنك من الله شيئا ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک کنبے والوں کو تو آپ نے فرمایا اے قریش کے لوگو
تم اپنی جانوں کو اللہ سے مول لو (یعنی اسکا حکم بجا لا کے) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں
آؤنگا اے عبد المطلب کے بیٹو میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اے عباس عبد المطلب کے بیٹے میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اے صفیہ
پھوپھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اللہ کے سامنے اے فاطمہ محمد کی بیٹی تو جو چاہے
مال میں سے مجھ سے مانگ لے پر خدا کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آسکتا **عن** ابي هريرة عن
النبي صلى الله عليه وسلم نحو هذا ترجمہ ابو ہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری
عن قبيصة بن المخارق وزهير بن عمرو قالا لما نزلت وانذر عشيرتك الاقربين
قال انطلق نبي الله صلى الله عليه وسلم الى رضمة من جبل فعلا اعلاها حجرا ثم نادى

يا صباحاه يا بني عبد مناف إني نذير إنما مثلي ومثلكم كمثل رجل رأى العدو فانطلق يربأ أهله
فخشي أن يسبقوه فجعل يهتف يا صباحاه ۔ ترجمہ قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت
ہے دونوں نے کہا جب یہ آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پہاڑ کے ایک پتھر پر گئے اور سب سے اونچے پتھر پر کھڑے ہوئے پھر آواز دی اے عبد مناف کے بیٹو میں ڈرانے
والا ہوں میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے دشمن کو دیکھا پھر وہ چلا اونکے بچانے
کو اور [illegible] یا صباحاہ یا صباحاہ ایک
[illegible] صبح کے وقت ہوا
[illegible] عن ابن
عباس [illegible] وسلم [illegible] دوسری روایت
[illegible] وانذر عشيرتك الأقربين
[illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى صعد الصفا فهتف
يا صباحاه [illegible] فقال يا بني فلان
[illegible] أرأيتكم لو أخبرتكم أن خيلا تخرج
[illegible] قالوا ما جربنا عليك كذبا قال فإني
[illegible] قال فقال أبو لهب تبا لك أما جمعتنا إلا لهذا
[illegible] ثم قام فنزلت هذه السورة
[illegible]
[illegible] الاقربين
[illegible] پہاڑ پر
[illegible] پکارا یا
[illegible] سب لوگ آپ پاس اکٹھے ہوئے آپ نے
[illegible] بیٹو اے فلانے کے بیٹو اے عبد مناف کے بیٹو اے عبد المطلب کے بیٹو وہ سب
اکٹھے ہوئے آپ نے فرمایا بھلا دیکھو تو اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے نیچے سوار ہیں تو تم میری بات مانو گے

انہوں نے کہا ہمنے تو کبھی تمہاری کوئی بات جھوٹ نہیں پائی آپنے فرمایا تو میں تمکو ڈراتا ہوں سخت
عذاب سے ابولہب نے کہا خرابی ہو تمہاری تم نے ہم سبکو اسی لیے جمع کیا پھر آپ کھڑے ہوئے اسوقت یہ سورت
اتری تبت یدا ابی لہب وقد تب یعنی ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہوا وہ اعمش نے اس سورت کو
یوں ہی پڑھا اخیر تک لیکن قد کا حرف زیادہ کیا اور مشہور قرأت تب ہے بغیر قد کے عن الاعمش
بھذا الاسناد صعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم الصفا فقال یا صباحاہ
بنحو حدیث ابی اسامۃ ولم یذکر نزول الآیۃ وانذر عشیرتک الاقربین ترجمہ اعمش سے
اسی سند سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صفا پر چڑھے اور فرمایا یا صباحاہ اور بطور حدیث
ابی اسامہ کی روایت کے مگر اس میں ذکر نہیں کیا آیت وانذر عشیرتک الاقربین کے اترنے کا
باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب والتخفیف عنہ بسببہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
سفارش ابوطالب کے لیے اور انکا عذاب ہلکا ہونا اس سفارش کی وجہ سے عن العباس بن عبد
المطلب انہ قال یا رسول اللہ ھل نفعت ابا طالب بشیء فانہ کان یحوطک ویغضب لک
قال صلی اللہ علیہ وسلم نعم ھو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل
من النار ترجمہ حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ آپنے ابوطالب کو بھی کچھ فائدہ پہونچایا وہ آپکی
حفاظت کرتے تھے اور آپکے لیے غصے ہوتے (یعنی جو کوئی آپکو ستاتا اس پر غصے ہوتے) رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ ٹخنوں تک آگ میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا تو سب سے نیچے کے
طبقہ میں ہوتے جہاں عذاب سخت ہے اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ آپکی دعا سے کافروں کو بھی فائدہ پہونچا کہ وہ آگ میں ہیں انکا عذاب ہلکا ہوا ایک شخص
نے خواب میں ابولہب کو دیکھا اس نے کہا میں سخت عذاب میں گرفتار ہوں پیر کے دن کچھ عذاب
ہلکا ہوتا ہے اسلیے کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں اس روز ثویبہ کو آزاد
کیا تھا سبحان اللہ پیغمبر کی خاطر اللہ تعالی کو منظور ہے کہ آپکی وجہ سے کافروں کا عذاب
بھی ہلکا ہو جاتا ہے ابوطالب حضرت علی کے باپ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور
بڑا احسان آپ پر تھا عن عبد اللہ بن الحارث قال سمعت العباس یقول قلت یا رسول
اللہ ان ابا طالب کان یحوطک وینصرک فھل نفعہ ذلک قال نعم وجدتہ فی غمرات من

النَّارِ فَأَخْرَجْتُهُ إِلَى الضَّحْضَاحِ ترجمہ عبداللہ بن حارث سے روایت ہے میں نے سنا عباس سے وہ کہتے
تھے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب آپکا بچاؤ کرتے تھے اور آپکی مدد کرتے تھے
اور آپکے لیے لوگوں پر غصہ کرتے تھے تو ان کو کچھ فایدہ ہوا ان باتوں سے آپنے فرمایا ہاں میں نے
ان کو سخت آگ میں پایا تو میں نکال لایا انکو ہلکی آگ میں عَنْ سُفْيَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے
جیسے اوپر گذری عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ عِنْدَهُ
عَمُّهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ
كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ ترجمہ ابوسعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے منها
آپکے چچا ابوطالب کا ذکر ہوا آپنے فرمایا شاید انکو فائدہ ہو میری شفاعت سے قیامت کے دن اور وہ ہلکی
آگ میں رکھے جاویں جو انکے ٹخنوں تک ہو لیکن بھیجا انکا پکیگا اس سے (معاذ اللہ جہنم کی آگ کیسی سخت
ہوگی) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ النَّارِ
عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ ترجمہ ابوسعید خدری سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے کم درجے کا عذاب اسکو ہوگا جسکو دو جوتیاں آگ
کی پہنائی جاوینگی پھر اوسکا بھیجا گرمی کے مارے پکیگا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ ترجمہ
ابن عباس رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب جہنم کا ابوطالب
کو ہوگا وہ دو جوتیاں پہنے ہونگے ایسی جنسے انکا بھیجا پکیگا عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَخْطُبُ وَيَقُولُ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ
يُوضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ نعمان بن بشیر سے روایت ہے وہ
خطبہ پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے ہیں سب سے
کم درجہ کا عذاب قیامت کے دن اسکو ہوگا جسکے بیچ تلووں میں دو انگارے رکھ دیے جاوینگے اور بھیجا
پکنے لگیگا ان کی وجہ سے عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ

ما يرى أن أحدا أشد منه عذابا وإنه لأهونهم عذابا ترجمہ نعمان بن بشیر سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب اسکو ہوگا جو دو جوتیاں اور دو تسمے آگ کی پہنے ہوگا
بھیجا اس طرح پکتا ہوگا جیسے ہانڈی بھد بھد پکتی ہے وہ سمجھے گا اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں حالانکہ
اسکو سب سے ہلکا عذاب ہوگا باب الدليل على أن من مات على الكفر لا ينفعه عمل جو شخص کفر کی
حالت میں مرے اوسکو کوئی عمل کام نہیں آویگا عن عائشة قلت يا رسول الله ابن جدعان كان
١ في الجاهلية يصل الرحم ويطعم المسكين فهل ذاك نافعه قال لا ينفعه إنه لم يقل يوما
رب اغفر لي خطيئتي يوم الدين ترجمہ ام المومنین عائشہ نے کہا یا رسول اللہ جدعان کا بیٹا جاہلیت کے
زمانے میں ناتے کو جوڑتا تھا (یعنی ناتے والوں سے سلوک کرتا تھا) اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا کیا یہ کام
اسکو فائدہ دینگے (قیامت کے دن) آپ نے فرمایا کچھ فائدہ نہ دینگے اسنے کبھی یوں نہیں کہا اے مالک بخش دے
میری خطا قیامت کے دن ف یعنی وہ قیامت کا یقین نہ رکھتا تھا اور جو قیامت کا یقین نہ رکھے
وہ کافر ہے اسکو کوئی عمل نفع نہ دیگا قاضی عیاض نے کہا اس بات پر اجماع ہے کہ کافروں کو انکے اعمال
فائدہ نہ دینگے اور انکو کسی قسم کا اجر نہیں ملیگا نہ آرام ہوگا نہ عذاب ہلکا ہوگا البتہ بعض کا عذاب بعض کافر
پر دوسرے کافروں کی نسبت اونکے اعمال کے موافق سخت یا ہلکا ہوگا [illegible] کا کلام
حافظ بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں بعض اہل علم سے [illegible] نقل کیا [illegible]
ابن جدعان کی حدیث اور جو اس قسم کی آیتیں اور حدیثیں ہیں [illegible] جو کفر پر مرے
مراد [illegible] کہ اس کا [illegible] عذاب [illegible]
ہے اگر وہ یہ نیکیاں نہ کرتا تو اسکا عذاب اونکی خطاؤں پر سخت ہوتا [illegible] جدعان کا بیٹا
لوگوں کو بہت کھلاتا تھا اور اس نے مہمانوں کے لیے ایک پیالہ بنایا تھا جس پر [illegible] تھے اور
بنی تیم بن مرہ کی قوم میں سے تھا جو حضرت عائشہ کے عزیز تھے اور قریش کے [illegible] تھا اسکا نام
عبد اللہ تھا اور جدعان بضم جیم اوسکے باپ کا نام تھا نووی) باب موالاة المؤمنين ومقاطعة غيرهم والبراءة منهم
باب بیان میں مومنین کے ساتھ دوستی رکھنے میں اور جو مومن نہیں ان سے دوستی قطع کرنا اور ان سے علیحدہ رہنا
عن عمرو بن العاص قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم جهارا غير سر يقول ألا إن آل أبي
يعني فلانا ليسوا لي بأولياء إنما وليي الله وصالح المؤمنين ترجمہ عمرو بن عاص سے [illegible] فلان

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ پکار کر فرماتے تھے نہ چپکے سے ہمیں فلان کی اولاد میری عزیز نہیں میرا
اللہ ہے اور بہتر عزیز وہ مومن ہیں جو نیک ہوں ف راوی نے اس شخص کا نام نہیں لیا خوف کی وجہ
سے یا تو فتنہ یا دوسرے کو ضرر سے بچانے کے لیے مقصود باب کا اس عبارت سے [illegible]
عزیز اور رشتہ دار وہی مومن ہیں جو نیک ہوں اگرچہ اونکا رشتہ دور کا ہو اور جو شخص نیک نہ ہو وہ میرا عزیز
نہیں اگرچہ کتنا ہی نزدیک کا رشتہ رکھتا ہو قاضی عیاض نے کہا ہے بعضوں نے کہا یہ فلان سے حکم
ابی العاص ہے اور آپ نے کھلم کھلا فرمایا چپکے نہیں اس سے معلوم ہوا کہ مخالفین اہل بدعت سے بیزاری کے
ذریعے سے بیزار رہنا چاہئے اور نیک لوگوں سے محبت کرنا چاہئے اگرچہ ناتا کا ٹوٹا ہو دور ہو دوست)

باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنۃ بغیر حساب ولا عذاب مسلمانوں کے کئی گروہ بے حساب
اور بے عذاب کے جاوینگے عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل من امتی الجنۃ سبعون
الفا بغیر حساب فقال رجل یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منہم قال اللہم اجعلہ منہم
ثم قام آخر فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منہم قال سبقک بہا عکاشۃ ترجمہ ابو ہریرہ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت
میں جاوینگے ایک شخص بولا یا رسول اللہ دعا کیجئے مجھکو ان لوگوں میں کرے آپ نے دعا کی یا اللہ
اسکو ان لوگوں میں سے کر پھر دوسرا اوٹھا اور بولا یا رسول اللہ دعا کیجئے خدا مجھکو ان لوگوں میں سے
کرے آپ نے فرمایا عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا ف نووی نے [illegible] دعا کی درخواست کی [illegible] اور
نہ کی [illegible] ایسا شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا ہے کہ دوسرا شخص اس مرتبہ
کے لائق نہ تھا اور عکاشہ اوسکے لائق تھا اور بعضوں نے کہا وہ منافق تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو
گول گول جواب دیا اور یہ اخلاق کے خلاف تھا کہ آپ صاف فرماتے تو ان میں سے نہیں ہے اور بعضوں نے
کہا کہ آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ میری دعا عکاشہ کے باب میں قبول ہو گی اور دوسرے شخص کے باب میں
قبول ہونے والی نہیں اس لیے آپ نے دوسرے کے لیے دعا نہیں کی اور خطیب بغدادی نے کہا کہ یہ دوسرا شخص
سعد بن عبادہ تھا انصار کا رئیس اگر یہ بات سچ ہو تو انکا منافق قرار دینا غلط ہوگا لیکن اخیر قول ظاہر ہے
اور اسکو علماء نے اختیار کیا ہے۔ اس حدیث میں امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ جل جلالہ
کے بڑے احسان کا بیان ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ ان ستر ہزار آدمیوں کا ہر ایک

آدمی کے ساتھ ستر ہزار آدمی اور ہونگے اس صورت میں کل آدمیوں کی تعداد جو بے حساب جنت میں جاوینگے
چار عرب اور نوے کروڑ ستر ہزار ہوئے اللہ تعالی اپنے فضل سے ہمکو بھی ان لوگوں میں کرے (نووی مع زیادۃ)
عن ابی ھریرۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بمثل حدیث الربیع ط
ترجمہ دوسری روایت بھی ابوہریرہ رض سے ایسی ہی جیسے اوپر گذری عن ابی ھریرۃ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یدخل الجنۃ من امتی زمرۃ ھم سبعون الفا تضیء
وجوھھم اضاءۃ القمر لیلۃ البدر قال ابو ھریرۃ فقام عکاشۃ بن محصن الاسدی یرفع
نمرۃ علیہ فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللھم اجعلہ منھم ثم قام رجل من الانصار فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منھم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبقک بھا عکاشۃ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے میں نے سنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے میری امت میں سے ایک جماعت جنت میں جاویگی جنکے مونہہ
چودھویں رات کے چاند کیطرح چمکتے ہونگے ابوہریرہ نے کہا یہ سنکر عکاشہ بن محصن اسدی کھڑا ہوا اپنا کمل اٹھاتا
ہوا اور کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ مجھکو ان لوگوں میں سے کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ
اسکو ان لوگوں میں سے کر دے پھر ایک شخص اور انصار میں سے کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ مجھکو
ان لوگوں میں سے کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات تجھ سے پہلے عکاشہ کر چکا عن ابی ھریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا زمرۃ واحدۃ
منھم علی صورۃ القمر ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے
ستر ہزار آدمی جنت میں جاوینگے ان میں سے سب صفوں کی صورت چاند کیطرح چمکتی ہوگی عن عمران
قال قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب
قالوا من ھم یا رسول اللہ قال ھم الذین لا یکتوون ولا یسترقون وعلی ربھم یتوکلون فقام
عکاشۃ فقال ادع اللہ یا نبی اللہ ان یجعلنی منھم قال انت منھم فقام رجل فقال یا نبی اللہ ادع
اللہ ان یجعلنی منھم قال سبقک بھا عکاشۃ ترجمہ عمران سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جاوینگے لوگوں نے پوچھا وہ کون
لوگ ہونگے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وہ لوگ جو داغ نہیں دیتے اور منتر نہیں کرتے ف یعنی بیماری

ہیں، دوا علاج اور جھاڑ پھونک نہیں کرتے اس خیال سے کہ صحت اور تندرستی خدا کے اختیار میں ہے دوا اور علاج بغیر اسکی مرضی کے کچھ فائدہ نہیں دیتا پس سارا بھروسا انکا خدا پر ہوتا ہے۔ نووی نے کہا علماء نے اس حدیث کے مطلب میں اختلاف کیا امام ابو عبداللہ مازری نے کہا بعضی لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے دوا اور علاج کی ممانعت پر حالانکہ اکثر علماء اسکے خلاف میں ہیں اور دلیل انکی وہ حدیثیں ہیں جنمیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دواؤں اور غذاؤں کے فائدے بیان کیے ہیں جیسے کلونجی اور قسط اور ایلوے وغیرہ کے اور خود آپنے بیماری میں دوا کی ہے اور حضرت عائشہ نے آپکی دوا کو نقل کیا ہے اور آپنے منتر بتلایا ہے اور اس سے شفا ہوئی ہے اور ایسی حدیثیں ہیں کہ بعضے صحابہ نے سورہ فاتحہ کا منتر کیا تھا اور پھر اجر لیا تھا جب یہ سب باتیں ثابت ہیں تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دواؤں کو بالطبع مفید جانتے ہیں اور خدا کے اختیار اور مرضی کے قائل نہیں ہیں وہ جنت میں نہ جاوینگے قاضی عیاض نے کہا اس تاویل کی طرف بہت لوگ گئے ہیں حالانکہ یہ تاویل ٹھیک نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کی فضیلت بیان کی ہے جو جنت میں بغیر حساب اور کتاب کے جاوینگے اور انکے منہ چاند کی طرح چمکتے ہونگے پھر اگر یہ تاویل کیجاوے جو اُن لوگوں نے کی ہے تو یہ فضیلت انکے ساتھ خاص نہوگی اسوجہ سے کہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ یہی ہے اور جو اسکے خلاف اعتقاد رکھے (یعنے دوا کو بالطبع اور بالذات موثر سمجھے) وہ تو کافر ہے دوسرے علماء نے بھی اس حدیث کا مطلب بیان کیا ہو ابوسلیمان خطابی نے کہا مراد دوا کی ترک سے یہ ہے کہ وہ بھروسا اللہ ہی پر رکھتے ہیں اور اسکی قضا و ابتلا پر راضی ہیں انھوں نے کہا یہ درجہ بہت بلند ہے اسی طرف ایک جماعت گئی ہے قاضی نے کہا ظاہر حدیث بھی یہی ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ داغ دینے میں اور منتر کرنے میں اور قسم کے علاج کرنے میں کوئی فرق نہیں اور داؤدی نے کہا حدیث سے مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ تندرستی کی حالت میں یہ کام نہیں کرتے اسلیے کہ یہ بھی حالت صحت میں تعویذ اور منتر لیکن بیماری کی حالت میں تو درست ہے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث سے وہی دو قسم کے علاج مقصود ہیں یعنی منتر کرنا اور داغ دینا اور باقی معالجہ توکل کے خلاف نہیں ہے اسلیے کہ علاج خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور سلف کے علماء اور فضلاء نے کیا ہو اور جو سبب سبب پر یقین ہو جیسے کھانا اور پینا سیری کیلیے وہ توکل کو نہیں بگاڑتا اسی لیے انہوں نے علاج کرنا نہیں چھوڑا اور روٹی کمانے کو اپنے لیے اور بال بچوں کے لیے توکل کے خلاف خیال کیا اگر یہ سبب ہے کہ اسکا بھروسا

خدا پر ہونا اپنی دوا اور علاج اور کمائی پر اور داغ دیتے ہیں اور دوسرے قسم کے علاج میں فرق بیان
کرنا بہت طول چاہتا ہے اور حضرت نے دونوں کو جائز رکھا ہے اور دونوں کی تعریف کی ہے لیکن ایک
نکتہ میں بیان کرتا ہوں جو کافی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نے اپنی بھی دوا کی اور دوسروں کی بھی دوا کی اور داغ اپنے نہیں دیا
البتہ دوسرے کو دیا ہے اور حدیث صحیح میں ممانعت آئی ہے داغ دینے سے اور آپ نے فرمایا کہ مجھے
داغ دینا اچھا نہیں لگتا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور ظاہر وہی معنے ہیں جو خطابی نے اختیار کیا
اور حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں کا اعتقاد خدا پر قوی ہوگا اور وہ ہر کام کو خدا کے سپرد کرتے ہوں گے
تو جو آفت اور مصیبت آئے اسکے دور کے لیے دنیاوی اسباب کی طرف انہوں نے توجہ نہیں کی اور بیشک
یہ درجہ افضل ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علاج کیا ہے وہ اس واسطے کہ علاج کا جائز ہونا
لوگوں کو معلوم ہو جاوے انتہیٰ ما قال النووی ف اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں ف نووی
نے کہا سلف اور خلف نے توکل کی حقیقت میں اختلاف کیا ہے امام ابو جعفر طبری نے ایک جماعت سلف سے
نقل کیا ہے کہ توکل یہ ہے کہ سوا خدا کے اور کسی کا ڈر نہ رہے نہ درندے نہ دشمن کا اور روزی کمانے
میں کوشش چھوڑ دے اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ ضامن ہے رزق کا اور دلیل ان لوگوں کی حدیث مذکور
ہیں اور ایک جماعت نے کہا کہ توکل یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ پر بھروسا رکھے اور اس امر کا یقین کرے کہ
اسکا حکم جاری ہے لیکن کوشش کرے روزی کمانے میں اور دشمن سے بچے مثل جیسے پیغمبروں نے کیا ہے
قاضی عیاض نے کہا طبری اور اکثر فقہا نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بعض صوفیوں نے پہلے
قول کو اختیار کیا ہے لیکن محققین صوفیہ اکثر فقہا کے موافق ہیں پر وہ یہ کہتے ہیں کہ توکل صحیح نہیں
ہوتا جب تک دنیا کے اسباب کا خیال ہو یا ان اسباب پر دلکو اطمینان ہو البتہ اسباب کا کرنا اللہ
تعالیٰ کا ٹھیرایا ہوا طریقہ ہے اور آدمیوں کی عادت ہے مگر یہ ضرور ہے کہ بھروسا اللہ ہی پر ہو اور اس امر کا
یقین ہو کہ دنیا کے اسباب سے نہ نفع ہوتا ہے نہ ضرر پہنچتا ہے بلکہ نفع اور نقصان اللہ ہی کی طرف سے
ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا استاذ ابو القاسم قشیری نے کہا کہ توکل کی جگہ دل ہے اور ظاہر کی
حرکت دل کے توکل کے خلاف نہیں بشرطیکہ بندہ کو یقین ہو کہ آسانی اور سختی سب خدا کی تقدیر سے ہے
سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر راضی ہو جاوے اور جو اسکا ارادہ
ہو اسپر چھوڑ دیوے ابو عثمان حیری نے کہا توکل یہ ہے کہ اللہ کو کافی سمجھے اور اسپر بھروسا رکھے بعضوں نے

کہا توکل یہ ہے کہ کام اور شش سب کو برابر سمجھے واللہ اعلم **ف** اسوقت عکاشہ کھڑا ہوا
اور عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمایئے خدا مجھکو ان لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تو ان مین سے ہے پھر ایک
اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ کے نبی دعا کرو خدا مجھکو ان لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تجھ سے پہلے
عکاشہ کہہ چکا **عن** عمران بن حصین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل الجنة
من امتی سبعون الفا بغیر حساب قالوا من هم یا رسول اللہ قال هم الذین لا یسترقون
ولا یتطیرون ولا یکتوون وعلی ربهم یتوکلون ترجمہ عمران بن حصین سے روایت ہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے بہشت مین جاوینگے لوگون نے کہا
یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین آپنے فرمایا وہ لوگ جو منتر نہیں کرتے ہین نہ بدشگون لیتے ہین نہ داغ لگاتے
ہین اور اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہین **عن** سهل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لیدخلن الجنة من امتی سبعون الفا او سبعمائة الف لا یدری ابو حازم ایهما قال
متماسکون آخذ بعضهم بعضا لا یدخل اولهم حتی یدخل آخرهم وجوههم علی صورة
القمر لیلة البدر ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے امت
مین سے ستر ہزار یا سات لاکھ (ابو حازم جو راوی ہے اس حدیث کا اسکو یاد نہین رہا کہ سہل نے ستر ہزار کہا یا
سات لاکھ) آدمی جنت مین جاوینگے ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے (یعنی ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ
مین ہوگا صف باندھے ہوئے تاکہ ایک ساتھ سب جنت مین جاوین اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جنت کا
دروازہ کتنا چوڑا ہے) کوئی انمین سے پہلے جنت مین نہ گھسیگا جب تک اخیر کا شخص نہ گھسے اور
انکے منہ چودھوین رات کے چاند کی طرح ہونگے **عن** حصین بن عبد الرحمن قال کنت عند سعید بن
جبیر فقال ایکم رای الکوکب الذی انقض البارحة قلت انا ثم قلت اما انی لم اکن فی صلوة
ولکنی لدغت فقال فماذا صنعت قلت استرقیت قال فما حملک علی ذلک قلت حدیث
حدثناه الشعبی قال وما حدثکم الشعبی قلت حدثنا عن بریدة بن حصیب الاسلمی
انه قال لا رقیة الا من عین او حمة فقال قد احسن من انتهی الی ما سمع ولکن حدثنا
ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال عرضت علی الامم فرایت النبی ومعه الرهیط
والنبی ومعه الرجل والرجلان والنبی ولیس معه احد اذ رفع لی سواد عظیم فظننت

أنهم من أمتي فقيل لي هذا موسى وقومه ولكن انظر إلى الأفق فنظرت فإذا سواد عظيم فقيل لي انظر إلى الأفق الآخر فنظرت فإذا سواد عظيم فقيل لي هذه أمتك ومعهم سبعون ألفا يدخلون الجنة بغير حساب ولا عذاب ثم نهض فدخل منزله فخاض الناس في أولئك الذين يدخلون الجنة بغير حساب ولا عذاب فقال بعضهم فلعلهم الذين صحبوا رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال بعضهم فلعلهم الذين ولدوا في الإسلام ولم يشركوا بالله شيئا وذكروا أشياء فخرج عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما الذي تخوضون فيه فأخبروه فقال هم الذين لا يرقون ولا يسترقون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون فقام عكاشة بن محصن فقال ادع الله أن يجعلني منهم فقال أنت منهم ثم قام رجل آخر فقال ادع الله أن يجعلني منهم فقال سبقك بها عكاشة

ترجمہ حصین بن عبدالرحمن سے روایت ہے میں سعید بن جبیر کے پاس تھا انہوں نے کہا تم میں سے کسنے اس تارے کو دیکھا جو کل رات کو ٹوٹا تھا میں نے کہا میں نے دیکھا میں کچھ نماز میں مشغول نہ تھا (اس سے یہ غرض ہے کہ کوئی مجھکو عابد شب بیدار نہ خیال کرے) بلکہ مجھے بچھو نے ڈنک مارا تھا (تو میں سو نہ سکا اور تارا ٹوٹتے ہوئے دیکھا) سعید نے کہا پھر تو نے کیا کیا میں نے کہا منتر کرایا انہوں نے کہا کیوں تو نے منتر کرایا میں نے کہا اس حدیث کی وجہ سے جو شعبی نے ہم سے بیان کی انہوں نے کہا شعبی نے کونسی حدیث بیان کی ہے میں نے کہا انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی بریدہ بن حصیب اسلمی سے انہوں نے کہا منتر نہیں فائدہ دیتا مگر نظر کے لیے یا ڈنک کے لیے (یعنے بد نظر کے اثر کو دور کرنے کو یا بچھو اور سانپ وغیرہ کے کاٹے کے لیے مفید ہے) سعید نے کہا جس نے جو سنا اور اس پر عمل کیا تو اچھا کیا **ف** خطابی نے کہا بریدہ کی روایت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی منتر زیادہ فائدہ دینے والا اور جلد اثر کرنیوالا نظر اور ڈنک کے منتر سے نہیں ہے اور نظر کی تاثیر میں کوئی شک نہیں اور وہ سچ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتر کیا ہے اور دوسروں کو منتر کا حکم بھی دیا ہے پھر اگر منتر قرآن کی آیتوں سے یا اللہ کے ناموں سے ہو تو اسکا کرنا مباح ہے اور کراہت اس منتر میں ہے جو عربی زبان میں نہ ہو اور جس کا مطلب معلوم نہ ہو اس احتمال سے کہ شاید اس میں کفر کے الفاظ ہوں یا کوئی بات ایسی ہو جس سے شرک لازم آوے اور احتمال ہے کہ منتر وہ مکروہ ہو جو جاہلیت کی طرح پر ہو ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ جنات ہماری مدد کرتے ہیں اور آفتوں کو دور کرتے ہیں تمام ہوا کلام خطابی کا (نووی) **ف** لیکن ہم سے تو عبداللہ بن عباس نے حدیث بیان کی انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں بعضا پیغمبر
ایسا تھا کہ اوسکی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعضے پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعضے کے
ساتھ ایک بھی نہ تھا اتنے میں ایک بڑی امت آئی میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے لوگوں نے کہا یہ موسے
ہیں اور انکی امت ہے تم آسمان کے کنارے کو دیکھو میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے پھر مجھ سے
کہا گیا اب دوسرے کنارے کیطرف دیکھو دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے مجھسے کہا گیا یہ تمہاری امت ہے
اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جاوینگے بعضوں نے کہا
شاید یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے بعضوں نے کہا نہیں بلکہ یہ لوگ ہیں
جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک نہیں کیا بعضوں نے کہا
کچھ اور کہا تب آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نہ منتر کرتے ہیں نہ منتر کرالیتے ہیں نہ بدشگون لیتے ہیں اور
اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں یہ سنکر عکاشہ محصن کا بیٹا کھڑا ہوا اور اس نے کہا آپ اللہ سے
دعا کیجیے کہ وہ مجھکو ان لوگوں میں سے کرے آپ نے فرمایا تو ان لوگوں میں سے ہے پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا
اور کہنے لگا دعا کیجیے اللہ مجھکو بھی ان لوگوں میں کرے آپ نے فرمایا عکاشہ تجھسے پہلے یہ کام کر چکا عن ابن
عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی الامم ثم ذکر باقی الحدیث نحو حدیث
هشیم ولم یذکر اول حدیثه ترجمہ ابن عباس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے لیکن
اسمیں وہ شروع حدیث کا نہیں جو پہلی روایت میں ہے یعنی سعید اور حصین کی گفتگو ⁂

باب بیان کون هذه الامة نصف اهل الجنة اس امت میں سے جنت کے آدھے لوگ ہونگے

عن عبد الله قال قال لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم اما ترضون ان تکونوا
ربع اهل الجنة قال فکبرنا ثم قال اما ترضون ان تکونوا ثلث اهل الجنة قال فکبرنا ثم
قال انی لارجو ان تکونوا شطر اهل الجنة وسأخبرکم عن ذلک ما المسلمون فی الکفار الا
کشعرة بیضاء فی ثور اسود او کشعرة سوداء فی ثور ابیض ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ جنتیوں کی چوتھائی تم میں سے ہونگے
سنکر ہم نے تکبیر کہی (خوشی کے مارے) پھر آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ تہائی جنتیوں کے
تم ہوگے یہ سنکر ہم نے تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنتیوں میں آدھے تم لوگ ہوگے اور اسکی وجہ یہ ہے

جو مین بیان کرتا ہون مسلمان کافرون مین ایسے ہین جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل مین ہو یا ایک سیاہ
بال سفید بیل مین ہو **ف** یعنے دنیا مین ہر ایک زمانے مین کافرون کی تعداد بڑھی رہے اسوجہ سے
جنتی لوگ بہت کم ہون گے اور اس امت کے لوگ جنتیون کے آدہے ہو جاوین کو کہین گے اگر جنتی بہت ہوتے
تو البتہ ان کے آدہے لوگ اس امت مین سے ہونا قیاس سے بعید تہا عن عبد اللہ قال کنا مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی قبۃ نحوا من اربعین رجلا فقال اترضون ان تکونوا ربع اہل الجنۃ قال قلنا
نعم قال اترضون ان تکونوا ثلث اہل الجنۃ قلنا نعم فقال والذی نفس محمد بیدہ انی لارجو
ان تکونوا نصف اہل الجنۃ وذالک ان الجنۃ لا یدخلہا الا نفس مسلمۃ وما انتم فی اہل
الشرک الا کالشعرۃ البیضاء فی جلد الثور الاسود او کالشعرۃ السوداء فی جلد الثور الاحمر
ترجمہ عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک خیمے مین
جسمین قریب چالیس مردون کے ہونگے آپ نے فرمایا کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ جنتیون کے چوتھائی تم
لوگ ہو ہم نے کہا ہان پھر آپ نے فرمایا کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ جنتیون کی ایک تہائی تم ہو ہم نے کہا ہان آپ
نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے مجھے امید ہے کہ تم ہی سے آدہے جنتی ہونگے اور یہ اسسبب سے کہ
جنت مین وہی جاویگا جو مسلمان ہے اور مسلمان مشرکون کے اندر ایسے ہین جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل
کی کہال مین ہو یا ایک سیاہ بال لال بیل کی کہال مین ہو عن عبد اللہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاسند ظہرہ الی قبۃ ادم فقال الا لا یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ اللہم ہل بلغت اللہم اشہد
اتحبون انکم ربع اہل الجنۃ فقلنا نعم یا رسول اللہ فقال اتحبون ان تکونوا ثلث اہل الجنۃ قالوا نعم
یا رسول اللہ قال انی لارجو ان تکونوا شطر اہل الجنۃ ما انتم فی سواکم من الامم الا کالشعرۃ
السوداء فی الثور الابیض او کالشعرۃ البیضاء فی الثور الاسود ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ
خطبہ پڑہا ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ٹیکا دیا اپنی پیٹھ کو چمڑے کے خیمے سے اور فرمایا خبردار
ہو جاؤ نہ جاویگا کوئی جنت مین مگر وہ جو مسلمان ہے یا اللہ مین نے تیرا پیغام پہنچا دیا یا اللہ تو گواہ رہ کیا تم
چاہتے ہو کہ جنت کی چوتھائی لوگ تم مین سے ہون ہم نے کہا ہان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تم چاہتے ہو
کہ جنت کی تہائی لوگ تم مین سے ہون سبنے کہا ہان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنتیون کی نصف
ہو گے **ف** آپنے پہلی ہی بار نہ فرمایا بلکہ پہلے چوتھائی پھر ثلث پھر نصف فرمایا اس سے یہ غرض ہے کہ انکو

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زیادہ خوشی ہو اور بار بار خوشی ہو۔ دوسری یہ کہ انکو عزت اور عظمت ثابت ہو اسلیے کہ بار بار کسی آدمی کو دینے سے یہ نکلتا ہے کہ دینے والے کو اسکا بڑا خیال ہے تیسری یہ کہ وہ لوگ بار بار خدا کی تعریف کریں اور اسکا شکر ادا کریں اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ امت محمدی میں سے جنت کے آدمی آدھے لوگ ہونگے اور دوسری حدیث میں یون ہے کہ جنتیون کے ایک سو بیس صفیں ہونگی انمیں سے اسی صفیں اس امت کے لوگون کی ہونگی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو تہائی جنتی امت محمدی میں سے ہونگے شاید پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصف کی خبر دی گئی ہوگی پھر اللہ تعالے نے اپنی عنایت سے اور بڑھا دیا دو تہائی جنتی آپکی امت میں سے کر دیے (نووی) **ف** تم مخالف لوگون میں ایسے ہو جیسے سیاہ بال سفید بیل میں یا سفید بال سیاہ بیل میں **عن** ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ عز وجل یا آدم فیقول لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک قال یقول اخرج بعث النار قال وما بعث النار قال من کل الف تسع مائة وتسعة وتسعین قال فذاک حین یشیب الصغیر وتضع کل ذات حمل حملها وتری الناس سکاری وما ہم بسکاری ولکن عذاب اللہ شدید قال فاشتد ذلک علیہم قالوا یا رسول اللہ اینا ذلک الرجل فقال ابشروا فان من یاجوج وماجوج الف ومنکم رجل قال ثم قال والذی نفسی بیدہ انی لاطمع ان تکونوا ربع اہل الجنة فحمدنا اللہ وکبرنا ثم قال والذی نفسی بیدہ انی لاطمع ان تکونوا ثلث اہل الجنة فحمدنا اللہ وکبرنا ثم قال والذی نفسی بیدہ انی لاطمع ان تکونوا شطر اہل الجنة ان مثلکم فی الامم کمثل الشعرة البیضاء فی جلد الثور الاسود او کالرقمة فی ذراع الحمار **ترجمہ** ابو سعید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے فرمائیگا اے آدم وہ کہیں گے حاضر ہون میری خدمت میں تیری اطاعت میں اور سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے حکم ہوگا کہ دوزخیون کی جماعت نکالو وہ عرض کرینگے دوزخیونکی کیسی جماعت حکم ہوگا ہر ہزار آدمیون میں سے نو سو ننانوے آدمی نکالو جہنم کے لیے (اور ایک آدمی فی ہزار جنت میں جاویگا) آپنے فرمایا یہی تو وہ وقت ہے جب بچہ بوڑھا ہو جاویگا (بوجہ ہول اور خوف کے یا اوس دن کی درازی کی وجہ سے) اور ہر ایک پیٹ والی ڈر اپنا پیٹ ڈالدیگی اور تو دیکھے گا لوگون کو جیسے نشہ میں مست ہیں اور وہ مست نہ ہونگے پر اللہ کا عذاب سخت ہوگا **ف** علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ باتیں کس وقت ہونگی بعضون نے لکھا قیامت قائم ہونے

وقت بیان فرمایا ہوگا ہو سکتا ہے پہلے ان بعضوں نے کہا حشر کے دن اس صورت میں یہ حمل گرا دینگے سو یہ مراد ہے
کہ وہ وقت ایسا ہولناک ہوگا کہ اگر کوئی عورت وہاں حاملہ ہو تو اسکا حمل گر جاوے اور یہی مراد ہے بچے کے
بوڑھے ہو جانے کی واللہ اعلم (ف) صحابہ اس امر کے سننے سے بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے یا
رسول اللہ وہ ایک شخص (جو جنتی ہے) ہم میں سے کون نکلتا ہے آپ نے فرمایا تم خوش
ہو جاؤ [illegible] ہزار [illegible] میں سے ایک آدمی اور ان میں
[illegible] یاجوج ماجوج [illegible] کی اولاد کو کہتے
ہیں [illegible] اولاد میں [illegible]
[illegible] قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے مجھ کو
[illegible]
نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے مجھ کو امید ہے کہ ایک تہائی آدمی جنت کے تم میں سے ہونگے
ہم نے اسکی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنت کے آدھے آدمی تم میں سے ہونگے
تمہاری مثال اور امتوں کے ساتھ ایسی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں یا ایک نشان
گدھے کے پاؤں میں عن الاعمش بهذا الاسناد غير انهما قالا ما انتم يومئذ في الناس الا
كالشعرة البيضاء في الثور الاسود او كالشعرة السوداء في الثور الابيض ولم يذكرا او كالرقمة
في ذراع الحمار [illegible] اعمش سے روایت ہے [illegible] اس میں یہ ہے کہ تم اس دن اور لوگوں کے
ساتھ ایسے ہو جیسے سفید بیل میں سیاہ بال یا سیاہ بیل میں سفید بال اور گدھے کے پاؤں کے نشان کا ذکر نہیں کیا

تمام ہوئی کتاب الایمان کی اب شروع ہوتی ہے کتاب طہارت کی [illegible]

كتاب الطهارة

کتاب طہارت کے بیان میں (ف) ہر چند ایمان کے بعد عبادات میں نماز مقدم ہے مگر نماز کی شرط طہارت ہے اس لیے پہلے طہارت کو بیان کیا باب فضل الوضوء وضو کی فضیلت کا بیان عن ابي مالك الاشعري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ
السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ
كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور زمین کے بیچ کی جگہ کو اگر انکا ثواب ایک جسم کی شکل فرض کیا جاوے اور نماز نور ہے یعنی
منع کرتی ہے گناہوں سے اور باز رکھتی ہے برائیوں سے اور ہدایت کرتی ہے ثواب اور نیکی کی طرف
جیسے نور سے یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں اور بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ نمازی کو قیامت کے دن نور
ملیگا نماز کے ثواب میں اور بعضوں نے کہا نماز نور ہے اسواسطے کہ نماز پڑھنے سے طرح طرح کے معارف
اور مکاشفات حاصل ہوتے ہیں اسلیے کہ دل اسوقت فارغ ہوتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالی
کیطرف اور خود اللہ تعالی نے فرمایا مدد چاہو صبر اور نماز سے اور بعضوں نے کہا نماز پڑھنے والوں کے چہرے
پر ایک نور ہوگا قیامت کے دن اور دنیا میں بھی نمازی کے چہرے پر نور ہوتا ہے واللہ اعلم (نووی)
ف اور صدقہ دلیل ہے ف یعنے صدقہ دینے والے کی نجات کے لئے قیامت کے دن اسلیے
کہ منافق صدقہ نہیں دیتا اور نہ صدقے میں کوئی فائدہ خیال کرتا ہے ف اور صبر روشنی ہے ف

یعنے وہ صبر جو شرعاً محبوب ہے وہ کیا ہے صبر کرنا اللہ کی اطاعت پر اور صبر کرنا گناہ سے بچنے کے لیے اور صبر کرنا مصیبتوں پر اور دنیا کی تکلیفوں پر اور غرض یہ ہے کہ صبر عمدہ چیز ہے اور جو شخص صابر ہے وہ ہدایت اور روشنی کی راہ پر ہے ابراہیم خواص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صبر کیا ہے جمے رہنا کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ پر ابن عطا رحمہ اللہ نے کہا صبر کیا ہے بلا کے وقت اپنی زبان کو تھامے رہنا ادب کے ساتھ استاذ ابو علی دقاق نے کہا صبر کی حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا اس پر اعتراض نہ کرے لیکن ظاہر کرنا اپنی مصیبت کا صبر کے خلاف نہیں اگر بطور شکایت کے نہ ہو کیونکہ ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صابر کہا ہے اور انہوں نے یہ کہا تھا مجھے دکھ اور بیماری ہے (نووی) **ف** اور قرآن تیری دلیل ہے دوسرے پر یا دوسرے کی دلیل ہے تجھ پر (یعنے اگر سمجھ کر پڑھے اور فائدہ اٹھاوے تو تیری دلیل ہے نہیں تو دوسرے کو فائدہ ہوگا اور تو محروم رہے گا) ہر ایک آدمی (بھلا ہو یا برا) صبح کو اٹھتا ہے پھر اپنے تئیں آزاد کرتا ہے (نیک کام کرکے خدا کے عذاب سے) یا (بری کام کرکے) اپنے تئیں تباہ کرتا ہے

باب وُجُوبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلٰوةِ نماز کے لیے طہارت کا ضرور ہونا

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى ابْنِ عَامِرٍ يَعُوْدُهٗ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَقَالَ اَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لِيْ يَا ابْنَ عُمَرَ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ وَكُنْتَ عَلَى الْبَصْرَةِ

ترجمہ مصعب بن سعد سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر ابن عامر پاس آئے وہ بیمار تھے انکے پوچھنے کو ابن عامر نے کہا اے ابن عمر تم میرے لیے دعا نہیں کرتے انہوں نے کہا میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اللہ نہیں قبول کرتا نماز کو بغیر طہارت کے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث نص ہے طہارت کے وجوب پر نماز کے لیے اور اجماع کیا ہے امت نے اس امر پر کہ طہارت شرط ہے نماز کی صحت کی قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہے علما نے کہ طہارت کب فرض ہوئی ہے نماز کے لیے ابن جہم نے کہا کہ شروع اسلام میں وضو سنت تھا پھر آیت تیمم میں اسکی فرضیت اتری اور جمہور علما نے کہا ہے کہ وضو اس سے پہلے ہی فرض تھا پر انہوں نے اختلاف کیا ہے آیا ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے یا اسی وقت جب محدث (بے وضو) ہو تو سلف کے کئی علما اس طرف گئے ہیں کہ ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے گو وہ محدث نہ ہوا ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالیٰ کا اذا قمتم الی الصلوة

باب وجوب الطہارۃ للصلوۃ

اخیر تک یعنے جب تم اوٹھو نماز کے لیے تو دھوؤ منہ اور ہاتھ اور آیت مین قید حدث کی نہین ہے اور ایک
جماعت کا قول یہ ہی کہ اوائل اسلام مین ایسا ہی حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا اور بعضون نے کہا کہ یہ حکم استحبابا
ہے نہ وجوبا اور بعضون کے نزدیک وضو اسی وقت شروع ہوا تھا جب آدمی محدث ہو البتہ تازہ وضو
کرنا ہر ایک نماز کے لیے مستحب ہے اور اسی قول پر اجماع کیا ہے اہل فتوے نے اور انمین کوئی اختلاف نہین رہا
اور آیت مذکورہ مین محدثین کا لفظ مقدر ہے یعنی جب اٹھو تم نماز کے لیے حدث کی حالت مین ختم ہوا کلام
قاضی کا اور ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے بیچ اس کے کہ وضو کے واجب ہونے کی علت کیا ہے بعضون نے کہا
وضو واجب ہوتا ہے حدث سے اور بعضون نے کہا واجب نہین ہوتا جب تک نماز کے لیے نہ اوٹھے اور بعضون
نے کہا دونو امرون سے واجب ہوتا ہے اور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی قول راجح ہے اور اجماع کیا ہے امت
نے کہ نماز بغیر طہارت کے حرام ہے خواہ یہہ طہارت پانی سے ہو یا مٹی سے اور کوئی فرق نہین ہے فرض اور
نفل نماز مین اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور جنازے کی نماز مین مگر شعبی اور محمد بن جریر طبری سے نقل
ہے کہ جنازے کی نماز بغیر طہارت کے جائز ہے اور یہہ مذہب باطل ہے اور ابن تیمیہ رح سے منقول ہے
کہ سجدہ تلاوت بغیر طہارت کے درست ہے اور اجماع کیا ہے علماء نے اسکے خلاف پر اگر کسی شخص نے عمدا بے
وضو نماز پڑھی تو وہ گنہگار ہوگا لیکن کافر نہ ہوگا یہی ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ رح سے
منقول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اسلیے کہ اس نے دین کے ساتھ ٹھٹھا کیا اور ہماری دلیل یہ ہے کہ کفر نہین ہوتا
مگر اعتقاد سے اور اس مصلی کا اعتقاد تو صحیح ہے یہ جب ہو کہ اس مصلی کو کوئی عذر نہ ہو اگر عذر ہو جیسا نہ پانی ملے
نہ مٹی تو اسمین امام شافعی کے چار قول ہین اور ہر ایک قول کیطرف علماء گئے ہین سب مین زیادہ صحیح
قول یہ ہے کہ نماز پڑھ لیوے بغیر طہارت کے پھر جب طہارت ممکن ہو تو نماز کا اعادہ کرے دوسرا قول یہ
ہے کہ نماز نہ پڑھے اور جب طہارت ممکن ہوا سوقت قضا پڑھ لیوے تیسرا قول یہ ہی کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے
لیکن قضا واجب ہے چوتھا قول یہ ہی کہ نماز پڑھ لیوے اور قضا واجب نہین اور اسی قول کو مزنی نے اختیار کیا
ہے اور یہہ سب قولون مین قوی ہے از روے دلیل کے اسلیے کہ نماز کا واجب ہونا تو حدیث سے ثابت
ہے آپ نے فرمایا جب مین تمکو کسی کام کا حکم کرون تو اسکو بجا لاؤ جہانتک تمسے ہو سکے اور اعادے کے لیے
کوئی نیا امر چاہیے اور وہ موجود نہین (النووی) مع زیادة **ف** اور نہین قبول کرتا صدقہ اس مال غنیمت
مین سے جو تقسیم سے پہلے اوڑا لیا جاوے اور تم تو بصرے کے حاکم رہ چکے ہو **ف** اسوجہ سے غنیمت کا مال اڑا

سے غرور تم نے چوری کی ہوگی یا استنجا سے اور بندوں کے حقوق تم پر ہونگے پھر ایسے شخص کے لیے دعا کیا فائدہ دیگی اور ظاہر ہے کہ ابن عمر کا کہنا بطریق زجر اور تشدد کے تھا اور اس سے یہ غرض تھی کہ اب بھی ابن عامر غفلت سے بیدار ہو اور توبہ کرے ورنہ دعا فاسقوں کے لیے مفید ہے ہمیشہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور سلف اور خلف کا فاسقوں اور گنہگاروں کے لیے دعا کرتے رہے کہ خدا انکو ہدایت کرے اور توبہ نصیب کرے (نووی) عن سماک بن حرب بھذا الاسناد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا عن ہمام بن منبہ اخی وھب بن منبہ قال ھذا ما حدثنا ابو ھریرۃ عن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر احادیث منھا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقبل صلوۃ احدکم اذا احدث حتی یتوضا ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے جو وہب بن منبہ کے بھائی ہیں انہوں نے کہا یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابوہریرہ نے ہم سے بیان کیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ذکر کیا کئی حدیثوں کو انہیں ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبول نہیں ہوتی نماز تم میں سے کسی کی نماز جب وہ بے وضو ہو یہانتک کہ وضو کرے باب صفۃ الوضوء وکمالہ وضو کی ترکیب اور اسکے پورا کرنے کا بیان عن حمران مولی عثمان اخبرہ ان عثمان بن عفان دعا بوضوء فتوضا فغسل کفیہ ثلث مرات ثم مضمض واستنثر ثم غسل وجھہ ثلث مرات ثم غسل یدہ الیمنی الی المرفق ثلث مرات ثم غسل یدہ الیسری مثل ذلک ثم مسح راسہ ثم غسل رجلہ الیمنی الی الکعبین ثلث مرات ثم غسل الیسری مثل ذلک ثم قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضا نحو وضوئی ھذا ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضا نحو وضوئی ھذا ثم قام فرکع رکعتین لا یحدث فیھما نفسہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ قال ابن شھاب وکان علماؤنا یقولون ھذا الوضوء اسبغ ما یتوضا بہ احد للصلوۃ ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولا غلام آزاد کیے ہوئے تھے عثمان بن عفان کے انہوں نے کہا حضرت عثمان نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا تو پہلے دونوں پہونچوں کو تین بار دھویا ف حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع وضو میں پہونچوں کا تین بار دھونا سنت ہے اور اسپر اتفاق ہے علماء کا (نووی) ف پھر کلی کی ف نووی نے کہا کلی کا کمال یہ ہے کہ پانی منہ میں [illegible] پھر اوسکو پھرا دے [illegible] اور [illegible]

کہ پانی کو صرف منہ میں لیوے پھرا دے نہیں لیکن پھرانا پانی کا تو قول مشہور کے موافق شرط نہیں ہے
اور یہی مذہب ہے جمہور کا لیکن ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک شرط ہے اور یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسے
سر کے مسح میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک اگر گیلا ہاتھ سر پر رکھ لیا تو مسح ہو گیا اور بعضوں کے نزدیک
اسکا پھرانا ضرور ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پھرانا ضرور نہیں ہے مثل اور اعضا کے ان تک پانی پہونچانا کافی
ہے ف اور ناک میں پانی ڈالنا حدیث میں استنثار کا لفظ ہے اکثر اہل لغت اور فقہا
اور محدثین نے استنثار کے معنی ناک چھنکنے کے کیے ہیں یعنی پانی ڈالنے کے بعد اسکا ناک سے نکالنا اور
ابن اعرابی اور ابن قتیبہ نے ناک میں پانی ڈالنے کے معنی کیے ہیں اور صحیح پہلا قول ہے اور دوسری
روایت اسکی موید ہے جس میں یہ ہے کہ استنشاق کیا یعنی ناک میں پانی ڈالا پھر استنثار کیا
یعنی ناک سنکی اور استنثار منقول ہے نثرہ سے یعنی ناک کے [illegible] اور استنشاق
کہتے ہیں پانی پہونچانے کو ناک کے اندر اور پہونچے کو پانی کی سانس کے زور سے اور مستحب ہے کہ کلی اور
ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرے مگر جب روزہ دار ہو تو مبالغہ نہ کرے کیونکہ لقیط کی روایت
میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبالغہ کر ناک میں پانی ڈالنے میں مگر جب تو روزہ دار ہو اور یہ حدیث
صحیح ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے اسناد صحیح سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے
ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ [illegible] پانی ناک میں [illegible] پہونچ گیا تو مضمضہ اور استنشاق
ادا ہو گیا اور افضل کیا ہے اس میں پانچ قول ہیں پہلا یہ ہے کہ تین چلو لیوے اور ہر ایک چلو میں سے
کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے دوسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو سے تین بار کلی کرے پھر تین بار ناک
میں پانی ڈالے تیسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو لیوے اور کلی کرے پھر ناک میں پانی ڈالے پھر کلی کرے
اور ناک میں پانی ڈالے پھر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے چوتھا یہ کہ دو چلو لیوے ایک چلو سے
تین بار کلی کرے اور دوسرے چلو سے تین بار ناک میں پانی ڈالے پانچواں یہ کہ چھ چلو لیوے پہلے تین چلو سے تین بار کلی کرے پھر تین چلوؤں سے ناک میں
پانی ڈالے اور صحیح پہلا قول ہے اور وہی ثابت ہے احادیث صحیحہ سے جنکو روایت کیا بخاری اور
مسلم نے (نووی) ف پھر تین بار منہ دھویا پھر داہنا ہاتھ دھویا کہنی تک تین بار پھر بایاں ہاتھ دھویا
تین بار پھر مسح کیا سر پر پھر داہنا پاؤں دھویا ٹخنوں تک تین بار پھر بایاں پاؤں دھویا تین بار
ف نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے صفت وضو میں اور اجماع کیا ہے مسلمانوں نے کہ

کو واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا سنت ہی اور احادیث صحیحہ مین ایک ایک بار اور تین
تین بار اور دو دو بار وارد ہے علما نے کہا ہی کہ یہ اختلاف دلیل ہے جواز کی اور تین بار کمال ہے اور
ایک بار کافی ہے اور اسپر محمول ہے اختلاف احادیث کا اور راویون نے جو اختلاف کیا ایک ہی
صحابی سے تو یہ محمول ہی اس اوپر کہ بعضون نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے پھر جسنے زیادہ بیان کیا وہ
قبول ہوگا اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی اور اختلاف کیا ہی علما نے سر کے مسح مین تو امام شافعی کے
نزدیک مسح بھی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے باقی اعضا کا تین بار دھونا اور ابوحنیفہ اور مالک اور احمد اور
اکثر علما اسکے نزدیک سر کا مسح ایک ہی بار سنت ہی اور ایک بار سی زیادہ نہ کرنا چاہیے اور احادیث صحیحہ
مین ایک ہی بار مسح منقول ہے اور امام شافعی کی دلیل وہ حدیث ہی حضرت عثمان کی جو آگے آتی ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار اور قیاس کیا اونھون نے سر کو اور اعضا پر اور جن
حدیثون مین ایک بار مسح منقول ہی انکا یہ جواب دیا ہے کہ ایک بار مسح کرنا جواز کے بیان کے واسطے ہے اور
ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا ہے جو افضل تھا اور اجماع کیا ہے علما نے منہ اور دونو
ہاتھون اور پاؤن کے دھونے کے وجوب پر لیکن روافض نے پاؤن کے مسح کو واجب کیا ہی اور یہ انکی خطا
ہے کیونکہ تمام نصوص متفق ہین پاؤن کے دھونے پر اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو
نقل کیا ہے اسنے پاؤن کا دھونا روایت کیا ہے اسیطرح اجماع کیا ہے علما نے کہ سر کا مسح واجب ہے لیکن اختلاف
کیا ہے اوسکی مقدار مین امام شافعی اور ایک جماعت کے نزدیک اتنا واجب ہے جسکو مسح کہین اگرچہ ایک
ہی بال ہو اور مالک اور احمد اور ایک جماعت کے نزدیک سارے سر کا مسح واجب ہے اور ابوحنیفہ رح کے نزدیک
چوتھائی سر کا اور کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے وجوب مین چار مذہب ہین ایک تو مذہب مالک اور
شافعی کا ہے کہ دونو سنت ہین وضو اور غسل مین اور سلف مین سے حسن بصری اور زہری اور حکم اور قتادہ
اور ربیعہ اور یحیی بن سعید انصاری اور اوزاعی اور لیث بن سعد اسی طرف گئے ہین اور عطا اور احمد سے بھی
ایک روایت یہی ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونون واجب ہین وضو اور غسل دونون مین اور وضو اور
غسل صحیح نہین ہوتے بغیر اونکے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبل سے اور یہی مذہب ہے ابن ابی
لیلی اور حماد اور اسحق بن راہویہ کا اور ایک روایت ہی عطا سے تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونون غسل
مین واجب ہین وضو مین واجب نہین اور یہی قول ہے ابوحنیفہ اور انکے اصحاب اور سفیان ثوری کا

چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنا وضو اور غسل دونوں میں واجب ہے اور کلی کرنا دونوں میں سنت ہے اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابو عبید اور داؤد ظاہری اور ابو بکر بن منذر کا اور ایک روایت احمد سے ہے اور اتفاق کیا ہے جمہور علما نے اسپر کہ وضو اور غسل دونوں میں پانی کا بہانا اعضا پر کافی ہے اور ملنا ضرور نہیں اور مالک اور مزنی نے ملنا شرط کیا ہے اسیطرح جمہور علما نے اتفاق کیا ہے کہ کہنیوں اور ٹخنوں کا دھونا واجب ہے اور زفر اور داؤد ظاہری کے نزدیک واجب نہیں اور اتفاق کیا علما نے کہ ٹخنوں سے مراد وہ دونوں ہڈیاں ہیں جو پنڈلی اور پاؤں کے بیچ میں ہیں اور ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور امام محمد سے ایک روایت یہ ہے کہ ہر ایک پاؤں میں ایک ٹخنا ہے اور ٹخنہ وہ ہڈی ہے جو پاؤں کے بیچ میں ہے جہاں پر چپل کا تسمہ بندھتا ہے اور امام محمد سے بھی یہ نقل ہے پر صحیح اور مشہور پہلا قول ہے اور حدیثوں سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور دلائل اسکے بہت ہیں اور میں نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح مہذب میں بیان کیا ہے اس مسئلہ میں جتنے اختلاف ہیں اور لوگوں کے جوابوں کو مفصل ذکر کیا ہے اور یہاں پر مقصود یہی تھا کہ حدیث کے متعلق امور لکھوں اور بیان کر دوں ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے ہاتھ یا پاؤں زیادہ ہوں تو دونوں کا دھونا واجب ہے اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤں ہوں اور سب برابر کے ہوں تو سب کا دھونا واجب ہے اور اگر زائد ہاتھ ناقص ہو لیکن فرض کی جگہ پر یعنی کہنی کے اس طرف تو اسکو دھونا چاہیے اور جو کہنی سے اوپر اگا ہو تو اسکا دھونا فرض نہیں اگر کسی کا ہاتھ کہنی سمیت کاٹ ڈالا گیا تو اب باقی ہاتھ کا دھونا فرض نہیں لیکن مستحب ہے کہ اسکو دھو لیوے تاکہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے (نووی)

ف عثمان نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اسیطرح جیسے میں نے اب وضو کیا پھر فرمایا جو شخص میرے وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے فکر سے بچ کر اور اپنے کسی خیال میں غرق نہ ہو تو اسکے اگلے گناہ سب بخش دیے جاوینگے **ف** نووی نے کہا مراد ان گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں نہ کبیرہ اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اور یہ سنت موکدہ ہے ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ دو رکعتیں ہر وقت پڑھ سکتا ہے یعنی ان وقتوں میں بھی جنمیں نماز پڑھنا منع ہے اور دلیل اسکی حدیث ہے بلال کی جو صحیح بخاری میں ہے کہ وہ جب وضو کرتے تو نماز پڑھتے اور کہتے کہ سب عملوں میں

اس عمل کی زیادہ سبب ہے اور اگر وضو کے بعد فرض یا اور کوئی نفل پڑھے تب بھی یہ فضیلت حاصل
ہو جاویگی اور یہ جو فرمایا ہے کہ نہیں اور کسی خیال میں غرق نہ ہو اسکا یہ مطلب ہے کہ دنیا کے خیالوں
میں نہ پھنسے جو نماز سے علاقہ نہیں رکھتی اگر کسی قسم کا خیال دل میں گذرے اور اسیوقت اسکو
ٹالدے تو نہیں غرق نہ ہو تو وہ معاف ہے اور خدا چاہے تو یہ فضیلت حاصل ہو جاویگی کیونکہ آنا
اسکا اختیار میں نہیں دوسری یہ کہ اللہ تعالی نے اس امت کو اس قسم کے خیالات جو دل میں گذرین اور
عمل میں نہیں معاف کردئیے ہیں اور اسکا بیان اوپر کتاب الایمان میں گذرچکا ف ابن شہاب
نے کہا ہمارے علما کہتے تھے کہ یہ وضو سب وضوؤں میں پورا ہے جو نماز کے لیے کیا جاوے کے
ف یعنی کامل وضو یہی ہے اسی طرح تین تین بار سے زیادہ دھونا مکروہ ہے جیسا ایک
بار بھی سارا عضو دھل جاوے اگر دو بار میں سارا عضو دھلے تو دو ایک ہی بار سمجھا جاویگا اگر کسی
نے [illegible] دو بار دھویا [illegible] ایک بار [illegible] اور
[illegible] بار سمجھے [illegible] تین بار دھونا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] (عن حمران) غلام عثمان بن عفان سے کہ انہوں نے دیکھا
حضرت عثمان کو انہوں نے ایک برتن پانی کا منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا انکو دھویا
پھر داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر منہ کو تین بار دھویا اور دونوں
ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار پھر سر پر مسح کیا پھر دونوں پاؤں کو تین بار دھویا پھر کہا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے اسکے بعد دو رکعتیں پڑھے
اور دل میں خیال نہ لاوے تو اسکے اگلے گناہ بخشدئے جاوینگے ف نووی نے کہا [illegible]

یہ بات نکلتی ہے کہ کلی اور ناک کے لیے داہنے ہاتھ سے پانی لینا چاہیے اور یہی دلیل ہے
ہر ایک حدیث سے کہ کلی اور ناک میں ایک ہی چلو سے پانی لیوے اور ہر ایک تین بار
طرح ان میں سے ہر ایک کو جیسا اوپر بیان کیا اسی طرح جو دلیل ہے کہ تین بار دو ہاتھوں کو
[illegible] سے [illegible] جیسا ہاتھوں کی [illegible] سے
ہوا اور ہمارا مذہب یہی ہے

باب فضل الوضوء والصلوٰة عقبه

یعنی وضو کی اور اس کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت

عن حمران مولى عثمان قال توضأ عثمان بن عفان وهو بفناء المسجد فجاء المؤذن عند العصر فدعا بوضوء فتوضأ ثم قال والله لأحدثنكم حديثا لولا آية في كتاب الله ما حدثتكم اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يتوضأ رجل مسلم فيحسن الوضوء فيصلي صلاة الا غفر الله له ما بينه وبين الصلاة التي تليها

ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولے تھے عثمان بن عفان کے انہوں نے کہا میں نے سنا
[illegible] عثمان [illegible] ان کے پاس آیا عصر کی [illegible]
وضو کا پانی منگایا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] بیان کرنے کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جو شخص [illegible] ہوگا [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم سے [illegible] آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے [illegible]
اور [illegible] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے آداب اور شرائط سیکھنا اور [illegible]

کے ساتھ ہے اور چاہیے کہ آدمی اسی طرح سے وضو کرے جس طرح حضرت عثمان نے کر کے دکھایا اور الفاظ حدیث کے مضمون پر عمل
کرنے کے واسطے کہ حضور دل سے ہو اور شروع میں بسم اللہ پڑھے اور مسنون ہیئت سے کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے ناک چھنکے اور سر کا مسح کرے اعضاء
کو تین تین بار دھوئے (یعنی ایک عضو کو دھو کر دوسرے کو دھوئے تاکہ پہلا سوکھ نہ جائے) اور ترتیب کی رعایت کرے اور
اختلافی باتوں کو پیش نظر رکھے اور ایسا وضو کرے جو بالاجماع صحیح ہو (نووی) ف یہ جو فرمایا پچھلے گناہ بخشے جاتے ہیں
چاہیے کہ ان سے مراد صغیرہ ہوں اور کبیرہ دوسری دلیل سے [illegible] ف [illegible] وضو کیا تو [illegible]
[illegible] اگر صغیرہ ہوں [illegible] وضو کیا اور [illegible] گناہ [illegible]
[illegible] وضو کرنے [illegible] الإسناد [illegible]
[illegible] ترجمہ [illegible]
[illegible]

عن حمران قال فلما توضأ عثمان قال والله لأحدثنكم حديثا والله لولا آية في كتاب الله عز وجل ما حدثتكموه
إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يتوضأ رجل فيحسن وضوءه ثم يصلي الصلاة
إلا غفر له ما بينه وبين الصلاة التي تليها قال عروة الآية إن الذين يكتمون ما أنزلنا من البينات
والهدى إلى قوله اللاعنون ترجمہ حمران سے روایت ہے حضرت عثمان نے وضو کیا پھر کہا
[illegible] ایک حدیث بیان کرتا ہوں [illegible]
[illegible] سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی
طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے جو اس نماز سے دوسری نماز تک
ہوں گے عروہ نے کہا وہ آیت یہ ہے ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی الی قولہ اللاعنون

عن عمرو بن سعيد بن العاص قال كنت عند عثمان فدعا بطهور فقال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول ما من امرئ مسلم تحضره صلاة مكتوبة فيحسن وضوءها وخشوعها
وركوعها إلا كانت كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم يؤت كبيرة وذلك الدهر كله ترجمہ عمرو
بن سعید بن العاص سے روایت ہے میں حضرت عثمان کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے وضو کا پانی منگوایا
پھر کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی مسلمان فرض نماز کا وقت آئے
اور اچھی طرح وضو کرے اور دل لگا کر نماز پڑھے اور اچھی طرح رکوع (اور سجدہ) کرے تو یہ نماز اس کے اگلے
گناہوں کا کفارہ ہو جاوے گی جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوا کرے گا ف [illegible] اس [illegible]

اور وضو کی وجہ سے صغیرہ گناہ سب معاف ہو جاتے ہیں اور کبیرہ معاف نہیں ہوتے پر خلیفہ [illegible]
[illegible] معاف ہوتے ہیں جب تک کبیرہ نہ کرے اگر چہ حدیث میں [illegible]
[illegible] کا [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ أَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ
بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَاسًا يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ لَا أَدْرِي
مَا هِيَ إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ
تَوَضَّأَ هَكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلَاتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً
[illegible] ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولے تھے عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ کے [illegible] عثمان [illegible] وضو کا پانی لایا انہوں نے وضو کیا پھر کہا بعضے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے [illegible] حدیثیں نقل کرتے ہیں میں نہیں جانتا ہوں کہ [illegible] میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے
وضو کیا اسی طرح جیسے میں نے وضو کیا پھر فرمایا جو شخص [illegible] وضو کرے اس کے اگلے گناہ بخشے جاویں گے
اور اس کی نماز اور مسجد تک جانا [illegible] ثواب ہو [illegible] [illegible]
[illegible] انہوں نے وضو کیا [illegible] عَنْ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ عُثْمَانَ
تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ أَلَا أُرِيكُمْ وُضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَزَادَ
قُتَيْبَةُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِي أَنَسٍ قَالَ وَعِنْدَهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو انس سے روایت ہے [illegible] عثمان نے مقاعد میں وضو کیا اور کہا
کیا میں تم کو [illegible] عثمان [illegible] وضو کیا [illegible] ف مقاعد ایک مقام ہے
[illegible] اور بعضوں نے کہا [illegible]
[illegible] کام کے لیے بیٹھنے کا [illegible] پھر کہا میں تم کو دکھلاؤں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو پھر وضو کیا تین تین بار ف نووی نے کہا یہ حدیث اصل ہے اس بات میں
کہ وضو میں ہر ایک عضو کو تین تین بار دھونا چاہیے اور اوپر بیان ہو چکا کہ تین بار دھونا مسنون ہے اور ایک
بار دھونا واجب ہے اور امام شافعی کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ سر کا مسح بھی تین بار مسنون ہے

جیسے اور اعضا کا دھونا اور اس باب مین بہت سی حدیثین آئین ہین جنکی صحت اور ضعف کو ہم نے
شرح مہذب مین بیان کیا ہے ف قتیبہ کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ جسوقت حضرت عثمان نے یہ
حدیث بیان کی اسوقت انکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابی موجود تھے ف اور
انہون نے اس حدیث کو تسلیم کیا کسی نے انکار نہین کیا بیہقی کی روایت مین ہے کہ حضرت نے تین تین
بار دھویا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایسا کرتے دیکھا ہے انہون نے کہا ہان (نووی) عَنْ حُمْرَانَ بْنِ اَبَانَ قَالَ كُنْتُ اَضَعُ لِعُثْمَانَ اضع
طَهُوْرَهٗ فَمَا اَتٰى عَلَيْهِ يَوْمٌ اِلَّا وَهُوَ يُفِيْضُ عَلَيْهِ نُطْفَةً وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ انْصِرَافِنَا مِنْ صَلٰوتِنَا هٰذِهٖ قَالَ مِسْعَرٌ اُرَاهَا الْعَصْرَ فَقَالَ مَا اَدْرِيْ اُحَدِّثُكُمْ
بِشَيْءٍ اَوْ اَسْكُتُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَ خَيْرًا فَحَدِّثْنَا وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اَعْلَمُ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ فَيُتِمُّ الطُّهُوْرَ الَّذِيْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسَ
اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٍ لِمَا بَيْنَهُنَّ ترجمہ حمران بن ابان سے روایت ہے مین حضرت عثمان کے لیے طہارت
کا پانی رکھا کرتا تھا وہ ہر روز ایک تھوڑے پانی سے نہا لیا کرتے (یعنی غسل کرتے تھے) اسکو تحصیل طہارت
اور زیادتی ثواب کے) حضرت عثمان نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے حدیث بیان کی جب ہم
اس نماز سے فارغ ہوئے مسعر نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) مین سمجھتا ہون وہ عصر کی نماز تھی
آپ نے فرمایا مین نہین جانتا تم سے ایک حدیث بیان کرون یا چپ رہون ف یعنی معلوم نہین
اس حدیث کا بیان کرنا مصلحت ہے یا نہ بیان کرنا پھر آپ کو معلوم ہوگیا کہ بیان کرنا مصلحت ہے تو
آپ نے بیان کر دیا کہ لوگون کو رغبت پیدا ہو طہارت مین اور عبادات کی تحصیل مین اور پہلے آپ نے بیان
کرنے مین تامل کیا اس خیال سے کہ لوگ اسپر تکیہ کر لین بعد بیان کرنا مناسب سمجھا (نووی)
ف ہم نے کہا یا رسول اللہ اگر بہتری کی بات ہو تو بیان کیجیے اور جو بہتر نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول
خوب جانتا ہے ف بہتری کی بات سے مراد ہے کہ ہماری خوشی کی بات ہو جس سے ہمکو رغبت
پیدا ہو اچھے اعمال مین یا ڈر پیدا ہو گناہ سے اور جو اس قسم کی حدیث نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا
ہے یعنی آپ اپنی رائے پر عمل کیجیے اگر مناسب سمجھیے تو بیان فرمائیے ورنہ خیر (نووی) ف آپ نے فرمایا
جو مسلمان طہارت کرے پھر پوری طہارت کرے جسکو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اور پانچون نمازین

پڑھے تو سکے وہ گناہ معاف ہو جاوینگے جو اُن نمازوں کے بیچ میں کریگا **ف** اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ اگر طہارت میں صرف فرضوں کو ادا کرے اور سنن اور مستحبات کو چھوڑ دیوے جب بھی یہ فضیلت
حاصل ہو جاویگی یعنے گناہوں کی مغفرت اگرچہ سنتوں کے ادا کرنے سے اور زیادہ گناہ معاف ہونگے
اور ثواب زیادہ ہوگا (نووی) **عن** جامع بن شداد قال سمعت حمران بن ابان یحدث
ابا بردة فی ھذا المسجد امارة بشر ان عثمان بن عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من اتم الوضوء کما امرہ اللہ عز وجل فالصلوات المکتوبات کفارات لما بینھن ھذا حدیث تعالے
ابن معاذ ولیس فی حدیث غندر فی امارة بشر ولا ذکر المکتوبات **ترجمہ** جامع بن شداد سے
روایت ہے انہوں نے کہا میں نے حمران بن ابان سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے ابو بردہ سے
بشر کی حکومت میں (یعنے اسکی حکومت کے زمانے میں) کہ عثمان بن عفان رضہ نے کہا فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص پورا کرے وضو کو جسطرح اللہ نے حکم کیا ہے تو اسکی فرض نمازیں کفارہ
ہونگی ان گناہوں کی جو انکے بیچ میں کرے یہ روایت ہے ابن معاذ کی اور غندر کی روایت میں یہ عبارت
نہیں (بشر کی حکومت میں) نہ فرض نمازوں کا بیان ہے **عن** حمران مولی عثمان قال توضأ عثمان
بن عفان یوما وضوءا حسنا ثم قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ فاحسن
الوضوء ثم قال من توضأ ھکذا ثم خرج الی المسجد لا ینھزہ الا الصلوة غفرلہ ما خلا
من ذنبہ **ترجمہ** حمران سے روایت ہے جو مولے تھے عثمان بن عفان کے کہ عثمان رضہ نے ایک دن
اچھی طرح وضو کیا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اچھی طرح بعد اسکے
فرمایا جو شخص اسطرح وضو کرے اور اسکے مسجد میں جاوے لیکن نماز ہی کے لیے اوٹھے (یعنے اور کوئی کام
کی نیت نہو بلکہ خالص نماز ہی کے قصد سے اوٹھے) تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **عن**
عثمان بن عفان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من توضأ للصلوة
فاسبغ الوضوء ثم مشی الی الصلوة المکتوبة فصلاھا مع الناس او مع الجماعة او فی
المسجد غفر اللہ لہ ذنوبہ **ترجمہ** حضرت عثمان بن عفان رضہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص نماز کیلئے پورا وضو کرے پھر فرض نماز کیلیے چلے (مسجد کو) اور لوگوں کے ساتھ
یا جماعت سے یا مسجد میں پڑھے تو اللہ اسکے گناہ بخشدیگا **عن** ابی ھریرة ان رسول اللہ صلی اللہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الصلوۃ الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ کفارۃ لما بینہن ما لم تغش الکبائر
ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ
تک کفارہ ہیں ان گناہوں کا جو انکے بیچ میں ہوں جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے عن ابی ہریرۃ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الصلوۃ الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ کفارات لما بینہن
ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا مگر اس میں کبیرہ کا ذکر نہیں ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کان یقول الصلوۃ الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ ورمضان الی رمضان
مکفرات ما بینہن اذا اجتنب الکبائر ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان رمضان تک کفارہ ہو جاتے ہیں ان گناہوں کا
جو ان کے بیچ میں ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچے **باب** الذکر المستحب عقب الوضوء کے
بعد کیا پڑھنا چاہیے **عن** عقبۃ بن عامر قال کانت علینا رعایۃ الابل فجاءت نوبتی
فروحتہا بعشی فادرکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائما یحدث الناس فادرکت من قولہ
ما من مسلم یتوضأ فیحسن وضوءہ ثم یقوم فیصلی رکعتین مقبل علیہما بقلبہ ووجہہ الا
وجبت لہ الجنۃ قال فقلت ما اجود ہذہ فاذا قائل بین یدی یقول التی قبلہا اجود فنظرت
فاذا عمر قال انی قد رأیتک جئت آنفا قال ما منکم من احد یتوضأ فیبلغ او فیسبغ الوضوء ثم
یقول اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبد اللہ ورسولہ الا فتحت لہ ابواب الجنۃ الثمانیۃ
یدخل من ایہا شاء ترجمہ عقبہ بن عامر سے روایت ہے ہم لوگوں کو اونٹ چرانے کا کام تھا میری
باری آئی میں ان اونٹوں کو چرا کر شام کو لوٹ کے چلا جب لایا تو میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کھڑے ہوئے لوگوں کو وعظ سنا رہے ہیں آپ نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح سے وضو کرے پھر کھڑا
ہو کر دو رکعتیں پڑھے دل لگا کر اور منہ کو لگا کر ادھر ادھر نہ دیکھے تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی
[illegible] اسکے لئے جنت آپ نے بیان کی میں نے کہا کیا عمدہ بات
فرمائی رسول اللہ نے بہت ہی عمدہ بات ہے ایک شخص میرے سامنے تھا وہ بولا پہلی بات اس
سے بھی عمدہ تھی میں نے دیکھا تو وہ عمر تھے انہوں نے کہا میں نے تجھ کو دیکھا تو ابھی آیا ہے آپ نے فرمایا جو کوئی تم
میں سے وضو کرے اچھی طرح پورا وضو پھر کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ تو اس کے لیے

میں کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد اسکے بندہ ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں کھولے
جاوینگے واسطے اسکے بہشت کے آٹھوں دروازے جسمیں سے چاہے جاوے **ف** وضو کے بعد یہ کلمہ
پڑھنا مستحب ہے بالاتفاق اور ترمذی کی روایت اسکے بعد اتنا اور زیادہ ہے اللّٰھم اجعلنی من التوابین
واجعلنی من المتطہرین اور نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں روایت کیا ہے سبحانک اللّٰھم
وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک استغفرک واتوب الیک اور بعضے علما نے کہا ہے
کہ غسل کے بعد بھی اسکا پڑھنا مستحب ہے (نووی) **عن** عقبۃ بن عامر الجہنی ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال [illegible] من توضأ فقال اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ **ترجمہ** وہی ہے جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ **باب** اٰخر فی صفۃ الوضوء دوسرا باب وضو کی
ترکیب میں **عن** عبد اللہ بن زید بن عاصم الانصاری وکانت لہ صحبۃ قال قیل لہ توضأ لنا
وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا باناء فاکفأ منہ علی یدیہ فغسلہما ثلاثا ثم ادخل
یدہ فاستخرجہا فمضمض واستنشق من کف واحدۃ ففعل ذلک ثلاثا ثم ادخل یدہ فاستخرجہا
فغسل وجہہ ثلاثا ثم ادخل یدہ فاستخرجہا فغسل یدیہ الی المرفقین مرتین مرتین ثم ادخل
یدہ فاستخرجہا فمسح براسہ فاقبل بیدیہ وادبر ثم غسل رجلیہ الی الکعبین ثم قال ھکذا
وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **ترجمہ** عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاری سے کہ وہ
صحابی تھے انسے لوگوں نے کہا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا وضو کرکے بتلاؤ انہوں نے
ایک برتن پانی کا منگوایا اسکو جھکا کر پہلے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا (اس سے معلوم ہوا کہ وضو کے شروع
میں دونوں پہنچوں تک دھونا مستحب ہے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے) اور دھویا انکو تین بار پھر ہاتھ برتن کے
اندر ڈالا اور باہر نکالا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار ایسا کیا پھر ہاتھ ڈالا
اور باہر نکالا اور منہ کو تین بار دھویا (بخاری کی روایت میں ہے دونوں چلو ملاکر پانی لیا اور تین بار منہ دھویا
ف اور ایک روایت میں صحیح بخاری کے ابن عباس سے یوں ہے کہ ہاتھ ڈالکر ایک چلو لیا پھر اسکو
دوسرے ہاتھ پر جھکایا اور منہ دھویا ابن عباس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی
وضو کرتے دیکھا اور سنن ابو داؤد اور بیہقی میں حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے اور

پانی کا چلو لیکر منہ پر مارا تو ان حدیثون مین کسی مین ایک ہاتھ ڈالنا منقول ہے اور کسی مین دو ہاتھ ڈالنا اور کسی مین ایک ہاتھ کے ساتھ دوسرے کو ملا لینا یہ تینون صورتین ہین لیکن صحیح اور مشہور یہ ہے کہ دونون ہاتھون سے ملا کر پانی لیوے تاکہ منہ اچھی طرح دھویا جاوے ایسا ہی کہا امام شافعی اور غزالی نے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ منہ دھونے مین اوپر کی جانب سے شروع کرے (نووی) ف پھر ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور دونون ہاتھون کو دو دو کہنیون تک دھویا دو دو بار ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلی کہ ایک عضو کو دو بار اور ایک کو تین بار دھونا درست ہے اور شاید یہ جواز کے لیے ہو ف پھر ہاتھ اندر ڈال پھر باہر نکالا اور مسح کیا سر پر پہلے دونون ہاتھون سے سامنے سے لگے پھر پیچھے سے لے گئے ف نووی نے کہا یہ مستحب ہے باتفاق علما اسلیے کہ ایسا کرنے سے سارے سر پر ہاتھ پھر جاتا ہے ہمارے اصحاب نے کہا یہ اس شخص کے لیے ہے جسکے سر پر بال ہون کھلے ہوئے اور اگر بال نہ ہون یا جوڑا بندھا ہو تو دوبارہ ہاتھ لیجانے مین کوئی فائدہ نہین اور اس حدیث سے یہ بات نہین نکلتی کہ سارے سر کا مسح واجب ہے اسلیے کہ اسمین کمال کا بیان ہے نہ وجوب کا

ف پھر دونون پاؤن دھوئے ٹخنون تک بعد اسکے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسیطرح وضو کرتے

ف وضو اور غسل مین علاوہ اخروی ثواب کے دنیاوی نفع بہت ہین اطبا نے کہا ہے کہ انسان کے بدن پر ہر روز گرد اور غبار ایسا جمتا ہے جسکی وجہ سے مسامات بدن کے بند ہو جاتے ہین اس میل کچیل کا صاف کرنا حفظ صحت کے لیے نہایت ضروری ہے شریعت محمدی نے ایسا عمدہ قاعدہ باندھا ہے جسکی وجہ سے انسان کو دوسرے تیسرے ہفتہ ہر ماہ ضرور ایک بار غسل کرنا پڑتا ہے جنابت کا جمعہ کا حیض و نفاس کا غسل عیدین کا غسل اور چونکہ ہر روز غسل مین دقت تھی اور ضرورت بھی نہ تھی اسوجہ سے کہ سارا بدن آدمی کا لباس سے ڈھکا رہتا ہے اکثر منہ اور دونون ہاتھ اور پاؤن کھلے رہتے ہین تو انکے صاف رکھنے کے لیے وضو مقرر کیا اب پانچ بار یا چار بار یا تین بار یا دو بار یا ایک بار تو روز وضو مین ان اعضا کو دھونا ہوگا البتہ اگر پاؤن موزون مین چھپے ہوئے ہون تو ہر بار دھونا انکا ضرور نہین بلکہ مقیم کو دو رات مین ایک بار اور مسافر کو تین دن مین ایک بار کافی ہے اب وضو کے شروع مین تین باتین پانی کی آزمایش کے لیے مقرر کین ہاتھ پہونچون تک دھونا رنگ دریافت کرنے کیلیے اور کلی مزہ دریافت کرنے کے لیے اور ناک مین پانی ڈالنا بو دریافت کرنے کے لیے یہی پانی کے تینون اوصاف ہین جنکا دیکھنا طہارت کے لیے ضرور ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْكَعْبَيْنِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین ٹخنون کا ذکر نہین عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ

مضمض واستنثر ثلاثا ثلاثا يغرف من كف واحدة ثم ذكر بعده قوله فاقبل بهما وادبر بدأ بمقدم
راسه ثم ذهب بهما الى قفاه ثم ردهما حتى رجع الى المكان الذي بدأ منه وغسل رجليه ترجمه
عمرو بن یحیی سے اسی اسناد سے روایت ہے اس میں یہ ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور یہ نہیں کہا
کہ ایک چلو سے اور آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے گئے بعد اس کے یہ ذکر کیا کہ پہلے سر کا مسح آگے سے شروع کیا اور گدی
تک لے گئے پھر پھیر لائے دونوں ہاتھوں کو اسی مقام پر جہاں سے شروع کیا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے ف
شیعوں نے پاؤں کے دھونے کے عوض انکا مسح قبول کیا ہے حالانکہ پاؤں پر جس قدر گرد و غبار پڑتا ہے اور نجاست
لگنے کا احتمال ہوتا ہے منہ اور ہاتھ پر اتنا نہیں پھر اونکا دھونا ہی مقتضای عقل ہے اور یہی ثابت
ہے احادیث صحیحہ سے اور لطف یہ کہ جب پاؤں موزے میں ہوں تو موزے پر مسح کرنا جائز قرار دیں اور
جب پاؤں کھلا ہو تو اسکا دھونا ضروری نہیں عن عمرو بن يحيى بمثل اسناده واقتص الحديث
وقال فيه فمضمض واستنشق واستنثر من ثلاث غرفات وقال ايضا فمسح براسه فاقبل
به وادبر مرة واحدة قال بهز املى على وهيب هذا الحديث مرتين وقال وهيب املى
على عمرو بن يحيى هذا الحديث مرتين ترجمه دوسری روایت بھی ایسی ہے جیسے اوپر گذری اس
میں یہ ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک جھنکی تین چلوؤں سے اور مسح کیا سر پر آگے سے لے گئے اور
پیچھے سے لائے ایک بار عن عبد الله بن زيد بن عاصم المازني يذكر انه راى رسول الله صلى
الله عليه وسلم توضأ فمضمض ثم استنثر ثم غسل وجهه ثلاثا ويده اليمنى ثلاثا
والاخرى ثلاثا ومسح براسه بماء غير فضل يده وغسل رجليه حتى انقاهما ترجمه عبد الله يداه
بن زید بن عاصم سے روایت ہے انہوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے وضو کیا پھر کلی کی پھر
ناک میں پانی ڈالا پھر منہ دھویا تین بار اور داہنا ہاتھ تین بار اور بایاں ہاتھ تین بار اور سر پر مسح کیا نیا
پانی لیکر نہ اس پانی سے جو ہاتھ میں لگا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ انکو صاف کیا باب
الايتار في الاستنثار والاستجمار ناک میں پانی ڈالنا اسی طرح استنجا کرنا طاق مرتبہ بہتر ہے عن
ابي هريرة يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا استجمر احدكم فليستجمر وترا واذا
توضأ احدكم فليجعل في انفه ماء ثم لينتثر ترجمه ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ لينتثر
علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پاخانے کی جگہ کو ڈھیلوں سے صاف کرے تو طاق ڈھیلوں سے

صاف کرے ف یعنی تین یا پانچ یا سات ڈھیلوں سے اور بعضوں نے استجمار کے
معنے وصول الی البخور کے کہے ہیں یعنی طاق بار خوشبو لیوے لیکن صحیح یہی ہے جو ترجمہ میں مذکور ہوئی
اور مقصود یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پونچھنا طاق بار ہو یعنی تین یا پانچ بار یا زیادہ اور ہمارا مذہب یہ ہے
کہ تین سے زیادہ مستحب ہے اور حاصل مذہب کا یہ ہے کہ صاف کرنا واجب ہے اور تین پورے کرنا بھی
واجب ہے اگر تین سے صفائی ہو گئی تو اب زیادہ لینا واجب نہیں اگر صفائی نہ ہوئی تو اور لینا چاہیے
پھر اگر طاق عدد ہو گیا تو اب زیادہ نہ لیوے اور جو جفت ہو اب جیسے چار یا چھ تو طاق کر لینا مستحب ہے
اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ طاق لینا واجب ہے بدلیل اس حدیث کے اور جمہور کی دلیل وہ حدیث
ہے جو سنن میں مروی ہے کہ جس نے طاق بار لیا تو اچھا کیا اور جس نے طاق بار نہ لیا تو کچھ حرج نہیں
(نووی) ف اور جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے پھر ناک چھنکے
عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِقْ
بِمَنْخِرَيْهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لْيَنْتَثِرْ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے ابو ہریرہ نے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثیں ہم سے بیان کیں پھر انہوں نے ذکر کیا انہی حدیثوں کو ایک
انہیں سے یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے
تو دونوں نتھنوں کو صاف کرے پانی سے پھر ناک جھنکے ف نووی نے کہا احمد بن حنبل
یہ قول ہے اس شخص کی جو ناک چھنکنا واجب کہتا ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے اور
جو شخص ڈھیلا لیوے تو طاق بار کرے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولَانِ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ترجمہ ابوہریرہ اور ابو سعید خدری سے ایسی ہی روایت
ہے جیسے اوپر گذری عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ
مِنْ مَنَامِهِ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيَاشِيمِهِ ترجمہ ابوہریرہ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جاگے تو ناک چھنکے تین بار اس لیے

اسلیے کہ شیطان اسکے بانسے پر رات بسر کرتا ہے ف قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ حقیقۃً
شیطان ناک میں رہتا ہو کیونکہ ناک بدن سے راستہ دل تک جاتا ہے اور اسپر کچھ پردہ بھی نہیں ہے اور حدیث
میں ہے کہ شیطان بند چیز کو نہیں کھولتا اسی لیے جمائی میں منہ بند کرنے کا حکم ہے تاکہ شیطان
منہ کے اندر نہ گھس جاوے اور احتمال ہے کہ شیطان سے مراد مجازاً غبار ہو یا ناک کا رینٹ وغیرہ دونوں

عن جابر بن عبد الله يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا استجمر احدكم فليوتر

ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے استنجا کرے
تو طاق بار کرے باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما پاؤں دھونا واجب ہے عن عائشة زوج
النبي صلى الله عليه وسلم يوم توفي سعد بن ابي وقاص فدخل عبد الرحمن بن ابي بكر
فتوضأ عندها فقالت يا عبد الرحمن اسبغ الوضوء فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول ويل للاعقاب من النار ترجمہ ام المومنین عائشہ کے پاس عبدالرحمن بن ابی بکر گئے جس دن
سعد بن ابی وقاص نے انتقال کیا تو انہوں نے وضو کیا حضرت عائشہ نے کہا اے عبدالرحمن وضو کو پورا کر
میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے ف نووی
نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ پاؤں کا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہیں اور اس مسئلے میں
لوگوں نے اختلاف کیا ہے کئی مذہب ہیں مگر جسکو فقہا کی ایک جماعت اور اہل فتوے نے ہر ایک زمانہ
اور ہر ایک شہر میں اختیار کیا ہے وہ یہ کہ دونوں پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا واجب ہے اور انکا مسح کافی
نہیں اور دھونے کے ساتھ پھر مسح کرنا ضروری نہیں اور اسکا خلاف کسی معتبر شخص سے منقول نہیں اور شیعہ
نے کہا کہ دونوں پاؤں کا مسح واجب ہے اور محمد بن جریر اور جبائی معتزلہ کے امام نے کہا کہ اختیار ہے خواہ مسح
کرے دونوں پاؤں پر خواہ انکو دھووے اور بعض ظاہریہ نے کہا کہ مسح اور دھونا دونوں واجب ہیں اور ان
مخالفین نے جو دلائل بیان کیے ہیں وہ ظاہر نہیں ہیں اور ہم نے ان سب کی تفصیل اچھی طرح شرح
مہذب میں کی ہے جو کوئی اسکو دیکھے تو کوئی شبہ نہ رہیگا اور یہاں تو ہمارا مقصود یہ ہے کہ حدیث کی
شرح بیان کریں نہ مخالفین کا رد و قدح اور مختصر یہ ہے کہ جتنے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو
نقل کیا ہے مختلف مقامات و مختلف حالات میں ان سب نے پاؤں کا دھونا نقل کیا ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا خرابی
ہے ایڑیوں کی آگ سے یہ بھی دلیل ہے پاؤں کے دھونے کی ورنہ اس وعید کا کوئی مطلب نہیں نکلتا اور ایک

حدیث صحیح ہوئی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ وضو کیونکر کرنا چاہیے
آپ نے پانی منگوایا اور دونو پہونچے دھوئے یہانتک کہ دونو پاؤن دھوئے پھر فرمایا وضو اسطرح چاہیے اور
جو کوئی اس سے زیادہ کرے یا کم اوسنے برا کیا اور ظلم کیا یہ حدیث صحیح ہے اسکو ابو داؤد و غیرہ نے باسانید صحیحہ
نقل کیا ہے عن عبد اللہ مولی شداد بن الهاد حدثہ انہ دخل علی عائشۃ فذکر عنها عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عن سالم مولی المهری قال خرجت انا و عبد
الرحمن بن ابی بکر فی جنازۃ سعد بن ابی وقاص فمررنا علی باب حجرۃ عائشۃ فذکر عنها عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم مثلہ ترجمہ سالم سے روایت ہے جو مولی تھا مہری کا اونہو نے کہا مین اور عبد الرحمن بن ابی بکر دونون
سعد بن ابی وقاص کے جنازہ مین نکلے تو حضرت عائشہ کے حجرے کے دروازے پر گذرے پھر بیان کیا وہی
حدیث جو اوپر گذری عن سالم مولی شداد بن الهاد قال کنت انا مع عائشۃ فذکر عنها عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عن عبد اللہ بن عمرو قال رجعنا مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ الی المدینۃ حتی اذا کنا بماء بالطریق تعجل قوم عند
العصر فتوضؤا وهم عجال فانتهینا الیهم واعقابهم تلوح لم یمسها الماء فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ویل للاعقاب من النار اسبغوا الوضوء ترجمہ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو لوٹے راہ مین ایک جگہ پانی ملا عصر کی نماز کا وقت ہوگیا تھا لوگون نے جلدی جلدی
وضو کیا ہم جو انکے پاس پہونچے تو اونکی ایڑیان سوکھی معلوم ہوتی تھین ان پر پانی نہین لگا تھا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی
آگ سے پورا کرو وضو کو عن شعبۃ بهذا الاسناد ولیس فی حدیث شعبۃ اسبغوا الوضوء ترجمہ شعبہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے اور شعبہ کی روایت مین وضو
پورا کرو کا بیان نہین عن عبد اللہ بن عمرو قال تخلف عنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر سافرناہ فادرکنا
وقد حضرت صلوۃ العصر فجعلنا نمسح علی ارجلنا فنادی ویل للاعقاب من النار ترجمہ
عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے ایک سفر مین پھر ہم کو پایا
اور عصر کی نماز کا وقت آگیا تھا ہم مسح کرنے لگے اپنے پاؤن پر آپ نے پکارا خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی
آگ سے عن ابی هریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا لم یغسل عقبیہ فقال ویل
للاعقاب من النار ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا
جسنے وضو مین اپنی ایڑی نہین دھوئی تھی تو فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی آگ سے عن ابی هریرۃ

أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يَتَوَضَّؤُنَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ فَقَالَ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابوہریرہ رض نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو مطہرہ سے وضو کر رہے تھے تو کہا پورا کرو وضو کو کیونکہ میں نے سنا ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے کونچوں کی انگار سے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی انگار سے

بَابُ وُجُوبِ اسْتِيعَابِ جَمِيعِ أَجْزَاءِ مَحَلِّ الطَّهَارَةِ وضو میں تمام اعضا کو پورا دھونا چاہیے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلَى قَدَمِهِ فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ فَرَجَعَ ثُمَّ صَلَّى ترجمہ جابر رض سے روایت ہے جیسے بیان کیا حضرت عمر نے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخون برابر اپنے پاؤں میں سوکھا چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دیکھا تو فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ وہ لوٹ گیا پھر آنکر نماز پڑھی

ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر وضو میں ایک ذرا مقام بھی جسکا دھونا واجب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست نہ ہوگا اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن تیمم میں اگر کوئی حصہ موضع کا چھوڑ دے اور اس پر ہاتھ نہ پھیرے تو اسمیں اختلاف ہے ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ تیمم درست نہ ہوگا جیسے وضو درست نہیں ہوتا اور ابوحنیفہ سے اسمیں تین روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ اگر آدھے سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جاویگا دوسری یہ کہ درہم سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جاویگا تیسری یہ کہ اگر چوتھائی سے کم چھوڑ دے تو درست ہو جاویگا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نہ جانکر ایسا کرے جب بھی اسکی طہارت صحیح نہ ہوگی اور جو شخص جاہل ہو اوسکو نرمی سے سمجھانا چاہیے اور بعضے لوگ دلیل لاتے ہیں اس حدیث سے کہ دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہیں اور قاضی عیاض نے دلیل کیا ہے اس حدیث کو موالات یعنے پے در پے وضو کرنے کی وجوب پر اس لیے کہ آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر اور یہ نہیں حکم دیا کہ صرف سوکھا جو رہ گیا اسی مقام کو دھولو حالانکہ یہ استدلال ضعیف ہے یا باطل ہے اس لیے کہ اچھی طرح وضو کرنیکے یہ بھی معنے ہو سکتے ہیں کہ اسی وضو کو پورا کر (اتمہ)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ

آخر قطر الماء فاذا غسل يديه خرج من يديه كل خطيئة كان بطشتها يداه مع الماء او مع
آخر قطر الماء فاذا غسل رجليه خرجت كل خطيئة مشتها رجلاه مع الماء او مع آخر قطر
الماء حتى يخرج نقيا من الذنوب ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
بندہ مسلمان یا مومن (راوی کو شک ہے) وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو اسکے منہ سے وہ گناہ (صغیرہ) نکل
جاتے ہیں جو اسنے آنکھوں سے کیے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ اور جو منہ سے کیا ہے وہ بھی نکل جاتے اور پھر
پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اسکے ہاتھوں میں سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ
کے ساتھ نکل جاتا ہے پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جو پاؤں سے چلکر کیا تھا پانی
کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے یہانتک کہ سب گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے
(نووی نے کہا اس حدیث سے بھی رد ہوتا ہے روافض کا جو پاؤں پر مسح کرتے ہیں) عن عثمان بن
عفان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ فأحسن الوضوء خرجت خطاياه
من جسده حتى تخرج من تحت أظفاره ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اسکے گناہ بدن سے نکل جاتے ہیں یہانتک کہ ناخنوں
کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں **باب** استحباب اطالة الغرة والتحجيل في الوضوء منہ کو زیادہ دھونا اسقدر کہ
سر کے سامنے کا حصہ بھی دہل جاوے اسیطرح ہاتھوں اور پاؤں کو کہنیوں اور ٹخنوں کے پار تک دھونا مستحب
ہے **ف** نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہے کہ مستحب کہاں تک دھونا ہے بعضوں نے کہا
کہنیوں اور ٹخنوں سے کچھ بڑھ کر دھونا چاہیے کتنا بڑھاوے اسکی کوئی حد نہیں بعضوں نے کہا آدھے
بازو تک مستحب ہے اسیطرح آدھے پنڈلی تک بعضوں نے کہا مونڈھوں اور گھٹنوں تک دھونا مستحب
اور اس باب میں جو حدیثیں مذکور ہیں وہ ان سب باتوں کی تائید کرتی ہیں اور یہ جو امام ابوالحسن بن بطال مالکی اور
قاضی عیاض نے دعوی کیا ہے کہ کہنی اور ٹخنے سے بڑھانا بالاتفاق علما مستحب نہیں ہے یہ دعوے باطل ہے
اور کیونکر یہ دعوے صحیح ہوگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوہریرہ سے اسکے خلاف ثابت ہے اور
ہمارا مذہب وہی ہے جو ان حدیثوں سے ثابت ہے اور جس نے خلاف کیا ہے اوسپر یہ حدیثیں حجت ہیں
اور یہ جو ایک حدیث میں مروی ہے کہ جس نے اس سے بڑھایا یا گھٹایا تو اوسنے برا کیا اور ظلم کیا مراد اس سے
تعداد میں بڑھانا اور گھٹانا ہے انتہی عن نعيم بن عبد الله المجمر قال رأيت أبا هريرة يتوضأ فغسل وجهه

فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ
ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مِنْ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحْجِيلَهُ ۔ ترجمہ نعیم بن عبد اللہ مجمر سے روایت ہے
میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وضو کرتے ہوئے انہوں نے منہ دھویا تو اسکو پورا دھویا پھر داہنا ہاتھ
دھویا یہاں تک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر بایاں ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر
سر پر مسح کیا پھر داہنا پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر کہا میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری
پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہونگے قیامت کے دن وضو پورا کرنے کی وجہ سے پھر جو کوئی
تم میں سے اپنی منہ اور ہاتھ پاؤں کا دھونا بڑھا سکے تو بڑھا دے۔ عن نعیم بن عبد اللہ انه رأى أبا هريرة
يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ حَتَّى كَادَ يَبْلُغُ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى رَفَعَ إِلَى السَّاقَيْنِ ثُمَّ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ
مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ ۔ نعیم بن عبد اللہ سے روایت ہے انہوں نے
دیکھا ابوہریرہ کو وضو کرتے ہوئے انہوں نے منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے یہاں تک کہ مونڈھوں
تک پہنچ گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ پنڈلیوں تک پہنچ گئے بعد اس کے کہا میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے دن سفید منہ اور سفید
ہاتھ پاؤں والے ہو کر آویں گے وضو کی نشان سے پھر جو کوئی تم میں سے اپنی سفیدی بڑھا سکے
تو بڑھاوے۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ حَوْضِي أَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ مِنْ
عَدَنٍ لَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُومِ وَإِنِّي
لَأَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ إِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ
قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ ۔ ترجمہ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا عدن سے
ایلہ تک بھی زیادہ ہے اس کا پانی برف سے زیادہ سفید ہے اور دودھ ملے شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کے برتن

ہین دو شمار مین تارون سے زیادہ ہین اور مین لوگون کو روکون گا اس حوض سے جیسے کوئی دوسرے کے
اونٹون کو اپنے حوض سے روکتا ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ ہمکو پہچان لین گے اوسدن
آپنے فرمایا البتہ تمہارا نشان ایسا ہوگا جو سوا تمہارے کسی امت کے لیے نہ ہوگا تم آؤگے میرے سامنے
سفید ہاتھ پاؤن لیکر وضو کے طفیل سے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
تَرِدُ عَلَیَّ اُمَّتِی الْحَوْضَ وَاَنَا اَذُوْدُ النَّاسَ عَنْهُ کَمَا یَذُوْدُ الرَّجُلُ اِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ اِبِلِهٖ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ
تَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ لَکُمْ سِیْمَا لَیْسَتْ لِاَحَدٍ غَیْرِکُمْ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ وَلَیُصَدَّنَّ نسخہ اتعرفنا
عَنِّیْ طَائِفَةٌ مِّنْکُمْ فَلَا یَصِلُوْنَ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ هٰؤُلَاءِ مِنْ اَصْحَابِیْ فَیُجِیْبُنِیْ مَلَکٌ فَیَقُوْلُ وَ نسخہ فیجیئنی
هَلْ تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میری امت کے لوگ میرے پاس حوض کوثر پر آوینگے اور مین لوگون کو ہٹاؤنگا اس سے جیسے
ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹون کو ہٹاتا ہے لوگون نے کہا یا رسول کیا آپ ہمکو پہچان لیوینگے آپنے
فرمایا تمہاری نشانی ایسی ہی ہوگی جو کسی امت کے پاس نہ ہوگی تم آؤگے میرے پاس سفید پیشانی
اور ہاتھ پاؤن لیکر وضو کی وجہ سے **ف** نووی نے کہا ایک جماعت نے استدلال کیا ہے اسحدیث
سے کہ وضو خاص ہے اس امت سے اور بعضون نے کہا کہ وضو اس امت سے خاص نہین ہے پر یہ فضیلت
یعنے پیشانی اور ہاتھ پاؤن نورانی ہونا خاص ہوگا قیامت کے دن اس امت سے اور دلیل انکی دوسری
حدیث ہے صحیح ہے کہ یہہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبرونکا وضو ہے لیکن اول جماعت نے
دو جواب دیئے ہین ایک تو یہ ہو کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکا ضعف مشہور ہے دوسری یہ کہ اگر
اسحدیث کو مان لیوین تو اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ اگلے پیغمبرون کے لیے بھی وضو تھا پر اگلی
امتون کے لیے وضو نہین ثابت ہوتا ہے انتہی **ف** اور ایک گروہ روکا جاویگا میرے پاس آنے
سے وہ مجھ تک نہ آسکیگا تب مین عرض کرونگا اے پروردگار یہ لوگ تو میرے ہین اسوقت ایک
فرشتہ مجھے جواب دیگا تم نہین جانتے جو ان لوگون نے تمہارے بعد دنیا مین نئے نئے کام کیے **ف**
دوسری روایت مین اتنا زیادہ ہے پہ مین کہونگا تو پھر پرے دفع ہو یعنے دور ہو نووی نے کہا علما
نے اسمقام کئی طرح کی باتین لکھی ہین پہلی یہ کہ مراد ان لوگون سے منافق ہین اور جو اسلام سے پھر گئے تو
احتمال ہے کہ انکا حشر اسی نشان کے ساتھ یعنے سفید منہ اور ہاتھ پاؤن کے ساتھ ہو اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نشان کو دیکھکر ان لوگون کو مسلمان سمجھین اسوقت آپکو جواب ملیگا کہ یہ لوگ اپنی حالت پر نہین رہے اور انہون نے تمہارے بعد دین کو بدل دیا یعنے اسلام پر انکا خاتمہ نہین ہوا دوسرے یہ کہ مراد ان لوگون سے وہ لوگ ہین جو حضرت کے زمانے مین تھے اور آپکی حیات مین مسلمان تھے پھر آپکے بعد اسلام سے پھر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگون کو پہچان کر بلاوینگے اگرچہ انپر وضو کا نشان نہوگا اسوقت جواب ملیگا یہ لوگ تمہارے بعد اسلام سے پھر گئے تھے تیسری یہ کہ مراد ان لوگون سے گنہگار ہین جنکا خاتمہ توحید پر ہوا پر گناہ کبیرہ اور بدعتون مین مبتلا تھے لیکن بدعت کفر کے درجہ تک نہین پہنچی تھی اس صورت مین یہ ضرور نہین کہ یہ لوگ جہنم ہی مین جاوین بلکہ شاید پہلے یہ ہٹائے جاوینگی اونکو ملی پھر اللہ تعالی اونپر رحم کرے اور وہ جنت مین جاوین بغیر عذاب کے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اونکے منہ اور ہاتھ پانون سفید نورانی نہو اور احتمال ہے کہ یہ لوگ آپکے زمانہ کے بھی ہون اور آپکے بعد کے بھی ہون لیکن آپ اونکو نشان سے پہچان لیوین امام ابن عبد البر نے کہا جو شخص دین مین نئی بات نکالے وہ حوض کوثر سے راندا جاویگا جیسے رافضی اور خارجی اور تمام گمراہ فرقے اسیطرح وہ لوگ بھی راندے جاوین گے جو ظلم کرتے ہون لوگون کے حق دبا لیتے ہون یا حق کو مٹاتے ہون ناحق کو پھیلاتے ہون کبیرے گناہ علانیہ کرتے ہون اور اس قسم کے سب لوگون کے لیے بھی ڈر ہے کہ وہ حوض سے راندے جاوین عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَوْضِیْ لَاَبْعَدُ مِنْ اَیْلَۃَ مِنْ عَدَنٍ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَذُوْدُ عَنْہُ الرِّجَالَ کَمَا یَذُوْدُ الرَّجُلُ الْاِبِلَ الْغَرِیْبَۃَ عَنْ حَوْضِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ لَیْسَتْ لِاَحَدٍ غَیْرِکُمْ ترجمہ حذیفہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ (ایک شہر ہے مصر اور شام کے بیچ مین) قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مین لوگون کو وہان سے ہٹاؤنگا جیسے کوئی دوسرے کے اونٹ کو اپنے حوض سے ہانکتا ہو لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم کو پہچانین گے آپنے فرمایا تم میرے پاس آوگے سفید پیشانی سفید ہاتھ پانون وضو کے نشان ہونگے جو تمہارے سوا اور کسی امت پر نہونگے عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَی الْمَقْبَرَۃَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُ اَنَّا قَدْ رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ

أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ فَقَالُوا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ
قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ أَلَا
لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا
بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں
تشریف لے گئے تو فرمایا السلام علیکم اے گھر والو مسلمان لوگوں کے اور ہم بھی اگر خدا چاہے تم سے ملنے والے ہیں ف
اگرچہ مرنا یقینی ہے پر ان شاء اللہ آپ نے برکت کے لیے فرمایا اور خدا کا حکم بجا لانے کو جیسے
فرمایا تم کسی کام کو یوں نہ کہو کہ میں کل کرونگا بلکہ یوں کہو کرونگا اگر خدا چاہے اور جوا
نے کہا ان شاء اللہ وقت کے لیے ہے یعنی اس جگہ مرنے کا معلوم نہ تھا اور بعضوں نے کہا کہ ان شاء اللہ موت سے متعلق
نہیں ہے بلکہ دفن ہونے کے ساتھ متعلق ہے یعنی اگر خدا چاہے تو تمہارا اسی ایمان پر ہونگا اور کبھی کلام سے علم
لگا کر جگہ اور وقت کے لیے ان شاء اللہ کہتے ہیں یعنی اگر خدا چاہے اور ویسے ہی ہے اور کہتے ہیں جو
شک میں نہیں ہوتی ف میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں (اس حدیث سے معلوم ہوا
نیک بندوں کی آرزو کرنا درست ہے جیسے علما اور فضلا کی) صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے
بھائی نہیں ہیں آپ نے فرمایا تم تو میرے صحابہ ہو ف امام باجی نے کہا اس حدیث سے نہیں
نکلتا کہ صحابہ بھائی نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اور جو بھائی ہیں وہ صرف بھائی ہیں اور تم تو صحابی ہو اور بھائی بھی
ہو اور جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے وہ صرف بھائی ہیں صحابی نہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مومن
آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں قاضی عیاض نے کہا ابن عبد البر رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے اس امر پر
کہ آپ کے بعد کے زمانے کے لوگ بھی فضیلت رکھتے ہیں یہاں تک کہ بعض ان میں سے افضل ہیں بعض صحابہ
سے اور یہ جو حضرت نے فرمایا بہتر تم میں سے میرے زمانے کے لوگ ہیں تو اس سے مراد مہاجرین اور انصار ہیں اور وہی
افضل ہیں تمام امت میں لیکن جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف صحبت میں رہا ہو آپ کو دیکھا ہو
اسکی فضیلت میں نہیں تو بعد کے زمانے کا شخص اس سے افضل ہو سکتا ہے جیسے اور حدیثوں سے معلوم ہوتا
قاضی نے کہا یہ ابن عبد البر کے اور بعض متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے لیکن اکثر علما اسکے خلاف ہیں
وہ کہتے ہیں جو حضرت کی صحبت میں رہا ایک بار بھی آپ کو دیکھا اسکو صحبت کی فضیلت مل گئی اب اسکے بعد

کے زمانہ کا شخص اسکے برابر نہیں ہو سکتا گو کتنا ہی مرتبہ رکھتا ہو علم اور زہد میں اور دلیل اسکی حدیث ہے
اگر تم میں سے کوئی احد کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے مد یا آدھے مد کے برابر نہیں ہو سکتا تمام ہوا کلام
قاضی عیاض کا (نووی) ف اخوانی سے مراد وہ لوگ ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں آئے صحابہ نے
کہا یا رسول اللہ آپ کیونکر پہچانیں گے اپنی امت کے ان لوگوں کو جنکو آپ نے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا بھلا
دیکھو اگر ایک شخص کی سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں کے گھوڑے سیاہ مشکی گھوڑوں میں ملے ہوں تو وہ
اپنے گھوڑے نہیں پہچانے گا صحابہ نے کہا بیشک وہ تو پہچان لیگا آپ نے فرمایا تو میری امت کے لوگ سفید
اور سفید ہاتھ پاؤں رکھتے ہونگے وضو کی وجہ سے اور میں انکا پیش خیمہ ہونگا حوض کوثر
پر خبردار ہو بعضے لوگ میرے حوض پر سے ہٹائے جاوینگے جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہٹکایا جاتا ہے میں انکو پکارونگا
کہ آؤ آؤ اسوقت کہا جائیگا ان لوگوں نے اپنی حالت بدل دی تھی آپکے بعد اپنا دین بدل دیا تھا اور کافر
ہو گئے تھے یا انکی حالت بدل گئی تھی بدعت اور ظلم میں گرفتار ہو گئے تھے تب میں کہونگا جاؤ دور ہو دور
ف ساجی الایام میں ہے کہ اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے ان لوگوں سے صحابہ کرام
کو سمجھا ہے مہاجرین اور انصار کو حالانکہ اس حدیث میں رجال کا لفظ ہے نہ صحابہ کا اور اگر صحابہ کا لفظ بھی
ہوتب بھی مراد وہ لوگ ہیں جو آپکی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے تھے نہ وہ صحابہ جو اللہ تعالیٰ
نے انکی تعریف میں فرمایا ما بدلوا تبدیلا اور فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور فرمایا یغیظ بہم الکفار جس
پر نکلتا ہے کہ جو شخص صحابہ سے ناخوش ہو اور انپر غصہ رکھے وہ خود کافر ہے لعنت ہو اللہ کی اسپر ورد
جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقوں اور جان نثاروں سے عداوت رکھے اور انکو اہل بیت رسالت
کا بدخواہ جانے اور رسول جانے انکی خدمتوں کو جنکی بدولت ہم تک اسلام پہنچا اور انکی سعی اور کوشش
سے آج تک دین کا قیام ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الْمَقْبَرَةِ
فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اِسْمٰعِیْلَ
بْنِ جَعْفَرٍ غَیْرَ اَنَّ حَدِیْثَ مَالِكٍ فَلَیُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِیْ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا
عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَهُوَ یَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ فَكَانَ یَمُدُّ یَدَهٗ حَتّٰى
تَبْلُغَ اِبْطَهٗ فَقُلْتُ لَهٗ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ مَا هٰذَا الْوُضُوْءُ فَقَالَ یَا بَنِیْ فَرُّوْخَ اَنْتُمْ هٰهُنَا لَوْ
عَلِمْتُ اَنَّكُمْ هٰهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هٰذَا الْوُضُوْءَ سَمِعْتُ خَلِیْلِیْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ ترجمہ ابو حازم سے روایت ہے میں ابوہریرہؓ کے
پیچھے تھا وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو اپنے ہاتھ کو دھوتے تھے لمبا کر کے یہاں تک کہ بغل تک دھویا
میں نے کہا اے ابوہریرہؓ یہ کیسا وضو ہے ابوہریرہ نے کہا اے فروخ کی اولاد (فروخ ابراہیم کے ایک بیٹے
کا نام ہے جسکی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں ابو حازم بھی عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو اگر میں جانتا تم یہاں موجود
ہو تو میں اسطرح وضو نکرتا ف اسلیے کہ تم لوگوں کو اتنا علم نہیں ایسا نہو تم گمراہ ہو جاؤ اور یہ خیال کرو کہ
بغلوں تک ہاتھوں کا دھونا فرض ہے قاضی عیاض نے کہا ابوہریرہ کی یہ غرض ہے کہ جو شخص پیشوا ہو اوسکو
چاہیے کہ جب کسی ضرورت سے رخصت پر عمل کرے یا وسوسہ کی وجہ سے کسی امر میں مبالغہ کرے یا کوئی
خیال رکھتا ہو تو عام لوگوں کے سامنے نہ کرے خصوصاً جاہلوں کے ایسا نہو کہ وہ بغیر ضرورت کے اس رخصت
پر عمل کرنے لگیں یا اس کام کو لازم سمجھیں مثل فرض کے (نووی) ت میں نے سنا اپنے دوست
یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قیامت کے دن مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جاویگا
جہانتک اسکے وضو پہنچتا ہو **باب فضل** اسباغ الوضوء علی المکارہ سختی اور تکلیف کی حالت میں
وضو پورا کرنے کا کیا ثواب ہے **عن** ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الا
ادلکم علی ما یمحو اللہ بہ الخطایا ویرفع بہ الدرجات قالوا بلی یا رسول اللہ قال اسباغ الوضوء
علی المکارہ وکثرۃ الخطا الی المساجد وانتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ فذلکم الرباط ترجمہ
ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو نہ بتلاؤں وہ باتیں
جن سے گناہ مٹ جاویں (یعنے معاف ہو جاویں یا لکھنے والوں کے دفتر سے مٹ جاویں) اور درجے
بلند ہوں (جنت میں) لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ بتلایئے آپ نے فرمایا پورا کرنا وضو کا
سختی اور تکلیف میں (جیسے جاڑے کی شدت میں یا بیماری میں) اور بہت ہونا قدموں کا مسجد تک
(اسطرح کہ مسجد گھر سے دور ہو اور بار بار جاوے) اور انتظار کرنا دوسری نماز کا ایک نماز کے بعد
یہی رباط ہے (یعنے نفس کو روکنا عبادت کے لیے یا وہ رباط ہے جو جہاد میں ہوتا ہے جسکا ذکر قرآن شریف
میں ہے ورابطوا) **عن** العلاء بن عبد الرحمن بهذا الاسناد ولیس فی حدیث شعبۃ
ذکر الرباط وفی حدیث مالک ذکر مرتین فذلکم الرباط فذلکم الرباط ترجمہ وہی جو اوپر گذرا
لیکن شعبہ کی روایت میں رباط کا ذکر نہیں ہے اور مالک کی روایت میں دو بار ہے یہی رباط ہے یہی رباط ہے

بَابُ السِّوَاكِ مسواک کرنے کا بیان **ف** امام نووی نے کہا مسواک سنت ہی واجب نہیں کسی وقت نہ نماز کے لیے اور کسی وقت اور اسپر اتفاق کیا تمام معتمدین علما نے لیکن شیخ ابو حامد نے داؤد ظاہری سے اسکا وجوب نقل کیا ہے نماز کے لیے اور ماوردی نے بھی داؤد سے ایسا ہی نقل کیا ہے لیکن کہا انہون نے مسواک ایسا واجب ہی جسکی ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحاق بن راہویہ سے منقول ہی کہ مسواک واجب ہے اگر قصدًا اوسکو ترک کریگا تو نماز باطل ہو جاویگی اور ہمارے پچھلے اصحاب نے شیخ ابو حامد کی روایت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب یہ ہے کہ مسواک سنت ہی جیسے جماعت اور اگر داؤد سے مسواک کا وجوب ثابت ہو تب بھی اجماع میں اُن کی مخالفت ضرر نہ کریگی کس لیے کہ محققین علما اور اکثر اسی طرف ہیں کہ مسواک سنت ہی اور اسحاق سے وجوب کی روایت صحیح نہیں ہے پھر مسواک مستحب ہے سب وقتون میں لیکن پانچ وقتون میں زیادہ مستحب ہے ایک تو نماز کے وقت اگرچہ وضو سے ہو یا تیمم سے دوسری وضو کے وقت تیسری قرآن کی تلاوت کے وقت چوتھی سوکر اٹھتے وقت پانچوین منہ کے تغیر کے وقت اور یہ تغیر یا تو نہ کھانے اور پینے سے ہوتا ہے یا بدبو دار چیز کھانے سے یا بہت دیر تک چپ رہنے سے یا بہت باتین کرنے سے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مسواک روزہ دار کیلیے مکروہ ہے دوپہر ڈھلنے کے بعد تاکہ روزے دار کے منہ کی بو جو نہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالے کو پسند ہی جاتی نرہے اور مستحب ہے کہ مسواک پیلو کی ہو اگر کسی اور چیز سے کرے جس سے منہ کا تغیر جاتا رہے تو مسواک ادا ہو جاویگی جیسے کھردرے کپڑے سے اور سعد سے یا اشنان سے اسیطرح منجن سے لیکن اگر انگلی سے رگڑے اور انگلی نرم ہو تو مسواک ادا نہ ہوگی اگر سخت ہو تو اسمین تین قول ہین ایک تو مشہور ہے وہ یہ کہ کافی نہ ہوگی دوسری یہ کہ کافی ہوگی تیسری یہ کہ اگر کوئی اور چیز مسواک کرنے کو نہ ملے تو کافی ہوگی ورنہ کافی نہ ہوگی اور مستحب یہ ہے کہ متوسط لکڑی سے مسواک کرے نہ بہت سوکھی جس سے مسوڑھے چھل جاوین نہ بالکل گیلی اور مستحب یہ ہے کہ مسواک منہ کے عرض مین کرے نہ لنبائی مین ایسا نہ ہو کہ مسوڑون کو زخم لگے اگر طول مین مسواک کرے تو سنت ادا ہوگی لیکن مکروہ ہے اور مسواک کو خوب پھراوے دانتون کے کنارون پر اور جڑون اور تمام حلق مین اوپر نیچے نرمی کے ساتھ اور پہلے داہنی طرف سے شروع کرے اور دوسرے کی مسواک کرنا اسکی اجازت سے درست ہی اور لڑکے کو لڑکپن سے مسواک کی عادت ڈالین تاکہ عادت ہو جاوے اور ہمیشہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَفِیْ حَدِیْثِ

زُهَيْرٍ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اگر مسلمانوں پر شاق نہ ہوتا (یعنے دشوار) اور زہیر کی روایت میں یوں ہے اگر میری امت پر شاق
نہ ہوتا تو میں انکو حکم کرتا ہر نماز کے وقت سواک کرنے کا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اس
بات کی کہ سواک واجب نہیں ہے امام شافعی نے کہا اگر سواک واجب ہوتی تو آپ حکم کرتے اگرچہ وہ شاق
ہوتا اور ایک جماعت علما نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امر وجوب کے لیے ہے اور یہی مذہب ہے
اکثر فقہا اور جماعت متکلمین اور اصحاب اصول کا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو امر مستحب ہے وہ مامور بہ نہیں
ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جن چیزوں میں خدا کی طرف سے کوئی حکم نہ اترے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اجتہاد درست تھا اور یہی مذہب ہے اکثر فقہا اور اصحاب اصول کا اور یہی صحیح اور مختار ہے اور یہ بھی
معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر کیسی شفقت اور مہربانی منظور تھی اور یہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ ہر نماز کے وقت سواک کرنا افضل ہے انتہے باختصار **عَنْ** الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ
قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَءُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ
قَالَتْ بِالسِّوَاكِ **ترجمہ** مقدام بن شریح نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ سے
پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں آتے تو پہلے کیا کام کرتے انہوں نے کہا سواک کرتے
(اس سے معلوم ہوا کہ سواک کسی وقت میں منع نہیں ہے) **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ بَدَءَ بِالسِّوَاكِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں آتے تو پہلے سواک کرتے **عَنْ** اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهٖ **ترجمہ** ابوموسیٰ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس گیا سواک کا کنارہ آپکی زبان پر تھا (یعنے زبان صاف کر رہے تھے سواک سے) **عَنْ** حُذَيْفَةَ
قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ **ترجمہ** حذیفہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد پڑھنے کو اٹھتے تو منہ صاف کرتے سواک سے (یا دانتوں کو گھستے
سواک سے) **عَنْ** حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَقُلْ لِيَتَهَجَّدَ وَلَمْ يَقُوْلُوْا
ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے کہ جب رات کو اٹھتے اور تہجد کا ذکر نہیں **عَنْ** حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ **ترجمہ** وہی ہے جو اوپر گذرا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ

أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
آخِرِ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَنَظَرَ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ فِي آلِ عِمْرَانَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَتّٰى بَلَغَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ
فَصَلّٰى ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّأَ
ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى **ترجمہ** ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے تو پچھلی
رات کو آپ اوٹھے اور باہر نکلے آسمان کیطرف دیکھا پھر یہ آیت پڑھی جو سورہ آل عمران میں ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا اور کھڑے
ہوکر نماز پڑھی پھر لیٹ رہے پھر اوٹھے اور باہر نکلے اور آسمان کیطرف دیکھا اور یہی آیت پڑھی پھر لوٹ کر
اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھی **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے بڑے فائدے
نکلے ہیں اور عمدہ احکام اور امام مسلم نے اس مقام پر اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے اور پوری حدیث
کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے ہم بھی وہیں اسکی شرح اور فوائد بیان کرینگے **باب** خصال الفطرۃ سنت
باتون کا بیان **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ
الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ **ترجمہ** ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا
فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں **ف** نووی نے کہا فطرت سے یہانپر کیا مراد ہے اسمین علما نے اختلاف کیا ہے ابو سلیمان
خطابی نے کہا اکثر علما نے فطرت کے معنے سنت کے کئے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں پیغمبرون کی سنت ہیں اور بعضون نے کہا
فطرت سے دین مراد ہے پھر اسمین سے اکثر چیزیں واجب نہیں ہیں اور بعضی چیزون کے وجوب میں اختلاف
ہے جیسے ختنہ اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنا **ف** ختنہ کرنا یہ امام شافعی اور بہت علما کے
نزدیک واجب ہے اور امام مالک اور اکثر علما کے نزدیک سنت ہے امام شافعی کے نزدیک ختنہ مرد اور عورت دونو
پر واجب ہے مرد پر تو یہ کہ حشفہ (سپاری) پر جتنی کھال ہے وہ سب کاٹی جاوے یہانتک کہ پورا حشفہ کھل جاوے
اور عورت پر یہ کہ فرج کے اوپر کی جانب میں سے ایک ٹکڑا گوشت کا لیا جاوے اور صحیح مذہب ہمارا جسپر جمہور
علما ہیں یہ ہے کہ ختنہ چھٹپن میں جائز ہے واجب نہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ولی پر نابالغ کا ختنہ کرنا
واجب ہے اوسکے بالغ ہونے سے پہلے اور ایک قول یہ ہے کہ ختنہ حرام ہے دس برس سے پہلے اور صحیح یہ
ہے کہ ختنہ بچے کا پیدایش سے ساتوین دن کرنا مستحب ہے اور پیدایش کا دن ان سات دن مین محسوب ہوگا

باد اوسکے سوا سات دن چاہیئن اسمین دو قول ہین ظاہر یہ ہے کہ پیدایش کا دن بھی محسوب ہوگا اور
ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے خنثی مشکل ہین (یعنے جسمین مرد اور عورت دونونکی نشانیان برابر موجود
ہون) بعضون نے کہا اوسکا ختنہ فرج مین کرنا چاہیے بلوغ کے بعد اور بعضون نے کہا جب تک اسکا حال
نہ کھلے کہ مرد ہے یا عورت اسوقت تک اُسکا ختنہ نہ کرنا چاہیے اور جس شخص کے دو ذکر ہون تو اگر دونو
کام کے ہون تو دونون کا ختنہ کیا جاوے ورنہ جو کام کا ہو اور کام سے مراد بعضون کے نزدیک پیشاب
ہے اور بعضون کے نزدیک جماع اور اگر کوئی آدمی بن ختنہ مر جاوے تو اسمین تین قول ہین صحیح اور مشہور
یہ ہے کہ ختنہ نہ کرین خواہ چھوٹا ہو یا بڑا دوسرا یہ کہ بڑا ہو تو کرین چھوٹا ہو تو نکرین تیسرا اور زیر ناف کے بال مونڈ
ف نا سنت ہے سو اور یہ سنت ہے اور مقصود یہ ہے کہ یہ مقام صاف اور پاک رہے اور افضل مونڈنا ہے
اور کترنا اور اوکھیڑنا بالون کا بھی درست ہے اسیطرح نورہ لگانا بھی درست ہے اور مراد زیر ناف سے
وہ بال ہین جو ذکر پر ہون اور اوسکے گرداگرد اسیطرح وہ بال جو عورت کے فرج کے آس پاس ہون
اور ابو العباس بن سریج نے کہا کہ مراد وہ بال ہین جو دبر کے گرد ہون بہرحال قبل اور دبر اور انکے
آس پاس سب بالونکا مونڈنا بہتر ہے اب اوسکے لیے کوئی میعاد مقرر نہین جب ضرورت ہو اوسوقت
مونڈے یعنی جب بال بڑھ جاوین اسیطرح مونچھ اور بغل کے بال لینے کے لیے اور ناخون کترانے کے
لیے کوئی میعاد مقرر نہین اور یہ جو زیر ناف کے بالون مین منقول ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑنا
اس سے یہ مقصود ہے کہ چالیس دن کے اندر مونڈنا چاہیے نہ یہ کہ چالیس دن کچھ مونڈنے کی میعاد
ہے (نووی) بعض بے وقوف کم سمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ شریعت محمدی مین ایسی چھوٹی چھوٹی
باتون سے کیون بحث کی جاتی ہے انکا جواب یہ ہے کہ یہ امر تو اس شریعت کے لیے ضروری ہے جو سب شریعتون
سے بہتر اور سب کی ناسخ ہو اور اعلے تعلیم وہی ہے جس مین تمام ضروریات کی تعلیم ہو اور چھوٹی چھوٹی
باتون کو حقیر جان کر اور چھوڑ دینا اور ان کی تعلیم کیطرف توجہ نہ کرنا یہ تو بے وقوفون کا کام ہے
نہ عاقلونکا البتہ اس امر مین غور کرنا چاہیے کہ یہ باتین مفید ہین اور منفعت بخش یا بیکار غور کرنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ شریعت محمدی مین جن جن کامونکا حکم ہوا ہے خواہ ادنے ہو یا اعلے سب کے سب مفید اور ضر
اور فائدہ بخش ہین ایک زیر ناف کے بال لینے کو دیکھو کہ علاوہ طہارت اور نظافت کے طبًا بھی یہ امر باہ کو
بڑھاتا ہے اسیطرح اور کامون کو قیاس کر وہ شخص بڑا جاہل کم سمجھ نادان بے وقوف ہے جو پیغمبر دل

اپنی بڑی خیال کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اونکے احکام مستحب ہیں اور ضروری نہیں ہو سکتی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **ت** اور ناخون کاٹنا **ف** یہہ بھی سنت ہی واجب نہیں ہے اور مستحب ہے کہ پہلے دونون ہاتھون کے ناخون کاٹے پھر پانوٴن کے پہلے داہنے ہاتھ کلمے کی انگلی سے شروع کرے پیچ کی انگلی پھر اوسکے پاس والی انگلی پھر چھنگلیا پھر انگوٹھا پھر بائین ہاتھ مین چھنگلیا سے شروع کرے پھر اوسکے پاس والی انگلی اسیطرح انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے پانوٴن مین چھنگلیا سے شروع کرے اور بائین پانوٴن کی چھنگلیا پر ختم کرے (نووی) **ت** اور بغل کے بال اکھیڑنا **ف** یہ بالاتفاق سنت ہے اور افضل یہی ہے کہ اوکھیڑے اگر اکھیڑ سکے اور مونڈنا اور نورہ لگانا بھی درست ہے اور یونس بن عبد الاعلی سے منقول ہے مین امام شافعی کے پاس گیا اونکے پاس مزین تھے وہ اونکی بغل کے بال مونڈ رہے تھے انہون نے کہا مین جانتا ہون کہ اوکھیڑنا سنت ہے لیکن مجھ سے نہین ہو سکتا درد کی وجہ سے اور مستحب ہے کہ پہلے داہنی بغل سے شروع کرے (نووی) **ت** اور مونچھہ کترنا **ف** یہ بھی سنت ہے اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے کترانا شروع کرے اور اختیار ہے کہ خود کترے یا دوسرے سے کتراوے اور بغل کے بال خود لینا بہتر ہے اگر دوسرے سے منڈاوے تو بھی جائز ہے لیکن برخلاف سر کے بال خود مونڈے اب اسمین اختلاف ہے کہ مونچھہ کہانتک کترانا چاہیے مختار یہ ہے کہ یہانتک کتراوے کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جاوے اور جڑ سے نہ کترے اور وہ جو حدیث مین آیا ہے میٹ دو مونچھون کو مراد اس سے یہی ہے کہ جسقدر ہونٹ سے بڑہی ہوئی ہون اسیطرح داڑہی کے چھوڑنے کا حکم ہے اور فارس کے لوگون کی عادت تھی کہ وہ داڑہیون کو کترا کرتے تھے شریعت مین اسکی ممانعت ہوئی اور علما نے داڑہی مین دس باتین ایسی لکھی ہین جو ایک سے ایک زیادہ بری ہے ایک تو سیاہ خضاب کرنا داڑہی کا جب جہاد کی غرض سے نہو دوسرے زرد خضاب کرنا نیک لوگون کی مشابہت کے لیے نہ سنت کی پیروی کے واسطے تیسرے خضاب کرنا گندہک وغیرہ سے بالون کو جلدی سفید کرنے کے لیے تاکہ لوگ تعظیم اور ادب کرین اور یہ سمجھین کہ بزرگ ہین چوتھی اوائل شباب مین جب شروع داڑہی کے بال نکلین تو اونکا اوکھیڑنا زیبائش کے لیے اور امرد بنے رہنے کے لیے پانچوین سفید بالونکا اوکھیڑنا چھٹی بالون کی صفین جمانا تہ بہ تہ تاکہ عورتون کو بھلا معلوم ہو ساتوین اسکو گھٹانا رخسارون کے بال مونڈکر یا بڑہانا کنپٹی کے بالون کو ملاکر آٹھوین کنگہی کرنا بہ نیت نمایش نوین اسکو پریشان چھوڑ دینا بے پروائی سے بار یا سے اپنی تئین زاہد کہلانے کو دسوین اوسکی سیاہی یا سفیدی کو دیکھنا غرور اور تکبر اور فخر کی نیت سے گیارہوین اوسکو باندھنا اور

گو ندہنا یا رہوین اوسکو منڈانا پر اگر عورت کی داڑہی نکل آوے تو اوسکو مونڈ ڈالنا مستحب ہے انتہی عن
ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الفطرۃ خمس الاختتان والاستحداد و
قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عن انس
بن مالک قال قال انس وقت لنا فی قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط وحلق العانۃ ان
لا نترک اکثر من اربعین لیلۃ ترجمہ انس بن مالک نے کہا ہمارے لیے میعاد مقرر ہوئی مونچھ کترنے
کی اور ناخون کاٹنے کی او بغل کے بال نوچنے کی اور زیر ناف کے بال مونڈنی کی کہ نہ چھوڑین ہم انکو چالیس دن سے
زیادہ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احفوا الشوارب واعفوا اللحی ترجمہ عبد اللہ بن
عمر سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پست دو مونچھون کو اور چھوڑ دو داڑہیون کو عن
ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال امرنا باحفاء الشوارب واعفاء اللحیۃ ترجمہ
عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمکو حکم ہوا مونچھون کو جڑ سے
کاٹنے کا اور داڑہی کو چھوڑ دینے کا ف یہ مسلمانون کی وضع قرار پائی حقیقت مین یہی وضع
حکمت کے موافق ہے اور اسمین خوشنمائی اور صفائی دونون باتین ہین اب مونچھون کو بڑہانا اور
داڑہیون مونڈنا یہ مسلمانی چال کے بالکل برخلاف ہے اور کافرون اور فاسقونکا شیوہ ہے عن
ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفوا اللحی (احفوا)
ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلاف کرو مشرکون کا
نکال ڈالو مونچھون کو اور پورا رکھو داڑہیون کو یعنے چھوڑ دو اُن کو اور ان مین کتر بیونت نہ کرو
یہی قول ہے ایک جماعت کا ہمارے اصحاب مین سے اور بہت علماء کا اور قاضی عیاض نے
کہا داڑہی کو مونڈنا اور کترنا مکروہ ہے اور اسکے طول اور عرض میں سے بالون کا لینا اور برابر کرنا بہتر ہے
اور مکروہ ہے کہ آدمی اپنی داڑہی بڑہا کر مشہور کرے جیسے داڑہی کترا کر اور سلف نے اختلاف کیا ہے
کہ داڑہی کی حد کیا ہے بعضون نے کہا کوئی حد نہین مگر اتنی نہ بڑہانے کہ مشہور ہو وے بلکہ کم کر دیوے اور
امام مالک نے داڑہی کو بہت لنبا کرنا مکروہ رکھا ہے اور بعضون نے ایک مٹھی کی حد کر دی ہے جسقدر
اس سے زیادہ ہو وہ کتر ڈالنا چاہیے اور بعضون نے اسکا کترنا مطلقاً مکروہ جانا ہے مگر حج یا عمرے مین اور
مونچھون مین بعض سلف کا یہ قول ہے کہ بالکل جڑ سے کتری جاوین یا مونڈے جاوین کیونکہ حضرت نے

صاف فرمایا ہے مگر دو مونچھون کو اور یہی قول ہے اہل کوفہ کا اور بہت سے لوگ اسطرف گئے ہین
کہ مونچھونکا بالکل مونڈ ڈالنا مکروہ ہے اور امام مالک کہتے تھے کہ یہ مثلہ ہے اور جو کوئی ایسا کرے اسکو سزا
دیجاوے اور مکروہ جانتے تھے انکا لینا اوپر سے اور ان لوگون کا یہ قول ہے کہ احفا اور جز اور قص
سب کے معنی کترنے کے ہین یعنے مونچھون کو کترنا چاہیے یہانتک کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جاوے اور بعضے
علمانے لکھا ہے کہ ان دونو امرون مین اختیار ہے جو چاہے کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا
اور مختار یہ ہے کہ ڈاڑھی تو اپنے حال پر چھوڑ دیجاوے اسمین کمی نہ کرین اور مونچھین اتنی کترین کہ ہونٹ
کا کنارہ کھلا رہے (نووی) **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُزُّوا
الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللِّحٰى خَالِفُوا الْمَجُوْسَ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کترو مونچھون کو اور لٹکاؤ ڈاڑھیونکو اور خلاف کرو پارسیونکا (یعنے آتش پرستونکا) **عَنْ**
عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ
اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ
الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ زَكَرِيَّاءُ قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ
زَادَ قُتَيْبَةُ قَالَ وَكِيْعٌ اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْاِسْتِنْجَاءَ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس باتین پیدائشی سنت ہین ایک تو مونچھین کترنا دوسرے ڈاڑھی
چھوڑ دینا تیسرے مسواک کرنا چوتھی ناک مین پانی ڈالنا پانچوین ناخون کا ٹنا چھٹی پوروں کا دھونا
(پوروں کے اندر اور ناک اور بغل اور کان کا دھونا) ساتوین بغل کے بال اکھیڑنا آٹھوین زیر ناف
کے بال لینا نوین پانی سے استنجا کرنا (یا شرمگاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا) مصعب
نے کہا مین دسوین بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو وکیع نے کہا انتقاص الماء سے (جو حدیث مین وارد
ہے) استنجا مراد ہے **عَنْ** مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اَبُوْهُ وَ
نَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ **ترجمہ** دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا **بَابُ الْاِسْتِطَابَةِ** باب
استنجا کے بیان مین **عَنْ** سَلْمَانَ قَالَ قِيْلَ لَهٗ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ قَالَ فَقَالَ اَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ
بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ **ترجمہ** سلمان سے روایت ہے انسے کہا گیا تمہارے نبی نے

تمکو ہر ایک بات سکھائی یہانتک کہ پاخانہ اور پیشاب کو بھی انہون سنے کہا ہان ہمکو آپ نے منع کیا قبلے کیطرف
منہ کرنے سے پیشاب اور پاخانے کے یرف نووی نے کہا اس مسئلے مین علما کے کئی مذہب ہین
ایک تو امام مالک اور امام شافعی کا مذہب ہے وہ یہ ہے کہ پیشاب اور پاخانے مین قبلے کیطرف منہ کرنا
جنگل مین حرام ہے مگر آبادی مین حرام نہین اور یہی روایت ہے عباس بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما اور شعبی اور اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل سے دوسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہہ حرام ہے
جنگل مین ہو یا آبادی مین اور یہی قول ہے ابو ایوب انصاری اور مجاہد اور ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری
اور ابو ثور اور احمد کا دوسری روایت مین تیسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہہ درست ہے مکان مین ہو یا جنگل
مین اور یہی مذہب ہے عروہ بن زبیر اور ربیعہ کا جو شیخ تھے امام مالک کے اور داؤد ظاہری کا چوتھا
مذہب یہ ہے کہ قبلے کیطرف منہ کرنا کہین درست نہین ہے نہ مکان مین نہ جنگل مین لیکن پیٹھہ
کرنا درست ہے اور یہ ایک روایت ہے امام ابو حنیفہ اور امام احمد سے دوسرے مذہب والون کی دلیل وہ
صحیح حدیثین ہین جو مطلقاً ممانعت مین وارد ہین جیسے سلمان کی حدیث اور ابو ایوب اور ابو ہریرہ
وغیرہما کی انہون نے کہا کہ یہ ممانعت قبلے کی عظمت کے سبب سے ہے اور یہ بات ہر جگہہ موجود ہے خواہ
جنگل ہو یا مکان ہو اور اگر مکان کی آڑ کے سبب سے یہ امر جائز ہو تو چاہیے کہ جنگل مین بھی جائز ہو اسلیے
کہ جنگل مین بھی ہمارے اور کعبے کے بیچ مین پہاڑ اور نالے وغیرہ حائل ہین تیسرے مذہب والون کی
دلیل ابن عمر کی حدیث ہے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کیطرف منہ کیے
ہوئے اور کعبے کیطرف پیٹھہ کیے ہوئے دیکھا حاجت کے وقت اور حضرت عائشہ کی حدیث کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہونچی کہ بعضے لوگ قبلے کیطرف منہ کرنا حاجت کیوقت مکروہ جانتے ہین
آپنے فرمایا ہان ایسا خیال کرتے ہین تب آپنے فرمایا میری گہڈی قبلے کیطرف کرو اس حدیث کو امام
احمد نے اپنے مسند مین اور ابن ماجہ نے باسناد حسن روایت کیا ہے چوتھے مذہب والون کی دلیل
سلمان کی حدیث ہے پہلے مذہب والون کی دلیل عبد اللہ بن عمر کی حدیث ہے اور حضرت عائشہ کی
اور حدیث جابر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پیشاب مین قبلے کیطرف منہ کرنے سے پھر
مین نے دیکھا آپ کو وفات سے ایک سال پہلے آپ قبلے کیطرف منہ کرتے تھے روایت کیا اسکو ابو داؤد
اور ترمذی وغیرہما نے باسناد حسن اور حدیث مروان اصفر کی ہے کہ مین نے ابن عمر کو دیکھا انہون نے

اونٹنی کو بٹھایا قبلے کے سامنے پھر اوسکی آڑ مین پیشاب کرنے لگے مین نے کہا یہ تو منع ہے انہون کہا
منع جب ہے جب کھلے میدان مین ایسا کرے اگر قبلے مین اور استنجا کرنے والے مین کوئی چیز حائل ہو
تو منع نہین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور یہ حدیثین صحیح ہین جن سے اس امر کا جواز مکان مین ثابت
ہوتا ہے اور ابو ایوب اور سلمان اور ابو ہریرہ کی حدیثین جو ممانعت مین وارد ہین وہ محمول ہین صحرا
پر تاکہ جمع ہو جاوے حدیثون مین اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ حدیثون مین جمع کرنا ضرور ہے جب جمع ہو سکے اور
یہان پر تو جمع ممکن ہے اور جنگل اور مقام مین صرف فرق یہ ہے کہ جنگل مین قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے
کی کوئی ضرورت نہین اور مکان مین کبھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کھڈیان اسی طرف بنی ہون یا
اور طرف جگہہ نہ ہو اور جس نے پیٹھ کرنا درست سمجھا ہے اوسکے رد کے لیے بہت سی صحیح حدیثین موجود
ہین جنمین مطلقاً ممانعت آئی ہے جیسے ابو ایوب وغیرہ کی حدیث اب امام شافعی کے مذہب کے موافق
مکان مین قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا اسوقت درست ہے جب دیوار مکان کی تین ہاتھ یا اس سے
کم فاصلے پر ہو اور وہ دیوار یا آڑ اسقدر اونچی ہو کہ اعضاء اسفل کی آڑ ہو سکے اوسکا اندازہ پالان کی پچھلی لکڑی
سے کیا ہے اور وہ دو تہائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے پھر اگر تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو یا آڑ اس سے
چھوٹی ہو تو منہ کرنا یا پیٹھ کرنا حرام ہوگا مثل جنگل کے اور ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک ہر حال مین
مکان مین یہ امر درست ہے اور جنگل مین درست نہین لیکن صحیح پہلا قول ہے اور کچھ فرق نہین آڑ
مین خواہ جانور کی ہو یا دیوار کی یا ٹیلے کی یا پہاڑ کی اور اگر اپنا دامن قبلے کی طرف لٹکا دے تو اسمین
اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ درست ہے اسلیے کہ آڑ ہو گئی اب جہان منہ کرنا یا پیٹھ کرنا درست ہے وہان بھی کراہت ہے لیکن جمہور کے نزدیک مکروہ نہین بلکہ امام
مختار یہ ہے کہ اگر تکلیف و حرج ہو دور طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے تو مکروہ نہین ورنہ مکروہ ہے اور جماع کرنا درست ہے قبلے کی طرف
منہ کر کے مکان مین ہو یا جنگل مین ہمارا اور ابو حنیفہ اور احمد اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور مالکی
لوگون نے اسمین اختلاف کیا ہے ابن قاسم نے اوسکو جائز رکھا ہے اور ابن حبیب نے مکروہ کہا ہے
لیکن صحیح جواز ہے اور بیت المقدس کیطرف منہ یا پیٹھ کرنا درست ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر پاخانہ
یا پیشاب کرنے وقت قبلے کی منہ یا پیٹھ کر نیسے بچے پھر استنجا کیوقت ایسا کرے تو جائز ہے
ف یا ہم استنجا کرین داہنے ہاتھ سے ف یہ امر بالاتفاق منع ہے مگر حرام نہین ہے اور بعض اہل
ظاہر کے نزدیک حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے استنجا کو متعلق کوئی کام نہ لیوے

مگر بہتر ہے اگر پانی سے استنجا کرے تو داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائین ہاتھ کو پھیرے ذکر پر یا دبر پر
اور اگر ڈھیلے سے استنجا کرے تو مقعد کو بائین ہاتھ سے پونچھے اور ذکر کو ڈھیلا زمین پر یا دونو پانون
کے بیچ مین رکھکر اوس سے پونچھے اور بائین ہاتھ سے ذکر کو تھامے اور جو یہ نہ ہو سکے تو ڈھیلا داہنے
ہاتھ مین لیوے اور ذکر کو بائین ہاتھ سے پونچھے اور داہنا ہاتھ نہ ہلاوے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا
کہ ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامے اور ڈھیلے کو بائین ہاتھ مین لیوے اور یہ صحیح نہین ہے (نووی) ف
بائین پتھرون سے کم مین استنجا کرین ف نووی نے کہا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تین
بار پونچھنا واجب ہے اور اس مسئلے مین علما کا اختلاف ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجا کرنے مین
نجاست کا دور کرنا ضرور ہے اور تین بار پونچھنا ضرور ہے اگر ایک بار یا دو بار پونچھا اور نجاست دور ہو گئی
تو تیسری بار پھر پونچھنا ضرور ہے اور یہی قول ہے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور
کا اور مالک اور داؤد نے کہا کہ واجب صاف کرنا ہے نجاست سے اگر ایک ڈھیلے سے بھی صفائی ہو جاوے
تو کافی ہے اور ہمارے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے لیکن مشہور مذہب وہی ہے جو پہلے بیان
کیا ہمارے اصحاب نے کہا ہو کہ اگر ایسے ڈھیلے یا پتھر سے استنجا کیا جس کے تین کونے ہون اور ہر ایک
کونے سے ایک ایک بار پونچھے تو کافی ہو جاویگا اسلیے کہ مقصود تین بار پونچھنا ہے اور تین پتھر یا ڈھیلے
بہتر مین لیوے ایک پتھر یا ڈھیلے سے اور اگر آگے اور پیچھے دونو طرف استنجا کرے تو چھ بار پونچھنا
ضرور ہے اور بہتر یہ ہے کہ چھ ڈھیلے ہون لیکن اگر ایک ہی ڈھیلا چھ کونے والا ہو تو درست ہے
اسیطرح موٹے دبیز کپڑے سے جس مین دوسری طرف تری نہ پہنچے استنجا کرنا درست ہے ہمارے
اصحاب نے کہا ہے کہ اگر تین ڈھیلون سے صفائی ہو جاوے تو اب چوتھا ڈھیلا نہ لیوے ورنہ چوتھا
ڈھیلا لینا ضرور ہے اب پانچوان لینا مستحب ہے طاق کرنے کے لیے اگر چوتھے سے صفائی ہو گئی ہو ورنہ
پانچوان لینا واجب ہے اب چھٹا نہ لیوے اور جو پانچوین سے صفائی نہ ہو تو چھٹا لینا واجب ہے اور چھٹے
سے صفائی ہو جاوے تو ساتوان مستحب ہے طاق کرنے کے لیے غرض کلیہ یہ ہے کہ اگر صفائی طاق سے
ہو جاوے تو اب نہ بڑھاوے اور جو جفت سے ہو تو ایک بڑھا کر طاق کر لیوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حدیث مین پتھرون کا ذکر کیا ہے اس سے بعض اہل ظاہر نے سوا پتھر کے اور کسی چیز سے
استنجا کرنا جائز سمجھا ہے اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ پتھر کی کچھ تخصیص نہین بلکہ چندی اور لکڑی سے

بھی استنجا درست ہو اور غرض یہ ہے کہ ایسی چیز ہو جس سے نجاست دور ہو اور یہ امر سوا پتھر کے اور
چیزوں سے بھی ہو سکتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھروں کا اسلیے کیا ہے کہ اکثر پتھر
سہل سے ملجاتے ہیں اور دلیل اسکی یہ ہے کہ آپ نے منع کیا ہڈی اور گوبر اور لید سے استنجا کرنیسے اگر پتھر
کی تخصیص منظور ہوتی تو سوا پتھر کے سب چیزوں سے منع کرتے (نووی) **ف** یا گوبر اور ہڈی سے
استنجا کریں **ف** نووی نے کہا گوبر سے مقصود ہر ایک نجس چیز ہے اوس سے استنجا کرنا درست
نہیں اور ہڈی کی ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ وہ جنوں کی خوراک ہے اسیطرح ہر ایک کھانیکی چیز
سے استنجا منع ہے اور جانوروں کے ہر ایک چیز سے اور کتابوں کے ورقوں سے نجس چیز رقیق ہو
پانی کیطرح یا جمی ہوئی ہو اوس سے کسیطرح استنجا درست نہیں اگر کسی نے اس سے استنجا
کیا تو درست نہ ہوگا اور پھر صاف پانی سے استنجا کرنے پڑیگا ڈھیلہ کافی نہ ہوگا اسلیے کہ مقام
استنجا نجس ہوگیا اجنبی نجاست سے اور جو کسی کی کھانیکی چیز پاک سے استنجا کیا تو صحیح یہ ہے کہ درست نہ ہوگا
لیکن ڈھیلے سے استنجا اسکے بعد کافی ہے اگر نجاست اپنے مقام سے زیادہ نہیں پھیلی اور بعضوں
نے کہا استنجا درست ہو جاویگا مگر گنہگار ہوگا (نووی) **عَنْ** سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لَنَا الْمُشْرِكُونَ
إِنِّي أَرَى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتَّى يُعَلِّمَكُمُ الْخِرَاءَةَ فَقَالَ أَجَلْ إِنَّهُ نَهَانَا أَنْ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِيَمِينِهِ
أَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَنَهَانَا عَنِ الرَّوْثِ وَالْعِظَامِ وَقَالَ لَا يَسْتَنْجِي أَحَدُكُمْ بِدُونِ ثَلَاثَةِ
أَحْجَارٍ **ترجمہ** سلمان رض سے روایت ہے ہم سے مشرکوں نے کہا ہم دیکھتے ہیں تمہارے صاحب کو وہ
تمکو ہر چیز سکھاتے ہیں یہانتک کہ پاخانہ اور پیشاب کرنا بھی سلمان نے کہا بیشک آپ نے ہمکو
منع کیا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے یا قبلے کیطرف منہ کرکے اور منع کیا ہے ہمکو گوبر اور ہڈی
سے استنجا کرنیسے اور آپنے فرمایا ہے کوئی تم میں سے استنجا نہ کرے تین پتھروں کے بغیر یا تین
پتھروں سے کم میں **عَنْ** جَابِرٍ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ أَوْ بِبَعْرٍ **ترجمہ**
جابر رض سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پونچھنا ہڈی یا اونٹ کی مینگنی سے
(یعنے استنجا کرنا ان چیزوں سے) **عَنْ** أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَيْتُمُ
الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا بِبَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا
قَالَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَ

لقد نهانا ان نستقبل القبلة بغائط او بول

وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ترجمہ ابو ایوب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پاخانے کو جاؤ تو قبلے کیطرف منہ نکرو نہ پیٹھ کرو اسطرف پاخانہ یا پیشاب مین البتہ پورب یا پچھم کیطرف منہ کرو ف نووی نے کہا یہ مدینے والون کے لیے خاص حکم ہے یا جنکا قبلہ پورب اور پچھم کی طرف نہو ت ابو ایوب نے کہا پھر ہم شام کے ملک مین آئے دیکھا تو کھڈیان قبلے کیطرف بنی ہوئی ہین ہم انپر سے منہ پھیر لیتے تھے اور خدا سے استغفار کرتے تھے عن اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى حَاجَتِهِ فَلَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی حاجت بیٹھے تو قبلے کیطرف منہ نکرے نہ پیٹھ عن وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ اِلَى الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلَاتِيْ انْصَرَفْتُ اِلَيْهِ مِنْ شِقِّيْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَاسٌ اِذَا قَعَدْتَ لِلْحَاجَةِ تَكُوْنُ لَكَ فَلَا تَقْعُدْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَلَا بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَقِيْتُ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ ترجمہ واسع بن حبان سے روایت ہے مین نماز پڑھتا تھا مسجد مین اور عبد اللہ اپنی پیٹھ قبلے کیطرف لگائے ہوئے بیٹھے تھے جب مین نماز پڑھ چکا تو ایک طرف سے اونکے پاس گیا عبد اللہ نے کہا لوگ کہتے ہین جب حاجت کو بیٹھو تو قبلے اور بیت المقدس کیطرف منہ نکرو اور مین چھت پر چڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹون پر بیٹھے ہوئے دیکھا حاجت کے لیے بیت المقدس کیطرف منہ کیے ہوئے اور جب بیت المقدس کیطرف منہ ہوگا تو قبلے کیطرف پیٹھ ہوگی عن ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَقِيْتُ عَلٰى بَيْتِ اُخْتِيْ حَفْصَةَ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا لِحَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے مین اپنی بہن حفصہ کے گھر پر چڑھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے شام کیطرف منہ تھا اور قبلے کیطرف پیٹھ تھی عن اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْسِكَنَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَهُوَ يَبُوْلُ وَلَا يَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِيَمِيْنِهِ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْاِنَاءِ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے اپنا ذکر پیشاب کرنے مین داہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور پاخانے کے بعد داہنے ہاتھ سے استنجا نکرے اور برتن مین پھونک نہ مارے ف

نووی نے کہا استنجا میں ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامنا مکروہ ہے کراہت تنزیہی نہ تحریمی جیسے اور گذرا اور مقصود یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کو اسطرح کی مدد نہ لیوے استنجا میں اور برتن میں پھونک مارنا اسلیے منع ہوا کہ شاید منہ یا ناک میں سے کوئی چیز نکلکر پانی میں گرے لیکن برتن کے باہر پھونکنا تین سانس میں سنت ہے **عَنْ** أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ ترجمہ ابوقتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پاخانہ جاوے تو اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے **عَنْ** أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ وَأَنْ يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَأَنْ يَسْتَطِيبَ بِيَمِينِهِ ترجمہ ابوقتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا برتن میں پھونکنے سے اور اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھونے سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے

باب التیمن فی الطہور وغیرہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُورِهِ إِذَا تَطَهَّرَ وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے تھے داہنی طرف سے شروع کرنے کو طہارت میں اور کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں **ف** نووی نے کہا یہ ایک قاعدہ مستمرہ ہے شرع میں اور وہ یہ ہے کہ جو کام دنیا میں ذرا عزت رکھتے ہیں جیسے کپڑا پہننا اور پاجامہ پہننا اور موزہ پہننا اور مسجد میں جانا اور مسواک کرنا اور سرمہ لگانا اور ناخون کاٹنا اور مونچھ کترنا اور بالوں میں کنگھی کرنا اور بغل کے بال منڈوانا اور سر منڈوانا اور سلام پھیرنا نماز کے بعد اور وضو کے اعضا دھونا اور پاخانہ سے نکلنا اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا اور حجر اسود چومنا اور جو باتیں انکی مثل ہیں ان سب میں داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور جو باتیں انکے خلاف ہیں جیسے پاخانہ جانا اور مسجد سے نکلنا اور ناک چھنکنا اور استنجا کرنا اور کپڑا اتارنا اور پاجامہ یا موزہ اتارنا اور جو کام انکے مثل ہیں ان میں بائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور یہ سب اسوجہ سے ہے کہ داہنی جانب کو بائیں جانب پر بزرگی اور شرف ہے اور اجماع کیا ہے علما نے اسپر کہ وضو میں داہنے ہاتھ یا پاؤں کو پہلے دھونا سنت ہے اگر اسکے خلاف کرے تو فضیلت جاتی رہیگی لیکن وضو صحیح ہو جاویگا اور شیعہ کے نزدیک یہ واجب ہے اور انکی خلاف کا اعتبار نہیں اور بائیں طرف سے شروع کرنا اگرچہ درست ہے لیکن مکروہ ہے شافعی نے صاف کہدیا ہے اور سنن ابو داؤد اور ترمذی

مین باسانید حسنہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پہنو
یا وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کرو ۔ یقین ہے داہنی طرف سے شروع کرنے مین اب اسکا
خلاف کرنا مکروہ ہے یا حرام اور علمار کا اجماع ہے اس پر کہ حرام نہین ہے تو مکروہ ہوگا اور بعض
اعضا وضو کے ایسے ہین جنمین داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب نہین بلکہ داہنے اور بائین دونو
کی ایک بارگی طہارت کرنا چاہیے جیسے دونو کان دونو پہنچے دونو رخسارے اگر یہ امر نہ ہو سکے
تو داہنے سے شروع کرے (نووی) **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ فِيْ نَعْلَيْهِ وَتَرَجُّلِهٖ وَطُهُوْرِهٖ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنا ہر ایک کام مین پسند کرتے
جوتا پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور طہارت کرنے مین (بخاری کی روایت مین ہے جہانتک آپ
سے ہو سکتا ہر ایک کام مین) **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا
اللَّاعِنَيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِیْ يَتَخَلّٰى فِیْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّهِمْ
ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم لعنت کے دو کامون
سے (یعنے جنکی وجہ سے لوگ تمپر لعنت کرین) لوگون نے کہا وہ لعنت کے دو کام کونسے ہین آپنے
فرمایا ایک تو راہ مین جدہر سے لوگ آتے جاتے ہون پاخانہ پھرنا دوسری سایہ دار جگہہ مین
(جہان لوگ بیٹھکر آرام لیتے ہون) پاخانہ پھرنا (ان دونو کامون سے لوگون کو تکلیف ہوگی
اور وہ برا کہین گے لعنت کرینگے) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَهٗ غُلَامٌ مَعَهٗ مِيْضَاَةٌ وَهُوَ اَصْغَرُنَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ سِدْرَةٍ فَقَضٰى
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهٗ فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدِ اسْتَنْجٰى بِالْمَآءِ **ترجمہ** انس بن
مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ کے اندر گئے اور آپ کے پیچھے ایک لڑکا
گیا اوسکے پاس ایک بدہنا تھا وہ لڑکا ہم سب مین چھوٹا تھا اوسنے بدہنا ایک بیری کے پاس
دہر دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حاجت سے فارغ ہوئے اور باہر نکلے پانی سے استنجا
کئے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ
اَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِیْ اِدَاوَةً مِّنْ مَّاءٍ وَّعَنَزَةً فَيَسْتَنْجِیْ بِالْمَآءِ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت

قولہ اللاعنین ای الامرین الجالبین اللعن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پائخانے جاتے میں اور ایک اور لڑکا میرے برابر پانی کا ڈول اور برچھی اٹھاتے پھر آپ استنجا کرتے پانی سے (اور برچھی اسواسطے ساتھ رکھتے کہ اسکو سامنے گاڑ کے نماز پڑھیں) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهٖ فَاٰتِيْهِ بِالْمَاۤءِ فَيَغْتَسِلُ بِهٖ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کو کھلے میدان میں جاتے (لوگوں کی نظر سے دور) پھر میں پانی آپ پاس لاتا آپ اس سے استنجا کرتے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے کئی مسائل نکلے ایک تو یہ کہ حاجت کو دور جانا چاہیے لوگوں کی نگاہ سے دوسری یہ کہ جو شخص فضیلت رکھتا ہو وہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے کام لے سکتا ہے تیسری یہ کہ خدمت صالحین اور اہل فضیلت کی مستحب ہے چوتھی یہ کہ پانی سے استنجا کرنا مستحب ہے اور پھر پتھروں پر قناعت کرنے سے بہتر ہے اور لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ میں لیکن جمہور سلف اور خلف اور اہل فتوی اسطرف گئے ہیں کہ ڈھیلوں سے استنجا کرکے پھر پانی سے دھونا افضل ہے اور صرف ایک چیز پر اقتصار کرنا جائز ہے لیکن پانی پر اقتصار کرنا افضل ہے اور بعض سلف گئے ہیں کہ ڈھیلوں پر اقتصار کرنا افضل ہے اور ابن حبیب مالکی نے کہا ڈھیلے کافی نہیں ہیں مگر اس صورت میں جب پانی نہ ملے اور بعض علماء نے ان حدیثوں سے یہ استدلال کیا ہے کہ برتن سے وضو کرنا بہتر ہے حوض یا تالاب سے وضو کرنے سے مگر یہ استدلال مقبول نہیں ہے قاضی عیاض نے کہا اس قول کی کچھ اصل نہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر منقول ہے کہ آپ نے حوض کو پایا ہو پھر اوسکو چھوڑ کر برتن ہی سے وضو اختیار کیا ہو

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ موزوں پر مسح کرنے کا بیان

ف نووی نے کہا علماء نے اجماع کیا ہے کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے سفر اور حضر دونوں میں برابر ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو اور نہیں اختلاف کیا ہے کسی نے جسکا اعتبار ہو البتہ شیعہ اور خوارج نے اسکا انکار کیا ہے اور اونکے اختلاف کا اعتبار نہیں اور امام مالک سے اوسمیں کئی روایتیں ہیں اوسکی مشہور روایت جمہور کے موافق ہے اور موزوں کے مسح کو بہت صحابہ نے نقل کیا ہے حسن بصری نے کہا مجھ سے ستر صحابیوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کیا کرتے تھے موزوں پر اور میں نے شرح مہذب میں ان صحابہ میں سے اکثر کا نام بیان کیا ہے اور اونکی عمدہ باتیں لکھی ہیں اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ مسح موزوں پر افضل ہے [illegible] اصحاب نے یہ کہا ہو کہ پاؤں دھونا افضل ہے

اور یہی قول ہے حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر اور ابو ایوب انصاری کا اور ایک جماعت تابعین کی اسی طرف گئی ہیں کہ مسح افضل ہے اور یہی قول ہے شعبی اور حکم اور حماد اور احمد سے اس باب میں دو روایتیں ہیں صحیح یہ ہے کہ مسح افضل ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں ابن منذر نے اسی کو اختیار کیا ہے **عَنْ** هَمَّامٍ قَالَ بَالَ جَرِيرٌ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ تَفْعَلُ هَذَا فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ قَالَ الْأَعْمَشُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانَ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ **ترجمہ** ہمام سے روایت ہے کہ جریر نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر لوگوں نے کہا تم ایسا کرتے ہو انہوں نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا دونوں موزوں پر اعمش نے کہا ابراہیم نے کہا لوگوں کو یہ حدیث بہت بھلی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریر سورۂ مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے **ف** اور سورۂ مائدہ میں وضو کی آیت ہے جس میں پانوں دھونے کا حکم ہے اب اگر جریر اس سورت کے اترنے سے پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے تو یہ گمان ہو سکتا کہ انکی حدیث سورۂ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہو گئی ہو اور جب وہ اس سورت کے اترنے کے بعد اسلام لائے تو اب یہ گمان ہرگز چل نہیں سکتا اور سنن بیہقی میں ابراہیم بن ادہم سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے موزوں کے مسح میں جریر کی حدیث سے بہتر کوئی حدیث نہیں سنی (نووی) **عَنِ** الْأَعْمَشِ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيسَى وَسُفْيَانَ قَالَ فَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ **ترجمہ** دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے کہ عبداللہ کے ساتھیوں کو یہ حدیث بھلی معلوم ہوتی اسلیے کہ جریر سورۂ مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے **عَنْ** حُذَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَى إِلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ حَتَّى قُمْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ فَتَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ **ترجمہ** حذیفہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر پہنچے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا **ف** نووی نے کہا علماء نے اس حدیث میں کئی وجہیں بیان کی ہیں ایک تو وہ جو شافعی سے بھی منقول ہے کہ عرب کے لوگ پشت کے درد کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کرتے تھے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاید

صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی پیٹھ کے درد کے وجہ سے ایسا کیا ہوگا دوسری وجہ یہ ہے جسکو بیہقی نے باسناد ضعیف نقل کیا ہے کہ آپ کے گھٹنون کے اندر درد تھا تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کو جگہہ نہ ملی بیٹھنے کی اس لیے آپ لاچار ہو کر کھڑے ہوے اور امام ابو عبد اللہ مازری اور قاضی عیاض نے ایک چوتھی وجہ بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ کھڑے ہونے مین یہ ہے کہ حدث نکلنے کا اطمینان ہوتا ہے برخلاف بیٹھنے کے اور اسیواسطے حضرت عمر نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا دبر کو روکے رکھتا ہے حدث نکلنے سے اور ایک پانچوین وجہ ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپنے کھڑے ہو کر اسلیے پیشاب کیا تھا تاکہ اسکا جواز معلوم ہو مگر ایک ہی بار ایسا کیا اور ہمیشہ کی عادت آپکی یہی تھی کہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے حضرت عائشہ کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوا انہون نے کہا جو کوئی تم سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو ہرگز نہ مانو آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے روایت کیا اسکو احمد بن حنبل اور ترمذی اور نسائی اور بہت لوگون نے اور اسناد اسکا بہتر ہے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت مین کئی حدیثین مروی ہین لیکن وہ ثابت نہین ہین پر حضرت عائشہ کی یہ حدیث ثابت ہے اسیواسطے علما نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اگر عذر نہ ہو اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی ابن منذر نے اشراق مین لکھا ہے کہ علما نے اختلاف کیا ہے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے مین تو حضرت عمر رض اور زید بن ثابت اور ابن عمر اور سہل بن سعد سے یہ امر ثابت ہو کہ انہون نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے اور ایسا ہی منقول ہے انس اور علی رض اور ابو ہریرہ سے اور ایسا ہی کہا ہے ابن سیرین اور عروہ بن الزبیر نے اور ابن مسعود اور شعبی اور ابراہیم بن سعد نے اسکو مکروہ جانا ہے ابراہیم بن سعد اس شخص کی گواہی نہین قبول کرتے تھے جو کھڑے ہو کر پیشاب کرے اور اس مسئلہ مین ایک تیسرا قول ہے وہ یہ کہ اگر پیشاب کرنیکی جگہہ ایسی ہے جس پر سے پیشاب کے قطرے اڑین تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور جو اڑنے کا ڈر نہ ہو تو مکروہ نہین امام مالک کا یہی قول ہے ابن منذر نے کہا پیشاب بیٹھ کر کرنا میرے نزدیک بہتر ہے اور کھڑے ہو کر بھی درست ہے اور یہ سب ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام ہوا کلام ابن منذر کا لیکن ایک قوم کے لوگ ... کا پیشاب کرنیکا طریقہ اسوجہ سے ہوگا کہ وہ لوگ اس ہی ... ناشائستہ ہونگے بلکہ خوش ہوتے ہونگے اور جس شخص کو ... ہے اسکی عادت مین پیشاب ... کرنا ... ناگوار ...

اور اوسکی مثالین حدیث مین بہت ہین یا وہ گھورا خاص اس قوم کا نہوگا بلکہ سب گھرون کے
صحن مین مشترک ہوگا لیکن اونکے گھر کے قریب ہوگا اسوجہ سے انکی طرف نسبت کیا گیا اور یہ جو آپنے
گھورے پر پیشاب کیا اور دور تشریف نہ لگئے حالانکہ آپکی عادت یہ تھی کہ حاجت کے لیے دور جاتے
تو قاضی عیاض نے اسکی یہ وجہ بیان کی ہو کہ آپ لوگون کو سمجھانے مین یا وہ اپنے اور کامون مین مصروف
ہونگے دفعۃً آپکو پیشاب کی حاجت ہوئی اور اسوقت دور جانا ممکن نہوا اسلیے آپ گھوری پر چلے
گئے (نووی) **ت** مین سرک گیا آپنے فرمایا نزدیک آ مین نزدیک چلا گیا **ف** آپنے نزدیک
اسواسطے بلایا تاکہ لوگون سے آڑ ہو جاوے دوسری یہ کہ آپکی غرض پیشاب کرنا تھی نہ پاخانہ اور دوسرے
حدیث سے بھی اطمینان تھا اسلیے پاس بلانے مین کوئی قباحت نہ تھی (نووی) **ت** یہانتک کہ
آپکی ایڑیون کے پاس کھڑا ہوا پھر آپ نے وضو کیا اور موزون پر مسح کیا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث
بہت سے فوائد پر مشتمل ہے ایک تو موزون پر مسح کرنا دوسری حضر مین مسح جائز ہونا تیسری کھڑے ہوکر
پیشاب جائز ہونا چوتھی پیشاب کرنے والے سے دوسرا آدمی نزدیک ہونیکا جواز پانچوین پیشاب کرنیوالے
کا بلانا دوسرے کو آڑ کے لیے چھٹی پردہ کرنے کا استحباب ساتوین جواز پیشاب کا گھرون کے نزدیک

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ مُوْسٰی یُشَدِّدُ فِی الْبَوْلِ وَیَبُوْلُ فِیْ قَارُوْرَۃٍ وَّیَقُوْلُ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ
كَانَ اِذَا اَصَابَ جِلْدَ اَحَدِهِمْ بَوْلٌ قَرَضَهٗ بِالْمَقَارِیْضِ فَقَالَ حُذَیْفَةُ لَوَدِدْتُّ اَنَّ صَاحِبَكُمْ لَا
یُشَدِّدُ هٰذَا التَّشْدِیْدَ فَلَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشٰی فَاَتٰی
سُبَاطَةً خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ كَمَا یَقُوْمُ اَحَدُكُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَاَشَارَ اِلَیَّ فَجِئْتُ
فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهٖ حَتّٰی فَرَغَ **ترجمہ** ابو وائل سے روایت ہے ابو موسے نہایت سختی کرتے تھے پیشاب مین
وہ پیشاب کیا کرتے تھے ایک شیشی مین اور کہتے تھے بنی اسرائیل مین جب کسی کے بدن کو پیشاب لگ جاتا
تو وہ کھال کو کترنیون سے حذیفہ نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ ابو موسے ایسی سختی نہ کرتے تو بہتر تھا مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر آئے دیوار کے پیچھے
آپ کھڑے ہوئے جسطرح سے تم مین کوئی کھڑا ہوتا ہے پھر پیشاب کیا مین دور ہٹا آپنے اشارہ فرمایا پاس آ
یہانتک کہ مین آپکی ایڑیون کے پاس کھڑا رہا جب تک کہ آپ پیشاب سے فارغ ہوئے **ف** حذیفہ
کی غرض اس حدیث بیان کرنے سے یہ تھی کہ اتنی سختی ابو موسے کی سنت کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا اور چھینٹوں اوڑنے کا خیال نہ کیا اور شیشہ وغیرہ مین پیشاب نہین کیا جیسا ابو موسے کرتے ہین **عن** المغیرۃ بن شعبۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ خرج لحاجتہ فاتبعہ المغیرۃ باداوۃ فیہا ماء فصب علیہ حین فرغ من حاجتہ فتوضأ ومسح علی الخفین وفی روایۃ ابن رمح مکان حین حتی **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام کو نکلے اونکے پیچھے مغیرہ پانی کا ڈول لیے گئے اور جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو پانی ڈالا آپ پر (یعنے وضو کے وقت) پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر ابن رمح کی روایت مین یون ہے پانی ڈالا آپ پر یہانتک کہ آپ فارغ ہوئے حاجت سے (یعنے وضو سے) **عن** یحیی بن سعید بہذا الاسناد وقال فغسل وجہہ ویدیہ ومسح براسہ ثم مسح علی الخفین **ترجمہ** اس روایت کا وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے پھر مونہ دھویا اور دونون ہاتھ دھوئے اور مسح کیا سر پر پھر مسح کیا موزوں پر **عن** المغیرۃ بن شعبۃ قال بینا انا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ اذ نزل فقضی حاجتہ ثم جاء فصببت علیہ من اداوۃ کانت معی فتوضأ ومسح علی خفیہ **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے مین ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ اُترے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر آئے تو مین نے آپ پر پانی ڈالا ڈول سے جو میرے پاس تھا آپنے وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر

ف نووی نے کہا اس حدیث سے اور اسامہ بن زید کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وضو مین دوسرے سے مدد لینا درست ہے اور بعضی حدیثوں مین اسکی ممانعت آئی ہے لیکن وہ ثابت نہین ہین ہمارے اصحاب نے کہا کہ یہ مدد لینا تین قسم پر ہے ایک تو یہ کہ پانی لانے مین کسی سے مدد لیوے اور یہ نہ مکروہ ہے نہ اسمین کچھ قباحت ہے دوسری یہ کہ اعضا کے دھونے مین مدد لیوے یعنے دوسرا شخص اوسکے اعضا کو دھووے یہ مکروہ ہے مگر ضرورت کے وقت جائز ہے تیسری یہ کہ دوسرا شخص صرف پانی ڈالے اسکا ترک اولی ہے پر کرنا مکروہ ہے یا نہین اسمین دو قول ہین اور جب کوئی دوسرا پانی ڈالے تو وہ وضو کرنے والے کے بائین طرف کھڑا ہو **عن** المغیرۃ بن شعبۃ قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فقال یا مغیرۃ خذ الاداوۃ فاخذتہا ثم خرجت معہ فانطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی توارٰی عنی فقضی حاجتہ ثم جاء وعلیہ جبۃ شامیۃ ضیقۃ

الکُمَّیْنِ فَذَهَبَ یُخْرِجُ یَدَهُ مِنْ کُمِّهَا فَضَاقَتْ فَاَخْرَجَ یَدَهُ مِنْ اَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَیْهِ
فَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ مَسَحَ عَلٰی خُفَّیْهِ ثُمَّ صَلّٰی **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سفر میں آپ نے فرمایا اے مغیرہ چھاگل لے لے پانی کی میں نے لے لی
اور آپ کے ساتھ نکلا آپ چلے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہوگئے اور حاجت سے فارغ ہوئے
پھر لوٹ کر آئے آپ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے شام کا تنگ آستینوں کا آپ نے چاہا اپنے ہاتھ آستینوں سے
باہر نکالنا وہ نکل نہ سکے تو آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا پھر میں نے وضو کا پانی ڈالا آپ نے
وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں پھر مسح کیا موزوں پر پھر نماز پڑھی **عَنِ** الْمُغِیْرَةِ بْنِ
شُعْبَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَقْضِیَ حَاجَتَهُ فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّیْتُهُ بِالْاِدَاوَةِ حاجۃ
فَصَبَبْتُ عَلَیْهِ فَغَسَلَ یَدَیْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ لِیَغْسِلَ ذِرَاعَیْهِ فَضَاقَتِ
الْجُبَّةُ فَاَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ رَاْسَهُ وَمَسَحَ عَلٰی خُفَّیْهِ ثُمَّ صَلّٰی
بِنَا **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے حاجت کے واسطے جب لوٹے تو
میں پانی کا ڈول لے کر آیا اور آپ پر پانی ڈالا آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر ہاتھ
دھونا چاہتے جبہ تنگ تھا آخر دونوں ہاتھوں کو جبے کے نیچے سے نکالا اور دھویا انکو اور سر پر مسح
کیا اور موزوں پر مسح کیا پھر ہمارے ساتھ نماز پڑھی **عَنِ** الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ کُنْتُ مَعَ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ فِیْ مَسِیْرٍ فَقَالَ لِیْ اَمَعَكَ مَاءٌ قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ
عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشٰی حَتّٰی تَوَارٰی فِیْ سَوَادِ اللَّیْلِ ثُمَّ جَاءَ فَاَفْرَغْتُ عَلَیْهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ
فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَعَلَیْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوْفٍ فَلَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یُخْرِجَ ذِرَاعَیْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهِ ثُمَّ
اَهْوَیْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّیْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَاِنِّیْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَیْنِ وَمَسَحَ عَلَیْهِمَا **ترجمہ**
مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک رات آپ نے فرمایا
کیا تمہارے پاس پانی ہے میں نے کہا ہاں آپ سواری پر سے اترے اور چلے یہاں تک کہ
اندھیری رات میں نظروں سے چھپ گئے پھر لوٹ کر آئے تو میں نے پانی ڈالا ڈول سے آپ نے منہ
دھویا آپ ایک جبہ اونی پہنے ہوئے تھے تو ہاتھ آستینوں سے باہر نکال نہ سکے آپ نے نیچے سے ہاتھوں
کو باہر نکالا اور دھویا اور سر پر مسح کیا پھر میں جھکا آپ کے موزے اتارنے کو آپ نے فرمایا رہنے دو میں نے انکو

طہارت پر پہنا ہے اور مسح کیا ان دونوں پر **ف** نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا اس مسئلہ میں ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ موزوں کا پہننا طہارت کاملہ پر ضرور ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے داہنا پاؤں دھویا پھر موزہ پہنا پھر بایاں پاؤں دھویا اور بایاں موزہ پہنا تو داہنے موزہ پر مسح درست نہ ہوگا اسلیے کہ اسوقت طہارت کامل نہ تھی اب اس کا اوتارنا اور دوبارہ پہننا ضرور ہے البتہ بایاں موزہ اوتارنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ اوسکے پہننے کے وقت طہارت کامل ہوچکی تھی اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ بائیں موزہ کا بھی اوتارنا ضرور ہے اور یہی قول ہے مالک اور احمد اور اسحاق کا اور ابوحنیفہ اور سفیان ثوری اور یحییٰ بن آدم اور مزنی اور ابوثور اور داؤد کا قول ہے کہ پہننا موزہ کا حدث کی حالت میں بھی درست ہے جبکہ طہارت کامل کرے۔ **عن** المغیرۃ انہ وضأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتوضأ ومسح علی خفیہ فقال لہ فقال انی ادخلتہما طاہرتین

ترجمہ مغیرہ سے روایت ہے انہوں نے وضو کرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے وضو کیا اور مسح کیا دونوں موزوں پر مغیرہ نے کہا تو آپ نے فرمایا میں نے ان کو طہارت میں پہنا ہے۔ **عن** المغیرۃ بن شعبۃ قال تخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتخلفت معہ فلما قضی حاجتہ قال امعک ماء فاتیتہ بمطہرۃ فغسل کفیہ ووجہہ ثم ذہب یحسر عن ذراعیہ فضاق کم الجبۃ فاخرج یدہ من تحت الجبۃ والقی الجبۃ علی منکبیہ وغسل ذراعیہ ومسح بناصیتہ وعلی العمامۃ وعلی خفیہ ثم رکب ورکبت فانتہینا الی القوم وقد قاموا فی الصلوۃ یصلی بہم عبد الرحمن بن عوف وقد رکع بہم رکعۃ فلما احس بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ذہب یتاخر فاومأ الیہ فصلی بہم فلما سلم قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقمت فرکعنا الرکعۃ التی سبقتنا

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں پیچھے رہ گئے میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے رہ گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو فرمایا تمہارے پاس پانی ہے میں ایک چھاگل لے کر آیا پانی کی آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے اور منہ دھویا پھر باہیں آستینوں میں سے نکالنا چاہیں تو آستین تنگ ہوئی آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو نکالا اور جبہ کو اپنے مونڈھوں پر ڈال دیا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور پیشانی پر مسح کیا اور عمامہ اور موزوں پر پھر سوار ہوگئے میں بھی سوار ہوا جب ہم لوگوں میں پہونچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور عبدالرحمن بن عوف نماز پڑھا رہے تھے ایک رکعت

پڑھ چکے تھے انکو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں وہ پیچھے ہٹنے لگے
آپ نے اشارہ کیا اپنی جگہ پر رہو آخر انہوں نے نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کھڑے ہوئے اور میں بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلے ہو چکی تھی پڑھ لی **ف** یہی وہ
حدیث ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا اپنے صحابی کے پیچھے ثابت ہوتا ہے
علماء نے کہا ہے کہ آپ نے سوا عبد الرحمن بن عوف کے اور کسی آدمی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی البتہ حضرت
ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتیں نکلتی ہیں ایک فضل کا
قصد کرنا اپنے سے کم رتبہ والے کے ساتھ دوسری بڑے کا نماز پڑھنا اپنے سے چھوٹے کے پیچھے تیسری فضیلت
اول وقت نماز پڑھنے کی کیونکہ صحابہ نے آپکا انتظار نہ کیا اور نماز شروع کر دی چوتھی جب امام حاضر نہ
ہو تو لوگ کسی کو امام بنا سکتے ہیں بشرطیکہ اس سے کوئی مفسدہ نہ پیدا ہو اور امام کو رنج نہ ہو ورنہ
لوگ اول وقت اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں پھر دوبارہ جماعت میں شریک ہو جانا مستحب ہوگا پانچویں
مسبوق سلام کے بعد اپنی باقی نماز پوری کرلے اور یہ باقی نماز بدون پڑھے اوسکے ذمہ سے ساقط
نہ ہوگی البتہ سورہ فاتحہ پڑھنا ساقط ہو جاتا ہے جب امام کو رکوع میں پاوے چھٹی یہ کہ مسبوق کو
بھی امام کی پیروی رکوع اور سجود اور قعود وسب ارکان میں ضرور ہے اگرچہ اوسکے قعود کے وقت
نہ ہو ساتویں یہ کہ مسبوق امام سے جب جدا ہوتا ہے جب امام سلام پھیر دے اور عبد الرحمن بن عوف
جو نماز پڑھاتے گئے اور ابوبکر صدیق کی طرح پیچھے نہ ہٹے آپ نے اسکی وجہ یہ تھی کہ عبد الرحمن ایک
رکعت پڑھ چکے تھے اور ابوبکر نے کوئی رکعت نہیں پڑھائی تھی **عَنِ** الْمُغِيرَةِ أَنَّ نَبِيَّ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَمُقَدَّمِ رَأْسِهِ وَعَلَى عِمَامَتِهِ **ترجمہ** مغیرہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور پیشانی پر اور عمامے پر **ف** عمامہ پر مسح کرنا
درست ہے اور اسکا اقتصار ضروری نہیں مذہب صحیح ہے اہل حدیث کا یہی قول ہے اور بعض علماء کے
نزدیک عمامہ پر مسح جائز نہیں جب تک سر پر ہاتھ نہ پھیرے **عَنِ** الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ **ترجمہ** دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا **عَنِ** الْمُغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ **ترجمہ** مغیرہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو مسح کیا پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزوں پر **عَنْ**

بِلَالٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ ترجمہ بلال سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور عمامہ پر **عَنِ** الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِيْ الْحَدِيْثِ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ روایت ہے اس کی جیسے اوپر گزری مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو **بَابُ** التَّوْقِيْتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ موزوں پر مسح کی مدت کا بیان **عَنْ** شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ اَتَيْتُ عَائِشَةَ اَسْاَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ بِابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَسَلْهُ فَاِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَّلَيْلَةً لِّلْمُقِيْمِ قَالَ وَكَانَ سُفْيَانُ اِذَا ذَكَرَ عَمْرًا اَثْنٰى عَلَيْهِ ترجمہ شریح بن ہانی سے روایت ہے میں حضرت عائشہ پاس آیا ان سے موزوں کا مسح پوچھنے کو انہوں نے کہا تم ابو طالب کے بیٹے (یعنی حضرت علی رض) سے پوچھو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے ہم نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ نے مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن تین رات مقرر کی اور مقیم کے لیے ایک دن رات **ف** نووی نے کہا جمہور علما کا یہی قول ہے جیسے ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد کا اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ مسح کی مدت کچھ مقرر نہیں جتنے دنوں تک چاہے مسح کرے اور یہی ایک قول قدیم ہے شافعی کا انکی دلیل ابی بن عمارہ کی حدیث ہے جو ابو داؤد نے روایت کی لیکن وہ حدیث باتفاق علما ضعیف ہے اب اکثر علما کا یہ قول ہے کہ یہ مدت موزے پہننے کے بعد حدث کے وقت سے شروع ہوگی نہ موزے پہننے کے وقت سے اور نہ مسح کے وقت سے اگر مدت گزرنے سے پہلے خفاف کی حاجت ہوئی تو موزوں پر مسح جائز نہ ہوگا ہمارے اصحاب کے نزدیک اگر غسل کیا اور دونوں پاؤں موزوں کے اندر دھو لیے تو جنابت جاتی رہے گی اور نماز جائز ہو جاویگی اب اگر اس کے بعد حدث ہوگا تو موزوں پر مسح درست نہیں اس لیے کہ موزوں پر مسح اسی وقت درست ہے جب طہارت کاملہ پر پہنے جاویں اب انکو اتار کر طہارت کرکے پہنے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتی کو اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو دوسرے کا حوالہ دیوے جو اسکو بتا سکے **عَنِ** الْحَكَمِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ ائْتِ عَلِيًّا فَاِنَّهُ اَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنِّيْ فَاَتَيْتُ عَلِيًّا فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ اس کا وہی جو اوپر گزرا **بَابُ** جَوَازِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا **عَنْ** بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ

وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ قَالَ عَمْدًا
صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ ترجمہ بریدہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن مکہ فتح ہوا ایک وضو سے
کئی نمازیں اور مسح کیا موزوں پر حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ نے آج وہ کام کیا جو کبھی نہیں کیا تھا آپ نے
فرمایا میں نے قصداً ایسا کیا ف نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو موزوں
پر مسح کرنا دوسری کئی فرض نمازوں کا ایک وضو سے پڑھنا جب تک حدث نہ ہو اور یہ جائز ہے باجماع
علماء اور امام ابوجعفر طحاوی اور ابوالحسن ابن بطال نے صحیح بخاری کی شرح میں ایک جماعت علماء سے
اسکے خلاف نقل کیا ہے انکے نزدیک ہر ایک فرض نماز کے لیے تازہ وضو ضرور ہے اگرچہ
وضو ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالی کا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ الآیۃ اور جمہور کی
دلیل احادیث صحیحہ ہیں ایک تو یہی حدیث ہے اور ایک حدیث انس کی ہے صحیح بخاری میں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور ہم لوگوں کو ایک ہی وضو کافی ہوتا جب تک
حدث نہ ہوتا دوسری حدیث سوید بن نعمان کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھایا اور مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اسکے سوا اور بہت سی حدیثیں
آئی ہیں جیسے حدیث جمع کرنے کی عرفہ اور مزدلفہ میں اور تمام سفروں میں اور قضا نماز کی جو نمازیں جنگ
خندق میں رہ گئی تھیں اور آیت کی مراد یہ ہے کہ جب تم بے وضو ہو اور نماز کے لیے اٹھو تو منہ دھوؤ اور بعضوں نے کہا آیت منسوخ ہے رسول
اللہ صلعم کے فعل سے اور یہ قول ضعیف ہے اور ہمارے اصحاب نے کہا کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا وضو ہوتے ہوئے مستحب ہے اور اس میں کئی
قول ہیں ایک تو یہ کہ اس وضو سے کوئی نماز ضرور پڑھی ہو خواہ فرض ہو یا نفل دوسری یہ کہ تازہ
وضو اسی صورت میں مستحب ہے جب اس سے کوئی نماز فرض پڑھے تیسری یہ کہ اس وضو سے وہ کام
کرے جو بغیر طہارت کے درست نہیں جیسے مصحف کا چھونا سجدہ تلاوت کرنا چوتھی یہ کہ ہر حال
میں مستحب ہے اگرچہ ان میں سے کوئی کام نہ کرے بشرطیکہ وضو سابق اور حال میں اتنا زمانہ گزرے
کہ جسکے سبب سے دوسرا وضو پہلے وضو سے علیحدہ ہو جاوے اور تازہ غسل کرنا مستحب نہیں ہے موافق
مذہب صحیح کے اور امام الحرمین نے ایک قول استحباب کا نقل کیا ہے اسیطرح تازہ تیمم کرنے میں دو
قول ہیں ایک یہ کہ مستحب نہیں اور یہی زیادہ مشہور ہے اور یہ تازہ تیمم زخمی اور بیمار کے لیے ہوگا جو
ہوتی ہوئی وضو کر لیتے ہیں اور انکے سوا اور کے لیے بھی ہو سکتا ہے جب دوبارہ تلاش پانی کی ہو

نہین اور جو یہ حضرت عمر نے کہا آپ نے وہ کام کیا جو کبھی نہ کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے جیسے افضل ہے اور اسدن جو کئی نمازین ایک وضو سے پڑھین اس سے جواز کا بیان کرنا مقصود تھا جیسے آپ نے فرمایا مین نے یہ کام قصدا کیا ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کم درجہ والا بڑے درجہ والے سے سوال کر سکتا ہی ان افعال سے جو عادت کے خلاف ہون اسلیے کہ کبھی یہ امر بیان سہو ہوتا ہے تو وہ آگاہ ہو جاویگا اس سوال کی وجہ سے انتہی

باب کراھۃ غمس المتوضئ وغیرہ یدہ المشکوک فی نجاستھا فی الاناء قبل غسلھا ثلاثا۔ پانی کے برتن مین ہاتھ ڈالنا اسکو دھونے سے پہلے مکروہ ہے

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا استیقظ احدکم من نومہ فلا یغمس یدہ فی الاناء حتی یغسلھا ثلاثا فانہ لا یدری این باتت یدہ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے سوکر اوٹھے تو اپنا ہاتھ برتن مین نہ ڈالے جب تک اوسکو تین بار نہ دھو لے کیونکہ معلوم نہین کہان رہا ہاتھ اوسکا **ف** امام شافعی نے کہا عربون کی عادت تھی کہ وہ ڈھیلون سے استنجا کیا کرتے اور انکے ملک گرم تھے سونے مین پسینا آتا اسلیے احتمال تھا کہ ہاتھ نجس ہو گیا ہو اور اس حدیث سے کئی مسائل نکلتے ہین ایک تو یہ کہ قلیل پانی پر اگر نجاست پڑ جاوے تو وہ نجس ہو جاویگا دوسری یہ کہ سات بار دھونا کسی نجاست کا ضرور نہین سوا کتے کے چاٹے ہوئے برتن کے تیسری یہ کہ استنجا کا مقام ڈھیلون سے پاک نہین ہوتا بلکہ معاف ہی نماز اس سے چوتھی یہ کہ نجاست کا تین بار دھونا ضرور ہے یعنی نجاست متحققہ کا اور متوہمہ کا تین بار دھونا مستحب ہو پانچوین یہ کہ نجاست متوہمہ کا دھونا مستحب ہے صرف پانی ڈالنا کافی نہین چھٹی یہ کہ عبادات مین احتیاط کرنا مستحب ہے بشرطیکہ یہ احتیاط وسوسہ کے درجہ تک نہ پہونچے اب جمہور علما اسطرف ہین کہ یہ ہاتھ ڈالنے کی ممانعت تنزیہی ہے نہ تحریمی جس صورت مین نجاست کا یقین نہ ہو اور اگر ہاتھ ڈالدے گا تو پانی نجس نہ ہوگا اور حسن بصری سے منقول ہے کہ نجس ہو جاویگا اگر رات کو سوکر اوٹھا ہے اور اسحاق بن راہویہ اور محمد بن جریر طبری سے بھی یہی منقول ہے لیکن یہ قول ضعیف ہی کیونکہ اصل پانی اور ہاتھ دونون مین طہارت ہے پھر شک سے وہ نجس نہین ہوسکتی اور یہہ سوکر اٹھنا ہمارے نزدیک رات کے سونے سے مخصوص نہین

بلکہ جب سو کر اٹھے اور نجاست کا شبہہ ہو یا بغیر سوئے نجاست کا گمان ہو تو برتن میں بغیر ہاتھ دھوئے ہاتھ نہ
ڈالے اور امام احمد سے یہ روایت ہے کہ اگر رات کی خواب سے اٹھے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے
اور جو دن کی خواب سے اوٹھا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور داؤد ظاہری کا بھی یہی قول ہے انتہیٰ مختصراً

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَفِیْ حَدِیْثِ وَکِیْعٍ قَالَ یَرْفَعُهٗ بِمِثْلِهٖ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ترجمہ ان روایتوں کا وہی جو اوپر گذرا عَنْ

اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ فَلْیُفْرِغْ عَلٰی یَدِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ یدیہ
قَبْلَ اَنْ یُّدْخِلَ یَدَهٗ فِیْ اِنَائِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ فِیْمَ بَاتَتْ یَدُهٗ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جاگے تو اپنے ہاتھ پر تین بار پانی
ڈالے پھر برتن میں ہاتھ ڈالے اسلئے کہ اسکو معلوم نہیں کہاں رہا ہاتھ اسکا رات کو (ف) یہ
کنایہ ہے دبر یا ذکر پر رہا اور کنایہ ایسے مقاموں میں زیادہ فصیح ہے اور قرآن اور حدیث میں اسکی
بہت نظیریں مشہور ہیں۔ نووی نے کہا ہاتھ کی نجاست کا گمان ہو اگر ہاتھ کی طہارت کا یقین ہو جب بھی ہاتھ
دھونا پھر ڈالنا بہتر ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں ہاتھ ڈالنا دھونے سے پہلے مکروہ نہیں
ہے اگر برتن اتنا بڑا ہے کہ ہاتھ پر پانی ڈالنا ممکن نہ ہو تو منہ سے پانی لیوے اور ہاتھ کو دھووے
یا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پاک کپڑے سے پانی نکالے یا کسی اور سے مدد لیوے (نووی) عَنْ

اَبِیْ هُرَیْرَةَ فِیْ رِوَایَاتِهِمْ جَمِیْعًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ کُلُّهُمْ یَقُوْلُ حَتّٰی یَغْسِلَهَا
وَلَمْ یَقُلْ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ ثَلٰثًا اِلَّا مَا قَدَّمْنَا مِنْ رِوَایَةِ جَابِرٍ وَّابْنِ الْمُسَیَّبِ وَاَبِیْ سَلَمَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یغسلہا
شَقِیْقٍ وَّاَبِیْ صَالِحٍ وَّاَبِیْ رَزِیْنٍ فَاِنَّ فِیْ حَدِیْثِهِمْ ذِکْرَ الثَّلٰثِ ترجمہ اس روایت میں صرف ہاتھ
دھونے کا ذکر ہے تین بار دھونے کا ذکر نہیں

باب حکم وُلُوْغِ الْکَلْبِ کتے کے منہ ڈالنا اور پانی پینا کسی برتن سے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلَغَ
الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیُرِقْهُ ثُمَّ لْیَغْسِلْهُ سَبْعَ مِرَارٍ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ مرار
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا منہ ڈالے تم میں سے کسی کے برتن میں تو بہا دے اسکو
پھر سات بار دھووے عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَلَمْ یَذْکُرْ فَلْیُرِقْهُ ترجمہ اس روایت
میں بہانے کا ذکر نہیں ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا شَرِبَ ولم یقل

الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے برتن میں سے پیے تو اسکو سات بار دھونا چاہیے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ
مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تمہارے برتن کی پاکی جب کتا اسمین سے منہ ڈالکر پیے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھوئین پہلے بار
مٹی سے مانجین **عَنْ** هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ
إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيهِ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ **ترجمہ** ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ حدیثین جو ابوہریرہ
نے بیان کین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انمین سے ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تم مین سے کسی کے برتن کی پاکی جب کتا اسمین چپڑ چپڑ پیے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھووے

ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ کتا نجس ہے اور اسکا لعاب اور پسینا ناپاک ہے جمہور علما کا یہی قول
ہے اور عکرمہ اور مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل انکی یہ ہے جو اللہ تعالی نے فرمایا
کھاؤ تم وہ شکار جو کتے پکڑین تمہارے لیے اور ظاہر ہے کہ کتے کا لعاب جانور کے گوشت کو ضرور لگیگا مگر
یہ دلیل قوی نہین کس لیے کہ شکار کے مباح ہونے سے خاص اس مقام کی جہان کتے نے منہ لگایا طہارت
ثابت نہین ہوتی دوسری دلیل یہ ہے جو روایت کیا ترمذی اور ابوداؤد نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کتے مسجد مین آتے جاتے اور پیشاب کرتے لیکن پانی کوئی نہ ڈالتا اسکا جواب یہ
ہے کہ آنے جانے سے طہارت انکی ثابت نہین ہوتی اب رہا پیشاب اسکا وہ تو بالاجماع نجس ہے اور مسجد کے
نہ دھونے کی یہ وجہ ہوگی کہ پیشاب کی جگہ معلوم نہ ہوسکتی ہوگی یا اسوجہ سے کہ زمین جب سوکھ گئی
تو وہ پاک ہے یا یہ حکم ابتداے اسلام مین ہوگا بعد اوسکے مسجدون کی صفائی اور پاکیزگی کا حکم ہوا تیسری
دلیل یہ ہے کہ آگے جو حدیثین آتی ہین اونمین کتے پالنے کی اجازت دی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ پالنے
کی اجازت سے اسکی طہارت لازم نہین آتی ان حدیثون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتے کے منہ ڈالکر
پینے سے برتن کا سات بار دھونا ضرور ہے اور یہی قول ابن عباس اور عروہ اور ابن سیرین اور طاؤس
اور عمرو بن دینار اور اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحٰق بن راہویہ اور ابو ثور اور

ابو عبید اور داؤد کا اور خلاف کیا اسکا حنفیہ نے اور قیاس کیا اسکو اور نجاستون پر حالانکہ یہ قیاس ہے مقابل نص کے اور دلیل لائے ہین طحاوی اور دارقطنی کی روایت سے کہ ابو ہریرہ نے کہا کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار دھونا چاہیے حالانکہ احتمال ہے ابو ہریرہ نے بھولکر یہ کہا ہو یا سات بار دہونے کو مستحب جانتے ہون اور تین بار کو واجب اور ابو ہریرہ سے یہ بھی ثابت ہو کہ انہون نے سات بار دھونے کا حکم کیا بہرحال ابو ہریرہ کا یہ قول احادیث صحیحہ مرفوعہ صحیحہ کے مقابل نہین ہوسکتا دلیل الا وطار نووی نے کہا ہمارے نزدیک کتے کا پیشاب اور پاخانہ یا خون اور پسینا وغیرہ اگر لگ جاوے تو اسکا بھی یہی حکم ہے کہ سات بار دہوئین اور ایک بار مٹی سے **عن** ابن المغفل قال امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتل الكلاب ثم قال ما بالهم وبال الكلاب ثم رخص في كلب الصيد وكلب الغنم وقال اذا ولغ الكلب في الاناء فاغسلوه سبع مرات وعفروه الثامنة بالتراب **ترجمہ** عبداللہ بن مغفل مزنی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ نے حکم کیا کتون کے مار ڈالنے کا پھر فرمایا کیا ہے حال اونکا اور حال کتون کا پھر اجازت دی کہ شکاری اور گلے کا کتا پالنے کی (یعنے بکریون کے ریوڑ کی حفاظت کیلیے) اور فرمایا جب کتا برتن مین منہ ڈالدے تو اسکو سات بار دھوو اور آٹھوین بار مٹی سے مانجو **ف** نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہی ہے کہ سات بار دہوئین انمین ایک بار مٹی ملکر دھوئین اور چونکہ مٹی ایک علیحدہ چیز ہے گویا آٹھوان بار ہوا۔ اور بعید اسقدر احتیاط کا کتے کی جوٹھی مین یہ ہے کہ بعضا کتا زہریلا ہوتا ہے اور بعضا دیوانہ تو سات بار دھونے مین برتن سے بالکل اثر جاتا رہیگا یہ نہین کہ نجاست اسکی اور نجاستون سے بڑھکر ہے کیونکہ سور کے سے بھی زیادہ نجس ہے پر اسمین زہر نہین **عن** شعبة في هذا الاسناد بمثله غير ان في رواية يحيى بن سعيد من الزيادة ورخص في كلب الغنم والصيد والزرع وليس ذكر الزرع في رواية غير يحيى **ترجمہ** اس روایت مین کھیت کے کتے پالنے کی بھی اجازت یعنے کھیت کی حفاظت **ف** نووی نے ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے کہ بغیر ضرورت کے کتا پالنا حرام ہے جیسے کوئی پالے اسکی صورت کو پسند کرکے یا نمایش اور زیبایش کے لیے تو یہ حرام ہے بلاخلاف لیکن ضرورت کیلیے پالنا درست ہے اور اس حدیث مین تو تین کامون کے لیے اجازت ہے ایک شکار کے لیے دوسرے جانورون کی حفاظت کیلیے تیسری کھیت کی حفاظت کیلیے ان تین کامون کے لیے تو سب کے نزدیک درست ہے البتہ اختلاف ہے گھرون کی حفاظت کیلیے اسکا پالنا درست ہے یا نہین اور صحیح یہ ہے کہ درست ہے اور کتا

اگر کٹنا ہو تو اسکو مار ڈالیں اور اگر کٹنا نہ ہو تو نہ ماریں امام الحرمین نے کہا کہ کتوں کے قتل کی حدیث منسوخ ہے اسیطرح سیاہ کتے کے قتل کی انتہے مختصر

باب النهي عن البول في الماء الراكد

ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت

عن جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه نهى ان يبال في الماء الراكد **ترجمہ** جابر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے

عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يبولن احدكم في الماء الراكد الدائم ثم يغتسل منه **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے ٹھیرے پانی میں پیشاب نہ کرے اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کر کے پھر اوسمیں غسل کرے

عن همام بن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هريرة عن محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر احاديث منها وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تبل في الماء الدائم الذي لا يجري ثم تغتسل منه **ترجمہ** ہمام بن منبہ نے کہا یہ وہ حدیثیں ہیں جو ہم سے ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیں پھر کئی حدیثیں بیان کیں انمیں سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا ایسا مت کر پیشاب کر تو ٹھیرے ہوئے پانی میں جو بہتا نہیں پھر غسل کرے اسمیں

ف نووی نے کہا یہ ممانعت بعضے پانی میں تو تحریماً ہے اور بعضوں میں کراہۃً اور اس حدیث سے نکلتا ہے کہ اگر پانی کثیر ہو اور بہتا ہو تو اسمیں پیشاب کرنا حرام نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور اگر پانی قلیل ہو لیکن بہتا ہو تو ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ اسمیں پیشاب کرنا مکروہ ہے اور مختار یہ ہے کہ حرام ہے کیونکہ وہ پانی نجس ہو جاویگا موافق مذہب مشہور شافعی کے اور دوسرے کو دھوکا ہوگا وہ اسکو استعمال کریگا اور اگر پانی کثیر ہو لیکن ٹھہرا ہوا ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک اسمیں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں اور اگر حرام کہیں جب بھی ہو سکتا ہے کیونکہ نہی تحریم کے لیے ہے اور وہ پانی نجس ہو جاویگا حنفیہ کے نزدیک جس صورت میں اتنا بڑا حوض نہ ہو کہ ایک کنارہ ہلانے سے دوسرا کنارہ ہلے اور جو پانی تھوڑا ہو ٹھہرا ہوا تو اسمیں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اسمیں پیشاب کرنا حرام ہے اور پاخانہ کرنا بھی مثل پیشاب کے ہے بلکہ اس سے بدتر ہے اسیطرح اگر کسی برتن میں پیشاب کر کے اسکو پانی میں ڈالدے یا نہر سے اتنا نزدیک پیشاب کرے کہ بہکر اسمیں جاوے یہ سب باتیں منع ہیں اور ان میں کسی عالم نے خلاف نہیں کیا البتہ داؤد ظاہری سے منقول ہے کہ ممانعت خاص ہے

انسان کے پیشاب سے اور پاخانہ کی ممانعت نہیں نہ برتن میں پیشاب کر کے اسکو ڈالنے کی اور نہ پانی کے
نزدیک پیشاب کرنے کی اور علما نے کہا ہے کہ پانی کے نزدیک پاخانہ اور پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ
پانی میں نہ جاوے کیونکہ لوگ وہاں آتے جاتے ہیں تو انکو تکلیف ہوگی اور جس نے استنجا نہ کیا ہو وہ اگر
پانی میں غوطہ لگانا چاہے استنجا کے لیے اور پانی قلیل ہو کہ نجاست پڑنے سے نجس ہو جاویگا تو حرام ہے اور
اگر کثیر ہو اور جاری ہو تو جائز ہے اسیطرح اگر کثیر ہو اور جاری نہ ہو لیکن اس صورت میں نہ کرنا اولے ہے

باب النھی عن الاغتسال فی الماء الراکد ٹھیرے ہوئے پانی میں غسل کی ممانعت **عن**
ابی ھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یغتسل احدکم فی الماء الدائم وھو
جنب فقال کیف یفعل یا ابا ھریرۃ فقال یتناولہ تناولا **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسیکو نہانے کی حاجت ہو تو وہ ٹھیرے ہوئے پانی
میں نہ نہاوے لوگوں نے ابوہریرہ سے کہا پھر کیا کرے انہوں نے کہا ہاتھوں سے پانی لیکر نہاوے
ف نووی نے کہا ہمارے علما کے نزدیک ٹھیرے ہوئے پانی میں نہانا مکروہ ہے خواہ پانی قلیل
یا کثیر اسیطرح جاری چشمہ میں شافعی نے بویطی میں کہا ہے میں مکروہ جانتا ہوں جنب کے لیے غسل کرنا
کنوئیں میں اور ٹھیرے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ
تحریمی اور اگر جنب نے ایسے پانی میں غسل کیا اور وہ دو قلوں سے کم ہے تو مستعمل ہو جاویگا ورنہ مستعمل
نہ ہوگا یہ شافعیہ کے مذہب کے موافق ہے اور حنفیہ کے نزدیک اگر وہ دہ دردہ سے کم ہے تو مستعمل ہو
جاویگا اور جو دہ دردہ یا زیادہ ہے تو مستعمل نہ ہوگا اور صحیح مذہب اہلحدیث کا ہے کہ پانی پاک ہے
اور پاک کرتا ہے جب تک نجاست کی وجہ سے اسکا مزہ یا بو یا رنگ نہ بدلے اور کچھ فرق نہیں
ہے قلیل اور کثیر پانی میں خواہ وہ دو قلے ہو یا اس سے کم یا اس سے زیادہ

باب وجوب غسل البول وغیرہ من النجاسات اذا حصلت فی المسجد وان الارض تطہر بالماء من غیر حاجۃ الی حفرھا
مسجد میں جب پیشاب پڑ جاوے تو اسکو پانی سے دھونا ضرور ہے اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی
ہے اسکا کھودنا ضرور نہیں **عن** انس ان اعرابیا بال فی المسجد فقام الیہ بعض القوم فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوہ لا تزرموہ قال فلما فرغ دعا بدلو من ماء فصبہ علیہ
ترجمہ انس رض سے روایت ہے ایک گنوار مسجد میں پیشاب کرنے لگا لوگ اوٹھے اسکو مارنے کو

باب غسل البول من المسجد

یا ہٹانے کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت روکو پیشاب اسکا جب وہ پیشاب کر چکا آپ نے ایک ڈول پانی کا منگوایا اور اسپر ڈالدیا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَذْكُرُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا قَامَ اِلٰى نَاحِيَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَبَالَ فِيْهَا فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ فَلَمَّا فَرَغَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوْبٍ فَصُبَّ عَلٰى بَوْلِهٖ **ترجمہ** انس بن مالک ذکر کرتے تھے کہ ایک گنوار مسجد کے کونے میں کھڑے ہوکر موتنے لگا لوگ چلائے اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو اسکو جب وہ موت چکا آپ نے حکم کیا ایک ڈول پانی کا اوسکے پیشاب پر ڈالا گیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا پیشاب نجس ہے اور یہ اجماع ہے خواہ وہ آدمی بڑا ہو یا چھوٹا لیکن کمسن بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے اسکو آگے ہم بیان کرینگے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی عظمت اور عزت کرنا چاہیے اور نجاستوں سے پاک رکھنا چاہیے اور زمین پانی ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہے اور اسکا کھودنا ضرور نہیں یہی ہمارا اور جمہور علما کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بغیر کھودے پاک نہیں ہوتی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جاہل کو نرمی اور ملائمت سے سمجھانا چاہیے جب وہ تذلیل یا عناد سے مخالفت نہ کرے اور علما نے لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گنوار کے چھوڑ دینے کا دو وجہوں سے حکم کیا ایک تو یہ کہ پیشاب رک جانے سے خود اسکو ضرر ہوتا دوسری اگر وہ موتتا چلا جاتا تو ساری مسجد اور اسکے کپڑے وغیرہ سب نجس ہو جاتے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ مَهْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ فَتَرَكُوْهُ حَتّٰى بَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَمَرَ رَجُلًا مِّنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ فَشَنَّهٗ عَلَيْهِ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے مسجد میں اتنے میں ایک جنگلی آیا اور کھڑا ہوکر پیشاب کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا ہائیں ہائیں کیا کرتا ہے آپ نے فرمایا اسکا پیشاب مت روکو جانے دو لوگوں نے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ

پیشاب کرچکا تب آپنے اوسکو بلایا اور فرمایا یہ مسجدین پیشاب اور نجاست کی لائق نہین یہ تو اللہ کی
یاد کے لیے اور نماز اور قرآن پڑہنے کے لیے بنائی گئین ہین یا ایسا ہی کچہہ آپنے فرمایا پھر ایک شخص کو حکم
کیا وہ ایک ڈول پانی کالایا اور اسپر بہادیا **ف** نووی نے کہا اسحدیث سے معلوم ہوا کہ مسجدونکو
بچانا چاہیے ناپاک چیزون سے اور تہوک سے اور آواز بلند کرنے سے اور جھگڑے لڑائیون سے اور
خرید اور فروخت سے اور سب معاملات سے اور یہان پر مین چند مسئلے مختصر طور پر بیان کرتا ہون ایک
یہ کہ بے وضو کو مسجد مین بیٹھنا درست ہے اور اگر عبادت کی نیت سے بیٹھے جیسے اعتکاف یا علم دین
پڑہنے یا پڑہانے یا وعظ کرنے یا سننے یا نماز کی انتظار کی نیت سے تو مستحب ہے ورنہ مباح ہے اور
بعضے لوگون کے نزدیک مکروہ ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے اسیطرح مسجد کے اندر سونا درست
ہے امام شافعی نے ام مین (ام کتاب ہے) اسکی تصریح کردی ہے ابن منذر نے اشراق مین لکھا ہے کہ مسجد مین سونے
کی اجازت دی ہے سعید بن مسیب اور حسن اور عطا اور شافعی نے اور ابن عباس نے کہا مسجد کو
خوابگاہ مت بناؤ اور ایک روایت انسے یہ ہے کہ اگر نماز کے لیے مسجد مین سو جاوے تو کچھ قباحت
نہین اور اوزاعی نے کہا مسجد مین سونا مکروہ ہے اور امام مالک نے کہا مسافرون کو مسجد مین سونا
درست ہے اور مقیم کو مناسب نہین امام احمد نے کہا مسافر وغیرہ کے لیے قباحت نہین پر اگر کوئی
مسجد کو خوابگاہ بنالیوے تو جائز نہین اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور جسنے مسجد مین
سونا جائز رکھا ہے اوسکی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی اور ابن عمر اور اصحاب صفہ مسجد مین سویا کرتے
تھے اور کافر مسلمانون کی اجازت سے مسجد مین جا سکتا ہے البتہ بغیر اجازت کے اوسکو جانے سے
روکا جاویگا ابن منذر نے کہا مسجد مین وضو کرنا ہر ایک عالم نے درست رکھا ہے البتہ ایسے مقام
مین وضو کرنا جس سے لوگون کو تکلیف ہو مکروہ ہے اور ابن سیرین اور مالک اور سحنون سے
اسکی کراہت مروی ہے مسجد کے صاف رکھنے کے لیے ۔ ہمارے اصحاب مین سے ایک جماعت
نے لکھا ہے کہ جانورون اور دیوانون اور لڑکون کا مسجد مین لیجانا مکروہ ہے اور مراد وہ لڑکے ہین
جنکو تمیز نہین کیونکہ وہ نجس کردین گے مسجد کو پر جانور کا لیجانا حرام نہین ہے کسلیے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا ہے خانہ کعبہ کا اونٹ پر سوار ہوکر اور یہ کراہت کے منافی نہین
ہو اسلیے کہ آپنے بیان جواز کے لیے ایسا کیا ہوگا یا اسلیے کہ آپ سب لوگون کو دکھائی دیتے تو دور سے

اُنکی پیروی کرین اسیطرح مسجد مین نجاست کا لیجانا حرام ہے اور جسکو بدن مین ایسی نجاست لگی ہو کہ اُس سے مسجد کے نجس ہوجانے کا ڈر ہو وہ مسجد مین نہ جاوے اور جو ڈر نہ ہو تو جا سکتا ہے اگر مسجد مین فصد لیوے اور خون کے لیے کوئی برتن نہ رکھے تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے اور اگر برتن کے اندر مسجد مین پیشاب کرے تو اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ مکروہ ہے دوسری یہ کہ حرام ہے مسجد مین چیت لیٹنا یا نون ہلانا اونگلیان چٹخنا درست ہے مسجد کو جھاڑنا صاف کرنا مستحب ہے

باب حُكْمِ بَوْلِ الطِّفْلِ الرَّضِيْعِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهٖ شیر خوار بچے کے پیشاب کو کیونکر دھونا چاہیے

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ فَاُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهٗ بَوْلَهٗ وَلَمْ يَغْسِلْهُ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لوگ بچون کو لاتے آپ اُنکے لیے دعا کرتے اور ہاتھ پھیرتے اُنپر اور کچھ چبا کر اُنکے مونہ مین دیتے (جیسے کھجور وغیرہ) ایک لڑکا آپ پاس لایا گیا اسنے آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہہ ڈالدیا اور دھویا نہین اسکو **عَنْ** عَائِشَةَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يَرْضَعُ فَبَالَ فِيْ حَجْرِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهٗ عَلَيْهِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دودھ پیتا بچہ لایا گیا اس نے آپکی گود مین پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اس جگہہ ڈالدیا **عَنْ** اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ فَوَضَعَتْهُ فِيْ حَجْرِهٖ فَبَالَ قَالَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى اَنْ نَضَحَ بِالْمَاءِ **ترجمہ** ام قیس بنت محصن سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک بچہ لیکر آئین جو اناج نہین کھاتا اور اسکو بٹھا دیا آپکی گود مین اُسنے پیشاب کر دیا آپ نے فقط پانی اسپر چھڑک دیا **عَنِ** الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهٗ **ترجمہ** زہری سے روایت ہے اسی اسناد سے اسمین یہ ہے کہ آپ نے پانی منگوایا اور چھڑک دیا **عَنْ** عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ اُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ اُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ اَحَدِ بَنِيْ اَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَبْلُغْ اَنْ يَاْكُلَ الطَّعَامَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَتْنِيْ اَنَّ ابْنَهَا ذَاكَ بَالَ فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ عَلٰی ثَوْبِهٖ وَلَمْ یَغْسِلْهُ غَسْلًا **ترجمہ** عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ
بن مسعود سے روایت ہے کہ ام قیس بنت محصن نے (جو مہاجرات مین سے تھین جنھون نے بیعت کی تھی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ بہن تھین عکاشہ بن محصن کی) بیان کیا مجھ سے وہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اپنے ایک بچہ کو لیکر آئین جو کھانا نہین کھاتا تھا اس بچے نے آپ کی گود مین
پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور کپڑے پر چھڑک دیا اسکو دھویا نہین **ف** نووی نے کہا ان حدیثون
سے بچون کے منہ مین کچھ چبا کر دینے کا استحباب ثابت ہوتا ہے اور اہل صلاح اور فضل سے برکت حاصل کرنا
بھی نکلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بچون کو بزرگون پاس لیجانا بہتر ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے
کہ حسن معاشرت اور نرمی اور ملائمت اور اطفال پر رحم کرنا بہت عمدہ چیز ہے اور باب سے مقصود یہ ہے کہ
بچے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا کافی ہے اور اس باب مین تین مذہب ہین ایک تو صحیح اور مشہور وہ
یہ ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے لیکن لڑکی کا پیشاب مثل اور نجاستون کی دھونا ضرور
ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونون کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونون کا دھونا
ضرور ہے اخیر کے دونون مذہب شاذ اور ضعیف ہین اور پہلے مذہب کو اختیار کیا ہے علی بن ابیطالب
اور عطا بن ابی رباح اور حسن بصری اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ایک جماعت سلف اور اصحاب
حدیث نے اور یہی قول ہے ابن وہب کا اور وہی مروی ہے ابوحنیفہ سے اور دوسرے مذہب کو مالک نے
اختیار کیا ہے ابوحنیفہ سے بھی یہی مشہور ہے یہ اختلاف اس بچے مین ہے جو سوا دودہ کے اور کوئی
غذا نہ کھاتا ہو لیکن جب وہ اناج کھانے لگے تو سب کے نزدیک اسکا پیشاب دھونا ضرور ہے انتہی
باختصار **باب** حکم المنی کا **عَنْ** عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ فَاَصْبَحَ
یَغْسِلُ ثَوْبَهٗ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّمَا كَانَ یُجْزِئُكَ اِنْ رَاَیْتَهٗ اَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهٗ فَاِنْ لَمْ تَرَ نَضَحْتَ
حَوْلَهٗ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَفْرُكُهٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرْكًا فَیُصَلِّیْ فِیْهِ **ترجمہ**
علقمہ اور اسود سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عائشہ پاس اترا وہ صبح کو اپنا کپڑا دھونے لگا (شاید رات
کو احتلام ہو گیا ہوگا) حضرت عائشہ نے کہا تجھ کو کافی تھا اگر منی تو نے دیکھی صرف اتنا مقام دھو ڈالنا
اور اگر نہ دیکھی تو پانی گرد اگرد چھڑک دینا مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی
کھرچ ڈالتی تھی اسلیے کہ وہ گاڑھی ہوتی ہے آپ اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھتے۔

عَنِ الْاَسْوَدِ وَهَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمَنِيِّ قَالَتْ كُنْتُ اَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ اسود او رہمام سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالتی عَنْ عَائِشَةَ فِيْ حَتِّ الْمَنِيِّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْشَرٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ ترجمہ ان روایتوں کا بھی وہی جو اوپر گذرا عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَاَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ ثَوْبَ الرَّجُلِ اَيَغْسِلُهُ اَمْ يَغْسِلُ الثَّوْبَ فَقَالَ اَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ ثُمَّ يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ فِيْ ذٰلِكَ الثَّوْبِ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰى اَثَرِ الْغَسْلِ فِيْهِ ترجمہ عمرو بن میمون سے روایت ہے میں نے سلیمان بن یسار سے پوچھا اگر منی کپڑے میں لگ جاوے تو منی کو دھو ڈالے یا کپڑے کو دھووے انہوں نے کہا مجھ سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھو ڈالتے پھر نماز کو نکلتے وہی کپڑا پہن کر اور میں دھونیکا نشان دیکھتی آپکے کپڑے میں عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ فَحَدِيْثُهُ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ وَاَمَّا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ فَفِيْ حَدِيْثِهِمَا قَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا میں دھو ڈالتی تھی منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ كُنْتُ نَازِلًا عَلٰى عَائِشَةَ فَاحْتَلَمْتُ فِيْ ثَوْبَيَّ فَغَمَسْتُهُمَا فِي الْمَاءِ فَرَاَتْنِيْ جَارِيَةٌ لِعَائِشَةَ فَاَخْبَرَتْهَا فَبَعَثَتْ اِلَيَّ عَائِشَةُ فَقَالَتْ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ بِثَوْبَيْكَ قَالَ قُلْتُ رَاَيْتُ مَا يَرَى النَّائِمُ فِيْ مَنَامِهِ قَالَتْ هَلْ رَاَيْتَ فِيْهِمَا شَيْئًا قُلْتُ لَا قَالَتْ فَلَوْ رَاَيْتَ شَيْئًا غَسَلْتَهُ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَاِنِّيْ لَاَحُكُّهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَابِسًا بِظُفُرِيْ ترجمہ عبداللہ بن شہاب خولانی سے روایت ہے میں حضرت عائشہ پاس اترا مجھے احتلام ہوگیا کپڑوں میں میں نے انکو پانی میں ڈبویا حضرت عائشہ کی ایک چھوکری نے دیکھا اور انسے بیان کیا انہوں نے مجھے بلا بھیجا اور پوچھا یہ کپڑوں کو تم نے کیوں ڈبویا میں نے کہا خواب میں میں نے وہ دیکھا جو سونیوالا دیکھتا ہے (مراد احتلام ہے) انہوں نے کہا کپڑوں میں تو نے کچھ اثر پایا میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا اگر کپڑوں میں تو کچھ دیکھتا تو اسکا دھو ڈالنا کافی تھا اور میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے سوکھی منی کو اپنے ناخون سے چھیل ڈالتی

ف یعنے اگر کپڑے مین منی لگ جاوے تو ساری کپڑے کا دھونا اور غوطہ دینا ضرور نہین صرف
اتنے مقام کو دھو ڈالے جہان منی لگی ہو نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہو آدمی کی منی مین تو مالک
اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ نجس ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک اگر منی خشک ہو تو اسکا مل ڈالنا کافی ہے
اور یہی ایک روایت ہو احمد سے اور امام مالک کے نزدیک ہر حال مین اسکا دھونا ضرور ہے اور لیث نے کہا ہے کہ
منی نجس ہے لیکن منی بھرے اگر کوئی نماز پڑہے تو نماز کا لوٹانا ضرور نہین اور حسن نے کہا کہ اگر کپڑے مین
منی بھری ہو اور اس سے نماز پڑہے تو نماز لوٹانا ضرور نہین اگرچہ منی کتنی ہی بہت ہو لیکن اگر بدن مین
لگی ہو تو نماز کا لوٹانا ضرور ہے اگرچہ منی تھوڑی ہو اور بہت سے علما اسطرف گئے ہین کہ منی پاک ہے اور یہی مروی
ہے حضرت علی و سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور داؤد اور احمد رح صحیح تر روایت مین اور
یہی مذہب ہے شافعی اور اہل حدیث کا اور حسن نے یہ کہا کہ منی کی طہارت صرف شافعی کا قول ہے اس نے
غلطی کی اب جو لوگ نجس کہتے ہین انکی دلیل وہ حدیث ہے جسمین منی دھونے کا ذکر ہے اور جو پاک کہتے
ہین انکی دلیل وہ حدیث ہے جسمین کھرچ ڈالنے کا ذکر ہے کیونکہ اگر منی نجس ہوتی تو اسکا ملنا اور کھرچنا
کافی نہوتا جیسے خون کا ملنا اور کھرچنا کافی نہین اور یہ لوگ کہتے ہین کہ دھونے کی روایت محمول ہے
استحباب اور صفائی پر یعنے دھو ڈالنا بہتر ہے یہ تو آدمی کی منی کا حکم ہوا اب ہمارے اصحاب کا ایک
قول ضعیف اور ہے وہ یہ کہ منی عورت کی نجس ہے اور مرد کی پاک ہے اور ایک قول اس سے بھی زیادہ
ضعیف ہے کہ دونون کی منی نجس ہے اور ٹھیک یہی ہے کہ مرد اور عورت دونون کی منی پاک ہے اور جب
منی پاک ہوئی تو اسکا کھانا درست ہے یا نہین اسمین دو قول ہین صحیح یہ ہے کہ درست نہین ہے کیونکہ
طبیعت اس سے گھن کرتی ہے تو وہ خبائث مین داخل ہے جو حرام ہین اب منی اور جانورون کی
تو کتے اور سور کی منی تو نجس ہے بلا خلاف اور باقی جانورون کی منی مین تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ
وہ پاک ہے خواہ اس جانور گوشت حلال ہو یا نہو دوسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس ہے مطلقا تیسرا قول یہ
ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہے اسکی منی پاک ہے اور جس جانور کا گوشت حرام ہے اسکی منی
بھی ناپاک ہے انتہے نووی نے کہا حضرت عائشہ کی احادیث سے لوگون نے دلیل قائم کی ہے کہ
عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے اور صحیح یہی ہے اور انہون نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو احتلام تو ہونا محال تھا کیونکہ احتلام شیطان کے فریب سے ہوتا ہے تو اب جو منی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر ہوگی وہ ضرور جماع کی وجہ سے ہوگی اور جماع میں منی فرج کی رطوبت کے ساتھ شریک ہوتی ہے اور جو لوگ فرج کی رطوبت کو نجس کہتے ہیں انہوں نے دو جواب دیے ہیں ایک یہ کہ احتلام ہمیشہ شیطان کے فریب سے نہیں ہوتا بلکہ جب بدن میں اعتدال سے زیادہ منی پیدا ہو جاتی ہے تو طبیعت اسکو دفع کرتی ہے دوسری یہ کہ احتمال ہے کہ یہ منی مقدمات جماع سے بوسہ اور مساس اور مباشرت سے نکلی ہو انتہے **باب** نجاسۃ الدم وکیفیۃ غسلہ خون کی نجاست کا اور اسکے دھونے کا بیان **عن** اسماء قالت جاءت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت احدانا یصیب ثوبھا من دم الحیضۃ کیف تصنع بہ قال تحتہ ثم تقرصہ بالماء ثم تنضحہ ثم تصلی فیہ ترجمہ

تقرحصہ

اسماء سے روایت ہے ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس اور اس نے کہا ہم میں سے کسیکے کپڑے میں حیض کا خون لگ جاتا ہے وہ کیا کرے آپ نے فرمایا پہلے اسکو کھرچ ڈالے پھر پانی ڈالکر ملے پھر دھو ڈالے پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے نکلتا ہے کہ نجاست کا دھونا پانی سے واجب ہے اور جو کوئی کسی اور رواں چیز سے دھوئے جیسے سرکہ وغیرہ تو جائز نہ ہوگا اور خون نجس ہے باجماع اہل اسلام اور نجاست کے دھونے میں مبالغہ کرنا اسکا ضرور ہے عدد کی شرط نہیں ہے اگر نجاست حکمی ہے جو آنکھ سے دکھلائی نہیں دیتی جیسے پیشاب وغیرہ تو اسکا دھونا ایک بار واجب ہے اور دوسری تیسری بار مستحب ہے اور جو نجاست عینی ہو جو آنکھ سے دکھلائی دیتی ہے جیسے خون وغیرہ تو اسکا دھونا یہاں تک واجب ہے کہ عین نجاست زائل ہو جاوے اور بعد اسکے دوسری یا تیسری بار دھونا مستحب ہے اور کپڑے کا نچوڑنا دھونے کے بعد شرط نہیں ہے صحیح قول کے موافق اب اگر نجاست عینی کے دھونے کے بعد اسکا رنگ رہ جاوے تو کچھ قباحت نہیں البتہ اگر اسکا مزہ باقی رہے تو وہ کپڑا نجس ہے اور مزہ دور کرنا ضرور ہے اور جو بو باقی رہے تو اس میں دو قول ہیں صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہو جاویگا انتہے مختصر **عن** ابی ہشام بن عروۃ بھذا الاسناد مثل حدیث یحیی بن سعید ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی جو اوپر گذرا - **باب** الدلیل علی نجاسۃ البول ووجوب الاستبراء منہ پیشاب کی نجاست کا بیان **عن** ابن عباس قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبرین فقال اما انھما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدھما فکان یمشی بالنمیمۃ واما الآخر فکان لا یستتر من بولہ قال

ایک دینار صدقہ دیوے یا آدھا دینار لیکن یہ حدیث ضعیف ہی باتفاق حفاظ انتہے **عن** عائشۃ کان
قالت کانت احدانا اذا کانت حائضا امرھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تاتزر فی
فور حیضتھا ثم یباشرھا قالت وایکم یملک اربہ کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یملک اربہ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی ہم مین سے جب کسی عورت کو حیض آتا تو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے تہ بند باندہنے کا حیض کا خون جوش پر ہوتا پھر اس سے مباشرت کرتے
حضرت عائشہ نے کہا تم مین سے کون اپنی خواہش اور ضرورت پر اتنا اختیار رکھتا ہی جیسا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے **ف** یعنے نفس پر قابو رکھنا اور اپنی خواہش کو بے موقع روکنا یہ ہر شخص
کا کام نہین البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ قدرت تھی اس لیے جس شخص سے صبر نہ ہو سکے اسکو
یہی بہتر ہے کہ حائضہ عورت سے مباشرت بھی نہ کرے ایسا نہو کہ غلبہ شہوت مین جماع کر بیٹھے اور گنہگار ہو
نووی نے کہا مباشرت ایک تو جماع کے معنی مین ہے وہ حیض کی حالت مین حرام ہے جیسے اوپر گذرا
اور ایک مباشرت یہ ہے کہ ناف سے اوپر اور گھٹنون سے نیچے مباشرت کرے ذکر سے یا بوسہ یا چمٹا دے
یا مساس کرے یہ حلال ہے حیض کی حالت مین باتفاق علما اور وہ جو عبیدہ سلمانی سے منقول ہے
کہ اس قسم کی مباشرت بھی حیض کی حالت مین درست نہین تو یہ شاذ ہے مگر اس کو کسی نے قبول
نہین کیا اور اگر ثابت بھی ہو تو مردود ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے جنکو بخاری اور مسلم نے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ازار سے اوپر مباشرت کرتے تھے اور ایک مباشرت یہ ہے کہ
گھٹنے اور ناف کے بیچ مین مباشرت کرے لیکن سوا قبل اور دبر کے اور مقامون مین اس مین تین قول
ہین صحیح یہ ہے کہ حرام ہے اب یہ حرمت حیض کی موقوف ہونے تک ہے جہان حیض بند ہوا اور عورت نے
غسل کر لیا یا تیمم کر لیا تو ہر طرح کی مباشرت حلال ہو جاویگی ہمارا اور مالک اور احمد کا مذہب یہی ہے
اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر دس روز مین حیض بند ہوا تو غسل سے پہلے بھی مباشرت حلال ہے انتہے مختصرا +
عن میمونۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یباشر نساءہ فوق الازار وھن
حیض **ترجمہ** ام المومنین میمونہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتون سے مباشرت
کرتے تھے ازار کے اوپر اور وہ حائضہ ہوتین **باب** الاضطجاع مع الحائض فی لحاف واحد
حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر مین لیٹنا **عن** میمونۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ

قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْطَجِعُ مَعِي وَاَنَا حَائِضٌ وَّبَيْنِي وَبَيْنَهٗ ثَوْبٌ ترجمہ
ام المؤمنین میمونہ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ لیٹتے اور مین حائضہ ہوتی اور
میرے اور آپکے بیچ مین ایک کپڑا حائل ہوتا عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ بَيْنَمَا اَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيْلَةِ اِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ فَقَالَ لِيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَاضْطَجَعْتُ مَعَهٗ فِي الْخَمِيْلَةِ قَالَتْ
وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ فِي الْاِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْجَنَابَةِ ترجمہ
ام المؤمنین ام سلمہ رض سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر مین دفعتًہ مجھے
حیض آیا مین کھسک گئی اور اپنے کپڑے اٹھا لیے حیض کے رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا کیا تجھے حیض آیا
مین نے کہا ہان آپنے مجھے بلایا پھر مین آپکے ساتھ لیٹی اسی چادر مین ام سلمہ نے کہا مین اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم دونون ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جنابت سے ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونا جائز
ہے حائضہ کے ساتھ اسی طرح لیٹنا اسکے ساتھ ایک چادر مین بشرطیکہ بدن سے بدن نہ ملے ناف اور زانو
کے نیچے یا صرف فرج نہ ملے علما نے کہا ہے کہ حائضہ کے ساتھ لیٹنا یا اسکا بوسہ لینا درست ہو اسیطرح مساس
کرنا ناف کے اوپر اور زانو کے نیچے اور حائضہ عورت کا ہاتھ نجس نہین ہے وہ پانی اور ہر ایک روان چیز مین
ہاتھ ڈال سکتی ہے اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے کنگھی کر سکتی ہے کھانا پکا سکتی ہے اسکا جھوٹا اور پسینا دونون پاک ہین ابن جریر نے کہا اسپر
اجماع ہو علما کا انتہے باب جَوَازِ غَسْلِ الْحَائِضِ رَاْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيْلِهٖ وَطَهَارَةِ سُؤْرِهَا وَ
الْاِتِّكَاءِ فِيْ حِجْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِيْهِ اس باب مین یہ بیان ہے کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو
سکتی ہے اسکے سر مین کنگھی کر سکتی ہے اسکا جوٹھا پاک ہے اسکی گود مین تکیہ لگا کر بیٹھنا درست ہے اور قرآن
پڑھنا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِيْ اِلَيَّ رَاْسَهٗ
فَاُرَجِّلُهٗ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ ترجمہ ام المؤمنین عائشہ رض سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے مین آپ مین کنگھی کر دیتی اور
آپ گھر مین تشریف لاتے (مسجد سے) مگر ضروری حاجت کیواسطے (جیسے پیشاب یا پاخانہ وغیرہ) ف
نووی نے کہا اس حدیث سے چند فائدے اعتکاف کے متعلق معلوم ہوئے جنکا ذکر اعتکاف کے باب مین آویگا اور
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف کرنیوالا اپنے بدن کا کوئی حصہ جیسے ہاتھ یا پاؤن یا سر مسجد سے باہر نکالے

تو اسکا اعتکاف باطل نہوگا اور جو شخص حلف کرے اس بات کی کہ فلان گھر مین نہ جاویگا یا فلان گھر سے نہ نکلیگا پھر اپنے بدن کے کسی حصہ کو اسکے اندر کرے یا اسمین سے نکالے تو اسکی قسم نہ ٹوٹیگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بی بی سے خدمت لے سکتا ہے پکانے اور نہلانے دھونے مین بشرطیکہ وہ رضی ہوئے **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيضُ فِيهِ فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَّةٌ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی نے کہا مین جب اعتکاف مین ہوتی گھر مین جاتی حاجت کے واسطے اور چلتے چلتے جو کوئی گھر مین بیمار ہوتا اسکو بھی پوچھ لیتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین رہکر اپنا سر میری طرف ڈالدیتے مین اسمین کنگھی کرتی اور آپ گھر مین نہ جاتے مگر حاجت کو جب اعتکاف مین ہوتے **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُجَاوِرٌ في فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف مین ہوتے اور مسجد سے باہر اپنا سر نکالدیتے مین آپکا سر دھو دیتی حالانکہ مین حائضہ ہوتی **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي فَأُرَجِّلُ رَأْسَهُ وَأَنَا حَائِضٌ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف نزدیک کرتے سر اپنا اور مین حجرے مین ہوتی پھر مین کنگھی کرتی آپ کے سر مین اور مین حائضہ ہوتی **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ رَأْسَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھوتی اور مین حائضہ ہوتی **عَنْ** عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ **ترجمہ** عائشہ رضی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا مجھے سجدہ گاہ اٹھا دے مسجد سے مین نے کہا مین حائضہ ہون آپنے فرمایا حیض تیرے ہاتھ مین تو نہین ہے **ف** حدیث مین خمرہ کا لفظ ہے اکثر علما نے کہا کہ خمرہ وہ ذرا سا ٹکڑا ہے بوریے وغیرہ کا جس پر سجدہ کیا جاوے اور خطابی نے

کہا خمرہ سے مراد جانماز ہے اور یہ جو فرمایا تیرا حیض ہاتھ میں نہیں ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ تو مسجد کے باہر
رہ ہاتھ اندر کرکے بوریا گھسیٹ لے اور ہاتھ اندر لے جانے میں کوئی قباحت نہیں اگرچہ تو حیض سے ہو
عن عائشة قالت أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أناوله الخمرة من المسجد
فقلت إني حائض فقال تناوليها فإن الحيضة ليست في يدك **ترجمہ** ام المومنین عائشہ
سے روایت ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا سجدہ گاہ کے اٹھا لینے کا مسجد سے میں نے
کہا میں حیض سے ہوں آپ نے فرمایا اٹھا دے حیض تیرے ہاتھ میں تھوڑی ہے **عن** أبي هريرة
قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد فقال يا عائشة ناوليني الثوب فقالت
إني حائض فقال إن حيضتك ليست في يدك فناولته **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے اتنے میں آپ نے فرمایا اے عائشہ مجھکو کپڑا اٹھا دے انہوں نے کہا
میں حائضہ ہوں آپ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے پھر انہوں نے کپڑا اٹھا دیا
عن عائشة قالت كنت أشرب وأنا حائض ثم أناوله النبي صلى الله عليه وسلم
فيضع فاه على موضع في فيشرب وأتعرق العرق وأنا حائض ثم أناوله النبي صلى الله عليه
وسلم فيضع فاه على موضع في ولم يذكر زهير فيشرب **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت
ہے میں پانی پیتی تھی پھر دیتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اسی جگہ منہ رکھتے جہاں
میں نے رکھا تھا اور پانی پیتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور میں ہڈی نوچتی پھر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اسی جگہ منہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا **عن** عائشة أنها قالت
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتكئ في حجري وأنا حائض فيقرأ القرآن **ترجمہ**
ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگاتے اور قرآن
پڑھتے اور میں حائضہ ہوتی **عن** أنس أن اليهود كانوا إذا حاضت المرأة فيهم لم يؤاكلوها
ولم يجامعوهن في البيوت فسأل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم النبي صلى الله عليه
وسلم فأنزل الله عز وجل ويسألونك عن المحيض قل هو أذى فاعتزلوا النساء في
المحيض إلى آخر الآية فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اصنعوا كل شيء إلا النكاح فبلغ
ذلك اليهود فقالوا ما يريد هذا الرجل أن يدع من أمرنا شيئا إلا خالفنا فيه

تناوليها

قوله تعالى يسئلونك عن المحيض

اوی اور تو نزدیک ہو جاوے پر اب محاورہ ہو گیا ہے عرب مین کہ یہ کلمہ اسوقت کہتے ہین جب کسی بات کو برا سمجھتے
ہین یا بڑا جانتے ہین یا جھڑکتے ہین یا خفا ہوتے ہین) **ت** آپنے فرمایا اے عائشہ تیرے ہاتھ مین
مٹی لگے اور ام سلیم سے فرمایا اے ام سلیم عورت غسل کرے اس صورت مین جب ایسا دیکھے **ف** نووی نے
کہا جب عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے جیسے مرد پر اور علماء نے اجماع کیا ہے کہ مرد اور عورت دونو
پر غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے یا دخول سے اور عورت پر حیض اور نفاس سے بھی غسل واجب ہوتا ہے اور جو کوئی
عورت جنے اور خون ذرا بھی نہ دیکھے تو اسپر بھی غسل واجب ہے صحیح قول کے موافق اسیطرح اگر بچے کے بدلے
صرف گوشت کا لوتھڑا جنے یا خون کی پھٹکی اور جو غسل کو واجب نہین کہتا وہ وضو واجب جانتا ہے
اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے خواہ شہوت سے نکلے یا بلا شہوت کود کر نکلے یا یونہی
ہی سوتے مین نکلے یا جاگتے مین معلوم ہو اسکا نکلنا یا نہ معلوم ہو عاقل ہو یا مجنون ہو اور منی نکلنے سے
مراد ہے کہ باہر نکل آوے اگر سوتے مین یہ دیکھے کہ جماع کیا اور منی نکلی لیکن درحقیقت منی نہین نکلی تو غسل
واجب نہ ہوگا اسیطرح اگر منی حرکت کرے اور باہر نہ نکلے تب بھی غسل نہین اگر کسی کی منی نکلنے لگے اور وہ
نماز مین ہو اور پکڑ رکھے اوپر سے ذکر کو مقام تک یہانتک کہ منی رک جاوے تو اسکی نماز صحیح ہو جاویگی
عورت کا حکم مرد کا سا ہے انتہی مختصراً **عن** قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رض حَدَّثَهُمْ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ
حَدَّثَتْ اَنَّهَا سَاَلَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَتْ ذٰلِكِ الْمَرْاَةُ فَلْتَغْتَسِلْ فَقَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ فَاسْتَحْيَيْتُ
مِنْ ذٰلِكَ قَالَتْ وَهَلْ يَكُوْنُ هٰذَا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَمِنْ اَيْنَ يَكُوْنُ الشَّبَهُ
اِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ اَبْيَضُ وَمَاءَ الْمَرْاَةِ رَقِيْقٌ اَصْفَرُ فَمِنْ اَيِّهِمَا عَلَا اَوْ سَبَقَ يَكُوْنُ مِنْهُ
الشَّبَهُ **ترجمہ** قتادہ سے روایت ہے انس بن مالک نے انسے حدیث بیان کی
کہ ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب مین دیکھے وہ جو مرد دیکھتا ہے آپنے فرمایا
جب عورت ایسا دیکھے تو غسل کرے ام سلیم نے کہا مجھے شرم آئی مین نے کہا ایسا کیا ہوتا ہے (یعنے عورت کو بھی
احتلام ہوتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ایسا ہوتا ہے ورنہ بچہ عورت کے مشابہ
کیونکر ہوتا ہے **ف** یعنے بچہ مرد اور عورت دونوں کے نطفے سے ملکر پیدا ہوتا ہے پھر جسکا نطفہ غالب ہوتا
ہے بچہ اسی کی صورت پر ہوتا ہے اور جب عورت کا نطفہ ہوا تو اسکا نکلنا اور احتلام ہونا ممکن ہے **ت**

سلیم

قالت

مرد کا نطفہ گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پتلا زرد پھر جو اوپر جاتا ہے یا بڑھ جاتا ہے بچہ اسی کے مشابہ ہو جاتا ہے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے منی کی صفت کے بیان میں حالت صحت میں علما نے کہا ہے مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور کود کر آہستہ آہستہ نکلتی ہے اور شہوت کے ساتھ نکلتی ہے اسکے نکلنے میں لذت آتی ہے اور جب نکل چکتی ہے اسوقت شہوت ضعیف ہو جاتی ہے اور اسکی بو ایسی ہوتی ہے جیسے کھجور کے گابھے کی قریب قریب آٹے کی بو کے اور سوکھ کر بعضوں نے کہا پیشاب کی سی بو ہو جاتی ہے یہ تو اصل حالت ہے منی کی جب مرد تندرست اور سالم ہو کسی بیماری میں مبتلا نہ ہو اگر بیمار ہو تو منی کی پتلی زرد اور رقیق ہو جاتی ہے یا آلات منی ضعیف ہو جاتی ہیں تو وہ کود کر نہیں نکلتی بلکہ بہتی ہے بغیر لذت اور شہوت کے یا کثرت جماع سے سرخ ہو جاتی ہے گچی کی طرح اور کبھی خالص خون کی طرح نکلتی ہے لیکن اگر منی سرخ بھی نکلے تب بھی وہ پاک ہے اور اس سے غسل واجب ہوگا اور منی کے تین خاصے ہیں ایک تو یہ کہ شہوت کے ساتھ نکلے اور اسکے نکلنے کے بعد سستی ہو جاوے دوسری بو کھجور کے گابھے کی طرح تیسری آہستہ آہستہ کئی بار میں نکلنا ان میں سے ہر ایک بات کافی ہے اوسکے منی ہونے کے لیے اور تینوں باتوں کا ہونا ضرور نہیں اگر ان تینوں میں سے کوئی امر نہ ہو تو گمان غالب ہوگا کہ وہ منی نہیں ہے اور عورت کی منی زرد اور رقیق ہوتی ہے اور کبھی سفید بھی ہوتی ہے اسکی پہچان دو طرح سے ہے ایک تو مرد کی منی کی بو کی طرح دوسرے لذت اسکے نکلنے کے وقت اور اسکے نکلنے کے بعد شہوت کم ہو جانا جیسے منی جسطرح اور جس حال میں نکلے اوسکے نکلنے سے غسل واجب ہوگا انتہی ما قال النووی **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فِي مَنَامِهِ فَقَالَ إِذَا كَانَ مِنْهَا مَا يَكُونُ مِنَ الرَّجُلِ فَلْتَغْتَسِلْ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ایک عورت نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب میں وہ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے آپ نے فرمایا اگر اسکو بھی وہی چیز نکلے جو مرد سے نکلتی ہے (یعنی منی نکلے) تو غسل کرے **عَنْ** أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ تَرِبَتْ يَدَاكِ ثم يُشْبِهُهَا فبما وَلَدُهَا **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہ رض سے روایت ہے ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالی سچ بات سے شرم نہیں کرتا کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اسکو احتلام ہو تو آپ نے فرمایا ہاں

وَالْاِسْتِحْبَابُ الْوُضُوْءُ لَهٗ وَغَسْلُ الْفَرْجِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَشْرَبَ اَوْ يَنَامَ اَوْ يُجَامِعَ جنب کو سونا درست
ہے لیکن وضو کرنا اور شرمگاہ دھو لینا کھانے اور پینے اور سوتے اور جماع کرتے وقت مستحب ہے +
عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ
لِلصَّلٰوةِ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ علیہ وسلم جب سونے کا قصد
کرتے اور آپ جنب ہوتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے ہیں سونے سے پہلے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ جُنُبًا فَاَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَنَامَ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ وَاَرَادَ
ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنب ہوتے اور کھانا یا سونا چاہتے
تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے تھے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَرْقُدُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ
قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّاَ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے عمر رض نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی ہم میں سے کوئی سونا چاہے
اور وہ جنب ہو آپ نے فرمایا وضو کر لے پھر سو سکتا ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ رض اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ يَنَامُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ لِيَتَوَضَّاْ ثُمَّ لِيَنَمْ حَتّٰى يَغْتَسِلَ اِذَا
شَاءَ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے حضرت عمر نے مسئلہ پوچھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اگر
کوئی ہم سے جنب ہو تو وہ سو سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں وضو کر لے پھر سو رہے اور جب چاہے غسل
کرے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ تُصِيْبُهٗ جَنَابَةٌ
مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ ترجمہ عبداللہ بن
عمر رض سے روایت ہے حضرت عمر نے بیان کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ انکو جنابت ہوتی ہے رات کو
آپ نے فرمایا وضو کرے اور ذکر کو دھو ڈال پھر سو رہ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ قَيْسٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ
عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَابَةِ
اَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ اَمْ يَنَامُ قَبْلَ اَنْ يَّغْتَسِلَ قَالَتْ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا
اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّاَ فَنَامَ قُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً ترجمہ عبداللہ بن ابی
قیس سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کو پھر بیان
کیا حدیث کو یہاں تک کہ میں نے کہا آپ جنابت میں کیا کرتے تھے کیا سونے سے پہلے غسل کرتے تھے یا غسل
سے پہلے سو رہتے تھے انہوں نے کہا آپ دونو طرح کرتے کبھی غسل کر لیتے پھر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے

مین نے کہا شکر خدا کا جس نے گنجایش رکھی امر دین مین عن معاوية بن صالح بهذا الاسناد مثله ترجمہ یہ بھی ویسی ہی ہے جیسے اوپر
گذری عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتى احدكم اهله ثم اراد ان يعود فليتوضأ
زاد ابو بكر في حديثه بينهما وضوءا وقال ثم اراد ان يعاود ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو کر لیوے
پھر کرے عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يطوف على نسائه بغسل واحد
ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب عورتوں پاس ہو آتے ایک ہی
غسل سے ف نووی نے کہا حاصل ان سب حدیثوں کا یہ ہے کہ جنب کو کھانا اور پینا اور سونا اور جماع
کرنا غسل سے پہلے درست ہے اسپر سب کا اجماع ہے سیمہ بات پر کہ جنب کا بدن اور اسکا پسینا پاک ہے۔ ان
حدیثوں کے رو سے یہ امر مستحب ہے کہ جنب اگر کھانا یا پینا یا سونا یا جماع کرنا چاہے تو وضو کر لیوے
اور شرمگاہ کو دھو لیوے اگر ایسا نکرے تو مکروہ ہے اور ابن حبیب اور داود ظاہری کے نزدیک وضو واجب
ہے اور ان حدیثوں سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل فی الفور واجب نہین بلکہ جب نماز کے لیے
اوٹھے اسوقت واجب ہے (انتہی باختصار) باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المني منها
اگر عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے عن انس بن مالك قال جاءت ام سليم وهي
جدة اسحاق الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت له وعائشة عنده يا رسول الله
المرأة ترى ما يرى الرجل في المنام فترى من نفسها ما يرى الرجل من نفسه فقالت عائشة يا
ام سليم فضحت النساء تربت يمينك قولها تربت يمينك خير فقال لعائشة بل انت فتربت
يمينك نعم فلتغتسل يا ام سليم اذا رأت ذلك ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ام سلیم آئین رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس (اور وہ دادی تھین اسحاق کی جو راوی ہے اس حدیث کا انس سے) اور وہان
حضرت عائشہ بیٹھی تھین انہون نے کہا یا رسول اللہ عورت اگر سوتے مین ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے یعنی
وہ چیز جو مرد دیکھتا ہے یعنے منی کو) یہ سنکر عائشہ نے کہا اے ام سلیم تو نے رسوا کر دیا عورتون کو (اس وجہ
سے کہ احتلام اسی عورت کو ہو گا جو بہت پر شہوت ہو اور منی بھی اوسی کی نکلے گی) تیرے ہاتھہ مین مٹی لگے
(اور یہ انہون نے نیک بات کہی ف یعنے حضرت عائشہ کا یہ کہنا تیرے ہاتھ مین مٹی لگے اس سے بد
مقصود نتھی نکو سنا بلکہ انہون نے نیک نیتی سے یہ کلمہ کہا تھا اگرچہ اس کلمے کا مطلب اصل مین ہے کہ تجھے محتاجی

فجاء اسيد بن حضير وعباد بن بشر فقالا يا رسول الله ان اليهود تقول كذا وكذا افلا نجامعهن
فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى ظننا ان قد وجد عليهما فخرجا فاستقبلهما
هدية من لبن الى النبي صلى الله عليه وسلم فارسل في آثارهما فسقاهما فعرفنا ان لم يجد
عليهما **ترجمہ** انس سے روایت ہے یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اسکو اپنے ساتھ نہ کھلاتے
نہ گھر میں اُسکے ساتھ رہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپ سے اس مسئلے کو پوچھا تب اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت اتاری ویسئلونک عن المحیض اخیر تک یعنے پوچھتے ہیں تجھ سے حیض کو تو کہہ دے حیض پلیدی ہے تو
جدا رہو عورتوں سے حیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کام کرو سوا جماع کے یہ خبر
یہود کو پہنچی انہوں نے کہا یہ شخص (یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) چاہتا ہے کہ ہر بات میں ہمارا خلاف کرے
یہ سنکر اسید بن حضیر اور عباد بن بشر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہود ایسا ایسا کہتے ہیں ہم حائضہ عورتوں
سے جماع کیوں نہ کریں (یعنے جب یہود ہماری مخالفت کو برا جانتے ہیں اور اس سے جلتے ہیں تو ہمکو بھی اچھی
طرح خلاف کرنا چاہیے) یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا (ان کے
یہ کہنے سے کہ ہم جماع کیوں نہ کریں آپکو یہ ناگوار ہوا کس لیے کہ خلاف قرآن کے ہے) ہم یہ سمجھے کہ آپکو ان دونوں
شخصوں پر غصہ آیا وہ دونوں نکلے باہر اتنے میں کسی نے آپکو دودھ بھیجا تحفہ کے طور پر آپنے اُن دونوں کو پھر بلا
بھیجا اور دودھ پلایا تب انکو معلوم ہوا کہ آپکا غصہ نہ تھا اور نہ تھا **ف** آپ انکی بات پر صرف غصہ ہوئے
تھے انکی ذات پر کچھ غصہ نہ تھا اور وہ مسلمان نہ تھے انہوں نے اسلام کی حرارت میں یہود سے
جلکر یہ بات کہہ دی جو قرآن کے خلاف تھی **باب المذي** ۔ مذی کا بیان **ف** مذی ایک
سفید رقیق پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے اُسکے نکلنے کے بعد شہوت کم نہیں ہوتی اور کبھی اُسکا
نکلنا محسوس نہیں ہوتا مرد اور عورت دونوں میں یہ پانی نکلتا ہے بلکہ عورتوں میں زیادہ (نووی) **عن**
علي قال كنت رجلا مذاء وكنت استحيي ان اسأل النبي صلى الله عليه وسلم
لمكان ابنته فامرت المقداد بن الاسود فسأله فقال يغسل ذكره ويتوضأ **ترجمہ** حضرت
علی سے روایت ہے میری مذی بہت نکلا کرتی میں نے شرم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے
میں کیونکہ آپکی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں میں نے مقداد بن الاسود سے کہا انہوں نے پوچھا
آپ نے فرمایا اپنے ذکر کو دھو ڈالے اور وضو کرے **عن** علي انه قال استحييت ان اسأل النبي

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَذْیِ مِنْ اَجْلِ فَاطِمَۃَ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ مِنْہُ الْوُضُوْءُ ترجمہ
حضرت علی نے کہا مجھے شرم آئی مذی کا مسئلہ پوچھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ فاطمہ رض کے
بین نے مقداد سے کہا انہوں نے پوچھا آپ نے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے (غسل ضرور
نہیں) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَرْسَلْنَا الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَہٗ عَنِ الْمَذْیِ یَخْرُجُ مِنَ الْاِنْسَانِ کَیْفَ یَفْعَلُ بِہٖ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاْ وَانْضَحْ فَرْجَکَ ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے
حضرت علی رض نے کہا ہم نے مقداد کو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہوں نے پوچھا اگر
کسی آدمی کی مذی نکلے تو وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وضو کر ڈال اور شرمگاہ دھو ڈال ف نووی نے
کہا علماء نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ مذی نکلنے سے غسل لازم نہیں آتا لیکن وضو لازم آتا ہے
ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ان حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور
یہ بھی نکلتا ہے کہ مذی نجس ہے اسی واسطے آپ نے ذکر کے دھونے کا حکم کیا اور مراد ذکر کے دھونے سے یہ ہے
کہ جتنے ذکر میں مذی لگ گئی ہو اتنی دھووے نہ کل ذکر کو شافعی اور جمہور علماء نے ایسا ہی کہا ہے
اور مالک اور احمد سے منقول ہے کہ ساری ذکر کو دھووے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ سوا پیشاب اور پاخانہ کے
اور نجاستوں میں جیسے مذی اور خون وغیرہ ڈھیلے سے پاک کرنا کافی نہیں بلکہ پانی سے طہارت کرنا
چاہیے اور یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ڈھیلے سے بھی پاک کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے
کہ مسئلہ پوچھنے میں کسی اور کو وکیل کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ داماد کو اپنے خسر سے یا ساس سے
یا سالے سے جماع کے متعلق باتیں کرنا ادب کے خلاف ہے لیکن باختصار **بَابُ غَسْلِ الْوَجْہِ وَالْیَدَیْنِ
اِذَا اسْتَیْقَظَ مِنَ النَّوْمِ** جب سو کر اٹھے تو منہ ہاتھ دھونا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَقَضٰی حَاجَتَہٗ ثُمَّ غَسَلَ وَجْہَہٗ وَیَدَیْہِ ثُمَّ نَامَ ترجمہ ابن عباس سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے تو حاجت سے فارغ ہوئے پھر منہ اور ہاتھ دھوئے
پھر سو رہے ف نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو جاگنے کے بعد پھر سو رہنا مکروہ
نہیں ہے اور سلف کے بعض زاہدوں نے اسکو مکروہ کہا ہے اس خیال سے کہ آنکھ نہ کھلے اور رات کا تہجد اور
وظیفہ ناغہ ہو جاوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات کا ڈر نہ تھا **بَابُ جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ**

جب وہ پانی دیکھے (یعنے منی کو) ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے آپ نے
فرمایا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے احتلام نہیں ہوتا تو پھر بچہ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے **ف** اس حدیث
سے اور اور کئی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیا اور شرم یہ بھی اللہ جل جلالہ کی ایک صفت
ہے پر جیسی اسکی اور صفتیں مخلوقات کی صفتوں کیطرح نہیں ہیں اسیطرح یہ صفت بھی مخلوق کیطرح نہیں
ہے سلف کا یہی اعتقاد ہے اور پچھلے بعض متکلمین نے جو اللہ تعالے کی صفات میں تاویل کا طریقہ
اختیار کیا ہے وہ خوب نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی بدعت ہے دین میں اہلحدیث نے تاویل کرنیوالوں کو
بہت برا سمجھا ہے **عَنْ** هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَتْ قُلْتُ فَضَحْتِ
النِّسَاءَ **ترجمہ** دوسری روایت کا بھی یہی جواب ہے اور اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ بی بی ام سلمہ نے کہا تو نے سوا کردیا
عورتوں کو **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أُمَّ بَنِي أَبِي طَلْحَةَ دَخَلَتْ
عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ هِشَامٍ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ
لَهَا أُفٍّ لَكِ أَتَرَى الْمَرْأَةُ ذٰلِكِ **ترجمہ** حضرت عائشہ نے بھی ایسا ہی روایت کیا کہ ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پاس آئیں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا اف نوج کیا عورت بھی ایسا دیکھتی ہے **عَنْ**
عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ إِذَا احْتَلَمَتْ وَ
أَبْصَرَتِ الْمَاءَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ تَرِبَتْ يَدَاكِ وَأُلَّتْ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعِيهَا وَهَلْ يَكُونُ الشَّبَهُ إِلَّا مِنْ قِبَلِ ذٰلِكِ إِذَا عَلَا مَاؤُهَا مَاءَ الرَّجُلِ
أَشْبَهَ الْوَلَدُ أَخْوَالَهُ وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا أَشْبَهَ أَعْمَامَهُ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ نے روایت
ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا عورت غسل کرے جب اسکو احتلام ہو
ہوا اور پانی دیکھے (یعنے منی) آپ نے فرمایا ہاں غسل کرے حضرت عائشہ نے کہا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے
اور دو کو نچی جاویں ہتھیار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دے اسکو آخر بچہ جو مشابہ ہوتا ہے
ماں باپ کی وہ کاہے سے ہوتا ہے جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفے پر غالب ہو تو بچہ اپنے ننہیال کے مشابہ
ہوتا ہے اور جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفے پر غالب ہو تو بچہ ددھیال پر پڑتا ہے **ف** حدیث
میں اُلّت کا لفظ ہے اسکا ترجمہ وہی ہے جو بیان ہوا یعنے ہاتھ زخمی کیے جاویں اور کونچے جاویں الہ
سے جو ایک ہتھیار ہے نووی نے اسی کو صحیح کہا ہے لیکن مجمع البحار میں ہے کہ صحیح اُلّت ہے یعنے چیخ مارے

حضرت عائشہ نے **باب** بیان صفة المنی للرجل والمرأة وان الولد مخلوق من مائهما عورت اور مرد
کی منی کا بیان اور اس بات کا کہ بچہ دونوں کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے **عن** ثوبان مولی رسول الله صلی
الله علیه وسلم قال کنت قائما عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فجاء حبر من احبار الیهود فقال
السلام علیك یا محمد فدفعته دفعة کاد یصرع منها فقال لم تدفعنی فقلت الا تقول یا رسول
الله فقال الیهودی انما ندعوه باسمه الذی سماه به اهله فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اسمی
محمد الذی سمانی به اهلی فقال الیهودی جئت اسالك فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم
اینفعك شیء ان حدثتك قال اسمع باذنی فنکت رسول الله صلی الله علیه وسلم بعود معه فقال
سل فقال الیهودی این یکون الناس یوم تبدل الارض غیر الارض والسموت فقال رسول
الله صلی الله علیه وسلم هم فی الظلمة دون الجسر قال فمن اول الناس اجازة قال فقراء المهاجرین
قال الیهودی فما تحفتهم حین یدخلون الجنة قال زیادة کبد النون قال فما غذاؤهم علی اثرها غدا
قال ینحر لهم ثور الجنة الذی کان یاکل من اطرافها قال فما شرابهم علیه قال من عین فیها
تسمی سلسبیلا قال صدقت قال وجئت اسالك عن شیء لا یعلمه احد من اهل الارض الا
نبی او رجل او رجلان قال ینفعك ان حدثتك قال اسمع باذنی قال جئت اسالك
عن الولد قال ماء الرجل ابیض وماء المراة اصفر فاذا اجتمعا فعلا منی الرجل منی
المراة اذکرا باذن الله واذا علا منی المراة منی الرجل انثا باذن الله عزوجل قال الیهودی انثا
لقد صدقت وانك لنبی ثم انصرف فذهب فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لقد سالنی
هذا عن الذی سالنی عنه ومالی علم بشیء منه حتی اتانی الله به **ترجمہ** ثوبان سے روایت ہے
جو مولی (غلام آزاد) تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا تھا اتنے
میں یہود کے عالموں میں سے ایک عالم آیا اور بولا السلام علیک یا محمد میں نے اسکو ایک دھکا دیا کہ وہ
گرتے گرتے بچا وہ بولا تو مجھے کیوں دھکا دیتا ہے میں نے کہا تو (نام لیتا ہے حضرت کا) اور رسول اللہ کیوں نہیں کہتا وہ بولا
ہم انکو اسی نام سے پکارتے ہیں جو انکے گھر والوں نے رکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام جو گھر والوں نے رکھا ہے
وہ محمد ہے یہودی نے کہا میں تمہارے پاس کچھ پوچھنے کو آیا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا میں اگر تجھ سے کچھ
بتلاؤں تو تجھکو فائدہ ہوگا اس نے کہا میں کان سے سنونگا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ

ف: باب ان الولد من منی الرجل والمرأة

ہن تھی زمین پر لکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچتے وقت ایسا کرتا ہے) اور فرمایا پوچھ یہودی نے کہا جس دن یہ زمین بدل
جاکر دوسری زمین ہوگی اور دوسرے آسمان لوگ اسوقت کہاں ہونگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لوگ اسوقت اندھیرے میں پل صراط کے پاس کھڑے ہونگے اس نے پوچھا پھر سب سے پہلے کون لوگ اس
پل پر سے پار ہونگے آپ نے فرمایا مہاجرین ہیں جو محتاج ہیں (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیغمبر کے
ساتھ گھر بار چھوڑ کر نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر صبر کیا اور دنیا پر لات ماری) یہودی نے کہا پھر جب وہ لوگ
جنت میں جاوینگے تو انکا پہلا ناشتہ کیا ہوگا آپ نے فرمایا مچھلی کے جگر کا ٹکڑا (جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے)
اسنے کہا پھر صبح کا کھانا کیا ہوگا آپ نے فرمایا وہ بیل کاٹا جاویگا انکے لیے جو جنت میں چرا کرتا تھا پھر اوسنے پوچھا یہ کھا کر
کیا پیئینگے آپ نے فرمایا ایک چشمہ کا پانی جسکا نام سلسبیل ہے اس یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور میں آپ سے ایک
ایسی بات پوچھنے آیا ہوں جسکو کوئی نہیں جانتا دنیا میں سوا نبی کے یا شاید ایک دو آدمی جانتے ہوں آپ نے فرمایا
اگر میں وہ بات تجھے بتا دوں تو تجھے فائدہ ہوگا اس نے کہا میں اپنے کان سے سن لونگا پھر اس نے کہا میں تجھ
کو پوچھتا ہوں آپ نے فرمایا مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی زرد ہے جب یہ دونوں اکٹھا ہوتے ہیں اور مرد
کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی غالب ہوتی
ہے مرد کی منی پر تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور بیشک آپ پیغمبر ہیں
پھر چلا پیٹھ پھیر کر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسنے جو باتیں مجھ سے پوچھیں وہ مجھکو کوئی معلوم
نہ تھی یہانتک کہ اللہ تعالی نے مجھکو بتا دیں **عَنْ** مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ
أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زَائِدَةُ كَبِدِ النُّونِ وَقَالَ أَذْكَرَ
وَآنَثَ وَلَمْ يَقُلْ أَذْكَرَا وَآنَثَا **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بیٹھا تھا اور کچھ لفظوں کا فرق ہے **باب** صِفَةِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ غسل جنابت کیونکر کرے **عَنْ**
عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ
ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ
فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ
ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے شرمگاہ دھوتے پھر وضو

جسطرح نماز کے لیے کیا کرتے تھے پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیاں بالون کی جڑون مین ڈالتے جب آپ دیکھتے
کہ بال تر ہو گئے تو اپنے سر پر دونو ہاتھون سے بھر کر تین چلو ڈالتے پھر ساری بدن پر پانی ڈالتے پھر دونون
پانون دھوتے **ف** نووی نے کہا ہمارے صحاب کے نزدیک غسل جنابت کا کمال یہ ہے کہ پہلے دونو پہونچون
تین بار دھووے برتن مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے پھر شرمگاہ پر اور بدن پر جو نجاست لگی ہو اسکو دھووے پھر
وضو کرے جسطرح نماز کے لیے وضو کرتا ہے پھر سب انگلیان پانی مین ڈالکر ایک چلو لیوے اور سر کے بالون
اور داڑھی کے بالون مین اس سے خلال کرے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے پھر بغلون اور کانون اور
ناف اور سرین کی خبر لیوے اور پانون کی انگلیون کی اور ان سب جگہون مین پانی پہونچاوے پھر تین
بار سارے بدن پر پانی ڈالے اور سب جگہ پانی پہونچاوے اور مستحب ہے کہ داہنی جانب سے شروع کرے اور
قبلہ کیطرف منہ کرکے بیٹھے اور بعد فراغت کے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ
ورسولہ اور غسل سے پہلے نیت کرے ان سب چیزون مین نیت اور سارے بدن پر پانی پہونچانا فرض ہے اور شرط
یہ ہے کہ بدن نجاست سے پاک ہو اور پانی کا بہانا سنت ہے اور ملنا بدن کا واجب نہیں ہے مگر مالک اور مزنی کے
نزدیک واجب ہے اسیطرح وضو بھی غسل جنابت مین واجب نہیں ہے مگر داؤد ظاہری کے نزدیک واجب ہے
انتہی مختصر **عَنْ** هِشَامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيْثِهِمْ غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ **ترجمہ** وہی جو اوپر
گذرا مگر اس روایت مین پانون دھونے کا ذکر نہین ہے **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَدَأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ
غَسْلَ الرِّجْلَيْنِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا غسل کیا تو دونو
پہونچون کو تین بار دھویا پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری اور اس روایت مین پانون دھونے
کا ذکر نہین ہے **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ
يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِهِ لِلصَّلٰوةِ **ترجمہ** ام المومنین
عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونو ہاتھ دھوتے برتن مین ہاتھ ڈالنے
سے پہلے پھر وضو کرتے جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةُ قَالَتْ اَدْنَيْتُ
لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فِي
الْاِنَاءِ ثُمَّ اَفْرَغَ بِهِ عَلٰى فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْاَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ

ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰی رَاْسِہٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْأَ کَفَّیْہِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِہٖ ثُمَّ تَنَحّٰی عَنْ مَقَامِہٖ ذٰلِکَ
فَغَسَلَ رِجْلَیْہِ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ بِالْمِنْدِیْلِ فَرَدَّہٗ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے میری خالہ میمونہ نے بیان
کیا انہوں نے پانی رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل جنابت کرنے کو آپ نے پہلے دونوں پہونچے دھوئے
دو بار یا تین بار پھر ہاتھ برتن میں ڈالا اور پانی شرمگاہ پر ڈالا اور بائیں ہاتھ سے دھویا پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر
پھیرا اور رگڑ کر زور سے پھر وضو کیا جیسے نماز کے لیے کرتے تھے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر بھر کر ڈالے پھر سارے
ف بدن کو دھویا پھر اوس جگہ سے سرک گئے اور پاؤں دھوئے پھر میں رومال لے کر آئی بدن پونچھنے کو آپ نے نہ لیا
نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤں کا پونچھنا بہتر نہیں ہے اور ہمارے علما کے اسمیں
پانچ قول ہیں ایک تو یہ کہ نہ پونچھنا مستحب ہے اور پونچھنا مکروہ نہیں کہہ سکتے دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے تیسرا
یہ کہ پونچھنا نہ پونچھنا دونوں برابر ہیں چوتھا یہ کہ پونچھنا مستحب ہے پانچواں یہ کہ گرمی میں مکروہ ہے جاڑے میں مکروہ
نہیں اور صحابہ سے اسمیں تین مذہب منقول ہیں ایک تو یہ کہ پونچھنا جائز ہے کچھ قباحت نہیں وضو اور
غسل دونوں میں انس بن مالک اور سفیان ثوری کا یہی قول ہے دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے وضو
اور غسل دونوں میں ابن عمر اور ابن ابی لیلے کا یہی قول ہے تیسرا یہ کہ وضو میں مکروہ ہے غسل میں مکروہ نہیں
ابن عباس کا یہی قول ہے اور نہ پونچھنے کے باب میں ایک حدیث ہو دوسری صحیح حدیث اور ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم غسل کر کے نکلے اور آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور پونچھنے کا باب جماعت صحابہ
سے نقل ہوا ہے لیکن اوسکے اسناد ضعیف ہیں ترمذی نے کہا اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ
ثابت نہیں انتہی نووی **عَنِ** الْاَعْمَشِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِہِمَا اِفْرَاغُ ثَلَاثِ حَفَنَاتٍ
عَلَی الرَّاْسِ وَفِیْ حَدِیْثِ وَکِیْعٍ وَصْفُ الْوُضُوْءِ کُلِّہٖ فَذَکَرَ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ فِیْہِ وَلَیْسَ فِیْ
حَدِیْثِ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ ذِکْرُ الْمِنْدِیْلِ **ترجمہ** اس روایت کا بھی وہی جو اوپر گذرا اسمیں سر پر تین چلو ڈالنے
کا ذکر نہیں ہے اور وکیع کی روایت میں سارے وضو کا بیان ہے اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر کیا اور ابو معاویہ کی
روایت میں رومال کا ذکر نہیں ہے **عَنْ** مَیْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِمِنْدِیْلٍ فَلَمْ یَمَسَّہٗ وَجَعَلَ
یَقُوْلُ بِالْمَاءِ ھٰکَذَا یَعْنِیْ یَنْفُضُہٗ **ترجمہ** میمونہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑا لایا گیا بدن
پونچھنے کو آپ نے نہیں لیا اور پانی کو جھٹکنے لگے ہاتھ سے جنہوں نے اس حدیث سے پونچھنا جائز رکھا ہے کیونکہ ہاتھ سے پانی
جھٹکنا اور کپڑے سے پونچھنا دونوں برابر ہیں نووی نے کہا ہمارے اصحاب کی اسمیں تین قول ہیں ایک یہ کہ جھٹکنا

اور چھڑکنا مکروہ نہیں کہہ سکتے دوسری یہ کہ مکروہ ہو تیسری یہ کہ مباح ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ حدیث
سے اباحت ثابت ہوتی ہو اور ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے انتہی **عن** عائشۃ قالت کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا اغتسل من الجنابۃ دعا بشیء نحو الحلاب فاخذ بکفہ بدء بشق
راسہ الایمن ثم الایسر ثم اخذ بکفیہ فقال بہما علی راسہ **ترجمہ** ام المؤمنین حضرت عائشہ
صدیقہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو ایک برتن پانی کا منگواتے حلاب
کے برابر (حلاب وہ برتن ہے جسمین اونٹنی کا دودہ دوہتے ہین) پھر ہاتھ سے پانی لیتے اور پہلے داہنا جانب
سر کا دھوتے پھر بایان جانب بعد اسکے دونو ہاتھ سے پانی لیتے اور سر پر بہاتے **ف** صحیح حلاب بکسر
حا اور تخفیف لام اور بعضون نے اسکو جُلاب پڑھا ہے بضم جیم و تشدید لام کے اور مراد اس سے گلاب ہے
لیکن ہروی نے اسکا انکار کیا ہے اور کہا کہ صحیح حلاب ہے **باب** القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابۃ
غسل جنابت مین کتنا پانی لینا بہتر ہے **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یغتسل
من اناء ھو الفرق من الجنابۃ **ترجمہ** ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے
تھے ایک برتن سے جسمین تین صاع پانی آتا ہے (یعنی سات آٹھ سیر) جنابت سے **ف** نووی نے کہا اہل
اسلام نے اجماع کیا ہے کہ وضو اور غسل کے لیے پانی کی مقدار معین نہیں ہے بلکہ قلیل اور کثیر سب کافی
ہے بشرطیکہ اعضا بھیگ جاوین اور مستحب ہے کہ وضو مین ایک مد سے کم نہ ہو اور غسل مین ایک صاع سے کم
نہ ہو اور صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور مد ایک رطل اور تہائی رطل کا اور ہمارے بعض
اصحاب نے کہا ہے کہ یہان وہ صاع مراد ہے جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے بہرحال پانی بیکار بہانا منع ہے
اگرچہ ندی کے کنارے غسل کرتا ہو اور یہ ممانعت تنزیہی ہے اور بعضون نے کہا کہ اسراف حرام ہے انتہی
عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغتسل فی القدح وھو الفرق
وکنت اغتسل انا وھو فی الاناء الواحد وفی حدیث سفیان من اناء واحد قال قتیبۃ قال
سفیان والفرق ثلاثۃ اصع **ترجمہ** ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے
ایک کٹھری سے اور وہ فرق تھا (فرق اس برتن کو کہتے ہین جسمین تین صاع پانی آتا ہے) اور مین اور آپ ایک
ہی برتن سے غسل کرتے سفیان نے کہا فرق تین صاع کا ہوتا ہے **ف** نووی نے کہا مرد اور عورت دونوں کا طہارت کرنا ایک برتن
سے جائز ہے باجماع اہل اسلام لیکن عورت کا طہارت کرنا مرد کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وہ بھی بالاجماع جائز ہے اور مرد کا

باب فی التطیب بعد الغسل من الجنابۃ

وغسل الرجل والمرأۃ من اناء واحد فی حالۃ واحدۃ وغسل احدھما بفضل الآخر

ص اور غسل کرنا مرد اور عورت کا ایک برتن سے ایک ہی حالت میں اور ایک کو دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے

طہارت کرنا عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے جائز ہے اور مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور علما کے نزدیک جائز ہے
اور اسمیں کراہت بھی نہیں ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے اور احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری کے نزدیک عورت
کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو طہارت درست نہیں بشرطیکہ عورت اس پانی کو خلوت میں لے گئی ہو اور اسکو استعمال
کیا ہو اور عبد اللہ بن سرجس اور حسن بصری سے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد سے ایک روایت ہمارے موافق
بھی ہے اور سعید اور حسن سے مطلقاً کراہت بھی منقول ہے اور مختار جمہور علما کا قول ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے
یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں کے ساتھ غسل کیا ہے اور ہر ایک نے دوسرے کا بچا ہوا پانی
استعمال کیا اور خلوت کو اسمیں کوئی دخل نہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
ایک بی بی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور اصحاب سنن نے ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور جو ممانعت کی حدیث حکم بن عمرو سے منقول ہے وہ ضعیف ہے ائمہ حدیث نے جیسے
بخاری وغیرہ نے اسکو ضعیف کہا ہے یا مراد اس سے یہ ہے کہ جو پانی عورت کے اعضا سے گرے وہ مستعمل ہے اس سے وضو
درست نہیں یا وہ ممانعت استحباب کے لیے ہے واللہ اعلم عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ
عَلَى عَائِشَةَ أَنَا وَأَخُوهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَدَعَتْ
بِإِنَاءٍ قَدْرِ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا سِتْرٌ وَأَفْرَغَتْ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثًا قَالَ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذْنَ مِنْ رُءُوسِهِنَّ حَتَّى تَكُونَ كَالْوَفْرَةِ ترجمہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے
میں اور حضرت عائشہ کا رضاعی (دودھ شریک) بھائی (عبد اللہ بن یزید) انکے پاس گئے اور غسل جنابت کو پوچھا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کرتے تھے انہوں نے ایک برتن منگوایا جسمیں صاع بھر پانی آتا تھا اور ہم میں اور
انکے بیچ ایک پردہ تھا انہوں نے اپنے سر پر تین بار پانی ڈالا **ف** ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو سلمہ اور
عبد اللہ بن یزید نے انکا سر اور اوپر کا بدن دیکھا ورنہ انکے سامنے پانی منگوانے سے اور نہانے سے کوئی فائدہ نہ تھا
عبد اللہ تو رضاعی بھائی تھے اور ابو سلمہ رضاعی بھانجے تھے کیونکہ ام کلثوم بنت ابی بکر نے انکو دودھ پلایا تھا اور یہ دونوں
محرم ہیں اور محرم کو اوپر کا بدن دیکھنا درست ہے **ت** ابو سلمہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں اپنے
بال کتراتی تھیں اور کانوں تک بال رکھتی تھیں **ف** حدیث میں وفرہ کا لفظ ہے اصمعی نے کہا وفرہ لمہ سے زیادہ ہے
اور لمہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو مونڈھوں تک ہوں اور دوسرے نے کہا وفرہ لمہ سے کم ہے یعنی جو بال کانوں تک
ہوں ابو حاتم نے کہا وفرہ وہ بال ہیں جو کانوں کو نہ چھوئیں قاضی عیاض نے کہا عرب کی عورتیں تو چوٹیاں نکالا کرتیں

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون نے آپکی وفات کی بعد شاید ایسا کیا ہو زینت کے ترک کرنیکے لیے نووی نے کہا قاضی عیاض کی طرح اور علماء نے بھی کہا ہے اور یہ گمان نہیں ہوتا کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین ایسا کیا ہو اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کو بال کم کرنا درست ہے

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ بَدَأَ بِيَمِينِهِ فَصَبَّ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ صَبَّ الْمَاءَ عَلَى الْأَذَى الَّذِي بِهِ بِيَمِينِهِ وَغَسَلَ عَنْهُ بِشِمَالِهِ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ ذَلِكَ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَنَحْنُ جُنُبَانِ **ترجمہ** ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو داہنے ہاتھ سے شروع کرتے پہلے اس پر پانی ڈالتے اور اسکو دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے بائین پر ڈالتے اور بائین ہاتھ سے جو کچھ نجاست ہوتی اسکو دھوتے جب اس سے فراغت ہوتی تو سر پر پانی ڈالتے حضرت عائشہ نے کہا مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل ایک ہی برتن سے کرتے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ يَسَعُ ثَلَاثَةَ أَمْدَادٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جس مین تین مد یا کچھ ایسا ہی پانی آتا **ف** قاضی عیاض نے کہا مراد یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے تین مد پانی لیا جاتا تو سو مد اور صاع ہے تاکہ موافق ہو اس حدیث کے جس مین فرق کا ذکر ہے ایسا ہی کہین نقل نہین ہوا ہے گا نووی نے کہا سعد بن تین مد کا ہے اور دوسری روایت مین ہے کہ ایک فرق سے آپ غسل کرتے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ نے ایک صاع سے غسل کیا اور ایک روایت مین پانچ مکوک کا بیان ہے غسل کو اور ایک مکوک کا وضو مین اور ایک روایت مین ایک صاع غسل کے لیے اور ایک مد وضو کے لیے آیا ہے اور ایک روایت مین ایک مد سے وضو اور غسل ایک صاع سے امام شافعی اور اور علماء نے کہا ہے کہ اختلاف ان روایتون کا حالات کے اختلاف سے ہے اور حاجت کے موافق پانی لیتے تھے بہرحال طہارت کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہین ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے ایک برتن سے دونون کے ہاتھ اسمین پڑجاتے اور یہ غسل جنابت کا تھا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَاحِدٍ فَيُبَادِرُنِي حَتَّى أَقُولَ دَعْ لِي دَعْ لِي قَالَتْ وَهُمَا جُنُبَانِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتی تھی ایک برتن سے جو میرے اور آپکے بیچ مین ہوتا

آپ جلدی جلدی پانی لیتے یہانتک کہ مین کہتی تھوڑا پانی میرے لیے چھوڑو میرے لیے چھوڑو
اور وہ دونو جنب ہوتے **عن** ابن عباس قال اخبرتنی میمونۃ رضی اللہ عنہا انہا کانت
تغتسل ھی والنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اناء واحد **ترجمہ** میمونہ سے روایت ہے وہ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے ایک برتن سے **عن** ابن عباس ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان یغتسل بفضل میمونۃ **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ کے غسل سے جو پانی بچتا اس سے غسل کرتے **عن** ام
سلمۃ قالت کانت ھی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغتسلان فی الاناء الواحد
من الجنابۃ **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے وہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے **عن** انس یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یغتسل بخمس مکاکیک ویتوضأ بمکوک وقال ابن مثنی بخمس مکاکی **ترجمہ** انس سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو
کرتے (مکوک سے مراد مد ہے) **عن** انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ
بالمد ویغتسل بالصاع الی خمسۃ امداد **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے لیکر پانچ مد تک غسل کرتے **عن** سفینۃ
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغسلہ الصاع من الماء من الجنابۃ ویوضئہ
المد **ترجمہ** سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو ایک صاع پانی غسل جنابت کے لیے اور ایک مد
پانی وضو کے لیے کافی تھا **عن** سفینۃ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغتسل بالصاع ویتطھر بالمد **ترجمہ**
سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل کرتے
اور ایک مد پانی سے وضو کرتے **ف** امام مسلم نے کہا کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے سفینہ
کو صحابی کہا اور ابوریحانہ نے کہا کہ وہ بوڑھا ہوگیا تھا یعنے سفینہ اور مجھے اسکی روایت کا اعتبار
نہیں نووی نے کہا اس صورت مین امام مسلم نے اس حدیث کو اور حدیثون کے متابعت
کے طور پر نقل کیا نہ اس پر اعتماد کرکے **باب** استحباب افاضۃ الماء

باب ۹۰ منہ

ایضاً ۹۱ منہ

باب ما یکفی من الماء فی الغسل والوضوء

علی الرأس وغیرہ ثلاثا ترجمہ سر پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان **عن** جبیر بن مطعم قال
تماروا فی الغسل عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال بعض القوم اما انا فانی
اغسل راسی کذا وکذا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انا فانی افیض علی
راسی ثلاث اکف **ترجمہ** جبیر بن مطعم سے روایت ہے لوگوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ
صلی اللہ کے سامنے غسل میں بعضوں نے کہا ہم تو سر کو اس طرح دھوتے ہیں اسپر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین چلو ڈالتا ہوں شیخ نووی
نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سر پر تین بار پانی ڈالنا غسل میں مستحب ہے اور اسپر
اتفاق ہے اور سر پر قیاس کیا ہے اور اعضا کو اور جیسے وضو میں تین بار ہر ایک عضو
کا دھونا مستحب ہے ویسے ہی غسل میں **عن** جبیر بن مطعم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
ذکر عندہ الغسل من الجنابۃ فقال اما انا فافرغ علی راسی ثلاثا **ترجمہ** جبیر
بن مطعم سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غسل جنابت کا ذکر ہوا آپ نے
فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں **عن** جابر بن عبد اللہ ان وفد ثقیف
سالوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ان ارضنا ارض باردۃ فکیف بالغسل
فقال اما انا فافرغ علی راسی ثلاثا قال ابن سالم فی روایتہ ثنا ہشیم قال انا
ابو بشر وقال ان وفد ثقیف قالوا یا رسول اللہ **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے
ثقیف کی طرف سے جو لوگ آئے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا ملک سرد ہے
تو غسل کیونکر کریں آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں (زیادہ پانی بہانا
ضرور نہیں) **عن** جابر بن عبد اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا
اغتسل من جنابۃ صب علی راسہ ثلاث حفنات من ماء فقال لہ الحسن بن
محمد ان شعری کثیر قال جابر فقلت لہ یا ابن اخی کان شعر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اکثر من شعرک واطیب **ترجمہ** جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو اپنے سر پر تین چلو بھر کر پانی ڈالتے حسن نے کہا
میرے تو بال بہت ہیں جابر نے کہا اے بھتیجے میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال

تجسے زیادہ تھے اور تجسے بہتر تھے **باب** حُکْمِ ضَفَائِرِ الْمُغْتَسِلَةِ عورتین جو تیان غسل مین کھولین یا نہ کھولین **عن** اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي امْرَأَةٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَاْسِي اَفَاَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا اِنَّمَا يَكْفِيكِ اَنْ تَحْثِيَ عَلٰى رَاْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے مین نے کہا یا رسول اللہ مین اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہون کیا جنابت کے غسل کے لیے اسکو کھولون آپنے فرمایا نہین تجکو کافی ہے یہ کہ تین چلو بھر کر ڈالنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جاوے گی **عن** اَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَفَاَنْقُضُهُ لِلْحَيْضَةِ وَالْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ **ترجمہ** دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ مین کھولون اسکو حیض اور جنابت کے لیے **عن** اَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اَفَاَحُلُّهُ فَاَغْسِلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَيْضَةَ **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ کیا مین کھولون اسکو اور دھوؤن جنابت سے اور حیض کا ذکر نہین ہے

ف نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ چوٹی مین جب بالون کو پانی پہونچ جاوے اندر اور باہر تو اسکا کھولنا ضرور نہین اور جو بن کھولے پانی نہ پہونچے تو کھولنا چاہیے اور نخعی سے منقول ہے کہ ہر حال مین کھولنا ضرور ہے اور حسن اور طاؤس سے مروی ہے کہ حیض کے غسل مین کھولنا چاہیے اور جنابت کے غسل مین ضرور نہین اور ہماری دلیل ام سلمہؓ کی حدیث ہے اور اگر مرد کے سر پر چوٹی ہو تو اسکا بھی حکم عورت کا سا ہے انتہی **عن** عَائِشَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَاْمُرُ النِّسَاءَ اِذَا اغْتَسَلْنَ اَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ فَقَالَتْ يَا عَجَبًا لِابْنِ عَمْرٍو هٰذَا يَاْمُرُ النِّسَاءَ اِذَا اغْتَسَلْنَ اَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوسَهُنَّ اَفَلَا يَاْمُرُهُنَّ اَنْ يَحْلِقْنَ رُءُوسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ وَمَا اَزِيدُ عَلٰى اَنْ اُفْرِغَ عَلٰى رَاْسِي ثَلَاثَ اِفْرَاغَاتٍ **ترجمہ** ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر عورتون کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے حضرت عائشہ نے کہا تعجب ہے ابن عمر سے وہ سر کھولنے کا حکم کرتے ہین غسل کے وقت تو سر منڈانے کا حکم کیون نہین دیتے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونون ایک برتن سے غسل کرتے اور مین فقط اپنے سر پر

تین چلو ڈال لیتی **ف** نووی نے کہا عبد اللہ بن عمر نے جو سر کھولنے کا حکم دیا یہ اس صورت
مین ہے جب سارے بالون مین پانی نہ پہونچ سکے یا انکا مذہب یہی ہوگا کہ سر کھولنا چاہیے
جیسے نخعی سے ہم نے نقل کیا اور انکو ام سلمہ اور عائشہ کی حدیث نہ پہنچی ہوگی یا یہ حکم بطور استحباب
اور احتیاط کے ہوگا **بَابُ** اِسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُغْتَسِلَةِ مِنَ الْحَيْضِ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فِي
مَوْضِعِ الدَّمِ **ترجمہ** جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑے یا روئی کا مشک لگا کر خون کے
مقام پر استعمال کرے تو مستحب ہے **ف** یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ بطور وجوب
کے اور نفاس کے بعد بھی ایسا ہی مستحب ہے بعضون نے کہا کہ مشک کی استعمال سے نطفہ جلدی
ٹھہرتا ہے جب مشک نہ ملے تو اور کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے اگر کوئی
خوشبو نہ ملے تو صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے لیکن بدکو فرج اندر پانی پہونچانا ضرور نہین اور
ثیبہ کو اتنی دور تک پانی پہونچانا واجب ہے جسقدر حاجت کے لیے بیٹھنے مین کھلتا ہے **عَنْ**
عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا قَالَ
فَذَكَرَتْ أَنَّهُ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا
قَالَ تَطَهَّرِي بِهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاسْتَتَرَ وَأَشَارَ لَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِهِ قَالَ
قَالَتْ عَائِشَةُ وَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي
تتبع بِهَا أَثَرَ الدَّمِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا آثَارَ الدَّمِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے
روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض سے کیونکر غسل کرون آپ نے
سکھلایا اسکو غسل کرنا پھر فرمایا مشک لگا ہوا ایک پھاہا لے اور اس سے پاکی کر وہ بولی کیونکر
پاکی کرون آپ نے فرمایا سبحان اللہ تعجب ہے کہ ایسی ظاہر بات بھی نہین سمجھی پاکی کر اس سے
اور آڑ کر لی آپ نے سفیان نے بتلایا ہمکو ہاتھ اپنا منہ پر رکھکر یعنی شرم سے آپ نے ایسا کیا)
حضرت عائشہ نے کہا مین نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب
مین پہچان گئی تھی مین نے کہا اس پھاہے کو خون کے مقام پر لگا (یعنی شرمگاہ پر) **عَنْ** عَائِشَةَ
أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهْرِ فَقَالَ خُذِي
فِرْصَةً مُّمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ

سے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مین جب حیض سے پاک
ہون تو کیونکر غسل کرون آپ نے فرمایا ایک پھاہا لے مشک لگا ہوا اور اس سے پاکی کر پھر
بیان کیا اوسیطرح جیسے اوپر گذرا **عن** عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيْضِ فَقَالَ تَاْخُذُ اِحْدَاكُنَّ مَاءَهَا وَسِدْرَتَهَا فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ
تَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهَا فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَاْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ یبلغ
ثُمَّ تَاْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَتْ اَسْمَاءُ وَكَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَ سُبْحَانَ
اللّٰهِ تَطَهَّرِيْنَ بِهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَاَنَّهَا تُخْفِيْ ذٰلِكَ تَتَبَّعِيْنَ اَثَرَ الدَّمِ وَسَاَلَتْهُ
عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ تَاْخُذُ مَاءً فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُوْرَ اَوْ تُبْلِغُ الطُّهُوْرَ
ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهَا فَتَدْلُكُهُ حَتّٰى تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَاْسِهَا ثُمَّ تُفِيْضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ
فَقَالَتْ عَائِشَةُ نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ اَنْ
يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّيْنِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہے اسما (شکل کی بیٹی یا ابو یزید بن
شکل کی بیٹی) نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کا غسل کیونکر کرون آپ
نے فرمایا پہلے پانی بیری کے پتون کے ساتھ لیوے اور اس سے اچھی طرح پاکی کرے (یعنی
حیض کا خون جو لگا ہوا ہو دھووے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب زور سے
ملے یہانتک کہ پانی مانگون (بالون کی جڑون) مین پہونچ جاوے پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنی
سارے بدن پر) پھر ایک پھاہا (روئی یا کپڑے کا) مشک لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے اسما
نے کہا کیونکر پاکی کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ پاکی کرے
حضرت عائشہ نے چپکے سے کہدیا خون کے مقام پر لگا دے پھر اس نے جنابت کے غسل کو
پوچھا آپ نے فرمایا پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے یہانتک کہ
پانی سب مانگون مین پہونچ جاوے پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے حضرت عائشہ نے کہا انصار
کی عورتین بھی کیا عمدہ عورتین تھین وہ دین کی بات پوچھنے مین شرم نہین کرتی تھین (اور یہی لازم
ہے کیونکہ شرم گناہ اور معصیت مین ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے) **عن**
شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ بِهَا وَاسْتَتَرَ **ترجمہ** تطہر

باب الحیض آمد

وہی جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے منہ پر آڑ کر لی شرم سے **عن** عائشۃ
قالت دخلت اسماء بنت شکل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا
رسول اللہ کیف تغتسل احدانا اذا طہرت من المحیض وساق الحدیث و
لا یذکر فیہ غسل الجنابۃ **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا اس روایت مین غسل جنابت کا ذکر
نہین ہے **باب** المستحاضۃ وغسلہا وصلوتہا مستحاضہ کا بیان اور اسکے غسل
اور نماز کا حال **ف** مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہین جو استحاضہ مین مبتلا ہو اور استحاضہ کہتے
ہین اس خون کو جو بے وقت عورت کی شرمگاہ سے جاری ہو اور یہ خون ایک رگ مین
سے نکلتا ہے جسکو عاذل کہتے ہین اور حیض کا خون رحم کی قعر مین سے نکلتا ہے مستحاضہ سے
وطی درست ہے اگرچہ خون جاری ہو ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہی ہے اور حضرت عائشہ سے
اسکی ممانعت منقول ہے نخعی اور حکم کا یہی قول ہے اور ابن سیرین کے نزدیک جماع مکروہ ہے
اور احمد نے کہا کہ اسوقت جماع کرے جب خاوند کو زنا مین پڑجانیکا ڈر ہو اور صحیح جمہور کا قول
ہے اور دلیل اسکی وہ ہے جو عکرمہ نے روایت کیا حمنہ بنت جحش سے کہ وہ مستحاضہ تھین اور انکے
خاوند انسے جماع کرتے تھے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور بیہقی نے اور نماز اور روزے اور اعتکاف
اور قرات قرآن اور مس مصحف اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر مین اور ساری عبادات مین مثل
پاک عورت کے ہے بالاتفاق لیکن جب نماز کا قصد کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھو لیوے اور فرج
مین ایک کپڑا یا روئی رکھ لیوے اگر خون بہت بہتا ہو اور یہ کپڑا کافی نہ ہو تو اوپر سے لنگوٹ
باندھے پھر وضو کرے اسی وقت دیر نہ کرے یا تیمم کرے اگر پانی نہ ملے یا عذر ہو اور فرض پڑھنے
کے بعد جتنے نفل چاہے پڑھے لیکن ہمارے نزدیک ایک وضو سے فرض ایک ہی ادا ہو یا
قضا اور ابو حنیفہ کے نزدیک ہر وقت پر نماز کے وضو کرے اور وقت کے اندر جتنی فرضین چاہے
پڑھے اور ربیعہ اور مالک کے نزدیک استحاضہ کے خون سے وضو نہین ٹوٹتا تو جب تک اور کسی
قسم کا حدث نہ ہو جتنے فرض اور نفل چاہے پڑھے اور وقت آنے سے پہلے مستحاضہ کا وضو اس نماز
کے لیے ہمارے نزدیک درست ہے اور مستحاضہ پر غسل واجب نہین کسی نماز کے وقت پر اور
جمہور علما کا یہی قول ہے اور ابن عمر اور ابن زبیر اور عطا بن ابی رباح سے منقول ہے کہ وہ ہر نماز

کے لیے غسل کرے اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک بار غسل کرے اور سعید اور حسن
سے منقول ہے کہ ظہر کے وقت غسل کرے پھر دوسرے دن ظہر پر غسل کرے اور جمہور کا مذہب صحیح
ہے کہ وہ کبھی غسل نہ کرے مگر جب حیض سے پاک ہو اور تکرار غسل مین جو حدیثین آئین ہین وہ ضعیف
ہین اور مستحاضہ دو قسم ہے ایک تو ایسا خون دیکھے جو حیض نہین ہے جیسے ایک دن ایک رات
سے کم دوسری جو کچھ حیض ہے کچھ نہین ہے جیسے برابر خون دیکھا کرے یا حیض کی مدت سے زیادہ
خون دیکھے اس دوسری قسم کی تین صورتین ہین پہلی یہ کہ وہ عورت مبتداہ ہو یعنے شروع
اسکو یہی خون آیا ہو تو اسکا حیض ایک دن ایک رات تک شمار ہوگا ہمارے نزدیک اور
ابو حنیفہ کے نزدیک تین دن تین رات اور باقی استحاضہ دوسری یہ کہ معتادہ ہو تو جتنے دن
حیض کی عادت ہوگی اوتنا حیض گنا جاویگا اور باقی استحاضہ تیسری یہ کہ ممیزہ ہو اور کبھی خون
قوی دیکھے کبھی ضعیف تو جب تک سیاہ خون دیکھے وہ حیض ہے بشرطیکہ ایک دن ایک
رات سے کم نہ ہو اور پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو اور لال خون پندرہ دن سے کم نہ ہو (نووی
معہ زیادہ و اختصار) **عن** عائشۃ قالت جاءت فاطمۃ بنت ابی حبیش الی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی امرأۃ استحاض فلا اطہر افادع الصلوۃ قال
لا انما ذلک عرق ولیس بالحیضۃ فاذا اقبلت الحیضۃ فدعی الصلوۃ فاذا ادبرت
فاغسلی عنک الدم وصلی **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے استحاضہ ہوگیا ہے مین پاک نہین ہوتی
کیا نماز چھوڑ دون آپ نے فرمایا نہین یہ خون ایک رگ کا ہے حیض نہین ہے جب حیض کے دن
آوین تو نماز چھوڑ دے پھر جب حیض کے دن گذر جاوین تو خون دھو ڈال اور نماز پڑھ **ف**
نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ نماز پڑھے مگر اس زمانہ مین جو حیض کا ہوتا
ہو اور اسپر اتفاق ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ حاجت کے وقت مسئلہ پوچھے اور عورت خود مسئلہ
پوچھ سکتی ہے اور اسکی آواز حاجت کے وقت غیر مرد سن سکتا ہے **عن** عائشۃ
انہا قالت استفتت ام حبیبۃ بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقالت انی استحاض فقال انما ذلک عرق فاغتسلی ثم صلی فکانت تغتسل

عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَمَرَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ
وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ ابْنَةُ جَحْشٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أُمَّ حَبِيبَةَ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رض سے
روایت ہو ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے استحاضہ ہے آپ نے
فرمایا یہ خون ایک رگ کا ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ پھر وہ غسل کرتی تھیں ہر نماز کے لیے لیث نے
کہا ابن شہاب نے یہ نہیں بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم کیا ہر نماز کے لیے
غسل کرنیکا بلکہ ام حبیبہ نے خود ایسا کیا ابن رمح کی روایت میں ام حبیبہ کا نام نہیں ہے بلکہ صرف
جحش کی بیٹی کا ذکر ہے **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ
بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ
اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ
فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنْ هٰذَا عِرْقٌ
فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِي مِرْكَنٍ فِي حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ
بِنْتِ جَحْشٍ حَتّٰى تَعْلُوَ حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ أَبَا بَكْرِ بْنَ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَقَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ هِنْدًا لَوْ سَمِعَتْ بِهٰذِهِ الْفُتْيَا
وَاللّٰهِ إِنْ كَانَتْ لَتَبْكِي لِأَنَّهَا كَانَتْ لَا تُصَلِّي **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی نے روایت
ہے ام حبیبہ بنت جحش کو جو سالی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بی بی تھیں عبد الرحمن بن
عوف کی سات برس تک استحاضہ رہا انہوں نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے
فرمایا یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ حضرت عائشہ نے کہا وہ ایک
لگن میں غسل کرتیں اپنی بہن زینب بنت جحش کی کوٹھڑی میں تو خون کی سرخی پانی پر آجاتی
(اسقدر خون بہا کرتا) ابن شہاب نے کہا میں نے یہ حدیث ابو بکر بن عبد الرحمن سے بیان کی
انہوں نے کہا خدا رحم کرے ہندہ پر کاش وہ یہ فتوے سن لیتی قسم خدا کی وہ روتی تھی نماز نہ پڑھنے
سے اسلیے کہ انکو استحاضہ تھا اور یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو نماز نہ پڑھتی اور نماز کے جانے پر رویا کرتی **عَنْ**
عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ

استحيضت سبع سنين بمثل حديث عمرو بن الحارث الى قوله تعلو حمرة الدم الماء ولم يذكر ما بعده ۔ **ترجمہ** وہی جو اوپر گزرا مگر یہ حدیث یہیں تک ہے کہ خون کی سرخی پانی پر آجائے اور بعد کا قصہ نہیں ہے ۔ **عن** عائشة ان ابنة جحش كانت تستحاض سبع سنين بنحو حديثهم ۔ **ترجمہ** وہی جو اوپر گزرا ۔ **عن** عائشة انها قالت ان ام حبيبة سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدم فقالت عائشة رايت مركنها ملآن دما فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم امكثي قدر ما كانت تحبسك حيضتك ثم اغتسلي وصلي ۔ **ترجمہ** ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے ام حبیبہ نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ کے خون کو حضرت عائشہ نے کہا میں نے انکو ٹھا نیکا برتن دیکھا خون سے بھرا ہوا تھا آپ نے فرمایا تو اتنے دنوں ٹھیری رہ جتنے دنوں حیض آیا کرتا تھا یعنے عادت کے دنوں میں اس بیماری سے پہلے پھر غسل کر اور نماز پڑھ ۔ **عن** عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها قالت ان ام حبيبة بنت جحش التي كانت تحت عبد الرحمن بن عوف شكت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الدم فقال لها امكثي قدر ما كانت تحبسك حيضتك ثم اغتسلي فكانت تغتسل عند كل صلوة ۔ **ترجمہ** حضرت عائشہ سے روایت ہے ام حبیبہ بنت جحش جو عبد الرحمن بن عوف کے نکاح میں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں اور شکایت کی خون بہنے کی آپ نے فرمایا اتنے دن ٹھیری رہ جتنے دنوں اس بیماری سے پہلے حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر ڈال تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتیں ۔ **ف** جحش کی تین بیٹیاں تھیں ایک زینب جنسے پہلے زید بن حارثہ نے نکاح کیا تھا پھر انہوں نے طلاق دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں دوسری ام حبیبہ جو اس حدیث میں مذکور ہیں یہ عبد الرحمن بن عوف کے نکاح میں تھیں تیسری حمنہ جو طلحہ بن عبید اللہ کے نکاح میں تھیں بعضوں نے کہا جحش کی تینوں بیٹیاں استحاضہ میں مبتلا تھیں اور بعضوں نے کہا کہ فقط ام حبیبہ کو یہ بیماری تھی (نووی)

ملآن

باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلوة ۔ حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں اور روزے کی قضا واجب ہے ۔ **عن** معاذة ان امراة سالت عائشة فقالت اتقضي احدانا الصلوة ايام محيضها فقالت عائشة احرورية انت قد كانت احدانا تحيض على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم لا تؤمر بقضاء ۔ **ترجمہ** معاذہ سے روایت ہے

ایک عورت نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا عورت قضا کرے حیض کے دنوں کی نماز کو انہوں نے کہا
کیا تو حروریہ ہے **ف** حروری نسبت ہے حرورا کی طرف اور حرورا ایک گاؤں ہے کوفے سے دو میل پر پہلے
پہل خارجی وہیں اکٹھا ہوئے تھے ان خارجیوں نے سوا اہل اسلام کے خلاف یہ بات اختیار کی ہے
کہ حائضہ کو نماز کی قضا کرنا چاہیے ان کے سوا تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حائضہ پر نماز کی قضا واجب
نہیں ہے پر روزوں کی قضا واجب ہے **ت** ہم میں سے جسکو حیض آتا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانے میں اسکو نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا **عن** مُعَاذَةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ اَتَقْضِي الْحَائِضُ
الصَّلٰوةَ قَالَتْ عَائِشَةُ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قَدْ كُنَّ نِسَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِضْنَ
اَفَاَمَرَهُنَّ اَنْ يَجْزِيْنَ **ترجمہ** معاذہ نے پوچھا حضرت عائشہ سے کیا حائضہ نماز کی قضا کرے انہوں
نے کہا کیا تو حروری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں حائضہ ہوتی تھیں پھر کیا آپ انکو نماز کی
قضا کا حکم کرتے **عن** مُعَاذَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي
الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَلٰكِنِّي
اَسْاَلُ قَالَتْ كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ
ترجمہ معاذہ سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا وجہ حائضہ روزوں کی قضا کرتی ہے
اور نماز کی قضا نہیں کرتی انہوں نے کہا تو حروری تو نہیں ہے میں نے کہا نہیں میں پوچھتی ہوں انہوں
نے کہا ہم لوگوں کو حیض آتا پھر حکم ہوتا روزوں کی قضا کرنے کا اور نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا **ف**
یہ عنایت ہے پروردگار کی جو نماز کی قضا معاف کر دی ورنہ بڑا حرج ہوتا اس لیے کہ نماز ہر روز پانچ بار فرض
ہے سال بھر میں صدہا نمازوں کی قضا کرنی پڑتی اور رمضان تو ہر سال میں ایک بار آتا ہے پانچ
چار روزوں کی قضا کچھ مشکل نہیں **باب** تَسَتُّرِ الْمُغْتَسِلِ بِثَوْبٍ وَّنَحْوِهٖ غسل کرنے والا
کپڑے وغیرہ کی آڑ کرے **عن** اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ
ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس گئی جس
سال مکہ فتح ہوا آپ غسل کر رہے تھے اور فاطمہ آپ پر ایک کپڑے کی آڑ کیے ہوئی تھیں **عن** اُمِّ هَانِئٍ
بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهٗ لَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَهُوَ بِاَعْلَى مَكَّةَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى غُسْلِهِ فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ
ثُمَّ اَخَذَ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ صَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحٰى ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالب ثمان
سے روایت ہے جس سال مکہ فتح ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں آپ مکے کی بلند جانب میں
تھے غسل کرنے کو جب اوٹھے تو حضرت فاطمہ نے ایک کپڑے کی آڑ کی آپ پر پھر آپ نے اپنا کپڑا لیکر لپیٹا
پھر آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چاشت کی آٹھ
رکعتیں ہیں اور یہ نماز سنت ہے **عن** سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ فَسَتَرَتْهُ ابْنَتُهُ
فَاطِمَةُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا اغْتَسَلَ اَخَذَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ سَجَدَاتٍ وَذٰلِكَ ثمان
ضُحًى **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے کہ آپکی صاحبزادی فاطمہ نے کپڑے سے آپ پر آڑ کی جب آپ
غسل کر چکے تو وہی کپڑا لیکر لپیٹا پھر کھڑے ہوئے اور آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں **عن**
مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً وَسَتَرْتُهُ فَاغْتَسَلَ **ترجمہ**
ام المومنین میمونہ رض سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکھا اور آڑ کی آپ نے
غسل کیا **باب** تَحْرِيْمِ النَّظَرِ اِلَى الْعَوْرَاتِ دوسرے کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے **عن**
اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ
الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِي
الْمَرْاَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ **ترجمہ** ابو سعید خدری رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مرد دوسرے مرد کے ستر کو (یعنی عورت کو جسکا چھپانا فرض ہے) نہ دیکھے اور نہ عورت
دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ عورت دوسری
عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے **ف** یعنی اسطرح کہ دونوں ننگے ہوں اور دونوں کے بدن
میں کوئی چیز حائل نہ ہو نووی نے کہا جیسے مرد کو مرد کا اور عورت کو عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے
اسیطرح مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے بالاجماع مگر اسمیں سے خاوند اور لونڈی کا
مالک مستثنی ہے خاوند کو اپنی بی بی کا اور بی بی کو خاوند کا تمام ستر دیکھنا درست ہے سوا شرمگاہ کے
اسمیں تین قول ہیں ایک یہ کہ ہر ایک کو دوسرے کی شرمگاہ بغیر ضرورت کے دیکھنا مکروہ ہے حرام
نہیں ہے دوسرے یہ کہ حرام ہے دونوں پر تیسرے یہ کہ مرد پر حرام ہے اور عورت کو مکروہ ہے اسیطرح

عورت کی شرمگاہ کے اندر دیکھنا بھی مکروہ ہے اور لونڈی کا مالک اگر اس سے وطی کر سکتا ہے تو
وہ دونوں مثل جورو اور خاوند کے ہیں اور اگر محرم ہے جیسی بہن یا پھوپھی یا خالہ وغیرہ تو وہ مثل
آزاد عورت کے ہے اور اگر لونڈی مجوسی ہے یا مرتد یا بت پرست یا معتدہ یا مکاتبہ تو وہ مثل غیر کی
لونڈی کے ہے اور مرد کو اپنے محرم عورتوں کا دیکھنا ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے کے بدن کا درست
ہے اور بعضوں نے کہا اتنا ہی بدن کو دیکھنا درست ہے جتنا کام کاج کرنے میں کھل جاتا ہے اب
مرد کا ستر مرد سے اور عورت کا ستر عورت سے ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے اور گھٹنے اور ناف میں تین
قول ہیں ایک یہ کہ وہ ستر نہیں ہیں یہی صحیح ہے دوسرے یہ کہ وہ ستر میں داخل ہیں تیسری یہ کہ ناف
ستر ہے پر گھٹنا ستر نہیں اور حنفیہ کے نزدیک ناف ستر نہیں پر گھٹنا ستر میں داخل ہے اور مرد کو
غیر عورت کا دیکھنا اسیطرح عورت کو غیر مرد کا دیکھنا بالکل حرام ہے خواہ بنظر شہوت ہو یا بغیر شہوت
کے اور بعضوں کے نزدیک عورت کو غیر مرد کا منہ دیکھنا بغیر شہوت کے درست ہے مگر یہ قول ضعیف ہے
اور جب عورت اجنبی ہو تو کچھ فرق نہیں آزاد اور لونڈی میں اور حنفیہ کے نزدیک غیر لونڈی مثل
محرم عورت کے ہے اسیطرح حرام ہے مرد کو خوبصورت بے ریش لڑکے کا منہ دیکھنا خواہ بنظر شہوت
ہو یا بغیر شہوت کے خواہ فتنہ کا ڈر ہو یا نہ ہو صحیح اور مختار یہی مذہب ہے مگر یہ کل حرمت نظر کی
اوپر بیان ہوئی اسی صورت میں ہے جب حاجت اور ضرورت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت نظر درست
ہے جیسے بیچنے کھوچنے علاج گواہی کے وقت پر شہوت سے اسوقت بھی حرام ہے ہمارے صاحب نے کہا کہ
شہوت سے نظر کرنا تو ہر شخص پر حرام ہے سوا اپنی بی بی اور لونڈی کے یہانتک کہ اگر کوئی اپنی
بیٹی یا ماں کو بھی شہوت سے دیکھے تو وہ حرام ہے اور یہ جو مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے
ساتھ ایک کپڑے میں لیٹنا منع ہے یہ بات تحریمی ہے اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دوسرے کے
ستر کا چھونا بھی نادرست ہے اور لوگ حماموں میں اکثر ایسی خرابیوں میں پڑ جاتے ہیں حالانکہ بچنا
چاہیے ان باتوں سے اور نگاہ کو ایسا کرے اسکو منع کرنا چاہیے اگرچہ منع ہونے کی امید نہ ہو اور تنہائی
میں آدمی ننگا ہو سکتا ہے پر بلا ضرورت مکروہ بلکہ حرام ہے (نووی) عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ
بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَا مَكَانَ عَوْرَةِ عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَعُرْيَةِ الْمَرْأَةِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا
میں عورت کے بدلے عریہ کا لفظ ہے اور معنے وہی جو اوپر بیان ہوا **باب** جواز الاغتسال

عُرْيَانًا فِي الْخَلْوَةِ تنہائی میں ننگے نہانا درست ہے عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا
أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى سَوْأَةِ بَعْضٍ
وَكَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا
إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ قَالَ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ
قَالَ فَجَمَحَ مُوسَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِثْرِهِ يَقُولُ ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتَّى نَظَرَتْ
بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى سَوْأَةِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالُوا وَاللّٰهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ
حَتَّى نُظِرَ إِلَيْهِ قَالَ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَدَبٌ
سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبُ مُوسَى بِالْحَجَرِ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے وہ حدیثیں ہیں جو ابوہریرہ
نے ہم سے بیان کیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر بیان کیں انہوں نے کئی حدیثیں
انہیں ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے تھے
ایک دوسرے کے ستر کو دیکھتا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اکیلے میں نہاتے تو لوگوں نے کہا موسیٰ
علیہ السلام ہمارے ساتھ اسلئے نہیں نہاتے کہ انکو فوطوں کی بیماری ہے (یعنی خصیے بڑھ جانے کی) ایک بار
موسیٰ نہانے کو گئے اور کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے وہ پتھر خود بخود (اللہ کے حکم سے) اونکے کپڑے لیکر
بھاگا موسیٰ علیہ السلام اسکے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دیدے اے پتھر
میرے کپڑے دیدے یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے انکا ستر دیکھ لیا اور کہنے لگے قسم خدا کی انہیں کوئی
بیماری نہیں ہے اسوقت پتھر ٹھہرا ہو گیا اور لوگوں نے خوب انکو دیکھ لیا پھر انہوں نے اپنے
کپڑے اوٹھا لئے اور پتھر کو مارنا شروع کیا (غصے سے) ابوہریرہ نے کہا قسم خدا کی پتھر پر موسیٰ
علیہ السلام کی مار کے نشان ہیں سات یا چھ مار کے **ف** ہمارے زمانے کے بعض احمق لوگ ایسی
باتوں کا انکار کرتے ہیں اور پتھر کا خود بخود چلنا خلاف عقل سمجھتے ہیں حالانکہ یہ خلاف عقل نہیں ہے میں
اور چاند اور سورج اور تارے جو پتھر کی طرح بیجان ہیں رات دن حرکت کرتے ہیں پھر ایک پتھر کا
چلنا کیا مشکل ہے نووی نے کہا ہم بیان کر چکے ہیں کہ ضرورت کے وقت ستر کھولنا درست ہے جیسے تنہائی
میں غسل کے وقت یا پیشاب کے وقت یا بی بی سے صحبت کرتے وقت اور لوگوں کے سامنے ہرگز

ستر کو دکھانا درست نہیں لیکن علما نے کہا ہے کہ تنہائی میں بھی نہانے کے وقت تہبند باندھنا مستحب
اور ننگے ہو کر بھی نہانا درست ہے جیسے حدیث کے الفاظ سے یہی غرض ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خلوت میں
ننگے نہاتے تھے اور یہ حدیث ان لوگوں کے مذہب پر دلیل ہوگی جو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی شریعت
ہمارے لیے بھی قابل عمل ہے کیونکہ شریعت ہماری اس سے مخالف نہیں اور یہی اسرائیل جو ایک دوسرے
کے سامنے ننگے ہو کر نہاتے تھے تو شاید یہ انکی شریعت میں جائز ہو اور موسیٰ اس کو برا سمجھتے ہوں
جیسے ہماری شریعت والے بھی بہت سی حلال چیزوں کو برا سمجھتے ہیں **باب الاعتناء بحفظ
العورة** ستر کے چھپانے میں احتیاط کرنا **عن** جابر بن عبد الله يقول لما بنيت الكعبة
ذهب النبي صلى الله عليه وسلم وعباس ينقلان حجارة فقال العباس للنبي
صلى الله عليه وسلم اجعل إزارك على عاتقك من الحجارة ففعل فخر إلى الأرض
وطمحت عيناه إلى السماء ثم قام فقال إزاري إزاري فشد عليه إزاره قال ابن رافع
في روايته على رقبتك ولم يقل على عاتقك ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے جب کعبہ
بنایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس پتھر ڈھو رہے تھے عباس نے کہا آپ اپنی
لنگی مونڈھے پر رکھ لیجئے پتھر کی وجہ سے آپ نے ایسا ہی کیا اسی وقت زمین پر گر پڑے اور
آنکھیں آپکی آسمان سے لگ گئیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا میری لنگی میری لنگی پھر انہوں نے
آپکی لنگی باندھ دی ابن رافع کی روایت میں گردن کا لفظ ہے کندھے کا نہیں ف نووی نے کہا اس سے معلوم
ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہونے سے پہلے بھی بری باتوں اور خصلتوں سے بچائے گئے تھے اور
یہی ... ان کی عصمت کا ... ہے ...
... سے آپکی لنگی باندھ دی (الحدیث) **عن** جابر بن عبد الله أن رسول الله
صلى الله عليه وسلم كان ينقل معهم الحجارة للكعبة وعليه إزاره فقال له العباس
عمه يا ابن أخي لو حللت إزارك فجعلته على منكبك دون الحجارة قال فحله فجعله على
منكبه فسقط مغشيا عليه قال فما رئي بعد ذلك اليوم عريانا ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے کعبہ بنانے کے لیے اور آپ تہبند
باندھے تھے عباس نے کہا جو آپ کے چچا تھے اے میرے بھتیجے تم اپنی ازار اتار کر کندھے پر ڈال لو تو اچھا ہے

آپ نے ازار کھولی اور مونڈھے پر ڈالی اسی وقت غش کھا کر گرے پھر اس دن سے آپ کو ننگا نہیں دیکھا

عن الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ أَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ أَحْمِلُهُ ثَقِيلٍ وَعَلَيَّ إِزَارٌ خَفِيفٌ قَالَ فَانْحَلَّ إِزَارِي وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَضَعَهُ حَتَّى بَلَغْتُ بِهِ إِلَى مَوْضِعِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلَى ثَوْبِكَ فَخُذْهُ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً **ترجمہ** مسور بن مخرمہ سے روایت ہے میں ایک بھاری پتھر اٹھائے ہوئے آرہا تھا اور ہلکی ازار پہنا تھا وہ کھل گئی اور میں پتھر کو زمین پر رکھ نہ سکا یہاں تک کہ اسکی جگہ پر لے گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اپنا کپڑا اوٹھا اور ننگے مت چلا کرو

باب التَّسَتُّرِ عِنْدَ الْبَوْلِ پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا

عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ هَدَفٌ أَوْ حَائِشُ نَخْلٍ قَالَ ابْنُ أَسْمَاءَ فِي حَدِيثِهِ يَعْنِي حَائِطَ نَخْلٍ **ترجمہ** عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے مجھ کو ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا پھر سے کان میں ایک بات کہی وہ بات کسی سے بیان نہ کرونگا اور آپ کو حاجت کے وقت ٹیلے کی یا کھجور کے درختوں کی آڑ پسند تھی (تاکہ ستر کو کوئی نہ دیکھے)

باب بَيَانِ أَنَّ الْجِمَاعَ كَانَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لَا يُوجِبُ الْغُسْلَ إِلَّا أَنْ يُنْزِلَ الْمَنِيَّ وَبَيَانِ نَسْخِهِ وَأَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجِمَاعِ اوائل اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا جب تک منی نہ نکلے لیکن وہ حکم منسوخ ہو گیا اور جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے

عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ إِلَى قُبَاءٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَنِي سَالِمٍ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَابِ عِتْبَانَ فَصَرَخَ بِهِ فَخَرَجَ يَجُرُّ إِزَارَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْجَلْنَا الرَّجُلَ فَقَالَ عِتْبَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يُعْجَلُ عَنِ امْرَأَتِهِ وَلَمْ يُمْنِ مَاذَا عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے میں پیر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا مسجد قبا کی طرف جب ہم بنی سالم کے محلہ میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عتبان بن مالک کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور اسکو آواز دی وہ اپنی ازار گھسیٹتا ہوا نکلا آپ نے فرمایا ہم نے اسکو جلدی میں ڈالا عتبان نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص جلدی اپنی عورت سے الگ ہو جاوے

اور منی نہ نکلے تو اسکا کیا حکم ہے (یعنے غسل کرے یا نہیں) آپنے فرمایا پانی (یعنے نہانا) پانی سے (یعنے منی نکلنے سے) واجب ہوتا ہے **ف** نووی نے کہا اب امت کا اجماع ہے اس پر کہ جماع سے غسل واجب ہوتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو اسیطرح انزال سے غسل واجب ہوتا ہے اور ایک جماعت صحابہ کا یہ قول تھا کہ غسل بغیر انزال کے واجب نہیں ہوتا پھر بعضوں نے رجوع کیا اس قول سے اور اجماع ہو گیا جماع سے غسل واجب ہونے پر اب یہ حدیث انما الماء من الماء کی منسوخ ہے یعنے اوائل اسلام ایسا حکم تھا کہ اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوتا لیکن بعد کو غسل واجب کیا گیا اور ابن عباس کے نزدیک یہ حدیث منسوخ نہیں ہے بلکہ مراد اس سے احتلام کی حالت ہے یعنے اگر کوئی خواب میں جماع کرے لیکن تری نہ دیکھے تو اس پر غسل نہیں ہے **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی سے پانی واجب ہوتا ہے **عَنْ** أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْسَخُ حَدِيثُهُ بَعْضُهُ بَعْضًا كَمَا يَنْسَخُ الْقُرْآنُ بَعْضُهُ بَعْضًا **ترجمہ** ابو العلاء بن شخیر سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کو دوسری حدیث منسوخ کر دیتی جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہو جاتی ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے بیان لانے سے یہ ہے کہ انما الماء من الماء کی حدیث منسوخ ہے دوسری حدیثوں سے اور حدیث کا نسخ حدیث سے جائز ہے اور اسکی چار صورتیں ہیں ایک تو حدیث متواتر کا نسخ حدیث متواتر سے دوسری خبر واحد کا نسخ خبر واحد سے تیسری خبر واحد کا نسخ حدیث متواتر سے یہ تینوں صورتیں تو بالاتفاق جائز ہیں چوتھی خبر متواتر کا نسخ خبر واحد سے اس میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک جائز نہیں اور بعض ظاہریہ کے نزدیک جائز ہے **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَقَالَ لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُقْحِطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ الْوُضُوءُ وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُقْحِطْتَ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے مکان پر گذرے اسکو بلایا وہ نکلا اور اسکے سر میں سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے فرمایا ہماری وجہ سے تم نے جلدی کی اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جب تو جلدی کرے (اور بغیر انزال کے اٹھ کھڑا ہو) یا تجھے ایسا روک ہو اور منی نہ نکلے تو تجھ پر غسل واجب نہیں ہے صرف وضو کرے **عَنْ**

أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يُكْسِلُ فَقَالَ يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي **ترجمہ** ابی بن کعب سے روایت ہے میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے پھر انزال سے پہلے اٹھ کھڑا ہو آپ نے فرمایا دھو ڈالے جو اسکو لگا عورت سے (یعنے ذکر کی رطوبت وغیرہ کو جو فرج سے لگ گئی ہو) پھر وضو کرے اور نماز پڑھے **عَنْ** أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي أَهْلَهُ ثُمَّ لَا يُنْزِلُ قَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ **ترجمہ** ابی بن کعب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے جماع کرے اور اسکو انزال نہ ہو تو وہ اپنا ذکر دھو ڈالے اور وضو کرے **عَنْ** زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** زید بن خالد جہنی نے حضرت عثمان سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے صحبت کرے اور منی نہ نکلے حضرت عثمان نے کہا وہ وضو کرے جیسے نماز کے لئے وضو کرتا ہے اور ذکر کو دھو ڈالے حضرت عثمان نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے **عَنْ** أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** ابو ایوب نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَفِي حَدِيثِ مَطَرٍ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ بَيْنِ أَشْعُبِهَا الْأَرْبَعِ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے (چاروں کونوں سے ہاتھ اور پاؤں مراد ہیں یا دونوں پاؤں اور دونوں رانیں یا شرمگاہ کے چاروں کونے) پھر کوشش کرے (یعنے دخول کرے) تو غسل واجب ہو گیا مطر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ انزال نہ ہو **ف** نووی نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ غسل کا وجوب منی نکلنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ جب حشفہ (سپاری) فرج کے اندر چلا جاوے تو مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہوگا اور اسمیں آج کے دن بالکل اختلاف نہیں ہے پہلے البتہ چند صحابہ کا اسمیں خلاف تھا لیکن بعد کو اجماع ہو گیا ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر حشفہ عورت کی دبر میں یا مرد کے دبر میں غائب ہو جاوے یا کسی جانور کے فرج میں تب بھی غسل واجب ہوگا اگرچہ وہ عورت یا مرد یا جانور

مرد ہو یا کم سن ہو بھولے سے یا قصداً زبردستی سے ہو یا اختیار سے اسی طرح اگر سوتا ہو اور عورت اسکا ذکر اپنی
فرج کے اندر رکھ لے خواہ ذکر کو انتشار ہو یا نہ ہو غسل واجب ہوگا خواہ ختنہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ان سب صورتون
مین فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہے مگر جب کوئی ان مین سے نابالغ ہو تو اسپر واجب نہین لیکن وہ جنب ہوگا
اور جو وہ تمیز دار ہو تو اسکے ولی پر لازم ہے کہ حکم کرے اسکو غسل کا جیسے حکم کرتا ہے وضو کا اگر وہ بغیر غسل کے نماز پڑھے
تو اسکی نماز صحیح نہ ہوگی اور دخول کے لیے صرف حشفہ کا غائب ہونا کافی ہے تمام ذکر کا غائب ہونا ضرور نہین اور
جو ذکر پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر دخول کرے تو تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے دونوں پر انتہی مختصراً
عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّ فِیْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ ثُمَّ اجْتَهَدَ وَلَمْ يَقُلْ وَاِنْ لَمْ يُنْزِلْ
ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گزرا عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ اخْتَلَفَ فِیْ ذٰلِكَ رَهْطٌ مِّنَ
الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّوْنَ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ اِلَّا مِنَ الدَّفْقِ اَوْ مِنَ الْمَاءِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ
بَلْ اِذَا خَالَطَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ قَالَ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی فَاَنَا اَشْفِيْكُمْ مِّنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ فَاسْتَاْذَنْتُ قال
عَلٰی عَائِشَةَ فَاُذِنَ لِیْ فَقُلْتُ لَهَا يَا اُمَّاهْ اَوْ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّیْ اُرِيْدُ اَنْ اَسْاَلَكِ عَنْ شَیْءٍ وَاِنِّیْ
اَسْتَحْيِيْكِ فَقَالَتْ لَا تَسْتَحْيِیْ اَنْ تَسْاَلَنِیْ عَمَّا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ اُمَّكَ الَّتِیْ وَلَدَتْكَ فَاِنَّمَا اَنَا اُمُّكَ
قُلْتُ فَمَا يُوْجِبُ الْغُسْلَ قَالَتْ عَلَی الْخَبِيْرِ سَقَطْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ بَيْنَ
شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ترجمہ ابوموسی سے روایت ہے اختلاف کیا اس
مسئلے مین مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے انصار نے کہا غسل جب ہی واجب ہوتا ہے کہ منی کود کر
نکلے اور انزال ہو اور مہاجرین نے کہا جب مرد عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہے ابوموسی نے کہا مین تمہاری
تسلی کیے دیتا ہون پھر مین اٹھا اور حضرت عائشہ کے مکان پر جا کر ان سے اجازت مانگی انہون نے اجازت
دی مین نے کہا اے ماں یا ام المومنین مین تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہون لیکن مجھکو شرم آتی ہے حضرت عائشہ
نے کہا مت شرم کر تو اس بات کے پوچھنے سے جو اپنی سگی ماں سے پوچھ سکتا ہے جسکے پیٹ سے تو پیدا ہوا مین بھی تو تیری
ماں ہون (کیونکہ حضرت ص کی بی بیان مومنین کی مائین ہین) مین نے کہا غسل کس سے واجب ہوتا ہے
انہون نے کہا تو نے اچھے واقف کار سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے
چارون کونون مین بیٹھے اور ختنہ ختنہ سے ملجاوے (یعنے ذکر فرج مین داخل ہو جاوے) تو غسل
واجب ہو گیا ف خواہ انزال ہو یا نہ ہو نووی نے کہا ختنہ ختنہ سے ملنا مراد اس سے دخول ہے [illegible] عورت کا

ختنہ اوپر ہوتا ہے جماع میں وہ نہیں لگتا اور اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ اگر ذکر کو صرف فرج سے چھوا دے اور داخل نہ کرے تو غسل واجب نہیں **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ هَلْ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَفْعَلُ ذٰلِكَ أَنَا وَهٰذِهِ ثُمَّ نَغْتَسِلُ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد جماع کرے اپنی عورت سے پھر انزال سے پہلے ذکر کو نکال لے کیا غسل واجب ہے دونوں پر آپ نے فرمایا میں اور یہ (حضرت عائشہ کو فرمایا) ایسا کرتے ہیں پھر غسل کرتے ہیں **ف** نووی نے کہا ایسی باتیں آدمی بی بی کے سامنے کر سکتا ہے اگر اس میں کوئی مصلحت ہو اور کسی کو رنج نہ ہو آپ نے اس لیے فرمایا کہ اس شخص کو تشفی ہو جاوے **بَابُ** الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ یعنی جو آگ سے پکا ہو اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم نے اس باب میں پہلے وہ حدیثیں بیان کیں جن سے وضو کا لازم ہونا آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے ثابت ہوتا ہے پھر وہ حدیثیں بیان کیں جن سے وضو کا لازم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور ان کی یہ غرض ہے کہ پہلی حدیثیں منسوخ ہیں اور جمہور سلف اور خلف اور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ اور اسحاق اور یحیی اور ابو ثور اور ابو خیثمہ کا اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی منقول ہے عمر بن عبد العزیز اور حسن بصری اور زہری اور ابو قلابہ اور ابو مجلز سے (نووی مختصرا) **عَنْ** زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّمَا أَتَوَضَّأُ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ أَكَلْتُهَا لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَأَنَا أُحَدِّثُهُ هٰذَا الْحَدِيثَ أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ عُرْوَةُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ **ترجمہ** زید بن ثابت سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے وضو لازم آتا ہے اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو ابن شہاب نے عمر بن عبد العزیز سے سنا انہوں نے عبد اللہ بن ابراہیم سے انہوں نے ابو ہریرہ کو مسجد میں وضو کرتے دیکھا انہوں نے کہا میں پنیر کے ٹکڑے کھائے ہیں اس لیے وضو کرتا ہوں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے

وضو کرو اس کھانے سے جو آگ پر پکا ہو ابن شہاب نے سعید بن خالد سے سنا اور وہ انس سے یہ حدیث بیان کرتے
سعید نے کہا میں نے عروہ بن الزبیر سے پوچھا وضو آگ سے پکے ہوئے کھانے سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ
سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا وضو کرو اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو **عن** ابن عباس ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم اكل كتف شاة ثم صلى ولم يتوضأ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا **عن** ابن عباس
ان النبي صلى الله عليه وسلم اكل عرقا او لحما ثم صلى ولم يتوضأ ولم يمس ماء **ترجمہ** ابن
عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہڈی پر لگا ہوا گوشت کھایا یا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی
اور وضو نہیں کیا یا پانی نہیں چھوا **عن** عمرو بن امية الضمري انه رأى رسول الله صلى الله
عليه وسلم يحتز من كتف شاة فأكل منها ثم صلى ولم يتوضأ **ترجمہ** عمرو بن امیہ ضمری سے روایت
ہے انہوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دست کا گوشت چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے پھر
نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کا چھری سے
کاٹ کر کھانا درست ہے جب ضرورت ہو مثلاً گوشت سخت ہو یا بڑا سا ٹکڑا ہو اور بے ضرورت مکروہ ہے **عن**
عمرو بن امية الضمري قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يحتز من كتف شاة فأكل
منها فدعي الى الصلوة فقام وطرح السكين وصلى ولم يتوضأ **ترجمہ** عمرو بن امیہ ضمری
سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایک بکری کا دست چھری سے کاٹ کر کھا رہے
تھے اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے آپ نے چھری ڈال دی اور نماز پڑھی وضو نہیں کیا **عن** ابن عباس
وميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم ان النبي صلى الله عليه وسلم اكل عندها
كتفا ثم صلى ولم يتوضأ **ترجمہ** ابن عباس سے اور ام المؤمنین میمونہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کے پاس دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا **عن** ابی رافع
قال اشهد لكنت اشوي لرسول الله صلى الله عليه وسلم بطن الشاة ثم صلى ولم
يتوضأ **ترجمہ** ابو رافع سے روایت ہے میں گواہ ہوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری
کی کلیجی بھونتا (آپ اس میں سے کھاتے) پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے **عن** ابن عباس
ان النبي صلى الله عليه وسلم شرب لبنا ثم دعا بماء فتمضمض وقال ان له دسما

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر پانی منگوایا اور کلی کی اور فرمایا دودھ سے منہ چکنا ہو جاتا ہے **ف** تو کلی کرنا اسکے بعد مستحب ہے اسیطرح ہر ایک کھانے پینے کی چیز سے تاکہ نماز مین کچھ منہ مین نہ رہجاوے جسکے نگلنے کی حاجت پڑے اور منہ صاف ہو جاوے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے یا نہین اور ظاہر یہ ہے کہ مستحب ہے کھانے سے پہلے مگر جب ہاتھ کی صفائی کا یقین ہو میل کچیل اور نجاست سے اسیطرح کھانے کے بعد مگر جب ہاتھ پر کھانے کا اثر نہ ہو مثلاً کھانا خشک ہو اور امام مالک نے کہا کہ کھانے کے پہلے ہاتھ دھونا مستحب نہین مگر جب ہاتھ مین کوئی نجاست لگی ہو تو دھونا ضرور ہے (نووی) **عَنِ الزُّهْرِيِّ مِثْلَهُ** **ترجمہ** ہے اوپر گذرا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأُتِيَ بِهَدِيَّةٍ خُبْزٍ وَلَحْمٍ فَأَكَلَ ثَلَاثَ لُقَمٍ ثُمَّ صَلَّى بِالنَّاسِ وَمَا مَسَّ مَاءً **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے پہنے پھر نماز کو نکلے اسوقت ایک شخص آپ پاس حصہ لایا گوشت اور روٹی آپنے تین لقمے کھایے پھر نماز پڑھائی اور پانی کو ہاتھ نہین لگایا **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ حَلْحَلَةَ وَفِيهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ شَهِدَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ صَلَّى وَلَمْ يَقُلْ بِالنَّاسِ **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا **ف** نووی نے کہا اکثر علما اسطرف گئے ہین کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہین ٹوٹتا اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور یحیی اور ابن منذر اور ابن خزیمہ اور اہل حدیث کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ قَالَ إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّأْ قَالَ أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ قَالَ أُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ أُصَلِّي فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ قَالَ لَا **ترجمہ** جابر بن سمرہ سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بکری کا گوشت کھا کر مین وضو کرون آپ نے فرمایا چاہے کر چاہے نہ کر پھر اسنے پوچھا اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرون آپنے فرمایا ہان وضو کر اونٹ کے گوشت سے اسنے کہا بکریون کے تھان مین نماز پڑھون آپنے فرمایا ہان اونٹون کے تھان مین آپنے فرمایا نہین **ف** کیونکہ اونٹ زبردست اور شریر ہے ایسا نہ ہو

کہ نمازی کو کچھ صدمہ پہنچے اور اگر ان کے تھان میں اسکا ڈر نہیں نووی نے کہا یہ ممانعت تنزیہی ہے ۔
عن جابر بن سمرة عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثل حديث ابي كامل عن ابي عوانة
ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **باب** الدليل على ان من تيقن الطهارة ثم شك في الحدث
فله ان يصلي بطهارته تلك جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر حدث میں شک ہو تو وہ اس طہارت
سے نماز پڑھ سکتا ہے **عن** سعيد وعباد بن تميم عن عمه شكي الى النبي صلى الله عليه
وسلم الرجل يخيل اليه انه يجد الشيء في الصلوة قال لا ينصرف حتى يسمع صوتا او يجد
ريحا قال ابو بكر وزهير بن حرب في روايتهما هو عبد الله بن زيد **ترجمہ** سعید اور عباد بن تمیم
عباد کے چچا سے روایت کیا اونہوں نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی آدمی کو معلوم
ہوتا ہے نماز میں کہ اسکو حدث ہوا (یعنے گمان ہوتا ہے) آپ نے فرمایا وہ نماز نہ توڑے جب تک حدث
کی آواز نہ سنے یا بو نہ سونگھے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے اسلام کے قواعد میں
سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک چیز جسکے وجود کا یقین ہو وہ شک سے رفع نہیں ہو سکتی جیسے طہارت
جو یقینی تھی حدث کے گمان سے مٹ نہیں سکتی ہمارا اور جمہور علما کا یہی مذہب ہے اور امام مالک سے
اس میں دو روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ وضو لازم ہے اگر شک نماز کے باہر ہو اور جو نماز کے اندر ہو تو لازم نہیں
اور دوسری یہ کہ دونوں صورتوں میں پھر وضو کرنا چاہیے (انتہی مختصرا) **ف** ابو بکر اور زہیر نے
اپنی روایتوں میں عباد کے چچا کا نام لیا یعنے عبد اللہ بن زید **عن** ابي هريرة قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم اذا وجد احدكم في بطنه شيئا فاشكل عليه اخرج منه شيء
ام لا فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتا او يجد ريحا **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنے پیٹ میں خلش معلوم ہو پھر اسکو
شک ہو کہ پیٹ میں سے کچھ نکلا یا نہیں (یعنے ادہر یا نہیں) تو مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے
یا بو نہ سونگھے (یعنے یقین نہ ہو حدث ہونے کا) **باب** طهارة جلود الميتة بالدباغ
مردے جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے **عن** ابن عباس قال تصدق على مولاة
لميمونة بشاة فماتت فمر بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال هلا اخذتم اهابها
فدبغتموه فانتفعتم به فقالوا انها ميتة فقال انما حرم اكلها **ترجمہ** ابن عباس

صلی اللہ علیہ وسلم یقول دباغہ طھورہا **ترجمہ** ابن عاس سبائی سے روایت ہی مین عبد اللہ
بن عباس سے پوچھا ہم مغرب کے ملک مین رہتے ہین وہان مجوسی (آتش پرست) مشکین لیکر
آتے ہین پانی کی اُن مین چربی پڑی ہوتی ہے انہون نے کہا پیو وہ پانی مین نے کہا کیا تم اپنی
رای سے کہتے ہو انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کھال
پاک ہوجاتی ہے دباغت سے

بَابُ التَّیَمُّمِ تیمم کا بیان

ف تیمم ثابت ہو کتاب اور
سنت اور اجماع امت سے اور وہ فقط منہ اور دونو ہاتھونپر مسح کرنا ہے خواہ حدث سے ہو یا جنابت سے
اور علماء نے اختلاف کیا ہے اسکی کیفیت مین اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ تیمم مین دو مارین ضرور ہین
ایک بار منہ کے لیے اور ایک بار دونون ہاتھون کے کہنیون تک اور یہی مروی ہے علی بن ابی طالب
اور عبد اللہ بن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم اور سفیان ثوری اور مالک اور ابو حنیفہ اور صحاب الرای
سے اور ایک جماعت علماء کا یہ قول ہے کہ تیمم مین ایک مار کافی ہے مسح کرے اس سے منہ اور
دونو ہتھیلیون پر اور یہی قول ہے عطا اور مکحول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور اکثر اہل
حدیث کا اور یہی صحیح اور مختار ہے محققین کے نزدیک اور زہری سے منقول ہے کہ ہاتھون کا مسح بغلون
تک ضرور ہے اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ تین مارین چاہیین ایک منہ کے لیے دوسری
دو ہتھیلیون کے لیے تیسری باہون کے لیے اور حدث اصغر یعنی وضو کے بدلے تو تیمم سب کے نزدیک
درست ہو اسیطرح حدث اکبر یعنی جنابت میں بھی اور اسمین کسی نے خلاف نہین کیا حضرت عمر اور عبد اللہ
سے منقول ہے کہ تیمم جنابت میں درست نہین اور ایک روایتین ہین کہ حضرت عمر اور عبد اللہ بن مسعود نے اس قول سے رجوع کیا اور احادیث
سے تیمم جنابت کے درست ہے اور جنب تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر پانی پاوے تو اسپر غسل واجب ہے باتفاق علماء اور مسافر
کو سفر مین جہان پانی نہ ہو اپنی بی بی سے جماع کرنا درست ہی اور تیمم کرکے نماز پڑھ لیوین پیشرمگاہ کو
پانی سے پاک کرین اگر اتنا بھی پانی نہ ہو اور صرف تیمم سے نماز پڑھ لیوین تو بھی درست ہے اور اگر بے وضو
کے کسی عضو پر نجاست ہو اور وہ اسکے بدلے تیمم کرنا چاہے تو درست نہین ہے اور امام احمد کے نزدیک جائز
ہے اور ثوری اور اوزاعی اور ابو ثور نے کہا کہ اس مقام پر مٹی سے مسح کرلیوے اور جب تیمم سے نماز پڑھ لے پھر
پانی ملے تو نماز کا لوٹانا ضرور نہین اور شافعی لیحد اور ابن منذر اور داؤد ظاہری کے نزدیک تیمم کے لیے
پاک مٹی کا جسپر غبار ہو ہونا ضروری ہو اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک ہر چیز زمین کی قسم سے ہے اسپر تیمم

درست ہے اگرچہ غبار نہ ہو جیسے صاف پتھر ہو یا ہوا یا چونہ وغیرہ اور مالکی لوگوں نے لکڑی پر بھی جائز رکھا ہے
اسیطرح برف پر واللہ اعلم (اسے مختصر اسمیں زیادہ) **عن** عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِہٖ حَتّٰی اِذَا كُنَّا بِالْبَیْدَاءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَیْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّیْ فَاَقَامَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْتِمَاسِہٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَہٗ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَاءٍ وَلَیْسَ مَعَهُمْ
مَاءٌ فَاَتَی النَّاسُ اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَہٗ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَاءٍ وَلَیْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ وَاضِعٌ رَاْسَہٗ عَلٰی فَخِذِیْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَیْسُوْا
عَلٰی مَاءٍ وَلَیْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِیْ اَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقُوْلَ وَجَعَلَ یَطْعُنُ بِیَدِہٖ
فِیْ خَاصِرَتِیْ فَلَا یَمْنَعُنِیْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی فَخِذِیْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَصْبَحَ
عَلٰی غَیْرِ مَاءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اٰیَةَ التَّیَمُّمِ فَتَیَمَّمُوْا فَقَالَ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ وَهُوَ اَحَدُ النُّقَبَاءِ الحضیر
مَا هِیَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ یَا اٰلَ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا الْبَعِیْرَ الَّذِیْ كُنْتُ عَلَیْہِ فَوَجَدْنَا
الْعِقْدَ تَحْتَہٗ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سفر
میں جب بیداء یا ذات الجیش میں پہنچے (بیداء ذات الجیش دو مقام کے نام ہیں خیبر اور مدینہ کے بیچ میں)
تو میرا ہار گلے کا ٹوٹ کر گر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے ڈھونڈنے کے لیے ٹھہر گئے لوگ بھی
ٹھہر گئے وہاں پانی نہ تھا نہ لوگوں کے ساتھ پانی تھا لوگ ابوبکرؓ پاس آئے اور کہنے لگے تم نہیں دیکھتے
عائشہ نے کیا کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہرا رکھا ہے اور لوگوں کو بھی جہاں پانی نہیں نہ انکے
ساتھ پانی ہے یہ سنکر ابوبکرؓ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری ران پر رکھے ہوئے سو گئے تھے
انہوں نے کہا تو نے روک رکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو یہاں نہ پانی ہے نہ
لوگوں کے ساتھ پانی ہے اور غصہ کیا انہوں نے اور جو اللہ نے چاہا وہ کہہ ڈالا اور کوکھ میں میرے
کونچیں دینے لگے ہاتھ سے میں ضرور ہلتی مگر حضرت کا سر میری ران پر تھا اس وجہ سے ہل نہ سکی پھر
آپ سوتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور پانی بالکل نہ تھا اللہ تعالی نے تیمم کی آیت اتاری اسید بن حضیر نے
کہا اور وہ نقیبوں میں سے تھے (آپ نے عقبہ کی رات کو انصار کے بارہ آدمیوں کو نقیب کیا تھا یعنی اپنی قوم
کا نگہبان تاکہ انکو اسلام کی باتیں سکھا دیں اور دین کے احکام بتلا دیں) اے ابوبکر کی اولاد یہ کچھ پہلے

برکت نہیں ہے تمہاری یعنے تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مسلمانوں کو فائدہ دیا ہے یہ بھی ایک
نعمت تمہاری سبب سے ملی حضرت عائشہ نے کہا پھر ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسکے
نیچے ملا **عن** عائشة أنها استعارت من أسماء قلادة فهلكت فأرسل رسول الله صلى
الله عليه ناسا من أصحابه في طلبها فأدركتهم الصلوة فصلوا بغير وضوء فلما أتوا النبي
صلى الله عليه وسلم شكوا ذلك إليه فنزلت آية التيمم فقال أسيد بن حضير جزاك الله خيرا
فوالله ما نزل بك أمر قط إلا جعل الله لك منه مخرجا وجعل للمسلمين فيه بركة **ترجمہ** ام
المؤمنین عائشہ سے روایت ہے انہوں نے اسماء سے ایک ہار مانگ لیا تھا وہ جاتا رہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو اسکے ڈھونڈنے کے لیے بھیجا وہاں نماز کا وقت آگیا اور پانی نہ ملا تو انہوں
نے بے وضو نماز پڑھ لی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کر آئے تو شکایت کی سو تیمم کی آیت اتری
اسید بن حضیر نے حضرت عائشہ سے کہا خدا تمکو اچھا بدلہ دیوے قسم خدا کی جب کوئی آفت تمپر آئی اللہ تعالیٰ نے
اسکو ٹالا اور مسلمانوں کا فائدہ کیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس شخص کو پانی اور
مٹی دونوں نہ ملیں تو وہ نماز پڑھے اور اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے [illegible]
الاول میں امام احمد و شافعی و اکثر اہل حدیث کا یہی قول ہے [illegible]
[illegible] اختلاف [illegible] قول شافعی کا ہے [illegible]
قول [illegible] اور مالک [illegible] ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا شخص نماز نہ پڑھے لیکن [illegible]
اور مالک [illegible]
[illegible] **عن** شقيق قال كنت جالسا مع عبد الله وأبي موسى فقال أبو
موسى يا أبا عبد الرحمن أرأيت لو أن رجلا أجنب فلم يجد الماء شهرا كيف يصنع
بالصلوة فقال عبد الله لا يتيمم وإن لم يجد الماء شهرا فقال أبو موسى فكيف بهذه
الآية في سورة المائدة فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا فقال عبد الله لو رخص
لهم في هذه الآية لأوشكوا إذا برد عليهم الماء أن يتيمموا بالصعيد فقال أبو موسى
لعبد الله ألم تسمع قول عمار بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم في حاجة فأجنبت
فلم أجد الماء فتمرغت في الصعيد كما تمرغ الدابة ثم أتيت النبي صلى الله عليه وسلم

فذكرت ذلك له فقال انما كان يكفيك ان تقول بيديك هكذا ثم ضرب بيديه الارض ضربة
واحدة ثم مسح الشمال على اليمين وظاهر كفيه ووجهه فقال عبد الله اولم تر عمر لم يقنع
بقول عمار۔ ترجمہ شقیق سے روایت ہے میں عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ کے پاس بیٹھا تھا تو ابو موسیٰ نے
کہا اے عبدالرحمن (یہ کنیت ہے ابن مسعود کی) اگر کوئی شخص جنبی ہو اور ایک مہینے تک پانی نہ پائے تو وہ کیا
کرے نماز کو، عبداللہ نے کہا وہ تیمم نہ کرے اگرچہ ایک مہینہ تک پانی نہ ملے ف [illegible]
تیمم درست نہ تھا حضرت عمرؓ کا بھی یہی قول تھا لیکن [illegible] نے اس کے خلاف کیا ہے [illegible]
[illegible] تیمم [illegible] درست ہے اور [illegible] عبداللہ نے اس قول سے رجوع کیا ہے ف
ابو موسیٰ نے کہا پھر سورہ مائدہ میں جو آیت ہے [illegible] پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو [illegible] عبداللہ نے کہا اگر ان کو یہ
اجازت دی جاوے [illegible] تو [illegible] پانی ٹھنڈا معلوم ہو [illegible] تیمم کر لیں
ابو موسیٰ نے کہا تم نے عمار کی بات نہیں سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام کو
بھیجا وہاں میں جنبی ہوا اور پانی نہ ملا تو میں خاک میں لوٹا جیسے جانور لوٹتا ہے پھر میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ نے فرمایا تجھ کو یہ کافی تھا [illegible] دونوں ہاتھ زمین پر [illegible]
اپنے دونوں ہاتھ [illegible] بائیں ہاتھ [illegible] داہنے ہاتھ [illegible] اور منہ پر مسح کیا [illegible]
عبداللہ نے کہا [illegible] عمر نے عمار کی بات پر قناعت نہیں کی ف [illegible]
[illegible] عن شقيق قال قال ابو موسى
لعبد الله وساق الحديث بقصته نحو حديث ابي معاوية غير انه قال فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم انما كان يكفيك ان تقول هكذا وضرب بيديه الى الارض فنفض
يديه فمسح وجهه وكفيه۔ ترجمہ اس روایت کا وہی ہے جو گذرا [illegible]
[illegible] ف [illegible]
[illegible] وہ لوگ جو کہتے ہیں تیمم [illegible] درست ہے [illegible]
[illegible] ہاتھ [illegible]
[illegible] عن
عبد الرحمن بن ابزى ان رجلا اتى عمر فقال اني اجنبت فلم اجد ماء فقال لا تصل فقال

عمار أما تذكر يا أمير المؤمنين إذ أنا وأنت في سرية فأجنبنا فلم نجد ماء فأما أنت فلم تصل وأما
أنا فتمعكت في التراب وصليت فقال النبي صلى الله عليه وسلم إنما كان يكفيك أن
تضرب بيديك الأرض ثم تنفخ ثم تمسح بهما وجهك وكفيك فقال عمر اتق الله يا عمار قال
قال إن شئت لم أحدث به قال الحكم وحدثنيه ابن عبد الرحمن بن أبزى عن أبيه مثل حديث
ذر قال وحدثني سلمة عن ذر في هذا الإسناد الذي ذكر الحكم قال فقال عمر نوليك
ما توليت ترجمہ عبدالرحمن بن ابزیٰ سے روایت ہے ایک شخص حضرت عمر پاس آیا اور کہا مجھے نہانے کی حاجت
ہوئی اور پانی نہ ملا آپ نے فرمایا نماز نہ پڑھ عمار نے کہا کیا یاد نہیں اے امیرالمومنین جب میں اور آپ ایک لشکر
میں تھے ہم دونوں کو نہانے کی حاجت ہوئی اور پانی نہ ملا تو آپ نے نماز نہ پڑھی اور میں مٹی میں لوٹا اور نماز پڑھی
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ کو کافی تھا اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارتا پھر پھونکتا پھر منہ اور
اور دونوں ہتھیلیوں پر مسح کرتا حضرت عمر نے کہا خدا سے ڈر اے عمار انہوں نے کہا اگر تم کہو تو میں یہ حدیث بیان نہ کروں عمار نے
کہ میں یہ حدیث بیان نہ کروں گا دوسری روایت میں ہے
ہے ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا ہم تم کو اسی کا والی کرتے ہیں جس کے تم والی بنے عن
عبد الرحمن بن أبزى أن رجلا أتى عمر فقال إني أجنبت فلم أجد ماء وساق الحديث وزاد فيه
قال عمار يا أمير المؤمنين إن شئت لما جعل الله علي من حقك لا أحدث به أحدا ولم يذكر
حدثني سلمة عن ذر ترجمہ عبدالرحمن بن ابزیٰ سے روایت ہے ایک شخص حضرت عمر پاس آیا اور بولا
مجھے نہانے کی حاجت ہوئی ہے اور پانی نہیں ملا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری اتنا زیادہ ہے
کہ عمار نے کہا اے امیرالمومنین خدا نے تمہارا حق مجھ پر کیا ہے اگر تم کہو تو میں یہ حدیث کسی سے
میں کسی سے اگر تم کہو تو یہ حدیث بیان نہ کروں عن عمير مولى ابن عباس أنه سمعه يقول أقبلت أنا وعبد
الرحمن بن يسار مولى ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم حتى دخلنا على أبي الجهيم
الحارث بن الصمة الأنصاري فقال أبو الجهيم أقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم
من نحو بئر جمل فلقيه رجل فسلم عليه فلم يرد رسول الله صلى الله عليه وسلم عليه حتى
أقبل على الجدار فمسح وجهه ويديه ثم رد عليه السلام ترجمہ عمیر سے روایت ہے جو مولیٰ
تھے ابن عباس کے میں اور عبدالرحمن بن یسار مولیٰ میمونہ کے ابوجہیم بن حارث کے پاس گئے

[illegible]

باب [illegible] عن ابی هریرة

انه لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی طریق من طرق المدینة وهو جنب فانسل

منه فذهب فاغتسل فتفقده النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما جاءه قال این کنت یا ابا هریرة

قال یا رسول اللہ لقیتنی وانا جنب فکرهت ان اجالسک حتی اغتسل فقال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ ان المؤمن لا ینجس ترجمہ ابوہریرہ سے

روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے مدینے کی ایک راہ میں اور جنب تھے تو کھسک

گئے اور غسل کرنے کو چلے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ڈھونڈا جب وہ آئے تو پوچھا

کہاں تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ جس وقت آپ مجھے ملے میں جنب تھا میں نے برا جانا آپ کے

پاس بیٹھا جب تک غسل نہ کر لوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ مومن کہیں
نجس ہوتا ہے **ف** خواہ زندہ ہو یا مردہ اور جنابت نجاست حکمی ہے نہ حقیقی اور کافر بھی مثل مسلمان
کے ہے جمہور علماء کے نزدیک یعنی طاہر ہے لیکن وہ نجس ہے بلحاظ نجاست اعتقاد کے اور بعض علماء کے
نزدیک کافر کی نجاست ظاہری ہے اور یہی قول ہے شیعہ کا [illegible] اور
لعاب اور [illegible] پاک ہیں خواہ [illegible] وضو یا جنب یا حائض یا نفسا ہو [illegible]
[illegible] (روایت کیا بخاری نے) **عن** حذیفة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لقيه و
هو جنب فحاد عنه فاغتسل ثم جاء فقال كنت جنبا قال إن المسلم لا ينجس **ترجمہ**
[illegible] روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ملے ان سے اور وہ جنب تھے تو وہ الگ ہو گئے [illegible] اور
کہا میں جنب تھا آپ نے فرمایا مسلمان نجس نہیں ہوتا **باب** ذكر الله تعالى في حال
الجنابة وغيرها جنابت کی حالت میں اللہ کا ذکر کرنا **عن** عائشة قالت كان
النبي صلى الله عليه وسلم يذكر الله على كل أحيانه **ترجمہ** روایت ہے
عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کو یاد ہر وقت کرتے تھے **ف**
اس حدیث سے معلوم ہوا جنابت کی حالت میں تسبیح و تہلیل و تکبیر کرنے درست ہے [illegible]
لیکن [illegible] قرآن [illegible] جنب یا حائض [illegible] درست نہیں جمہور علماء کے نزدیک
[illegible] **باب** جواز أكل المحدث الطعام وأنه
لا يكره في ذلك وأن الوضوء ليس على الفور بے وضو کھانا درست ہے
اور وضو [illegible] فوراً واجب نہیں ہے **عن** ابن عباس أن النبي صلى الله عليه و
سلم خرج من الخلاء فأتي بطعام فذكروا له الوضوء فقال أريد أن
أصلي فأتوضأ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پائخانہ
سے نکلے اور کھانا لایا گیا لوگوں نے آپ کو وضو یاد دلایا آپ نے فرمایا کیا میں نماز پڑھتا ہوں جو
وضو کروں **ف** [illegible] بے وضو کھانا [illegible] تلاوت قرآن
[illegible] **عن** ابن عباس يقول كنا عند
النبي صلى الله عليه وسلم فجاء من الغائط وأتي بطعام

فقیل لہ الا توضأ قال أ أصلي فأتوضأ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ پاخانہ سے نکلے کھانا لایا گیا لوگوں نے عرض کیا آپ وضو نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیوں کیا نماز پڑھنا ہے جو وضو کروں عن ابن عباس یقول ذهب رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الغائط فلما جاء قدم الیه طعام فقیل یا رسول الله الا توضأ قال لم اللصلوة ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانے کو تشریف لے گئے جب لوٹ کر آئے تو کھانا لایا گیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ وضو کیوں نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیوں کیا نماز پڑھنا ہے عن ابن عباس یقول ان النبی صلی الله علیه وسلم قضی حاجته من الخلاء فقرب الیه طعاما فاکل ولم یمس ماء قال وزادنی عمرو بن دینار عن سعید بن الحویرث ان النبی صلی الله علیه وسلم قیل له انك لم توضأ قال ما اردت صلوة فاتوضأ وزعم عمرو انه سمعه من سعید بن الحویرث ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانے سے فارغ ہوئے اس وقت کھانا لایا گیا آپ نے کھایا اور پانی کو ہاتھ نہ لگایا دوسری روایت میں یوں ہے لوگوں نے کہا آپ نے وضو نہیں کیا آپ نے فرمایا میرا قصد نماز پڑھنے کا نہ تھا جو وضو کرتا باب ما یقول اذا اراد دخول الخلاء پاخانہ جاتے وقت کیا کہے عن انس فی حدیث حماد کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل الخلاء وفی حدیث هشیم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا دخل الکنیف قال اللهم انی اعوذ بك من الخبث والخبائث ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانے میں جاتے تو فرماتے اللهم انی اعوذ بك من الخبث والخبائث یعنی یا اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تیری شیطان اور شیطانیوں سے یا پلیدی اور پلیدیوں سے یا نجاستوں سے یا شیاطین و معاصی سے عن عبد العزیز بهذا الاسناد وقال اعوذ بالله من الخبث والخبائث ترجمہ اس روایت میں یوں ہے اعوذ بالله من الخبث والخبائث باب الدلیل علی ان نوم الجالس لا ینقض الوضوء بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا عن انس قال اقیمت الصلوة ورسول الله صلی الله علیه وسلم نجی لرجل وفی حدیث عبد الوارث

باب ما یقول اذا اراد دخول الخلاء ... باب الدلیل علی ان نوم الجالس لا ینقض الوضوء

وَنَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاجِي الرَّجُلَ فَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ **ترجمہ** انس سے روایت ہے نماز کی تکبیر ہوئی اور آپ ایک شخص سے کان میں باتیں کرتے رہے یہانتک کہ لوگ سو گئے **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاجِي رَجُلًا فَلَمْ يَزَلْ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى بِهِمْ **ترجمہ** انس سے روایت ہے نماز کھڑی ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے کان میں باتیں کرتے رہے یہانتک کہ صحابہ سو گئے پھر آئے اور نماز پڑھی **عَنْ** قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُونَ ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّؤُنَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ إِي وَاللّٰهِ **ترجمہ** قتادہ سے کہا میں نے انس سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سو جاتے پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے پوچھا تم نے انس سے سنا انہوں نے کہا ہاں قسم اللہ کی **عَنْ** أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ أُقِيمَتْ صَلَاةُ الْعِشَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ لِي حَاجَةٌ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ ثُمَّ صَلَّوْا **ترجمہ** انس سے روایت ہے عشاء کی تکبیر ہوئی ایک شخص بولا مجھے کچھ کام ہے [illegible] آپ کھڑے ہو کر کان میں باتیں کرنے لگے یہانتک کہ لوگ یا کچھ لوگ سو گئے پھر نماز پڑھی۔

ف کان میں باتیں کرنا سو قت مکروہ ہے جب ایک شخص جدا ہو اور جماعت کے پاس [illegible] تو نماز کی تکبیر ہو جانے کے بعد باتیں ضروری ہونگی جو نماز پڑھی آپ نے [illegible] [illegible] بعضوں کے نزدیک مطلقاً نقض وضو ہے اور بعضوں کے نزدیک [illegible] [illegible] تکیہ لگا کر سو جائے یا رکوع اور سجدے میں ناقض نہیں [illegible] [illegible] کے نزدیک اگر مقعد زمین سے لگی ہے تو ناقض نہیں ورنہ [illegible] [illegible] اور اونگھ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

الحمد للہ والمنۃ کہ ربع اول صحیح مسلم مترجم اردو بنام [illegible] محی الدین جو کتب [illegible] [illegible] کا [illegible] ہو کر تمام ہوا اور ربع ثانی چھپنا شروع ہوا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسکو قبول فرماوے اور ربع ثانی کے تمام کرنے کی توفیق دے آمین۔

۲۹۷۶۲۵ - م - س

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔

ضابطۂ کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس [illegible] ایک ایک وقت میں [illegible] کتابیں ایک ماہ کے لیے لے سکیں گے

۲۔ اساتذۂ جامعہ عثمانیہ ایک وقت میں پانچ کتابیں ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے اور [illegible]

۳۔ طلبا ایم اے، ایم ایس سی، ایل ایل بی [illegible] دو کتابیں [illegible] اپنے پاس رکھ سکیں گے

طلبا بی اے [illegible] ایک کتاب [illegible] پندرہ دن کے لیے

۴۔ [illegible] کتاب [illegible] لے جا سکیں گے

۵۔ [illegible] کتابیں [illegible] واپس کی جائیں گی

۶۔ کتابیں [illegible] واپس نہ کی جائیں تو [illegible]

۷۔ کتابوں کی [illegible] ذمہ داری [illegible]

۸۔ [illegible] جائے گا

۹۔ [illegible] کتابیں [illegible]

۱۰۔ [illegible] کتابیں جاری کی جا سکیں گی